بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رفعت قرآن

جلد اول

ڈاکٹر زہرا بتول

ایسوی ایٹ پروفیسر آئی بی ٹی علما یونیورسٹی

اسسٹنٹ پروفیسر انڈس یونیورسٹی

اسسٹنٹ پروفیسر عثمان انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کراچی

ایسوسی ایٹ ٹیچر جامعہ کراچی، لیکچرار آغا خان ایجوکیشنل یونیورسٹی کراچی

Fazlee
BOOK

جملہ حقوق بہ حق مصنفہ محفوظ ہیں

کتاب: رفعتِ قرآن

مصنفہ: ڈاکٹر زہرا بتول

اشاعت: ۲۰۲۵

صفحات: ۸۵۵

پیشکش: فضلی بک، اردو بازار کراچی۔

021-32633887/

03362633887

انتساب

اس کتاب کا انتساب آٹھویں امام سیدنا علی رضاؑ بن موسیٰ کاظمؑ بن جعفرؑ بن باقرؑ بن زین العابدینؑ بن حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالب کے نام ہے، آپؑ کی کنیت ابوالحسن جبکہ القابات صابر، ذکی، ولی، رضی، وصی، رضا، سراج اللہ، نورالہدیٰ، قرۃ العین المومنین، کافی الخلق فاضل، صدیق ہیں۔

امام علی رضاؑ بے حد عمدہ اخلاق کے مالک تھے جبکہ آپؑ کی شخصیت تواضع اور انکساری کا بہترین نمونہ تھی آپؑ لوگوں سے ملاقات کے وقت متبسم رہتے۔ آپؑ غرباء، مساکین اور یتیموں کی خاص طور پر خبر گیری فرماتے ہوئے انھیں اپنے کھانے میں شریک فرماتے اور کھانے کا ایک حصہ ضروران کی خدمت میں پیش کرتے۔ آپؑ اپنے ہم نشینوں کے روبرو کبھی پیر نہ پھیلاتے اور نہ ہی ان کی موجودگی میں کبھی تکیہ سے ٹیک لگاتے۔

قرآن کریم کی تلاوت اور اشیاء کائنات میں غور و تفکر آپؑ کا خاص مشغلہ تھا، امام جعفر صادقؑ کے بعد امام علی رضاؑ نے لوگوں میں علم کی فیوض و برکات کو عام کیا آپؑ اس قدر بالغ نظر، عالم، فقیہ اور مجتہد تھے کے مشکل سے مشکل مسائل کو منٹوں میں حل کر دیا کرتے لوگ اپنے دینی مسائل کا حل آپؑ سے پوچھتے تاہم یہ بھی اللہ کا خاص کرم ہے کے اللہ نے آپؑ کو اپنے علم و فضل کے اظہار کے مواقع عطا فرمائے۔

ہر صدی کے اختتام پر اللہ ایک مجدد کامل لوگوں کی اصلاح اور دین اسلام کی تجدید کے لئے بھیجتے ہیں، چنانچہ اہل علم کے نزدیک بلا اتفاق حضرت امام علی رضاؑ تیسری صدی کے مجدد اسلام تھے۔ ابن اثیر اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا بھی اس بات پر مکمل اتفاق ہے۔

فہرست مضامین

حرف اول۔

باب(۱)۔تعارف قرآن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔43-32۔

معاد۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔اہم نکتہ۔

حوالہ کتب۔

باب(۲)۔عجائبات قرآن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔72-44۔

وحی۔وحی کے تین عناصر۔وحی متلو کی تعریف۔وحی غیر متلو کی تعریف۔اسماء قرآن اوران کے معانی قرآن کریم کی تدوین۔قرآن کے منازل۔مکی سورتوں کی خصوصیات۔مکی سورتوں کے مخاطبین۔ مکی سورتوں کے مضامین۔مکی سورتوں کے مضامین اوران کے بنیادی خصائص۔مدنی سورتوں کی خصوصیات۔مدنی سورتوں کے مخاطبین۔مدنی سورتوں کے مضامین۔مدنی سورتوں کے بنیادی مضامین اوراہم خصائص۔۱۔طوال۔۲۔مئین۔۳۔مثانی۔۴۔مفصل۔قرآنی آیات کے فکر وفلسفے کو سمجھنا۔مسلمانوں کے عروج وزوال کے اصل وجوہات۔قرآن کریم کی زبان عربی ہے۔

قرآن کریم اور مسلمانوں کے عقائد۔۱۔قرآن کریم اللہ کا کلام ہے۔۲۔قرآن کریم کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نزول۔۳۔قرآن کریم کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ نے خود لی ہے۔

حوالہ کتب۔

باب(۳)نظم القرآن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔116-73۔

قرآنی اغلاط نکالنے کا ادارہ۔بائبل میں تضاد۔قرآن کریم کی سات معروف قراءت (سبعہ قراءت)۔تفسیر قرآن۔کلام عرب سے استفادہ۔قرآن کریم کا اسلوب۔

۱۔التفات۔ ۲۔تصریف آیات۔ ۳۔حذف۔ ۴۔ایجاز۔ ۵۔تفصیل بعدالاجمال۔
۶۔عودعلی البداء۔ ۷۔تمثیلات۔ ۸۔تقابل۔ ۹۔قسم۔قرآن کی قسمیں اوررسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس۔قرآن کریم میں صوتی ہم آہنگی (غنائیت)۔حوالہ کتب۔

باب(۴)قرآن کریم بنی نوع انسانیت کے لئے ہدایت اوررہنمائی۔۔۔ص۔117-125۔

قرآن ہدایت ہے۔۱۔الہدیٰ۔ ۲۔دین حق۔دین اسلام کاغلبہ دنیاکے تمام ادیان پرہے۔ارشادات خداوندی۔حوالہ کتب۔

باب(۵)مسلمانوں پرقرآن کریم کے حقوق۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔126-174۔

۱۔ایمان وتعظیم(قرآن کریم پرکامل یقین)۔متقین کی صفات۔ارشادات خداوندی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔امیرالمومنین حضرت علیؓ کے اقوال۔اہم نکتہ۔
۲۔تلاوت وترتیل(قرآن کریم کی تلاوت کرنا)۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔
۳۔تذکیروتدبر(قرآنی آیات پرتفکر،تدبر،غوروفکراورریسرچ کرنا)۔
۴۔حکم واقامت،اطاعت گزاری(اللہ کے احکامات پرعمل کرنا)۔ارشادات خداوندی۔
اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اوراطاعت۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔
امیرالمومنین حضرت علیؓ کے اقوال۔اسم الحکم کانظام کائنات میں کردار۔
ارشادات خداوندی۔امیرالمومنین حضرت علیؓ کے اقوال۔
۵۔تبلیغ وتبین(قرآنی تعلیمات کولوگوں تک پہنچانا)۔انقلاب۔اسلام کی تبلیغ واشاعت۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاارشاد۔عہدرسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔پوری دنیامیں اشاعت اسلام۔تکمیل دین۔
حوالہ کتب۔

باب(۶)۔قرآن کریم اورعلم ریاضی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔175-484۔

قرآن کریم میں موجودکچھ الفاظ کی تعداد۔علم ریاضی/علم حساب۔اعداد۔امام غزالی۔
۱۔علم ریاضی۔علم ریاضی کی تاریخ۔

ا۔اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کوعلم الاسماءعطا فرمائے۔زراعت کی ابتداء۔علم طب۔
حضرت آدم علیہ السلام اورعلم ریاضی۔
۲۔حضرت ادریس علیہ السلام۔حضرت ادریس علیہ السلام اورعلم ریاضی۔ٹاؤن پلائننگ۔دیگر علوم وفنون پرحضرت ادریس علیہ السلام کی دسترس۔حضرت ادریس علیہ السلام کوزندہ آسمان پر اٹھایا گیا۔
۳۔حضرت نوح علیہ السلام۔حضرت نوح علیہ السلام اورعلم ریاضی۔کشتی نوح۔
۴۔حضرت ھودعلیہ السلام۔قوم عادکی جسمانی قوت۔قوم عاد پر بھیجے جانے والے عذاب میں علم ریاضی۔گردبار۔
۵۔حضرت صالح علیہ السلام۔قوم ثمود پرتین دن بجلی کا عذاب اورعلم ریاضی۔
۶۔حضرت ابراہیم علیہ السلام۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چالیس دن کے لئے آگ میں ڈالے جانا۔تعمیرکعبہ۔تعمیرکعبہ میں علم ریاضی کے اصول۔بیت المعمور۔بیت المعمورمیں ریاضی کے اصول
۷۔حضرت اسماعیل علیہ السلام۔صفاءاورمروہ کےسات چکر۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کامتواتر تین دن کا خواب۔
۸۔حضرت لوط علیہ السلام۔قوم لوط پرعذاب الٰہی کی کیفیت۔
۹۔حضرت اسحاق علیہ السلام۔
۱۰۔حضرت یعقوب علیہ السلام۔
۱۱۔حضرت یوسف علیہ السلام اورعلم ریاضی۔حضرت ویسف علیہ السلام اوراہرام کی ٹیکنالوجی۔
علم ہندسہ(جیومیٹری)۔خلاءلہروں کا مجموعہ ہے۔ضابطہ۔علم سیارگان۔
۱۲۔حضرت شعیب علیہ السلام۔مدین اوراصحاب ایکہ دوالگ الگ اقوام ہیں۔
حضرت شعیب علیہ السلام کامقام بعثت۔
ناپ تول/حساب کتاب میں کمی۔ایکہ والے۔محدودحواس کا قانون۔

۱۳۔حضرت یونس علیہ السلام۔اللہ کے اذن کے بغیر حضرت یونس علیہ السلام کا ازخود ہجرت۔
حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی کے پیٹ میں دعا۔قوم یونس چالیس روز تک اللہ سے وتبہ استغفار کرتی رہی۔قوم اشور کا انجام۔
۱۴۔حضرت ایوب علیہ السلام۔صبر ایوب علیہ السلام۔
۱۵۔حضرت موسیٰ علیہ السلام۔چالیس برس تک من وسلویٰ کا نزول۔بنی اسرائیل کے بارہ نقیب اور بارہ پانی کے چشمے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کوہ طور پر چالیس روز تک کے لئے جانا اور تجلی کا دیدار۔قوم موسیٰ کے 70 افراد کی پکڑ۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تمام علوم اور حکمت اللہ نے سیکھائی۔
۱۶۔حضرت ہارون علیہ السلام۔حضرت ہارون علیہ السلام کی فصاحت
(الفاظ کی Perfect Caculation)۔
۱۷۔حضرت یوشع بن نون۔قوم بنی اسرائیل 40 برس تک صحرا میں بھٹکتی رہی۔حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم بنی اسرائیل کی 40 برس تک دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کرتے رہے۔
۱۸۔سموئیل نبی۔
۱۹۔حضرت طالوت علیہ السلام۔جالوت سے جنگ۔حسابی پہلو۔
۲۰۔حضرت داؤد علیہ السلام۔پتھروں کی زبان۔جالوت سے مقابلہ۔حضرت داؤد علیہ السلام کے معجزات۔لوہے کا دور۔لوہے کے فوائد۔حسابی پہلو۔پرندوں کی بولی۔
۲۱۔حضرت سلیمان علیہ السلام۔حضرت سلیمان علیہ السلام کے معجزات۔قوت فیصلہ۔
عدل وانصاف کا نفاذ۔حضرت سلیمان علیہ السلام
کا ہوا پر اختیار۔حضرت سلیمان علیہ السلام کا جنات اور شیاطین پر مکمل اختیار۔مسجد اقصیٰ کی تعمیر۔
حسابی پہلو۔حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات۔
۲۲۔حضرت الیاس علیہ السلام۔حسابی پہلو۔

۲۳۔حضرت الیسع علیہ السلام۔حسابی پہلو۔
۲۴۔حضرت ذوالکفل علیہ السلام۔حسابی پہلو۔
۲۵۔حضرت عزیر علیہ السلام۔سانس کا حساب۔
۲۶۔حضرت زکریا علیہ السلام۔حضرت زکریا علیہ السلام کا صاحب اولاد ہونا۔حسابی پہلو۔
۲۷۔حضرت یحییٰ علیہ السلام۔حضرت یحییٰ علیہ السلام کی دینی تعلیمات۔حضرت یحییٰ علیہ السلام کا قتل۔حسابی پہلو۔
۲۸۔حضرت عیسیٰ ابن مریم۔حضرت عیسیٰ ابن مریم کے معجزات۔حضرت عیسیٰ ابن مریم کا آسمان پر اٹھایا جانا۔قیامت سے قبل ظہور عیسیٰ ابن مریم۔حسابی پہلو۔فزکس۔زندہ کرنے کا علم۔
۲۹۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔40 برس میں اعلان نبت اور رسالت۔احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں علم الاعداد اور علم حساب کا تذکرہ۔
مشہور مسلمان ریاضی دان۔۱۔ابوجعفر محمد بن موسیٰ الخوارزمی۔۲۔جابر بن حیان۔۳۔الماھانی۔۴۔الجوھری۔۵۔بنوموسیٰ (تین بھائی)۔۶۔ثابت بن قرہ۔۷۔احمد بن یوسف۔
۸۔ابوکامل شجاع۔۹۔سنان ابن ثابت۔۱۰۔ابراہیم ابن سنان۔۱۱۔القبصی۔۱۲۔الخازن۔
۱۳۔الخوارزمی۔۱۴۔ابوالوفاء البوزجانی۔۱۵۔الجیلی۔۱۶۔النجدی۔۱۷۔الکرجی۔
۱۸۔ابن یونس۔۱۹۔السنجری۔۲۰۔ابن عراق۔۲۱۔ابن سینا۔۲۲۔البغدادی۔
۲۳۔ابن الہیثم۔۲۴۔النسوی۔۲۵۔البیرونی۔۲۶۔الجیانی۔۲۷۔ابواسحاق الزرقالی۔
۲۸۔عمر خیام۔۲۹۔الاقلیدسی۔۳۰۔جابر بن افلح۔۳۱۔شرف الدین طوسی۔
۳۲۔نصیر الدین طوسی۔۳۳۔السمرقندی۔۳۴۔المغربی۔۳۵۔الشیرازی۔
۳۶۔کمال الدین۔۳۷۔ابن البناء المراکشی۔۳۸۔الخلیلی۔۳۹۔الاموی۔۴۰۔الکاشی۔
۴۱۔قاضی زادہ الرومی۔۴۲۔الغ بیگ۔۴۳۔القلصاوی۔
قرآن کریم کا حسابی پہلو۔اسم الباری۔ارشادات خداوندی۔امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال

وقت (عصر)۔شمسی سال۔قمری سال۔مہینہ (شہر)۔دن (یوم)۔گھنٹہ۔سیکنڈ (ساعت)۔
ملی سیکنڈ۔مائیکروسیکنڈ۔پیکوسیکنڈ۔آٹوسیکنڈ۔نینوسیکنڈ۔دودنوں میں آسمان کی تخلیق۔
آسمان اللہ کی باشعور مخلوق ہے۔زمین کی تخلیق اور اس کا پھیلاؤ۔مٹی۔قرآن کریم کی روشنی میں مٹی
کی اقسام۔۱۔تراب۔۲۔طین۔۳۔طین لازب۔۴۔حمأ مسنون۔۵۔صلصال من حمأ
مسنون کالفخار۔دودنوں میں زمین کی تخلیق۔
چاردنوں میں زمینی مخلوق کی تخلیق۔زمینی مخلوق۔پہاڑ اللہ کی باشعور مخلوق ہے۔پہاڑ کی مختلف رنگت
پہاڑ بھی سانس لیتے ہیں۔دن (النھار)۔ہر دن اللہ کی ایک نئی شان۔الیل (رات)۔
قسم ہے الیل (رات) کی۔شمس (سورج)۔قمر (چاند)۔کائنات میں بے شمار چاند۔
ستارے/سیارے۔طارق/ثاقب (روشن ستارے)۔ستاروں کی پیدائش کی سائنسی توجیہات۔
بارش۔بارش کا سسٹم/بادل۔بارش کے بتدریج مراحل۔بارش سے قبل مٹی کی خوشبو۔بوجھل
ہوائیں۔آب زم زم۔کرہ ہوائی۔نظام شمسی میں موجود دیگر سیاروں کی کرہ ہوائی۔۱۔عطارد۔
۲۔زھرہ۔۳۔مریخ۔۴۔مشتری۔۵۔زحل۔۶۔یورینس۔۷۔نیپچون۔۸۔پلوٹو۔
نباتات (پھول، پھل، درخت، جڑی بوٹیاں)۔کاربن خیز دور۔الجی۔کائی۔فرن۔آبی پودے۔
درختوں اور پودوں کی اقسام۔درختوں اور پودوں کی افزائش۔انسان۔Sperm کی تخلیق۔
فرشتے۔آسمان اور زمین۔قدر/مقدار/اندازہ/پیمانہ/تناسب/توازن۔ارشادات خداوندی۔
مقداروں کا علم۔۱۔تناسب۔۲۔تناسب اعضاء۔۳۔تناسب اضلاع مناظرہ۔
۴۔تناسب مرکب۔۵۔تناسبات۔۶۔تناسب مسلسل۔۷۔تناسب اجزاء۔۸۔تناسب مفرد۔
۹۔تناسب منقلب۔۱۰۔تناسب جیوب۔۱۱۔تناسب لفظی۔۱۲۔خطی تناسب۔
۱۳۔متصل تناسب۔۱۴۔ضعیف تناسب۔۱۵۔مرکزی تناسب۔۱۶۔منفصل تناسب۔
۱۷۔نسبت تناسب۔وزن/میزان/توازن۔اسلامی عقائد اور عبادات میں اعداد اور حساب۔
۱۔توحید۔۲۔رسالت۔رسول، انبیاء اور پیغمبروں کی تعداد۔اولوالعزم پیغمبر۔۳۔آسمانی/الہامی

کتب اور صحائف ۔قرآن کریم کا دلنشین اسلوب، سورتوں کے جوڑے اوران کے گروپس۔
۴۔ ملائکہ/ فرشتے ۔ ۵۔صلوۃ/ نماز ۔ ۶ ۔صوم/ ورزے ۔شب قدر ۔ ۷ ۔زکوۃ ۔ ۸ ۔ حج ۔
جنت کے دروازے ۔ جنت کے سات نام ۔ اہل جنت ۔ دوزخ کے سات طبقات ۔ امت ۔
سزائیں/ حدود ۔ زنا ۔ سرقہ/ چوری ۔ بہتان ۔ نان نفقہ ۔ طلاق ۔ ایلاء(صحبت نا کرنے کی قسم)
ظاہر ۔لعان ۔ عدت ۔حق وراثت ۔حق حضانت ۔ قانون شہادت اورخواتین ۔حوالہ کتب ۔

باب (۷) سورتوں کے مضامین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص ۔485-491۔

اعوذ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ۔شیطان مردود ۔شیاطین کی اولادیں ۔شام کو شیطان گھر میں داخل نا ہو سکے ۔بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔حوالہ کتب ۔

۱۔سورہ الفاتحہ (دیباچہ/ افتتاح)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص ۔492-503۔

نام ۔زمانہ نزول ۔مضامین ۔سورہ الفاتحہ کے تین اجزاء ۔آمین ۔حوالہ کتب ۔

۲۔سوہ البقرہ (گائے)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص ۔504-555۔

نام ۔زمانہ نزول ۔بقرہ/ گائے ۔مضامین ۔۱ ۔اقسام انسان ۔مومنین کی پانچ صفات ۔
منافقین کے خصائل ۔کفار کے خصائل ۔ ۲ ۔اعجاز قرآن ۔ ۳ ۔حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ ۔
۴ ۔قوم بنی اسرائیل کے حالات ۔ ۵ ۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ ۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ۔آیت الکرسی کے فضائل ۔حروف مقطعات ۔الصوم (روزہ)۔
ارشادات خداوندی ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ۔پیر اور جمعرات کا روزہ ۔جمعہ کے دن روزہ رکھنے کی ممانیت ۔روزے کا تاریخی پس منظر ۔شب قدر کی اہمیت اور فضیلت ۔
امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال ۔اہم نکتہ ۔مچھروں کی مثال ۔حوالہ کتب ۔

۳۔سورہ آل عمران (عمران کا خاندان)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص ۔556-567۔

نام ۔زمانہ نزول ۔مضامین ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ۔سود کی حرمت ۔غزوہ بدر ۔
غزوہ احد ۔حوالہ کتب ۔

۴۔سورہ النساء(خواتین)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔568-603۔
نام۔زمانہ نزول۔مضامین۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔حق وراثت۔حرمت شراب۔
ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات،امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔
اہم نکتہ۔قتل۔ارشادات خداوندی۔قاتل کو مقتول کے بدلے میں قتل کر دینا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔دیت۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔اہم نکتہ۔
حوالہ کتب۔
۵۔سورہ المائدہ(دسترخوان)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔604-611۔
نام۔زمانہ نزول۔مضامین۔طہارت اور پاکیزگی۔ا۔روحانی پاکیزگی۔۲۔اخلاقی پاکیزگی۔
۳۔جسمانی پاکیزگی۔۴۔غذائی پاکیزگی۔وضو۔وضو کے بعد کی دعا۔تیمم۔تیمم کا طریقہ۔
حوالہ کتب۔
۶۔سورہ انعام(جانور)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔612-626۔
نام۔شان نزول۔مضامین۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔حلال اور حرام جانور۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حوالہ کتب۔
۷۔سورہ اعراف(جنت اور دوزخ کے درمیان حائل ایک دیوار)۔۔۔۔ص۔627-677۔
نام۔حیات کا قدم۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔غیب کی دنیا۔شان نزول۔مضامین۔لباس کی
اہمیت۔قوم عاد پر عذاب الہی۔احقاف۔حضرت ھود علیہ السلام۔حضرت ھود علیہ السلام کا شجرہ
نسب۔قوم عاد۔شہاب ثاقب۔قوم عاد پر آندھی کے عذاب کی کیفیت۔آندھیوں سے متعلق
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث۔گردبار۔قوم ثمود پر عذاب الہی۔قوم ثمود کی اجمالی تاریخ۔
حضرت صالح علیہ السلام کا نسب۔قوم عاد کی جانب آپ کی بعثت۔قوم ثمور پر بجلی کا عذاب۔
العلاء اور الحجر۔وادی حجر اور دیگر ممنوعہ علاقوں میں نماز پڑھنے سے متعلق فقہاء کرام کی رائے۔
حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر عذاب الہی۔مدین اور اصحاب ایکہ دو الگ الگ اقوام ہیں

حضرت شعیب علیہ السلام کا نام ونسب حضرت شعیب علیہ السلام کا مقام بعثت۔اہل مدین۔
ایکہ والے۔عہد روز الست۔حوالہ کتب۔
۸۔انفال(مال غنیمت)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔678-691۔
نام۔شان نزول۔مضامین۔مال غنیمت۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔حق اور باطل میں فرق۔
حوالہ کتب۔
۹۔سورہ التوبہ(براۃ)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔692-717۔
نام۔شان نزول۔مضامین۔دین اسلام کی سربلندی۔ارشادات خداوندی۔دین کا لغوی معنی۔
دین اور مذہب کا فرق۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔تکمیل دین۔امیر المومنین حضرت علیؑ
کے اقوال۔اہم نکتہ۔زکوۃ۔زکوۃ کا پس منظر اور ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔اہم نکتہ۔زکوۃ کے چند معاشی فوائد۔
مسجد ضرار۔حوالہ کتب۔
۱۰۔سورہ یونس(حضرت یونس علیہ السلام کا نام)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔718-752۔
نام۔شان نزول۔مضامین۔الحمد اللہ رب العالمین(تمام تعریفیں عالمین کے رب کے لئے)۔
تمام تعریفیں رب العالمین کے لئے۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔امت میں اختلاف/تفرقہ۔
ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔
اہم نکتہ۔اللہ نے ہر امت کے لئے رسول بھیجا ہے۔حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ۔قوم اشور پر
حضرت یونس علیہ السلام کی بعثت۔اللہ کے اذن کے بغیر حضرت یونس علیہ السلام کی ازخود ہجرت۔
حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی کے پیٹ میں دعا۔قوم اشور کا انجام۔حوالہ کتب۔
۱۱۔سورہ ھود(حضرت ھود علیہ السلام کا نام)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔753-771۔
نام۔شان نزول۔مضامین۔حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ۔قوم نوح۔طوفان عظیم۔طوفان نوح

میں پیغام۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔حوالہ کتب۔

۱۲۔سورہ یوسف (حضرت یوسف علیہ السلام کا نام)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔772-808۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ۔حوالہ کتب۔

۱۳۔سورہ رعد (بادلوں پر متعین فرشتوں کا نام)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔809-855۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔ملائکہ/فرشتے۔کروموسوم۔کروموسوم کے اجزاء ترکیبی۔

ملائکہ یا فرشتے۔امور تکوینی میں ملائکہ کا کردار۔ملائکہ کے خدوخال۔کائناتی نظام۔ملائکہ کی اقسام

۔ا۔ملائکہ نورانی۔۲۔ملاءالاعلیٰ۔۳۔ملائکہ سماوی۔۴۔ملائکہ عنصری۔انسانی ارواح۔

۵ حضیرۃ القدس۔۶۔ملائکہ اسفل۔فرشتوں کے کام۔وہ ملائکہ جن کا قرآن کریم میں بالخصوص ذکر

آیا ہے۔ا۔حضرت جبرائیل علیہ السلام۔۲۔حضرت میکائیل علیہ السلام۔۳۔حضرت اسرافیل

علیہ السلام۔۴۔حضرت عزرائیل علیہ السلام کافروں کی ارواح۔مومنین کی ارواح۔

۵۔کراماً کاتبین۔نامی اعمال۔۶۔ہاروت وماروت۔۷۔رضوان (داروغہ جنت)

۸۔مالک (داروغہ دوزخ)۔۹۔زبانیہ (دوزخ کے فرشتوں کے نام)۔۱۰۔رعد (بادلوں پر

مامور فرشتے) ۱۱۔مومنین کی مدد اور مغفرت کرنے والے فرشتے۔۱۲۔منکرین کے لئے لعنت

کرنے والے فرشتے۔احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملائکہ کا ذکر۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔

فرشتوں کی صلاحیتیں۔فرشتوں کی غذا۔ملائکہ کی عبادات۔فرشتوں کو مشقت میں ڈالنے والا عمل۔

حوالہ کتب۔

حرف اول

يَآاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِى الۡاَمۡرِ مِنۡكُمۡ فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِىۡ شَىۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ‌ؕ ذٰ لِكَ خَيۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِيۡلًا

(النساء۔۵۹)

ترجمہ۔اے ایمان والو! اللہ کی فرمانبرداری کرواور رسول کی فرمانبرداری کرواوران لوگوں کی جوتم میں سے حاکم ہوں، پھر اگر آپس میں کسی چیز میں جھگڑا کروتو اسے اللہ اوراس کے رسول ﷺ کی طرف لاؤ اگرتم اللہ پر اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہو، یہی بات اچھی ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت بہتر ہے۔

قرآن کریم ایک مکمل آئین مملکت اور قوانین ریاست کے نفاذ کی نا صرف ہدایت دیتا ہے بلکہ ان کی وضاحت بھی کرتا ہے۔

مندرجہ بالا آیت اسلام کے مکمل مذہبی، سیاسی اور تمدنی نظام کی بنیاد ہے۔

اسلامی مملکت کا آئین یعنی Constitution قرآن کریم کے غیر متبدل اصولوں کا ہی دوسرا نام ہے چنانچہ تمام نظام مملکت انھی قرآنی اصولوں کی حدود میں سرانجام دئے جائیں گے جس کا مقصد نظام عدل کو مملکت میں توازن کے ساتھ قائم رکھنا ہے۔

نہایت سادہ اور عام فہم بات تو یہ ہے کے اللہ کی زمین پر پہلا حق یہ ہے کے **اللہ کا نظام پوری قوت کے ساتھ نافذ کر دیا جائے**، کیونکہ قرآن کریم میں طاغوتی اور باطل نظام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے سے متعلق تو بے شمار آیات موجود ہیں، لیکن قرآن کریم میں ایک آیت بھی ایسی نہیں جس میں یہ بتایا گیا ہو کے مسلمان طاغوت یا باطل نظام کے تابع ہو کر کس طرح سے رہے گا؟

اس کا واضح مطلب یہ ہے کے ہر مسلمان کی تربیت میں دنیا کی بے وقعتی اور موت بالخصوص شہادت کی آرزو کا لازمی درس ضروری ہے کیونکہ شجاعت اور بہادری سے ہی دنیا کے بڑے چیلنجز

سے نبٹا جاسکتا ہے، تاہم اگر دل میں مال، اولاد اور دنیا کی محبت استوار ہوگئی تو اس کا واضح مطلب یہ ہے کے اب ایسا انسان با آسانی Compromise ہو جائے گا۔

فوری سوال یہ پیدا ہوتا ہے کے یہ کیسے ممکن ہے جب آوے کا آوا ہی بگڑا ہو؟

دوسرا اہم سوال جو عام شہری کے ذہن میں اٹھتا ہے، وہ یہ کے ہمارے پاس نا کوئی بڑا منصب ہے اور نا اختیارات تو بھلا ہم کس طرح سے اس نظام کی تبدیلی یا اللہ کے دین کے نفاذ میں اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں؟

پہلے سوال کا جواب تو یہ ہے کے تمام اعلیٰ عہدے داران، سیاست دان، قانون دان، اشرافیہ اور اونچے مناصب پر بیٹھے سرکردہ افراد اپنے تئیں نفاذ دین کی پرخلوص اور عملاً کوشش کریں، نیز پارلیمنٹ میں قانون سازی کے ذریعے ملک کو ایک اسلامی فلاحی ریاست بنانے کے لئے سنجیدہ اقدامات کئے جائیں، کیونکہ سب سے زیادہ قابل گرفت یہی طبقہ ہے کیونکہ اللہ نے اپنی زمین پر سب سے زیادہ طاقت، اقتدار اور اختیار اسی طبقے کو دیا ہے تا کہ تم اس اقتدار اور اختیار کو اللہ کے دین کے نفاذ پر سرف کرو، کیونکہ قرآنی تعلیمات میں سیاست کے معنی احکومت کا لوگوں کے مابین عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرنا، معاشرے کو ظلم وستم سے نجات دینا، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تبلیغ واشاعت کرنا اور رزق حرام کی سختی سے مذمت کرنا ہے، جبکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی **ریاست مدینہ** میں عملاً نظام عدل وانصاف کو قائم فرما کر اس کی مثال قائم کی، دوسری جانب دنیا کے تمام اعلیٰ دماغ اور اہل علم افراد کا اس بات پر مکمل اتفاق ہے کے ہر ملک میں ایسے قوانین کی شدید ضرورت ہے جو انسانوں کو بہترین زندگی کا سلیقہ سکھائے، جس کو دین کہتے ہیں، اس اعتبار سے تمام انبیاء کرام، پیغمبران اسلام، خلفاء راشدین اور صحابہ کرام یہ سب کے سب کامیاب سیاستدان تھے، جنھوں نے اللہ کی زمین پر اللہ کے نظام کے نفاذ کے لئے بھرپور کوششیں کیں یہی نہیں بلکہ طاغوتی نظام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔

دوسرا سوال ملک کے ہر شہری اور نوجوان کا ہے، جس کا جواب نہایت آسان اور عام فہم ہے۔

نفاذ دین کا آسان مطلب یہ ہے کے اللہ کے احکامات کی پیروی ہر سطح پر کی جائے، چنانچہ شہری، دیہاتی اور دیگر طبقاتی سطح پر ہر شخص اللہ کے احکامات کی پیروی کا پابند ہے، ہر شخص اپنا کام

ایمانداری سے کرے، سچ بولے، رزق حلال کمائے، علم حاصل کر کے اس پر عمل کرے، وقت پر عبادات کی بجا آوری کرے، والدین کی خدمت، پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک، رشتے داروں کے حقوق کی ادائے گی، صبر وتحمل، عفو درگزر، عدل وانصاف، احترام انسانیت، ناپ تول میں ایمانداری، لین دین میں دیانت داری، دھوکہ اور ملاوٹ سے گریز وغیرہ، یہ وہ تمام اخلاق حسنہ ہیں جن کے ذریعے بتدریج ریاست مدینہ کا قیام عمل میں آنا شروع ہو جائے گا۔

ریاست مدینہ کسی عمارت کا نام نہیں جو تعمیر کی جائے گی بلکہ **ریاست مدینہ** کا اصل مطلب اور مقصد اس ریاست کا ہر شہری اعمال صالح کا پابند ہوتا چلا جائے جیسے جیسے افراد اعمال صالح کے عادی ہوتے چلے جائیں گے، ویسے ویسے **ریاست مدینہ** استوار ہوتی چلی جائے گی، اس میں والدین، اساتذہ، مذہبی دانشوروں اور اہل علم کے کردار کو خصوصی اہمیت حاصل ہے، کیونکہ وہ بچوں کی تربیت میں اس بات کا خاص اہتمام کریں کے بچہ بچپن سے ہی بہادر، ایماندار، سچا اور اعلیٰ اخلاق کا مالک بنے، یہی وجہ ہے کے دین اسلام میں چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو بھی بہت زیادہ اہمیت دی گئی جبکہ چھوٹی سے چھوٹی برائی سے بھی گریز کا سختی سے حکم دیا گیا، یہ حکم اسی لئے دیا گیا کے چھوٹا سا نیک عمل بھی ریاست کو مضبوط کرنے میں اپنا اہم کردار ادا کرتا ہے جبکہ چھوٹی سی برائی بھی نظام یا ریاست کی بنیاد کو کھوکھلا کرنے میں اپنا کردار ادا کرتی ہیں، چنانچہ ریاست کے ہر فرد اور ہر شہری کی یہ اولین ذمہ داری ہے کے وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی جیتی جاگتی تصویر بن جائے، اور اس کے نفاذ کے لئے نہایت سنجیدگی سے عمل پیرا ہو، کیونکہ جب ریاست کا ہر فرد اور شہری اپنے تئیں یہ سوچے گا کے میرا یہ چھوٹا سا نیک عمل جو بظاہر تو قابل ذکر نہیں ہے لیکن نظام کی مضبوطی میں اس کے کچھ اثرات تو کہیں نا کہیں ضرور مرتب ہو رہے ہیں، چنانچہ اسی عزم کے ساتھ جب لوگ اپنے حصے کا کام ایمانداری اور دیانت داری سے انجام دیں گے، تو دیکھتے ہی دیکھتے از خود **ریاست مدینہ** نا صرف قائم ہو گی بلکہ بتدریج مضبوط بنیادوں پر استوار بھی ہوتی چلی جائے گی، یہ نہایت اہم اور قابل غور نکتہ ہے، جس پر عمل وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

اسلامی ضابطہ حیات کے معانی نظام ریاست، نظام حکومت، نظام سیاست، نظام معاشرت، نظام مملکت اور کل نظام کائنات میں اللہ کے دین کا نفاذ اور اس کی دین کی عمل داری ہے، یعنی اسلامی

ضابطہ حیات کو بہت آسان لفظ میں دین اسلام کہا جا سکتا ہے۔

دین سے مراد اللہ کا عطا کردہ نظام زندگی ہے جو انسان کی آزادی اور پابندی کی حدود کا تعین کرتی ہے، اور اسی کے تحت انسانی اعمال کے نتائج بھی مرتب ہوتے ہیں، تاہم جب بھی انسان اپنے آپ کو اللہ کے نظام کے تابع لے آئے گا تو وہ دوسرے انسانوں اور ان کے بنائے ہوئے نظام کی محکومی سے خود بخود آزاد ہو جائے گا، اسی وجہ سے قرآن کریم میں مالک یوم الدین کی اصطلاح بھی استعمال کی گئی یعنی وہ تمام فیصلے جو قوانین خداوندی کے مطابق کئے گئے ہوں وہ دینی فیصلے کہلائے جاتے ہیں۔

دین سے مراد وہ نظام زندگی ہے، جو زندگی کے تمام پہلوؤں پر حکمران ہو اس کی پشت پر قوت نافذہ ہو۔ جماعت مسلمین کی زندگی میں جب دین اپنے اس مفہوم کے ساتھ حقیقت کا روپ اختیار کر لے تب ہی وہ اس دنیا میں بلندی تک پہنچ سکتی ہے۔

اسلامی ممالک کا منشور دراصل قرآن کریم کے غیر متبدل اصولوں کا نام ہے تاہم تمام ممالک اسلامیہ کے کل کاروبار زندگی انھی اصولوں کے ماتحت ہونا چاہئے اسی کو دین کہتے ہیں۔ جب انسان اللہ کے دین کا تابع اور فرمانبردار ہو جائے گا، تو وہ ہر قسم کی محکومی سے آزاد ہو جائے گا۔

دین وہ قانون، دستور اور ضابطہ حیات ہے جو اللہ کی طرف سے ملا ہو اور دین اپنی اصل شکل میں قرآن کریم کی شکل میں قیامت تک دنیا میں موجود رہے گا۔

میر سید شریف لکھتے ہیں! دین ایک الٰہی دستور ہے تاہم دین اللہ کی طرف منسوب ہے، ملت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہے اور مذہب مجتہد کی طرف منسوب ہے۔

اسلام ہر فرد کے لئے سلامتی کا راستہ متعین کرتا ہے، جس کے دائرے میں ضمیر، عقل، اعضاء، گھر خاندان، معاشرے، بشریت اور انسانیت کی سلامتی شامل ہے، دوسری جانب یہی دین اسلام کل بنی نوع انسانیت کی زندگی کے ہر شعبے اور گوشے کو بھی سلامتی کے دائرے میں محصور رکھتے ہوئے اس سلامتی کو کائنات کے ساتھ ہم آہنگ کرتا ہے، کیونکہ اللہ رب العزت بذات خود سراسر سلامتی ہے، یہ ہمہ گیر اور ہمہ جہت سلامتی صرف اسلامی نظام حیات اور اسلامی شریعت کے قوانین میں پوشیدہ اور مستور ہے۔

اللہ نے انسان اور اس کی فطرت کو تخلیق کیا، پھر فطری تقاضوں کے عین مطابق اسلامی نظام حیات وضع کئے اور اہل ایمان کے لئے دین اسلام کو پسند کیا، یہ بنی نوع انسانیت سے اللہ کی شفقت ہے۔

امیر المومنین حضرت علیؓ فرماتے ہیں! دین محض پیروی ہے اس میں انسان کی اپنی ذاتی رائے کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔

دین کو اپنی پناہ گاہ اور عدل کو اپنی تلوار بنا لو تو تم ہر برائی سے بچے رہو گے اور تم ہر دشمن پر غالب آ جاؤ گے۔(حضرت علیؓ)

اللہ تبارک تعالی دین کو صرف اپنے چنے ہوئے خاص بندوں اور اپنی مخلوقات میں سے نہایت چنے ہوئے افراد کو عطا فرماتا ہے۔(حضرت علیؓ)

جان لو کے دین کا اول تسلیم اور اس کا آخر اخلاص ہے۔(حضرت علیؓ)

دنیا کے اعلیٰ ترین نظام اپنے انتخاب میں بہت محتاط ہوتے ہیں اور اعلیٰ ترین امتحانات کے ذریعے بہترین اذہان چنے جاتے ہیں، تاکہ چھوٹی سی دنیا کے چھوٹے سے نظام کو چلایا جا سکے پھر کیا خدائے بزرگ و برتر، قرآنی نظام کو چلانے کے لئے ان لوگوں کو چنے گا جو ہمارے اردگرد اسلام کا چوغہ پہنے ہمیں نظر آتے ہیں؟ کیا یہ لوگ مسلمانوں کی رہبری کے لائق ہیں کے انھیں خلافت ارضی کی عبا پہنائی جائے اور امامت دین و دنیا انھیں سونپی جائے؟

(مقدمہ القرآن۔ پروفیسر احمد رفیق اختر)۔

آپ صرف حدود اللہ کی حفاظت کریں، تو اللہ کبھی بھی آپ کو نظر انداز نہیں کرے گا، وہ ہمیشہ آپ کی رہنمائی کرے گا، آپ کے ساتھ رابطے میں رہے گا اور جہاں بھی آپ کوئی غلطی کریں گے تو وہ آپ کا راستہ روک دے گا، یہ اللہ کی محبت کا نشان ہے۔(پس حجاب۔ پروفیسر احمد رفیق اختر)۔

افلاطون لکھتا ہے! معاشرے کے ان دو طبقات میں سے اگر کوئی بھی حکمرانی پر قابض ہے تو یقیناً ریاست تباہی کی جانب گامزن ہے۔ ۱۔ تاجر طبقہ۔ ۲۔ فوجی طبقہ۔

قرآن کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک Intellectual اور معنوی معجزہ ہے، اس کو اگر Divine Cipher۔ یعنی۔ (الہی خفیہ پیغام، رمزی تحریر، حساس معلومات کا خزانہ)

کہا جائے تو بے جانا ہوگا۔

جب ہی تو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آنے والے انسانوں کو Challenge کر دیا کے اس جیسی کوئی سورہ بنالاؤ۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاِنۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ رَيۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰى عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ وَادۡعُوۡا شُهَدَآءَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ۔ (بقرہ۔ ۲۳)

ترجمہ۔ اگر تم کو اس کتاب کے کلام الٰہی ہونے میں کچھ شک ہے جو ہم نے اپنے محبوب بندے پر نازل کی ہے تو اس کی مانند کوئی سورت ہی بنالاؤ۔ اور اللہ کے سوا اپنے مددگاروں کو بھی بلالاؤ، اگر تم سچے ہو تو۔

اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰٮهُ‌ؕ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِعَشۡرِ سُوَرٍ مِّثۡلِهٖ مُفۡتَرَيٰتٍ وَّادۡعُوۡا مَنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ۔ (ھود۔ ۱۳)

ترجمہ۔ وہ کہتے ہیں کے یہ قرآن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بنالیا ہے، کہہ دیجئے، تم بھی ایسی دس سورتیں بنا لاؤ، اور اللہ کے سوا جس کو بلا سکو بلالو اگر تم سچے ہو۔

اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰٮهُ‌ؕ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّثۡلِهٖ وَادۡعُوۡا مَنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ۔ (یونس۔ ۳۸)

ترجمہ۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں ،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس (قرآن) کو خود بنایا ہے؟ ان سے کہہ دیجئے ،اگر تم سچے ہو تو اس جیسی ایک سورت بنالاؤ، اور اللہ کے سوا مدد کے لئے جسے بلا سکو بلالو۔

قُلۡ لَّـئِنِ اجۡتَمَعَتِ الۡاِنۡسُ وَالۡجِنُّ عَلٰٓى اَنۡ يَّاۡتُوۡا بِمِثۡلِ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لَا يَاۡتُوۡنَ بِمِثۡلِهٖ وَلَوۡ كَانَ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ ظَهِيۡرًا۔

(بنی اسرائیل ۸۸)

ترجمہ۔ اگر تمام انسان اور جنات اس قرآن کے جیسے (کلام) کو لانے پر جمع ہو جائیں تو وہ اس کی مثل نہیں لاسکیں گے، خواہ وہ ایک دوسرے کے مدد بھی کریں۔

اللہ کی مرضی اور منشاء تو یہی ہے کے انسان اس Divine Cipher کو Decode کرے، یہی وجہ ہے اللہ تعالی نے مسلمان مرد و عورت پر علم کا سیکھنا فرض قرار دیا ہے یعنی علم حاصل کرو مھد سے لحد تک۔

قرآن کریم دراصل نہایت High Extreme افراد یعنی حاکموں کی کتاب ہے، اس کتاب سے کم عقل، کم ظرف، کند ذہن اور Low Extreme سوچ اور ذہن کے مالک افراد ہرگز استفادہ نہیں کر سکتے یعنی قرآن کریم میں درج اصول کا تحمل سماج میں رہنے والے عام افراد کر ہی نہیں سکتے اس عظیم الشان الہامی کتاب کا تحمل صرف اور صرف نہایت بہادر، اعلیٰ ظرف، اعلیٰ اخلاق و کردار کے سلجھی ذہنیت و شخصیت کے افراد ہی کر سکتے ہیں، یہی وجہ تھی کے جب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوت دین پیش کی تو ابتدائی طور پر دس سے بارہ بہترین افراد جو شعوری طور پر نہایت مہذب اور متمدن تھے انھوں نے دین اسلام کو بغیر کسی حیل وحجت کے قبول فرمایا جن میں خواتین میں سرفہرست حضرت خدیجہ الکبریٰ ؓ، مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ، بچوں میں حضرت علی ؓ کرم اللہ وجہ الکریم، غلاموں میں حضرت زید بن حارث ؓ، پھر حضرت عمر فاروق ؓ حضرت عثمان غنی ؓ، حضرت طلحہ ؓ، حضرت زبیر بن العوام ؓ، حضرت سعید بن زید ؓ، حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح اور حضرت عبدالرحمن بن عوف ؓ شامل ہوئے اگرچہ یہ تمام افراد اس معاشرے کی Cream تھے جو شعوری اعتبار سے نہایت ذہین، سعید اور فصیح تھے یہی وہ قدسی نفوس ہیں کے جنھوں نے حق اور باطل کے فرق کو فوراً سمجھتے ہوئے لمحے بھر کی تاخیر سے بھی گریز کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت دین کو لبیک کہا اور حلقہ دین میں شامل ہونے کے بعد کوہ آہن کی طرح اپنے مشن اور دعوت دین کے ساتھ ایسے منسلک ہوئے کے بڑی سے بڑی مشکل بھی ان کے قدموں میں کوئی لغزش پیدا نا کر سکی۔ دوسری جانب ہر سماج میں بکثرت ایسے افراد بھی پائے جاتے ہیں جو نظریاتی طور پر ساری عمر قومیت، مذہبیت، لسانیت یا طبقاتی عصبیت کا پرچار کرتے ہیں، تاہم ایسے کمزور اور پست ذہنیت افراد سماج میں غیر محسوس طور پر بڑے بڑے نقصانات کے ذمہ دار ہوتے ہیں، ان کی بڑی تعداد کو دنیا میں اپنے آنے کے عظیم مقاصد کا نا تو کوئی ادراک و احساس ہوتا ہے اور نا ہی آگہی چنانچہ ایسے افراد ہر قسم کے انقلابی نعروں کا با آسانی

شکار بن جاتے ہیں۔

ابدال حق حضور قلندر بابا اولیا نے فرمایا! جس انسان میں شک ہے، قرآن اس پر اپنی حکمت آشکار نہیں کرتا۔ (کتاب۔ وقت)

مرشد کریم ابدال حق حضور قلندر بابا اولیاء نے فرمایا! قرآن کریم درج ذیل تین عنوانات پر مشتمل اللہ کی کتاب ہے۔

۱۔ تاریخ۔ ۲۔ معاش اور معاشرت۔ ۳۔ علیین وسجین یعنی (معاد)۔ (قلندر شعور)

قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے جس کی جانب دنیا کے بے شمار لوگ، اپنے بے شمار مقاصد کے ساتھ رجوع کرتے ہیں، اور اس کتاب کا یہ معجزہ ہے کے یہ ہر مسئلہ کا نہایت مکمل، متوازن اور منظم حل پیش کرتی ہے، انسان کے ذہن میں مختلف خیالات اور سوالات کا نا ختم ہونے والا ایک سلسلہ ہے تاہم قرآن کے سامنے جب انسان ان مسائل اور سوالات کو پیش کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کی رہنمائی فرماتے ہیں اور قرآن کریم کی ان ہی آیات میں جن کو وہ کئی دفعہ پڑھ چکا تھا انھی آیات میں اللہ تعالی اس انسان کو تشفی بخش جوابات عنایت فرما دیتے ہیں، قرآن کریم عربی زبان میں نازل شدہ اللہ کا نہایت اعلیٰ وارفع کلام ہے۔

قرآن کریم کی کل آیات اور تعلیمات کو چار اقسام کی طہارت میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ روحانی طہارت یا (پاکیزگی)۔ ۲۔ اخلاقی طہارت یا (پاکیزگی)۔

۳۔ جسمانی طہارت یا (پاکیزگی)۔ ۴۔ غذائی طہارت یا (پاکیزگی)۔

قرآن کریم کی ہر سورہ کا ایک دعویٰ ہے پھر بقیہ سورت اس دعویٰ کے شواہد اور دلائل پر مشتمل ہوتی ہے دلائل پر جو اعتراضات ہیں وہ بھی اس سورہ میں شامل ہیں پھر ان اعتراضات کا جواب، پھر اس اعتراض پر اگر کوئی شبہ ہے تو اس شبہ کا ذکر اور شبہ کا جواب الغرض پوری سورہ ایک دعویٰ اور سلسلہ دلائل سے عبارت ہے اور یہ قانون ہر سورہ میں نظر آتا ہے۔

امیر المومنین حضرت علیؓ کرم اللہ وجہ الکریم نے فرمایا! قرآن ثلث نازل ہوا ہے، اس کا ایک تہائی ہمارے اور ہمارے دشمن کے بارے میں ہے، پھر اس کا ایک اور تہائی سنن اور امثال ہیں جبکہ ایک اور تہائی فرائض اور احکامات ہیں۔

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! اہل قرآن خدا کے خواص ہیں۔
قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے ایک جماعت درکار ہے، جس میں مختلف علوم کے ماہرین کی موجودگی ضروری ہے، اس کے بعد قرآن کریم کی آیات پر تفکر اور تدبر کیا جائے اور ہر مضمون کا ماہر بھی اپنے علم کے حوالے سے اس آیت میں موجود فکر و فلسفے کی وضاحت کرے چنانچہ عربی زبان میں دسترس تو لازم ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ علوم عقلی، جیسے منطق، مابعد الطبیعات، اخلاقیات، نفسیات، الٰہیات، علوم عمرانی (Sociology) جس میں شامل معاشیات، سیاسیات، قانون، علوم طبعی جیسے ریاضی، کیمیا، طبیعات، ارضیات، جغرافیہ، تاریخ، فلسفہ وغیرہ کے ماہرین قرآنی آیات پر تحقیق کریں۔
بے شک اس کائنات میں جس طرف نظر کی جائے وہ جگہ علم حساب سے خالی نہیں، ہر مقام پر نہایت متوازن اور مربوط نظام حساب اپنی پوری قوت کے ساتھ ہمیں نظر آتا ہے چاہے زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ، سورج سے زمین اور چاند کا سورج کے درمیان فاصلہ، ستاروں، چاند اور سورج کی چال، ایک منٹ میں دل کی دھڑکن، نبض اور دوران خون کی رفتار، انسان کی عمر، اس کا رزق اس کی تقدیر، اس کا جینا اور مرنا ہر چیز میں باقاعدہ حساب کتاب موجود ہے حتیٰ کے انسانوں کی بنائی ہوئی اشیاء میں بھی ناپ تول کا لازمی عنصر پایا جاتا ہے مثلاً عمارت، گزرگاہیں، پل، سرنگ لباس، فرنیچر، گاڑی، ہوائی جہاز، شپ، راکٹ، گھریلو استعمال کی اشیاء، مختلف کھانے وغیرہ یہاں تک کے اگر کھانے میں نمک کم یا زیادہ ہوجائے تو وہ کھانا بے لذت ہوجاتا ہے یعنی اس نہج پر بھی ہمیں حساب و کتاب نظر آتا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ۔ (قمر۔۴۹)

ترجمہ۔ بے شک ہم نے ہر شے کو ایک اندازے کے ساتھ پیدا کیا ہے۔
قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے بے شمار اسماء صفاتی آیات کے آخر میں بطور سابقے آئے ہیں۔
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، بے شک قرآن کریم میں سب سے زیادہ انصاف والی وہ آیات ہیں، جن کے آخر میں اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہو۔ (درالمنثور)

یہ کسی بھی کلام کی فصاحت، بلاغت، تنوع، وسعت بیان، لحن، جامعیت، قادرالکلامی اور ہم آہنگی کی جانب اشارہ کرتے ہیں دوسری جانب اس میں غنائیت اور آہنگ کا پہلو بھی نمایاں ہے اور سب سے اہم بات یہ ہے، قرآن کریم کے انداز بیان میں ایک تسلسل تناسب اور توازن موجود اور قائم ہے۔

قرآن کریم حلاوت، لطافت، صوتی آہنگی و رصوتی اوزان پر مشتمل ایک ایسا الٰہی نثری پیغام ہے جس میں انسان کے جمالیاتی ذوق کی تسکین بھی پائی جاتی ہے، دوسری جانب آیات کے مابین عروضی اوزان کے ساتھ صرفی اوزان اور قوافی کی یکسانیت کو بھی نہایت مشاقی سے پیش کیا گیا ہے، بالفاظ دیگر قرآن کریم کا اسلوب اور متن کے تسلسل میں ایسا متوازن صوتی آہنگ پایا جاتا ہے جو مدمقابل کے دل کی گہرائیوں میں اترتا محسوس ہوتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قرآن سیکھو اور اس کو پڑھو کیونکہ قرآن سیکھنے والا، اس کو پڑھنے والا اور اس کا اہتمام کرنے والا کستوری سے بھری ہوئی تھیلی کی مانند ہے، جس کی خوشبو ہر جگہ پھیل جاتی ہے اور جس نے اسے سیکھا لیکن سویا رہا جبکہ اس کے دل میں قرآن ہے تو وہ کستوری کی بند تھیلی کی مانند ہے۔ (مشکوۃ)

حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں، اسلام سائنس اور ریسرچ میں کہیں بھی ٹکراؤ نہیں ہے، یہ تینوں باہم مربوط ہیں، سینکڑوں مسلم سائنسدانوں نے قرآن میں موجود مخفی علوم اور انوار سے استفادہ کر کے سائنسی ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے، قرآن میں تسخیری فارمولوں اور مطالعہ کائنات سے متعلق 756 آیات ہیں۔

زیر نظر کتاب رفعت قرآن پانچ جلدوں پر مشتمل مضامین قرآن پر لکھی گئی ایک مختصر کتاب ہے۔

رفعت قرآن کی جلد اول۔ 22-04-2024 بروز پیر ۱۳ شوال المکرم ۱۴۴۵ھ کو شروع ہوئی جبکہ اس کتاب پر کام 05-02-2025 یعنی 6-08-1446۔ ہجری کو مکمل ہوا۔

رفعت قرآن کی جلد دوم۔ 10-08-2024 کو شروع کی گئی اور۔ 12-12-2024 کو بروز جمعرات کو مکمل ہوئی۔

رفعت قرآن کی جلد سوم۔ 13-12-2024 کو بروز جمعہ شروع ہوئی 19-04-2025

کومکمل ہوئی۔

رفعت قرآن کی جلد چہارم ۔ 2025-04-20 کو بروز اتوار شروع ہوئی جبکہ یہ۔2025-06-12 بروز جمعرات کومکمل ہوئی۔یعنی (1446-12-15)۔ھجری)

رفعت قرآن کی جلد پنجم 2025-06-13 بروز جمعہ کوشروع ہوئی اور 2025-08-31 کومکمل ہوئی۔

قرآن کریم کے موضوعات پر قلم اٹھانا نہایت مشکل کام تھا کیونکہ اس کے ہر حرف، آیت اور سورہ میں علوم کے بیکراں ،عمیق اور دقیق سمندر موجزن ہیں ،جس کا تحمل بشر انسانی کے بس میں نہیں،اگر چہ زیر نظر کتاب کی تصنیف ایک کم علم ،کم عقل اور کمزور انسان کی جراءت ہے،لیکن قرآن کی اس آیت،

اَلَمۡ تَرَوۡا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمۡ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِى الۡاَرۡضِ وَ اَسۡبَغَ عَلَيۡكُمۡ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ۔ (لقمان۔۲۰)

ترجمہ۔کیا تم لوگ نہیں دیکھتے کے اللہ نے زمین اور آسمانوں کی ساری چیزیں تمہارے لیے مسخّر کر رکھی ہیں اور اپنی کُھلی اور چھپی نعمتیں تم پر تمام کر دی ہیں؟ سے اس کتاب کو لکھنے کی جراءت پیدا ہوئی، کیونکہ کائنات میں تفکر اور تدبر کو اللہ تعالی نے انسان پر لازم قرار دیا ہے اور قرآن کریم میں تقریباً 756 مقامات ایسے ہیں جہاں بنی نوع انسانیت کو غور وفکر اور ریسرچ کی دعوت دی گئی۔

اللہ نے اس کائنات کو انسان کے لئے مسخر کر دیا بالفاظ دیگر کائنات میں موجود کل اشیاء کائنات قوانین فطرت یعنی Laws of Nature کے پابند ہیں،اللہ نے انسان کو اتنی طاقت اور سکت عطا فرمائی کے وہ اشیاء کائنات کو اپنے مقاصد کے تحت استعمال کر سکے۔

وَلَقَدۡ يَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّكۡرِ فَهَلۡ مِنۡ مُّدَّكِرٍ ۔ (قمر۔۱۷)

ترجمہ۔ہم نے اِس قرآن کو نصیحت کے لیے آسان بنا دیا ہے، پھر کوئی ہے جو نصیحت قبول کرے؟

الَّذِيۡنَ يَذۡكُرُوۡنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰى جُنُوۡبِهِمۡ وَ يَتَفَكَّرُوۡنَ فِىۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ‌ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبۡحٰنَكَ

فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔ (آل عمران۔۱۹۱)

ترجمہ۔ جولوگ اٹھتے ، بیٹھتے اور لیٹتے ، ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے ہیں، آسمان وزمین کی ساخت میں غور وفکر کرتے ہیں، (تو وہ بے اختیار بول اٹھتے ہیں) پروردگار! یہ سب کچھ تُو نے فضول اور بے مقصد نہیں بنایا ہے، تُو پاک ہے اس سے کے عبث کام کرے۔ پس اے رب! ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

زیر نظر کتاب **رفعت قرآن کریم** لکھنے کا اصل مقصد قرآن کریم کی آیات کو سائنسی علوم کے ذریعے سمجھنے کی کوشش ہے، کیونکہ میرا طویل وقت طلباء اور طالبات کو سائنس اور اسلام پڑھاتے گزرا، اس عرصہ میں، میں نے یہ اندازا قائم کیا کے مجموعی طور پر نوجوان سائنس یا سوشل سائنسز پڑھتے ہیں، اگرچہ ان میں دین اسلام کو جاننے اور سمجھنے کا نہایت شوق پایا جاتا ہے، دوسری جانب ان طلباء اور طالبات کے پے در پے کئی عقلی دلائل اور سوالات بھی ہیں جن کا تعلق سماجیات ، معاشیات ،اسلامیات، سیاسیات ،نفسیات، جرمیات، عمرانیات فلسفے اور بین الاقوامی تعلقات سے ہے، لیکن المیہ یہ ہے کے مذہبی علماء ان سوالات کے تسلی بخش جوابات دینے سے قاصر ہیں۔

حقیقت تو یہ ہے کے قرآن کریم رہنمائے سائنس ہے، لیکن سائنس وٹیکنالوجی کی روز افزوں ترقی کے ساتھ مقابلہ کے لئے ضروری تھا کے علمائے دین بھی سائنسی مضامین میں کمال اور دسترس حاصل کرتے تا کہ عصر حاضر اور نوجوانوں کے شکوک وشبہات کو بہترین اور مدلل پیرائے میں حل کر پاتے، شاید یہی وجہ ہے کے طلباء اور طالبات مذہب سے متنفر نظر آتے ہیں۔

حقیقت تو یہ ہے کے ایک سال میں خطبات جمعہ کی تعداد 52 ہے، یعنی خطیب سال میں 52 مرتبہ لوگوں سے رابطے میں رہتے ہیں۔

سوال یہ ہے کے اتنے Strong Communication کے باوجود منبر پر موجود خطباء ملک وقوم اور نوجوانوں کے احوال کو درست کرنے سے قاصر کیوں ہیں؟

ذیل میں نوجوانوں کے چند مباحث اور سوالات کا ایک اجمالی جائزہ پیش کیا جارہا ہے، جنھیں وہ کلاس میں اٹھاتے ہیں، اگرچہ یہاں اس کی مختصر تصویر کشی کی گئی ہے، لیکن زیر نظر کتاب

رفعت قرآن کے اندرونی صفحات پر ان سوالات کے جوابات کو تفصیل سے بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

سوال ۱۔حضرت آدم علیہ السلام، حضرت حوا علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ تمام لوگ زمین سے آسمان اور آسمان سے زمین پر کیسے آتے جاتے تھے؟ نیز ان راستوں کی وضاحت کیا قرآن کریم میں موجود ہے؟(Astrophysics)

جواب۔ **وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ**۔(الذاریات۔۷)

ترجمہ۔قسم ہے آسمان کی جس میں راستے ہیں۔

عربی زبان میں **الْحُبُكِ** سے مراد راستے اور گزرگاہیں ہیں یعنی زیرِنظر آیت میں اللہ نے آسمانی لہردار اور بل کھاتے ہوئے راستوں کی قسم کھائی ہے۔

امیر المومنین حضرت علیؑ فرماتے ہیں، اے لوگو! میں زمین سے زیادہ آسمان کے راستوں سے واقف ہوں۔(نہج البلاغہ)۔

سوال ۲۔کیا کل نظام کائنات کے درپردہ علم حساب کارفرما ہے؟(Mathematics)

جواب۔ **اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ**۔(قمر۔۴۹)

ترجمہ۔بے شک ہم نے ہر شے کو ایک اندازے کے ساتھ پیدا کیا ہے۔

سوال ۳۔کل کائنات میں چھوٹے سے چھوٹا ذرہ یعنی ایٹم اور بڑی سے بڑی کہکشاں، سورج، چاند، ستارے، درخت، انسان، جانور، پودے پرندے، پہاڑ اور سمندر یہ سب کے سب ملا کر محض چار سے پانچ فیصد ہیں، جبکہ بقیہ ٪71 حصہ dark energy اور 20% dark matter پر مشتمل ہے، جو انسانی آنکھ دیکھنے سے قاصر ہے۔

سوال یہ ہے کے Energy Dark کیا ہے؟

کیا قرآن کریم میں اس حوالے سے کوئی آیت موجود ہے؟(Physics)

جواب۔ **اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ**۔(نور۔۳۵)

ترجمہ۔اللہ آسمان اور زمین کا نور ہے۔

سوال۔۴۔کیا درختوں میں بھی Male and Female Plants ہوتے ہیں؟(Botany)

جواب۔ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ۔ (رعد۔ ۳)

ترجمہ۔ (اللہ) نے ہر قسم کے پھلوں میں دو قسم کے جوڑے پیدا کر دئے ہیں۔

سوال ۵۔ کیا قرآن کریم میں کیروسین آئل، پیٹرول اور کوئلے کا ذکر موجود ہے؟ اور اس کی ابتداء کیسے ہوئی؟ (Petroleum Sciences)

جواب۔ وَالَّذِيْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى۔ (اعلیٰ۔ ۴)

ترجمہ۔ (اللہ) نے نباتات اگائیں اور پھر انھیں سیاہ کوڑے (کیروسین آئل، پیٹرول اور کوئلے) میں تبدیل کر دیا۔

سوال ۶۔ زمین اور پہاڑ میں موجود معدنیات کا ذکر قرآن کریم میں کہاں ہے (Geology)

جواب۔ وَ مِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّ حُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَ غَرَابِيْبُ سُوْدٌ۔ (فاطر۔ ۲۷)

ترجمہ۔ پہاڑوں کی بھی مختلف حصے ہیں سفید، سرخ اور پھر ان کی رنگتیں بھی مختلف ہیں جبکہ بعض گہرے سیاہ ہیں۔ پہاڑ، زمین اور مٹی کی مختلف رنگت معدنیات کی وجہ سے ہوتی ہیں۔

سوال ۷۔ بعض پہاڑوں اور پتھروں میں سے پانی جاری ہوتا ہے؟ کیا قرآن کریم میں اس کا ذکر موجود ہے؟ (Orography)

جواب۔ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ۔ (بقرہ۔ ۷۴)

ترجمہ۔ بعض پتھر تو ایسے ہیں جن سے نہریں پھوٹتی ہیں جبکہ بعض شق ہو جاتے ہیں، جن میں سے تھوڑا بہت پانی بھی نکل جاتا ہے اور بعض ایسے ہیں جو اللہ کے خوف سے نیچے لڑھک جاتے ہیں۔

سوال ۸۔ کمپیوٹر دور جدید کی ایجاد ہے اور دنیا میں سپر کمپیوٹرز بھی ہر گزرتے دن کے ساتھ Upgrade ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

کیا قرآن کریم میں کمپیوٹر اور کمپیوٹر پروگرامنگ سے متعلق کوئی آیت موجود ہے؟

(Computer Science)

جواب۔ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۔ (یونس۔۶۱)

ترجمہ۔(اللہ) سے ذرہ برابر کوئی چیز نہ آسمانوں میں اور نہ ہی زمین میں چھپی ہے نہ ذرے سے بڑی اور نہ ہی اس سے چھوٹی ایسی کوئی چیز ہے جو اس نمایاں کتاب (کمپیوٹر) میں درج نہیں۔

سوال ۹۔ اللہ نے قرآن کریم میں وقت، دن اور مہینے کو کیسے واضح کیا ہے؟

(Time and space)

جواب۔ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۔ (توبہ۔۳۶)

ترجمہ۔ جس دن سے آسمانوں اور زمین کو (اللہ) نے پیدا فرمایا اسی دن سے اللہ کے نزدیک مہینوں کا شمار لوح محفوظ پر بارہ (۱۲) ہے جس میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔ ۱۸۲؎

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۔(یونس۔ ۵)

ترجمہ۔ اسی نے چاند کی چال کے لئے منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کرلیا کرو۔

سوال ۱۰۔ تازہ پانی کو کھاری پانی سے جو چیز جدا کرتی ہے وہ پا یکنوکلائن زون (Pycnocline zone) ہے جس کی کثافت غیر مسلسل ہوتی ہے یعنی (گھٹتی بڑھتی رہتی ہے) جو (کھاری اور تازہ پانی کی) مختلف پرتوں کو ایک دوسرے سے الگ رکھتی ہے۔

اس رکاوٹ یعنی (علاقہ امتیاز) کے پانی میں نمک کا تناسب (شوریت) تازہ پانی اور کھاری پانی دونوں ہی سے مختلف ہوتا ہے۔

اس مظہر کا مشاہدہ بھی متعدد مقامات پر کیا گیا ہے جن میں مصر بطور خاص قابل ذکر ہے کہ جہاں دریائے نیل بحیرہ روم میں گرتا ہے۔

کیااس سے متعلق کوئی قرآنی آیت موجود ہے؟(Marine sciences)

جواب۔وَهُوَ الَّذِىْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۔(فرقان۔۵۳)

ترجمہ۔وہی ہے جس نے دو دریاؤں کو آپس میں ملا دیا، یہ میٹھا خوشگوار ہے اور یہ کھاری کڑوا ہے، اوران دونوں میں ایک پردہ اور مستحکم آڑ بنادی۔

سوال ۱۱۔سمندر کی گہرائی میں بہت اندھیرا ہے؟ کیا قرآن کریم نے اس کو واضح کیا ہے؟(Marine sciences)

جواب۔اَوْ كَظُلُمَاتٍ فِىْ بَحْرٍ لُّجِّىٍّ يَّغْشَاهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَاۤ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۔(نور۔۴۰)

ترجمہ۔جیسے گہرے دریا میں اندھیرے ہوں اس پر ایک لہر چڑھ آتی ہے اس پر ایک اور لہر ہے اس کے اوپر بادل ہے، اوپر تلے بہت سے اندھیرے ہیں، جب اپنا ہاتھ نکالے تو اسے کچھ بھی دیکھ نہ سکے، اور جسے اللہ ہی نے نور نہ دیا ہو اس کے لیے کہیں نور نہیں ہے۔

سوال ۱۲۔قرآن کریم تاریخ کو کس طرح سے define کرتا ہے؟(History)

جواب۔وَ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ۔(النساء۔۱۶۴)

ترجمہ۔کتنے ہی پیغمبر ہیں جن کے قصے ہم تمھیں سناتے ہیں اور کتنے ہی پیغمبر ایسے ہیں جن کے قصے ہم نے بیان نہیں کئے۔

سوال۔۱۳۔اسلام Law and Punishment کے حوالے سے کیا کہتا ہے؟(Law)

جواب۔اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْۤا اَوْ يُصَلَّبُوْۤا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْىٌ فِى الدُّنْيَا وَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۔(مائدہ۔۳۳)

ترجمہ۔ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور اس کے لئے دوڑ دھوپ کرتے ہیں پس انھیں قتل کرو یا انھیں سولی پر چڑھادو یا پھران کے ہاتھ پیر مخالف سمت سے کاٹ دو یا پھرانھیں ملک بدر کردو یہ ذلت تو ان کے لئے دنیا کی ہے جبکہ آخرت میں ان کے لئے ایک بڑا عذاب بھی ہے۔

سوال ۱۴۔قرآن انسانی نفسیات کو کیسے address کرتا ہے؟(Psychology)

جواب۔وَ كَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا ۔(کہف۔ ۵۴)

ترجمہ۔انسان تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ جھگڑالو ہے۔

وَ كَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ۔(بنی اسرائیل۔۱۰۰)۔ترجمہ۔انسان بڑا ہی تنگ دل ہے۔

مندرجہ بالا اور اس جیسے بے شمار سوالات کی وجہ سے زیر نظر کتاب **رفعت قرآن** لکھی گئی، اگر چہ یہ ایک نہایت مشکل ترین کام تھا، جس کا حق ہرگز ادا نا ہوسکا، تا ہم جتنا بھی ادھورا کام ہوسکا اس میں خلوص نیت موجود تھی، اللہ تعالی اس کام کو قبول ومنظور فرمائے۔آمین۔

ڈاکٹر زہرا بتول

باب ۱

تعارف الْقُرْاٰنُ

Introduction of Quran

الْقُرْاٰنُ۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ق۔ر۔ا) سے مشتق ہے۔

الْقُرْاٰء۔ کچھ ماہرین لغات کے مطابق ! قراء عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کے معانی اعلان کرنا ہے۔

الْقُرْاٰنُ۔ کے لغوی معنی جمع کرنے کے ہیں۔

الْقُرْاٰنُ۔ سے مراد سورتوں کو جمع کرنے والا۔ ا؎

الْقُرْاٰنُ۔ کو قرآن اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ گزشتہ الہامی کتابوں کی تعلیمات کو یکجا کرنے والی ہے۔ ۲؎

الْقُرْاٰنُ کریم۔ اللہ کا کلام ہے جس میں تمام دنیاوی اور اخروی معاملات کو یکجا کر دیا گیا ہے اور دنیا کا کوئی علم ایسا نہیں جو اس میں موجود نہ ہو اس کی تعلیمات ہدایت، معرفت، کرامت، بزرگی، نصیحت اور عبرت سے بھری ہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ لَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۔ ۳

ترجمہ۔ (الْقُرْاٰنُ) میں ہم نے علم کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے یہ اہل ایمان کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔

الْقُرْاٰنُ یا قرآناً کا لفظ قرآن کریم میں تقریباً ۷۰ مقامات پر آیا ہے۔

قرآن کریم کو اللہ نے الکتاب قرار دیا ہے چنانچہ قرآن کریم میں ۲۵۰ مقامات پر اس کو الکتاب

ہی کہا گیا ہے۔

قرآن کا ایک نام مصحف بھی ہے۔

مصحف سے مراد جس میں صحائف کو جمع کیا گیا۔

صحیفہ چرمی ٹکڑے یا کاغذ کے ورق کو بھی کہتے ہیں۔ ۴؎

قرآن کریم، میں سورتوں کی کل تعداد ۱۱۴ ہے، لفظ سورہ کے دو معنی ہیں۔

ا۔ رفعت اور بلندی۔ ۲۔ شہر کے گرد کھینچی ہوئی دیوار جس نے شہر کا احاطہ کیا ہوا ہو۔

اس اعتبار سے قرآن کی سورہ بھی اس کے مضامین کا احاطہ کئے ہوئے ہوتی ہیں جن میں مکی سورتیں ۸۶ اور مدنی ۲۸ ہیں جبکہ اس میں آیات ۶۶۶۶ ہیں۔ اس میں کل رکوع کی تعداد ۵۵۸ ہے اس کے نزول کی ابتداء رمضان کے مہینے میں ہوئی اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک پر تقریباً ساڑھے بائیس سال تک بتدریج نازل ہوا یہ وہ واحد کتاب ہے جس نے انسانیت اور اس کی تاریخ پر نہایت گہرے اثرات مرتب کئے ہیں انسان کی بنیاد وہم اور یقین پر ہے جیسے مذہبی اصطلاح میں شک اور ایمان کہا گیا اللہ تعالی نے شک کو دل میں جگہ دینے سے منع فرمایا جبکہ یقین کو پختہ کرنے کی ہدایت کی ہے۔

حضرت شمس الدین عظیمی اپنی کتاب احسان وتصوف میں فرماتے ہیں ! قرآن کریم کا نزول، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک پر ہوا، اس کتاب کا ہر لفظ نور ہے، تاہم یہ نور انسان اور خالق کے درمیان تعلق کو قائم کرتا ہے، یہی نور زمین اور آسمان کو سنبھالے ہوئے ہے تاہم جب کوئی انسان قرآن اور حدیث کی روشنی میں تصوف کے طریقہ پر عمل کرتے ہوئے اس نور کو تلاش کرتا ہے تو اللہ تعالی اس انسان کی ہدایت فرماتے ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے!

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ ۵

ترجمہ۔ (قرآن) میں کوئی شک نہیں، اس میں ہدایت ہے متقین کے لئے۔

ابدال حق حضور قلندر بابا اولیا نے فرمایا! جس انسان میں شک ہے۔ قرآن اس پر اپنی حکمت آشکار نہیں کرتا۔ ۶؎

مرشد کریم ابدال حق حضور قلندر باباأولیاء نے فرمایا! قرآن کریم درج ذیل تین عنوانات پر مشتمل اللہ کی کتاب ہے۔ ا۔ تاریخ۔
۲۔ معاش اور معاشرت۔ ۳۔ علیین و سجین یعنی (معاد)۔ ۷؎

معاد:

حضرت شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! قرآن کریم کا تیسرا حصہ معاد سے متعلق ہے۔
یعنی۔ا۔انسان اس دنیا میں پیدا ہونے سے قبل کہاں تھا؟
۲۔انسان اس دنیا میں کیوں آیا؟
۳۔انسان اس دنیا سے کہاں چلا جاتا ہے؟۔ ۸؎

علمائے روحانیت لکھتے ہیں! قرآن کریم کے ہر ایک لفظ پر فرشتے مامور ہیں تاہم جس قدر جس لفظ کا وزن اور Strength ہوگی اس لفظ پر اسی قدر فرشتے مامور ہوں گے فرشتے ان مذکورہ الفاظ سے توانائی حاصل کرتے ہیں چونکہ وہ فرشتے ان الفاظ پر مامور ہوتے ہیں چنانچہ جب وہ الفاظ پڑھے جاتے ہیں تو فرشتے خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور اگر کوئی شخص ان آیات یا الفاظ کی باقاعدہ تلاوت کرتا ہے تو وہ فرشتے بھی وہاں باقاعدگی سے آکر اسے سنتے اور خوش ہوتے ہیں مثلاً اگر کوئی شخص بعد نماز عصر اللہ الصمد کا وظیفہ کرتا ہے اگرچہ یہ وظیفہ نہایت تیز تر، تیر بہ ہدف اور نہایت Powerful ہے اور کچھ مخصوص فرشتوں کی روحانی غذا یا توانائی کے حصول کا ذریعہ بھی ہیں تو وہ وہ فرشتے پابندی سے وہاں آکر اس وظیفے کو سنتے ہیں تاہم اگر کسی وجہ سے طویل عرصہ تک کیا جانے والا وظیفہ کسی وجہ سے روک دیا جائے تو پھر وہ فرشتے وہاں آکر شور مچاتے ہیں کیونکہ انھیں اس مخصوص توانائی کی ضرورت ہوتی ہے۔

ارشادات خداوندی

لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِۦ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ۔ ۹

ترجمہ۔(قرآن) میں باطل نہیں آسکتا نہ اس کے سامنے سے اور نہ ان کے پیچھے سے۔

وَ مَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ تَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔۱۰

ترجمہ۔ یہ قرآن ایسا نہیں ہے جو دوسروں کا تحریر کیا ہوا ہو، ان کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے جو اس سے پہلے ہیں، اور احکام ضروریہ کی تفصیل بیان کرنے والا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ رب العالمین کی طرف سے ہے۔

وَ بِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَلَ۔۱۱ ۔ترجمہ۔قرآن کو ہم نے حق کے ساتھ نازل کیا ہے۔

هٰذَا هُدًى۔۱۲ ۔ترجمہ۔ یہ قرآن سراسر ہدایت ہے۔

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ۔۱۳

ترجمہ۔(قرآن) اور اس کی آیات حکمت اور دانش سے لبریز ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن مجید کو سیکھے اور سیکھائے۔۱۴

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! لوگوں میں سے کچھ افراد اللہ والے ہوتے ہیں، صحابہ کرام نے عرض کی! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون لوگ ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قرآن والے ہی اللہ والے ہیں اور وہ اللہ کے خاص بندے ہیں۔۱۵

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ باہلی بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قرآن مجید پڑھا کرو کیونکہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارشی بن کر آئے گا۔۱۶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے قرآن پڑھا، اسے سیکھا اور اس کے مطابق عمل کیا تو اسے قیامت کے دن سورج کی روشنی کی طرح نور کا تاج پہنایا جائے گا اور اس کے والدین کو دو ایسے لباس پہنائے جائیں گے جن کی قیمت پوری دنیا سے بھی نہیں دی جاسکتی اس کے والدین

کہیں گے کے ہمیں یہ لباس کیوں پہنایا گیا ہے؟ تو ان سے کہا جائے گا کے اس لئے کیونکہ آپ کے بیٹے نے قرآن پر عمل کیا ہے۔۱۷

امیر المومنین حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے قرآن پڑھا اور اس کو حفظ کرلیا تو اللہ تعالی اس کو جنت میں داخل کرے گا اور اس کو اس کے گھر کے ان دس افراد کے لئے شفاعت کرنے والا بنائے گا جو سب کے سب جہنم کے مستحق ہو چکے تھے۔۱۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ نے کوئی چیز اتنی توجہ سے نہیں سنی جتنی توجہ سے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قرآن بہترین آواز کے ساتھ پڑھتے ہوئے سنا۔۱۹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم اللہ کی طرف رجوع کرنے کے لئے قرآن سے بڑھ کر کوئی اور ذریعہ نہیں پا سکتے۔۲۰

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص (حضرت کلثوم بن ھدم) نے کہا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں سورہ اخلاص سے محبت کرتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اس سورہ کی محبت تم کو جنت میں لے کر جائے گی۔۲۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم اپنی شفاء کے لئے دو چیزیں یعنی شہد اور قرآن کو لازم پکڑلو۔۲۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! قرآن کریم کی تلاوت خود پر لازم کرلو کیونکہ یہ تمھارے لئے زمین میں نور اور آسمانوں میں ذخیرہ ہوگی۔۲۳

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! روز قیامت قرآن تمھارے حق میں گواہی دے گا یا تمھارے خلاف گواہی دے گا۔۲۴

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! ہر چیز کا علم قرآن میں موجود ہے لیکن عقل انسانی اس کو حاصل کرنے سے عاجز ہے۔

ابو جحیفہؓ بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت علیؓ سے پوچھا! کیا آپ کے پاس ایسی کوئی چیز ہے جو

قرآن میں نہ ہو؟ حضرت علیؑ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس نے دانے کو چیرا اور روح کو پیدا کیا ہمارے پاس قرآن کے سوا کوئی اور چیز نہیں ماسوا اس فہم کے جو قرآن کو سمجھنے کے لئے دی گئی ہے اور ماسوا اس کے جو اس صحیفہ میں ہے یعنی دیت اور قیدیوں کو چھڑانے کے احکامات اور یہ حکم کے مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔[۲۵]

بلاشبہ قرآن کا ظاہر دلفریب و زیبا ہے اور اس کا باطن عمیق ہے اس کے عجائبات کبھی فنا نہیں ہوں گے اور اس کی حیرت انگیز باتیں کبھی تمام نہیں ہوں گی اور اندھیروں کو صرف اسی کے ذریعے سے چھانٹا جا سکتا ہے۔ جو شخص قرآن پڑھتا ہو اور اس کے باوجود داخل جہنم ہو جائے تو سمجھ لو کے وہ شخص قرآن کی آیات کا مذاق کرتا تھا۔

قرآن پر عمل کے معاملے میں دوسرے تم پر سبقت نا لے جائیں۔

آپؑ نے عبداللہ بن عباسؓ کو جب خوارج سے بحث کے لئے بھیجا تو انھیں فرمایا! تم ان سے قرآن کے ذریعے بحث نا کرنا کیونکہ قرآن میں کئی جہات ہیں چنانچہ تم کچھ کہو گے اور وہ کچھ کہیں گے لہٰذا تم ان سے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے استدلال کرنا کیونکہ وہ اس سے راہ فرار نہیں کر پائیں گے۔

قرآن کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور اسی سے نصیحت حاصل کرو اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانو۔ قرآن کریم بہترین کلام ہے۔ قرآن کریم میں غور فکر کرو کیونکہ یہ قلوب کی بہار اور سینوں کی شفا ہے اور بے شک قرآن کے نور سے شفا طلب کرو۔

قرآن کریم کی تلاوت اچھی طرح سے کرو بے شک اس میں عبرت انگیز واقعات اور قصے ہیں جب قرآن کریم تمھیں کسی اچھی عادت کی طرف بلائے تو تو تم پر لازم ہے کے تم اپنے اندر وہ صفت پیدا کرو۔

قرآن کریم کا جمال سورہ البقرہ اور سورہ آل عمران ہے۔ تمھارے شب و روز کا سچا ساتھی قرآن کریم ہے۔

جو قرآن کریم کی آیات کو اپنا رہنما بنائے گا وہ یقیناً سیدھے اور پائیدار راستے کی جانب ہدایت پا گیا۔

قرآن کے نور سے شفا حاصل کرو کیونکہ یہ سینوں کے اندر چھپی ہوئی بیماریوں کے لئے شفا ہے اللہ تعالی نے جس طرح سے قرآن کے ذریعے لوگوں کی نصیحت کی اس طرح کسی اور چیز سے نہیں کی۔ بلاشبہ یہ قرآن اللہ کی مضبوط رسی اور اس کی پر امن راہ ہے۔

لوگوں پر ایک ایسا وقت آنے والا ہے جب بنام قرآن صرف رسم الخط اور بنام اسلام صرف اس کا نام رہ جائے گا۔

قرآن میں تم سے پہلے والوں کی اور تمھارے بعد والوں کی خبر ہے اور جو کچھ تمھارے درمیان میں ہے اس کے لئے احکامات ہیں۔

جان لو کے بلاشبہ قرآن ایسا ناصح ہے جو دھوکا نہیں دیتا ہے اور ایسا ہادی ہے جو گمراہ نہیں کرتا ہے ایسا بولنے والا ہے جو جھوٹ نہیں بولتا ہے اور جو بھی اس کے پاس بیٹھتا ہے تو وہ فائدہ یا کسی کمی کے ساتھ ہی اٹھتا ہے یعنی ہدایت میں اضافہ یا پھر اندھے پن میں کمی کے ساتھ اور یہ بھی جان لو کے قرآن کے بعد کسی کے لئے فاقہ نہیں اور اس کے پہلے کسی کے لئے بے نیازی نہیں لہٰذا تم اپنی بیماریوں کے لئے اسے شفیع بنالو اور اپنی سختیوں کے لئے اسے مددگار بنالو یقیناً اس کے اندر سب سے بڑی بیماری کی دوا موجود ہے اور وہ سب سے بڑی بیماری کفر ہے لہٰذا اللہ سے اس کے ذریعے سے سوال کرو اور خدا کی بارگاہ کی طرف اس کی محبت کے ذریعے متوجہ بارگاہ خدا ہو اور اس کے ذریعے خلق خدا سے سوال نہ کرو۔

بلاشبہ قرآن سے بہتر اللہ کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہونے کا کوئی اور ذریعہ نہیں اور یہ بھی جان لو کے یہ روز قیامت شفاعت کرے گا اور اس کی شفاعت قبول کرلی جائے گی اور اگر اس نے شکایت کردی تو اس کی شکایت کی بھی فوراً تصدیق کردی جائے گی۔

قرآن سیکھو یقیناً یہ دلوں کی دوا ہے۔

قرآن ثلث نازل ہوا ہے اس کا ایک تہائی ہمارے اور ہمارے دشمن کے بارے میں ہے پھر اس کا ایک اور تہائی سنن اور امثال ہیں جبکہ ایک اور تہائی فرائض اور احکامات ہیں۔

اہل قرآن خدا کے خواص ہیں۔ ۲۶؎

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں! جس گھر میں کوئی مومن جب قرآن کی تلاوت کرتا ہے تو آسمان

والوں کو زمین کا وہ گھر روشن ستارے کی مانند چمکتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔۲۷؎

اہم نکتہ:

انسان کی بنیاد وہم اور یقین پر ہے جیسے مذہبی اصطلاح میں شک اور ایمان کہا گیا۔اللہ تعالی نے شک کو دل میں جگہ دینے سے منع فرمایا جبکہ یقین کو پختہ کرنے کی ہدایت کی ہے۔
قرآن کریم میں ارشادخداوندی ہے!

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔۲۸

ترجمہ۔(قرآن) میں کوئی شک نہیں،اس میں ہدایت ہے متقیوں کے لئے۔
ناواقفیت وہم اور شک کو بڑھا دیتی ہے نتیجہ میں ایمان اور یقین ٹوٹ جاتا ہے اگر کسی قوم میں یقین کی بہ نسبت شک زیادہ ہوتو یہ شک کی کیفیات زمین پر دوطرح سے اثر انداز ہوتی ہیں جب اس شک اور بے یقینی کا رخ عروج کی طرف ہوتو آفات سماوی کی تباہ کاریاں جبکہ اگراس شک اور بے یقینی کا رخ نزول یعنی نیچے کی جانب ہوتو آفات ارضی کی تباہ کاریوں سے بنی نوع انسانیت نبردآزما ہوتی ہے۔آسمانی آفات کے اثرات جب زمین پر بکھرتے ہیں تواس کے نتیجے میں پوری قوم کے اعصاب وذہن شدید متاثر ہوتے ہیں اوروہ بکھر کر رہ جاتی ہیں جبکہ اگرزمین پر انسان فتنہ،فساد، گروہ بندیاں،خانہ جنگیاں،نفرت،بے یقینی اور تشدد کو ہوا دیتا ہے تو اس کے نتیجے میں زمین میں زلزلے،سیلاب،اوروبائیں پھوٹ پڑتی ہیں اور یہی نہیں بلکہ کبھی کبھی تو یہ بے یقینی اس حد تک بڑھ جاتی ہے کے انسان بڑی بڑی جنگوں کا حصہ بن کر بنی نوع انسانیت کو قتل عام کر کے ان کے کھوپڑیوں کے مینار تک تعمیر کرنے سے دریغ نہیں کرتا ہے۔دونوں صورتوں میں بنی نوع انسان اورقوم بری طرح سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوجاتی ہے اورنت نئی بیماریاں معاشرے میں جڑ پکڑنا شروع ہوجاتی ہیں۔
ابدال حق حضور قلندر بابا اولیا نے فرمایا! جس انسان میں شک ہے۔قرآن اس پر اپنی حکمت آشکار نہیں کرتا۔۲۹؎
نزول قرآن سے پہلے دنیا ایک بہت بڑی غلط فہمی کا شکار تھی (جو کسی حد تک اب بھی پائی جاتی ہے)

کے ہر وہ چیز جو انسانوں کو کسی قسم کا نفع یا نقصان پہنچا سکتی ہے یا وہ اپنے اندر خاص قسم کے مافوق الفطرت اثرات رکھتی ہے وہ عبادت، تقدس اور احترام کی مستحق ہے چنانچہ انسان نے ہر نفع اور ضرر پہنچانے والی اشیاء کی عبادت شروع کردی، لہٰذا انسان نے اشیاء کائنات سورج، چاند، ستارے، درخت، جانور، پہاڑ، دریا، آگ اور پتھروں کی پوجا شروع کردی لیکن قرآن نے تمام بنی نوع انسانیت کو یہ بتایا!

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ

ترجمہ۔ جو چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں ان سب کو تمہارے لئے مسخر کردیا۔

بالفاظ دیگر انسان کی خدمت کے لئے کل کائنات ہے جبکہ انسانوں اور جنات کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ قرآن کریم نے یہ بھی پیغام دیا! کائنات میں کسی شے کے گرد تقدس کا گھیرا نہیں بلکہ لائق تقدس صرف اور صرف اللہ کی ذات ہے اور اس کے بعد انسان کو یہ شرف حاصل ہے کیونکہ اللہ نے اس کو اشرف المخلوق بنایا تو اس کے بعد تحقیق کا دروازہ کھل گیا کیونکہ جب تک انسان تقدس اور احترام کو اپنے اوپر مسلط رکھتا ہے وہ تحقیق کا حق ادا نہیں کرسکتا ہے پھر یہ کے مذاہب کے عام رواج کے برعکس اسلام میں کسی نسل یا قبیلہ کو کوئی مذہبی تقدس حاصل نہ تھا اسلام کی تاریخ میں کوئی فرمانروا بدترین حالات میں بھی اپنے آپ کو آفتاب زادہ یا ماہتاب زادہ کہلانے کی جراءت نہ کرسکا۔ طبقات کی زد میں کچلی ہوئی انسانیت اور امتیازی سلوک کی شکار اولاد آدم کے لئے یہ پیغام ایک بہت بڑی تبدیلی کی نوید تھا کے کلکم ابناء آدم و آدم من تراب، اب نہ بنی لووی کے سے خصوصی مذہبی اختیارات کسی کو حاصل ہوں گے اور نہ برہمنوں جیسی نسلی بالا دستی اب ہر انسان براہ راست، ہر وقت، ہر لمحہ،، ہر جگہ اور ہر حالت میں خالق کائنات سے رابطہ قائم کرسکتا ہے، وہ ہر کسی کی سنتا ہے اور ہر پکار کا براہ راست جواب بھی دیتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا
دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ۔ ۳۰

ترجمہ۔ جب میرے بندے میرے بارے میں آپ ﷺ سے پوچھیں ،تو آپ ﷺ فرمائے ! میں ان سے بہت قریب ہوں ، جب وہ مجھے پکارتے ہیں تو میں ان کی پکار کا جواب دیتا ہوں، انھیں بھی چاہیئے کے وہ میرا جواب سن کر مجھے جواب دیں اور یقین رکھیں کے یہی ان کی رشد و ہدایت کا باعث ہے۔

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۔۳۱

ترجمہ۔تم جہاں بھی کہیں ہو وہ تمھارے ساتھ ہے اور جو کام بھی تم کرتے ہو وہ اسے دیکھ رہا ہے۔

لہٰذا اب نہ تو دعائیں اور مناجاتیں قبول کروانے والے واسطوں کی ضرورت ہے اور نہ ہی معاوضہ لے کر گناہوں کو بخشوانے والوں کی۔قرآن کریم نے یہ تمام واسطے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دئے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے! جب قبر کھلے گی تو قرآن اپنے پڑھنے والے سے کہے گا! دوپہر کی گرمی میں روزے کی وجہ سے میں نے تجھے پیاسا رکھا اور رات کو تہجد کی وجہ سے تجھے سونے نا دیا چنانچہ (غمزدہ نا ہونا) آج میں قبر میں تیرا ساتھی ہوں۔۳۲۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۸ھ

۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۵۲۔

۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۔۲۔

۶۔وقت۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔عظیمیہ پبلیکیشنز ناظم آباد کراچی۔

۷۔ماہنامہ قلندر شعور۔اشاعت۔دسمبر۔۲۰۱۹ء۔

۸۔باران رحمت۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔عظیمیہ پبلیکیشنز ناظم آباد کراچی۔

۹۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۴۲۔

۱۰۔سورہ یونس۔آیت۔۳۷۔

۱۱۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۰۵۔

۱۲۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۱۱۔

۱۳۔سورہ یونس۔آیت۔۱۔
۱۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۱۵۔ ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۱۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۴۱۷ھ۔
۱۷۔ المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ)۔مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔
مطبوعہ دارامعرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۱۸۔ ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۱۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۲۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۲۲۔ ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۲۳۔ الترغیب والترہیب۔امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری (متوفی ۶۵۶ھ) مطبوعہ دارالحدیث
قاہرہ ۱۴۰۷ھ۔دارابن کثیر بیروت۔
۲۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۴۱۷ھ۔
۲۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ
بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۲۶۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۳۹۰۔مطبع انتشارات
دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۲۷۔ الاصول من الکافی۔شیخ ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی (متوفی ۳۲۹ھ)۔ج۔۲۔ص۔۳۴۸۔مطبوعہ
دارالکتب الاسلامیہ تہران۔
۲۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۔۲۔
۲۹۔وقت۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔عظیمیہ پبلیکیشنز ناظم آباد کراچی۔
۳۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۶۔

۳۱۔سورہ الحدید۔آیت۔ ۴۔

۳۲۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔

باب ۲

عجائبات القُرآن

قرآن کریم مکمل ضابطہ حیات ہے، جس نے انسانوں کی تربیت کے لیے ایک فطری منہاج اختیار کیا، یہ منہاج اللہ کی طرف سے تھا جس نے انسان کو پیدا کیا، اللہ نے قرآن کریم کو بتدریج نازل کیا تا کہ وہ جماعت مسلمین کی اصل اور حقیقی ضروریات کو مکمل اور پورا کر سکے۔ جماعت المسلمین کی بتدریج تعمیر وترقی کے لئے ضروری ہے کے کلام بھی بتدریج نازل کیا جائے کیونکہ کلام اور اس میں موجود فکر و فلسفے کو بخوبی سمجھ لیا جائے، اور جماعت مسلمین اپنی مکمل استعداد اور قوت کے ساتھ قدم بقدم آگے بڑھتی رہے، چنانچہ قرآن کریم کو بیک وقت منہاج تربیت اور نظام زندگی کی تشکیل کے لیے اتارا گیا اسی وجہ سے اس کا متفرق نزول لازم تھا، قرآن کریم محض علمی ثقافتی اور ادبی کتاب نہیں ہے جسے مکمل شکل میں تصنیف کر کے لوگوں کے ہاتھوں میں تھما دیا جاتا کیونکہ یہ عملی کتاب ہے اسی وجہ سے قرآن کریم کے متفرق اجزاء کو ضرورتاً نازل کیا گیا تا کہ یہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اطہر میں بھی جاگزیں رہے دوسری جانب اس پر بتدریج عمل کے ساتھ ساتھ ثابت قدمی بھی ہوتی رہے۔

ہر چیز کا علم قرآن میں موجود ہے لیکن عقل انسانی اس کو حاصل کرنے سے عاجز ہے۔

ابوجحیفہ بیان کرتے ہیں، میں نے امیر المومنین حضرت علیؓ سے پوچھا! کیا آپ کے پاس ایسی کوئی چیز ہے جو قرآن میں نہ ہو؟ امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! اس ذات کی قسم جس نے دانے کو چیرا اور روح کو پیدا کیا، ہمارے پاس قرآن کے سوا کوئی اور چیز نہیں ماسوا اس فہم کے جو قرآن کو سمجھنے کے لئے دی گئی ہے اور ماسوا اس کے جو اس صحیفہ میں ہے یعنی دیت اور قیدیوں کو چھڑانے کے احکامات اور یہ حکم کے مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔[۱]

امیر المومنین حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے قرآن پڑھا

اوراس کو حفظ کر لیا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا اور اس کو اس کے گھر کے ان دس افراد کے لئے شفاعت کرنے والا بنائے گا جو سب کے سب جہنم کے مستحق ہو چکے تھے۔ ۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ نے کوئی چیز اتنی توجہ سے نہیں سنی جتنی توجہ سے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرآن بہترین آواز کے ساتھ پڑھتے ہوئے سنا۔ ۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

زینوا القرآن باصواتکم۔ ۴

ترجمہ۔ قرآن کو اپنی آواز سے مزین کرو۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ کو قرآن کریم کی تلاوت کرتے سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

یا ابا موسیٰ! لقد اوتیت مزمارا من مزامیر آل دائود۔ ۵

ترجمہ۔ اے ابوموسیٰ! تمھیں تو اللہ نے آل داؤد کے سازوں میں سے ایک ساز عطا فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قرآن پڑھنے والے سے یہ کہا جائے گا کے جس طرح سے تم دنیا میں آہستہ آہستہ قرآن پڑھتے تھے۔

اسی طرح سے تم آہستہ آہستہ قرآن پڑھتے چلے جاؤ اور جنت کے درجات میں اوپر کی جانب چڑھتے چلے جاؤ اور جس جگہ تم آخری آیت پڑھو گے وہی تمھاری آخری منزل ہو گی۔ ۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے قرآن کریم کو پڑھا، اسے سیکھا اور اس کے مطابق عمل کیا تو اسے قیامت کے دن سورج کی روشنی کی طرح نور کا تاج پہنایا جائے گا اور اس کے والدین کو دو ایسے لباس پہنائے جائیں گے جن کی قیمت پوری دنیا سے بھی ادا نا کی جا سکے گی، اس کے والدین کہیں گے کے ہمیں یہ لباس کیوں پہنایا گیا ہے؟ تو ان سے یہ کہا جائے گا کے کیونکہ آپ کے بیٹے نے قرآن پر عمل کیا ہے۔ ۷؎

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص (حضرت کلثوم بن ھدم) نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سورہ اخلاص سے محبت کرتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس سورہ کی محبت تم کو جنت میں لے

کر جائے گی۔۸؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم اپنی شفاء کے لئے دو چیزیں یعنی شہد اور قرآن کو لازم پکڑ لو۔۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم اللہ کی طرف رجوع کرنے کے لئے قرآن سے بڑھ کر کوئی اور ذریعہ نہیں پا سکتے۔۱۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قرآن کریم کی تلاوت خود پر لازم کرلو کیونکہ یہ تمھارے لئے زمین میں نور اور آسمانوں میں ذخیرہ ہوگی۔۱۱؎

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! بلاشبہ قرآن کا ظاہر دلفریب وزیبا ہے اور اس کا باطن عمیق ہے ،اس کے عجائبات کبھی فنا نہیں ہوں گے اور اس کی حیرت انگیز باتیں کبھی تمام نہیں ہوں گی اور اندھیروں کو صرف اسی کے ذریعے سے چھانٹا جا سکتا ہے۔

قرآن کے نور سے شفا حاصل کرو کیونکہ یہ سینوں کے اندر چھپی ہوئی بیماریوں کے لئے شفا ہے۔

اللہ تعالی نے جس طرح سے قرآن کے ذریعے لوگوں کی نصیحت کی اس طرح کسی اور چیز سے نہیں کی۔ بلاشبہ یہ قرآن اللہ کی مضبوط رسی اور اس کی پر امن راہ ہے، لوگوں پر ایک ایسا وقت آنے والا ہے جب بنام قرآن صرف رسم الخط اور بنام اسلام صرف اس کا نام رہ جائے گا۔

قرآن میں تم سے پہلے والوں کی اور تمھارے بعد والوں کی خبر ہے اور جو کچھ تمھارے درمیان میں ہے،اس کے لئے احکامات ہیں، جان لو کے بلاشبہ قرآن ایسا ناصح ہے جو دھوکا نہیں دیتا ہے اور ایسا ہادی ہے جو گمراہ نہیں کرتا ہے، ایسا بولنے والا ہے جو جھوٹ نہیں بولتا ہے اور جو بھی اس کے پاس بیٹھتا ہے تو وہ فائدہ یا کسی کمی کے ساتھ ہی اٹھتا ہے یعنی ہدایت میں اضافہ یا پھر اندھے پن میں کمی کے ساتھ اور یہ بھی جان لو کے قرآن کے بعد کسی کے لئے فاقہ نہیں اور اس کے پہلے کسی کے لئے بے نیازی نہیں لہٰذا تم اپنی بیماریوں کے لئے اسے شفیع بنالو اور اپنی سختیوں کے لئے اسے مددگار بنالو یقیناً اس کے اندر سب سے بڑی بیماری کی دوا موجود ہے اور وہ سب سے بڑی بیماری کفر ہے لہٰذا اللہ سے اس کے ذریعے سے سوال کرو اور خدا کی بارگاہ کی طرف اس کی محبت کے ذریعے متوجہ بارگاہ خدا ہو اور اس کے ذریعے خلق خدا سے سوال نہ کرو۔

بلاشبہ قرآن سے بہتر اللہ کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہونے کا کوئی اور ذریعہ نہیں اور یہ بھی جان لو کے

یہ روز قیامت شفاعت کرے گا اور اس کی شفاعت قبول کرلی جائے گی اور اگر اس نے شکایت کردی تو اس کی شکایت کی بھی فوراً تصدیق کردی جائے گی، قرآن سیکھو یقیناً یہ دلوں کی دوا ہے۔ قرآن ثلث نازل ہوا ہے، اس کا ایک تہائی ہمارے اور ہمارے دشمن کے بارے میں ہے۔ پھر اس کا ایک اور تہائی سنن اور امثال ہیں جبکہ ایک اور تہائی فرائض اور احکامات ہیں اہل قرآن خدا کے خواص ہیں۔ ۱۲؎

ابدال حق حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں! قرآن پاک کے معنی اور مفہوم پر غور کرنے سے بندے کے اندر روحانی صلاحیتیں بیدار ہوجاتی ہیں ، اور دماغ کے اندر کروڑوں Cell کھل جاتے ہیں اور انسان باطنی دنیا کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے، جب کوئی بندہ قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے تو دراصل وہ بندہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہے۔ ۱۳؎

وحی:

وحی کے معنی کلام عرب میں مخفی، سریع یا خفیہ اشارہ کے ہیں یعنی خاموشی کے ساتھ کسی کو جلدی سے اس طرح سے اشارہ کردینا کے وہ اشارہ کرنے والے کا پورا پیغام اور مطلب سمجھ لے۔قران کریم میں کچھ مقامات پر اللہ تعالی نے اس طرح بھی کہا ہے!

۱۔تمھارے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈال دی۔

۲۔ہم نے موسیٰ کی ماں کے دل میں یہ بات ڈال دی کے وہ بچے کو دودھ پلانا شروع کرے۔

وحی کے تین بنیادی عناصر ہیں:

۱۔وحی وہ ذریعہ علم ہے جو کہ براہ راست اللہ تعالی کی طرف سے آتا ہے۔

۲۔وحی یقینی اور قطعی ہوتی ہے۔

۳۔وحی اپنے وصول کرنے والے کے لئے اور دوسرے انسانوں کے لئے واجب تعمیل ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہلی وحی کا نزول غار حرا میں ہوا بعض ماہرین فلکیات کے حساب کے مطابق !رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پیر کے دن رات دو یا ڈھائی بجے کے قریب ابتدائی وحی حضرت جبرائیل

امین لے کر آئے۔ شمسی تاریخ کے اعتبار سے اس دن ۲۸ جولائی ۶۱۰ء تھی جبکہ مہینہ رمضان کا تھا۔
تمام الہامی کتب وصحائف کے نزول کو رمضان کے مہینے سے خاص نسبت حاصل ہے۔
ا۔حضرت ابراہیم پر صحائف رمضان کی پہلی تاریخ کو نازل ہوئے۔
۲۔تورات۔۶ رمضان کو۔ ۳۔انجیل۔ ۱۸ رمضان کو۔ ۴۔زبور۔ ۱۲ رمضان کو۔اور قرآن کریم بعض روایات کے مطابق ۲۴ رمضان اور بعض کے مطابق ۲۷ رمضان کو نازل ہونا شروع ہوا۔

وحی متلو کی تعریف:

شریعت کی اصطلاح میں وحی متلو سے مراد اللہ کا کلام اور اللہ کا پیغام ہے جبکہ یہ وحی کی وہ قسم ہے جس کے تمام حروف اور الفاظ اللہ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک پر نازل ہوئے، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بالکل اسی طرح سے امت کے سامنے بیان کیا۔قرآن کریم وحی متلو ہے اور نماز میں قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔[۱۴]

ترجمہ۔جہاں تک آسانی سے ممکن ہو سکے قرآن کریم پڑھا کرو۔

وحی غیر متلو کے معنی:

وحی غیر متلو عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی جس کی تلاوت نہ کی جائے، وحی غیر متلو سے مراد وہ وحی جس کے معنی اور مفہوم کو اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک پر نازل فرمایا اور پھر اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے الفاظ میں یعنی احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکل میں امت مسلمہ تک پہنچایا وحی غیر متلو یعنی احادیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاوت نہیں کی جاتی بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کے یہ قرآن کریم کی شرح ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔[۱۵]

ترجمہ۔جو چیز رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمھیں دیں اسے لے لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔

اسمائے الْقُرْاٰنُ اوران کے معانی:

قرآن کریم میں اسمائے الْقُرْاٰنُ مذکور ہیں جن کا ذکر اللہ تعالی نے کیا ہے، علماء کرام نے ان کی تعداد ۵۵ بتائی ہے۔

جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱۔الکتاب-------------------سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب۔

۲۔الفرقان--------------------حق اور باطل میں فرق کرنے والی۔

۳۔النور--------------------------روشنی۔

۴۔الھدیٰ------------------------ہدایت دینے والی کتاب۔

۵۔العلم-------------------------علم ومعرفت کا خزآنہ۔

۶۔التذکرہ------------------------عبرت اور نصیحت۔

۷۔الماجد-------------------------بزرگ تر۔

۸۔الذکر-------------------------پیغام پہنچانے والی۔

۹۔المبارک-------------------------بابرکت کتاب۔

۱۰۔العزیز-------------------------عزت والی کتاب۔

۱۱۔مبین---------------------جس کی ہدایات واضح ہوں۔

۱۲۔کریم-------------------------کرامت اور بزرگی۔

۱۳۔میزان--------------------عدل وانصاف قائم کرنے والی۔

۱۴۔شفا---------------------ہر قسم کے امراض کا مکمل علاج۔

۱۵۔رحمت---------------------رحمت، خیر، برکت کا حصول۔

۱۶۔علی حکیم-----------------------حکمت سے بھری ہوئی۔

۱۷۔حکمۃ-------------------------حکمت اور دانائی۔

۱۸۔حق---------------------------سچ اور حق۔

۱۹۔مھیمن ----------------------------------- نگہبان۔

۲۰۔صراط المستقیم ------------------------------ سیدھی اور سچی راہ۔

۲۱۔قول الفصیل ------------------------ مبنی بر حقیقت کلام اور نظام انصاف۔

۲۲۔تنزیل -------------------------------------- نازل کیا گیا۔

۲۳۔روح ---------------------------------- امر الٰہی یا اللہ کا کلام۔

۲۵۔علم ---------------------------------- علم و حکمت کا خزآنہ۔

۲۶۔ھادی ------------------------------------ ہدایت دینے والی۔

۲۷۔عدل ---------------------------------- عدل و انصاف پر مبنی۔

۲۸۔بشیر ------------------------------------ بشارت دینے والی۔

۲۹۔بشریٰ ----------------------------------- خوشخبری دینے والی۔

۳۰۔نذیر -- ڈرانے والی۔

۳۱۔خیر ---------------------------------- خیر اور بھلائی سے بھرپور۔

۳۲۔بینہ -- آیات، نشانی۔

۳۳۔تصدیق ------------------------ پچھلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی۔

۳۴۔تفصیل -------------------------- تمام چیزوں کی تفصیل بتانے والی۔

۳۵۔موعظۃ ------------------------------------- وعظ و نصیحت۔

۳۶۔علی الحکیم ----------------------------- حکمت اور دانائی سے بھرپور۔

۳۷۔حبل اللہ --------------------------------------- اللہ کی رسی۔

۳۸۔قیم -- قائم۔

۳۹۔احسن الحدیث ------------------------------ نہایت عمدہ بات۔

۴۰۔متشابھا مثنیٰ ------------------------------ شک اور شبہ سے پاک۔

۴۱۔قرآن عربی ------------------- عربی زبان میں نزال کی گئی اللہ کی کتاب۔

۴۲۔بصائر ------------------------------------- نصیحت، عجائبات۔

۴۳۔عجبا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عجائبات۔

۴۴۔عروۃ الوثقیٰ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مضبوط حلقہ۔

۴۵۔بالصدق وصدقہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حق اور سچ۔

۴۶۔امر اللہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اللہ کا امر اور حکم۔

۴۷۔منادی ینادی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پیغام پہنچادیا گیا

۴۸۔کتاب عزیز۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔قابل عزت اور قابل احترام کتاب۔

۴۹۔بلاغ الناس۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔انسانوں کی بتانے والی۔

۵۰۔قصص الحق۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سچے حقائق پر مبنی۔

۵۱۔صحف المطھر ۃ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔طہارت اور پاکیزہ صحیفہ۔

۵۲۔قول الفصل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سچا کلام، سچا فیصلہ۔

۵۳۔کلام الہٰی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اللہ کا کلام۔

۵۴۔قرآن مجید۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سب سے زیادہ پڑھی جانے والی عزت والی کتاب۔[۱۶]

القُرآنُ کریم کی تدوین:

عربوں کا حافظہ چونکہ بے مثال تھا اس لئے انھوں نے کبھی لکھنے پڑھنے کی زحمت نہیں کی۔وہ جو سنتے تھے اسے حرف بہ حرف ہمیشہ کے لئے یاد کرلیا کرتے تھے، جب بھولنے کا امکان ہو تو لکھنے کی ضروت محسوس ہوتی ہے اور لکھے ہوئے کو ہی پڑھا جاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ۴۲ کاتب وحی تھے جو وحی کی کتابت کیا کرتے تھے لیکن ہر وقت یہ تمام لوگ موجود نہیں ہوتے تھے لیکن ان میں سے کچھ تو ہر وقت ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہوتے تھے، اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک ساتھ کئی آیات آتیں تو آپ اس کو مختلف سورتوں میں مختلف آیات کے آگے یا پیچھے ترتیب دلوایا کرتے تھے اسی طرح سے بعض سورتیں ایسی بھی ہیں جنھیں حضرت جبرائیل کے ساتھ ملائکہ کی ایک بڑی تعداد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لے کر آتی تھی جیسے کے سورہ الفاتحہ جب نازل ہوئی تو اس کے ساتھ 80000 فرشتے اس کو لے کر اترے جبکہ ایک روایت یہ بھی ہے کے سورہ الفاتحہ متعدد بار

نازل ہوئی یہ تعداد نزول مختلف سورتوں کی عظمتوں کو ظاہر کرتا ہے یعنی یہ اس سورہ کی شان ہے کے اس کو بار بار نازل کیا جائے، ہر نزول میں ایک نئی معنویت ہو اور ہر نزول میں ہزاروں فرشتے ایک بار پھر اس کے ساتھ نازل ہوں۔

سورہ الفاتحہ کو ام القرآن بھی کہا جاتا ہے، ام کے معنی ہیں کسی چیز کی اصل۔

بڑی سورتوں میں سورہ انعام، یوسف اور کہف بیک وقت نازل ہوئیں جبکہ چھوٹی سورتوں میں اخلاص، لہب اور نصر بھی بیک وقت نازل ہوئی اگرچہ پورے قرآن کے چار مقاصد ہیں جو اس سورہ الفاتحہ میں ذکر کئے گئے ہیں۔

۱۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ------اللہ تعالی کی ذات اور صفات۔

۲۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ-------------------معاد یعنی مر کر دوبارہ اٹھنا۔

۳۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اس آیت میں رشد و ہدایت کی دعا کی گئی ہے اور انعام یافتہ افراد یعنی انبیاء اور رسل کا ذکر ہے

۴۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ----------------------قضاء و قدر۔

تدوین قرآن کی تجویز حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ کو پیش کی جیسے تھوڑے تامل کے بعد انھوں نے قبول کر لیا پھر یہ اہم ذمہ داری حضرت زید بن ثابتؓ کو سونپی گئی۔

اور ایک کمیٹی ترتیب دی گئی جن میں خلفاء راشدین، عشرہ مبشرہ، حضرت ابی ابن کعبؓ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کا سب سے بڑا قاری کہا تھا، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت سالم مولا ابی حذیفہؓ جن کے بارے میں حضرت عمرؓ نے اپنے انتقال کے وقت کہا! اگر وہ آج زندہ ہوتے تو میں بلا تامل انھیں خلیفہ نامزد کر دیتا یہ تمام حضرات اس کمیٹی کے اہم ارکان تھے پھر ایسے سات حفاظ کرام کی خدمات حاصل کی گئیں جنھوں نے ان آیات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا یا لکھا ان سات افراد نے ایک دوسرے سے قرآن کریم کو سن کر اس کی تصدیق کی جب حافظہ پر اتفاق ہو گیا تو اگلا مرحلہ تحریری ذخائر کی چھان پھٹک کا تھا یعنی زبانی سات حفاظ کی گواہیاں پھر تحریری نسخوں کی گواہیاں، اس طرح ایک ایک آیت کی چودہ چودہ گواہیاں موصول ہو گئیں پھر ان

گواہیوں کے بعد بھی ہر آیت پر الگ سے دو گواہ طلب کئے گئے جب دو گواہ آکر گواہی دے دیتے کہ ہاں یہ آیت فلاں موقع پر نازل ہوئی ہے تو اس کو اس مصحف میں لکھ لیا جاتا تھا اگرچہ تدوین قرآن کا یہ عظیم الشان اہتمام انسانی سطح پر ممکن نہیں تھا لیکن سرکاری سطح پر اس کی بھرپور کوشش کی گئی پھر یہ کام مسجد نبوی میں کیا گیا تاکہ تمام لوگ اس کام کی اہمیت سے واقف ہوجائیں گویا یہ کام ایک کھلے ٹریبونل یا کھلی عدالتی کاروائی کے انداز میں مکمل ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ بذات خود اس کام کی نگرانی کررہے تھے، حضرت زید بن ثابتؓ قرآن کریم کی آیات کی مکمل تصدیق کے بعد اس کو مصحف میں لکھ رہے تھے انھوں نے قرآن کریم کو لکھنے کا جو اسلوب اختیار کیا تھا اس کو رسم عثمانی کہا جاتا ہے لیکن پھر ایسا ہوا کہ سورہ توبہ کی آخری دو آیات پر کام آکر رک گیا۔ یعنی:

۔لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ عَزِيۡزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ ۔ ۱۷

ترجمہ۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنین کی جانوں سے زیادہ ان کے قریب تر ہیں۔

ان دو آیات کے بارے میں یہ ساتوں ارکان متفق تھے کے یہ سورہ توبہ کی آخری دو آیات ہیں ان کو یہ آیات زبانی بھی یاد تھیں اور انھوں نے اس کے دو تحریری نسخے بھی لاکر جمع کروادئے پھر کمیٹی کے باہر سے دو گواہ بھی آگئے انھوں نے بھی ان آیات کی گواہی دے دی پھر دو تحریری وثیقے بھی آگئے ان میں سے ایک تحریری وثیقے کی گواہی کے لئے بھی دو گواہ آگئے لیکن ان میں سے ایک وثیقہ ایسا تھا جس کا صرف ایک گواہ تھا، حضرت عمر فاروقؓ نے کہا کے اس کا دوسرا گواہ بھی لے کر آؤ چنانچہ مدینہ میں اعلان کروادیا گیا کے سورہ توبہ کی آخری دو آیات کا ایک اور گواہ چاہئے لیکن اعلان کے باوجود کوئی نہ آیا اور کافی دن گزر گئے صحابہ کرام کو بھی اس معاملے میں دلچسپی پیدا ہوگئی کے آخر ابھی تک دوسرا گواہ کیوں نہیں آیا، کہیں ایسا تو نہیں کے دوسرا گواہ انتقال کرچکا ہو،

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو یہ مشورہ دیا گیا کے اس آیت کا ایک ہی گواہ طلب کرلیں اور پھر اس کو بھی مصحف میں لکھ لیتے ہیں لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس تجویز کو مسترد کردیا اور کہا کے ہم نے چونکہ ایک اصول طے کرلیا ہے لہٰذا اسی اصول پر کاربند رہیں گے بہر حال یہ مسئلہ روز بروز گھمبیر

ہوتا گیا ایک بڑے مجمع میں جب اس مسئلے کو رکھا گیا تو کسی نے پوچھا کے آخر وہ پہلے گواہ کون ہیں؟ جواب میں انھیں یہ بتایا گیا کے ان کا نام حضرت خزیمہ بن ثابت انصاریؓ ہے، تو یہ سنتے ہی گویا مسئلہ منٹوں میں حل ہو گیا۔

واقعہ یہ تھا کے حضرت عمارہ بن خزیمہؓ روایت کرتے ہیں، ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا، قیمت طے ہوگئی تو آپ ﷺ نے اعرابی سے کہا! میں گھر جا کر اس کی قیمت لے کر آتا ہوں، اعرابی نے کہا! ٹھیک ہے، رسول اللہ ﷺ جب قیمت لے کر آئے تو کیا دیکھتے ہیں کے اس اعرابی کے پاس کئی اور لوگ بھی جمع ہیں اور اعرابی انھیں اس گھوڑے کی بڑھا چڑھا کر قیمت بتا رہا ہے، رسول اللہ ﷺ نے جب یہ دیکھا تو آپ ﷺ نے اس سے کہا کے میں نے تو تم سے یہ گھوڑا خرید لیا تھا اور میں اس کے پیسے لینے گھر گیا تھا اور میں اس کی قیمت لے کر آ گیا ہوں پھر بھلا تم دوسروں کو اس کی قیمت کیوں بتا رہے ہو، اعرابی نے کہا کے میں نے تو آپ ﷺ کو گھوڑا نہیں بیچا ہے۔ آپ ﷺ نے کہا کے لیکن میں تو تم سے یہ گھوڑا خرید چکا ہوں، اعرابی نے کہا! اچھا کوئی گواہ لے کر آؤ۔ اتنے میں اس مجمع میں سے حضرت خزیمہ بن ثابت انصاریؓ باہر آئے اور آپ نے کہا کے میں گواہی دیتا ہوں کے یہ گھوڑا رسول اللہ ﷺ خرید چکے ہیں بہر حال اتنے لوگوں کے سامنے جب حضرت خزیمہؓ نے گواہی دے دی تو اعرابی چپ ہو گیا اور اس نے قیمت لے کر گھوڑا رسول اللہ ﷺ کو فروخت کر دیا راستے میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت خزیمہؓ سے پوچھا کے یہ بتاؤ کے جب میں نے گھوڑا خریدا تھا تو تم تو اس وقت وہاں موجود نہیں تھے پھر بھلا تم نے گواہی کیسے دی؟ تو انھوں نے کہا کے کیونکہ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں اس بنیاد پر میں نے گواہی دی کے آپ ﷺ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا ہے میں نے اس بنیاد پر یہ گواہی دی، رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر کہا! آج سے خزیمہؓ کی گواہی کو دو گواہی سمجھا جائے گا۔ ۱۸؎

اس طرح سے ایک عظیم جدوجہد کے بعد قرآن کریم کی تدوین عمل میں آئی اور سرکاری طور پر قرآن کریم کا پہلا مستند اور مکمل نسخہ ترتیب پایا، حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس یہ نسخہ محفوظ رہا پھر ان کے انتقال کے بعد یہ نسخہ حضرت عمرؓ کے پاس رہا ان کے انتقال کے بعد یہ نسخہ ان کی صاحبزادی

حضرت حفصہؓ کے پاس رہا پھر جب حضرت عثمان غنیؓ خلیفہ وقت ہوئے تو یہ نسخہ آپ کے پاس آ گیا لیکن آپ کے پاس ملک کے طول وعرض سے کچھ شکایات آئیں کے قرآن کریم کو مختلف لہجوں میں پڑھنے کی وجہ سے اختلاف پیدا ہو رہا ہے جس کا شکار یہود اور نصاری بھی تھے لہذا سرکاری طور پر یہ طے ہوا کے قریش کے لہجے اور تلفظ پر قرآن پڑھا جائے گا کیونکہ قریش کا لہجہ معیاری اور مستند ہے اور مزید یہ بھی کے اگر کسی کے پاس اپنا کوئی ذاتی نسخہ ہے تو وہ آج سے ممنوع ہو گیا پھر سرکاری سطح پر ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت ابی ابن کعبؓ شامل تھے انھوں نے قرآن پاک کے سات یا چودہ نسخے قریش مکہ کے اسلوب پر تیار کئے اور انھیں مختلف صوبوں میں بھجوا دیا گیا اور جو لوگوں کے ذاتی نسخے تھے انھیں سرکاری خزانے میں جمع کر لیا گیا اور بعد میں ان تمام نسخوں کو تلف کر دیا گیا کچھ لوگوں نے اس بات پر اعتراض کیا کے یہ ٹھیک نہیں کیا لیکن آپ کا موقف یہی تھا کے قرآن کریم کے بارے میں ایک ہزار، ایک فی کروڑ بھی ایسا امکان باقی نہیں رہنا چاہئے کے جس کے نتیجے میں آگے چل کر کسی قسم کا اختلاف پیدا ہو۔
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنا ذاتی نسخہ جمع کروانے سے انکار کر دیا کے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے میرے پاس چلا آ رہا ہے اور میں اس کی تلاوت کرتا ہوں لیکن حضرت عثمان غنیؓ نے زبردستی ان سے ان کا نسخہ لے کر سرکاری خزانے میں جمع کروا دیا بہت بعد میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا! حضرت عثمانؓ کا فیصلہ بالکل درست تھا، اللہ تعالی انھیں جزائے خیر دے انھوں نے بالکل ٹھیک کیا جو بات ان کے ذہن میں تھی وہ بات میرے ذہن میں نہیں تھی۔
حضرت علیؓ نے بھی حضرت عثمانؓ کے اس عمل کی تحسین فرمائی اور کہا! اگر آپ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو شاید وہ بھی یہی کرتا، اس کے بعد حضرت عثمانؓ کا لقب 'جامع الناس علی القرآن' یعنی۔
ایک قرآن پر سب کو جمع کرنے والا بن گیا بعد میں یہی لقب مختصر ہو کر جامع القرآن رہ گیا،
حضرت عثمان غنیؓ کے دور میں ان کے ہاتھوں جو قرآن کریم کا نسخہ تیار کیا گیا اس کو '**امام مصحف**' کہا جاتا ہے اس مصحف کی سات نقول تیار کروائی گئیں جو مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، شام، یمن، بحرین، بصرہ اور کوفہ میں رکھوائی گئیں۔ حضرت عثمان غنیؓ کو اسی لئے جامع القرآن کہا جاتا ہے کیونکہ انھوں نے ساری امت کو ایک ہی لہجے اور ایک ہی رسم الخط پر جمع کیا اس مصحف کی پشت پر یہ عبارت لکھی

گئی۔

هذا ما اجمع عليه جماعة من اصحاب الرسول صلى الله عليه واله وسلم۔

ترجمہ۔ یہ وہ نسخہ ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوران کے صحابہ کرام کی جماعت کا اجماع اور اتفاق ہے۔

حضرت عثمان غنیؓ فرماتے ہیں! مجھے ہرگز یہ گوارا نہیں کہ میرا ایک دن بھی ایسا گزرے جس میں اللہ کے عہد یعنی قرآن کریم کو نہ دیکھ لوں۔ حضرت عثمان غنیؓ فرماتے! اگر ہمارے دل پاک صاف ہوں تو اللہ تعالی کے کلام سے کبھی سیر نہ ہوں۔

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیکھی ہوئی آیات کو جب تک بخوبی سمجھ نا لیتے اوراس پر عمل نہ کر لیتے اس سے قبل دوسری آیات نہ سیکھتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک یہ قرآن سات احرف (لہجوں) سے نازل ہوا ہے۔ پس ان میں سے اسے، اس لہجے میں پڑھو جو تمھارے لئے آسان ہو۔ ۱۹؎

اگرچہ صحابہ کرام کے نسخے تو ضبط ہو چکے تھے لیکن تاریخ میں ملتا ہے کے کچھ صحابہ کرام جن میں عبداللہ بن مسعودؓ تھے انھوں نے اپنی یاداشت کے لئے سورہ اخلاص کے بعد دعائے قنوت لکھ لی تھی، اب اگر یہ نسخہ آگے امت کے ہاتھ میں آتا تو لوگ تو یہی سمجھتے کے سورہ اخلاص کے بعد دعائے قنوت ہے اب اتنے بڑے صحابی رسول نے خود اپنے نسخے میں اس کو لکھا ہے تو غلط تو نہیں لکھا ہوگا لیکن اس بات کی تصحیح کے لئے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ موجود تو نہ ہوتے کے یہ میں نے محض اپنی یاداشت کے لئے لکھا تھا، پھر اسی طرح سے حضرت عائشہ کی یہ عادت تھی کے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کریم کے مطلب کو سیکھتیں تھیں اور اسے اپنے نسخے کے حاشیے پر لکھ لیا کرتیں تھیں جیسے قرآن کریم کی یہ آیت ہے!

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى

میں الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى سے الصَّلٰوةِ العصر مراد ہے، اس کے بعد اگلی آیت وقوموا للہ قانتین

لکھی تھی اور ان دونوں آیات کے درمیان انھوں نے **الصَّلٰوۃِ العصر** کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔یقیناً انھوں نے ایسا محض اپنی یاداشت کے لئے ہی کیا تھا لیکن اس امر کا قوی امکان موجود تھا کے حواشی آگے چل کر اصل متن کے ساتھ ملتبس ہو جاتی، اسی لئے حضرت عثمان غنیؓ کو ایسا سخت اقدام کرنا پڑا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! علم کو قید کرو، میں نے پوچھا، علم کی قید کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس کا لکھنا۔۲۰؎

حضرت ثمامہؓ بیان کرتے ہیں، ہم سے حضرت انسؓ نے یہ کہا! علم کو لکھ کر قید کرو۔

القرآن کے منازل:

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کے میں قرآن کریم کتنے دنوں میں ختم کرلیا کروں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ایک مہینے میں، میں نے پوچھا اگر میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں تو؟ (یہ بات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بار بار پوچھی) تو پھر انھوں نے فرمایا! سات دنوں میں میں نے پھر پوچھا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے تین دن سے کم میں قرآن پڑھا اس نے قرآن کو سمجھا ہی نہیں۔۲۱؎

قرآن کریم کی سات (۷) منازل ہیں تو اس کے لئے عام طور پر یہ فارمولا ہے (فمی بشوق)۔

۱۔سورہ الفاتحہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سورہ المائدہ تک۔

۲۔مائدہ کے بعد سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سورہ یونس تک۔

۳۔سورہ یونس بعد سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سورہ بنی اسرائیل تک۔

۴۔سورہ بنی اسرائیل بعد سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سورہ شعراء تک۔

۵۔سورہ شعراء کے بعد سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سورہ والصٰفٰت تک۔

۶۔سورہ الصفٰت کے بعد سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سورہ ق تک۔

۷۔سورہ ق کے بعد سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سورہ الناس تک۔

مکی سورتوں کی خصوصیات:

مکی سورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعلان نبوت کے بعد سے ہجرت مدینہ سے پہلے تک نازل ہوتی رہیں ان کی تعداد ۸۷ ہے۔

مکی سورتوں کے مخاطبین:

مکی سورتوں کے زیادہ تر مخاطبین کفار مکہ اور مشرکین مکہ ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ! یعنی۔اے لوگو! کہہ کر مخاطب کر رہے ہیں۔

مکی سورتوں کے مضامین:

مکی سورتوں میں دین کے بنیادی مضامین پر بحث کی گئی ہے جن میں شامل ایمان اور اخلاق ہیں تاہم مکی سورتوں میں اللہ تعالیٰ نے زیادہ تر دین اور عقائد پر بات کی ہے،جس میں توحید، رسالت، آخرت، الہامی کتابوں پر ایمان،فرشتوں پر ایمان اور تقدیر پر ایمان شامل ہے۔

مکی سورتیں عام طور پر چھوٹی سورتیں ہیں یہ تعداد میں زیادہ ہیں لیکن مواد اور کمیت میں کم ہیں۔

امام شافعی کے نزدیک تقریباً تمام ہی مکی سورتوں میں آیت سجدہ ہے سوائے ایک کے۔

امام ابوحنیفہ کے مطابق! تمام آیت سجدہ مکی سورتوں میں ہیں،مکی سورتوں میں انبیاء کے قصے بیان کئے گئے ہیں،جن سورتوں میں آدم علیہ السلام اور ابلیس کا قصہ بیان ہوا ہے وہ بھی مکی سورتیں ہیں، مکی سورتیں بنیاد سے مشابہہ ہیں جس طرح سے بنیاد پر عمارت بنائی جاتی ہے بالکل اسی طرح سے مکی سورتوں کی اساس پر مدنی سورتوں کی عمارت اٹھائی گئی ہے۔

مکی سورتوں کے مضامین اور بنیادی خصائص:

۱۔زور بیان اور فصاحت و بلاغت کی معراج۔

۲۔مضامین کی آمد میں دریا کی سی روانی۔

۳۔دین کی بنیادوں اور کلیات کا تذکرہ۔

۴۔ایمان اوراس کے تقاضوں کی بار بار یاددہانی۔
۵۔اخلاق اوراخلاقی اصولوں پر زندگی کی تشکیل۔
۶۔شریعت کے عمومی اصولوں کی طرف اشارے۔
۷۔عموماً اجمال سے کام لیا گیا ہے۔
۸۔زیادہ زورعقائداورمکارم اخلاق پر دیا گیا ہے۔
۹۔اہل عرب اور مسلمانوں کے مابین مشترکہ عقائداورمسلمات کو بار بار دہرایا گیا ہے۔
۱۰۔اکثروبیشترمشرکین عرب سے خطاب کیا گیا ہے۔

مدنی سورتوں کی خصوصیات:

مدنی سورتیں مدینے میں نازل ہوئیں جس کا سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ ہجرت کرنے کے بعد سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال تک جاری رہا۔
مدنی سورتوں کی تعداد ۲۷ ہے، مدنی سورتیں تعداد میں کم ہیں لیکن یہ مواداورکمیت زیادہ ہیں مدنی سورتیں عمارت سے مشابہہ ہیں۔ایک مفسر کے بقول !مدنی سورتوں میں سمندر کا سا ٹھہراؤ اور گہرائی ہے، مدنی سورتوں میں اعمال صالح کا ذکر ہے۔
مدنی سورتوں میں اعلان جہاد ہوا ہے، اس میں فقہی تفصیلات کا ذکر ہے ۔مدنی سورتوں میں منافقین کا بھی ذکر موجود ہے۔ذیل میں ہم ان دونوں کے مباحث بیان کرر ہے ہیں۔

مدنی سورتوں کے مخاطبین:

مدنی سورتوں مخاطبین مومنین اور مسلمین ہیں جنھیں اللہ تعالی نے يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا! یعنی۔اۓ ایمان والو! کہہ کرمخاطب کیا گیا۔

مدنی سورتوں کے مضامین:

مدنی سورتوں کے مضامین میں عبادات ، معاملات ، واجبات ، احکامات ، حلال وحرام ،فرائض ، ممنوعات،غزوات وجہاد، حدود، قصاص اور میراث کواللہ تعالی نے تفصیل سے بیان کیا ہے۔

مدنی سورتوں کے بنیادی مضامین اور اہم خصائص:

۱۔شریعت کے احکام کی تفصیل۔
۲۔اسلام کی ثقافتی اور تہذیبی عمارت کی تکمیل۔
۳۔اسلوب میں ٹھہراؤ اور دھیما پن۔
۴۔مضامین میں سمندر کی سی گہرائی۔
۵۔عمل صالح کی تفصیلات۔
۶۔مکہ میں نازل ہونے والے کلیات کی تفصیلات۔
۷۔مسلمات مشترکہ کا تذکرہ مدنی سورتوں میں بھی بار بار کیا گیا ہے۔
۸۔اکثر و بیشتر اہل کتاب سے خطاب کیا گیا ہے۔
۹۔نظام و منہاج دین کی تکمیل۔
۱۰۔مکارم اخلاق کو شریعت کے عملی احکامات کی اساس کے طور پر دہرایا گیا ہے۔

قرآن کریم کی سورتوں کی تاریخی ترتیب جس کو ترتیب نزولی بھی کہتے ہیں سے واقفیت بہت ضروری ہے۔اس حوالے سے دو صحابی رسول زیادہ نمایاں ہیں۔

۱۔حضرت علیؓ اور۔ ۲۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔

حضرت علیؓ کا علمی مرتبہ کس مقام پر تھا اس پر کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے، کوفہ میں اپنے آخری ایام کے دوران ایک مرتبہ انھوں نے فرمایا! وہ دور بہت جلد آنے والا ہے جب پوچھنے والے تو بہت ہوں گے لیکن انھیں بتانے والا کوئی نہیں ہوگا، پھر آپ نے فرمایا!

سلونی عما شئتم ۔یعنی۔ جو پوچھنا ہے مجھ سے پوچھ لو آپ کو قرآن کریم کی ترتیب نزولی پر خاص دسترس تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے لئے فرمایا! جب تم قرآن پڑھو تو! ام ابن عبد کی قراءت پر پڑھو، اسی طرح سے جب حضرت عمرؓ نے انھیں کوفہ بھیجا تو اہل عراق کے نام اپنے ایک خط میں آپ نے یہ لکھا اے عراق کے لوگو! میں ایک بہت بڑی قربانی دے رہا ہوں اور ایک

ایسے آدمی کو تمھارے پاس بھیج رہا ہوں جس کی یہاں موجودگی میرے لئے بہت ضروری ہے لیکن میں اپنی ضرورت پر تمھاری ضرورت کو ترجیح دے رہا ہوں کیونکہ یہ تمھیں قرآن کریم اور شریعت کی تعلیم دیں گے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک مرتبہ فرمایا، قسم خدا کی اگر مجھے یہ پتا ہوتا کے کوئی شخص مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے تو میں سفر کر کے اس کے پاس جاتا اور اس سے معلومات جمع کرتا۔

قرآن کریم کے مختلف گروپس بھی ہیں۔

۱۔طوال:

جو پہلی سات سورتیں ہیں انھیں طوال کہا جاتا ہے یعنی لمبی سورتیں جن میں شامل:
(۱۔البقرہ۔ ۲۔آل عمران۔ ۳۔النساء۔ ۴۔المائدہ۔ ۵۔انعام۔ ۶۔اعراف۔
۷۔انفال وتوبہ)۔

۲۔مئین:

یہ وہ سورتیں ہیں جن میں ۱۰۰ سے زائد آیات ہیں۔

۳۔مثانی:

یہ وہ سورتیں ہیں جن میں ۱۰۰ سے کم آیات آتی ہیں۔

۴۔مفصل:

سورہ الحجرات کے بعد آخر تک جتنی بھی سورتیں ہیں وہ مفصل کہلاتی ہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک حدیث کو روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مجھے تورات کی جگہ سات طویل سورتیں عطا کی گئی ہیں، مئین مجھے زبور کے مقابلے میں عطا کی گئی ہے اور انجیل کی جگہ مجھے مثانی عطا کی گئی ہیں جبکہ مفصل سورتیں مجھے بطور فضیلت اضافی طور پر دی گئی ہیں۔ ۲۲؎

غور طلب امر یہ ہے کے طوال اور تورات کے مضامین میں بہت حد تک مشابہت موجود ہے۔
اکثر و بیشتر شریعت کی تفصیلات اور قانونی احکام طوال میں آئے ہیں، تورات میں بھی قانونی احکامات آئے ہیں جہاں تک زبور کا تعلق ہے تو اس میں مناجات بیان کی گئی ہیں اور تقریباً یہی کیفیت مئین کی بھی ہے اس میں بھی مناجات اور اللہ سے مضبوط کرنے والے آیات بکثرت ہیں جبکہ انجیل میں اخلاقی ہدایات موجود ہیں جو کے انسان کو متحرک کرنے کا سبب ہیں لہٰذا مثانی میں بھی یہی اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قرآن کریم کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوں گے اور یہ بار بار پڑھنے کے باوجود پرانی نہیں ہوگی۔

قرآنی آیات کے فکر و فلسفے کو سمجھنا:

قرآنی فکر و فلسفے کو سمجھنا اتنا آسان نہیں کے ایک دو مرتبہ ترجمہ تفاسیر کو پڑھ لیا اور پورا قرآن کریم سمجھ میں آ گیا، جب تک انسان ان حالت، واقعات اور کیفیات کا ادراک حاصل نہیں کر لیتا اور اپنے اوپر ان کیفیات کو طاری نہیں کر لیتا جس صورت حال میں ان آیت کا نزول ہوا تھا، اس وقت تک انسان قرآن کریم کے اصل فکر فلسفے تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔
بقول ڈاکٹر اسرار احمد! جب تک کوئی شخص انقلابی جدو جہد میں شریک نا ہوگا قرآن کریم کے معارف کا بہت بڑا اخز آنہ اس سے پوشیدہ رہے گا۔ دوسری جانب قرآن کریم کے تدریجاً نزول کا ایک سبب یہ بھی ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جد جہد کے مختلف مراحل کو سمجھا جائے کیونکہ جب کوئی شخص قرآن کریم میں تفکر کرتا ہے تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدو جہد میں موجود حرکت اور دعوت کے مختلف مراحل واشگاف ہو جاتے ہیں۔
علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں! بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو قرآن کریم پڑھتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کے وہ مصحف سے نہیں بلکہ قرآن کریم ان کے لوح قلب پر نقش ہے اسے وہ وہاں سے پڑھ رہے ہیں، یعنی اگر یہ کہا جائے تو بے جا نا ہوگا کے فطرت انسانی کو قرآن کریم سے ہم آہنگی حاصل ہوگئی، روح انسانی قرآن کریم کی تعلیم ات کو جانتی اور پہچانتی ہے اور ان دونوں میں ایک

گہری انسیت ہے گویا دونوں ایک ہی گاؤں کے رہنے والے ہوں۔ ۲۳؎

مسلمانوں کے عروج وزوال کی اصل وجہ:

اگر مسلمانوں کے عروج وزوال کا جائزہ لیا جائے تو اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۔ ۲۴

ترجمہ۔اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں گے! بے شک میری امت نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔

امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بڑی امت ہے جو قیامت تک محیط ہے تاہم مسلمانوں کی اکثریت نے قرآن کریم میں تدبر اور تفکر کو جب سے ترک کیا ہے اور محض حصول ثواب کے غرض سے صرف اور صرف تلاوت اور جھاڑ پھونک پر جب سے اکتفا کیا ہے اس وقت سے مسلمانوں کے زوال کی ابتداء ہوئی۔اس ضمن میں ایک حدیث کا حوالہ نہایت موزوں اور برمحل ہے۔

حضرت عمر بن خطاب ؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

ان الله يرفع بهذا الكتاب اقواما ويضع به اخرين ۔ ۲۵

ترجمہ۔اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن کریم) کے ذریعے لوگوں کو عروج اور بلندی دے گا،اور اسی کتاب (قرآن کریم) کو چھوڑنے والوں کو ذلت اور رسوائی دے گا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

روز قیامت قرآن تمھارے حق میں گواہی دے گا یا تمھارے خلاف گواہی دے گا۔۲۶؎

امام مالک ؒ فرماتے ہیں!

امت مسلمہ کے آخری عہد کی اصلاح کبھی نا ہو سکے گی تا قتیکہ وہی طریق اختیار نا کر لیا جائے جس سے اس کے ابتدائی عہد نے اصلاح پائی تھی،اور وہ اس کے سوا کچھ نہیں ہے کے قرآن حکیم کے اصلی و حقیقی معارف کی تبلیغ کرنے والے مرشدین،صادقین پیدا کئے جائیں۔۲۷؎

بقول اقبال!

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

مفتی محمد شفیع اپنی کتاب وحدت امت میں شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی کے یہ الفاظ درج کرتے ہیں!"میں نے جیل کی تنہائی میں پوری دنیا کے مسلمانوں کے دینی اور دنیاوی زوال کے دو اسباب معلوم کئے ہیں۔

ا۔قرآن کریم کو چھوڑنا۔ ۲۔آپس کے اختلافات اور خانہ جنگی"۔۲۸؎

جبکہ مفتی محمد شفیع کی نظر میں ترک قرآن ہی تمام تر مسائل کی اصل وجہ ہے۔

یعنی ثابت ہوا کے قرآن کریم ہی وہ واحد راستہ ہے جس کے ذریعے سے مسلمان دنیا میں عروج اور بلندی حاصل کر سکتے ہیں نا صرف یہ بلکہ دنیا کے تمام مسائل کا حل بھی اللہ کی اسی کتاب میں ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا ۔۲۹

ترجمہ۔اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور آپس میں تفرقہ نا ڈالو۔

یاد کرو اپنے اوپر اللہ کی اس نعمت کو جب تم باہم دشمن تھے، پھر اس نے تمھارے دلوں کو جوڑ دیا اور تم اس کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے ۔یہ قرآن کریم ہی ہے جو اہل ایمان کے دلوں کو جوڑتا ہے اور ان کو باہم ایک دوسرے کے ساتھ پیوست کرتا ہے اور یہ دلی تعلق اور دلی ہم آہنگی ہی ہے جو مسلمانوں کو باہم متحد رکھتی ہے۔

ایک طویل حدیث کا مفہوم ہے، امیر المومنین حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عنقریب ایک بہت بڑا فتنہ ظاہر ہوگا، تاہم اس فتنے سے نکلنے کا واحد راستہ صرف کتاب اللہ ہے، اس میں تم سے پہلی امتوں کے واقعات، تمھارے بعد کی اطلاعات اور تمھارے درمیان جو مسائل پیدا ہوں گے ان کا حکم اور فیصلہ موجود ہے، یہ قول فیصل ہے، جو جابر اور سرکش اس کو چھوڑے گا اللہ تعالیٰ اس کو توڑ کر رکھ دے گا اور جو شخص قرآن کے بغیر کوئی ہدایت طلب کرے گا تو اس کے حصہ میں اللہ کی طرف سے گمراہی آئے گی تاہم قرآن ہی حبل اللہ المتین ہے، یہ محکم نصیحت نامہ اور صراط مستقیم ہے۔۳۰؎

یعنی۔یہ اللہ کی مضبوط رسی ہے۔۳۱؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

ان هذا القرآن حبل الله ولنور المبين۔

یعنی۔یقیناً یہ قرآن حبل اللہ اور نور مبین ہے۔ ۳۲؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

القرآن حبل الله الممدود من السماء الى الارض۔

یعنی۔قرآن اللہ کی رسی ہے جو آسمان سے لے کر زمین تک تنی ہوئی ہے۔ ۳۳؎

حضرت زید بن ارقمؓ بیان کرتے ہیں! اگر تم اللہ سے جڑنا چاہتے ہو تو قرآن کو مضبوطی سے تھام لو، اس سے تمھیں اللہ کا قرب حاصل ہو جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! قرآن کا ایک سرا اللہ کے ہاتھ میں اور اس کا دوسرا سرا تمھارے ہاتھ میں ہے۔ ۳۴؎

القرآن کریم کی زبان عربی:

قرآن قیامت تک کے لئے ہے لہٰذا اس کے لئے ایسی زبان کا انتخاب کیا گیا جو اس کے اعلیٰ ترین مطالب کا تحمل کر سکے اور انھیں اپنے اندر سمو بھی سکے اور انھیں آنے والی نسلوں تک پہنچا سکے اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری تھا کے اس زبان میں پہلے سے کسی قسم کے غیر اسلامی تصورات نہ پائے جاتے ہوں اور نہ ہی اس زبان پر کسی غیر اسلامی نظریہ کی چھاپ ہو۔ ہر زبان کا ایک خاص مزاج بھی ہوتا ہے اور زبان چاہے جو بھی ہو اس کا مزاج اس قوم کے عقائد، تصورات اور خیالات کے نتیجے میں وجود میں آتا ہے لہٰذا نزول قرآن کے لئے ایسی زبان کا انتخاب ضروری تھا جو ایک طرف تو مکمل طور پر ترقی یافتہ ہو اور دوسری طرف اس پر کسی غیر اسلامی عقیدے یا تصور کی چھاپ نہ ہو، عربی ہی وہ واحد زبان تھی جو اس قسم کی چھاپ سے بری تھی، عربی زبان ترقی یافتہ بھی تھی اور اس کی ترقی کا تو یہ عالم ہے کے آج تک کوئی زبان اس کے مقام تک نہیں پہنچ سکی اس کے ساتھ ساتھ اس پر غیر قرآنی عقیدے یا نظریہ یا قبل قرآنی خیالات کی چھاپ نہیں تھی باالفاظ دیگر یہ ستھری اور پاکیزہ زبان تھی لہٰذا اس ستھری اور پاک زبان پر قرآن کی چھاپ جتنی گہری، جتنی دیر پا

اور جتنی پختہ ثابت ہوئی وہ کسی اور زبان میں نہیں ہوسکتی تھی، قرآن کریم کی ہر چیز اپنی جگہ محفوظ ہے ،عربی زبان بھی محفوظ ہے عربی قواعد بھی محفوظ ہیں، دنیا میں زبانیں مٹتی رہتی ہیں اور ان میں تبدیلی کا عمل جاری رہتا ہے پھر وقت کے ساتھ ساتھ قواعد میں بھی تبدیلیاں واقع ہوتی رہتی ہیں، اسی طرح سے محاورے اور ضرب الامثال وغیرہ میں بھی تغیر آتا رہتا ہے، نزول قرآن کے وقت کی تقریباً سب ہی زبانیں مٹ یا بدل چکیں لیکن عربی زبان اس ردوبدل اور ترمیم اور اضافہ سے مستثنٰی ہے جو خود قرآن کریم کا ایک اعجاز ہے۔

اس زبان کو اختیار کرنے کی ایک دوسری وجہ یہ بھی تھی کے لسانیات کی تاریخ میں یہ زبان اپنی نوعیت کی ایک منفرد زبان ہے، اس کی یہ انفرادی خصوصیت ہے کے یہ گزشتہ ۱۶۰۰ سالوں سے بغیر کسی ردوبدل کے آج تک موجود ہے جبکہ دنیا کی ہر زبان ۳۰۰ سالوں بعد تبدیلی کے عمل سے گزرتی ہے اور ۵۰۰ سال ہوتے ہوتے تو وہ مکمل طور پر نابود ہوجاتی ہے۔

قرآن کریم ایک زندہ زبان ہے۔

الْقُرْاٰنُ کریم اور مسلمانوں کے عقائد:

ڈاکٹر اسرار احمد نے اپنی تفسیر بیان القرآن میں اس پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے لکھا!

الْقُرْاٰنُ کریم سے متعلق مسلمانوں کے عقائد کو تین سادہ جملوں میں بیان کیا جاسکتا ہے۔۳۵ے

۱۔ الْقُرْاٰنُ کریم اللہ کا کلام ہے۔

۲۔ یہ الْقُرْاٰنُ کریم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا۔

۳۔ الْقُرْاٰنُ کریم کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ نے خود لی ہے۔

۱۔ الْقُرْاٰنُ کریم اللہ کا کلام ہے:

بلاشبہ الْقُرْاٰنُ کریم کلام الٰہی ہے، اس کو ام الکتاب، کتاب مکنون اور کہیں اصل کتاب بھی کہا گیا ہے، یہ خالصتاً اللہ کا کلام ہے جو تورات، زبور اور انجیل کی تصدیق بھی کرتا ہے، چنانچہ جن

لوگوں نے اسے غیر اللہ کا کلام سمجھا تو اللہ نے انھیں چیلنج کرتے ہوئے
الْقُرْاٰنُ کریم میں متعدد مقامات پر ارشاد فرماتے ہوئے کہا!

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَ
ادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ ۳۶

ترجمہ۔اگر تم کو اس کتاب کے کلام الٰہی ہونے میں کچھ شک ہے جو ہم نے اپنے محبوب بندے پر نازل کی ہے تو اس کی مانند کوئی سورت ہی بنالاؤ اور اللہ کے سوا اپنے مددگاروں کو بھی بلالاؤ، اگر تم سچے ہو تو۔

قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ
دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ ۳۷

ترجمہ۔تم اس کی مثل دس سورتیں بنالاؤ، اور اللہ کے سوا جس کو بھی بلا سکتے ہو بلالو اگر تم سچے ہو۔

قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ
كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ ۳۸

ترجمہ۔تم اس کی مثل ایک سورت بنالاؤ، اللہ کے علاوہ جن لوگوں کو بلا سکتے ہو انہیں بلالو اگر تم سچے ہو۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ
لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا۔ ۳۹

ترجمہ۔اگر تمام انسان اور جنات اس قرآن کے جیسے (کلام) کو لانے پر جمع ہو جائیں تو وہ اس کی مثل نہیں لاسکیں گے، خواہ وہ ایک دوسرے کے مدد بھی کریں۔

قرآن کریم جامع الصفات ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ ۴۰

ترجمہ۔یہ قرآن ایسا نہیں ہے جو دوسروں کا تحریر کیا ہوا ہو۔

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ۔ ۴۱ ۔ترجمہ۔قرآن کو ہم نے حق کے ساتھ نازل کیا ہے۔

هٰذَا هُدًى ۔۴۲؎ ترجمہ۔ یہ قرآن سراسر ہدایت ہے۔

اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ۔۴۳

ترجمہ۔ (قرآن) عالمین کے لئے ایک بڑی نصیحت ہے۔

تَنۡزِيۡلٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ‌ۚ كِتٰبٌ فُصِّلَتۡ اٰيٰتُهٗ قُرۡاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ بَشِيۡرًا وَّ نَذِيۡرًا‌ۚ فَاَعۡرَضَ اَكۡثَرُهُمۡ فَهُمۡ لَا يَسۡمَعُوۡنَ ۔۴۴

ترجمہ۔ یہ خدائے رحمان ورحیم کی طرف سے نازل کردہ ہے، یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیات کوکھول کھول کر بیان کیا گیا ہے، یہ عربی زبان کا قرآن ہے اوران لوگوں کے لئے ہے جو علم رکھتے ہیں یہ بشارت دینے والا اور ڈرانے والا ہے۔

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَ لِيُنۡذَرُوۡا بِهٖ وَ لِيَعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ لِيَذَّكَّرَ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ۔۴۵

ترجمہ۔ (قرآن) کولوگوں تک پہنچانا ہے تاکہ وہ ڈرائے جائیں اوروہ جان لیں کے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، یہ عقل مندوں کے لئے نصیحت ہے۔

۲۔قرآن کریم کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزول:

قرآن کریم آخری الہامی کتاب ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک پر ۲۳ برسوں میں بتدریج نازل ہوئی، قرآن کریم کی آیات کوحضرت جبرائیل علیہ السلام بذریعہ وحی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعلیم فرماتے ۔قرآن کریم پچھلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے، یہ حق و باطل میں فرق کرتی ہے یہ سرچشمہ ہدایت ہے اوراس کی تعلیمات پرعمل کرکے انسان اپنی دنیا اورآخرت کو کامیاب بنا سکتا ہے۔

وَ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الذِّكۡرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيۡهِمۡ وَ لَعَلَّهُمۡ يَتَفَكَّرُوۡنَ ۔۴۶

ترجمہ۔ ہم نے آپ کی طرف یہ قرآن نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کو وہ تعلیم کھول کھول کر بیان

کردیں جو ان کے لئے نازل کی گئی ہے تاکہ وہ لوگ غور فکر کریں۔

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔ ۴۷

ترجمہ۔رسول اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہتے ہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہی کہتے ہیں جو آپ پر وحی کیا جاتا ہے۔

ق۔ ۴۸ ؎ ۔ترجمہ۔ق۔حروف مقطعات میں سے ہے۔

امام ابن عطاء فرماتے ہیں! ق سے مراد قسم ہے جو اللہ تعالی نے قوت قلب محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اٹھائی ہے یعنی قوت قلب محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم جس نے قرآن کریم کے خطاب کا بوجھ اٹھالیا۔قرآن کریم کے خطاب کا بوجھ تو وہ بوجھ تھا کے جس کو پہاڑوں نے بھی اٹھانے سے معذرت پیش کردی تھی۔ ۴۹ ؎

۳۔قرآن کریم کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ نے خود لی ہے:

قرآن کریم کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالی نے اپنے ذمہ لی ہے چنانچہ آج ساڑھے چودہ سو سالوں گزرنے کے بعد بھی یہ اپنی اصل شکل وصورت میں ہمارے پاس موجود ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ ۵۰

ترجمہ۔ہم نے ہی اسے نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

پچھلی الہامی کتابوں میں لوگوں نے اپنی مرضی اور مفادات کی خاطر ترمیم اور اضافہ کیا تھا اور احکامات الٰہی میں ردوبدل کی ناپاک کوشش بھی کی تھی چنانچہ تورات، زبور اور انجیل میں تحریفات کی گئیں قرآن کریم آخری الہامی کتاب ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک پر ۲۳ برسوں میں بتدریج نازل کی گئی قرآن کریم کی آیات کو حضرت جبرائیل علیہ السلام بذریعہ وحی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعلیم فرماتے تھے،قرآن کریم پچھلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے، یہ حق و باطل میں فرق کرتی ہے۔یہ سرچشمہ ہدایت ہے اور اس کی تعلیمات پر عمل کر کے انسان اپنی دنیا اور آخرت کو کامیاب بنا سکتا ہے۔قرآن کریم جامع الصفات ہے یہ قرآن کریم نہایت بزرگ و برتر

ہے جو لوح محفوظ میں ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۔۵۱ ترجمہ۔ قرآن مجید، لوح محفوظ میں ہے۔

مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍۭ ۔ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ۔ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ ۔۵۲

ترجمہ۔ یہ ایسے صحائف میں درج ہے جو مکرم، بلند، پاکیزہ، معزز اور نیک کاتبوں کے ہاتھوں میں رہتے ہیں۔

یعنی یہ کتاب مکنون ان فرشتوں کے پاس ہے جو تمھاری رسائی سے ماوراء ہے۔

وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۔۵۳

ترجمہ۔ درحقیقت اصل کتاب میں ہمارے پاس محفوظ ہے، جو نہایت بلند مرتبہ اور حکمت سے لبریز ہے۔

قرآن کریم کو ام الکتاب بھی کہا جاتا ہے، ام، عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معانی جڑ اور بنیاد کے بھی ہیں یعنی قرآن کریم کی اصل اساس لوح محفوظ میں ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔ صحیح بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔

۲۔ سنن ابن ماجہ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔

محاضرات قرآنی۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی۔ ناشران الفیصل پبلیشرز۔ لاہور۔ ۲۰۰۸ء۔

۳۔ صحیح بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔

۴۔ سنن نسائی۔ امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۱۴۱۲ھ۔

۵۔ صحیح بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔

۶۔ سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۷۔ المستدرک۔ امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دار الباز مکہ مکرمہ۔

۸۔ صحیح بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔

۹۔ سنن ابن ماجہ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔

۱۰۔ سنن ترمذی۔ امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔

۱۱۔ الترغیب والترہیب۔ امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری (متوفی ۶۵۶ھ) مطبوعہ دار الحدیث

قاہرہ ۱۴۰۷ھ۔دارابن کثیر بیروت۔
۱۲۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۱۳۔وقت۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔عظیمیہ پبلیکیشنز ناظم آباد کراچی۔
۱۴۔سورہ مزمل۔آیت۔۲۰۔
۱۵۔سورہ الحشر۔آیت۔۹۔
۱۶۔القرآن۔
۱۷۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۲۸۔
۱۸۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۰۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۲۱۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۲۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۳ھ۔داراحیاء التراث العربی۔
۲۳۔بیان القرآن۔ڈاکٹر اسرار احمد۔ص۔۷۵۔انجمن خدام القرآن لاہور۔
۲۴۔سورہ فرقان۔آیت۔۳۰۔
۲۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۷۔ البلاغ۔ج۔ا۔شمارہ اول۔مورخہ ۱۲ نومبر 1915ء۔
۲۸۔وحدت امت۔مفتی محمد شفیع۔ص ۳۰۔۴۰۔
۲۹۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۰۳۔
۳۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۳۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۳۲۔سنن درامی۔امام عبداللہ بن عبدالرحمن درامی (متوفی ۲۵۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العربی ۱۴۰۷ھ۔دارالمعرفۃ بیروت ۱۴۲۰ھ۔
۳۳۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۳۴۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۳۵۔بیان القرآن۔ڈاکٹر اسرار احمد۔ص۔۷۵۔انجمن خدام القرآن لاہور۔

۳۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۳۔
۳۷۔سورہ ہود۔آیت۔۱۳۔
۳۸۔سورہ یونس۔آیت۔۳۸۔
۳۹۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۸۸۔
۴۰۔سورہ یونس۔آیت۔۳۷۔
۴۱۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۰۵۔
۴۲۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۱۱۔
۴۳۔سورہ التکویر۔آیت۔۲۷۔
۴۴۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۔۴۔
۴۵۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۵۲۔
۴۶۔سورہ النحل۔آیت۔۴۴۔
۴۷۔سورہ النجم۔آیت۔۳۔۴۔
۴۸۔سورہ ق۔آیت۔۱۔
۴۹۔التذکرۃ فی امور الآخرہ۔امام عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ٦٦٨ھ) مطبوعہ دارالبخاری مدینہ۔
۵۰۔سورہ الحجر۔آیت۔۹۔
۵۱۔سورہ البروج۔آیت۔۲۱۔۲۲۔
۵۲۔سورہ عبس۔آیت۔۱۴۔۱۶۔
۵۳۔سورہ زخرف۔آیت۔۴۔

باب ۳

نظم الْقُرْاٰنُ

نظم الْقُرْاٰنُ دراصل وہ چیز ہے جس نے سب سے پہلے مشرکین عرب اور کفار مکہ کو قرآن کریم کے اعجاز سے روشناس کرایا اور جس کو سب سے پہلے عرب کے بڑے بڑے ادباء، خطباء اور ماہرین لغات نے محسوس کیا جس نے عربوں کہ اعلی ترین ادبی حلقوں سے یہ بات منوائی کے قرآن کریم کا انداز بیان اور اسلوب نوعیت کے اعتبار سے منفرد ہے اور اس کی مثال نہ تو عربی شاعری میں ملتی ہے اور نہ خطابت و کہانت میں اور نہ ہی کسی ایسے طرز کلام میں کے جس سے عرب مانوس ہوں قرآن کریم میں شعر کی غنائیت اور موسیقیت بھی ہے خطابت کا زور بیان اور جملوں کا اختصار بھی ہے اس میں جامعیت، معانی ومطالب اور حقائق و معارف کی گہرائی بھی پائی جاتی ہے، یہی نہیں بلکہ اس میں حکمت و دانائی، دلائل و براہین، تنوع اور استدلال کی جدت اور قوت بھی بدرجہ اتم پائی جاتی ہے اسی وجہ سے یہ کلام فصاحت و بلاغت کے اعلی ترین معیار پر بھی فائز ہے۔

عرب اپنے آپ کو فصحاء سمجھتے ان کو شاعری اور ادب کا بہت عمدہ ذوق تھا، جبکہ ان کی شاعری کے نمایاں موضوعات میں جنگ، گھوڑے، تلوار، شیر اور بالخصوص خواتین کا حسن و عشق شامل تھے، وہ ان کی ہر ہر ادا پر اشعار کہا کرتے، چنانچہ بڑے بڑے شعراء اپنے فن کا اظہار کیا کرتے، تاہم ان کے درمیان مقابلہ بھی منعقد ہوتا لہٰذا یہ شعراء اپنے قصیدے لکھ کر خانہ کعبہ کی دیوار پر لگا دیا کرتے، جہاں دور دراز سے آنے والے زائرین ان قصائد کو پڑھ کر داد و تحسین دیا کرتے، اسی طرح سے سات قصائد بیت اللہ کی دیوار پر آویزاں تھے جس کو سبعہ معلقۃ کہا جاتا۔ ان ہی میں ایک شاعر لبیدؓ بھی تھے جو ایمان لے آئے اور ایمان لانے کے بعد انھوں نے شاعری کو خیر باد کہہ دیا کسی نے پوچھا کے اب آپ شاعری نہیں کرتے؟ تو انھوں نے جواباً عرض کیا! ابعد القرآن۔

یعنی نزول قرآن کے بعد اب کسی کو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں، یعنی قرآن کا اسلوب اس قدر جامع،

مدلل، فصیح اور بلیغ تھا کے بڑے بڑے فصحاء اور ملک شعراء کی زبانیں بند ہوگئیں اور انھوں نے اپنی شاعری ترک کردی۔

جب قرآن کریم کے نظم پر بات کی جائے تو ہمارے سامنے تین بڑے اور نمایاں پہلو آتے ہیں سب سے پہلے تو خود قرآن کریم کے الفاظ اور کلمات کی بندش، جس کے لئے علماء کرام نے نظم کی اصطلاح استعمال کی ہے، دراصل قرآن کریم کے سیاق سباق میں نظم کے دو مفہوم ہیں۔

ایک مفہوم تو قرآن کریم کی آیات اور سورتوں کی باہمی ترتیب اور اندرونی نظام کا ہے۔

دوسرا مفہوم عبادت وکلمات کا ہے، اس دوسرے مفہوم کے لحاظ سے قرآن کریم میں نظم اس کو کہتے ہیں جس کو عام بول چال میں لفظ یا کلمہ کہتے ہیں چونکہ الفاظ اور کلمات کے لغوی معنی قرآن کریم کے شایان شان نہیں سمجھے گئے، اس لئے قرآن کریم کے لئے نظم کی خاص اصطلاح استعمال کی گئی نظم کے معنی ہیں موتیوں کو ایک لڑی میں پرو دینا گویا قرآن کریم کے الفاظ خوبصورتی میں موتی کی طرح ہیں اور اپنی ترتیب میں بہت سے خوبصورت موتیوں کی طرح ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہیں اگر ایک کو اس سے الگ کر دیا جائے تو پوری لڑی اس سے متاثر ہوگی۔

قرآن کریم کی ہر سورہ کا ایک دعویٰ ہے پھر بقیہ سورتیں اس دعویٰ کے شواہد اور دلائل پر مشتمل ہوتی ہے دلائل پر جو اعتراضات ہیں وہ بھی اس سورہ میں شامل ہیں پھر ان اعتراضات کا جواب، پھر اس اعتراض پر اگر کوئی شبہ ہے تو اس شبہ کا ذکر اور شبہ کا جواب الغرض پوری سورہ ایک دعویٰ اور سلسلہ دلائل سے عبارت ہے اور یہ قانون ہر سورہ میں نظر آتا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی

وَاِنۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ رَيۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰى عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ وَادۡعُوۡا شُهَدَآءَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ۔۱

ترجمہ۔اگر تم کو اس کتاب کے کلام الٰہی ہونے میں کچھ شک ہے جو ہم نے اپنے محبوب بندے پر نازل کی ہے تو اس کی مانند کوئی سورت ہی بنا لاؤ اور اللہ کے سوا اپنے مددگاروں کو بھی بلا لاؤ۔ اگر تم سچے ہو تو۔

اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰٮهُ‌ؕ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِعَشۡرِ سُوَرٍ مِّثۡلِهٖ مُفۡتَرَيٰتٍ وَّادۡعُوۡا

مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۔ ۲

ترجمہ۔ وہ کہتے ہیں کے پیغمبر نے یہ کتاب خود گھڑ لی ہے؟ کہو اچھا یہ بات ہے تو اس جیسی گھڑی ہوئی دس سورتیں تم بنالاؤ اور اللہ کے سوا اور جو جو (تمہارے معبود) ہیں اُن کو مدد کے لیے بلا سکتے ہوتو بلالو اگر تم (انہیں معبود سمجھنے میں) سچے ہو۔

قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَ ادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۔ ۳

ترجمہ۔ تم اس کی مثل ایک سورت بنالاؤ۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۔ ۴

ترجمہ۔ اگر تمام انسان اور جنات اس قرآن کے جیسے (کلام) کو لانے پر جمع ہو جائیں تو وہ اس کی مثل نہیں لاسکیں گے، خواہ وہ ایک دوسرے کے مدد بھی کریں۔

قرآن کریم میں اور بالخصوص مکی سورتوں میں ایجاز (ایسا اشارہ جس میں بہت گہرائی اور جامعیت ہو) کے نمونے بکثرت پائے جاتے ہیں جبکہ بعض جگہ تو یہ ایجاز اس قدر دیکھنے میں آتا ہے کے ایک ایک لفظ میں معانی کا سمندر موجزن ہے، اس کو سمجھنے کے لئے ٹیلی گراف کی تشبیہ بھی دی جاتی ہے کیونکہ ٹیلی گراف میں پیغام نہایت مختصر ہوتا ہے لیکن مخاطب کو اس پیغام کا مفہوم، حقیقت، پس منظر اور اس کا مقصد مکمل طور پر سمجھ میں آجاتا ہے مثلاً اگر ٹیلی گراف میں یہ پیغام لکھا ہو Send money یعنی رقم بھیج دو۔

اب مخاطب اس پیغام کو بالکل سمجھ جائے گا کے اس پیغام کا پس منظر کیا ہے کب اور کہاں، کتنی رقم بھیجنی ہے یہ تمام سیاق وسباق اس مخاطب کے علم میں ہیں۔

اس حوالے سے امین اصلاحی فرماتے ہیں، نظم کلام کسی کلام کا ایسا لازمی جز ہوتا ہے کے اس کے بغیر کسی عمدہ کلام کا تصور ہی محال ہے۔

علامہ سیوطی نظم کلام کے حوالے سے کہتے ہیں، ترتیب اور نظم کا علم ایک نہایت اعلی علم ہے لیکن اس

کے مشکل ہونے کے سبب مفسرین نے اس کی جانب کم توجہ کی ہے۔
امام فخر الدین نے کہا! ہر سورہ شروع سے لے کر آخر تک ایک مربوط کلام کی حیثیت رکھتی ہے۔
قبیلہ قریش کے تقریباً ۱۷ افراد لکھنا پڑھنا جانتے تھے اور مکہ میں کوئی باقاعدہ رسم الخط رائج نہیں تھا جس کی سب لوگ پیروی کرتے مختلف علاقوں میں مختلف رسم الخط رائج تھے لیکن مکہ میں نبطی رسم الخط سے اکثر لوگ واقف تھے، نبطی دراصل شمالی عرب کی ایک قوم تھی جس نے تحریر میں مہارت حاصل کر لی تھی اور یہ رسم الخط انھوں نے ایجاد کر لیا تھا ہم اس رسم الخط کو موجودہ عربی رسم الخط کا پیش رو بھی کہہ سکتے ہیں۔ جبکہ مدینہ میں پڑھنے لکھنے کا رواج تھا جہاں مسلمانوں کے بچے بھی پڑھتے تھے یہاں خط حمیری کا رواج تھا پھر یہاں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ بنے جن میں
حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت ابو درداءؓ، حضرت عبادہ بن صامتؓ، حضرت ابو ایوب انصاریؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ شامل تھے۔
یہ تمام حضرات خط حمیری سے واقف تھے لہٰذا جب ہجرت ہوئی تو قرآن کریم کا جو حصہ بھی یہاں نازل ہوا اس کو خط حمیری میں ضبط کر لیا گیا رفتہ رفتہ اس خط میں بہتری اور نکھار آتا گیا۔ یہاں تک کے جب عراق میں میں کوفہ اور بصرہ کی نئی بستیاں بسائی گئی تو عربی رسم الخط کو بڑی تیزی سے ترقی ملنا شروع ہوئی یہ دونوں بستیاں عسکری اور انتظامی ضروریات سے عراق عرب کے علاقے میں حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے میں بسائی گئی تھیں، بہت جلد دونوں بستیوں نے مسلمانوں کی تہذیب وتمدن کے بڑے مراکز کی حیثیت اختیار کر لی جزیرہ عرب کی شمالی سرحدوں پر جب دو برے تہذیبی مراکز قائم ہوئے تو وہاں جلدی ایک نیا خط پیدا ہوا جسے خط کوفی کہتے ہیں، یہ خط کئی سو سال جاری رہا آج قرآن کریم کے بے شمار نسخے خط کوفی میں موجود ہیں، یہ خط تقریباً ۲۰۰ سالوں تک جاری رہا پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں مزید نکھار پیدا ہوتا رہا بلآخر عباسی دور خلافت میں ایک اور خط رائج ہوا جو کے خط نسخ کے نام سے مشہور ہوا اور یہ خط عربی زبان کا مشہور ترین خط مانا جاتا ہے گزشتہ ۱۰۰۰ سالوں سے اس خط میں کئی چیزیں تحریر کی گئیں اور قرآن کریم بھی اسی خط میں لکھا جانے لگا اس وقت تقریباً ۱۰۵ خطوط عربی زبان میں جاری ہیں کاتبان وحی میں قابل ذکر تو چاروں خلفاء راشدین تھے لیکن ان کے علاوہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ،

حضرت سالم مولی ابی حذیفہؓ ،حضرت ابی ابن کعبؓ ،حضرت زید بن ثابتؓ تھے ان کے علاوہ بھی کئی صحابہ کو یہ شرف حاصل تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اگر قرآن کریم کو سیکھنا ہے تو ان چار صحابہ کرام سے سیکھو۔

ا۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ۔۲۔حضرت سالم مولا ابی حذیفہؓ ۔۳۔حضرت معاذ بن جبلؓ ۴۔حضرت ابی ابن کعبؓ ۔۵؎

ان صحابہ کرام کو قرآن کریم کا اتنا گہرا اور پختہ علم تھا کے رسول اللہ ﷺ نے ان کی یاداشت اور علم قرآن کی تصدیق فرمائی۔

قرآنی اغلاط نکالنے کا ادارہ:

جرمنی میں ایک ایسا ادارہ بنایا گیا جس کا یہ مقصد تھا کے وہ قرآن کریم میں موجود غلطیوں کی نشاندھی کرے لہٰذا اس مقصد کے لئے انڈونیشیا سے لے کر مراکش تک قرآنی نسخے جمع کئے گئے اور ماہرین کی ایک ٹیم کو اس مقصد کے لئے جمع کیا گیا تا کہ وہ قرآن کریم میں غلطیاں نکال سکیں۔

پھر انھوں نے بائبل کے لئے بھی ایک ٹیم بنائی تا کہ وہ اس کا جائزہ لے۔ یہ کام دراصل مسلمانوں کو نیچا دیکھانے کے لئے کیا جارہا تھا تا کہ انھیں یہ بتایا جاسکے کے ان کی مذہبی کتاب میں بھی ردوبدل (نعوذ باللہ) موجود ہے۔

اس ادارے کی ابتدائی رپورٹ تو جرمن زبان میں تھی ،اس میں یہ لکھا تھا کے اس تحقیق میں یہ بات ثابت ہوئی کے قرآن کریم میں کتابت کی تو ایک آدھ غلطی ہے مثلاً لکھنے والے سے چھوٹ گیا لیکن یہ غلطی کسی ایک نسخے میں ہے، سب میں نہیں لیکن قرآن کریم کے متن میں قطعاً فرق نہیں ہے ،دوسری جانب بائبل میں اگر کتابت کی انفرادی غلطیوں کو نظر انداز بھی کردیا جائے لیکن اس میں پونے دو لاکھ مقامات پر متن کا اختلاف پایا جاتا ہے یعنی (پچیس ہزار) 25000 وہ اختلافات ہیں جو بالکل ہی بنیادی نوعیت کے ہیں جن سے بائبل کے پیغام اور مطالب پر نہایت فرق پڑتا ہے۔٦؎

بائبل میں تضاد:

ذیل میں بائبل کی کچھ متضاد باتوں کا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے:

۱۔آدم کو کہا گیا کے جس دن تم نیک و بد کے درخت کا پھل کھاؤ گے تم ضرور مرو گے۔۷؎

۱۔مگر آدم پھل کھانے کے ۹۳۰ برس جیتا رہا۔۸؎

۲۔انسان کو خدا نے حیوانات پیدا کرنے کے بعد بنایا۔۹؎

۲۔خدا نے آدم کے پاس جانور بنا کر بھیجے، گویا آدم پہلے جانور بعد میں۔۱۰؎

۳۔خدا کا پچھتانا۔۱۱؎

۳۔خدا پچھتا تا نہیں ہے۔۱۲؎

۴۔داؤد کو خدا نے کہا! اسرائیل کو گن۔۱۳؎

۴۔شیطان نے کہا! اسرائیل کو گن۔۱۴؎

۵۔میکل مرتے دم تک بے اولاد ہی رہا۔۱۵؎

۵۔میکل کے پانچ بیٹے تھے۔۱۶؎

۶۔خدا اندھیرے میں رہتا ہے۔۱۷؎

۶۔خدا نور میں رہتا ہے۔۱۸؎

الْقُرْاٰنُ کریم کی سات معروف قراءت (سبعہ قراءت):

قراءت کا یہ طریقہ کار بھی صحابہ کرام کے دور سے ہی چلا آ رہا ہے۔

ذیل میں ہم ان کا ذکر کر رہے ہیں۔

۱۔امام عاصم ابن ابی النجود (متوفی ۱۲۸ھ) یہ تابعین ہیں ان کے سب سے نامور شاگرد امام حفص بن سلیمان کوفی (متوفی ۱۸۰ھ) ہیں، اس وقت دنیائے اسلام کے بیشتر حصوں بشمول برصغیر ،افغانستان،عرب دنیا،ترکی،وسطی ایشیاء وغیرہ میں انھی کی روایت مروج ہے۔

۲۔امام نافع مدنی (متوفی ۱۶۹ھ) انھوں نے حضرت ابی بن کعبؓ ،حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور

حضرت ابو ہریرہؓ جیسے کبائر صحابہ کے ۷۰ تلامذہ سے علم قراءت سیکھا ہے ان کے سب سے نامور شاگرد امام عثمان بن سعید ورش مصری (متوفی ۱۹۷ھ) ہیں ان کی روایت شمالی افریقہ میں زیادہ رائج ہے۔

۳۔ امام عبداللہ بن کثیر الداری (متوفی ۱۲۰ھ) یہ تابعین میں سے ہیں انھوں نے متعدد صحابہ کرام سے جن میں حضرت ابوایوب انصاریؓ بھی شامل ہیں سے کسب فیض کیا ہے۔

۴۔ امام عبداللہ بن عامر شامی (متوفی ۱۱۸ھ) یہ تابعین ہیں اور قراءت کے علم میں ایک واسطہ سے حضرت عثمان غنیؓ کے شاگرد بھی رہے ہیں۔

۵۔ امام ابوعمرو بن العلاء بصری (متوفی ۱۵۴ھ) یہ ایک واسطہ سے حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے شاگرد ہیں۔

۶۔ امام حمزہ کوفی (متوفی ۱۵۶ھ)۔

۷۔ امام علی بن حمزہ الکسائی کوفی (متوفی ۱۸۹ھ) اپنے زمانے کے مشہور امام نحو وعربیت اور امام قراءت تھے۔

مندرجہ بالا تمام اشخاص کا تعلق کسی نہ کسی مشہور تلامذہ سے ہے۔

تفسیر القُرآنُ:

تفسیر کے لغوی معنی وضاحت اور تشریح کے ہیں یعنی کسی چیز کو کھول کر بیان کرنا، فسر، تفسیر کا مادہ ہے جبکہ عربی میں اس کے معنی ہیں کسی چیز کو پردوں سے نکال کر یا کھول کر سامنے رکھ دینا۔ اس کے ایک اور معنی یہ بھی ہیں کے کسی سجے سجائے گھوڑے کو اس کے سارے لوازمات، زین لگام اور دوسری چیزوں سے نکال کر پیش کر دینا گویا خریدار کے سامنے اصل گھوڑے کو اس طرح رکھ دینا کے اس کی اصل شکل وصورت نظر آجائے، تفسیر قرآن کے ایک معنی یہ بھی ہیں کے اس کی آیات کے معانی ومطالب کو اس طرح سے کھول کر بیان کرنا کے سننے والے کی سمجھ میں آجائے لہٰذا اس عمل کو تفسیر کہا جاتا ہے، اس علم کی باقاعدہ تدوین پہلی صدی ہجری میں شروع ہوگئی تھی صحابہ کرام کے تلامذہ نے صحابہ کرام کے تفسیری سرمایہ کی بنیاد پر علم تفسیر کی تدوین کا کام شروع کر دیا تھا جبکہ

دوسری صدی ہجری کے اوخرتک اس علم کی بنیادیں پڑ چکی تھیں اوراس کی حدودبھی متعین ہوچکی تھیں پھر جیسے جیسے علم تفسیر کا ارتقاء ہوتا گیا نئے نئے علوم بھی وفنون بھی پیدا ہوتے گئے علوم القرآن اور علم تفسیر بعض اعتبار سے ایک ہی چیز کے دو نام ہیں پھراس کے ذریعے فقہی احکامات کی ترتیب وتدوین عمل میں آئی، صحابہ کرام نے اس سے ایک اصول نکالا کے بعد میں آنے والا ہر حکم پہلے دئے جانے والے احکامات کو Qaulify کرتا ہے یعنی ہر حکم کو بعد میں آنے والے حکم کی روشنی میں پڑھا جائے گا اب یہ دنیا کے ہر قانون کا ایک طے شدہ اصول بن چکا ہے اوراس وقت دنیا میں کوئی بھی نظام قانون ایسا نہیں ہے جس کی تعبیر وتشریح کے اصولوں میں یہ بات شامل نہ ہوگئی ہو کے ہر سابقہ قانون کو بعد کے قانون کی روشنی میں سمجھا جائے گا، یہ اصول صحابہ کرام کا وضع کردہ ہے اوراب یہ دنیا کے تمام قوانین میں ایک بنیادی اور طے شدہ اصول کی حیثیت رکھتا ہے اورصحابہ کرام میں بھی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ وہ پہلے صحابی رسول تھے جنھوں نے اس اصول کی داغ بیل ڈالی۔ ان سے کسی نے عدت کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے کہا! عدت سے متعلق قرآن کریم میں تین آیات آئی ہیں جن میں الگ الگ احکامات بیان کئے گئے ہیں، پھر سائل نے پوچھا کے مجھے اپنے اس معاملے میں کیا کرنا چاہئے؟ آپ نے جواب دیا میں گواہی دیتا ہوں کے سورہ طلاق سورہ البقرہ کے بعد نازل ہوئی ہے آپ کا یہ مختصر جواب اپنے اندر معانی کا سمندر لئے ہوئے تھا یعنی سمجھنے والے نے یہ سمجھ لیا کے سورہ طلاق میں جو حکم بیان ہوا ہے اس کو سورہ البقرہ کے حکم کی روشنی میں سمجھا جائے گا اور سورہ البقرہ کے حکم کو عملی حالات پر منطبق کرتے وقت سورہ طلاق کے حکم کو پیش نظر رکھا جائے گا جب دونوں کو ملا کر پڑھا جائے گا تو صورت حال واضح ہوگی، گویا قانون کی تمام متعلقہ دفعات کو ملا کر پڑھا جائے پھر حکم نکالا جائے اس لئے کے قانون ایک نا قابل تقسیم وحدت ہے، اس کو الگ الگ متعارض ٹکڑوں میں نہیں بانٹا جا سکتا ہے، اس لئے قانون کی کسی ایک دفعہ کو دوسری دفعات سے الگ کر کے نافذ کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی دونوں دفعات کی الگ الگ تعبیر کی جا سکتی ہے، گویا قانون کی روح اوراس کی دیگر دفعات کو نظر انداز کر کے اس کی کسی ایک دفعہ کی الگ تھلگ تعبیر نہ کی جائے، یہ اصول حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا وضع کردہ ہے دراصل قرآن کریم کا ایک حصہ دوسرے حصے کی تفسیر کرتا ہے اور جب کسی آیت سے رہنمائی لینی ہوتو ہم

اس کے ہم مضمون تمام آیات کو سامنے رکھتے ہیں اور ان سب پر غور کرنے کے بعد ہی اس آیت کا مفہوم متعین کیا جائے گا مثلاً سورہ الفاتحہ ہم ہر دن نماز میں پڑھتے ہیں اور اس میں ایک آیت ہے غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّينَ ۔ترجمہ۔اے اللہ! ہم لوگوں کو ان کے راستے پر نہ چلانا جن پر تیرا غضب نازل ہوا ہو اور نہ ہی ان لوگوں کے راستے پر چلانا جو گمراہ ہوئے ہوں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی وضاحت میں فرمایا!

الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ سے مراد یہودی ہیں جبکہ الضَّآلِّينَ سے مراد عیسائی ہیں، یعنی یہودی اور عیسائیوں سے گمراہیاں اور غلطیاں سرزد ہوئیں، ہمیں ان کے راستے پر نہ چلانا، اگرچہ یہودیوں کی غلطی یہ تھی کے انھوں نے قانون الٰہی کے ظاہری پہلو پر زور دیا اور اس کی اصل روح کو نظر انداز کر دیا جس سے ان میں ایک خاص نوعیت کی گمراہی پیدا ہوگئی جبکہ اس کے برعکس عیسائیوں نے قانون اور شریعت کی روح پر تو بہت زور دیا لیکن احکامات اور ظواہر کو چھوڑ دیا اس طرح سے دونوں ہی اقوام صراط مستقیم سے بھٹک گئیں۔

کلام عرب سے استفادہ:

تفسیر کا ایک اور ماخذ کلام عرب تھا یعنی دور جاہلیت کا ادبی ذخیرہ یہ ادبی ذخیرہ اسلام سے قبل اور صدر اسلام میں عام دستیاب اور موجود تھا کیونکہ قرآن کریم قریش کی معیاری اور ٹکسالی عربی زبان میں نازل ہوا جو کے فصاحت اور بلاغت میں اپنی مثال آپ تھا لہٰذا قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کے بعض نکات کو سمجھنے کے لئے زمانہ جاہلیت کے کلام اور ان کے ادبی ذخائر سے مدد لینی پڑتی ہے کیونکہ اگر اس زمانے کی عربی شاعری، خطبات، رسم و رواج اور طور طریقوں سے اگر واقفیت نہ ہو تو قرآن کریم کی بے شمار آیات کی وضاحت مشکل ہو جائے گی جبکہ اگر دوسرے طریقے اپنائے جائیں تو وہ بھی خطرے سے خالی نہیں ہیں۔

کلام عرب سے استفادہ کی بے شمار مثالیں صحابہ کرام کے تفسیری ذخیرے میں ملتی ہیں، صحابہ کرام نے اپنے زمانے کے عربی ادب اور شاعری سے قرآن فہمی میں پورا پورا فائدہ اٹھایا ہے حضرت عمرؓ جن کا نام مفسرین قرآن میں بڑا نمایاں ہے خود جاہلی ادب کا بڑا گہرا ذوق رکھتے تھے، عربی زبان

اور ادب پر ان کی گرفت غیر معمولی تھی۔
امیر المومنین حضرت علیؓ اپنے زمانے کے بڑے خطیبوں میں سے ایک تھے بلکہ ان کا شمار تاریخ خطابت کے بڑے بڑے خطباء میں کیا جاتا ہے، زبان پر ان کی گرفت اور قدرت قابل تحسین ہے
حضرت عبداللہ بن عباسؓ جو ترجمان القرآن کہلائے جاتے تھے، ان کو بھی کلام عرب سے اتنی ہی گہری واقفیت حاصل تھی، آج اس نوعیت کا خاصا بڑا تفسیری سرمایہ ان کی روایات سے ہم تک پہنچا
بعض مفسرین اور مورخین نے ایک خارجی لیڈر سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا ایک مکالمہ نقل کیا ہے، کہتے ہیں! خوارج کا ایک سردار نافع بن الازرق ایک مرتبہ حج کے لئے آیا تو وہاں اس کی ملاقات حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ہوئی، اس نے ان سے تقریباً ۲۰۰ سے زائد سوالات کئے ،جن میں سے ۱۹۰ سولات اور ان کے جوابات کو علامہ جلال الدین سیوطی نے نقل کئے ہیں۔
امام لغت ابوبکر بن الانباری نے بھی اپنی سند کے ساتھ انھیں روایت کیا ہے۔
ان میں سے چند یہاں شامل کئے جارہے ہیں۔ نافع بن ارزق نے کہا! میں آپ سے قرآن کریم کے بعض امور کے بارے میں آپ سے کچھ جاننا چاہتا ہوں آپ ان چیزوں کی تفسیر بیان کیجئے اور کلام عرب سے اپنی تفسیر کی تائید فرمائے۔
۱۔قرآن کریم کی آیت ہے: عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْن سے کیا مراد ہے؟
جواب۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا! عزین سے مراد چھوٹے چھوٹے حلقے ہیں، پھر آپ نے کہا! کیا تم نے عبید بن الابرص کا یہ شعر نہیں سنا:

فجاء وا یهرعون الیه حتی
یکونوا حول منبره عزینا

۲۔نافع نے پھر پوچھا! قرآن کریم کی آیت ہے! وابتغوا الیه الوسیلة : میں وسیلہ سے کیا مراد ہے؟
جواب۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے کہا! یہاں وسیلہ سے مراد حاجت ہے، پھر آپ نے کہا! کیا تم نے عنترہ کا یہ شعر نہیں سنا۔

ان الرجال لهم اليك وسيلة
ان يا خذوك تكحلي وتخضبي

اس طرح نافع بن الارزق سوالات کرتا گیا اور حضرت ابن عباسؓ اسے لاجواب کرتے رہے یوں تو قبیلہ قریش کی سرداری مختلف اوقات میں مختلف لوگوں کے ہاتھوں میں رہی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردادا جناب ہاشم بن عبد مناف جب مکہ کے سردار تھے تو ان کی آن بان اور شان کا یہ عالم تھا کے دور دراز سے آئے ہوئے زائرین کی خدمت میں وہ کسی قسم کی کسر نہ اٹھا رکھتے تھے بلکہ غرباء کی مدد اور ان کی ضیافت بڑے ذوق اور شوق سے کیا کرتے تھے اور لوگوں کو کھانا کھلا کر بڑی خوشی محسوس کیا کرتے تھے، اسی اعتبار سے ان کا نام ہاشم پڑ گیا جس کے معنی ہیں روٹی توڑ کر ثرید بنانے والا کیونکہ ان کی طرف سے ثرید کے بڑے بڑے دستر خوان لگا کرتے تھے جبکہ ان کا اصل نام عمرو تھا لیکن عرب کے بدوؤں میں وہ ہاشم کے نام سے مشہور ہوئے، آپ نے اپنے اثر ورسوخ اور غیر معمولی شخصیت سے کام لے کر قیصر روم کے دربار میں واقفیت حاصل کر لی تھی اور قیصر روم کے دربار سے اس بات کی اجازت لے لی تھی کے قریش کا ایک تجارتی قافلہ گرمیوں کے موسم میں وہاں جایا کرے اور اس کو تمام تجارتی سہولیات اور مراعات حاصل ہوں اسی طرح کا ایک تجارتی قافلہ سردی کے موسم میں یمن جایا کرتا تھا، وہاں سردی نہیں ہوتی تھی چنانچہ یہ بات جناب ہاشم نے منوالی تھی کے ان کی انتظامی نگرانی میں ایک قافلہ یمن آیا کرے گا اور ایک شام جایا کرے گا ان قافلوں کو وہ تمام سہولیات رومن امپائر اور حکومت حبشہ کی جانب سے حاصل تھیں جو کسی بین الاقوامی تجارتی قافلے کو حاصل ہوتی ہیں اور چونکہ یہ اجازت نامہ جناب ہاشم کی وجہ سے صرف قریش کے تاجروں کو حاصل تھا اس لئے بقیہ بہت سے قبائل بھی اپنا پیسہ قریش کو دے دیا کرتے تھے تا کہ ہماری طرف سے بھی تجارت ہو جایا کرے اور ہمارا نفع اور اصل زر ہمیں واپس کر دیں اور نفع میں اپنا حصہ رکھ لیں، اس طرح سے مضاربہ کا عمل شروع ہو گیا، اسلام میں تجارت اور کاروبار کی سب سے مقبول صورت مضاربہ ہے، اس کے بانی ایک اعتبار سے جناب ہاشم بن عبد مناف تھے، اب اس بات کا ذکر قرآن کریم میں اللہ تعالی نے مختصراً کیا ہے! **رحلة الشتاء والصيف**، اب اس بات کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کے زمانہ جاہلیت کے ادب کو چھانا جائے

کیونکہ اس آیت کے تین الفاظ میں جو معنی پوشیدہ ہے وہ یہ ہے کے اللہ نے تمھیں بین الاقوامی سطح پر اس مقام پر لا کر کھڑا کر دیا ہے کے تمھارے تجارتی قافلے مشرق،مغرب شمال اور جنوب کی جانب نہایت کامیابی سے محوسفر ہیں یہی نہیں بلکہ وہ سردیوں میں ایک طرف جبکہ گرمیوں میں دوسری طرف جاتے ہیں لہٰذا جس پروردگار کے نام پر تم نے یہ آزادیاں حاصل کیں ہیں،اسی پروردگار کا یہ حق بھی ہے کہ تم اس کی عبادت کرو۔فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ۔

صحابہ کرام کے تفسیری ادب میں جاہلی ادب سے استفادہ کے اتنے نمونے ملتے ہیں کے اگر ان سے استفادہ کیا جائے تو کوئی ضخیم کتب تیار ہو جائیں،حضرت امام مالکؒ محدث اور فقیہ کا یہ قول ہے! اگر میرے پاس کوئی ایسا آدمی لایا گیا جو عربی زبان کی نزاکتوں سے واقف نہ ہو اور اس کے باوجود قرآن کریم کی تفسیر کرتا ہو تو میں اس کو ایسی سزا دوں کہ وہ دنیا کے لئے نمونہ اور لوگوں کے لئے عبرت بن جائے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں!اشعر دیوان العرب۔یعنی عربی شاعری عربوں کا انسائیکلو پیڈیا ہے،دیوان سے مراد وہ بڑا رجسٹر جس میں کسی چیز کے بارے میں تمام کلیات و جزئیات کی تفاصیل موجود ہوں،عربی شاعری گویا عربوں کی تاریخ کا دیوان ہے۔

اس تفصیل سے ہم بخوبی یہ اندازہ قائم کر سکتے ہیں کے صحابہ کرام نے قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے کلام عرب سے کس قدر استفادہ کیا ہوگا۔

جیسے کے ایک آیت ہے!وَ تَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَ هُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ،اگر محض لغت دیکھ کر اس آیت کا ترجمہ کیا جائے گا تو اس کا مطلب ہوگا کے تم ان کو دیکھتے ہو کے وہ تمھیں دیکھتے ہیں اور تمھیں نہیں دیکھتے،بظاہر اس ترجمہ سے بات واضح نہیں ہو رہی ہے لیکن اگر مترجم عربی زبان کا مزاج شناس ہوگا تو وہ اس آیت سے اس کے اصل معنی کو اخذ کر لے گا کیونکہ یہاں وَ تَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَ هُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ کا مفہوم الگ الگ ہے یعنی کسی چیز کو دیکھ کر سمجھنا پھر دیکھنے والے نے محض نظر ڈالی یا اس کی نظر پڑ گئی یا یوں کہہ لیں کے دیکھا تو سہی پر اس کو دیکھ کر سمجھنے کی کوشش نہیں کی جبکہ ابصر کے معنی،دیکھا بھی،سمجھا بھی اور اس کو تسلیم بھی کیا اب اس تناظر میں اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کے تم ان کو دیکھتے ہو کے وہ تمھیں محض تکتے ہیں لیکن ان کو سوجھتا کچھ نہیں۔

قرآن کریم کا اسلوب:

قرآن کریم کے اسلوب کے حوالے سے مفسرین کی اکثریت نے بے بہا نکات بیان کئے ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱۔التفات۔ ۲۔تصریف آیات۔ ۳۔حذف۔ ۴۔ایجاز۔ ۵۔تفصیل بعدالاجمال۔

۶۔عودعلی البداء۔ ۷۔تمثیلات۔ ۸۔تقابل۔ ۹۔قسم۔ ۱۰۔جملہ معترضہ۔

۱۔التفات:

قرآن کریم میں جابجا التفات کے ذریعے خطاب کیا گیا ہے،ان آیات میں جہاں التفات کے اسلوب سے کام لیا گیا ہے بیک وقت ایک سے زائد لوگوں سے خطاب کیا گیا ہے مثلاً سورہ عبس میں بیک وقت اظہار محبت بھی ہے اور اظہار عتاب بھی ایک جگہ ارشاد خداوندی ہے!

عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤى اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى۔ تیوری چڑھائی اور روگردانی کی،اس لئے کے نابینا آ گیا، اس کے بعد اگلا جملہ جس میں اظہار محبت اور شفقت کا ہے!

وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰۤى اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى۔

ترجمہ۔تمھیں کیا معلوم شاید کے وہ تزکیہ کے لئے آیا ہو، یا وہ یاددہانی حاصل کرلے اور نصیحت سے فائدہ اٹھالے۔

اب اس آیت میں اللہ تعالی نے دومختلف اسلوب اختیار کئے ہیں حالانکہ دونوں میں اللہ تعالی نے مخاطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو کیا ہے جبکہ بلاغت کی ایک قسم یہ بھی ہے کے کم سے کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ معنی ادا کردئے جائیں یہ بلاغت کی ایک شان ہے۔

۲۔تصریف آیات:

قرآن کریم کا ایک اسلوب تصریف آیات بھی ہے جس سے قرآن کریم کا ہر قاری مانوس ہے۔ ارشاد خداوندی ہے!

وَ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ۔

ترجمہ۔اس طرح سے ہم ان آیات کو پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں،تاکہ لوگ سمجھیں۔
یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کے تصریف کے معنی تکرار نہیں ہے اور ویسے بھی قرآن کریم میں تکرار نہیں ہے،تصریف آیات سے مراد ایک ہی مضمون کو پھیر پھیر کر نئے انداز سے بیان کرنا بظاہر سطحی طور پر شاید کے پڑھنے والے کو اس میں تکرار محسوس ہوتی ہو لیکن درحقیقت وہ تکرار نہیں ہے، پھر تصریف آیات میں ایک بات نہایت قابل توجہ ہے اور وہ یہ کے تصریف آیات قصص اور واقعات میں زیادہ ہیں احکامات میں کم ہیں اور عقائد میں اس سے بھی کم ہیں کیونکہ عقائد اور احکامات میں تصریف کی زیادہ ضرورت پیش نہیں آتی ہے،اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کے قانون ایک مرتبہ دے دیا گیا اور لوگوں نے اس کو سمجھ لیا لہٰذا اس پر اب صرف اور صرف عملدر آمد کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے لیکن وہ چیزیں جو اسلامی معاشرہ کے مزاج کی تشکیل کرتی ہیں یا جن سے معاشرہ کی عمومی ہیئت کا تعین کیا جاتا ہے مثلاً اخلاق و کردار اور عبادات وغیرہ تو اس کا بیان بار بار اور مختلف انداز سے کیا گیا ہے اس کے باوجود تصریف آیات کی زیادہ مثالیں قصص اور واقعات میں ملتی ہیں جس کا اصل مقصد حصول عبرت اور کردار کی تشکیل ہے۔
تصریف آیات کی ایک شکل ترجیعات ہے،ترجیع سے مراد قرآن کریم کے ایک ہی لفظ یا ایک ہی عبارت کو بار بار دہرانے کے ہیں جیسے کے سورہ الرحمٰن میں اللہ تعالی بار بار فرماتے ہیں!
فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۔ترجمہ۔اور تم ہماری کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟
اب یہ آیت ایک خاص انداز سے وقتاً فوقتاً دہرائی گئی ہے لیکن ہر جگہ اس آیت کا سیاق وسباق اور مفہوم الگ ہے،بعض مترجمین نے الاء کا ترجمہ نعمت سے کیا ہے لیکن اس سورہ میں ہر جگہ الاء کا مطلب نعمت نہیں ہے الاء کا صحیح اور جامع ترجمہ اللہ تعالی کی عجیب وغریب شان ہے گویا اس آیت میں اللہ تعالی کی عجیب وغریب شان اور اس کی حکمت اور مصلحت کا ذکر کیا جارہا ہے، اس لئے ہر آیت اپنے سیاق وسباق میں الاء کا ایک الگ مفہوم لئے ہوئے ہے،اس طرح کی ترجیعات سورہ رحمٰن کے علاوہ سورہ المرسلات اور سورہ شعراء میں بھی ہیں بعض اوقات ان کا استعمال غنائیت اور خوبصورتی کے لئے بھی ہے۔

۳۔حذف:

قرآن کریم میں پایا جانے والا حذف کا اسلوب دراصل ایجاز اور جامعیت کی ہی ایک شکل ہے اس کے معنی ہیں کہ جہاں کوئی لفظ کہے بغیر ہی کام چل جائے مثلاً ایک جگہ ارشاد خداوندی!

فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَ الْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ۔

ترجمہ۔اللہ تعالی نے انھیں بھوک اور خوف کا لباس چکھایا۔اب اذاق (چکھایا) لا لفظ بھوک کے ساتھ تو مناسبت رکھتا ہے پر لباس کے ساتھ مناسبت نہیں رکھتا ہے چونکہ یہ مناسبت اور عدم مناسبت پوری طرح سے واضح بھی ہے اس لئے یہاں کچھ الفاظ حذف کر لئے گئے ہیں لیکن اصل عبارت یوں ہونی چاہئے تھی!

فاذا قها الله طعم الجوع و البسها لباس الخوف۔

ترجمہ۔اللہ تعالی نے انھیں بھوک کا مزا چکھایا اور انھیں خوف کا لباس پہنایا۔

لیکن اختصار اور جامعیت کی خاطر وہ الفاظ حذف کر لئے گئے کہ جن کے حذف کر لینے سے قاری کے ذہن کو اس کے مفہوم کو سمجھنے میں کسی قسم کی مشکل پیش نہیں آتی ہے۔

۴۔ایجاز:

قرآن کریم کا ایک اسلوب ایجاز کا بھی ہے کے ایک چیز کو تھوڑے اور مختصر ترین الفاظ میں اس طرح سے بیان کر دیا جائے کے پڑھنے والا جتنا غور کرنا چاہے اس کے نئے نئے مطالب اس کے سامنے آتے ہی چلے جاتے ہیں، جیسے کے قرآن کریم میں ایک جگہ عیسائی عقیدہ کو اس طرح سے بیان کیا گیا ہے کے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا اور حضرت مریم علیہ السلام کو اللہ کی بیوی مانتے ہیں، یقیناً یہ عقیدہ توحید کے خلاف بات ہے، اب قرآن نے اس کے لمبے چوڑے دلائل پیش نہیں کئے بلکہ صرف ایک مختصر سی آیت میں صرف اتنا کہہ کر خاموش ہو گیا!

كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ۔

ترجمہ۔وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔

اب یہ انتہائی غور طلب آیت ہے جس میں اس غلط عقیدے کی جڑ ہی کاٹ کر رکھ دی گئی کے جس کو کھانے کی ضرورت ہوگی وہ زمین اور آسمان کی ہر چیز کا محتاج ہوگا یعنی جس بات کی وضاحت میں گھنٹوں صرف ہو سکتے تھے وہ انتہائی مختصر آیت میں بیان کر دی گئی، اس کو قرآن کریم کا ایجاز کہا جاتا ہے یعنی جامع اور مختصر جبکہ مکی سورتوں میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں یعنی چھوٹی چھوٹی آیات میں معنی کے سمندر موجزن ہیں۔

۵۔تفصیل بعد الاجمال:

اس سے مراد ہے کے پہلے ایک بات کو اشارے میں بیان کیا گیا پھر اس کی تفصیل بیان کر دی گئی جیسے سورہ کے ابتداء میں عام طور پر اجمال آتا ہے یعنی یہ سورہ کی اٹھان کی ایک شان ہے پھر رفتہ رفتہ اس کی تفصیل بھی سامنے آجاتی ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی

كِتٰبٌ اُحۡكِمَتۡ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتۡ مِنۡ لَّدُنۡ حَكِيۡمٍ خَبِيۡرٍ۔

ترجمہ۔ یہ وہ کتاب ہے جس کی آیات سب سے پہلے ایک محکم اور پختہ انداز سے بیان کی گئی ہیں اوران کو محکم کر کے لوگوں کے سامنے پیش کیا گیا ہے، پھر ان کی تفصیل بیان کی جاتی ہے اس ذات کی طرف سے جو حکیم اور دانا بھی ہے اور خبیر بھی ہے۔

٦۔عود علی البداء:

اس سے مراد ہے کے ابتداء میں جو مضمون بیان ہوا تھا آخر میں پھر مضمون اسی بات پر ختم کیا جائے گا جبکہ درمیان میں جگہ جگہ موضوع کی مناسبت اور حالات نزول کی ضرورت سے دیگر مضامین بھی آتے رہتے ہیں لیکن اصل مضمون نظروں سے اوجھل نہیں ہوتا ہے ویسے تو اس اسلوب کی مثالیں ہر سورہ میں ہی موجود ہیں لیکن مختصر سورتوں میں اس کی مثال بکثرت پائی جاتی ہے۔

۷۔تمثیلات:

قرآن کریم کے اسلوب میں جو ایک اور قابل ذکر چیز ہے اسے تمثیل کہتے ہیں، قرآن کریم کے علاوہ دیگر الہامی کتب میں بھی تمثیل کا استعمال بکثرت ہوا ہے قرآن کریم میں اس کے دو فوائد بیان

کئے گئے ہیں۔ ۱۔تذکیر یعنی (یاددہانی اور نصیحت)۔ ۲۔تفکر یعنی (غور وفکر)۔

۸۔تقابل:

تقابل نہ صرف اسالیب قرآن میں بلکہ ہر بلیغ کلام کے اسلوب میں ایک اہم اور نمایاں حیثیت رکھتا ہے، دو متضاد اور متعارض چیزوں کو آمنے سامنے رکھ کر بیان کرنا تقابل کہلاتا ہے اس سے نہ صرف بات واضح ہوجاتی ہے بلکہ مخاطب کے ذہن میں پوری طرح سے راسخ بھی ہوجاتی ہے اگرچہ قرآن کریم کے سرسری مطالعہ سے ہی اس کی کئی مثالیں سامنے آجاتی ہیں مثلاً زمین وآسمان، حق وباطل، خیر وشر، فرعون وموسی، کفر وایمان وغیرہ اور اس کے علاوہ بے شمار چیزیں۔
قرآن کریم کے اسالیب میں تقابل ایک اہم حیثیت کا حامل ہے، اس سے کلام میں نہ صرف حسن پیدا ہوتا ہے بلکہ اصل موضوع پوری طرح سے واضح بھی ہوجاتا ہے۔

۹۔قسم:

قرآن کریم میں جا بجا قسمیں بھی کھائی گئیں ہیں جو بلاغت قرآنی کا ایک پہلو ہے جس سے کہیں استدلال اور کہیں استشہاد مراد ہے، یہ قرآن کریم کے چند اسالیب تھے کے جن کی طرف انتہائی اختصار سے اشارے کئے گئے، ان اسالیب میں کم وبیش ہر ایک نمونہ کلام عرب میں ملتا ہے گویا کلام عرب میں حسن وخوبی اور فصاحت وبلاغت کے جو اسالیب اپنائے جاتے ہیں وہ سب کے سب بدرجہ اتم قرآن کریم میں موجود ہیں، قرآن کریم میں اللہ تعالی نے جن چیزوں کی قسمیں کھائی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

وَ الصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۙ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۔۱۹

ترجمہ۔قسم ہے قطار در قطار صف باندھنے والوں کی، قسم ہے پھر ان کی جو ڈانٹنے پھٹکارنے والے ہیں، قسم ہے جو کلام نصیحت سنانے والے ہیں، تمھارا معبود حقیقی صرف ایک ہی ہے۔

وَ الْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ۔۲۰ ترجمہ۔قسم ہے نصیحت بھرے قرآن کی۔

وَ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ۔ ۲۱؎۔ ترجمہ۔ قسم ہے کتاب المبین کی۔
وَ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ۔ ۲۲؎۔ ترجمہ۔ قسم ہے کتاب المبین کی۔
وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ۔ ۲۳؎۔ ترجمہ۔ قسم ہے قرآن مجید کی۔

وَ الذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۙ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۙ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۙ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا۔ ۲۴

ترجمہ۔ قسم ہے گرد وغبار اڑانے والی ہواؤں کی، قسم ہے بادلوں کی صورت میں پانی کا بوجھ اٹھانے والی ہواؤں کی، قسم ہے آسانیوں سے چلنے والی کشتیوں کی، قسم ہے رزق کی تقسیم کرنے والے فرشتوں کی۔

وَ الطُّوْرِ ۙ وَ كِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۙ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۙ وَّ الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ۙ وَ السَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ۙ وَ الْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ۔ ۲۵

ترجمہ۔ قسم ہے کوہ طور کی، قسم ہے اس کتاب کی قسم جو لکھی ہے باریک کھال کے کھلے ہوئے ورق میں ہے، قسم ہے بیت المعمور کی، قسم ہے بلند چھت کی، قسم ہے بھڑکائے ہوئے سمندر کی۔

وَ النَّجْمِ اِذَا هَوٰى۔ ۲۶؎۔ ترجمہ۔ قسم ہے روشن ستارے کی، جب وہ زمین کی طرف اترا۔

وَ الْقَلَمِ وَ مَا يَسْطُرُوْنَ۔ ۲۷؎

ترجمہ۔ قسم ہے قلم کی اور قسم ہے اس چیز کی جسے لکھنے والے لکھ رہے ہیں۔

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ وَ لَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ۔ ۲۸

ترجمہ۔ نہیں میں قسم کھاتا ہوں روز قیامت کی، اور نہیں میں قسم کھاتا ہوں ملامت کرنے والے نفس کی۔

وَ الْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۙ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۙ وَّ النّٰشِرٰتِ نَشْرًا ۙ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۙ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا۔ ۲۹

ترجمہ۔ قسم ہے ان ہواؤں کی جو پے در پے بھیجی جاتی ہیں، پھر وہ طوفانی رفتار سے چلتی ہیں، پھر وہ بادلوں کو اٹھا کر پھیلاتی ہیں پھر ان کو پھاڑ کر جدا کرتی ہیں پھر دلوں میں خدا کی یاد ڈالتی ہیں۔

وَ النّٰزِعٰتِ غَرْقًاوَّ النّٰشِطٰتِ نَشْطًاوَّ السّٰبِحٰتِ سَبْحًافَالسّٰبِقٰتِ
سَبْقًافَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۔۳۰

ترجمہ۔قسم ہے ان (فرشتوں) کی جو جسم میں ڈوب کر نہایت سختی سے کافروں کی روح کو کھینچتے ہیں اور قسم ہے ان کی جو نہایت نرمی سے مومنین کی جان کے بند کھولتے ہیں، قسم ہے ان فرشتوں کی جو زمین و آسمان کے درمیان تیرتے پھرتے ہیں، اور اپنی پوری قوت سے آگے بڑھتے ہیں، قسم ہے ان کی جو نظام کائنات کی تدبیر کرنے والے ہیں۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ وَ الَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ وَ الصُّبْحِ
اِذَا تَنَفَّسَ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۔۳۱

ترجمہ۔قسم ہے پلٹنے والے اور چھپ جانے والے تاروں کی، قسم ہے رات کی جب وہ رخصت ہوئی، قسم ہے صبح کی جب اس نے سانس لی، یہ فی الواقع ایک بزرگ پیغام بر کا قول ہے جو بڑی توانائی رکھتا ہے۔

وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ وَ الْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ وَ شَاهِدٍ وَّ مَشْهُوْدٍ ۔۳۲

ترجمہ۔قسم ہے مضبوط قلعوں والے آسمان کی، قسم ہے اس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے، قسم ہے دیکھنے والے کی اور دیکھے جانے والی چیز کی۔

وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۔۳۳

ترجمہ۔قسم ہے آسمان کی، قسم ہے رات کو نمودار ہونے والے کی۔

وَ الْفَجْرِ وَ لَيَالٍ عَشْرٍ وَّ الشَّفْعِ وَ الْوَتْرِ وَ الَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ۔۳۴

ترجمہ۔قسم ہے فجر کی، قسم ہے دس راتوں کی، قسم ہے جفت، قسم ہے طاق کی، اور قسم ہے رات کی جب وہ گزرے۔

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَ اَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ ۔۳۵

ترجمہ۔نہیں میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی، اور حال یہ ہے کے (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس شہر میں تم کو حلال کرلیا گیا ہے، قسم کھاتا ہوں باپ کی اور اس اولاد کی جو اس سے پیدا ہوئی۔

وَ الشَّمْسِ وَ ضُحٰهَاوَ الْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَاوَ النَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَاوَ الَّيْلِ
اِذَا يَغْشٰهَاوَ السَّمَآءِ وَ مَا بَنٰهَاوَ الْاَرْضِ وَ مَا طَحٰهَاوَ نَفْسٍ وَّ
مَا سَوّٰهَا ۔

ترجمہ۔ قسم ہے سورج اوراس کی دھوپ کی، قسم ہے چاند کی جب وہ اس کے پیچھے آتا ہے، قسم ہے دن کی، قسم ہے سورج کی جب وہ نمایاں کر دیتا ہے، قسم ہے رات کی جب وہ سورج کو ڈھانپ لیتی ہے، قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے اُس ذات کی جس نے اُسے قائم کیا، قسم ہے زمین کی، اور قسم ہے اُس ذات کی جس نے اُسے (زمین کو) بچھایا، قسم ہے نفسِ انسانی کی اور قسم ہے اُس ذات کی جس نے اُسے ہموار کیا۔ (ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے سات چیزوں کی قسم کھائی ہے)۔

وَ الَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَ النَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى وَ مَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَ الْاُنْثٰٓى ۔۳۷

ترجمہ۔ قسم ہے رات کی جب وہ چھپالے، قسم ہے دن کی جب وہ روشن ہو، قسم ہے اس ذات کی جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا۔

وَ الضُّحٰى وَ الَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۔۳۸

ترجمہ۔ قسم ہے چاشت کے وقت کی، قسم اور رات کی جب وہ پھیل جائے۔
(چاشت کا وقت وہ ہوتا ہے جب دن نکل آئے اور دھوپ چڑھ جائے)

وَ التِّيْنِ وَ الزَّيْتُوْنِ وَ طُوْرِ سِيْنِيْنَ وَ هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۔۳۹

ترجمہ۔ قسم ہے انجیر کی اور قسم ہے زیتون کی، قسم ہے طورِ سینا کی، قسم ہے اس پرامن شہر مکہ کی۔

وَ الْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا فَاَثَرْنَ بِهٖ
نَقْعًا فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۔۴۰

ترجمہ۔ قسم ہے ان گھوڑوں کی جو بہت تیز ہنہناتے ہوئے دوڑتے ہیں، قسم ہے پھر وہ (اپنی ٹاپوں سے) چنگاریاں جھاڑتے ہیں، پھر وہ صبح کے وقت دشمن پر حملہ کرتے ہیں، پھر اس وقت وہ گرد و غبار اڑاتے ہیں، پھر دشمن کی فوج میں گھس جاتے ہیں۔

وَ الْعَصْرِ ۔۴۱ ۔ ترجمہ۔ قسم ہے زمانے کی۔

وَ الصُّبۡحِ اِذَا تَنَفَّسَ۔ ۴۲؎۔ ترجمہ۔قسم ہے صبح کی جب وہ سانس لیتی ہے۔

قرآن کی قسمیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان اقدس:

مفسرین اور علماء کرام نے بیان کیا ہے کے اللہ تعالی نے قرآن کریم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان اقدس میں تقریباً پندرہ (۱۵) مقامات پر قسم اٹھائی ہے۔

جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ ۴۳؎۔ ترجمہ۔آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے پروردگار کی قسم۔

اللہ تعالی تو تمام کائنات کے رب ہیں لیکن اللہ نے یہاں کسی شے کی قسم نہیں کھائی بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رب کی قسم۔

لَعَمۡرُكَ اِنَّهُمۡ لَفِىۡ سَكۡرَتِهِمۡ يَعۡمَهُوۡنَ۔ ۴۴

ترجمہ۔اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کی جان (عمر) کی قسم، وہ (کافرین) اپنی مستی میں مدہوش ہو رہے ہیں۔

قاضی ابوبکر بن عربی نے بیان کیا ہے! مفسرین نے بل اجماع کہا ہے کے اللہ تعالی نے یہاں اپنے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شرف اور عظمت کے اظہار کے لئے ان کی حیات مبارکہ کی قسم کھائی ہے۔ ۴۵؎

قاضی عیاض نے کہا! یہ قسم اللہ تعالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدت حیات کی کھائی ہے اور اس کا ایک معنی یہ بھی ہے کے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تیری بقاء کی قسم جبکہ بعض مفسرین نے لکھا! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیات کی قسم اور یہ تعظیم کی انتہاء اور احسان اور شرف عطا کرنے کی حد ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، اللہ تعالی نے کسی نبی یا پیغمبر کی عمر کی قسم نہیں کھائی ہے اور اگر کھائی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عمر مبارک کی قسم کھائی ہے۔

۳۔یٰسٓ۔ ۴۶؎۔ ترجمہ۔یٰسین حروف مقطعات میں سے ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں! یٰسین کے ی سے مراد یا اور س سے مراد سید کے ہیں۔

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ اور عکرمہ نے کہا ہے! یٰسین حبشہ کی لغت کا لفظ ہے۔

شعبی کہتے ہیں ! یہ سریانی زبان کا لفظ ہے جس کو عربوں نے اپنی زبان میں استعمال کیا اور ہوتے ہوتے یہ لغت کا ایک لفظ بن گیا۔

ابوعبدالرحمن سلمیٰ نے امام جعفر صادقؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کے یٰسین کا معنی یا سید۔

زجاج نے کہا! یٰسین سے مراد اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

ابن حنیفہ لکھتے ہیں کے یٰسین سے مراد اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

سعید بن جبیرؓ بیان کرتے ہیں ! سورہ یٰسین ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء میں سے ایک اسم ہے جس کی دلیل انک لمن المرسلین ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام رسولوں کے امام ہیں۔

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریمؓ بیان کرتے ہیں ! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کے اللہ تعالی نے قرآن کریم میں میرے سات ناموں کا ذکر فرمایا ہے۔

۱۔محمد۔ ۲۔احمد۔ ۳۔طہ۔ ۴۔یٰسین۔ ۵۔مزمل۔ ۶۔مدثر۔ ۷۔عبداللہ۔ ۴۷؎

کعب کہتے ہیں ! یٰسین سے مراد قسم ہے جو اللہ نے زمین و آسمان کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل اٹھاتے ہوئے یہ فرمایا تھا کے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مرسلین ہیں۔

نقاشی نے کہا! اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی کی رسالت کے لئے قسم نہیں اٹھائی ہے، اس قسم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے عظمت اور شرف کا اظہار ہے یعنی یہ اس تعبیر کے مطابق ہے جس نے اس کی یہ تاویل کی یا سید کونین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کے میں اولاد آدم کا سردار ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان فرماتے ہیں ! کفار قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر اعتراض اٹھاتے ہوئے یہ کہا تھا کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرسل نہیں اور نہ ہی اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہماری طرف مبعوث فرمایا ہے۔

کفار مکہ کے اسی اعتراض کے جواب میں حق تعالی نے قسمیہ ارشاد فرمایا! قرآن حکیم کی قسم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسولوں میں سے ہیں جبکہ حکیم کا ایک معنی محکم کے بھی ہے۔

ایک روایت کے مطابق ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسولوں میں سے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صراط مستقیم پر ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو استقامت پر بھیجا گیا ہے۔ ۴۸؎

۴۔ صٓ ۔ ۴۹؎ ترجمہ۔ ص۔ حروف مقطعات میں سے ایک ہے۔

امام دھاق بیان کرتے ہیں! اللہ تعالی نے ص کی قسم کھائی ہے جس سے مراد رسول اللہ ﷺ کی صداقت سے ہے تاہم اس قول کی تائید دیگر آئمہ کرام جن میں امام بغوی، امام قشیری، امام واحدی اور امام ابن القیم شامل ہیں۔

مفسرین نے لکھا ہے کے ص سے مراد رسول اللہ ﷺ، اللہ تعالی کی طرف سے ہر خبر پہنچانے میں صادق ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں، ص سے مرادائے رسول اللہ ﷺ تو (صادق) سچا ہے۔

ص سے مراد قسم ہے محبوب آپ ﷺ کی سچائی اور صداقت کی، اس کے بعد اللہ تعالی نے دوسری قسم اٹھاتے ہوئے فرمایا! اور قرآن کی قسم۔

علامہ شوکانی نے فرمایا! ص سے مراد ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ آپ صادق ہیں۔

امام بیضاوی اور دیگر آئمہ کرام نے بھی اس قول کی تائید کی ہے۔

۵۔ قٓ ۔ ۵۰؎ ترجمہ۔ ق۔ حروف مقطعات میں سے ہے۔

امام ابن عطاء فرماتے ہیں! ق سے مراد قسم ہے جو اللہ تعالی نے قوت قلب محمدی ﷺ کی اٹھائی ہے یعنی قوت قلب محمدی ﷺ کی قسم جس نے قرآن کریم کے خطاب کا بوجھ اٹھالیا۔

(قرآن کریم کے خطاب کا بوجھ تو وہ بوجھ تھا کے جس کو پہاڑوں نے بھی اٹھانے سے معذرت پیش کردی تھی۔ ۵۱؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! مومن کی قوت اس کے قلب (دل) میں ہوتی ہے۔ ۵۲؎

ابن زید، عکرمہ اور ضحاک کے مطابق! ق ایک ایسا سبز زمرد کا پہاڑ ہے جس نے روئے زمین کو ہر جانب سے گھیر رکھا ہے، اسی کی وجہ سے آسمان بھی سبز ہے جبکہ آسمان کے دونوں کنارے بھی اسی پہاڑ پر قائم ہیں تاہم لوگوں کو جو بھی زمرد ملتا ہے وہ اسی پہاڑ کی وجہ سے ملتا ہے۔

(ابوجوزاء نے اسے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے)۔
ابن ابی الدنیا فی العقوبات وابو الشیخ نے العظمہ میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے! اللہ تعالی نے ایک پہاڑ کو پیدا فرمایا جس کو ق کہا جاتا ہے، یہ پہاڑ ساری دنیا پر محیط ہے اوراس کی جڑیں اس چٹان تک گہری ہیں جس پر زمین ہے تاہم جب اللہ تعالی کسی شہر میں زلزلے کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس پہاڑ کو حکم دیا جاتا ہے اور وہ پہاڑ اللہ کے حکم کی پیروی میں اپنی اس رگ جس پر وہ شہر قائم ہے کو حرکت دیتا ہے جس کی وجہ سے اس شہر میں زلزلہ آتا ہے۔
وہیب نے کہا! ذولقرنین نے جبل قاف سے جھانکا تو اس نے اس کے نیچے چھوٹے پہاڑ دیکھے، ذوالقرنین نے پوچھا تو کون ہے؟ تو اس نے کہا میں قاف ہوں، پوچھا یہ تیرے اردگرد کون سے پہاڑ ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کے یہ میری رگیں ہیں، دنیا میں کوئی شہر ایسا نہیں جہاں میری رگوں میں سے کوئی رگ موجود نہ ہوں پس جب اللہ تعالی کسی شہر میں زلزلے کا ارادہ فرماتا ہے تو رب تعالی مجھے حکم دیتا ہے تو میں حکم کی پیروی میں اپنی اس رگ کو حرکت دیتا ہوں جس کی وجہ سے اس شہر میں زلزلہ آتا ہے۔
ذوالقرنین نے کہا! ائے قاف تو مجھے اس رب تعالی کی عظمت کے بارے میں کچھ بتا اس نے کہا! میرے رب کی شان عظیم ہے میرے نیچے زمین ہے جس کی مسافت پانچ سو سال ضرب پانچ سو سال ہے یہ پہاڑ برف کے ہیں جو ایک دوسرے کو مٹا رہے ہیں اگر یہ برف کے پہاڑ درمیان میں نہ ہوتے تو جہنم کی آگ اس زمین کو جلا کر رکھ دیتی تاہم یہ تعبیر اس امر پر دلالت کرتی ہے کے جہنم روئے زمین پر ہی ہے جس کا علم رب کائنات کو ہے۔ ۵۳؎
اس نظریے کی توثیق حضرت علیؓ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کے جب حضرت علیؓ نے ایک یہودی سے پوچھا کے جہنم کہاں ہے؟
تو اس نے جواب دیا کے سمندر میں، حضرت علیؓ نے فرمایا کے میرا یہ گمان ہے کے وہ سچا ہے کیونکہ قرآن نے کہا ہے!
وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ۔ ۵۴؎ ترجمہ۔قسم ہے بھڑکائے ہوئے سمندر کی۔ ۵۵؎
اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ۔ ۵۶؎

ترجمہ۔ بے شک آپ ﷺ کے رب کا عذاب ضرور واقع ہوگا۔
علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۶۰۲ھ) لکھتے ہیں! سجرت التنور کے معنی ہے، تنور کو آگ سے بھڑکایا گیا۔
وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ۔ ۵۷؎ جب سمندر بھڑکائے جائیں گے۔
ایک قول ہے کہ سمندر کا پانی زمین میں دھنسادیا جائے گا اور اس میں آگ بھڑکادی جائے گی۔
ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ۔ ۵۸؎ ترجمہ۔ پھر کفار دوزخ کی آگ میں جلائے جائیں گے۔
مجاہد (تابعی) نے کہا! 'الْمَسْجُوْرِ' کا معنی ہے 'الموقد'۔ ۵۹؎
حدیث ﷺ میں ہے! قیامت کے دن سمندر آگ بن جائیں گے۔ ۶۰؎
حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا! سمندر کے پانی سے اس لئے وضو نہیں کیا جاتا ہے کہ وہ جہنم کا ایک طبقہ ہے۔
حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں! سمندر کا سفر صرف وہی شخص کرے جو حج، عمرہ یا جہاد کرنے والا ہو کیونکہ سمندر کے نیچے آگ ہے اور آگ کے نیچے سمندر ہے۔ ۶۱؎
۶۔ اولطور۔ ۶۲؎ ترجمہ۔ قسم ہے (کوہ) طور کی۔
کوہ طور کو سید الجبال بھی کہتے ہیں۔
عبداللہ بن عمرو بن عوفؓ اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! چار پہاڑ جنت کے پہاڑوں میں سے ہیں، چار دریاء جنت کے دریاؤں میں سے ہیں اور چار میدان جنت کے میدانوں میں سے ہیں، جب پہاڑ کے بارے میں آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا! احد کا پہاڑ جو ہم سے محبت کرتا ہے اور جودی پہاڑ جو جنت کے پہاڑوں میں سے ایک ہے۔ ۶۳؎
مجاھد (تابعی) نے کہا! سریانی زبان میں طور سے مراد پہاڑ کے ہیں اور اس سے مراد طور سینا ہے۔
مقاتل بن حیان کہتے ہیں، دو طور ہیں۔ ۱۔ طور سینا۔ ۲۔ طور زینا اور ان دونوں پہاڑوں پر انجیر اور زیتون اگائے جاتے ہیں۔ ۶۴؎

ابی ابن حاتم والحاکم نے عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے ! والطور سے مراد ایک پہاڑ ہے۔ ۶۵ے

ابن مردویہ نے کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوفؓ سے اور وہ اپنے باپ اور دادا سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! طور جنت کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے۔

سعید بن منصور نے ابوحبیب الحارث بن محمد سے روایت کیا ہے! چار پہاڑ اللہ کے نزدیک مقدس ہیں۔ ۱۔طور زینا۔ (یہ بیت المقدس میں واقع ہے)۔ ۲۔طور سینا۔ (مصر میں واقع ہے)۔ ۳۔طور تینا۔ (دمشق میں واقع ہے)۔ ۴۔طور تیما (مکہ مکرمہ میں واقع ہے)۔

کوہ طور کو سید الجبال بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اسی پہاڑ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے کلام فرمایا تھا۔

امام قشیری فرماتے ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جب وحی کا نزول ہوا تو اس وحی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کا ذکر بھی موجود تھا۔

۷۔ وَّ الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ۔ ۶۶ے ترجمہ۔ قسم ہے الْبَيْتِ الْمَعْمُوْر کی۔

الْبَيْتِ الْمَعْمُوْر کا لفظی معنی ہے، آباد گھر اس سے مراد کعبہ ہے کیونکہ اس کا قصد کرتے ہیں اور حج کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں نے اس کو آباد کیا ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا! الْبَيْتِ الْمَعْمُوْر ساتویں آسمان میں ہے اس میں ہر روز 70000 فرشتے داخل ہوتے ہیں اور جو فرشتہ اس میں ایک بار داخل ہو جاتا ہے وہ دوبارہ قیامت تک اس میں دوبارہ داخل نہیں ہوگا۔ ۶۷ے

امام ذہبی نے اس کی موافقت کرتے ہوئے کہا کے یہ بات صحیح اور ثابت ہے کے ہر آسمان میں زمین کے کعبہ کے مقابل ایک بیت ہے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا! الْبَيْتِ الْمَعْمُوْر آسمان میں ہے، اس کو الضراح (دور اور بلند) کہتے ہیں، یہ بیت الحرام کی مثل ہے اور اس کی سیدھ میں ہے اگر وہ اوپر سے گرے تو کعبہ کے اوپر گرے گا اس میں ہر روز ایسے 70000 فرشتے داخل ہوتے ہیں جنھوں نے اس

سے پہلے اس کو نہیں دیکھا اور اس کی آسمان میں ایسی حرمت ہے جیسی مکہ کی حرمت ہے۔ ۶۸؎

حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب معراج پر گئے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتویں آسمان پر پہنچے تو وہاں ان کی ملاقات حضرت ابراہیم سے ہوئی، وہ اَلْبَیْتِ الْمَعْمُوْر سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے جہاں ہر روز 70000 فرشتے داخل ہوتے ہیں وہ پھر دوبارہ وہاں نہیں آئیں گے۔ ۶۹؎

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا! آسمانوں اور زمینوں میں اللہ تعالی کے ۱۵ بیت ہیں سات آسمانوں میں اور سات زمینوں میں ہیں اور وہ کعبہ ہیں اور یہ تمام بیت کعبہ کے بالمقابل ہیں۔

ربیع بن انس ؓ نے کہا، بیت المعمور حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے ہی زمین پر بیت اللہ کے مشرقی جانب تھا پھر جب حضرت نوح علیہ السلام کا زمانہ آیا تو انھوں نے اپنی قوم کو اَلْبَیْتِ الْمَعْمُوْر کے حج کا حکم دیا لیکن ان کی قوم نے آپ کے حکم کا انکار کرتے ہوئے آپ کی نافرمانی کی تاہم جب طوفان نوح آیا اور پانی سرکش ہوا تو بیت المعمور کو آسمان پر اٹھاتے ہوئے بیت اللہ کے بالکل مقابل ساتویں آسمان پر اٹھا لیا گیا اور یہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی مقیم ہیں۔

مفسرین نے یہ لکھا ہے کے اَلْبَیْتِ الْمَعْمُوْر کی قسم بھی دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں ہی اٹھائی گئی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفر معراج کی ابتداء بیت الحرام سے ہوئی جبکہ دوران سفر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَلْبَیْتِ الْمَعْمُوْر کی زیارت فرمائی اور مختلف آسمانوں پر مختلف انبیاء کرام سے ملاقاتیں بھی فرمائیں چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتویں آسمان پر پہنچے تو وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی جو اَلْبَیْتِ الْمَعْمُوْر سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔

روایت میں آتا ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساتوں آسمانوں پر مختلف پیغمبروں سے ملاقات ہوئی جو کچھ یوں ہے۔

۱۔ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

۲۔ دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

۳۔ تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

۴۔ چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

۵۔ پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

۶۔ چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

۷۔ ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رسول اللہ ﷺ کی ملاقات ہوئی جو کے بیت المعمور سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔

۸۔ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ۔ ۷۰؎۔ ترجمہ۔ قسم ہے بھڑکائے ہوئے سمندر کی۔ ۷۱؎

۹۔ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ۔ ۷۲؎

ترجمہ۔ بے شک آپ ﷺ کے رب کا عذاب ضرور واقع ہوگا۔

اللہ تعالی نے سورہ طور میں بھڑکائے ہوئے سمندر کی قسم اٹھائی اور پھر اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کو مخاطب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا! بے شک آپ ﷺ کے رب کا عذاب ضرور واقع ہوگا یعنی اللہ تعالی نے جس چیز کا وعدہ فرمایا ہے وہ ہو کر رہے گا۔

۱۰۔ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔ ۷۳

ترجمہ۔ قسم ہے روشن ستارے کی! جب وہ زمین کی طرف اترا۔ (محمد ﷺ) نہ کبھی بھٹکے اور نہ ہی بھی بہکے وہ اپنی خواہش نفس سے کلام نہیں کرتے ہیں بلکہ وہ وہی کچھ کہتے ہیں جو ان پر وحی کی جاتی ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میں تم لوگوں کو جو خبر بھی دیتا ہوں وہ اللہ کی طرف سے ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ ۷۴؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میں حق کے سوا کچھ نہیں کہتا آپ ﷺ کے اصحاب نے کہا، رسول اللہ ﷺ آپ اکثر ہم سے مزاح بھی فرماتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا! بلاشبہ میں حق کے سوا کچھ نہیں کہتا ہوں۔ ۷۵؎

امام جعفرؓ بن محمد بن علیؓ بن حسینؓ نے کہا! والنجم سے مراد قسم ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جب وہ شب معراج کے موقع پر آسمان سے زمین پر آئے۔۷۶؎

علامہ آلوسی نے ان آیات کی تفسیر میں لکھا ہے! اذا ھویٰ سے مراد شب معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عروج لامکان تک ہوا چنانچہ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم کھا کر یہ بتایا کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راہ راست سے بھٹکنے سے مبرا اور منزہ ہیں۔۷۷؎

علماء مفسرین نے یہ لکھا ہے! ھویٰ کے ایک معانی سب سے منقطع ہونے کے بھی ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمہ وقت حب الہی میں سب سے منقطع ہوکر صرف اورصرف اللہ کی بارگاہ میں اسکی محبت، اطاعت، معرفت اور قربت کت طلب گار رہتے اوران سے اللہ کی قربت ایک لمحہ کے لئے بھی منقطع نہ ہوتی۔

علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) لکھتے ہیں!

نجم عربی زبان میں طلوع ہونے والے ستارے کو کہتے ہیں نجم کی جمع نجوم ہے تاہم نجم زمین پر پھیلنے والی بیل کو بھی کہتے ہیں۔

اہل عرب ثریا کو بھی نجم کہتے ہیں، ثریا سات ستاروں کا ایک جھرمٹ ہے جن میں سے چھ ستارے ظاہر اور ایک مخفی ہے۔

قاضی عیاض کتاب شفاء میں لکھتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گیارہ ستارے دیکھے تھے۔

ایک قول کے مطابق! ھویٰ سے مراد قرآن کریم کا بتدریج نزول ہے۔

۱۱۔ نٓ وَ الْقَلَمِ وَ مَا یَسْطُرُوْنَ مَاۤ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ وَ اِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۔

ترجمہ۔نون، قلم کی قسم اوراس کی جو فرشتے لکھتے ہیں، اے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں، بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لامحدود اجر ہے اور بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلق عظیم پر فائز ہیں۔۷۸؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا! اس آیت میں اللہ رب العزت نے کفار کے اس قول کے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجنون ہیں کا شدت کے ساتھ رد فرمایا ہے جو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کہتے تھے۔ کفار کہتے تھے جس پر قرآن نازل کیا گیا ہے، بے شک تم ضرور مجنون ہو۔ ۷۹؎

اللہ تعالیٰ نے کفار کے اس بے ہودہ قول کی نا صرف سختی سے مذمت فرمائی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف اور کمالات کو بیان کرتے ہوئے تین دلائل بھی پیش کئے۔

۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اللہ کی نعمتیں ہیں۔

۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے فضل سے صاحب عقل ہیں۔

۳۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ کی ظاہری نعمت یہ ہے کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب میں سب سے زیادہ فصیح اور بلیغ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عقل بھی کامل تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر عیب سے بری اور تمام فضائل وکمال سے متصف تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! بے شک مجھے ما کرم اخلاق کو مکمل کرنے کے لئے مبعوث فرمایا گیا ہے۔ ۸۰؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھے میرے رب نے ادب سیکھایا ہے۔ ۸۱؎

امام جعفر صادقؒ نے فرمایا! ن جنت کی نہروں میں سے ایک نہر ہے۔

امام کلبی اور مقاتل نے کہا! ن سے مراد ایک مچھلی ہے جس کا نام بھموت ہے۔

ابوظبیان اور واقدی نے لکھا! ن سے مراد لیوث نام کی ایک مچھلی ہے۔

کعب نے اس مچھلی کا نام بلھموت بیان کیا ہے۔

۱۲۔ لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔ ۸۲؎ ترجمہ۔ قسم ہے اس شہر (مکہ) کی۔

مفسرین کا اجماع ہے کے یہ سورہ مکی ہے اور اللہ نے اس سورۃ میں شہر مکہ مکرمہ کی قسم اٹھائی ہے۔

۱۳۔ تم اسی شہر میں تو رہتے ہو۔ ۸۳؎

علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) لکھتے ہیں! اس پر اجماع ہے کے اس شہر سے مراد مکہ مکرمہ ہے یعنی اللہ رب العزت نے اس حرمت والے شہر کی قسم اس لئے اٹھائی ہے

کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شہر مکہ میں رہتے ہیں۔

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی (متوفی ۶۰۶ ھ) لکھتے ہیں!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شہر میں مقیم ہیں اور ٹھہرے ہوئے ہیں گویا اللہ تعالی نے مکہ کو اس وجہ سے مکرم قرار دیا ہے۔

۱۴۔ وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ۔ ۸۴؎

ترجمہ۔ انسان کے والد کی قسم اور انسان کی اولاد کی قسم یعنی (امت) کی قسم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! انما لکم بمنزله الولد اعلکم۔

ترجمہ۔ میری حیثیت والد کی سی ہے، میں تمھیں تعلیم دیتا ہوں۔ ۸۵؎ مفسرین لکھتے ہیں! سورہ البلد کی ابتدائی چار آیات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق ہی قسمیں کھائی گئیں۔

۱۔ پہلی قسم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر مکہ کی۔

۲۔ دوسری قسم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔

۳۔ تیسری قسم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی۔ ۸۶؎

ان قسموں کا اصل مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرافت کا اظہار ہے۔۔

۱۵۔ سورہ الشمس میں اللہ تعالی نے سات چیزوں کی قسم کھائی ہے۔

۱۔ سورج کی قسم۔ ۲۔ چاند کی قسم۔ ۳۔ دن کی قسم۔ ۴۔ رات کی قسم۔ ۵۔ آسمان کی قسم۔

۶۔ زمین کی قسم۔ ۷۔ نفس انسانی کی قسم۔ ۸۷؎ مفسرین نے لکھا ہے! یہاں نفس کی قسم سے مراد انسان کامل سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم اللہ نے اٹھائی ہے۔

۱۶۔ وَ الضُّحٰیۙ۔ ۸۸؎ ترجمہ۔ چاشت کے وقت کی قسم اور رات کی قسم جب وہ پھیل جائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی وہ بے زار ہو، بے شک بعد والی ساعت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے پہلی ساعت سے بہتر ہے اور عنقریب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب اتنا دے گا کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہو جائیں گے۔ ۸۹؎

امام فخر الدین محمد عمر رازی (متوفی ۶۰۶ ھ) لکھتے ہیں! بعض مفسرین نے لکھا! اللہ نے الضحیٰ کی قسم کھائی جس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روشن چہرہ ہے۔ کچھ مفسرین نے وَ الضُّحٰیۙ سے مراد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس نورِ علم جس سے مخفی غیب منکشف ہوتا ہے کو بیان کیا ہے جس کی قسم اللہ تعالیٰ نے اٹھائی ہے۔

وَ الضُّحٰیۙ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال عقل کی قسم۔

وَ الضُّحٰیۙ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات کی قسم۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (متوفی ۱۲۳۹ھ) لکھتے ہیں!

وَ الضُّحٰیۙ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یوم ولادت کی قسم۔

۱۷۔وَ الَّیۡلِ یعنی رات کی قسم سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیاہ زلف مبارک ہیں۔

وَ الَّیۡلِ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ نورِ علم جو ظاہر ہوا۔

وَ الَّیۡلِ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی قسم۔

وَ الَّیۡلِ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات باطنی کی قسم۔۹۰؎

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (متوفی ۱۲۳۹ھ) لکھتے ہیں! وَ الَّیۡل سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شب وفات کی قسم ہے۔

علامہ سید محمود آلوسی (متوفی ۱۲۷۰ھ) لکھتے ہیں! سورہ والضحیٰ میں اللہ رب العزت نے دن اور رات کی قسم اس لئے اٹھائی ہے کے دن اور رات میں دو نمازیں ہوتی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہیں۔

دن کی نماز کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! مجھ کو چاشت کی نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے جبکہ تم کو اس کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔ رات کی نماز کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ مِنَ الَّیۡلِ فَتَہَجَّدۡ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا ۔۹۱

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو تہجد کی نماز پڑھیے، وہ خصوصیت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے زائد ہے۔

خلاصہ یہ ہے کے اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز چاشت کی قسم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز تہجد کی

قسم ہے۔

علامہ سید محمود آلوسی (متوفی ۱۲۷۰ھ)[۱] مزید لکھتے ہیں! جس طرح سے دن کی ایک ساعت رات کی تمام ساعات پر غالب ہیں اسی طرح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات اور معجزات بھی تمام انبیاء کرام کے کمالات اور معجزات پر غالب ہیں۔ ۹۲ ؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے زار ہوا۔ ۹۳ ؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہلی وحی کے نزول کے بعد کچھ عرصہ تک وحی کی آمد کا سلسلہ منقطع ہو گیا تھا جس پر کفار مکہ نے یہ مشہور کر دیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے رب نے چھوڑ دیا۔

مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں یہ لکھا ہے، دن اور ارت کی قسم اٹھانے کے بعد اللہ رب العزت نے اس جانب اشارہ فرمایا! اگر دن کی روشنی مسلسل قائم رہے تو انسان کے اعصاب مضمحل ہو جائیں لہذا اللہ نے رات بنائی تا کہ انسان رات میں آرام کرے بالکل اسی طرح سے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مسلسل وحی کا نزول برقرار رہتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھک جاتے۔

اگرچہ کفار نے یہ مشہور کر دیا تھا کہ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ دیا لیکن اللہ تعالی نے چاشت اور رات کی قسم اٹھا کر فرمایا!

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى۔ ۹۴

ترجمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے زار ہوا، پھر مزید فرمایا!

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى۔ ۹۵ ؎ ترجمہ۔ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بعد کا دور پہلے دور سے بہتر ہے۔

یعنی اللہ تعالی ہر گزرتے لمحے کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرف وعزت وعظمت وجاہت وجلالت وسعادت وکرامت وفضیلت ونعمت وبلندی وسرفرازی میں اضافہ فرما رہا ہے۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔ ۹۶

ترجمہ۔عنقریب اللہ آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ اتنا دے گا کے آپ ﷺ راضی ہوجائیں گے۔

مفسرین کی بڑی تعداد نے اس آیت کو نہایت امید افزاء آیت بیان کیا ہے۔

امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے، اس آیت سے مراد آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی امت کی شفاعت کا منصب عطا فرمانا ہے، جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا! اگر میرا، ایک امتی بھی دوزخ میں ہوا تو میں راضی نہیں ہوں گا۔ ۹۷

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! شفاعت کے سبب دوزخ سے لوگوں کو اس حال میں نکالا جائے گا وہ جلی ہوئی لکڑی کی طرح ہو چکے ہوں گے۔ ۹۸

۱۸۔وَ التِّيْنِ۔ ۹۹ ترجمہ۔قسم ہے انجیر کی۔

۱۹۔وَ الزَّيْتُوْنِ۔ ۱۰۰ ترجمہ۔قسم ہے زیتون کی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے! وَ التِّيْنِ وَ الزَّيْتُوْنِ سے مراد دو مساجد ہیں۔

یعنی۔ ۱۔مسجد الحرام۔ ۲۔مسجد اقصیٰ جہاں رسول اللہ ﷺ کو معراج کرائی گئی۔ ۱۰۱

۲۰۔وَ هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ۔ ۱۰۲ ترجمہ۔قسم ہے اس امن والے شہر (مکہ) کی۔

اس آیت میں اللہ تعالی نے شہر مکہ کی قسم کھائی ہے۔مفسرین لکھتے ہیں! اس آیت میں اللہ نے مکہ کو الْاَمِيْنِ فرمایا ہے کیونکہ جو بھی اس شہر میں داخل ہوتا ہے وہ امن اور سلامتی میں داخل ہوجاتا ہے، دوسرا قول یہ ہے کے شہر مکہ کی قسم اٹھانے سے مراد یہ بھی ہے کیونکہ یہ شہر رسول اللہ ﷺ کا مولد اور مھبط وحی ہے۔

حضرت خزیمہ بن ثابت انصاریؓ نے رسول اللہ ﷺ سے الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کے وہ مکہ مکرمہ میں ہے۔

الْقُرْاٰنَ کریم کا دلنشین اسلوب، سورتوں کے جوڑے اوران کے گروپس:

الْقُرْاٰنکریم کے ایک مضمون سے دوسرے مضمون کی جانب منتقلی نہایت لطیف اورغیر محسوس انداز سے ہوئی ہے، اگر قدیم جاہلی ادب یا قصائد کا جائزہ لیں تو یہ معلوم ہوگا کے ان کے یہاں ابتدائی مضمون کو تشبیب کہتے ہیں، تشبیب سے شاعر اصل مقصد کی طرف گریز کرتا ہے اور یہ گریز جتنا زیادہ لطیف ہوگا وہ کلام یا قصیدہ اتنا ہی معیاری تصور کیا جائے گا۔

قرآن کریم میں جہاں جہاں ایک مضمون سے دوسرے کی جانب گریز کیا گیا ہے وہ اتنا لطیف اور غیر محسوس ہے کے بعض اوقات یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کے دوسرا مضمون کب شروع ہوا۔

امین اصلاحی نے اپنی تفسیر تدبر قرآن میں اس نکتے کی وضاحت کی ہے کے قرآن کریم کی ہر سورہ کا ایک دوسرا جوڑا بھی ہے سوائے

سورہ الفاتحہ کے، پھر انھوں نے قرآن سے ہی استدلال کیا! اور ہم نے ہر چیز سے جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے تا کہ تم نصیحت پکڑو۔ ۱۰۳؎

اس آیت پر تفکر سے یہ ثابت ہوا کے واقعی کائنات میں اللہ تعالی نے ہر شے کا جوڑا پیدا کیا ہے بالکل اسی طرح سے قرآن کریم کی بھی سورتوں کے بھی جوڑے ہیں جیسے سورہ البقرہ اور

سورہ آل عمران کا جوڑ ہے اگر چہ سورہ البقرہ اور سورہ آل عمران کے مضامین میں اتنی مشابہت ہے کے صاف پتا چلتا ہے کے دونوں سورتیں ایک دوسرے کا جوڑا ہیں۔

سورہ الفلق اور سورہ الناس کا جوڑا۔

سورہ الضحی اور سورہ الم نشرح کا جوڑا۔

سورہ اعراف اور سورہ انعام کا جوڑا جو امور سورہ انعام میں اجمالا بیان کئے گئے ہیں وہ سورہ اعراف میں بہ منزلہ شرح بیان کئے گئے ہیں۔

امین اصلاحی فرماتے ہیں! قرآن کریم میں مکی اور مدنی سورتوں کے سات بڑے گروپس ہیں اور ہر گروپ ایک یا ایک سے زائد مکی سورتوں سے شروع ہوتا ہے اور ایک یا ایک سے زائد مدنی سورتوں پر تمام ہوتا ہے۔

ہر گروپ میں پہلے مکی سورتیں ہیں اس کے بعد مدنی سورتیں ہیں اور ہر گروپ کا ایک بنیادی مضمون ہے جیسے۔ ا۔کہیں شریعت۔ ۲۔کہیں ملت ابراہیمی کی تاریخ۔ ۳۔کہیں نبوت۔
۴۔کہیں نبوت پر اعتراضات۔ ۵۔کہیں اقوام سابقہ کے عروج وزوال کا تذکرہ۔
۶۔قیامت اور آخرت۔ ۷۔کہیں عذاب الہی سے ڈرایا گیا ہے۔وغیرہ

پھر ہر گروپ کا ایک بنیادی موضوع بھی ہے جبکہ ہر گروپ کی ہر سورہ کا جوڑا اس کے ساتھ رہتا ہے اور جو دوسورتیں جوڑا جوڑا ہیں ان میں بعض اوقات ایک مضمون کا ایک پہلو ایک سورہ میں بیان ہوتا ہے اور دوسرا پہلو دوسری سورہ میں مکمل ہوتا ہے جبکہ بعض اوقات دعوی ایک سورہ میں اور دلیل دوسری سورہ میں ہوتی ہے، بعض اوقات ایک بات ایک سورہ میں اور اس کی تکمیل دوسری سورہ میں ہوتی ہے۔

اسی لئے کہا جاتا ہے کے سورہ البقرہ کی تکمیل سورہ آل عمران ہے، ایک میں نظام شریعت کے ظاہری پہلو پر زور دیا گیا ہے جبکہ دوسری میں اس کے داخلی پہلو پر بحث کی گئی ہے اس طرح سے یہ دونوں پہلو مل کر ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔

فقہاء کے نزدیک سورہ رعد اور سورہ یوسف میں حسب ذیل وجوہ کی بنیاد پر مناسبت پائی جاتی ہے

ا۔دونوں مکی ہیں۔
۲۔ان دونوں میں انبیاء اور ان کی اقوام کے حالات وواقعات بیان کئے گئے ہیں۔
۳۔منکرین پر عذاب کا ذکر کیا گیا ہے۔
۴۔ان دونوں سورتوں میں اللہ تعالی نے توحید پر دلائل قائم کئے ہیں۔
۵۔ان دونوں میں ہی آسمان وزمین کے عجائبات کا ذکر موجود ہے۔
۶۔سورہ یوسف کا اختتام قرآن کریم کے ذکر پر ہوا جبکہ سورہ رعد کی ابتداء قرآن کریم کے ذکر سے ہوا جبکہ سورہ رعد کے اختتام میں اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور رسالت کی شہادت دی ہے۔

ا۔پہلا گروپ۔۔۔سورہ فاتحہ سے شروع ہوتا ہے اور سورہ المائدہ پر ختم ہوتا ہے۔
(فاتحہ، البقرہ، آل عمران، النساء، المائدہ)۔

۲۔دوسرا گروپ۔۔۔انعام سے شروع ہوتا ہے اوراعراف پر ختم ہوتا ہے۔(انعام،اعراف)۔

۳۔تیسرا گروپ۔۔۔اس میں پہلی ۱۴ سورتیں یونس سے مومنون مکی ہیں جبکہ آخر میں سورہ نور ہے جو مدنی ہے اس گروپ کی دو سورتیں رعد اور حج کو بعض لوگوں نے مدنیات میں شمار کیا ہے، لیکن ان کا یہ خیال غلط ہے۔(یونس، ہود، یوسف، رعد، ابراہیم، الحجر، النحل، بنی اسرائیل، کہف، مریم، طٰہٰ، الانبیاء، الحج، المومنون)۔

۴۔چوتھا گروپ۔۔۔یہ گروپ فرقان سے شروع ہوتا ہے اوراحزاب پر ختم ہوتا ہے اس میں ۸ مکی سورتیں ہیں جبکہ آخری سورہ احزاب مدنی سورہ ہے۔
(فرقان، الشعراء، النمل، القصص، العنکبوت، الروم۔لقمٰن، السجدہ، الاحزاب)۔

۵۔پانچواں گروپ۔۔۔یہ گروپ سورہ سبا سے شروع ہو کر سورہ حجرات پر ختم ہوتا ہے جبکہ اس میں ۱۳ سورتیں مکی اور آخری تین سورتیں مدنی ہیں (سبا، فاطر، یٰسین، الصفت ص، الزمر، المومن، حم السجدہ، الشوری، الزخرف، الدخان، الجاثیہ، الاحقاف، محمد، الفتح، الحجرات)۔

۶۔چھٹا گروپ۔۔۔یہ سورہ ق سے شروع ہو کر سورہ تحریم پر ختم ہوتا ہے، اس میں پہلی سات سورتیں مکی ہیں جبکہ آخری دس مدنی سورتیں ہیں (ق، الذریات، الطور، النجم، القمر، الرحمن، الواقعہ، الحدید، المجادلہ، الحشر، الممتحنہ، الصّف، الجمعہ، المنافقون، التغابن، الطلاق، التحریم)۔

۷۔ساتواں گروپ۔۔۔یہ گروپ سورہ الملک سے شروع ہو کر سورہ الناس پر ختم ہوا۔
(الملک، القلم، الحاقتہ، المعارج، نوح، الجن، المزمل، المدثر، القیٰمہ، الدھر، المرسٰلت، النباء النزعٰت، عبس، التکویر، الانفطار، المطففین، الانشاق، البروج، الطارق، الاعلی، الغاشیہ، الفجر البلد، الشّمس، الیل، الضحی، الم نشرح، التین، العلق، القدر، البینہ، الزلزال، الدیٰت، القارعہ، التکاثر، العصر، الھمزۃ، الفیل، قریش، الماعون، الکوثر، الکفرون، النصر، الھب، الاخلاص، الفلق، الناس)

یہی وہ ترتیب ہے کہ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر سال رمضان میں قرآن کریم کا مذاکرہ کروایا کرتے اور اسی ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضرت عثمان غنیؓ نے مصحف کی نقول تیار کروا کر تمام ممالک اسلامیہ میں بھجوائیں۔

مذکورہ بالا ساتوں گروپس میں موجود آیات کا اگر بار بار مطالعہ کیا جائے تو اس میں پوشیدہ کئی حکمتیں کھل جاتی ہیں۔

ا۔ ہر سورہ کا ایک خاص عمود ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس سورہ کے تمام اجزاء کلام ایک دوسرے سے وابستہ ہوتے ہیں پھر اسی طرح سے ہر سورہ کا ایک جامع عمود بھی ہوتا ہے اور اس گروپ کی تمام سورتیں اسی جامع عمود کے کسی خاص پہلو کی حامل ہوتی ہیں۔

۲۔ ہر گروپ میں موجود مدنی سورتیں اپنے گروپ کے مجموعی مزاج سے ہم آہنگ اور ہم رنگ ہوتی ہیں، ان کو اپنے گروپ کی مکی سورتوں سے وہی مناسبت ہوتی ہے جو کسی درخت کی جڑ اور اس کی شاخوں کو ایک دوسرے سے مناسبت ہوتی ہے۔ ۳۔ ہر سورہ کا ایک جوڑا ہے اور ان میں اسی طرح کی مناسبت پائی جاتی ہے یعنی ایک کے خلاء کو دوسری پر کرتی ہے ایک کے مخفی پہلو کو دوسری اجاگر کرتی ہے، بڑی سورتوں میں سورہ البقرہ اور سورہ آل عمران جوڑا ہیں جبکہ چھوٹی سورتوں میں معوذتین جوڑا ہیں۔

۴۔ سورہ فاتحہ اس کلیہ سے مستثنیٰ ہے جس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کے یہ سورہ درحقیقت پورے قرآن کے لئے بمنزلہ دیباچہ ہے اس سورہ کا ایک نام کافیہ بھی ہے یعنی یہ خود مکتفی ہے اور اپنے ساتھ کسی دوسری سورہ کے ملنے کی محتاج نہیں ہے۔

۵۔ جب ہر گروپ پر تفکر اور تدبر کیا گیا تو یہ بات سامنے آئی کے ہر ایک گروپ کے اندر اسلامی دعوت کے تمام ادوار ابتداء سے لے کر انتہاء تک نمایاں ہوئے ہیں البتہ نمایاں ہونے کا پہلو ہر ایک کے اندر مختلف ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِيۡثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِىَ ۔ ۱۰۴

ترجمہ۔ اللہ نے بہترین کلام اتارا ہے، ایک ایسی کتاب جس کے تمام اجزاء ہم رنگ ہیں، جس میں بار ہا مضامین دہرائے گئے ہیں۔

وَلَقَدۡ اٰتَيۡنٰكَ سَبۡعًا مِّنَ الۡمَثَانِىۡ وَالۡقُرۡاٰنَ الۡعَظِيۡمَ ۔ ۱۰۵

ترجمہ۔ ہم نے تمھیں سات ایسی آیات دے رکھی ہیں جو بار بار دہرائے جانے کے لائق ہیں۔

القرآن کریم میں صوتی ہم آہنگی (غنائیت):

ڈاکٹر حمید اللہ ایک بہت بڑے اسلامی اسکالر تھے اور ۱۹۴۸ء۔۱۹۹۶ء تک تقریباً ہر روز ان کے دست مبارک پر اوسطاً دو افراد اسلام قبول کر لیا کرتے تھے جب بھی کوئی شخص اسلام قبول کرتا تو آپ اس کی وجہ دریافت کیا کرتے تھے کے کس چیز نے تمھیں اسلام کی طرف راغب کیا ایسا ہی ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں کے ایک مرتبہ میرے پاس ایک فرانسیسی موسیقار ژاک ژیلیر آیا جو اپنے پیشے میں نہایت کامیاب اور مقبول تھا اس نے یہ کہا کے آج سے چند دن پہلے میں ایک عرب سفیر کے یہاں کھانے پر مدعو تھا جب میں وہاں پہنچا تو میں نے دیکھا کے تمام لوگ نہایت خاموشی سے ایک خاص انداز کی موسیقی کو سن رہے ہیں وہ موسیقی ایسی تھی جسے میں نے اس سے پہلے کبھی بھی نہیں سنا تھا وہ دنیا کی ایسی موسیقی تھی جو بہت عظیم اور بلند تھی چونکہ میں خود موسیقار ہوں اور اس کے تمام نشیب وفراز سے بخوبی واقف بھی ہوں لہٰذا میں یہ بات دعوی کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کے اس موسیقی کی دھن اور اس کے نشیب وفراز کو سمجھنے کے لئے دنیا کو بہت وقت چاہئے بہر حال جب وہ موسیقی ختم ہوئی تو میں نے وہاں پر لوگوں سے پوچھا کے یہ کس قسم کی موسیقی تھی جس پر مجھے یہ بتایا گیا کے یہ موسیقی نہیں تھی بلکہ قرآن کریم کی تلاوت تھی اور یہ فن تجوید تھا جو ایک الگ چیز ہے، مجھے اس فن قراءت میں موسیقی کے وہ قواعد اور ضوابط نظر آئے جس تک دنیا کو پہنچنے میں بہت وقت لگے گا کیونکہ ایسا کلام اور ایسی قراءت عام چیز نہیں ہے اور اس کو بھیجنے والا بھی خاص ہے لہٰذا یہی جذبہ میرے اسلام لانے کی وجہ ہے، ڈاکٹر صاحب نے کہا میں نے اس کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کر دیا اور اس کی دینی تعلیم کا بندوبست بھی کر دیا تقریباً دو ماہ کے بعد وہ کچھ پریشانی کے عالم میں میرے پاس آیا اور کہنے لگا کیا قرآن کریم بالکل اسی شکل میں اب بھی ہے جیسا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر آیا تھا؟ ڈاکٹر صاحب نے کہا یقیناً بالکل ویسا ہی ہے پھر اس نے کہا قرآن کریم میں ایک مقام ایسا ہے جہاں میرا یہ خیال ہے کے وہاں کچھ missing ہے پھر اس نے بتایا کے جب مجھے سورہ النصر پڑھائی گئی تو اس میں اَفْوَاجًا اور فَسَبِّحْ کے درمیان خلاء ہے یعنی پڑھانے والے نے اَفْوَاجًا پر وقف کیا جس کی وجہ سے وہاں سلسلہ ٹوٹ گیا جبکہ میرا فن یہ کہتا ہے

کے اس سلسلہ کو وہاں پر نہیں ٹوٹنا چاہئے تھا، ڈاکٹر صاحب نے کہا کے یہ سنتے کے ساتھ ہی میرے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی اور مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کے میں اس نومسلم کے شک کو کس طرح سے دور کروں پھر اللہ کا کرنا ایسا ہوا کے اچانک مجھے اپنے بچپن میں اپنے استاد اور مکتب کی یاد آ گئی جب میں مکتب میں پڑھتا تھا تو میرے استاد نے مجھے یہ بتایا تھا کے اَفْوَاجًا پر وقف نہیں کرنا چاہئے بلکہ اَفْوَاجًا کو اس کے بعد کے لفظ کے ساتھ ملا کر پڑھنا چاہئے پھر میں نے سوچا کے شاید اس بات سے اس کا شک دور ہو جائے اور اس کو اطمینان ہو جائے پھر میں نے اس کو بتایا کے آپ کو جو قرآن کریم پڑھا رہے ہیں وہ تجوید کے اتنے ماہر نہیں ہیں دراصل یہاں اس لفظ کو غنہ کے ساتھ آگے سے ملا کر پڑھا جائے گا یعنی اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ، ڈاکٹر صاحب کا اتنا کہنا تھا اور وہ خوشی سے اچھلنے لگا اور ڈاکٹر صاحب کو گود میں لے کر ناچنے لگا پھر کہنے لگا کے یقینا یہاں ایسا ہی ہونا چاہیے تھا یہ سن کر پھر اس موسیقار کی دینی تعلیم کے لئے دوسرے معلم کا انتظام کیا گیا وہ شخص وقتاً فوقتاً آتا تھا اور قرآن کریم کے اسرار پر اپنا سر دھنتا تھا کے واقعی یہ اللہ ہی کا کلام ہے کیونکہ قرآن کریم میں جو صوتیات ہیں یہ علم وفن کی ایک ایسی دنیا ہے جس میں کوئی محقق آج تک نہیں اترا ہے اور نہ ہی قرآن کریم کے اس پہلو پر اب تک کسی نے اس انداز سے غور خوص کیا ہے۔ ۱۰۶؎

۞

حوالہ کتب:

۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۳۔

۲۔سورہ ہود۔آیت۔۱۳۔

۳۔سورہ یونس۔آیت۔۳۸۔

۴۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۸۸۔

۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۶۔خطبات بھاولپور۔ڈاکٹر محمد حمید اللہ۔۔

۷۔عہد نامہ قدیم۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔کتاب پیدائش۔۲:۱۷۔سن ندارد۔

۸۔عہد نامہ قدیم۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔کتاب پیدائش۔۵:۵۔سن ندارد۔

۹۔عہد نامہ قدیم۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔کتاب پیدائش۔۲۵:۷۔سن ندارد۔

۱۰۔عہد نامہ قدیم۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔کتاب پیدائش۔۲۰:۱۸۔سن ندارد۔
۱۱۔عہد نامہ قدیم۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔کتاب پیدائش۔۲۳:۱۴۔سن ندارد۔
۱۲۔عہد نامہ قدیم۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔کتاب گنتی۔۲۳:۹۔سن ندارد۔
۱۳۔عہد نامہ قدیم۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔کتاب سموئیل دوم۔۲۱:۱۔سن ندارد۔
۱۴۔عہد نامہ قدیم۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔کتاب تواریخ اول۔۲۱:۱۔سن ندارد۔
۱۵۔عہد نامہ قدیم۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔کتاب سموئیل دوم۔۶:۲۳۔سن ندارد۔
۱۶۔عہد نامہ قدیم۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔کتاب سموئیل دوم۔۲۱:۱۔سن ندارد۔
۱۷۔عہد نامہ قدیم۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔کتاب خروج۔۲۰:۲۱۔سن ندارد۔
۱۸۔عہد نامہ قدیم۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔کتاب تمطاوس اول۔۶:۱۶۔سن ندارد۔
۱۹۔سورہ الصّف۔آیت۔۱۔۴۔
۲۰۔سورہ ص۔آیت۔۱۔
۲۱۔سورہ زخرف۔آیت۔۱۔۳۔
۲۲۔سورہ دخان۔آیت۔۱۔۳۔
۲۳۔سورہ ق۔آیت۔۱۔
۲۴۔سورہ الذاریات۔آیت۔۱۔۴۔
۲۵۔سورہ الطور۔آیت۔۱۔۵۔
۲۶۔سورہ نجم۔آیت۔۱۔
۲۷۔سورہ قلم۔آیت۔۱۔۲۔
۲۸۔سورہ القیمۃ۔آیت۔۱۔۲۔
۲۹۔سورہ المرسلات۔آیت۔۱۔۵۔
۳۰۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۱۔۷۔
۳۱۔سورہ التکویر۔آیت۔۱۵۔۱۹۔
۳۲۔سورہ البروج۔آیت۔۱۔۳۔
۳۳۔سورہ طارق۔آیت۔۱۔۲۔
۳۴۔سورہ فجر۔آیت۔۱۔۴۔
۳۵۔سورہ البلد۔آیت۔۱۔۳۔
۳۶۔سورہ الشّمس۔آیت۔۱۔۷۔
۳۷۔سورہ اللیل۔آیت۔۱۔۳۔
۳۸۔سورہ الضحیٰ۔آیت۔۱۔۲۔
۳۹۔سورہ التین۔آیت۔۱۔۳۔
۴۰۔سورہ العدیات۔آیت۔۱۔۵۔

۴۱۔سورہ العصر۔آیت۔۱۔۲۔
۴۲۔سورہ التکویر۔آیت۔۱۸۔
۴۳۔سورہ النساء۔آیت۔۶۵۔
۴۴۔سورہ الحجر۔اایت۔۴۲۔
۴۵۔التذکرۃ فی امور الآخرہ۔امام عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) مطبوعہ دارالبخاری مدینہ منورہ۔
۴۶۔سورہ یٰسین۔آیت۔۱۔
۴۷۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض
۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۴۸۔التذکرۃ فی امور الآخرہ۔امام عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) مطبوعہ دارالبخاری مدینہ منورہ۔
۴۹۔سورہ ص۔آیت۔۱۔۲۔
۵۰۔سورہ ق۔آیت۔۱۔
۵۱۔التذکرۃ فی امور الآخرہ۔امام عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) مطبوعہ دارالبخاری مدینہ منورہ
۵۲۔الفردوس بماثور الخطاب۔امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی (متوفی ۵۰۹ھ)۔
مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۶ھ۔
۵۳۔التذکرۃ فی امور الآخرہ۔امام عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) مطبوعہ دارالبخاری مدینہ منورہ۔
۵۴۔سورہ الطور۔آیت۔۶۔
۵۵۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۵۶۔سورہ الطور۔آیت۔۷۔
۵۷۔سورہ الطور۔آیت۔۶۔
۵۸۔سورہ مومن۔آیت۔۴۷۔
۵۹۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۶۰۔تبیان القرآن۔علامہ غلام رسول سعیدی۔فرید بک اسٹال، اردو بازار لاہور۔
۶۱۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۶۲۔سورہ الطور۔آیت۔۱۔
۶۳۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض
۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۶۴۔التذکرۃ فی امور الآخرہ۔امام عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) مطبوعہ دارالبخاری مدینہ منورہ۔
۶۵۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔ج۔۴۔ص۔۱۷۶۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۶۔سورہ الطور۔آیت۔۴۔
۶۷۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔
مطبوعہ دارامعرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔

۶۸۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۶۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۷۰۔سورہ الطور۔آیت۔۶۔
۷۱۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۷۲۔سورہ الطور۔آیت۔۷۔
۷۳۔سورہ نجم۔آیت۔۱۔۴۔
۷۴۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۷۵۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۷۶۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۷۷۔روح المعانی۔علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی (متوفی ۱۲۷۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۔دارالفکر بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۷۸۔سورہ القلم۔آیت۔۱۔۴۔
۷۹۔سورہ الحجر۔آیت۔۶۔
۸۰۔موطا امام مالک۔امام مالک بن انس اصبحی (متوفی ۱۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۰۹ھ۔
۸۱۔الجامع الصغیر۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۳۹۱ھ۔
۸۲۔سورہ البلد۔آیت۔۱۔
۸۳۔سورہ البلد۔آیت۔۲۔
۸۴۔القرآن۔
۸۵۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۸۶۔سورہ البلد۔آیت۔۔
۸۷۔سورہ الشّمس۔آیت۔۱۔۷۔
۸۸۔سورہ الضحیٰ۔آیت۔۱۔
۸۹۔سورہ الضحیٰ۔آیت۔۱۔۵۔
۹۰۔تفسیر کبیر۔امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی (متوفی ۶۰۶)۔ج۔۱۱۔ص۔۱۹۲ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۹۱۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۷۹۔
۹۲۔۷۷۔روح المعانی۔علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی (متوفی ۱۲۷۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی

بیروت۔دارالفکر بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۹۳۔سورہ الضحیٰ۔آیت۔۳۔
۹۴۔سورہ الضحیٰ۔آیت۔۳۔
۹۵۔سورہ الضحیٰ۔آیت۔۴۔
۹۶۔سورہ الضحیٰ۔آیت۔۵۔
۹۷۔تفسیر کبیر۔امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی (متوفی ٦٠٦) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔
۹۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲٦۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۹۹۔سورہ التین۔آیت۔۱۔
۱۰۰۔سورہ التین۔آیت۔۱۔
۱۰۱۔الدر المنثور فی التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔ج۔۴۔ص۔٦۔۱۷۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۰۲۔سورہ التین۔آیت۔۳۔
۱۰۳۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۹۔
۱۰۴۔سورہ الزمر۔آیت۔۲۳۔
۱۰۵۔سورہ الحجر۔آیت۔۸۷۔
۱۰٦۔خطبات بھاولپور۔ڈاکٹر محمد حمید اللہ۔

باب ۴

الْقُرْاٰن کریم

بنی نوع انسانیت کے لئے ہدایت اور رہنمائی

الْقُرْاٰن کریم دنیا میں موجود ہر شخص اور قیامت تک آنے والے ہر شخص کے لئے ہدایت اور رہنمائی ہے۔ارشادخداوندی!

هٰذَا هُدًى۔ا؎۔ترجمہ۔یہ قرآن سراسر ہدایت ہے۔

اللہ تعالی نے کل بنی نوع انسانیت کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے انبیاء اور رسل بھیجے ہیں تاہم یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہوا، حضرت آدم علیہ السلام نے خود اپنی اولاد کو دین اسلام سیکھایا اور انھیں صبح وشام کی عبادات کے طریقے سیکھائے اور یہ سلسلہ اگلی نسلوں تک پہنچا، تمام پیغمبران اسلام نے اپنی قوم کی ذہنی اور شعوری سکت کے مطابق انھیں بتدریج علم وحکمت اور سائنس وٹیکنالوجی منتقل فرمائی، اگر تورات، زبور اور انجیل کا مطالعہ کیا جائے تو ان کتب مقدسہ میں بھی بنی نوع انسانیت کے لئے علم وحکمت اور ہدایت ونور ہے۔اسی حوالے سے ارشادخداوندی ہے!

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْر۔۲

ترجمہ۔ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور نور ہے۔

وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْر۔۳

ترجمہ۔ہم نے انجیل نازل کی جس میں ہدایت اور نور ہے۔

اللہ نے تورات میں احکام عشرہ یعنی The Ten Commandments بیان فرمائے،لیکن

چونکہ اس دور کے انسان کی ذہنی اور شعوری سکت اتنی ناتھی کے وہ ان احکامات عشرہ کی حکمتوں کا تحمل بھی کر سکتے ،یعنی تورات کا نزول حضرت عیسیٰ ابن مریم کی پیدائش سے بھی چودہ سوسال قبل کا ہے، تاہم تورات کے نزول کے چودہ سوسال کے بعد حضرت عیسیٰ ابن مریم دنیا میں تشریف لائے اور پھر اللہ نے انھیں انجیل عطا فرمائی تاہم انجیل میں صرف حکمتوں کا بیان ہے لیکن اس میں میں احکامات موجود نہیں۔

لیکن تقریباً دوہزار سال قدیم انجیل میں آج بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یہ الفاظ درج ہیں جو انھوں نے اپنے حواریوں سے فرمائے! میں تم سے اور بھی بہت سی باتیں کرنا چاہتا ہوں لیکن ابھی (شعوری طور) پر تم اس کے متحمل نہیں ہو چنانچہ فارقلیط (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) جب آئیں گے تو وہ تمھیں بتائیں گے یعنی بنی نوع انسانیت کی ذہنی اور شعوری استعداد کے حصول کو ابھی مزید ۶۰۰ سالوں کا عرصہ درکار ہے، چنانچہ الھدیٰ یعنی Final Guidance کا اتمام قرآن کریم میں مکمل کیا گیا۔ ۴؎

یعنی گزشتہ الہامی کتابوں میں درج لفظ ھدی ،قرآن کریم میں آتے آتے الھدیٰ یعنی مکمل ہدایت نامہ بن گیا۔ ۵؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ؕ ۶

ترجمہ۔آج تم پر تمھارا دین مکمل ہوگیا، اور ہم نے اپنی نعمتیں تم پر تمام کردیں ،اور دین اسلام کو بطور دین تمھارے لئے پسند کیا۔

یعنی اب بتانے کے لئے مزید کوئی پیغام نہیں تمام احکامات اوران میں موجود فکر وفلسفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کھول کر بیان کردیا ہے، اب قیامت تک آنے والے ہر مسئلے کا حل اسی کتاب میں موجود ہے اور انسان اپنی ذہنی اور شعوری اعتبار سے اب اس مقام پر پہنچ گیا جہاں وہ ان تمام ہدایات کو باآسانی نا صرف سمجھ سکتا ہے بلکہ اس پر عمل کر کے اللہ کا مقرب اور پسندیدہ بھی بن

سکتا ہے۔

قرآن ہدایت ہے:

قرآن کریم سراسر ہدیات اور رہنمائی کی کتاب ہے، ہدایت عربی زبان کا لفظ ہے، جو ھُدًی سے مشتق ہے۔

عربی زبان میں ھُدًی سے مراد نمایاں اور روشن۔

ھُدًی ۔سے مراد آگے آگے چلنا یا آگے آگے ہونا۔

ھادیہ۔ سے مراد ابھری ہوئی سمندری چٹان جو دور سے نظر آئے۔ ۷؎

ابن فارس نے اس کے دو معانی بیان کئے ہیں۔

۱۔راستہ بتانے کے لئے آگے ہونا۔

۲۔ھدیہ یعنی تحفہ بھیجنا۔

ھادٍ ۔ ہر شے کے اگلے حصے کو کہتے ہیں کیونکہ اگلا حصہ دور سے ہی سب سے پہلے نظر آتا ہے یہی وجہ ہے کے جانور کی گردن کو عربی زبان میں الھادی کہتے ہیں کیونکہ جانور کی گردن باقی جسم کے مقابلے میں پہلے اور نمایاں ہوتی ہے۔

ھُدًی ۔اس جانور کو بھی کہتے ہیں جو حج کے موقع پر بیت اللہ میں قربانی کے لئے لے جایا جائے اور اس کی عزت وتکریم کی جائے۔

ھدیہ۔اس تحفے کو کہتے ہیں جو بغیر کسی معاوضہ کے دیا جائے یعنی ضرورت سے قبل ہی تحفے میں کسی چیز کا حاصل ہو جانا۔

ھُدًی ۔راستے کی پہچان کروانا، راستے کی وضاحت کرنا، راہنمائی کرنا۔

ھُدًی ۔کے ایک معانی رہنما کے بھی ہیں۔ ۸؎ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی!

هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔ ۹

ترجمہ۔وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو ہر دین پر

غالب کر دے خواہ مشرکین کو نا گوار ہو۔۱۰

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۔۱۱

ترجمہ۔اللہ نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو تمام ادیان پر غالب کر دے اور اللہ (اپنے رسول پر) کافی گواہ۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۔۱۲

ترجمہ۔وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کر دے، خواہ مشرکوں کو کتنا ہی نا گوار ہو۔

مندرجہ بالا آیت قرآن کریم میں تین مقامات پر بالکل اسی انداز سے نازل ہوئی ہے اور اس آیت میں ایک لفظ تو کجا ایک نقطے کا فرق بھی نہیں ہے جبکہ قرآن کریم میں یہ آیت کسی دوسری پیغمبر کے لئے نازل نہیں کی گئی ۔مندرجہ بالا آیات پر تفکر سے یہ نکتہ واضح ہوا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ نے دو چیزوں کے ساتھ بھیجا۔

۱) الْهُدٰى   ۲) دین حق

۱۔الْهُدٰى:

الْهُدٰى قرآن کریم میں وسیع ترین معانی میں مستعمل ہوا ہے یعنی کل کائنات میں موجود ہر مخلوق کی ہدایت۔

۲۔دین حق:

دین اسلام دین حق ہے کیونکہ اس میں سچائی کے سوا کوئی دوسری بات نہیں۔

دین اسلام کا غلبہ دنیا کے تمام ادیان پر:

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور بعثت کا ذکر فرماتے

ہوئے اس بات کی بھی وضاحت فرمائی ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت دلائل اور معجزات سے ثابت کی گئی ہے یہ درست ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دلائل اور معجزات تمام انبیا اور رسل سے زیادہ ہیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک عظیم اور کامل رسول ہیں دوسری جانب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ نے دین حق کے ساتھ بھیجا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین اسلام عین فطری جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت متوزن اور معتدل ہے۔قرآن ان ہی آیات میں آگے چل کر یہ بھی کہتا ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین اسلام کا غلبہ تمام ادیان پر قائم ہوجائے گا یعنی جب حضرت عیسیٰ ابن مریم کا نزول اور امام مہدی کا ظہور ہوگا۔

امام سعید بن منصور، امام ابن المنذر اور امام بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت جابرؓ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا ہے! جب حضرت عیسیٰ ابن مریم کا نزول ہوگا تو تمام یہود اور نصاریٰ مسلمان ہوجائیں گے یہاں تک کے بکریاں بھیڑیوں سے، گائے شیروں سے اور انسان سانپوں سے محفوظ اور مامون ہوجائیں گے یہی نہیں بلکہ چوہا بھی جراب کو نہیں کترے گا اور جزیہ بھی موقوف ہوجائے گا اور صلیب توڑ دی جائے گی اور خنزیر قتل کردیئے جائیں گے۔ ۱۳؎

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام ادیان کے اوپر دلائل کے ساتھ غلبہ عطا فرمادے یا جہاد کے ذریعہ آپ کو غلبہ عطا فرمائے یا اس طرح غلبہ عطا فرمائے کہ آپ کی شریعت تمام پہلی شریعتوں کے لئے ناسخ ہوجائے یعنی

سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دین اسلام کی تبلیغ کے لئے دلائل اور معجزات کے ساتھ بھیجا تاکہ دین اسلام تمام ادیان پر غالب ہوجائے حتیٰ کہ آخرزمانہ میں اسلام کے سوا اور کوئی دین نہیں ہوگا اگرچہ اللہ نے بنی نوع انسانیت کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مختلف اقوام اور خطوں میں مبعوث فرمائے تاکہ یہ پیغمبران اسلام اللہ کے پیغام کو آسان الفاظ میں اللہ کے بندوں تک پہنچائیں لیکن اللہ کے حکم سے دین اسلام تمام ادیان پر غالب ہوکر رہے گا۔قرآن بارھا یہ نکتہ بیان کرچکا کے ہدایت تو اللہ ہی کی طرف سے ہے اور وہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۔ ١٤

ترجمہ۔لوگوں کو ہدایت بخشنے کی ذمہ داری تم پر نہیں ہدایت تو اللہ جسے چاہتا ہے بخشتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے حکم سے اللہ کے پیغام کو لوگوں تک پہنچایا تاہم جن کے قلوب کو اللہ نے ہدایت کے لئے چنا انھوں نے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت اور رہنمائی سے استفادہ کیا۔

ارشادات خداوندی:

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ ۔ ١٥

ترجمہ۔(قرآن) یہ اللہ کی کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں ہدایت ہے متقین کے لئے جو غیب پر ایمان لائے۔

قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۔ ١٦ ۔ ترجمہ۔راستہ تو بس وہی ہے جو اللہ نے بتایا ہے۔

یہ حقیقت ہے جسے اللہ ہدایت بخشنے کا ارادہ کرتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہی میں ڈالنے کا ارادہ کرتا ہے اس کے سینے کو تنگ کر دیتا ہے اور ایسا بھینچتا ہے کے اسلام کے تصور سے ہی اسے یوں محسوس ہوتا ہے گویا اس کی روح آسمان کی طرف پرواز کر رہی ہے اس طرح اللہ (حق سے فرار اور نفرت کی) ناپا کی ان لوگوں پر مسلط کر دیتا ہے جو ایمان نہیں لاتے ،حالانکہ یہ راستہ تمھارے رب کا سیدھا راستہ ہے جس کے نشانات ان لوگوں پر واضح کر دئے گئے ہیں جو نصیحت کو قبول کرتے ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۔ ١٧

مدد تو صرف اللہ کی طرف سے ہے، جو زبردست ہے حکمت والا ہے۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۔ ١٨

ترجمہ۔لوگو! تمھارے رب کی طرف سے تمھارے پاس روشن دلیل آگئی ہے اور ہم نے تمھاری طرف روشنی بھیج دی ہے جو تمھیں صاف صاف راستہ دکھانے والی ہے اب جو لوگ اللہ کی بات مان

لیں گے اور اس کی پناہ ڈھونڈیں گے تو اللہ ان کو اپنی رحمت اور اپنے فضل وکرم کے دامن میں لے لے گا اور اپنی طرف آنے کا سیدھا راستہ ان کو دکھادے گا۔

اِنَّمَآ اَنۡتَ مُنۡذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوۡمٍ هَادٍ ۔۱۹

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محض خبردار کرنے والے (منذر) ہیں، اور ہر قوم کے لئے ایک رہنما (ھادٍ) ہے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ هَدَيۡتَنَا وَهَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡوَهَّابُ ۔۲۰

ترجمہ۔بے شک صرف دانشمند لوگ ہی سبق حاصل کرتے ہیں وہ اللہ سے دعا کرتے ہیں، اے پروردگار! جب تو ہمیں سیدھے راستے پر لگا چکا تو پھر کہیں ہمارے دلوں کو کجی میں مبتلا نہ کر دینا۔

لَيۡسَ عَلَيۡكَ هُدٰٮهُمۡ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ ۔۲۱

ترجمہ۔لوگوں کو ہدایت بخشنے کی ذمہ داری تم پر نہیں، ہدایت تو اللہ جسے چاہتا ہے بخشتا ہے۔

اِنَّكَ لَا تَهۡدِىۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ ۔۲۲

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تم جسے چاہو ہدایت نہیں دے سکتے مگر اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو ہدایت قبول کرنے والے ہیں۔

اِنَّا هَدَيۡنٰهُ السَّبِيۡلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوۡرًا ۔۲۳

ترجمہ۔ہم نے (انسان) کو راستہ دکھایا، اب خواہ وہ شکر گزار بنے یا کفر کرنے والا۔

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا وَّاِبۡرٰهِيۡمَ وَجَعَلۡنَا فِىۡ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالۡكِتٰبَ فَمِنۡهُمۡ مُّهۡتَدٍ ۚ وَكَثِيۡرٌ مِّنۡهُمۡ فٰسِقُوۡنَ

ترجمہ۔ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور ان دونوں کی نسلوں میں نبوت اور کتاب رکھ دی پھر ان کی اولاد میں کچھ نے ہدایت اختیار کی اور بہت سے فاسق ہو گئے۔ ۲۴؎

هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ۔ ۲۵؎ ۔ترجمہ۔متقین کے لئے ہدایت ہے۔

ھدی للناس۔۲۶؎۔ترجمہ۔کل انسانیت کے لئے ہدایت ہے۔

وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۔۲۷

ترجمہ۔(قرآن) مومنین کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔

هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ۔۲۸؎ ۔ترجمہ۔محسنین کے لئے ہدایت ہے۔

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّ مَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ۔۲۹

ترجمہ۔یہ متقین کے لئے ہدایت ہے۔

وَهُدًى وَّ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ۳۰

ترجمہ۔تورات تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لئے ہدایت تھی اور نصیحت۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۳۱؎ ترجمہ۔اللہ ظالمین کو ہدایت نہیں دیتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بخدا اگر تمھارے سبب سے اللہ کسی ایک انسان کو بھی ہدایت دے دے تو یہ تمھارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔۳۲؎

حوالہ کتب:

۱۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۱۱۔
۲۔سورہ مائدہ۔آیت۔۴۴۔
۳۔سورہ مائدہ۔آیت۔۴۴۔
۴۔بیان القرآن۔ڈاکٹر اسرار احمد۔ج۔۱۔ص۔۵۴۔انجمن خدام القرآن لاہور۔۲۰۲۰ء۔
۵۔قرآن حکیم اور ہم۔ڈاکٹر اسرار احمد۔ص۔۱۷۸۔آر آر پرینٹنگ پریس لاہور۔۲۰۲۱ء۔
۶۔سورہ مائدہ۔آیت۔۳۔
۷۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصریہ۔
۸۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۹۔سورہ توبہ۔آیت۔۳۳۔سورہ الفتح۔آیت ۲۸۔سورہ الصّف۔آیت۔۹۔
۱۰۔سورہ توبہ۔آیت۔۳۳۔

۱۱۔سورہ الفتح۔آیت۔۲۸۔
۱۲۔سورہ الصّف۔آیت۔۹۔
۱۳۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔ج۔۴۔ص۔۱۷۶۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۷۲۔
۱۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۔۳۔
۱۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۲۰۔
۱۷۔سورہ انعام۔آیت۔۱۲۶۔
۱۸۔سورہ النسا۔آیت۔۱۷۵۔
۱۹۔سورہ رعد۔آیت۔۷۔
۲۰۔سورہ آل عمران۔آیت۔۸۔
۲۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۷۲۔
۲۲۔سورہ القصص۔آیت۔۵۶۔
۲۳۔سورہ الدھر۔آیت۔۳۔
۲۴۔سورہ الحدید۔آیت۔۲۶۔
۲۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۔
۲۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔
۲۷۔سورہ نمل۔آیت۔۷۷۔
۲۸۔سورہ لقمان۔آیت۔۳۔
۲۹۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۳۸۔
۳۰۔سورہ مائدہ۔آیت۔۴۶۔
۳۱۔سورہ احقاف۔آیت۔۱۰۔
۳۲۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

باب ۵

مسلمانوں پر قرآن کریم کے حقوق

ڈاکٹر اسرار احمد کے مطابق! ہر مسلمانوں پر حسب صلاحیت اور حسب استعداد قرآن کریم کے درج ذیل پانچ حقوق عائد ہوتے ہیں۔

۱۔ایمان و تعظیم۔(قرآن کریم پر ایمان کامل اور یقین)۔

۲۔تلاوت و ترتیل۔(اس کی تلاوت کرنا)۔

۳۔تذکر و تدبر۔(قرآنی آیات پر تفکر، تدبر، غور فکر اور ریسرچ کرنا)۔

۴۔حکم و اقامت۔(اللہ کے احکامات پر عمل کرنا)۔

۵۔تبلیغ و تبین۔(قرآنی تعلیمات کو لوگوں تک پہنچانا)۔۱؎

۱۔ایمان و تعظیم (قرآن کریم پر کامل یقین):

الْيَقِيْنِ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ی۔ق۔ن) سے مشتق ہے۔

يَقِيْنِ۔سے مراد کسی بات کی وضاحت، کسی بات کا واضح ہو جانا یا حقیقت کا ادراک حاصل کرنا۔

الْيَقِيْنِ۔کی ضد شکوک وشبہات ہیں جب شک زائل ہو جاتا ہے تو یقین حاصل ہو جاتا ہے

الْيَقِيْنِ۔سے مراد تحقیق کے ساتھ کسی امر کا پایہ ثبوت تک پہنچ جانا یقین کہلاتا ہے۔۲؎

موت کو بھی یقین کہا جاتا ہے کیونکہ اس ہر ذی روح پر آنا یقینی ہے۔

الْيَقِيْنِ کرنے والوں کو متقین کہا جاتا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ۔۳؎

ترجمہ۔متقین ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔

مُتَّقِيْنَ کی صفات:

علمائے کرام نے مُتَّقِيْنَ کی درج ذیل تین صفات بیان کی ہیں۔

ا۔ایمان بالغیب۔ ۲۔اقامت صلوۃ۔ ۳۔انفاق فی سبیل اللہ۔

ا۔مُتَّقِيْنَ کی پہلی صفت ایمان بالغیب ہے۔

ایمان۔امن سے ماخوذ ہے اور امن کا معنی ہے۔[۴]

ایمان کا مطلب ہے نفس کا مطمئن ہونا اور خوف کا زائل ہونا۔

امانت اور امان اصل میں مصادر ہیں۔

امان۔ سے مراد انسان کی حالت امن۔

انسان کے پاس جو چیز حفاظت کے لیے رکھی جائے اس کو امانت کہتے ہیں۔

ایمان کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَ الشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَ نُوْرُهُمْ ۔[۵]

ترجمہ۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر (مکمل) ایمان لائے، وہی اپنے رب کی بارگاہ میں صدیق اور شہید ہیں، ان کے لیے ان کا اجر اور ان کا نور ہوگا۔

ا۔تصدیق بالقلب۔

۲۔اقرار باللسان۔

۳۔عمل بالارکان میں سے ہر ایک پر ایمان کا اطلاق ہوتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۔[۶]

ترجمہ۔وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت فرما دیا۔

قرآن کریم ایک ایسی عظیم الشان کتاب ہے کے جس میں شک وشبہ کی گنجائش موجود نہیں ہے اور پھر یہ کے یہ کتاب ان لوگوں کو ہدایت دیتی ہے جو متقی ہیں جبکہ متقین کے بارے میں اللہ تعالی

فرماتے ہیں وہ غیب پر یقین رکھتے ہیں جبکہ اس یقین کی انتہاء یہ ہے کے انسان کی باطنی نگاہ کھل جائے اور غیب اس کے لئے مشاہدہ بن جائے پھر جب تک مشاہدہ عمل میں نہ آئے یقین کی تعریف مکمل نہیں ہوتی ہے یقین کی انھی کیفیات اور اس کے مشاہدے کے لئے اللہ تعالی نے بنی نوع انسانیت کی رہنمائی کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث فرمائے تا کہ وہ سسکتی ہوئی انسانیت کو غیب پر یقین کی جو کے زندگی کی معراج ہے اس سے متعارف کرواسکی اگر چہ قرآن کریم کی متعدد آیات میں اللہ تعالی نے بنی نوع انسانیت کو غیب پر یقین کرنے کی ہدایت دی تا کہ وہ اسی یقین کی بدولت دنیا اور آخرت میں سرخرو اور کامیاب ہوسکیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۔۷

ترجمہ۔ یہ اللہ کی کتاب ہے، جس میں کوئی شک نہیں ، یہ ہدایت ہے ان پرہیز گاروں کے لئے جو غیب پر ایمان لائے۔

اس آیت میں ایک لفظ لاریب آیا ہے جس کے معنی ہیں بے شک یا جس میں قطعاً شک کی گنجائش موجود نہ ہو جبکہ یقین شک کی ضد ہے لہٰذا اللہ تعالی فرماتے !اس کتاب میں قطعاً شک وشبہہ کی گنجائش موجود نہیں ہے اور یہ کتاب ہدایت دیتی ہے ان پرہیز گاروں کو جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اگر لغات القرآن میں غیب کے معنی تلاش کئے جائیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کے غیب کے معنی عقل سے ماوراء کے ہیں جس کو عقل انسانی سمجھنے سے قاصر ہو یا انسان کا علم اس مقام پر نہ ہو کے وہ اس کی درست کیفیت اور ہیئت سے واقف ہو سکے یا پھر ہر وہ چیز جو انسانی نگاہوں سے اوجھل ہو جبکہ غیب کے لئے یہ بھی ضروری ہے کے وہ کہیں نہ کہیں موجود ضرور ہوتی ہے کیونکہ اگر وہ ظاہر یا آشکار ہو جائے گی تو پھر وہ غیب نہیں بلکہ مشہود ہو جائے گی۔ ۸

اگر تفکر کیا جائے تو معلوم ہوگا کے دین پورے کا پورا ہی غیب ہے توحید، رسالت، آخرت، فرشتے، تقدیر الغرض عقائد کے اعتبار سے اگر تجزیہ کیا جائے تو تمام معاملات ہیں جو عقل انسانی میں آنے سے قاصر ہیں لہٰذا مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالی بنی نوع انسان سے مخاطب ہو کر یہ فرما رہے ہیں

کے اللہ کے نیک بندے وہی ہیں جو کے غیب پر ایمان لے آتے ہیں اور پھر اس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں کرتے ہیں لہٰذا اسلامی تعلیمات اور پیغمبر آنہ رہنمائی کا حاصل کلام یقین کی انمول دولت میں مضمر ہے جو اس دولت سے سرفراز وجاتے ہیں وہ متقین کہلاتے ہیں یعنی وہ پرہیزگار ہوئے یا پھر باالفاظ دیگر وہ متقی ہوئے۔

یقین کے حوالے سے مغیرہ بن عامر کا قول ہے! شکر نصف ایمان ہے اور صبر بھی نصف ایمان ہے لیکن یقین مکمل ایمان ہے۔

ارشادات خداوندی:

وَ اللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ۔٩ ؎۔ترجمہ۔اللہ متقین کا دوست ہے۔

اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ۔١٠ ؎۔ترجمہ۔بے شک اللہ متقین سے محبت رکھتا ہے۔

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ۔١١

ترجمہ۔بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۔١٢ ؎۔ترجمہ۔بے شک متقین کا نیک انجام ہوگا۔

اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ۔١٣

ترجمہ۔بے شک متقین امن اور سلامتی کے ساتھ جنت کے باغات میں داخل کئے جائیں گے۔

وَ كَذٰلِكَ نُرِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ۔١٤

ترجمہ۔اسی طرح ہم ابراہیم کو زمین اور آسمان کی بادشاہت دکھلانے لگے اور اسی لئے دکھانے لگے تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں ہوجائے۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ ۔١٥ ؎

ترجمہ۔(متقین) ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ۔١٦

ترجمہ۔اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیے کہ آپ کے پاس پیغام اجل آجائے۔

حَتّٰىٓ اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ۔۱۷

ترجمہ۔حتیٰ کے ہم پر یقینی چیز آ گئی۔

كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ۔۱۸

ترجمہ۔ہرگز نہیں کاش تم علم یقین کے ساتھ اپنا انجام جان لیتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان (یقین) رکھتا ہے تو اس کو چاہیئے کے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے ۱۹۔

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب نے یقین کو شرف انسانی کی دولت قرار دیتے ہوئے اسے اللہ کا اپنے بندوں پر فضل خاص بتایا ہے۔اللہ تعالی یقین کے شرف سے صرف اپنے بندگان خاص کو ہی مزین فرماتے ہیں یقین سے متعلق آپؓ کے چند اقوال درج ذیل ہیں۔

دنیا میں سب سے زیادہ طاقتور انسان وہ ہے جو خدا پر یقین رکھتا ہو۔

یقین عقلمند انسان کا لباس ہے۔

دین کا کل سرمایہ یقین کامل پر استوار ہے۔

آخرت پر یقین ہی دراصل عنوان ایمان ہے۔

زہد و تقویٰ کی اصل اساس یقین ہے جس کا ثمرہ خوش بختی ہے۔

دین میں مضبوطی اور پائیداری یقین کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اور جس کا یقین اچھا ہوگا اس کی عبادات بھی اچھی ہوں گی۔

یقین سب سے افضل ترین عبادت ہے۔

غور و فکر اور (یقین) با فضیلت عبادت ہے۔

یقین ایمان کے ستون میں سے ایک ستون ہے تاہم اس کی چار شاخیں ہیں۔
۱۔ذہانت اور حاضر دماغی۔ ۲۔حقیقت کا ادراک۔ ۳۔عبرت حاصل کرنا۔
۴۔اولین کی روش اختیار کرنا یعنی (کامیاب افراد کے راستے کو اپنانا) چنانچہ جس کا ذہن صاحب بصیرت ہوجاتا ہے اس پر حکمت واضح ہوجاتی ہے اور جس پر حکمت واضح ہوگئی وہ عبرت کی حقیقت سے واقف ہوگیا اور جو بھی عبرت سے واقف ہوگیا وہ ایسے ہی ہوگیا جیسے کسی شخص نے اولین کے ساتھ اپنی زندگی گزاری ہو۔

یقین کے ساتھ سونا شک کے عالم میں نماز پڑھنے سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔

اپنے علم و دانش کو جہالت میں تبدیل نا کرو۔

اپنے یقین کو شک اور تردد سے بچاؤ تاہم جب علم وآگہی حاصل ہوجائے تو عمل کرو اور جب یقین حاصل ہوجائے تو قدم اٹھاؤ۔

اپنے قلب کو نصیحت کے ذریعے زندہ کرو۔

اپنے دل کو زہد و تقویٰ کے ذریعے اسے مارڈالو، اپنے قلب کو یقین کے ذریعے قوت دو اور حمت کے ذریعے اسے منور کرو۔

ایک مسلمان کے لئے اس وقت تک مظلوم رہنے میں کوئی ذلت ورسوائی نہیں جب تک وہ اپنے دین میں شک اور اپنے یقین میں شبہ نا کرے۔ اپنے قلب پر وارد ہونے والے غم واندوہ کو عزیمت، صبر اور حسن یقین کے ذریعے دور کرو۔

یقین کے ذریعہ بلند ترین مقاصد اور دیرینہ خواہشات کا حصول ممکن ہے۔

میں اسلام کی ایسی تعریف بیان کروں جس کی مجھ سے قبل کسی نے نا کی ہوگی اسلام تسلیم کا نام ہے اور تسلیم یقین ہے اور یقین تصدیق ہے اور تصدیق ہی اقرار ہے اور اقرار ادائے گی ہے اور ادائے گی عمل ہے۔ یقین دین کا سرمایہ ہے۔

یقین کے ذریعے غم واندوہ کو دور کرو۔ جو اپنے یقین کو کھودیتا ہے وہ اپنی مروت کو برباد کردیتا ہے۔

اگر پردے اٹھا بھی دئے جائیں تب بھی میرے یقین میں قطعاً کوئی اضافہ نہ ہوگا۔

نعرہ لگانے کی قوت یقین کی کمی کی وجہ سے ہوتی ہے۔
یقین کے بعد اگر کسی کو شک لاحق ہو جائے تو اسے یقین کے مطابق عمل کرنا چاہئے کیونکہ یقین شک کے ذریعہ ختم نہیں ہوتا۔ معاد پر یقین عنوان ایمان ہے۔ یقین زیرک اور اہل علم کا لبادہ ہے۔
جس کو یقین کامل حاصل ہوتا ہے وہ اپنے نفس کے معاملے سب سے زیادہ غمگین رہتا ہے۔
ایمان کی بلند ترین کیفیت یقین کی حسن وخوبی ہے اور بلند ترین شرف لوگوں کو اپنی نیکیوں سے بہرہ مند کرنا ہے۔ زہد کی اصل اساس یقین کامل ہے اور اس کا ثمر خوش بختی ہے۔

دین کا ثبات یقین کی قوت سے ممکن ہے۔ بہترین کام وہ ہے جو یقین کو آشکار کرے۔

صاحب یقین کا اسلحہ بلاؤں پر صبر اور آسائش میں شکر ہے۔
تم پر تقویٰ اور یقین لازم ہے بے شک تقویٰ اور یقین انسان کو جنت الماویٰ تک پہنچا دیتے ہیں ۔ خدا پر یقین کامل رکھو تا کہ تم طاقتور ہو جاؤ۔ جہاں یقین نہ ہو وہاں شک وشبہات کا راج ہوتا ہے۔
جسے اپنی بازگشت کا یقین ہو وہ غداری نہیں کر سکتا۔
کسی شخص کے یقین پر اس کی آرزوؤں کی کمی ،عمل کے خلوص اور دنیا سے لاتعلقی کے ذریعے استدلال کیا جا سکتا ہے۔
جو روز جزا پر یقین نہیں رکھتا اس کا شک اس کے یقین کو تباہ کر دے گا۔
جس کا یقین مستحکم ہو جاتا ہے اس کی عبادات بھی مستحکم اور عمدہ ہو جاتی ہیں۔
مومن کے یقین میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔
جو یقین کی حد تک پہنچ جاتا ہے وہ اپنی جد جہد سے عمل کرتا ہے۔
طویل عبادات سے کہیں زیادہ افضل یہ ہے کے انسان کچھ لمحات کائنات میں تفکر کر لے۔
عبادت کی انتہا اطاعت ہے۔
جو بااخلاص عبادات کرتا ہے وہ کامیابی سے ہم کنار ہوتا ہے۔ ۲۰؎

اہم نکتہ:

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! انسان یقین کی بنیاد پر زندہ رہتا ہے تاہم جیسے ہی یقین متاثر ہوتا ہے تو اس کے ساتھ زندگی بھی متاثر ہوتی ہے یقین کی دنیا روشن ہونے سے انسان Illusion اور بیماریوں سے دور رہتے ہوئے اللہ سے قریب ہوجاتا ہے جس کے نتیجے میں وہ کئی بیماریوں سے محفوظ و مامون ہوجاتا ہے۔۲۱؎

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے!

لاریب ہے یہ کتاب اور اس کو ہدایت دیتی ہے جس کا یقین غیب پر ہے، جس شک کو اللہ تعالی نے ممنوع قرار دیا ہے یہ وہی شک ہے جس سے آدم کو باز رہنے کا حکم دیا گیا تھا بلا آخر شیطان نے بہکا کر یہ شک آدم کے دماغ میں ڈال دیا جس کے لئے آدم جنت سے نکالے گئے تاہم اسی مقام سے آدم میں دوسمتوں کا تعین ہوا یعنی شک اور یقین، بیان کردہ حقیقت کی روشنی میں انسان کے دماغ کا محور یقین اور شک پر ہے یہی شک اور یقین ہے جو دماغی خلیوں میں ہمہ وقت عمل کرتا رہتا ہے تاہم جس قدر شک کی زیادتی ہوگی اسی قدر خلیوں کی ٹوٹ پھوٹ واقع ہوگی، یہ بتانا بہت ضروری ہے کے وہ دماغی خلیات ہیں جن کے زیر اثر تمام اعصاب کام کرتے ہیں اور اعصاب کی تحریکات ہی انسانی زندگی ہے۔۲۲؎

۲۔تلاوت وترتیل (قرآن کریم کی تلاوت کرنا):

قرآن کریم اللہ کو کلام عظیم ہے، جس کی تلاوت کا اہتمام ہر مسلمان مرد وعورت پر لازم ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی:

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ
وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ ۲۳

ترجمہ۔جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اسے اس طرح پڑھتے ہیں جیسا کہ پڑھنے کا حق ہوتا ہے۔ وہ اس پر سچے دل سے ایمان لاتے ہیں اور جو اس کے ساتھ کفر کرتے کا رویہ اختیار کریں

وہی اصل میں نقصان اٹھانے والے ہیں۔

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ۔ ۲۴

ترجمہ۔ جو کتاب آپ پر وحی کی گئی ہے اسے پڑھیے اور نماز قائم کیجیے۔

وَ اتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ کِتَابِ رَبِّکَ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِهٖ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۲۵

ترجمہ۔ اے نبیؐ! تمہارے ربّ کی کتاب میں سے جو کچھ تم پر وحی کیا گیا ہے اسے (جُوں کا تُوں) سُنا دو، کوئی اُس کے فرمودات کو بدل دینے کا مجاز نہیں ہے، (اور اگر تم کسی کی خاطر اس میں ردّ وبدل کرو گے تو) اُس سے بچ کر بھاگنے کے لیے کوئی جائے پناہ نہ پاؤ گے۔

جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے پوچھیں، تو آپ فرمائے! میں ان سے بہت قریب ہوں، جب وہ مجھے پکارتے ہیں تو میں ان کی پکار کا جواب دیتا ہوں، انھیں بھی چاہئے کے وہ میرا جواب سن کر مجھے جواب دیں اور یقین رکھیں کے یہی ان کی رشد وہدایت کا باعث ہے۔ ۲۶؎

وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ۲۷؎ ترجمہ۔ قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

یعنی تیز تیز رواں دواں نہ پڑھو، بلکہ آہستہ آہستہ ایک ایک لفظ زبان سے ادا کرو اور ایک ایک آیت پر ٹھہرو، تا کہ ذہن پوری طرح کلام الٰہی کے مفہوم و مدعا کو سمجھے اور اس کے مضامین سے متاثر ہو۔ کہیں اللہ کی ذات وصفات کا ذکر ہے تو اس کی عظمت وہیبت دل پر طاری ہو۔ کہیں اس رحمت کا بیان ہے تو دل جذبات تشکر سے لبریز ہو جائے۔ کہیں اس کے غضب اور اس کے عذاب کا ذکر ہے تو دل پر اس کا خوف طاری ہو، کہیں کسی چیز کا حکم ہے یا کسی چیز سے منع کیا گیا ہے تو سمجھا جائے کہ کس چیز کا حکم دیا گیا ہے اور کس چیز سے منع کیا گیا ہے۔ غرض یہ قرات محض قرآن کے الفاظ کو زبان سے ادا کر دینے کے لیے نہیں بلکہ غور وفکر اور تدبر کے ساتھ ہونی چاہیے۔

وَ قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَیْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً کَذٰلِکَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَکَ وَ رَتَّلْنٰهُ تَرْتِیْلًا ۲۸

ترجمہ۔ منکرین کہتے ہیں! اِس شخص پر سارا قرآن ایک ہی وقت میں کیوں نہ اُتار دیا گیا؟ ہاں ایسا اس لیے کیا گیا ہے کے اس کو اچھی طرح ہم تمہارے ذہن نشین کرتے رہیں اور (اسی غرض کے لیے) ہم نے اس کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ الگ الگ اجزاء کی شکل دی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود قرآن کریم کی سات منازل طے کردیں اور یہ بتایا کے قرآن کریم کو سات دنوں میں مکمل کرو اور سمجھ کر اور ادب سے اس کو پڑھو۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

زَيِّنُوا القرآنَ بأصواتِكُم

ترجمہ۔ قرآن کو اپنی آواز سے مزین کرو۔ ۲۹؎

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

فمن لم يتغن به فليس منا۔

ترجمہ۔ جو قرآن کریم کو خوش الحانی سے نا پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ ۳۰؎

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ کسی چیز پر کان نہیں لگاتا جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آواز پر لگاتا ہے جب وہ خوش الحانی سے قرآن کریم کو با آواز بلند پڑھتے ہیں۔ ۳۱؎

والدین کی یہ ذمہ داری ہے کے وہ اپنے بچوں کو اچھے اساتذہ سے قرآن کریم کی تجوید اور تفسیر پڑھوائیں، نیز قرآن کریم کو حفظ کرنے کے انتظامات بھی کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود قرآن کریم کی سات منازل طے کردیں اور یہ بتایا کے قرآن کریم کو سات دنوں میں مکمل کرو اور سمجھ کر اور ادب سے اس کو پڑھو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

زَيِّنُوا القرآنَ بأصواتِكُم ۔ ترجمہ۔ قرآن کو اپنی آواز سے مزین کرو۔ ۳۲؎

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

فمن لم یتغن بہ فلیس منا۔ ترجمہ۔جو قرآن کریم کو خوش الحانی سے نا پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ ۳۳؎

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ کسی چیز پر کان نہیں لگاتا جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پر لگاتا ہے جب وہ خوش الحانی سے قرآن کریم کو باآواز بلند پڑھتے ہیں۔ ۳۴؎

حضرت عثمان بن عفانؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن مجید کو سیکھے اور سیکھائے۔ ۳۵؎

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! لوگوں میں سے کچھ افراد اللہ والے ہوتے ہیں، صحابہ کرام نے عرض کی! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون لوگ ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قرآن والے ہی اللہ والے ہیں اور وہ اللہ کے خاص بندے ہیں۔ ۳۶؎

حضرت ابوامامہؓ باہلی بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قرآن مجید پڑھا کرو کیونکہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارشی بن کر آئے گا۔ ۳۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے قرآن پڑھا، اسے سیکھا اور اس کے مطابق عمل کیا تو اسے قیامت کے دن سورج کی روشنی کی طرح نور کا تاج پہنایا جائے گا اور اس کے والدین کو دو ایسے لباس پہنائے جائیں گے جن کی قیمت پوری دنیا سے بھی نہیں دی جاسکتی اس کے والدین کہیں گے کے ہمیں یہ لباس کیوں پہنایا گیا ہے؟ تو ان سے کہا جائے گا کے اس لئے کیونکہ آپ کے بیٹے نے قرآن پر عمل کیا ہے۔ ۳۸؎

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے قرآن پڑھا اور اس کو حفظ کرلیا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا اور اس کو اس کے گھر کے ان دس افراد کے لئے شفاعت کرنے والا بنائے گا جو سب کے سب جہنم کے مستحق ہو چکے تھے۔ ۳۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ نے کوئی چیز اتنی توجہ سے نہیں سنی جتنی توجہ سے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرآن بہترین آواز کے ساتھ پڑھتے ہوئے سنا۔ ۴۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! قرآن کریم کی تلاوت خود پر لازم کرلو کیونکہ یہ تمھارے لئے زمین میں نوراور آسمانوں میں ذخیرہ ہوگی۔ ۴۱؎ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! روز قیامت قرآن تمھارے حق میں گواہی دے گا یا تمھارے خلاف گواہی دے گا۔ ۴۲؎
حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! قرآن کریم کے ماہر کا درجہ تو معزز، وفادار اور فرمانبردار فرشتوں جیسا ہے، رہا وہ شخص جو قرآن کو پڑھتے ہوئے اٹکتا ہے اور اس کو قرآن کریم کو پڑھنے میں زحمت اور مشقت اٹھانی پڑتی ہے تو اس شخص کے لئے دگنا اجر ہے۔ ۴۳؎

۳۔تذکر وتدبر (قرآنی آیات پر تفکر، تدبر، غور فکر اور ریسرچ کرنا):

قرآن کریم میں ۷۵۶ مقامات پر اللہ نے بنی نوع انسانیت کو کائنات میں تفکر، تدبر، غور وفکر اور ریسرچ کی دعوت دی ہے، اللہ نے تمام کائنات کو انسان کی خدمت کے لئے پیدا فرمایا اور اللہ نے یہ چاہا کے میرے بندے اسرار کائنات پر غور فکر کر کے اس کائنات کو تسخیر کریں۔ علماء، صوفیاء اور اہل کشف کے مطابق! دنیا میں موجود علوم کی تعداد 81000 (اکیاسی ہزار) ہیں۔ ۴۴؎
علوم کی وسعتوں کا اندازہ لگانا اس لئے بھی ناممکن ہے کیونکہ کسی بھی علم کی بے شمار شاخیں ہیں پھر ان شاخوں کی بھی بے شمار شاخیں ہیں تاہم قرآن کریم میں اللہ تعالی نے تمام کائناتی علوم بیان فرمادئے ہیں۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔ ۴۵

ترجمہ۔ ہم نشانیاں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں اُن لوگوں کے لیے جو سوچنے سمجھنے والے ہیں۔

وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ۔ ۴۶

ترجمہ۔ اب یہ ذِکر تم پر نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کے سامنے اُس تعلیم کی تشریح وتوضیح کرتے جاؤ جو اُن کے لیے اُتاری گئی ہے اور تاکہ لوگ (خود بھی) غور وفکر کریں۔

اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۔ ۴۷

ترجمہ۔ہم نے اسے عربی زبان کا قرآن بنایا ہے تا کہ تم لوگ اسے سمجھو۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۔۴۸

ترجمہ۔ہم نے اِس قرآن کو نصیحت کے لیے آسان ذریعہ بنا دیا ہے، اب ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا؟

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۔۴۹

ترجمہ۔یہ ایک بڑی برکت والی کتاب ہے جو (اے محمدؐ) ہم نے تمہاری طرف نازل کی ہے تا کہ یہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور عقل و فکر رکھنے والے اس سے سبق لیں۔

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۔۵۰ے ترجمہ۔کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے؟

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ۔۵۱

ترجمہ۔کیا ان لوگوں نے قرآن پر غور نہیں کیا، یا ان کے دلوں پر قفل چڑھے ہوئے ہیں؟

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ ۔۵۲

ترجمہ۔آبادی کے ہر حصہ میں سے کچھ لوگ نکل کر آتے اور دین کی سمجھ پیدا کرتے اور واپس جا کر اپنے علاقے کے باشندوں کو خبردار کرتے۔ہم نے ان کو قرآن پہنچایا اور علم کی ہر تفصیل بھی اس میں موجود ہے یہ اہل ایمان کے حق میں ہدایت اور رحمت ہے۔ ۵۳ے

وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۔۵۴ے ترجمہ۔قسم ہے قلم کی اور اہل قلم کی۔

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۔۵۵

ترجمہ۔یہ قرآن عظیم ہے جو لوح محفوظ پر لکھا ہوا ہے۔

يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۔۵۶

ترجمہ۔وہ جس کو چاہتا ہے علم و حکمت عطا کرتا ہے، اور جس کو حکمت ملی اس کو بڑی نعمت ملی۔

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ۔۵۷

ترجمہ۔اللہ سے تو اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَ مَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ۔۵۸

ترجمہ۔ہم یہ مثالیں لوگوں کے لئے بیان کر رہے ہیں جس کو اہل علم ہی سمجھتے ہیں۔

اگرچہ انسانوں کی رسائی کچھ علوم تک تو ہوئی ہے لیکن بے شمار علوم اب بھی نا معلوم ہیں۔علم سے مراد ترسیل معلومات ہرگز نہیں بلکہ علم سے مراد وہ عقل و شعور ہے جو عبد کو اس کے معبود کی جانب متوجہ کر دے۔اہل علم حضرات کے مطابق! بحر انوار القاء سے ۱۱۸ نہریں نکلتی ہیں یہ سب کی سب علوم کی نہریں ہیں ان میں سے چار نہروں کا تعلق عالم الغیب الشہود سے ہے ان چاروں نہروں کا براہ راست تعلق اللہ تعالی سے ہے جبکہ بقیہ ۱۱۴ نہریں دیگر علوم سے متعلق ہیں جیسا کے ہم سب یہ جانتے ہیں کے حروف مقطعات کی تعداد ۱۴ ہے جن سے ۲۹ سورتوں کا آغاز ہوا تاہم حضرت آدم علیہ السلام کو جو علوم اسماء سیکھائے گئے ان علوم کا تعلق ان ہی حروف مقطعات سے ہے۔۵۹؎

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔۶۰

ترجمہ۔(اللہ) حاضر اور غائب ہر چیز کا جاننے والا ہے، وہ زبردست اور دانا ہے۔

وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۔۶۱؎۔ترجمہ۔وہ ہر شے کو جانتا ہے۔

وَ هُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُ ۔۶۲؎۔ترجمہ۔بے شک وہ ہر مخلوق کو جانتا ہے۔

وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۔۶۳؎۔ترجمہ۔اللہ کا علم ہر شے پر محیط ہے۔

وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۔۶۴؎۔ترجمہ۔(اللہ) علم کے لحاظ سے ہر شے پر حاوی ہے۔

وَ كُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ۔۶۵؎۔ترجمہ۔ہم ہر شے کو جانتے ہیں۔

وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔۶۶؎۔ترجمہ۔جان لو کے اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔

۴۔حکم واقامت،اطاعت گزاری (اللہ کے احکامات پر عمل کرنا):

الطاعۃ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ط۔و۔ع) سے مشتق ہے۔

طاع۔سے مراد کسی چیز کا وسیع ہو جانا۔۶۷؎

طاع لہ المرتع۔ سے مراد اس کے لئے چراگاہ وسیع ہوگئی۔

ان مفاہیم کے پیش نظر اطاعت کا بنیادی مفہوم سامنے آجاتا ہے۔

طوعاً۔ سے مراد دل کی خوشی، پسندیدگی اور کشادہ دلی سے کسی کام کو انجام دینا۔

طوعا۔ کا متضاد لفظ کرھاً ہے جس کے معانی ناگواری اور دل کے جبر کے ساتھ کسی کام کی انجام دہی

اطاع۔ سے مراد کسی حکم کو نہایت ادب، محبت اور خلوص کے ساتھ انجام دینا۔

استطاع۔ سے مراد کسی بھی کام کو کرنے کی قوت، صلاحیت اور اسباب وذرائع کا ہونا۔

تطوع خیراً۔ سے مراد تھوڑی سی تکلیف اٹھا کر عمل خیر انجام دینا۔۶۸ے

ارشادات خداوندی:

وَمَنۡ لَّمۡ یَحۡکُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡكٰفِرُوۡنَ۔۶۹

ترجمہ۔ جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں۔

وَمَنۡ تَطَوَّعَ خَيۡرًا۔۷۰

ترجمہ۔ بے شک جس نے خوشی سے کوئی (نفلی) نیکی کی، تو بے شک اللہ جزا دینے والا اور خوب جاننے والا ہے۔

وَمَنۡ تَطَوَّعَ خَيۡرًا۔۷۱

ترجمہ۔ بے شک جس نے خوشی سے کوئی (نفلی) نیکی کی تو بیشک اللہ جزا دینے والا اور خوب جاننے والا ہے۔

۱۔امام رازی۔ (امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی (متوفی ۶۰۶ھ)۔ تفسیر کبیر۔ ۔ج۔۲۔ص۔۴۵۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۳۹۸ھ)۔۲۔علامہ قرطبی (علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی۔۶۶۸ھ)۔الجامع الاحکام القرآن ج۔۲۔ص۔۱۸۱۔

مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران۔۱۳۸۷ھ۔)۔۳۔علامہ ابوالحیان اندلسی (علامہ ابوالحیان محمد بن یوسف غرناطی(متوفی ۷۵۴ھ)۔البحر المحیط ۔ج۔۲۔ص۔۶۷۔مطبوعہ دار الفکر' بیروت۔۱۴۱۲ھ۔)۔۴۔علامہ ماوردی (علامہ ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی البصری

(متوفی ۴۵۰ھ) النکت والتیون۔ج۔ا۔ص۔۲۱۳۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔بیروت) وغیرہ نے کہا! اس نیکی سے مراد نفلی نیکی ہے کیونکہ قرآن اور حدیث کے اطلاقات میں تطوع کا نفل پر اطلاق ہوتا ہے اور اس سے مراد یہ ہے کے جس نے فرض کی ادائیگی کے بعد نفلی طور پر حج یا عمرہ کیا جبکہ علامہ آلوسی نے لکھا ہے کے اس سے مراد عام نیکی ہے خواہ فرض ہو یا نفل۔ ۷۲؎

فَاِنَّ اللّٰہَ شَاکِرٌ عَلِیۡمٌ ۔ ۷۳؎۔ترجمہ۔اللہ شاکر علیم ہے۔

اللہ تعالیٰ لوگوں کے قصد اور نیت کو جانتا ہے اور ان کی نیکیوں کی جزا دیتا ہے یا اللہ تعالیٰ قلیل نیکی کی بھی جزاء دیتا ہے اور اس کو ثواب کا علم ہے۔

وَ مَنۡ تَطَوَّعَ خَیۡرًا ۔ ۷۴؎

ترجمہ۔پھر جو خوشی سے فدیہ کی مقدار بڑھا کر زیادہ نیکی کرے تو یہ اس کے لیے زیادہ بہتر ہے۔

یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ۔ ۷۵؎

ترجمہ۔وہ اللہ کے سوا ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو ان کے لیے آسمانوں اور زمینوں میں سے کسی بھی رزق کے مالک نہیں ہیں اور (یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ) نہ کسی چیز کی طاقت رکھتے ہیں۔

مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیۡنٍ ۔۷۶

ترجمہ۔جس کی آسمانوں میں اطاعت کی جاتی ہے وہاں امانت دار ہے۔

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور اطاعت:

وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِیۡمًا ۔۷۷

ترجمہ۔جس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی تو گویا اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی۔

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور اطاعت ایمان کا لازمی جز ہے کیونکہ اللہ نے اپنی کل مخلوقات کو نہایت محبت سے پیدا فرمایا لہٰذا مخلوقات کا بھی فرض ہے کے وہ بھی اللہ سے اپنی محبت کا اظہار کریں اور بالخصوص انسان کیونکہ انسان اس کائنات میں اشرف المخلوق کے درجے پر فائز ہے جس نے اللہ کی اطاعت کی دراصل اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی اور جس نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی دراصل اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۔۷۸

ترجمہ۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تمہیں دیں اسے لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔۷۹

ترجمہ۔تم اپنے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلانے کو ایسا مت سمجھو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو، بے شک اللہ ان کو جانتا ہے جو تم میں سے آڑ میں ہو کر کھسک جاتے ہیں، سو جو لوگ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں، وہ اس بات سے ڈریں کہ ان پر کوئی مصیبت آ پڑے یا انہیں کوئی دردناک عذاب پہنچ جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

۱۔ من اطاعني فقد اطاع الله، و من يعصني فقد عصى الله، و من يطع الامير فقد اطاعني، و من يعص الامير فقد عصاني"۔ یعنی۔جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی ،اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے متعین کیے ہوئے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کی خواہش نفس اس (ہدایت) کے تابع نا ہو جائے جو میں لایا ہوں۔۸۰

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص قرآن کی حرام کردہ چیزوں کو حلال ٹھہرائے گا وہ قرآن پر ایمان نہیں رکھتا۔۸۱

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! اللہ نے عقلمندوں پر اپنی اطاعت کو سرمایہ اور غنیمت قرار دیا ہے۔قیامت کے دن سب سے زیادہ حسرت اور افسوس اس شخص کو ہوگا جس نے اللہ کی اطاعت سے گریز کیا۔تمام امور میں معرفت خداوندی سب سے زیادہ سرفہرست ہےجس کا ستون اطاعت الٰہی ہے۔جس انسان کا دل اللہ کے لئے متواضع ہوگیا اس انسان کا جسم اللہ کی اطاعت میں سستی نہیں کرے گا۔اطاعت الٰہی انسانوں کے لئے باعث عزت ہے۔

جس نے اللہ کی اطاعت کی وہ امن وامان میں رہے گا۔

اطاعت الٰہی اور نیکی دونوں ہی فائدہ بخش تجارتیں ہیں۔

مومن اطاعت الٰہی کی شدید خواہش رکھتا ہےاور حرام چیزوں سے اپنے آپ کو بچا کر رکھتا ہے

اطاعت مالک کے غصے کو ٹھنڈا اردیتی ہے۔

اطاعت میں نجات جبکہ نافرمانی ہلاکت ہے۔

اگر تم عزت کے طلب گار ہوتو پھر عزت کو اطاعت کے ذریعے طلب کرو۔

اللہ کو سب سے زیادہ محبوب بندہ وہ ہے جو اللہ کی اطاعت کرتا ہے۔

وہ انسان اللہ کی رحمت کا زیادہ حق دار ہے جو اللہ کی اطاعت سب سے زیادہ مستحکم طریقے سے انجام دیتا ہے۔

اپنے نفس کی جب تک عزت کرتے رہو جب تک وہ اطاعت الٰہی میں تمھاری مدد کرے۔

اطاعت کے ذریعے کامیابی ملتی ہے۔اطاعت کا ثمر جنت ہے۔

خوش بخت ہیں وہ آنکھیں جو اطاعت خداوندی میں راتوں کو جاگتی ہیں۔

اطاعت خداوندی بلند ترین ستون اور نہایت مضبوط ترین معاون و مددگار ہے۔

اطاعت الٰہی کے فضائل بلا آخر انسان کو بلند درجات تک پہنچا کر ہی دم لیتے ہیں۔

جس انسان کی اطاعت گزاری بڑھ جاتی ہے اس انسان کی کرامات میں بھی اضافہ ہوجاتا ہے۔

اللہ کے اطاعت گزار انسان کو دشمن بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے۔۸۲؎

حکم صرف اللہ ہی کا ہے، جو عالی مرتبہ اور بڑائی والا ہے۔ ۸۳؎

اَلْحُکْمُ ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ح۔ک۔م) سے مشتق ہے۔

اَلْحُکْمُ ۔کے معنی اس کائنات میں اللہ کی مکمل حاکمیت اور بادشاہت کا قیام۔ ۸۴؎

قرآن کریم میں اسم اَلْحُکْمُ (ا) مرتبہ آیا ہے۔

عربی زبان میں اَلْحُکْمَۃُ سے مراد گھوڑے کی لگام یعنی منہ زور گھوڑے کو اس کی لگام سے ذریعے سے قابو کرنا۔

اَلْحَاکِمُ ۔کے معنی فیصلہ کرنے والا یا جس کا حکم چلتا ہو اور لوگ اس کے حکم کے تابع ہوں اور اس کی تابعداری کی جائے۔ ۸۵؎

اَلْحُکْمُ ۔کے معنی ایسا شخص جو فیصلہ کرنے میں بالکل بااختیار ہو یعنی جس کے پاس قانون کے نفاذ کے کل اختیارات موجود ہوں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ یُّرِیْدَاۤ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا ۔۸۶

ترجمہ۔اگر تم لوگوں کو کہیں میاں بیوی کے تعلقات بگڑ جانے کا اندیشہ ہو تو ایک حکم مرد کے رشتے داروں میں سے اور ایک عورت کے رشتے داروں میں سے مقرر کرو وہ دونوں اصلاح کرنا چاہیں گے تو اللہ ان کے درمیان موافقت کی صورت نکال دے گا۔

اَفَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِیْ حَكَمًا وَّ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ اِلَیْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ وَ الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ۔۸۷

ترجمہ۔تو کیا اللہ کے سوا کسی دوسرے فیصلہ کرنے والوں کو تلاش کروں حالانکہ اس نے تمہاری طرف مفصل کتاب نازل فرمائی ہے، اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ جانتے ہیں کے بلاشبہ

آپ کے رب کی طرف سے اتاری ہوئی ہے۔سو آپ شک کرنے والوں میں سے نہ ہو جائیں۔

وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۔۸۸

ترجمہ۔آپ کے رب کے کلمات سچائی اور عدل کے اعتبار سے پورے ہو گئے اس کے کلمات کو کوئی بدلنے والا نہیں،اور وہ سننے جاننے والا ہے۔

الْحُكْمَةُ ۔ کے معنی فیصلے میں عدل وانصاف کو ملحوظ رکھنا۔یعنی فریقین اور معاملے کی حدود و قیود کا تعین کرتے ہوئے عدل وانصاف پر مبنی فیصلہ کرنا۔اسی اعتبار سے حکیم اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو حکمت اور دانش کے ساتھ ہر چیز کو بالکل درست انداز سے اس کے اصل مقام پر تناسب اور توازن کے ساتھ رکھ دے یا قائم کر دے یعنی نہایت بہترین انداز سے معاملات کو سرانجام دینا۔ ابن فارس نے کہا کہ حکمت کو حکمت اس لئے کہا جاتا ہے تاکہ وہ جہالت اور نادانی کی باتوں کو روکے۔۸۹

الْحُكْمُ ۔ کے ایک معنی کسی چیز کا کسی مقام پر جم جانا،رک جانا اور مستحکم ہو جانا ہے۔اسی وجہ سے قرآن کریم کو قرآن حکیم بھی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ ہر شے کا ایک مقام متعین کر کے اس کو اس کی قائم کردہ حدود میں روکے رکھتی ہے اور اس کو آگے بڑھنے نہیں دیتی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِیْمٍ عَلِیْمٍ ۔۹۰

ترجمہ۔بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکمت والے علم والے کی طرف سے قرآن دیا جا رہا ہے۔

تمام اختلافی امور میں درست فیصلے کو بھی حکیم کہا جاتا ہے اسی اعتبار سے اللہ ایک اسم الحکیم ہے کیونکہ وہ کائنات کو درست اور ٹھیک راستے پر چلاتا ہے اللہ تعالی نے ہر شے کو درست تناسب اور توازن کے ساتھ نا صرف پیدا کیا بلکہ اپنے قوانین کی لگام بھی ڈالی اللہ کی آیات محکم ہیں یعنی اپنی جگہ پر صاف،واضح اور اٹل۔

ابن حصار فرماتے ہیں! الحکم،اللہ رب العزت کی ایک صفت ہے جو تمام اعلیٰ صفات اور اسمائے

الحسنیٰ کے معانی کے لئے جامع ہے۔

اَلْحُکْمُ ۔کے معانی فیصلہ کرنے والا تاہم کل کائنات میں صرف اور صرف اسی عظیم ہستی کا حکم چلتا ہے۔۹۱؎

اسم اَلْحُکْمُ کا نظام کائنات میں کردار:

کل نظام کائنات میں ہر جگہ اللہ کا حکم اترتا ہے چاہے وہ سات زمینیں ہوں یا سات آسمان اور ان میں رہنے والی تمام مخلوقات اللہ کے احکامات کی پابند ہیں یہ کائنات اتنی وسیع ہے کے اس کی وسعت کا اندازہ عقل انسانی کے لئے ناممکن ہے۔

ارشادات خداوندی:

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ۔ ۹۲؎۔ترجمہ۔اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں۔

اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ۔ ۹۳

ترجمہ۔حکم (اللہ) کا ہے اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا ۔ ۹۴

ترجمہ۔(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں رکھتا۔

لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۔ ۹۵

ترجمہ۔اس کا حکم ہے اور تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔

فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ۔ ۹۶

ترجمہ۔حکم صرف اللہ ہی کا ہے، جو عالی مرتبہ اور بڑائی والا ہے۔

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۔ ۹۷

ترجمہ۔(فرشتے) بغیر پروردگار کے حکم کے نہیں اترتے۔

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۭ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۔ ۹۸

ترجمہ۔بے شک پیدا کرنا اور حکم کرنا اسی کے لئے مخصوص ہے، جو عالمین کا رب ہے۔۹۸؎

فِیۡ بِضۡعِ سِنِیۡنَ لِلّٰہِ الۡاَمۡرُ مِنۡ قَبۡلُ وَ مِنۡۢ بَعۡدُ۔۹۹؎۔ترجمہ۔اللہ ہی کے لیے اختیار ہے پہلے بھی اور بعد میں بھی۔

اِنَّ اللّٰہَ یَحۡکُمُ مَا یُرِیۡدُ۔۱۰۰؎۔ترجمہ۔بے شک اللہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔

وَ ھُوَ خَیۡرُ الۡحٰکِمِیۡنَ۔۱۰۱؎۔ترجمہ۔وہ سب سے بہتر حاکم ہے۔

اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِاَحۡکَمِ الۡحٰکِمِیۡنَ ۔۱۰۲؎۔ترجمہ۔کیا اللہ سب حاکموں پر حاکم نہیں؟

کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ تَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ لَوۡ اٰمَنَ اَہۡلُ الۡکِتٰبِ لَکَانَ خَیۡرًا لَّہُمۡ مِنۡہُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ۔۱۰۳

ترجمہ۔تم تمام امتوں میں سب سے بہتر امت ہو جو لوگوں کی اصلاح اور ہدایت کے لئے ظہور میں آئی ہے تم معروف کا حکم دینے اور منکر سے روکنے والے اور اللہ پر سچا ایمان رکھنے والے ہو۔

وَ لۡتَکُنۡ مِّنۡکُمۡ اُمَّۃٌ یَّدۡعُوۡنَ اِلَی الۡخَیۡرِ وَ یَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ یَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ۔۱۰۴

ترجمہ۔اور چاہئے کے تم میں ایک جماعت ایسی ہو جو بلاتی رہے نیک کام کی طرف اور حکم کرتی رہے اچھے کاموں کا اور منع کرے برائی سے اور جو لوگ ایسا کریں گے وہی فلاح پانے والے ہیں

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

میں گواہی دیتا ہوں کے اللہ ایسا حکم ہے جو حق و باطل کو الگ الگ کرتا ہے۔۱۰۵؎

۵۔تبلیغ و تبین (قرآنی تعلیمات کو لوگوں تک پہنچانا):

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک سیدی داع (د۔ع۔و) سے مشتق ہے۔۱۰۶؎

دعا۔ کے معنی کسی کو پکارنا یا بلانا۔

الداعیہ۔ جنگ میں گھوڑوں کی چیخ و پکار کو کہتے ہیں۔

ادع۔ کسی بلانے یا پکارنے والے کو نہیں کہتے ہیں بلکہ اس سے مراد کسی کو کسی کی طرف لے

جانا۔ ۱۰۷؎

ادعاء۔(تدعون)۔ کسی کی تمنا کرنا یا کسی کو پکار پکار ر بلانا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

الَّذِیۡ کُنۡتُمۡ بِہٖ تَدَّعُوۡنَ۔ ۱۰۸؎ ۔ترجمہ۔ یہی وہ ہے، جس کو تم بار بار طلب کرتے تھے۔

انقلاب:

انقلاب کے ایام صدیوں کے ظلم و جبر و استبداد کے نتیجے میں حاصل ہونے والے آزادی واختیار کے وہ قیمتی اور انمول لمحات ہوتے ہیں جو کسی بھی مظلوم قوم یا انسانوں کی اس طرز زندگی پر محیط ہوتے ہیں جو انھوں نے طویل اور نا ختم ہونے والے دور غلامی کے بدلے میں اپنی مال و متاع، عزت و آبرو، گھر بار، اہل و عیال حتیٰ کے اپنی قیمتی جانوں کے بدلے حاصل کئے ہوتے ہیں اگرچہ اقوام میں شعور حقوق ایک دن میں بیدار نہیں ہوتا بسا اوقات ان کی بیداری صدیوں پر محیط ہوتی ہے لہٰذا اقوام جب اپنی کسمپرسی، بدحالی اور راستے میں حائل روکاٹوں کا ادراک وآگہی حاصل کر لیتی ہیں تو پھر انھی میں سے کوئی یا کچھ افراد اٹھتے ہیں اور عوام میں شعور بیدار کرنے کی کوشش کرتے ہیں یہی نہیں بلکہ ترقی کی راہ میں حائل روکاوٹوں کو ہٹاتے ہوئے نامساعد حالات کے سامنے سینہ سپر ہوجاتے ہیں تا کہ امکانات کے دائرے کو وسعت دی جا سکے کیونکہ قوم کی بدحالی اس نہج تک جا پہنچتی ہے کے وہ اپنے اوپر ڈھائے جانے والے اس ظلم و جبر کے بھی عادی ہوجاتے ہیں۔ کارل مارکس نے اسی تناظر میں یہ کہا کے انقلاب فقط اس وجہ سے ضروری نہیں کہ حکمران طبقے کو انقلاب کے علاوہ کسی اور طریقے سے اقتدار سے بے دخل نہیں کیا جا سکتا ہے بلکہ انقلاب اس وجہ سے بھی ضروری ہے کے انقلاب ہماری ذات کی تطہیر کرتا ہے جس کے سبب اطاعت و بندگی، تذبذب و تشکیک کے داغ دھل جاتے ہیں جبکہ انسان اس آگ سے کندن بن کر نکلتا ہے اسی لئے انقلاب کو انسان کی سماجی، معاشرتی، معاشی، اقتصادی، مذہبی اور تمدنی زندگی کا نقطہ عروج کہا جاتا ہے لیکن ان کا ظہور اچانک یا اتفاقاً نہیں ہوتا بلکہ اس کی نوعیت ایک تحریک یا Process کی ہوتی ہے پھر یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کے دوران انقلاب ہمارے ذاتی تجربات و مشاہدات وسیع تر سماجی تجربات میں تبدیل و منسلک ہوجاتے ہیں کیونکہ انسان واقعات کا

موضوع نہیں ہے بلکہ واقعات اس کا موضوع ہیں اسی اعتبار سے وہ تاریخ سازی کرتے ہوئے تاریخ ساز جیسے عظیم منصب پر فائز ہوجاتا ہے کیونکہ تاریخ ہی دراصل ملت کا حافظہ ہے بقول شاعر!

جس قوم کو تاریخ سے نسبت نہیں رہتی
اس ملک کا جغرافیہ باقی نہیں رہتا

لہٰذا جرمن مفکر ہرڈر نے کیا خوب کہا! تاریخ نام ہے نوع انسان کی تربیت کا تاریخ کے مطالعے سے یہ معلوم ہوا کے فرانس اور روس میں بھی انقلابات آئے جو اس قوم کے کسی ایک گوشے کو تبدیل کرنے میں کامیاب ہوئے مثلاً انقلاب فرانس سے فرانسیسی قوم کی سیاسی اور حکومتی سطح پر تبدلیاں واقع ہوئیں دوسری جانب انقلاب روس سے وہاں کا معاشی نظام اور ڈھانچے میں بہتری پیدا ہوئی اگرچہ بالشویک انقلاب کو اس کی وسعت کے اعتبار سے دنیا کے بڑے انقلاب میں شمار کیا جاتا ہے لیکن یہ نام نہاد انقلاب بھی محض جزوی انقلاب ہی تھا کیونکہ اس انقلاب کے نتیجے میں نظریات میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی بلکہ پہلے سے موجود مادہ پرستی یعنی Materialism نے ترقی کر کے جدلی مادیت یعنی Dialectical Materialism کی شکل اختیار کر لی۔

ماہرین کے مطابق! مادی ترقی میں ایک قدم اور آگے بڑھ جانا کوئی انقلاب نہیں انقلاب تو جب ہے جب مادی ترقی کے ساتھ ساتھ افراد اور معاشرہ روحانی ترقی کے مراحل بھی بتدریج طے کرے دوسری جانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں آنے والا انقلاب عظیم نے زندگی کے تمام چھوٹے بڑے گوشوں کا نا صرف متاثر کیا بلکہ ان کی اصلاح بھی کی جس میں شامل عقائد و نظریات، اخلاق وعادات، عبادات اور فلسفہ زندگی شامل ہے یہی نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے انقلاب نے فرد کی انفرادی زندگی اور اقوام کی ہیت اجتماعیہ بھی بدل کر رکھ دی پھر ان ہی ناخواندہ بادہ نشینوں نے دنیا پر اپنی حکومت کا سکہ قائم کر دیا دوسری جانب یہی غیر منظم اور غیر مہذب قوم ایسی مہذب اور متمدن ہوئی کے دنیا میں ایک منفرد مثال قائم کر دی یہی نہیں بلکہ علوم وفنون اور ایجادات واختراعات میں نوع انسانی کی معلم بھی بن گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں آنے والا

انقلاب ایک انقلاب عظیم تھا جس نے کل انسانیت کے عقائد ونظریات ،علوم وفنون ، قاعدے قوانین ،تہذیب وتمدن ،معاشرت ،معیشت ،سیاست ،حکومت ، ریاست الغرض بنی نوع انسانیت کے کل گوشہ حیات کے تمام دیدہ ونادیدہ معاملات پر نا صرف شدت سے اثر انداز ہوا بلکہ انھیں یکسر بدل کر رکھ دیا تاہم رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں آنے والا انقلاب ایک انقلاب عظیم تھا جس نے کل انسانیت کے عقائد ونظریات ،علوم وفنون ، قاعدے قوانین ،تہذیب وتمدن ،معاشرت ، معیشت ، سیاست ،حکومت ، ریاست الغرض بنی نوع انسانیت کے کل گوشہ حیات کے تمام دیدہ ونادیدہ معاملات پر نا صرف شدت سے اثر انداز ہوا بلکہ انھیں یکسر بدل کر رکھ دیا تاریخ انسانی اس جیسے انقلاب کی دور دور تک کوئی نظیر موجود نہیں کیونکہ آپ ﷺ نے تن تنہا دعوت دین کا آغاز فرماتے ہوئے تنظیمی مراحل کو منظم کرتے ہوئے تمام تر انقلابی جدوجہد کی کشمکش ، تصادم ،ہجرت و جہاد وقتال کے مراحل کو کامیابی سے سر کرتے ہوئے محیر العقول کارمعجزات اور عظیم الشان کارناموں کا ظہور صرف اور صرف ۲۳ برس کے مختصر عرصہ میں رونما ہوا جبکہ یہ ۲۳ برس سن عیسوی کے اعتبار سے ہیں قمری سال کے اعتبار سے نبوت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے محض ۲۲ برس دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کا فریضہ انجام دیا۔اللہ تعالی نے دین اسلام کی ترویج واشاعت کی بھاری ذمہ داری آپ ﷺ کے کاندھوں پر ڈالی اگرچہ یہ نہایت مشکل اور کٹھن جہد مسلسل تھی جس کو بروئے کار لانا نہایت مشکل اور تکلیف دہ عمل تھا لیکن رسول اللہ ﷺ نہایت استقامت سے مسلسل اس کار عظیم کے ساتھ جڑے رہے اور اللہ کی طرف سے کامیابی آپ ﷺ کا مقدر بنی ڈاکٹر مائیکل ہارٹ نے اپنی کتاب The Hundred میں معلوم تاریخ انسانی کے سو بڑے ایسے انسان کے جنھوں نے دنیا کی تاریخ میں بڑے کارہائے نمایاں انجام دئے۔

اس کتاب میں نامور انسانوں کی درجہ بندی میں مصنف نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر سرفہرست کیا اگرچہ مصنف بذات خود باکمال شخصیت کے حامل نہیں لیکن ان کی قوت ادراک اور مطالعہ ومشاہدے کی فراست نے ان کی درست سمت میں رہنمائی کی اور وہ کائنات کی اس حقیقت کو جان گئے کے رسول اللہ ﷺ ہی وہ واحد عظیم مدبر ہیں کے جن کی شخصیت کے بے شمار زاویوں نے تاریخ انسانی پر اپنے نہایت گہرے اور مثبت اثرات مرتب کئے ہیں مصنف نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سر فہرست رکھنے کی یہ دلیل پیش کی کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زندگی کے دو دائروں یعنی۔ا۔مذہبی دائرہ۔۲۔اور سیکولر دائرہ۔دونوں میں مساوی طور پر کامیاب ہیں دنیا میں آنے والے انقلابات میں انقلاب کی فکر دینے والے اور ہوتے ہیں جبکہ انقلاب کو بپا کرنے والے اور ہوتے ہیں دوسری جانب بالعموم انسانوں میں جامعیت بھی ناپید ہوتی ہے چنانچہ اگر کسی انسان میں تفکر اور تدبر کی صلاحیتیں موجود ہیں لیکن عین ممکن ہے کے اس میں قوت عمل کی کمی ہو لہٰذا عام طور پر انقلاب کا فکری رہنما اور عملی رہنما الگ الگ ہو سکتے ہیں مثلاً انقلاب فرانس کا فکری رہنما والٹر روسو اور دوسرے مفکرین تھے لیکن ان مفکرین کا عملی رہنمائی میں کوئی عمل دخل نا تھا اسی طرح سے بالشویک انقلاب کا مفکر کارل مارکس تھا لیکن وہ اپنی بھرپور فکر کے باوجود ایک معمولی سے قصبے اور دیہات میں بھی کوئی تبدیلی نا لا سکا جبکہ روس میں انقلاب کارل مارکس کی موت کے کئی سال کے بعد لینن جیسے فعال شخص کے ہاتھوں بپا ہوا۔اس پس منظر میں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کا مطالعہ کیا جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بذات خود فرد واحد کے فکری اور عملی دونوں ہی میدان میں سرگرم اور فعال رہے اور نہایت استقامت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مشن کے ساتھ منسلک رہے یہاں تک کے ہر طرح کی مشکلات اور کھٹنائیوں کا بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت صبر اور استقلال سے مقابلہ کرتے رہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نا تو گوشہ نشین ہوئے نا ہی مشکلات سے تنگ آ کر اہل خانہ کو چھوڑ کر جنگل اور بیابان کا رخ کیا بلکہ نہایت صبر و حوصلے کے ساتھ ڈٹ کر دشمن کا نا صرف مقابلہ کیا بلکہ نہایت تندہی سے دین اسلام کی ترویج و اشاعت میں بھی اپنا نہایت مثبت کردار ادا فرمایا۔ارشادات خداوندی!

وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ۔۱۰۹

ترجمہ۔(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لوگوں کو اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والے ہیں۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ۔۱۱۰

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلایئے اور احسن طریقہ کے ساتھ ان پر حجت قائم کیجئے بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا رب ان کو بہت جاننے والا ہے جو اس کے راستے سے بھٹک گئے اور ہدایت پانے والوں کو بھی وہ خوب جانتا ہے۔۱۱۰؎

إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ
وَلَا تَكُن لِّلْخَائِنِينَ خَصِيمًا۔۱۱۱

ترجمہ۔بے شک ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ کتاب اتاری تاکہ آپ لوگوں کے درمیان فیصلہ دیں جو اللہ نے آپ کو سمجھایا، اور نہ ہوجایئے خیانت کرنے والوں کے طرف دار۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا
يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔۱۱۲

ترجمہ۔اے نبی! تمھارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں بن سکتے ہیں جب تک کے یہ اپنے باہمی اختلافات میں تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر یہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی بھی نہ محسوس کریں بلکہ سر بسر تسلیم کرلیں۔

اسلام کی تبلیغ و اشاعت:

بعثت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایک جانب تو وحی کی آمد کا سلسلہ جاری تھا لیکن دوسری جانب اسلام کی تبلیغ و اشاعت بھی مسلسل چھپ کر جاری تھی۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا۔۱۱۳

ترجمہ۔بے شک ہم آپ پر پر عنقریب ایک بھاری کلام ڈالنے والے ہیں۔

اس سے کے معانی یہ ہیں کے رسالت کی کئی ذمہ داریوں میں شامل انذار اور تبلیغ بھی ہیں اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بے مثل اخلاق و کردار تو لوگوں کے سامنے تھا دوسری جانب خود قرآن نے یہ اعلان کیا کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اخلاق (انسانیت) کے بلند ترین درجے پر فائز ہیں لیکن قابل غور امر ہے کے لوگ ہر کسی کی بات پر توجہ نہیں کریں گے بلکہ اپنے درمیان موجود صادق اور امین کی باتوں پر اعتماد اور اعتبار کریں گے، چنانچہ تبلیغ دین ایک نہایت کٹھن ذمہ داری ہے جس کے لئے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایات دی جارہی ہیں پھر اگلا حکم سورہ مدثر میں آیا ہے قُمْ فَاَنْذِرْ۔ ۱۱۴؎۔ ترجمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھیے اور لوگوں کو خبردار کیجئے۔

تمام انبیاء اور رسل کی دعوت تبلیغ کے حوالے سے جو مسلسل قرآنی اصطلاح استعمال کی گئی ہے وہ انذار کی اصطلاح ہے لہٰذا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی قرآن کریم میں بار بار یہی حکم دیا گیا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ۔ ۱۱۵

ترجمہ۔ اور اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈرایئے، اور ان لوگوں کے ساتھ تواضع کے ساتھ پیش آیئے جو اہل ایمان آپ کا اتباع کرنے والے ہیں، اگر یہ لوگ آپ کی نافرمانی کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیجیے کہ بلاشبہ میں تمہارے اعمال سے بری ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے حکم کے مطابق سن ۴ نبوی میں اپنے قریبی رشتہ داروں کی ایک دعوت کی جس کو دعوت ذوالعشیرہ کہتے ہیں طعام سے فراغت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رشتہ داروں کو اللہ کا پیغام پہنچایا جس کو سن کر وہاں پر موجود لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تضحیک و تذلیل کی ان میں پیش پیش ابولہب تھا ابولہب نے کہا کے 'تبا لک' (یعنی: تم پر تباہی ہو) تو اس کے جواب میں اللہ تعالی نے سورہ لہب کو نازل فرمایا! ارشاد خداوندی ہے!

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَ مَا كَسَبَ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ وَّ امْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ۔

ترجمہ۔ ابولہب کے ہاتھ ٹوٹیں اور وہ ہلاک ہوجائے، نہ اس کے مال نے اسے فائدہ دیا اور نہ اس کی کمائی نے، وہ عنقریب شعلہ مارتی ہوئی بڑی آگ میں داخل ہوگا، اور اس کی بیوی بھی بری عورت جو لکڑیاں لادنے والی ہے۔ ۱۱۶؎

لیکن اس وقت بھی حضرت علیؓ جو کم سن تھے وہ بار بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی مدد کا یقین دلا رہے تھے ابتداء میں کفار عرب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت نہیں کی کیونکہ وہ متعدد خداؤں کو پوجنے کے عادی

تھے لہذا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدا کی بھی عبادت کر لی جائے گی لیکن معاملہ وہاں الجھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار عرب سے یہ کہا! لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔

ترجمہ۔ نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ کے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

کلمہ طیبہ کا پہلا حرف لا نے مخالفت کی ابتدا کر دی کیونکہ کفار یہ سمجھنے سے قاصر تھے کے اگر اتنے خداؤں کا انکار کر دیا اور اگر ان کا عتاب نازل ہوا تو ہم اس سے کیسے بچ سکیں گے ۳۶۰ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک خدا کی تو گنجائش نکلتی ہے لیکن ایک کی خاطر ۳۶۰ کو چھوڑنا عقل سے باہر ہے اسلام کی تعلیمات سے سب سے زیادہ متاثر غریب اور مظلوم طبقہ ہوا لہذا غلاموں اور کنیزوں نے اسلام لانے میں پہل کی کیونکہ اسلام سراسر انھی کے حقوق کی بات کر رہا تھا جبکہ سب سے زیادہ مزاحمت طبقہ اشرافیہ نے کی کیونکہ ان کے مفادات پر اسلام نے سب سے پہلے کاری ضرب لگائی۔ مشرکین مکہ نے اسلام کی مخالفت میں ہر ممکن اقدامات کئے اسلام لانے والے غلاموں اور کنیزوں کو سخت سزائیں دیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مال و دولت کا لالچ دیا گیا نیز ایک مرتبہ تو کفار ایک سال اللہ کی اور دوسرے سال ان کے معبودوں کی عبادت تک کے لئے تیار ہو گئے تھے جس پر سورہ الکفرون کا نزول ہوا!

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ۔ ۱۱۷

۔ترجمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے، اے کافرو! نہ میں عبادت کرتا ہوں اس کی جس کی عبادت تم کرتے ہو اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو اس کی جس کی عبادت میں کرتا ہوں اور نہ میں عبادت کروں گا اس کی جس کی عبادت تم کرتے ہو اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کر رہا ہوں لہذا تمھارا رے لئے تمھارا دین اور میرے لئے میرا دین۔

غزوہ تبوک میں مسلمانوں کی کامیابی نے بھی دین اسلام کو تقویت بخشی تاہم نتائج کے اعتبار سے یہ غزوہ نہایت اہم تھا کیونکہ رومی اپنی ہی سرزمین پر مسلمانوں کے روبرو آنے کی جراءت نہ کر سکے

ان کی خاموشی دراصل ان کی شکست تھی نیز رومن امپائرز کا جوز بردست افواج کا رعب عربوں کے دلوں پر تھا وہ بھی کمزور ہو گیا اس غزوہ میں جانے سے پیشتر عرب یہ سمجھ رہے تھے کے ان میں رومیوں سے مقابلے کی سکت نہیں ہے لیکن صورت حال بالکل ہی برعکس ثابت ہوئی۔اب دنیا کے سامنے یہ صورت تھی کہ مسلمان خود رومیوں کے درمیان جا کر انھیں ڈرا دھمکا کر آ گئے اور اتنی بڑی فوج میں سے کسی کی جراءت نہ ہو سکی کہ وہ ان کے مدمقابل آ سکیں اسی وجہ سے تبوک سے واپسی پر مختلف قبائل کے جوق در جوق وفود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آنے لگے اور اسلام کو قبول کرنے لگے اسی لئے اس سال کو عام الوفود بھی کہا جاتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

ابن مردویہ نے ابو لیلی اشعری ؓ سے روایت کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اپنے آئمہ کی اطاعت کو لازم پکڑلو اور ان کی مخالفت نہ کرو کیونکہ ان کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور ان کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے اور اللہ نے مجھے بھیجا ہے تا کہ میں اس کے راستے کی جانب اچھی نصیحت کے ساتھ (تمھیں) بلاتا رہوں تاہم جس نے میری مخالفت کی وہ ہلاک ہوا اور اس شخص سے اللہ اور اس کا رسول بری الذمہ ہے اور جو شخص تمھارے کسی امر کا والی بنایا جائے تو اس ے خلاف اگر کوئی عمل کرتا ہے تو اس پر اللہ، فرشتوں اور سارے لوگوں کی لعنت ہے۔۱۱۸؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ الَّذِيۡنَ يُؤۡذُوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمۡ عَذَابًا مُّهِيۡنًا ۔۱۱۹

ترجمہ۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ نے لعنت فرمائی اور ان کے لئے رسوا کن عذاب مہیا کیا گیا ہے۔

عہد رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

فکر اسلامی میں عہد رسالت کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے یہ دور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت

۶۱۰ء سے شروع ہو کر آپ ﷺ کی وفات ۶۳۲ء (۱۱ھ) پر ختم ہوا پہلا دور عام طور پر انقلابی نوعیت کا ہوتا ہے کیونکہ اس دور میں پچھلے ادوار کے فرسودہ نظام کی ناہمواریاں ناانصافیاں اور اخلاقی پستیوں کی بیخ کنی کی جاتی ہے اور ایک نئے نظام کی بنیاد ڈالی جاتی ہے اور اس دور میں اس مذہب کے پیروکار اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اس نئے نظام کو انقلابی شکل دیتے ہیں انگریزی زبان میں اس دور کو Period of Inception بھی کہتے ہیں عام طور پر اس دور میں فلسفیانہ اور متکلمانہ گفتگو اور تشریحات سے گریز کیا جاتا ہے اس اعتبار سے دور رسالت ﷺ جو کہ ۲۳ سالوں پر محیط ہے اور فکر اسلامی کا تاسیسی دور تصور کیا جاتا ہے چونکہ رسول اللہ ﷺ بذات خود اس دور میں موجود تھے اور آپ ﷺ پر قرآن کریم کا بتدریج نزول جاری تھا اور قرآنی احکامات کے پیش نظر آپ ﷺ لوگوں کی تعلیم و تربیت فرما رہے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ معاشرتی اصلاح کا کام بھی جاری تھا اور معاشی، اقتصادی اور سماجی نظام کی کمزوریوں پر بھی قابو پانے کی کوششیں کی جارہی تھیں کیونکہ عہد رسالت میں فقہ سے متعلق جملہ امور آپ ﷺ کی ذات سے وابستہ تھے لہٰذا قانون سازی اور فتاویٰ کے اہم ترین فرائض بھی آپ ﷺ خود ہی انجام دے رہے تھے۔ اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

إِنَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلْكِتَـٰبَ بِٱلْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ ٱلنَّاسِ بِمَآ أَرَىٰكَ ٱللَّهُ ۚ وَلَا تَكُن لِّلْخَآئِنِينَ خَصِيمًا۔ ۱۲۰

ترجمہ۔ اے نبی! ہم نے یہ کتاب حق کے ساتھ تمھاری طرف نازل کی ہے تاکہ جو راہ راست اللہ نے تمھیں دکھائی ہے اس کے مطابق تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا۟ فِىٓ أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا۟ تَسْلِيمًا۔ ۱۲۱

ترجمہ۔ اے نبی! تمھارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں بن سکتے ہیں، جب تک کے یہ اپنے باہمی اختلافات میں تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر یہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی بھی نہ محسوس کریں بلکہ سربسر تسلیم کرلیں۔

عرب اور اس کے ارد گرد کئی علاقوں میں اس پہلے دور جو کو دور رسالت بھی کہا جاتا ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیادت میں ایک انقلاب بپا ہو گیا اس وقت صحابہ کرام کے سامنے نہ تو عقائد کی الجھنیں تھیں نہ آیات متشابہات کی تشریحات اور نہ جبر واختیار کے مسائل وہ دن رات اسلام کی ترویج واشاعت اور اصلاح معاشرہ کی دھن میں مگن رہتے اور ہر حال میں یہ چاہتے کہ کسی طرح سے اخلاقی، مذہبی اور روحانی کمزوریں کو دور کرتے ہوئے ہر سطح پر قرآن وسنت کے احکامات کو جاری کیا جا سکے۔

پوری دنیا میں اشاعت اسلام:

زمین پر اشاعت دین اسلام کا سلسلہ تو حضرت آدم علیہ السلام کی آمد کے بعد سے اب تک جاری ہے تاہم دنیا کے ایک بڑے حصے پر اکثر مسلمان فاتحین نے اسلام کا جھنڈا لہرایا لیکن اب تک پوری دنیا مکمل طور پر دائرہ اسلام میں داخل نہ ہو سکی لیکن ایک وقت آئے گا جب پوری دنیا کے ہر بڑے چھوٹے شہر دیہات، گاؤں یہاں تک کے کچے گھروں میں بھی اسلام داخل ہو جائے گا تمام دنیا اللہ کے نور سے بھر جائے گی اور سب کے سب اللہ کے دین میں داخل ہو جائیں گے اگرچہ ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے دین اسلام کی تبلیغ واشاعت میں تمام انبیاء کرام نے اپنی تمام کوششیں سرف کیں لیکن دنیا کے کچھ حصوں میں دین اسلام کا غلبہ رہا ایک جانب طاغوتی قوتوں کی سازشوں کی وجہ سے اسلام اور مسلمان ہر دور میں نشانہ عتاب بنے رہے لیکن قیامت سے قبل اللہ کا دین پورے کرہ ارض پر نافذ ہو کر رہے گا۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَ مَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ يَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔ ۱۲۲

ترجمہ۔ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں کو اور درویشوں کو رب بنالیا اور مسیح ابن مریم کو بھی اور حالانکہ ان کو یہی حکم ہوا تھا کہ صرف ایک معبود کی عبادت کریں جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اس چیز سے پاک ہے جو وہ شریک بناتے ہیں، وہ چاہتے ہیں کے اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے بجھا دیں، حالانکہ اللہ کو اس کے علاوہ کوئی بات منظور نہیں کہ وہ اپنے نور کو پورا کرے، اگرچہ کافروں کو نا گوار ہو، اللہ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے اگرچہ مشرکین کو نا گوار ہو۔

هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَ كَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ۔۱۲۳

ترجمہ۔اللہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا کہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے اور اللہ کافی گواہ ہے۔

یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ اللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۔۱۲۴

ترجمہ۔وہ چاہتے ہیں کہ وہ اللہ کے نور کو بجھا دیں اپنے منہ سے اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو اتمام تک پہنچانے والا ہے اگرچہ کافر ناپسند کریں، وہی اللہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ وہ اسے غالب کر دے تمام ادیان پر اگرچہ مشرک ناپسند کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی قیامت سے قبل دین اسلام کے ایک ایک گھر میں داخل ہونے کی جانب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے! حضرت مقداد بن اسودؓ روایت کرتے ہیں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! جب تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک ہر کچے گھر میں اسلام داخل نہ ہو جائے۔۱۲۵

ایک جگہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت سے قبل کچھ نشانیاں بیان فرمائی ہیں جن میں سے ایک دجال کا خروج اور حضرت عیسیٰ ابن مریم کے ہاتھوں اس کا قتل بھی ہے پھر زمین پر حضرت عیسیٰ ابن مریم

چالیس برسوں تک حکمرانی کریں گے اور مسلمانوں کی پورے کرہ ارض پر ایک ایسی اسلامی حکومت قائم ہوجائے گی جو منہاج سیرت النبوۃ کے قائم مقام ہوگی۔

حضرت عمران بن حصینؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ ایسا موجود رہے گا جو حق پر قائم اور مخالفین پر بھاری ہوگا یہاں تک کے عیسیٰ ابن مریم نازل ہوجائیں۔[126]

حضرت نعمان بن بشیرؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ایک طویل حدیث میں ارشاد فرمایا ہے!

۱۔ نبوت تمھارے مابین قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر اللہ اسے اٹھالے گا جب وہ چاہے گا

۲۔ پھر خلافت کا ایک دور ہوگا جو بالکل جوں کا توں ہوگا جو نظام میں نے قائم کیا یعنی اس میں بال برابر بھی فرق نہ ہوگا پھر اللہ جب تک چاہے گا وہ دور رہے گا پھر جب اللہ چاہے گا تو اس کو بھی اٹھالے گا۔

۳۔ اس کے بعد کاٹ کھانے والی ملوکیت کا دور آئے گا پھر وہ دور بھی رہے گا جب تک اللہ چاہے گا پھر اللہ جب چاہے گا اس کو بھی اٹھالے گا۔

۴۔ پھر ایک مجبوری اور غلامی والی ملوکیت کا دور آئے گا یعنی پورا عالم اسلام غلامی اور ملوکیت کی زنجیر میں جکڑ جائے گا پھر یہ دور بھی رہے گا جب تک اللہ چاہے گا اور یہ دور بھی ختم ہوجائے گا جب اللہ چاہے گا۔

۵۔ پھر ایک دور خلافت منہاج النبوۃ کا آئے گا یہ دور تاریخ انسانی کا آخری دور ہوگا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کہہ کر خاموش ہوگئے۔[127]

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دور کے بعد مزید چار ادوار کا ذکر فرمایا جس کی ترتیب کچھ یوں ہے!

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور نبوت کا دور جو ۲۳ برسوں پر محیط تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور فروغ اسلام کی خاطر کئی غزوات لڑے اور کفار کو دعوت دین دی جو ایک انتہائی کٹھن دور تھا۔

۲۔ دوسرا دور خلافت راشدہ کا دور تھا جس کا آغاز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد ہوا اور امام حسن بن علی پر ختم ہوا یہ دور تیس برسوں پر محیط تھا اس دور میں خلفاء راشدین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرز پر حکمرانی کی جس میں بال برابر بھی فرق نہ تھا تاہم خلفاء راشدین کی یہ اولین ترجیح تھی کے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے دین پر عمل کریں اور کروائیں اس دور میں آدھی سے زائد دنیا پر پرچم اسلام لہرایا گیا۔

۳۔ تیسرا دور کاٹ کھانے والی ملوکیت کا دور تھا جس کی ابتداء امیر معاویہ سے شروع ہو کر عباسی خلفاء اور سلطنت عثمانیہ پر ختم ہوئی یہ ملوکیت والی حکومت دراصل بادشاہت تھی جس میں کئی رحمدل اور سنگدل بادشاہوں نے حکمرانی کی اگرچہ ان کے عہد میں اچھے کام بھی ہوئے لیکن ہماری تاریخ کا ایک سیاہ باب یہ بھی ہے کے بنو امیہ کے دور خلافت میں واقعہ کربلا اور واقعہ حرہ ہوا جہاں مدینے میں لوٹ مار کی گئی اور گھروں کو جلایا گیا لوگوں کو بے دریغ قتل کیا گیا، حجاج بن یوسف نے چن چن کر سینکڑوں تابعین کو تہہ تیغ کیا۔

اس دور میں مسلمانوں نے کئی علمی کارنامے انجام دئے اور کئی فتوحات کے علاوہ تحقیقی کام بھی کئے تاہم خلافت عثمانیہ تک مسلمانوں نے تین براعظموں پر پرچم اسلامی لہرایا اور بہت بڑے رقبے پر عدل وانصاف قائم کیا لیکن یہ خلافت مصطفی کمال اتاترک کے ہاتھوں ۱۹۲۲ء میں ختم ہوئی۔

۴۔ پھر چوتھے دور میں جبر واستبداد اور غلامی کے دور کی شروعات ہوئیں جس کو مورخین عرف عام میں Western Colonialism یا European Colonialism کہتے ہیں جہاں دنیا کے بڑے حصوں اور ممالک پر انگریزی، فرانسیسی، ہسپانوی، اطالوی، ولندیزی اور پرتگیزیوں کی حکومت قائم ہوئی اور پورے عالم اسلام سمیت دنیا کے کئی ممالک بدترین غلامی والی ملوکیت میں بری طرح سے جکڑ گئے جن کا دور دور تک کوئی پرسان حال نہ تھا خود ہندوستان میں انگریزوں نے مسلمانوں کو عرصہ دراز تک اپنا غلام بنائے رکھا تاہم یہ غلامانہ دور جو جبر واستبداد سے بھرپور رہے ابھی تک جاری ہے تاہم ملٹی نیشنل کمپنیز نے رہی سہی کسر بھی پوری کردی۔ ملٹی نیشنل کمپنیز ایسی بزنس آرگنائزیشن ہوتی ہیں جو دو یا دو سے زائد ممالک میں کسی بھی شے کو تیار، فروخت یا اپنی خدمات کو پیش کرتی ہیں اس کے علاوہ یہ ترقی پذیر ممالک میں منافع بخش منڈی کے عوض ٹیکنالوجی، مالیاتی

سرمایہ اور مارکیٹنگ کی مہارتیں مہیا کرتی ہیں اس کے ساتھ ہی بڑے بڑے ممالک بھی ملٹی نیشنل کمپنیز کی سرمایہ کاری لیتے ہیں اسی طرح غیر ملکی حکومتوں کے خلاف جو طاقت ملٹی نیشنل کمپنیز استعمال کرتی ہیں وہ قابل مذمت ہے لیکن بیشتر ممالک نے ان کے لیے قوانین وضع کیے ہوئے ہیں جس سے ان ممالک کو منافع سے حصہ، نوکریاں اور منڈیاں میسر آتی ہیں۔

دنیا بھر میں ترقی پذیر ممالک کا زیادہ انحصار چونکہ ان کی زرعی پیداوار پر ہے لہٰذا چند سرمایہ دار اور سامراجی طاقتیں اور ان کی حلیف ملٹی نیشنل کمپنیز ان غریب اور پسماندہ ممالک سے سستا خام مال خریدتے ہیں اور تیار مصنوعات کو مہنگے داموں فروخت کرتے ہیں ان سامراجی طاقتوں نے تیسری دنیا کے ممالک کو ایسے شکنجے میں جکڑ رکھا ہے کے جس سے ان کا با آسانی آزاد ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہے خام مال کی بڑی منڈیاں یورپ، امریکہ اور جاپان تصور کی جاتی ہیں جن پر چند ملٹی نیشنل کمپنیز کا تسلط ہے اب خام مال کو بیچنے والے غریب ممالک زیادہ ہیں جبکہ انھیں خریدنے والے بہت کم پھر خریدار اس صورت حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس خام مال کی قیمتوں کو انتہائی کم کر دیتے ہیں جس کے نتیجے میں غریب ممالک اس خسارے کو قرض لے کر پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں پھر موسمی تغیرات جس میں شامل بارشیں، سیلاب اور دیگر قدرتی آفات ہیں وہ بھی غریب ملکوں کی پیداوار اور اس کی قیمتوں کو متاثر کرتی ہیں اسی طرح سے

WTO(World Trade Organization) بھی کہتے ہیں ایک طرح کا معاہدہ ہے جس کا بنیادی مقصد یہ ہے کے ترقی یافتہ ممالک کی تجارت کو تحفظ فراہم کیا جائے اس کے لیے وہ غریب اور پسماندہ ممالک سے ان کے وہ تمام حقوق اور اختیارات کو چھین لیتا ہے کے جس کی بناء پر وہ مستقبل میں مستحکم اور با اختیار ہو سکتے بالفاظ دیگر یہ معاہدہ تیسری دنیا کے لیے موت کا پیغام اور لمحہ فکریہ ہے اس معاہدے کو سمجھنے سے پہلے ضروری ہے کے ہم ٹریڈ اور ٹیرف کو سمجھیں ٹریڈ سے مراد تجارت ہے جبکہ ٹیرف اس مصنوعی روکاوٹ کو کہتے ہیں جو کے تجارت کے راستے میں نفع کمانے کے غرض سے لگائی جاتی ہے ان مصنوعی روکاوٹوں کی تاریخ بہت قدیم ہے خود عرب اپنی گزرگاہوں سے گزرنے والے تجارتی قافلوں سے ٹیرف وصول کیا کرتے دراصل اس طریقے سے سرمایہ اکھٹا کیا جاتا اسی طرح سے دوسری جنگ عظیم کے بعد

GATT(General Agreement for trade and tarrif) کی بنیاد رکھی گئی جس کا بنیادی مقصد یہ تھا کے وہ عالمی معیشت کو سہارا دیں گی لیکن درحقیقت یہ سرمایہ دارانہ نظام کو دوام اور مستحکم کرنا چاہتی تھیں WTO بھی دراصل GATT معاہدے کا ہی ایک تسلسل ہے اس کے بعد بین الاقوامی مہاجن جس میں شامل IMF جس کو International Monetary Fund بھی کہتے ہیں اور جس کا اصل مقصد یہ ہے کے ایسے ممالک کو قرضے جاری کیے جائیں جن کی ادائیگیوں کا توازن بگڑ چکا ہے یہ ادارے قرضہ دینے کے ساتھ ساتھ اتنی کڑی شرائط عائد کرتے ہیں کے اس چنگل سے غریب اور پسماندہ ممالک کا بچ نکلنا بہت مشکل ہوتا ہے خود پاکستان کی معیشت بھی ان احکامات اور کڑی شرائط کی زد میں ہے پھر ورلڈ بینک جسے International Bank for reconstruction and development بھی کہتے ہیں یہ ادارہ عالمی سطح پر تجارت کو فروغ اور غریب ممالک کو سخت شرائط پر قرضے دیتا ہے پاکستان نے گزشتہ برسوں کے دوران جس انداز سے قرضے لیے ہیں وہ غیر معمولی ہیں جس کے نتیجے میں معیشت، بجٹ اور ادائیگیوں کا توازن بری طرح سے متاثر ہوا کیونکہ پچھلے سالوں میں پاکستان کی قرضہ واپس کرنے کی صلاحیت میں کمی واقع ہوئی اب دنیا بھر میں سرمایہ دارانہ نظام واحد معاشی نظام کی شکل میں ابھر کر سامنے آیا عام طور پر سرمایہ کی کمی، بے روزگار، مہنگائی، افراط زر، تعلیم وصحت کے مسائل پر بحث کی جاتی ہے اور حکمران وقت بھی انھی مسائل کو حل کرنے کی کوششیں کرتے نظر آتے ہیں لیکن ان تمام کوششوں کے باوجود ان کی تمام منصوبہ بندی دھری کی دھری رہ جاتی ہے کیونکہ وہ اصل مسئلے کی جانب متوجہ نہیں ہوتے چونکہ سرمایہ دارانہ ریاستیں سرمایہ داروں کو ہر ممکن تحفظ فراہم کرتی ہیں تاکہ ان کا سرمایہ ہر حال میں محفوظ رہے یہی نہیں بلکہ سرمایہ دار بھی اپنے سرمایہ کو لگانے اور وقت ضرورت اسے نکالنے میں بالکل آزاد ہوتا ہے اگرچہ معاہدے کی مدت ابھی پوری نہ بھی ہو، اور سرمایہ دار کوئی خطرہ محسوس کر رہا ہے تو وہ بلا ہچکچاہٹ اپنے سرمایے کو نکالنے میں خودمختار ہے پھر وہ کب، کہاں، کتنا، کتنی مدت اور کس شرح سود پر اپنا سرمایہ لگانا چاہ رہا ہے اس ضمن میں وہ بالکل آزاد ہے جس کے سبب غریب ممالک میں معاشی بدحالی پیدا ہوتی ہے اور بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی ہے بلکہ یہ بدحالی ان ممالک میں کرپشن کو تقویت دیتی ہے کرپشن بغیر

طاقت کے استعمال کے معاشرے میں پنپ نہیں سکتی لہٰذا یہ کرپشن اونچے طبقات سے نچلے طبقات میں سرائیت کر جاتی ہے کرپشن کو بڑھاوا دینے کے پانچ بنیادی ماخذ ہیں۔

۱۔ریاست کی طاقت۔ ۲۔سیاست کی طاقت۔ ۳۔دولت کی طاقت۔ ۴۔اثرورسوخ یا رتبے کی طاقت۔ ۵۔اور بدامنی پھیلانے والے عناصر کی طاقت۔

گلوبلائزیشن کے عمل کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے میں ملٹی نیشنل کمپنیز کے کردار کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کیونکہ گلوبلائزیشن میں ان کمپنیز کی حیثیت آلہ کار کی ہے خام مال کی منڈیاں امریکا، یورپ اور جاپان ہے جس پر چند ملٹی نیشنل کمپنیز نے اپنا تسلط قائم کیا ہے ۱۹۹۰ء کے پہلے عشرے میں اقوام متحدہ کی جانب سے کیے گئے ایک سروے کے مطابق ۷۰۰۰ ۳ ملٹی نیشنل کمپنیز پوری دنیا میں کام کر رہی ہیں یہی نہیں بلکہ ۹۰ فیصد ملٹی نیشنل کمپنیز کے ہیڈ کوارٹرز ترقی یافتہ ممالک میں ہیں ۱۹۹۲ء میں Foreign direct investment کا اسٹاک ۲ ٹریلین امریکی ڈالر تھا جبکہ ملٹی نیشنل کمپنیز کا سیل کا اسٹاک 5.5 امریکی ڈالر تھا یہ ۱۹۹۲ء میں دنیا ۴ ٹریلین امریکی ڈالر کی تجارت سے بھی زیادہ ہے امریکہ کی ۸۰ فیصد تجارت ملٹی نیشنل کمپنیز کے ہاتھوں میں ہوتی ہے یہی وجہ ہے کے ملٹی نیشنل کمپنیز کی کی وسعت اور ترقی کی وجہ سے اقتصادی عالمگیریت کو قدم جمانے کا بہترین موقع ملا پھر World trade organization جس کے بڑے بڑے ممبران میں یورپ، امریکہ، کینیڈا، جاپان اور چین شامل ہیں یہ وہ ممالک ہیں جن کی برآمدات کو دنیا میں جانا اور مانا جاتا ہے ان کی سالانہ آمدنی کا گراف اگرچہ ہمیشہ نفع ہی ظاہر کرتا ہے دوسری جانب پسماندہ ممالک اگر اپنی مصنوعات کو بیچنا چاہیں تو ان کے لیے یہ پابندی ہے کے وہ اپنی کرنسی کی قیمت کو گرائیں، ویسے تو اس پابندی کی زد میں کئی ممالک ہیں جبکہ غریب ممالک کی اشیائے تجارت پر کوٹہ بھی مقرر کیا جاتا ہے یعنی وہ اس کوٹے سے زائد مقدار میں اپنی اشیائے تجارت کو بین الاقوامی منڈیوں میں فروخت نہیں کر سکتے ،گلوبلائزیشن کی زد میں صرف اقتصادی معاملات نہیں بلکہ دنیا بھر کے سیاسی معاملات بھی ہیں جبکہ عالمگیریت کے ہی ذریعے یہودی لابی پوری دنیا پر حکمرانی کا خواب دیکھ رہی ہے بلکہ اس کے لیے نہایت سنجیدگی سے اقدامات بھی کیے جا رہے ہیں اور عالمی طاقتیں عالمگیریت کے حوالے سے اپنے بیانات میں 'عالمی حکومت' کے قیام کی طرف مسلسل

اشارے کرتی ہیں۔

اقوام متحدہ کے سابق جنرل سیکریٹری ڈاکٹر بطرس غالی اپنی کتاب 'عالمی حکومت' میں لکھتے ہیں اقوام متحدہ کا ادارہ ،ایک طرح سے عالمی نظام حکومت کے قیام میں خشت اول کی حیثیت رکھتا ہے۔۱۲۸؎

جارج بش اپنی ایک تقریر میں کہتے ہیں!

ہمارے سامنے اس وقت ایک نئے عالمی نظام کی تشکیل کا قیمتی موقع ہے ہمارے لیے بھی اور ہماری آئیندہ نسلوں کے لیے بھی،ہمیں واقعتاً یہ موقع مل گیا ہے کے نئے عالمی نظام کی عملی تشکیل کر لیں ایسا نظام جس میں انجمن اقوام متحدہ بہت زیادہ طاقت کی مالک ہوگی۔۱۲۹؎

پنسلوینیا بینک کے چیئر مین جون بوٹنگ اپنے ایک بیان میں کہتے ہیں!

گلوبلائزیشن میں ہم ہی یہ طے کریں گے کے کس کو زندہ رہنے کا حق ہے اور کون مرنے کا زیادہ لائق ہے۔۱۳۰؎

سیاسی،معاشی اور پھر عسکری عالمگیریت بھی وقت کے ساتھ ساتھ پروان چڑھ رہی ہے بسا اوقات تو جان بوجھ کر ایسے موزوں حالات پیدا کیے جاتے ہیں تا کہ اس میں تخریبی کاروائیاں پروان چڑھ سکیں جس کی ایک مثال 9/11 ہے اسے دہشت گردی کی بدترین مثال کے طور پر مانا جاتا ہے لیکن اس واقعے کے سب سے برے اثرات مسلم ممالک پر پڑے جس کی لپیٹ میں پاکستان بھی آ گیا اگر چہ دہشت گردی باقاعدہ منصوبے کے تحت کیے جانے والے تشدد کے عمل کا نام ہے جو کسی بھی سیاسی،سماجی،لسانی یا پھر مذہب کی بنیاد پر خوف و ہراس کو پھیلانے کے لیے کی جاتی ہے دہشت گردی میں عام طور پر بڑی طاقتیں ملوث ہوتی ہیں جن کا اصل مقصد کمزوروں پر خوف،دہشت اور اپنے تسلط کو قائم کرنا ہے یہ ریاستی دہشت گردی تشدد کے اعتبار سے اعلانیہ جنگ کے مقابلے میں کم،لیکن ظلم وتشدد میں زیادہ اثر پذیر ہوتی ہے جس میں طاقت اور جدید اسلحے کا بے دریغ استعمال کرتے ہوئے اس کا تمام ملبہ اور الزام کمزور اقوام یا عوام کے سر پر لادا جاتا ہے،لیکن طاقت ور عالمی قوتیں ایسا اس لیے کرتی ہیں کے اگر وہ اعلانیہ جنگ کریں گی تو اس جنگ کے بھی کچھ اخلاقی تقاضے ہوں گے جس کی انھیں پابندی کرنی پڑے گی اسی طرح سے اعلانیہ جنگ

پر بے شمار سرمایہ خرچ کرنا پڑتا ہے جبکہ دہشت گردی کی واردات میں کسی قسم کی پابندی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا، جتنے چاہیں قتل کر دیں، املاک کو نذر آتش کر دیں، لوٹ مار، چوری ڈکیتی، ظلم و جبر، تشدد، زنا، جلاؤ گھیراؤ اور جدید اسلحے کا بکثرت استعمال دہشت گردی اپنے صوابدید پر منحصر ہے کے وہ کیا چاہتا ہے لہٰذا ضروری ہے کے عالم اسلام اور دنیا بھر کی کمزور اقوام نہایت سنجیدگی سے گلوبلائزیشن سے نجات کے طریقوں پر غور کریں اور منظم انداز سے اس کا متحد ہو کر مقابلہ کریں کیونکہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ گلوبلائزیشن کا مکمل نفاذ ابھی تک عمل میں نہیں آیا لیکن عالمی طاقتوں کے نزدیک یہ ایک اہم اور قابل غور مسئلہ ہے جس کے لیے وہ اپنی تمام تر کوششیں صرف کر رہے ہیں۔ یورپ میں اس کے خلاف مظاہرے ہو رہے ہیں لیکن بحیثیت مسلمان اور ترقی پذیر قوم کے ہمیں بھی اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہونا چاہیے۔

۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچویں دور کی بشارت دی جس میں کرہ ارض کے ہر حصے تک اسلام پہنچ اور پھیل جائے گا یہاں تک کے کوئی کچا گھر باقی نہ بچے گا جس میں اسلام کی روشنی نہ پہنچ جائے اور اللہ کا فرمان پورا ہو کر رہے گا یعنی!

وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۔ ۱۳۱

ترجمہ۔ ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے اور سارا دین اللہ کے لئے ہو جائے سو اگر وہ باز آجائیں تو بیشک اللہ ان کاموں کو دیکھتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔

اسی حوالے سے حضرت ثوبانؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے!

اللہ تعالی نے میرے لئے ساری زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے اس کے تمام مشارق اور مغارب کا مشاہدہ کر لیا اور سنو! میری امت کی حکومت ان تمام علاقوں پر قائم ہو کر رہے گی جو مجھ کو لپیٹ کر دکھائے گئے۔ ۱۳۲

حضرت مقداد بن اسودؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! اس زمین پر کوئی کچا گھر نہ بچے گا اور نہ ہی کوئی خیمہ بچے گا جہاں دین اسلام داخل نہ ہو جائے۔

اس پر حضرت مقداد بن اسودؓ نے کہا یہ سننے کے بعد میرے ذہن میں سورہ انفال کی یہ آیت آ گئی اے ایمان لانے والو! ان کافروں سے جنگ کرو یہاں تک فتنہ باقی نہ رہے اور دین پورا کا پورا اللہ کے لئے ہو جائے۔ ۱۳۳ے

حجرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عمران بن حصینؓ سے مروی ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بہترین ادوار تین ہیں۔ ۱۔ دور صحابہ۔ ۲۔ دور تابعین۔ ۳۔ دور تبع تابعین۔ ۱۳۴ے

ان تینوں ادوار کو **قرون مشهود لها بالخير** بھی کہا جاتا ہے۔

تکمیل دین:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ نے دین کو مکمل کر دیا چنانچہ قیامت تک اب کوئی دوسرا نبی یا رسول نہیں آئے گا کیونکہ جتنا دین دنیا اور آخرت کو سنوارنے کے لئے بتانا تھا وہ تمام تعلیمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں مکمل کر دی گئیں تاہم دیگر انبیاء کرام کے مقابلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ امتیاز اور

خصوصیت حاصل ہے کے گزشتہ انبیاء اور پیغمبر مخصوص قوم اور خطے پر بھیجے گئے لیکن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات پوری بنی نوع انسانیت کے لئے ہے رسول اللہ کی دو بعثتیں ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ١ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ وَّ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔۱۳۵

ترجمہ۔ وہی اللہ ہے جس نے امیوں میں انہیں میں سے ایک پیغمبر کو بھیجا جو ان پر اللہ کی آیتیں تلاوت کرتے ہیں اور ان کا تزکیہ کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم کرتے ہیں اور یقیناً وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے، اور ان میں سے دوسرے اب تک ان سے ملے نہیں اور وہ زبردست ہے حکمت والا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی پہلی بعثت تو عرب امیوں کی طرف تھی جبکہ آپ ﷺ کی دوسری بعثت ان لوگوں کی طرف ہے جو کے ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے ان دونوں بعثوں کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔

ایک براہ راست بعثت جس کی سعادت عربوں اور صحابہ کرام کو حاصل ہوئی جبکہ دوسری بعثت کا تعلق قیامت تک آنے والی بنی نوع انسانیت سے ہے، یہ بات طے شدہ ہے کے رسول اللہ ﷺ کی بعثت، نبوت اور رسالت تمام انسانیت کے لئے قیامت تک کے لئے ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ مَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيۡرًا وَّ نَذِيۡرًا وَّ لٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ۔ ۱۳۶

ترجمہ۔ اے نبی ﷺ! ہم نے آپ کو سب لوگوں کے لئے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

قُلۡ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ جَمِيۡعَا ۔ ۱۳۷

ترجمہ۔ اے نبی کہہ دو! اے انسانوں! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ۔ ۱۳۸

ترجمہ۔ اے نبی! ہم نے آپ کو تمام جہان والوں پر رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِىۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰى عَبۡدِهٖ لِيَكُوۡنَ لِلۡعٰلَمِيۡنَ نَذِيۡرَا ۔ ۱۳۹

ترجمہ۔ بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل کیا ہے تا کہ وہ جہان والوں کے لئے متنبہ کرنے والا ہو۔ اسی حوالے سے رسول اللہ ﷺ کے ارشادات ہیں!

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میں کالے اور گورے سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ ۱۴۰

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میں عمومیت کے ساتھ تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں حالانکہ مجھ سے پہلے جتنے نبی بھی آئے وہ

اپنی (مخصوص) قوم کی جانب بھیجے جاتے تھے۔ ۱۴۱؎

حضرت جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! پہلے ہر نبی اپنی خاص قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا لیکن میں تمام انسانوں کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔ ۱۴۲؎

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری بعثت اور قیامت اس طرح سے ہے پھر یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دو انگلیوں کو (جوڑ کر) اٹھایا۔ ۱۴۳؎

اب نہایت اہم سوال یہ ہے کے جب تک پوری انسانیت پر دین اسلام کا غلبہ طاری نہ ہو جائے تو اس وقت تک نا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد اور بعثت کا مقصد پورا ہوگا اور نہ ہی اس سے قبل دنیا کا خاتمہ ممکن ہے۔

اسی حوالے سے اقبال کہتے ہیں!

ہم تو جیتے ہیں کہ دنیا میں تیرا نام رہے
کہیں ممکن ہے کہ ساقی نہ رہے جام رہے

یہ بات درست ہے کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ظاہری میں جزیرہ نمائے عرب میں اسلام پھیلا اور خلفاء راشدین کے دور میں بھی دین اسلام کی ترویج واشاعت دور دراز مقامات تک ہوئی جبکہ دیگر مسلمان خلفاء کے ادوار میں آدھی سے زائد دنیا جبکہ تین براعظموں تک پرچم اسلامی لہرا دیا گیا لیکن دین ابھی پورا کا پورا کامل نہ ہوا لہٰذا تکمیل دین کا مشن اس وقت مکمل ہوگا جب پوری دنیا نور نبوت اور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منور نہ ہو جائے یعنی ایک عالمگیر اسلامی انقلاب ابھی باقی ہے۔

بقول اقبال!

وقت فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نور توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

اقبال اس نکتے کو بخوبی سمجھتے تھے کے اسلام دشمنوں کو نہ تو جمہوریت سے کوئی خوف ہے اور نہ ہی اشتراکیت سے لیکن اگر کسی چیز نے ان کی راتوں کی نیند اڑائی ہے تو وہ مسلمانوں کے اندر دبی ہوئی خلافت اور منہاج نبوت کے قیام کی وہ خطرناک چنگاری ہے جو بظاہر تو راکھ میں کہیں دبی ہوئی ہے لیکن وہ خطرناک چنگاری کسی وقت بھی شعلے کی شکل اختیار کر سکتی ہے اگرچہ مسلمانوں کو

مغربی تہذیب وتمدن نے بھی کہیں کا نہ چھوڑا اور نہ ہی ان میں اب وہ پہلے جیسی دین اسلام کی سوجھ بوجھ اور عزم وحوصلہ باقی ہے دوسری جانب مسلمان بحیثیت قوم آپس کی خانہ جنگیوں میں اس قدر الجھ چکے ہیں کے انھوں نے اپنی جمعیت کو خود اپنے ہی ہاتھوں پارہ پارہ کر دیا جبکہ عام مسلمان بالخصوص نوجوانوں کو یہ شعور وادراک بھی نہیں کے وہ دنیا میں کیا کرنے آئے ہیں؟ رہی سہی کسر انٹر نیٹ اور سوشل میڈیا نے پوری کر دی لہٰذا آج کے مسلمان نوجوان کے پاس تحقیق وجستجو کا قطعاً وقت نہیں؟

اقبال نے اپنی ایک طویل نظم 'ابلیس کی مجلس شوریٰ' میں اس جانب بڑی وضاحت سے نشاندھی کی تھی یعنی ابلیس اپنی مجلس شوریٰ میں دیگر شیاطین سے اظہار خیال کرتے ہوئے یہ کہہ رہا ہے!

ہے اگر مجھے خطر کوئی تو اس امت سے ہے
جس کی خاکستر میں ہے اب تک شرار آرزو
خال خال اس قوم میں اب تک نظر آتے ہیں
وہ کرتے ہیں اشک سحر گاہی سے جو ظالم وضو
جانتا ہے جس پہ روشن باطن ایام ہے
مزدکیت فتنہ فردا نہیں ،اسلام ہے [۱۴۴]

۞

حوالہ کتب:

۱۔قرآن حکیم اور ہم۔ڈاکٹر اسرار احمد۔آر آر پرینٹنگ پریس لاہور۔۲۰۲۱ء۔
۲۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضی حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔
۳۔سورہ بقرہ۔آیت۔۳۔
۴۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۸ھ۔
۵۔سورہ حدید۔آیت۔۱۹۔
۶۔سورہ المجادلہ۔آیت۔۲۲۔
۷۔سورہ بقرہ۔آیت۔۱۔۳۔

۸۔لغات القرآن۔شیخ غلام احمد پرویز۔(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ص۔۱۲۵۰۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۹۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۱۹۔
۱۰۔سورہ آل عمران۔آیت۔۶۷۔
۱۱۔سورہ حجرات۔آیت۔۱۳۔
۱۲۔سورہ ہود۔آیت۔۴۹۔
۱۳۔سورہ الحجر۔آیت۔۴۶۔
۱۴۔سورہ انعام۔آیت۔۷۵۔
۱۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۔
۱۶۔سورہ الحجر۔آیت۔۹۹۔
۱۷۔سورہ المدثر۔آیت۔۴۷۔
۱۸۔سورہ التکاثر۔آیت۔۵۔
۱۹۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ(متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۲۰۔تجلیات حکمت۔مولف۔آیت اللہ اصغر ناظم زادہ قمی۔ص۔۵۱۳۔مطبع۔انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی ایران۔طبع۔سوم۔۲۰۰۳ء۔
۲۱۔ماہنامہ قلندر شعور۔نومبر۔۲۰۲۰ء۔
۲۲۔صدائے جرس۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۱۷۔عظیمیہ پبلیکیشنز کراچی ناظم آباد۔
۲۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۲۱۔
۲۴۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۴۵۔
۲۵۔سورہ کہف۔آیت۔۲۷۔
۲۶۔سورہ آل عمران۔
۲۷۔سورہ مزمل۔آیت۔۴۔
۲۸۔سورہ فرقان۔آیت۔۳۲۔
۲۹۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی(متوفی ۲۷۵ھ)مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۳۰۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی(متوفی ۲۷۵ھ)مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
۳۱۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی(متوفی ۲۷۵ھ)مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۳۲۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی(متوفی ۲۷۵ھ)مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
۳۳۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی(متوفی ۲۷۵ھ)مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
۳۴۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی(متوفی ۲۷۵ھ)مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۳۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔

۳۶۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۳۷۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۳۸۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ)۔مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔ مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۳۹۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۴۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۴۱۔الترغیب والترہیب۔امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری (متوفی ۶۵۶ھ) مطبوعہ دارالحدیث قاہرہ ۱۴۰۷ھ۔دارابن کثیر بیروت۔
۴۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۴۳۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۴۴۔فقیر رنگ۔سید سرفراز اے شاہ۔ص۔۱۲۳۔جہانگیر بکس لاہور۔۲۰۱۱ء۔
۴۵۔سورہ یونس۔آیت۔۲۴۔
۴۶۔سورہ النحل۔آیت۔۴۴۔
۴۷۔سورہ الزخرف۔آیت۔۳۔
۴۸۔سورہ قمر۔آیت۔۳۲۔
۴۹۔سورہ ص۔آیت۔۲۹۔
۵۰۔سورہ النساء۔آیت۔۸۲۔
۵۱۔سورہ محمد۔آیت۔۲۴۔
۵۲۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۲۲۔
۵۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۵۲۔
۵۴۔سورہ قلم۔آیت۔۱۔
۵۵۔سورہ البروج۔آیت۔۲۱۔۲۲۔
۵۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۶۹۔
۵۷۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۸۔
۵۸۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۴۳۔
۵۹۔فقیر رنگ۔سید سرفراز اے شاہ۔ص۔۲۹۔جہانگیر بکس لاہور۔۲۰۱۱ء۔
۶۰۔سورہ التغابن۔آیت۔۱۸۔
۶۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۹۔

۶۲۔سورہ یٰسین۔آیت۔۷۹۔
۶۳۔سورہ الطلاق۔آیت۔۱۲۔
۶۴۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۹۸۔
۶۵۔سورہ الانبیا۔آیت۔۸۱۔
۶۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۴۴۔
۶۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۶۸۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۶۹۔سورہ مائدہ۔آیت۔۴۴۔
۷۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۸۔
۷۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۸۔
۷۲۔روح المعانی۔علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی(متوفی ۱۲۷۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۔دارالفکر بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۷۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۸۔
۷۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۴۔
۷۵۔سورہ النحل۔آیت۔۴۳۔
۷۶۔سورہ التکویر۔آیت۔۲۱۔
۷۷۔سورہ احزاب۔آیت۔۱۷۔
۷۸۔سورہ الحشر۔آیت۔۷۔
۷۹۔سورہ النور۔آیت۔۶۳۔
۸۰۔شرح السنہ۔امام حسین بن مسعود بغوی(متوفی ۵۱۶ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۸۱۔ سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۸۲۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۲۹۴۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۸۳۔سورہ مومن۔آیت۔۱۲۔
۸۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ص۔۴۴۴۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۸۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ص۔۴۴۴۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۸۶۔سورہ النسا۔آیت۔۳۵۔
۸۷۔سورہ انعام۔آیت۔۱۱۴۔
۸۸۔سورہ انعام۔آیت۔۱۱۵۔
۸۹۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ص۔۴۴۴۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۹۰۔سورہ النمل۔آیت۔۶۔

۹۱۔النھج الاسمیٰ فی شرح اسماء الحسنیٰ۔الشیخ محمد الحمو د النجدی۔ج۔۱۔ص۔۲۴۶۔
تفسیر سورہ القصص۔آیت۔۷۰۔مکتبہ الامام الذہبی الکویت۔
۹۲۔سورہ انعام۔آیت۔۵۷۔
۹۳۔سورہ انعام۔آیت۔۶۲۔
۹۴۔سورہ کہف۔آیت۔۲۶۔
۹۵۔سورہ القصص۔آیت۔۸۸۔
۹۶۔سورہ المومن۔آیت۔۱۲۔
۹۷۔سورہ مریم۔آیت۔۶۴۔
۹۸۔سورہ اعراف۔آیت۔۵۴۔
۹۹۔سورہ روم۔آیت۔۴۔
۱۰۰۔سورہ المائدہ۔آیت۔۱۔
۱۰۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۷۔
۱۰۲۔سورہ التین۔آیت۔۸۔
۱۰۳۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۱۰۔
۱۰۴۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۰۴۔
۱۰۵۔نہج البلاغہ۔خطبات حضرت علیؓ۔مرتب۔ڈاکٹر تصدق حسین۔خطبہ۔۱۷۳۔رومیل ہاؤس پبلی کیشنز راولپنڈی۔۲۰۱۶ء۔
۱۰۶۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۱۰۷۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۱۰۸۔سورہ الملک۔آیت۔۲۷۔
۱۰۹۔سورہ احزاب۔آیت۔۴۶۔
۱۱۰۔سورہ النحل۔آیت۔۱۲۵۔
۱۱۱۔سورہ النسا۔آیت۔۱۰۵۔
۱۱۲۔سورہ النسا۔آیت۔۶۵۔
۱۱۳۔سورہ المزمل۔آیت۔۵۔
۱۱۴۔سورہ المدثر۔۲۔
۱۱۵۔سورہ الشعراء۔آیت۔۲۱۴۔۲۱۶۔
۱۱۶۔سورہ لہب۔آیت۔۱۔۴۔
۱۱۷۔سورہ الکافرون۔آیت۔۱۔۵۔
۱۱۸۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
۱۱۹۔سورہ احزاب۔آیت۔۵۷۔

۱۲۰۔سورہ النسا۔آیت۔۱۰۵۔
۱۲۱۔سورہ النسا۔آیت۔۶۵۔
۱۲۲۔سورہ توبہ۔آیت۔۳۱۔۳۳۔
۱۲۳۔سورہ فتح۔آیت۔۲۸۔
۱۲۴۔سورہ الصّف۔آیت۔۸۔۹۔
۱۲۵۔حدیث نبوی۔
۱۲۶۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۳ھ۔داراحیاء التراث العربی۔
۱۲۷۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۳ھ۔داراحیاء التراث العربی۔
۱۲۸۔گلوبلائزیشن اور اسلام۔مولانا یاسر ندیم۔ص۔۱۰۴۔دارالاشاعت کراچی۔۲۰۰۴ء۔
۱۲۹۔گلوبلائزیشن اور اسلام۔مولانا یاسر ندیم۔ص۔۱۰۵۔دارالاشاعت کراچی۔۲۰۰۴ء۔
۱۳۰۔گلوبلائزیشن اور اسلام۔مولانا یاسر ندیم۔ص۔۵ دارالاشاعت کراچی۔۲۰۰۴ء۔
۱۳۱۔سورہ الصّف۔آیت۔۹۔
۱۳۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۳۳۔سورہ انفال۔آیت۔۳۹۔
۱۳۴۔حدیث۔
۱۳۵۔سورہ الجمعہ۔آیت۔۲۔۳۔
۱۳۶۔سورہ سبا۔آیت۔۲۸۔
۱۳۷۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۵۸۔
۱۳۸۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۱۰۷۔
۱۳۹۔سورہ الفرقان۔آیت۔۱۔
۱۴۰۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۳ھ۔داراحیاء التراث العربی۔
۱۴۱۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۳ھ۔داراحیاء التراث العربی بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۱۴۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت
۱۴۴۔کلیات اقبال۔نظم (ابلیس کی مجلس شوریٰ)۔علامہ محمد اقبال۔ص۔۶۶۹۔خزینہ علم و ادب لاہور۔۲۰۰۶ء۔

باب ٦

وَاَحۡصٰی کُلَّ شَیۡءٍ عَدَدًا

ترجمہ: (اللہ) نے ہر چیز کی گنتی شمار کر رکھی ہے

قرآن کریم اور علم ریاضی:

قرآن کریم کا ہر حرف نہایت زبردست کیکولیشن اور مستند حساب اور کتاب کے ساتھ اپنے مقررہ مقام پر ایسے ہی جڑا ہے جیسے قیمتی انگوٹھی میں قیمتی نگینہ، اگر ان الفاظ اور حروف میں معمولی سی بھی تبدیلی کی جائے تو ساری کیلکولیشن درہم برہم ہوجائے۔

یہ کیلکولیشن اس قدر باریک بینی اور مہارت سے کی گئی ہے جس کا تصور دنیا کا ذہین ترین انسان بھی نہیں کرسکتا ہے۔

قرآن کریم کے عددی اعجاز سے مراد ایسا نظریہ ہے جس میں عددی ترتیب اور نظم وضبط کے لحاظ سے قرآن کریم کو اللہ کی طرف سے معجزہ قرار دینا ہے۔ اس نظریے کے مطابق قرآن کریم میں موجود الفاظ اور حروف کی تعداد میں بہت ہی باریک بینی کے ساتھ ترتیب اور نظم وضبط پایا جاتا ہے، چونکہ کوئی بھی مصنف عدد کے لحاظ سے اس طرح کے حسابی نظام اور ترتیب کو بیان نہیں کرسکتا اس لیے قرآن کریم میں بیان شدہ عددی ترتیب کو اس کا معجزہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

قرآنیات پر تحقیق کرنے والے محققین کے مطابق کریم مجید کا عددی لحاظ سے معجزہ ہونے کی طرف پہلی بار اہل سنت کے نامور عالم دین جلال الدین سیوطی (849-911ھ) نے اپنی کتاب

الاتقان فی علوم القرآن میں اشارہ کیا ہے۔

مصری محقق رَشاد خلیفہ نے خاص طور پر اس نظریے کو پیش کیا، انھوں نے تین سال کی مدت میں کمپیوٹر کے ذریعے قرآن میں موجود اعدا و شمار کی تحقیق کی اور 1972ء میں اپنے تحقیقی نتائج کو Publish کیا۔ 1983ء میں ان کی کتاب معجزۃ القرآن الکریم کے نام سے بیروت اور امریکہ میں شائع ہوئی۔

قرآن کریم کے حسابی نظام کے متعلق رشاد خلیفہ نے یہاں تک دعوی کیا کے قرآن میں موجود عددی حساب و کتاب کے ذریعے قیامت واقع ہونے والی تاریخ کی پیشنگوئی بھی کی جا سکتی ہے۔

رشاد خلیفہ کے بعد قرآنیات کے مصری ایک اور محقق عبدالرزاق نوفل نے اس کام کو جاری رکھا اور قرآن کریم کے عددی اعجاز کے دیگر دروازے بھی کھول دیے، انہوں نے اپنی تحقیق میں کہا کے قرآن کریم میں استعمال ہونے والے متضاد الفاظ کی تعداد ایک دوسرے کے برابر ہے۔ مثلا دنیا کا لفظ اگر 115 مرتبہ استعمال ہوا ہے تو اس کے مقابل آخرت کا لفظ بھی 115 مرتبہ استعمال ہوا ہے۔

قرآن پاک میں کچھ الفاظ کی تعداد:

۱۔دنیا	۱۱۵ مرتبہ	آخرت	۱۱۵
۲۔ملائکہ	۸۸	شیطان	۸۸
۳۔حیات	۱۴۵	موت	۱۴۵
۴۔منافع	۱۵۰	نقصان	۱۵۰
۵۔رسول	۵۰	قوم	۵۰
۶۔ابلیس	۱۱	ابلیس سے پناہ	۱۱
۷۔مصیبت	۷۵	شکر	۷۵
۸۔صدقہ	۷۳	سکون	۷۳

۹۔جہاد	۴۱	مسلمین	۴۱
۱۰۔عیش بھری زندگی	۸	سونا (ذھب)	۸
۱۱۔فتنہ	۶۰	جادو	۶۰
۱۲۔برکت (برکہ)	۳۲	زکوۃ	۳۲
۱۳۔نور	۴۹	دماغ	۴۹
۱۴۔خطبہ	۴۵	زبان (لسان)	۴۵
۱۵۔خوف	۸	خواہش	۸
۱۶۔صبر	۱۱۴	سختی	۱۱۴
۱۷۔شریعت	۴	محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم	۴
۱۸۔النساء (عورت)	۲۴	رجل (آدمی)	۲۴
۱۹۔گمراہ انسان	۱۷	بے حس وحرکت انسان	۱۷
۲۰ صلوۃ	۵		
۲۱۔یوم	۳۶۵		
۲۲۔شہر (ماہ)	۱۲		
۲۳۔بحر	۳۲		
۲۴۔ارض	۱۳		
۲۵۔کفر	۲۵	ایمان	۲۵

۲۶۔لفظ ساعت کا استعمال ۲۴ مرتبہ کیا گیا ہے کیونکہ ایک دن میں ۲۴ گھنٹے ہوتے ہیں۔

۲۷۔السموات السبع (یعنی سات آسمان) کی عبارت 7 مرتبہ استعمال ہوئی ہے۔

۲۸۔لفظ سجدہ قرآن کریم میں 34 مرتبہ استعمال ہوا ہے، کیونکہ ہر مسلمان ایک دن میں اپنی نماز پنجگانہ میں 34 بار سجدہ انجام دیتا ہے۔

قرآن کریم ایک کتاب العظیم ہے جس میں اتنی Perfect Caculation موجود ہے جو کسی بشر

انسانی کے بس کی بات نہیں۔

جدید ترین تحقیق کے مطابق قرآن کریم کے حفاظتی نظام میں 19 کے عدد کی خاص اہمیت اور بڑا عمل دخل ہے۔

حروف مقطعات والے سورتوں میں استعمال ہونے والے تمام حروف مقطعات کی تعداد پر 19 کی عدد تقسیم ہوسکتی ہے۔

اس حیران کن دریافت کا سہرا ایک مصری ڈاکٹر راشد خلیفہ کے سر ہے جو ایک امریکن یونیورسٹی میں کیمسٹری کے پروفیسر ہیں۔

1968ء میں انھوں نے قرآن کریم پر تحقیق کا آغاز کرتے ہوئے اس میں موجود الفاظ اور حروف کے مابین تعلق کو تلاش کرتے ہوئے اس کی عددی اور حسابی تعلق پر کام شروع کیا جو کامیابی سے بڑھتے بڑھتے 1972ء تک باقاعدہ ایک ادارے کی شکل اختیار کرگیا۔

انھوں نے الفاظ اور حروف کے مابین حسابی ترتیب پر اپنی تحقیق میں کافی کچھ discover کیا۔

قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے!

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ۔(مدثر۔۳۰)۔ترجمہ۔(جہنم) پر انیس فرشتے مقرر ہوں گے۔

محقق کا خیال ہے کے اس 19 کے ہندسے میں یقیناً حفاظت کا کوئی پہلو پوشیدہ ہے کیونکہ قرآن کریم کی ابتداء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے ہوئی اور اس میں موجود الفاظ کی تعداد بھی 19 ہے، مزید تحقیق سے یہ ثابت ہوا کے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ میں 4 الفاظ استعمال کئے گئے ہیں وہ بھی پورے قرآن کریم میں 19 مرتبہ استعمال ہوئے ہیں۔

لفظ الرحمن 57 مرتبہ استعمال ہوا ہے، جو 19x3 کا حاصل ہے اور لفظ الرحیم 114 مرتبہ استعمال ہوا ہے جو 19x6 کا حاصل ہے اور لفظ اللہ پورے قرآن کریم میں 2699 مرتبہ استعمال ہوا ہے جو 19x142 کا حاصل ہے لیکن اللہ کی ذات کسی حساب کی تابع نہیں وہ یکتا اور اکیلا ہے۔

قرآن کریم کی سورتوں کی تعداد 114 ہے جو 19x6 کا حاصل ہے۔

سورہ التوبہ کے آغاز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم نازل نہیں ہوئی لیکن سورہ نمل کے درمیان میں ایک بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کی آیت موجود ہے، اگر یہ نا ہوتا تو حسابی قاعدہ فیل ہو جاتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سورہ العلق کی ابتدائی پانچ آیات نازل ہوئیں، تحقیق کے مطابق، ان پانچ آیات کے کل الفاظ 19 ہیں اور ان

19 الفاظ میں کل حروف کی تعداد 76 ہے، جو 19x4 کا حاصل ہیں لیکن سورہ العلق میں کل حروف کی تعداد 304 ہے، جو 19x4x4 کا حاصل ہیں۔

سورہ العلق قرآن کی 96 نمبر کی سورہ ہے، اگر سورہ الناس کی طرف سے اس کو گنا جائے تو اس کا نمبر 19 ہے جبکہ ابتداء سے اس سورہ کا نمبر 96 ہے، یعنی اس سے قبل 95 سورتیں موجود ہیں جو 19x5 کا حاصل ضرب ہیں، اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سورتوں کی ابتداء اور انتہاء میں بھی ایک مکمل حسابی نظام موجود ہے جو کسی بشر کی سوچ اور طاقت سے باہر ہے، اتنی

Perfect calculation اللہ کے سوا کوئی نہیں کر سکتا ہے۔

سورہ نصر کو آخری وحی میں شمار کیا جاتا ہے، سورہ نصر بھی 19 الفاظ پر مشتمل سورہ ہے، محقق نے اپنی تحقیق میں یہ ثابت کیا ہے کہ قرآن کریم کی پہلی اور آخری سورت میں ایک جیسا حسابی قاعدہ پنہاں اور موجود ہے، اور اللہ نے انھیں ایک ہی حسابی قاعدے سے نازل فرمایا ہے۔

سورہ بقرہ میں کل آیات کی تعداد 286 ہے، اگر اس میں سے 2 ہٹا دیں تو 86 مکی سورتوں کی تعداد ہے جبکہ 286 میں سے اگر 6 ہٹا دیں تو پھر 28 مدنی سورت کی تعداد بنتی ہے۔

تاہم 86 اور 28 کو اگر جمع کریں تو 114 بنتی ہیں جو کہ قرآن کریم کی کل سورتوں کی تعداد ہے۔

ثابت ہوا کہ نہایت جدید اور طاقتور حسابی کمپیوٹر سے بھی اتنی

Perfect Caculation ممکن نہیں، قرآن کریم کا حسابی نظام نہایت شاہکار اور ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔

سورہ الکوثر قرآن کریم کی سب سے چھوٹی سورہ ہے جس میں کل تین آیات ہیں، اور ہر آیت میں 10,10,10 آیات ہیں۔ اس سورہ میں لفظ الف بھی 10 بار آیا ہے، اس سورہ میں کی تمام آیات

کا اختتام لفظ راء پر ہوا ہے، جبکہ حروف تہجی میں ر کا نمبر بھی 10 ہے، جبکہ قرآن کریم کی وہ تمام سورتیں جس کا اختتام راء پر ہے ان سورتوں کی تعداد بھی 10 ہے۔

سورہ الکوثر میں قربانی کا ذکر بھی کیا گیا ہے، کیونکہ ذی الحجہ کی 10 تاریخ کو قربانی سے نسبت ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانۡحَرۡ ۔(کوثر۔۲)

ترجمہ۔ آپ اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے اور قربانی کیجیے۔

علم ریاضی/حساب:

ریاضی کا لفظ ریاضت سے بنا ہے جس کے معنی سیکھنا یا مشق کرنے کے ہیں، جبکہ حساب عربی زبان کا لفظ ہے، جس کو اردو میں ریاضی اور انگریزی میں Arithmetic یا Mathematics کہا جاتا ہے۔

Mathematics یونانی زبان کے لفظ Mathema سے ماخوذ ہے، جس کے معنی سیکھنا اور پڑھنے کے ہیں۔

علم ریاضی کی سادہ ترین شکل اور اس کا مفہوم اعداد کو گننا ہے۔

اردو زبان میں حساب کے معانی شمار کرنا، اندازہ قائم کرنا، گنتی، میزان، جوڑ، نرخ، بھاؤ، قیمت، سمجھ، رائے خیال، لین دین، طور، طریقہ، قاعدہ، ڈھنگ، معاملہ، تعلق، سلسلہ، ربط، لگاؤ، لگاوٹ، مقدار، تناسب، نسبت، محاسبہ، پوچھ گچھ، احتساب، جزا سزا، تعین، حالت اور کیفیت کے ہیں۔

ماہرین کے مطابق، علم ریاضی میں انسانی ذہن کا ارتقائی سفر انسانی ترقی کی بنیاد ہے، جرمنی میں Mathematics کی اہمیت کے پیش نظر 2008ء کو ریاضی کی آگاہی کا سال قرار دیا گیا تھا۔

ریاضی کی دنیا میں صفر کی دریافت کے بعد انقلاب رونما ہو گیا۔

علم ریاضی انسان کی زندگی کا لازمی جزہے، کائنات، زندگی یا مخلوقات کی کوئی حرکت، ان کا جسمانی نظام، ان کا اندرون اور بیرون سب کا سب علم ریاضی کی گرفت میں ہے، یعنی اس پوری کائنات میں جس جانب نظر دوڑائی جائے وہاں علم ریاضی پوری تمکنت کے ساتھ براجمان ہے۔

علم ریاضی میں دن، رات، شماریات، فلکیات، بروج کی چال اور حرکات، طبیعات، حیاتیات، نظریاتی سائنس، کامرس اور موسیقی کے سات سرتک شامل ہیں۔

اعداد:

قدیم مسلم ریاضی دانوں نے اعداد کا موجودہ تصور پیش کیا ہے، لیکن اس کے مقابلے میں یورپ اپنی کم علمی کے باعث رومن اعداد سے شمار کا کام لیا کرتے تھے مثلاً 28 کو رومن اعداد میں xxviii لکھا جاتا، لیکن اس طریقے سے ضرب، تقسیم، جمع، اور تفریق جیسے بنیادی مسائل بہت دشوار تھے، مگر مسلمانوں کی علم ریاضی کی تحقیق اپنے دور کے اعتبار سے انتہائی جدید اور منفرد تھی۔
یہ مسلم ریاضی دانوں کا ہی کمال تھا کے بڑے بڑے اعداد کو انھوں نے مختصر کر کے لکھنا سیکھایا۔
جیسے روشنی کی رفتار
300,000,000 میٹر فی سیکنڈ ہے یا ایک ملین 1,000,000 روپے کو لکھنے میں علامت نویسی یعنی Scientific Notation کے ذریعے انھوں نے مشکل اور طویل اعداد کو مختصر کرنا سیکھایا۔
جیسے

نام	ہندسے	عدد (سائنسی انداز)
۱۔ ایک	1	10(0)
۲۔ ہزار	1000	10(3)
۳۔ دس لاکھ (ملین)	10,00000	10(6)
۴۔ ایک ارب (بلین)	1,000,000,000	10(9)
۵۔ دس کھرب (ٹریلین)	1,000,000,000,000	10(12)
۶۔ پدھم (کواڈریلین)	1,000,0000,000,000,000	10(15)
۷۔ سنکھ (کوئینٹلین)	1,000,000,000,000,000,000	10(18)

ان سے بھی بڑے اعداد جیسے ہیکسیلین 10(21)، پینٹلین 10(24)،

آکٹیلین 10(27)،نونیلین 10(30)اورڈیسلین 10(33) کہلاتے ہیں۔
اس کے بعد یونو ڈیسیلین 10(36)اور ڈیوڈسیلین 10(39) بھی شامل ہیں، تاہم شماریات کا سلسلہ بغیر رکے جاری رہتا ہے۔
ریاضی دانوں نے انھی آسان اعداد اور شماریات کی وجہ سے با آسانی کل کائنات میں موجود ایٹم ز کی اندازاً تعداد کو معلوم کرلیا ہے۔
مثلاً۔ایک گرام مادہ 10(24) پر مشتمل ہوتا ہے۔
ایک ستارہ اندازاً 10(23) گرام وزنی ہوتا ہے۔
ایک کہکشاں اندازاً 10(11) ستاروں پر مشتمل ہوتی ہے۔
پوری کائنات اندازاً 10(10) کہکشاؤں پر مشتمل ہے۔
تو ان تمام کو باہم ضرب دے کر 10 کی قوتوں کو جمع کریں گے۔
گویا کائنات 10(78) ایٹم ز پر مشتمل ہے۔
مثال: اگر زمین کا وزن 6x10(24) کلوگرام ہے تو کل ایٹم ز کی تعداد کیا ہوگی؟

6x10(24)KG=6x10(24)x10(3)gm,6x10(27)gm۔

6x10(51)Atoms=10(24)x6x10(27)

امام غزالی:

امام غزالی اپنی تصنیف خیر المقال فی ترجمہ المنقذ من الضلال میں لکھتے ہیں! علوم فلسفہ کی چھ اقسام ہیں۔
۱۔ریاضی۔۲۔منطق۔۳۔طبعیات۔۴۔الہیات۔۵۔سیاست مدنی۔۶۔علم اخلاق۔

۱۔علم ریاضی:

امام غزالی علم ریاضی کے بارے میں لکھتے ہیں! علم ریاضی حساب، ہندسہ وعلم ہیت عالم ہے، اور ان کے صحیح ہونے یا نا ہونے سے کوئی امر دینی متعلق نہیں بلکہ یہ امور استدلالی ہیں ان علوم کو جاننے

اور سمجھنے کے بعد ان سے انکار ناممکن ہے، لیکن ان علوم کی دو آفات ہیں۔

ا۔ پہلی آفت یہ ہے کے ان علوم پر غور فکر، تحقیق و جستجو، باریک اور روشن دلائل سے عقل انسانی حیران اور مستعجب ہوتی ہے، جس کی وجہ سے وہ فلسفیوں کو اچھا سمجھتے ہیں کیون کہ وہ یہ گمان کرتے ہیں کے جس طرح سے علم ریاضی میں وہ دو اور دو چار کی بالکل واضح دلیل دے رہے ہیں بالکل اسی طرح سے باقی علوم پر بھی وہ اسی انداز سے دلائل قائم کرتے ہوں گے، چنانچہ اہل فلاسفہ کا علم مستحکم ہے۔

۲۔ دوسری آفت یہ ہے کے جو دین اسلام سے متعلق جہلاء یہ سمجھتے ہیں کے دین کی فتح یابی یہ ہے کے جو چیز بھی علم فلاسفہ سے منسوب ہے اس کا انکار واجب ہے، چنانچہ وہ سائنس اور فلسفہ کی شدت سے مذمت کرتے ہوئے ان سے وابستہ علوم کی نفی کرتے ہیں، یہی نہیں بلکہ وہ سائنسی میدان میں کی گئی کسوف اور خسوف سے متعلق حقائق کا بھی شدت سے انکار کرتے ہیں۔ا؎

علم ریاضی کی تاریخ:

علم ریاضی ایک قدیم ترین علم ہے، جس کی ابتداء انسان کی ابتداء کے ساتھ تو منسلک ہے لیکن یہ علم انسان سے بھی زیادہ قدیم ہے۔

اللہ تعالی نے اپنے تمام پیغمبروں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک سب کو علم ریاضی، معین مقداروں، حساب کتاب، تناسب اور توازن کے علم سے بذریعہ وحی متصف فرمایا۔ اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔

ا۔ اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو علم الاسماء عطا فرمایا

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہ السلام دونوں ہی اس زمین کے اولین انسان سمجھے جاتے جاتے ہیں، اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کے بعد انھیں تمام کائناتی علوم سیکھائے جس کو علم الاسماء کہا جاتا ہے یعنی دنیا کے تمام علوم، سائنس و ٹیکنالوجی، کمپیوٹر سائنسز، بائیولوجی، بوٹنی، زولوجی، جینیٹک سائنسز، فوڈ سائنسز، فزکس، کیمسٹری، میتھمیٹکس، سائیکولوجی،

سوشیولوجی، جغرافیہ، تاریخ، فلسفہ، ایگری کلچر، اور دین اسلام کا مکمل علم اس میں شامل ہے۔ جب فرشتوں کو اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدے کا حکم دیا تو انھوں نے کہا کے اللہ تعالی آدم کی نسل تو زمین میں فساد پھیلائے گی، جس پر اللہ نے فرمایا! جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے، پھر اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دیا کے جو علم الاسماء اللہ نے انھیں عطا فرمایا ہے اس کو فرشتوں کے سامنے بیان کریں، چنانچہ اللہ کے حکم کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں کے سامنے جب تمام علم الاسماء کو بیان فرمایا تو فرشتے سجدے میں گر گئے کیونکہ وہ آدم کی اس علمی فضیلت سے ناواقف تھے۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں! آدم کو آدم اس لئے کہا گیا کیونکہ انھیں عقل وفہم دے کر تمام مخلوقات پر فضیلت دی گئی۔

آدم کا لفظ آدمة سے نکلا ہے جس کے معنی گندمی کے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر قرآن کریم میں ۲۵ مرتبہ آیا ہے۔

تورات کے مطابق! حضرت آدم نے ۹۳۰ برس عمر پائی۔

معراج کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے آسمان پر ہوئی تھی، اس آسمان کا نام رقیعہ ہے جس کی رنگت دودھ سے زیادہ سفید ہے۔

زراعت کی ابتداء:

حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں نسل انسانی نے علم طب، علم حساب، اور علم موسیقی کے علاوہ زراعت بھی شروع کردی تھی۔

تورات میں درج ہے! خداوند نے باغ عدن سے جب آدم کو باہر کردیا اور انھیں زمین پر بھیج دیا تو انھوں نے کھیتی باڑی شروع کی

(تورات) زمین پر اترنے کے بعد آدم نے گزر بسر کے لئے کھیتی باڑی شروع کی۔

حضرت سعید بن جبیرؓ بیان کرتے ہیں! حضرت آدم ایک سرخ بیل کے ساتھ ہل چلاتے اور اپنی پیشانی سے پسینہ بھی پونچھتے اور یہ ان کی مشقت تھی۔

ماہرین آثار قدیمہ نے جو اولین ہتھیار دریافت کئے ہیں وہ پتھر سے بنے ہوئے ہیں اور ان کا تعلق تہذیب کے اس دور سے ہے جیسے پتھر کا زمانہ کہا جاتا ہے، لہٰذا زمین پر اولین تہذیب کی بنیاد حضرت آدم علیہ السلام نے ڈالی، آپ نے ہی سب سے پہلے آگ کو استعمال اور دریافت کیا۔

زراعت ایک مکمل سائنس ہے، جس میں حساب کتاب موجود ہے، دنیا میں زراعت کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام کے ہاتھوں شروع ہوئی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو کل کائنات کا علم عطا فرمایا تھا چنانچہ وہ ہر چیز کو جانتے اور سمجھتے تھے۔

زراعت جانوروں، پودوں، خوراک، غذائی ریشہ، حیاتیاتی ایندھن، دواؤں میں استعمال ہونے والی جڑی بوٹیوں اور انسانی زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے جزلازم کی حیثیت رکھتا ہے۔

زراعت کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنا قدیم خود انسان ہے، تاہم زراعت انسانی تہذیب کی وراثت میں ایک اہم ترین پیشرفت ہے۔

یہ نکتہ نہایت قابل غور ہے کے دنیا میں موجود تمام معلوم اور نامعلوم علوم کے در پردہ لازماً کوئی نا کوئی پیغمبر ہوگا کیونکہ علم خدا کا نور ہے جس کو اللہ تعالیٰ پاک سینوں میں بذریعہ وحی نازل فرماتا ہے کیونکہ عام انسان اس علم اور نور کا تحمل نہیں کرسکتا، یہ صرف اور صرف پیغمبروں کا وصف ہے کے وہ علم کے اس بوجھ کو اپنے سینے پر برداشت کرتے ہیں۔

علم طب:

علم طب اللہ تعالیٰ کا خاص عطیہ ہے، اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام علم الاسماء عطا فرمائے، انھوں نے جڑی بوٹیوں سے بیماریوں کے علاج بتائے، سب سے پہلے انھوں نے دوہری ٹہنیوں سے آگ روشن کی، اپنی اولاد کو اللہ کی عبادات سیکھائی۔

حضرت آدم علیہ السلام اور علم ریاضی

علم الحساب ایک ایسا علم ہے جس کی گرفت میں کائنات کی ہر شے شامل ہے، کوئی شے، وقت، انسان، جانور، پرندے، پودے، زمین، آسمان، بادل، ہوا، معدنیات، چاند، سورج،

ستارے، سیارے، سمندر، دریا، پہاڑ اور کل مخلوقات دیدہ و نادیدہ سب کی سب علم ریاضی کی گرفت اور زمرے میں شامل ہے، اللہ تعالیٰ نے تمام علم الاسماء حضرت آدم علیہ السلام کو سکھائے جس میں دنیا کا ہر علم شامل ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نو چیزیں اپنے ساتھ لائے تھے۔ ۱۔ حجر اسود جو دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ ۲۔ جنتی درختوں کی پتیاں اور پھولوں کی پنکھڑیاں۔ ۳۔ آس نامی درخت کی ایک لاٹھی ۔ ۴۔ بیلچہ۔ ۵۔ کدال۔ ۶۔ صنوبر۔ ۷۔ سندان یا اہران۔ ۸۔ ہتھوڑا۔ ۹۔ سنڈاسی۔ ۲؎

حضرت آدم علیہ السلام نے دنیا میں آنے کے بعد سب سے پہلے بیر کا پھل تناول فرمایا۔ ۳؎

حضرت آدم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر پانچ پہاڑوں کے پتھروں سے کی۔

۱۔ طور سینا۔ ۲۔ طور زیتون۔ ۳۔ جبل لبنان۔

۴۔ جبل جودی۔ ۵۔ جبل نور (یعنی غار حرا جہاں واقع ہے اس کے پتھر سے بیت اللہ کے ستون تعمیر فرمائے۔ ۴؎

حضرت آدم علیہ السلام کا قد مبارک ساٹھ ہاتھ تھا۔ ۵؎

آپ کی عمر مبارک (۹۳۶) برس تھی۔ ۶؎

آپ کی وفات سری لنکا میں نوذ نامی پہاڑی مقام پر ہوئی۔

حضرت کعبؓ بیان کرتے ہیں، حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کے موقع پر حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرشتوں نے آپ کو غسل دیا اور نماز جنازہ پڑھی۔

دوسرے قول کے مطابق! حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کے فرزند حضرت شیث علیہ السلام سے کہا! آپ نماز جنازہ پڑھائے۔ تاہم آپ کی نماز جنازہ میں ۳۰ تکبریں پڑھی گئیں، جو صرف اور صرف آپ کا اعزاز خاص تھیں۔ ۷؎

۲۔ حضرت ادریس علیہ السلام

حضرت ادریس علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ پیغمبر اور نبی تھے۔

حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت آدم علیہ السلام کی چھٹی پشت میں حضرت نوح علیہ السلام کے

پردادا ہیں۔یونانی زبان میں آپ کا نام ہرمیس،عبرانی زبان میں میں حنوک اور قرآن کریم میں آپ کو ادریس کہا گیا۔آپ کو ادریس اس لئے بھی کہا گیا کیونکہ آپ نے سب سے پہلے درس کتاب دیا۔۸؎

حضرت ادریس علیہ السلام کا لقب (ہرمس الہرانس) بہ معنی حکیم الحکماء۔

معراج کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات حضرت ادریس علیہ السلام سے چوتھے آسمان پر ہوئی،چوتھے آسمان کا نام زاھر ہے

جس کی رنگت چاندی سے زیادہ سفید اور چمکدار ہے۔

حضرت ادریس علیہ السلام اور علم ریاضی

ٹاؤن پلائننگ:

حضرت ادریس علیہ السلام کو اللہ تعالی نے ٹاؤن پلائننگ کا علم اور ٹیکنالوجی عطا فرمائی،چنانچہ اسی علم کی روشنی میں آپ نے تمدن اور معاشرت کے قوانین وضع کئے۔

بابل (سریانی زبان میں بابل ہنر کو کہتے ہیں،یہ دریاے دجلہ اور فرات کا دوآبہ بھی ہے) انسانی آبادی اور تہذیب وتمدن کا سب سے پہلا شہر ہے جو اب کوفہ کے نام سے مشہور ہے۔آپ نے مصر کی جانب ہجرت کی اور دریائے نیل کے کنارے ایک شہر کو منتخب کیا اور آپ نے اس شہر کو بابلیون کا نام دیا۔

آج دنیا بھر کی انجینیرنگ یونیورسٹیز میں سول انجینیرنگ پڑھائی جاتی ہے،جس کی ابتداء فرانس،جرمنی یا لندن سے نہیں ہوئی بلکہ اس علم کی ابتداء حضرت ادریس علیہ السلام کے ہاتھوں ہوئی،اللہ تعالی نے حضرت ادریس علیہ السلام کو شہر آباد کرنے کی سائنس اور ٹیکنالوجی بذریعہ وحی عطا فرمائی،چنانچہ ایک گھر سے دوسرے گھر کا فاصلہ،شاہراہیں،کشادہ گزرگاہیں،سردی میں گھر گرم اور گرمی میں ٹھنڈے،سیورج سسٹم،ہوا کے گزرنے کے انتظامات،کھڑکی،دروازے،کھیل کے میدان،بازار،مطب اور تجارتی مراکز وغیرہ۔

اگر شہر میں ندی یا تالاب ہے تو اس پر پل بنانا، اگر شہر میں کوئی پہاڑ ہے تو اس کے اندر سرنگ بنانا، گھر بنانا اور شہر آباد کرنا ایک سخت محنت، علم، سائنس اور ٹیکنالوجی کا مرہون منت ہے اور یہ علم دنیا بھر کی یونیورسٹیز میں پڑھایا جاتا ہے۔

اس علم میں حساب کتاب اور علم ریاضی، جیومیٹری اور الجبرا کا بڑا عمل دخل ہے۔۔

آپ کو اللہ نے ٹاون پلاننگ کا علم بذریعہ وحی عطا فرمایا۔آپ کے بعد آپ کے شاگردوں نے ۲۰۰ شہر آباد کئے۔

دیگر علوم وفنون پر حضرت ادریس علیہ السلام کی دسترس:

حضرت ادریس علیہ السلام کو اللہ تعالی نے علم ریاضی، فن کتابت، ٹیلرنگ، ناپ تول کے اوزان، اسلحہ سازی، علم نجوم اور قلم بنانے کا علم عطا فرمایا، آپ ۷۲ زبانیں جانتے تھے۔آپ نے سب سے پہلے کپڑے کو کاٹنا اور سینا سیکھایا، جس میں ناپ تول اور حساب کتاب کی ضرورت ہوتی ہے، اس سے قبل لوگ اپنے جسموں کو کھال سے ڈھانپا کرتے تھے۔۹؎

آپ نے سب سے پہلے روئی کا کپڑا پہنا۔آپ کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ اذۡکُرۡ فِی الۡکِتٰبِ اِدۡرِیۡسَ ۫ اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیۡقًا نَّبِیًّا ٭ وَّ رَفَعۡنٰہُ مَکَانًا عَلِیًّا ۔۱۰

ترجمہ۔ادریس کو یاد کیجئے، بے شک وہ صدیق اور نبی تھے، اور ہم نے ان کو بلند مرتبہ پر اٹھالیا۔

حضرت ادریس علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھایا گیا:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت وَّ رَفَعۡنٰہُ مَکَانًا عَلِیًّا سے مراد حضرت ادریس علیہ السلام کو اللہ نے چوتھے آسمان پر اٹھالیا اور وہیں ان کی وفات ہوگئی۔۱۱؎

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! معراج پر جب مجھے اوپر آسمان پر لے جایا گیا تو میں نے حضرت ادریس علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر دیکھا۔۱۲؎

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت

وَّ رَفَعۡنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا کے بارے میں فرمایا! حضرت ادریس علیہ السلام چوتھے آسمان پر ہیں۔ ۱۳؎

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، آیت وَّ رَفَعۡنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا سے مراد حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمان کے اوپر اٹھایا گیا جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا گیا تھا اور ان کو موت نہیں آئی۔ ۱۴؎

بائبل میں ہے، حنوک کی عمر ۳۶۵ برس تھی اور حنوک خدا کے ساتھ چلتا رہا اور غائب ہو گیا کیونکہ اسے خدا نے اٹھالیا۔ ۱۵؎

۳۔ حضرت نوح علیہ السلام

حضرت نوح علیہ السلام کو ابوالبشر ثانی بھی کہا جاتا ہے، آپ کی والدہ کا نام سخابنت انوش تھا۔

علماء کرام لکھتے ہیں، نوح عربی زبان کا لفظ نہیں ہے۔ عربی زبان میں ناح سے مراد چیخ و پکار ہے جبکہ نوح سے ہی نوحہ کرنا بھی ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام بہت زیادہ گریہ وزاری کیا کرتے چنانچہ اسی مناسبت سے ان کا نام نوح پڑ گیا۔

امام ابن حبان نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے، حضرت امامہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان دس قرن یعنی (۱۰ صدیوں) کا فرق یا فاصلہ تھا۔ ۱۶؎

حضرت نوح علیہ السلام کا موجودہ وطن عراق ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام اور علم ریاضی

کشتی نوح:

اللہ تعالی نے حضرت نوح کو کشتی بنانے کی ٹیکنالوجی بذریعہ وحی عطا فرمائی، اس سے قبل بنی نوع انسانیت سمندر میں سفر کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی لیکن اللہ تعالی نے حضرت نوح علیہ السلام کے ذریعے بنی نوع انسانیت کو Shipping Industries کے علم سے متصف

فرمایا۔انجیل کے مطابق اس کشتی کی لمبائی ۳۰۰ کیوبٹ (۴۵۰فٹ) ۵۰ کیوبٹ چوڑی (۷۵ فٹ) ۳۰ کیوبٹ اونچی (۳۰فٹ)۔۱۷؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی لمبائی تین سو ذراع ،اونچائی تیس ذراع،عرض پچاس ذراع تھی جبکہ اس کا دروازہ اس کی چوڑائی میں تھا۔۱۸؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، اللہ نے جب حضرت نوح علیہ السلام کو جب کشتی بنانے کا حکم دیا گیا تو انھیں بتایا گیا کے ساج (ساگوان) کا درخت لگاؤ چنانچہ ساج (ساگوان) کا درخت لگایا گیا، پھر اس درخت کو کاٹ کر خشک کیا گیا پھر اس کشتی کی شکل صورت اور ناپ تول بتایا گیا چنانچہ کشتی کا سر مرغ کی طرح، اس کا درمیانی حصہ پرندے کے سینہ کی طرح، اور اس کشتی کا آخری حصہ مرغ کی دم کی مانند بنایا گیا، اس کشتی کے کئی طبقات بنائے گئے، تاہم اس کشتی کا دروازہ اس کے پہلو میں بنایا گیا اور اس کو لوہے کی کیلوں سے مضبوط کیا گیا، یہ لوہے کی کیلیں اللہ تعالیٰ نے آسمان سے حضرت جبرئیل کے ہاتھوں بھیجیں۔اس کشتی کے ایک طبقے میں جانوروں کے جوڑے، ایک طبقے میں مومنین مرد و عورت جبکہ اوپری طبقے میں پرندوں کو رکھا گیا۔۱۹؎

ضحاکؒ سے روایت ہے کے سلیمان فرائی نے فرمایا! نوح نے چار سو سال تک کشتی کا کام کیا اور چالیس سال میں ساگوان کا درخت لگایا یہاں تک کہ اس کی لمبائی چار سو ذراع ہوگئی اور ایک ذراع کندھوں تک تھا۔۲۰؎

ابن جریرؒ نے زید بن اسلمؒ سے روایت کیا! نوح علیہ السلام نے ایک درخت لگایا، پھر اس کو کاٹ کر خشک کیا پھر سو سال تک کشتی کا کام کیا۔۲۱؎

جس دن لوگ اس کشتی سے اترے اس دن دس محرم الحرام تھا۔۲۲؎

یہ کشتی کئی منزلہ تھی۔۱۸۴۴ء میں ایک I.K.Bruvel نامی شخص نے گریٹ بریٹن نامی ایک جہاز بنایا جو اسی کشتی کی پیمائش پر بنائی گئی تھی۔جس نے سینکڑوں کامیاب سمندری سفر کئے اور بے شمار طوفانوں کا مقابلہ بھی نہایت کامیابی سے کیا۔

دنیا کی ہر ایجاد میں پہلی ایجاد سب سے زیادہ اہم ترین اور قابل ذکر ہوتی ہے کیونکہ اسی کو دیکھ کر مزید ایجادات کے راستے کھلتے اور مزید ایجادات کے لئے تحریکات کی ابتداء ہوتی ہے۔

آج دنیا نے Shipping Industries میں کمالات اور تاریخ رقم کر دی ہے۔

وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۔۲۳

ترجمہ۔ یہ جہاز اُسی کے ہیں جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح اونچے اُٹھے ہوئے ہیں۔

اللہ نے اس دنیا میں بے شمار سمندر، دریا اور جھیلیں پیدا فرمائیں اور ان میں باحفاظت سفر کے انتظامات کے لئے سمندری جہاز اور کشتیوں کی ٹیکنالوجی بھی بذریعہ وحی اپنے پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام کو عطا فرمائی، حضرت نوح علیہ السلام سے قبل کوئی شخص عظیم الشان سمندروں میں سفر کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا لیکن اللہ تعالی نے انھیں بذریعہ وحی سمندری جہاز کی مکمل ٹیکنالوجی فراہم کی جس پر عمل کرتے ہوئے حضرت نوح علیہ السلام ایک بڑی کشتی بنانے میں کامیاب ہوگئے جبکہ آج بھی بڑی بڑی شپنگ انڈسٹریز میں اس پہلی کشتی کے Measurement پر عمل کرتے ہوئے دیگر سمندری جہاز نہایت کامیابی سے تیار کئے جارہے ہیں کیونکہ اس پہلے کشتی کا Measurement اس قدر مکمل اور بے عیب ہے جس کی مثال ملنا محال ہے جبکہ دوسری جانب اس فارمولے سے بنائے گئے دیگر سمندری جہاز کامیاب سفر کی ضمانت بھی ہیں یعنی وہ سمندری حادثات سے بھی محفوظ و مامون ہیں اور ایک مقام سے دوسرے مقام تک بے شمار وزنی سامان تجارت، مسافر اور دیگر عملہ کے ساتھ کامیاب سمندری سفر کرتے ہیں۔

ابتداء میں کھوکھلی کشتیاں بھی بنائی گئیں، جس میں بادبان کا اضافہ بھی کیا گیا، اگرچہ یورپ سے برصغیر پاک وہند کا خشکی کا راستہ اسلامی ممالک سے گزرتا تھا جن پر اسلامی ممالک ان سے ٹیکس وصول کیا کرتے، تاہم یورپ کی ترقی کا سب سے بڑا انحصار بحری جہاز اور اس سے وابستہ تجارت پر ہے، بحری سفر کو محفوظ بنانے کے لئے قطب نما اور روشنی کے مینار تعمیر کئے گئے، بعد ازاں فرانسسی موجد ڈینس پاپن اور انگریز موجد تھامس نیوکومن نے بھاپ کے انجن ایجاد کئے۔ ۱۸۳۸ء میں بھاپ کے انجن سے تیار بحری جہاز نے بحیرہ اوقیانوس عبور کیا، رفتہ رفتہ لائف بوٹس اور لائف بیلٹس بھی تیار کی گئیں جو کسی بھی بحری حادثے میں انسانی جان بچانے میں بڑی معاون ثابت ہوئیں، موجودہ دور میں بحری جہاز ڈیزل سے چلائے جاتے ہیں لیکن ان بحری

جہازوں کو مستقبل میں ایٹمی طاقت سے چلانے کے منصوبے بھی ہیں لیکن یہ کافی خطرناک ہے، دوسری جانب امریکہ اور روس نے ایٹمی طاقت سے چلنے والی آبدوز تیار کر لی ہیں
تاہم جنگی بحری جہاز میں جنگی ساز وسامان، اسلحے، فوج، گولہ بارود، توپوں کے ساتھ ساتھ طیارے کھڑے کرنے کی بھی وسیع جگہ موجود ہوتی ہے۔
امریکہ نے دنیا کا سب سے بڑا بحری جہاز بنانے کا اعزاز حاصل کر لیا ہے، جس کا نام Icon of the Seas ہے جسے Royal Caribbean International Icon نامی کمپنی نے ۲۰۲۳ء میں تیار کیا، یہ دنیا کا سب سے بڑا بحری جہاز ہے جس کی لمبائی ۱۱۹۷ فٹ اور چوڑائی ۱۶۵ فٹ ہے، اس جہاز میں ایک ہزار سے زائد پر تعش کمرے، سات بڑے سوئمنگ پولز، چھ واٹر سلائیڈز، چالیس سے زائد ریسٹورینٹس، بار، لاونج اور کھیل کے میدان، لائبریری، اور کلینک موجود ہے۔ اس بحری جہاز میں سات ہزار سے زائد مسافر اور ڈھائی ہزار سے زائد عملہ سفر کر سکتا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک کی تحقیق اور جستجو کے نتیجے میں بحری جہاز سازی میں خوب سے خوب تر کی تلاش ہر گزرتے دن کے ساتھ عروج کی جانب گامزن ہیں۔

۴۔ حضرت ہود علیہ السلام

حضرت ہود علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ نبی تھے، اللہ تعالی نے آپ کو بچپن سے ہی پیغمبرانہ اور قائدانہ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔
اللہ نے آپ کو قوم عاد کی جانب بھیجا، آپ بتوں سے بے زار تھے۔ آپ نے اپنی قوم کو اللہ کی بندگی کا حکم دیا اور انھیں جہالت اور گمراہی سے نکالنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن قوم ان کے پیغام کو مسلسل مسترد کرتی رہی اور ان کی قوم نے بھی حسب سابق آپ پر الزامات لگائے۔
اسی حوالے سے ارشادات خداوند ہیں!

وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ

سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّىۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ۔ ۲۴

ترجمہ۔قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا، انہوں نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو، تمہارے لیے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کیا تم ڈرتے نہیں، ان کی قوم کے سردار جنہوں نے کفر اختیار کیا جواب میں کہنے لگے کہ بلاشبہ ہم تجھے بے وقوفی میں دیکھ رہے ہیں۔اور بلاشبہ ہم یہ سمجھ رہے ہیں کہ تو جھوٹوں میں سے ہے، ہود نے کہا! اے میری قوم! مجھ میں بے وقوفی نہیں ہے، میں رب اللعالمین کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔

قوم عاد کی جسمانی قوت:

قوم عاد کی جسمانی قوت اور ان کی جسامت کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاذۡكُرُوۡۤا اِذۡ جَعَلَكُمۡ خُلَفَآءَ مِنۡۢ بَعۡدِ قَوۡمِ نُوۡحٍ وَّزَادَكُمۡ فِى الۡخَلۡقِ بَصۜۡطَةً‌ۚ فَاذۡكُرُوۡۤا اٰلَاۤءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ۔ ۲۵

ترجمہ۔ یاد کرو (اللہ) نے تمہیں قوم نوح کے بعد خلیفہ بنا دیا، اور جسمانی طور پر تمہارے ڈیل ڈول میں پھیلاؤ زیادہ کر دیا لہٰذا تم اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

وھبؒ بیان کرتے ہیں، قوم عاد میں سے ہر شخص ساٹھ ہاتھ لمبا، جب کے ان کی کھوپڑی بڑے قبہ کی مانند تھی اور آنکھیں اتنی بڑی تھیں کے اس میں درندے بچے دے سکیں اور ان کی ناک کے نتھنے بھی بہت بڑے تھے۔ ۲۶؎

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، قوم عاد کے افراد بارہ بارہ ہاتھ لمبے تھے۔ ۲۷؎

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں، قوم عاد کا ایک شخص (اتنا بڑا تھا) کے اس کے دونوں کندھوں کے درمیان میل کا راستے تھا۔ ۲۸؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، قوم عاد کا ہر شخص اپنی پیدائش کے وقت بھی اتنا بڑا ہوتا یعنی دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کے برابر، ان کے یہاں گندم کا ایک دانہ گائے کے گردے کی مانند بڑا ہوتا جبکہ ان کے یہاں کا ایک انار اتنا بڑا ہوتا کے اس کے چھلکے میں دس آدمی بیٹھ سکتے تھے۔ ۲۹؎

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، قوم عاد کے افراد "شدۃ" تھے یعنی قوت اور طاقت والے تھے۔۳۰

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، قوم عاد کے لوگ پتھر کا کواڑ بنا لیتے، ہماری امت کے پانچ سو افراد بھی اس کواڑ کو دوسری جگہ منتقل نہیں کر سکتے، اس قوم کا کوئی شخص اگر اپنا قدم زمین میں داخل کرنا چاہے تو وہ اس کو داخل کر سکتا تھا۔۳۱

امام زبیر بن اسلمؒ بیان کرتے ہیں، پہلے زمانے میں چار سو سال تک کسی کے جنازہ کے بارے میں نہیں سنا جاتا تھا۔۳۲

قوم عاد پر بھیجے جانے والے عذاب الٰہی میں علم ریاضی

اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنَا عَلَیۡہِمۡ رِیۡحًا صَرۡصَرًا فِیۡ یَوۡمِ نَحۡسٍ مُّسۡتَمِرٍّ ۔۳۳

ترجمہ۔ بے شک ہم نے ان پر سخت ہوا بھیجی، ایسے دن میں جو منحوس اور دیر تک رہنے والا تھا۔

تَنۡزِعُ النَّاسَ ۙ کَاَنَّہُمۡ اَعۡجَازُ نَخۡلٍ مُّنۡقَعِرٍ ۔۳۴

ترجمہ۔ وہ ہوا لوگوں کو اکھاڑ کر پھینک رہی تھی، جیسے وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا، قرآن کریم میں آندھی کے متعلق یہ آیات ہیں۔

قوم عاد پر بدھ کی شام کو سخت سرد آندھی چلنی شروع ہوئی پھر لگاتار سات راتیں اور آٹھ دن چلتی رہی یہ آندھی گھروں میں بند انسانوں کو ان کے گھر کے دروازے توڑ کر اٹھاتی اور انھیں زمین پر اس طرح پٹختی کے ان کے سر دھڑ سے الگ ہو جاتے اس آندھی کو دبور کہا جاتا ہے۔

قوم عاد دراز قد اور مضبوط قد کاٹھ کے، قوی ہیکل افراد تھے۔

وَقَالُوۡا مَنۡ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّۃً۔۳۵

ترجمہ۔ قوم عاد نے کہا ہم سے زیادہ قوت والا کون؟

وہ پہاڑوں میں گھر بناتے، حضرت ہود علیہ السلام انھیں اللہ کے غضب سے ڈراتے مگر وہ بعض نہ آتے اور غرور و تکبر میں ڈوبے رہتے تب اللہ تعالی نے ان پر ایک سخت آندھی بھیجی۔

گرد بار (Tornado Twister):

اللہ تعالی کی ہر مخلوق چاہے وہ آندھی ہو یا طوفان، عذاب ہو یا ثواب اللہ تعالی کے یہاں سب کی Perfect Calculation ہے، اس کی رفتار کیا ہوگی، اس کی زد میں کون کون سے گناہ گار آئیں گے، اس عذاب کا دورانیہ کتنا ہوگا، وہ کس دن سے شروع ہو کر کس دن رکے گی وغیرہ۔
گرد بار ہوا کو آندھی یا طوفان بھی کہتے ہیں اس میں گردش کرنے والی ہوا کی رفتار ۳۰۰ میل فی گھنٹہ ہوتی ہے جبکہ ایک سمت میں چلنے کی رفتار ۵۰ میل فی گھنٹہ تک ہوتی ہے یہ طوفان اتنے شدید ہوتے ہیں کے مکانوں کی چھتیں اڑ جاتی ہیں پکے مکانات زمین بوس ہو جاتے ہیں بڑے بڑے ٹریلرز کو یہ ہوائیں میلوں دور پھینک دیتی ہیں حتیٰ کے جانور تک ہوا میں اڑنے لگ جاتے ہیں اس طوفان میں بجری یا پتھر راکٹ کی رفتار سے حرکت کرتے ہیں جس کی زد میں آنے والی ہر شے تباہ و برباد ہو جاتی ہے جاندار ملبے میں دب کر مر جاتے ہیں ان طوفانوں کے ساتھ عام طور پر بارش بھی ہوتی ہے جس سے مٹی کیچڑ میں تبدیل ہو جاتی ہے بعض طوفان کڑک اور بجلی کی چمک کے ساتھ آتے ہیں جبکہ بجلی کی چمک اتنی شدید ہوتی ہے کے بڑے بڑے محلات اور درخت زمین بوس ہو جاتے ہیں ایک اندازے کے مطابق ایک طوفان میں تقریباً ۵۰ سے ۱۰۰ مرتبہ بجلی چمکتی ہے متوسط قسم کے طوفان یا دو باراں میں دس ایٹم بم کے برابر طاقت ہوتی ہے جبکہ بجلی کے ایک فلیش میں میں اتنا کرنٹ ہوتا ہے کے چھوٹے شہر میں ایک سال کی بجلی کی ضروریات پوری ہو سکتی ہیں ایک فلیش میں تقریباً ۳،۰۰۰ (ایمپیر ئیر کرنٹ) ہوتا ہے اور اس کا فلو ۶۰،۰۰۰ فارن ہائیٹ تک پہنچ جاتا ہے جو کے سورج میں پیدا ہونے والی گرمی سے بھی زیادہ درجہ حرارت زیادہ ہونے کی وجہ سے ہوا کی رفتار آواز سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!
فَالۡعٰصِفٰتِ عَصۡفًا ۙ-۳۶ ۔ ترجمہ۔ قسم ہے ان ہواؤں کی جو سختی کے ساتھ چلتی ہے۔

۵۔ حضرت صالح علیہ السلام

حضرت صالح علیہ السلام اللہ کے نہایت برگزیدہ پیغمبر اور نبی تھے، آپ جس قوم میں پیدا ہوئے

اس قوم کا نام قوم ثمود تھا، قوم ثمود سامی اقوام کی ایک شاخ ہے، عاد اولیٰ کی ہلاکت کے وقت جو اہل ایمان حضرت ھود علیہ السلام کے ساتھ بچ گئے تھے، یہ قوم ان ہی کی نسل سے تعلق رکھتی ہے اس قوم و عاد ثانیہ بھی کہا جاتا ہے۔قوم ثمود، ثمود نامی ایک شخص کی طرف بھی منسوب کی جاتی ہے۔

قوم ثمود مقام الحجر میں سکونت پذیر تھی جو حجاز اور شام کے درمیان وادی القریٰ میں واقع ہے۔ ۳۷

حجاز اور شام کے درمیان وادی القریٰ تک جو میدان نظر آتا ہے یہ سب الحجر ہے۔

مورخین کہتے ہیں کے قوم ثمود حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہت پہلے صفحہ ہستی سے مٹ چکی تھی۔

حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں، ایک دن ثمود اپنی مجلس میں جمع ہوئے وہاں حضرت صالح علیہ السلام بھی آ گئے۔حضرت صالح علیہ السلام نے حسب معمول ان کو اللہ پر ایمان لانے اور بت پرستی ترک کرنے کی دعوت دی آپ نے ان کو وعظ و نصیحت کی اور اللہ کے عذاب سے ڈرایا تاہم قوم ثمود نے پتھر کی ایک چٹان کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا ،اگر آپ اس چٹان سے ایسی صفت کی اونٹنی نکال دیں جو دس ماہ کی گھابن ہو اور فوراً بچہ دے دے تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے پختہ عہد لیا کے اونٹنی کے نکلنے کے بعد وہ ایمان لے آئیں گے۔

حضرت صالح علیہ السلام نے اللہ کے حضور نماز قائم کی اور بعد از نماز آپ نے اللہ سے دعا فرمائی چنانچہ اللہ نے حضرت صالح علیہ السلام کی دعا منظور فرماتے ہوئے چٹان میں سے ایسی اونٹنی نکال دی جو طلب کردہ صفات کی مکمل حامل تھی اگرچہ یہ ایک عظیم معجزہ تھا جس کو دیکھ کر کئی لوگ ایمان لے آئے لیکن اکثر اپنے کفر اور گمراہی پر ہی جمے رہے۔

حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا، یہ اللہ کی اونٹنی ہے جو تمھارے لئے نشانی ہے اس کو اللہ کی زمین پر کھانے دو وہ جہاں چاہے چرے ایک دن وہ پانی پیئے گی اور ایک دن قوم ثمود کی پانی کی باری ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَنَبِّئۡهُمۡ اَنَّ الۡمَآءَ قِسۡمَةٌۢ بَيۡنَهُمۡ‌ۚ كُلُّ شِرۡبٍ مُّحۡتَضَرٌ ۔۳۸

ترجمہ۔آپ انھیں بتا دیجئے ان کے اور اونٹنی کے درمیان پانی تقسیم کیا ہوا ہے، ہر ایک اپنے پانی کی باری پر حاضر ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں ،جس دن ثمود پانی پیتے تھے اس دن اونٹنی بالکل پانی نہیں پیتی تھی اور ان کو اپنا دودھ پلاتی تھی اور وہ بہت عیش و آرام میں تھے اور جس دن اونٹنی کی باری ہوتی تھی تو وہ سارا پانی پی جاتی تھی اور ان کے لئے پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں بچتا تھا۔

قوم ثمود کچھ عرصہ کے بعد پانی کی اس تقسیم اور باری سے تنگ آ گئے اور اونٹنی کو قتل کرنے کے بارے میں منصوبہ بندی کرنے لگے اگرچہ وہ اونٹنی کو قتل کرنے سے ڈرتے تھے لیکن قوم ثمود کا ایک سردار قیدار بن سالف بن جندع جو نہایت شقیق القلب تھا اس نے اپنی قوم کو اس اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ کر ہلاک کرنے کا مشورہ دیا۔

ایک روایت کے مطابق اونٹنی کے قتل کی سازش میں قوم ثمود کے نو افراد شامل تھے بعد ازاں ان کی منصوبہ بندی میں حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے اہل خانہ کا قتل بھی تھا۔

قوم ثمود اونٹنی کی تاک میں گھات لگا کر بیٹھ گئے اور جیسے ہی وہ نمودار ہوئی مصدع نے اونٹنی کو تیر مارا اور قیدار نے اس کی ٹانگیں کاٹ کر اس کو ہلاک کر دیا تاہم اونٹنی کے بچے نے جب اپنی ماں کا یہ حال دیکھا تو وہ بچہ پہاڑی میں کہیں غائب ہوگیا۔

حضرت صالح علیہ السلام کو اس واقع کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا آخر وہی ہوا جس کا مجھے ڈر تھا اب اللہ کے عذاب کا انتظار کرو جو تین دن کے بعد تم کو تباہ کر دے گا، آخر کار تین دن کے بعد قوم ثمود کو ایک کڑک نے آلیا اور وہ سب ہلاک کر دئے گئے۔۳۹

قوم ثمود پر تین دن بجلی کا عذاب اور علم ریاضی

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاَخَذَ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوا الصَّیۡحَۃُ فَاَصۡبَحُوۡا فِیۡ دِیَارِہِمۡ جٰثِمِیۡنَ۔۴۰

ترجمہ۔جن لوگوں نے ظلم کیا انہیں چیخ نے پکڑ لیا، وہ اپنے گھروں میں اوندھے منہ پڑے رہ گئے، جیسے کبھی بسے ہی نا تھے۔

حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے فرمایا! تم پر عذاب کی علامت یہ ہے کے۔ا۔ پہلے دن جب تم صبح اٹھو گے تو تمھارے چہرے زرد ہوں گے۔۲۔ دوسری صبح تمھارے چہرے سرخ ہوں گے اور۔۳۔ تیسری صبح تمھارے چہرے سیاہ ہوں گے۔۱۴۱

حضرت صالح علیہ السلام کی عذاب سے متعلق پیشن گوئی حرف بہ حرف سچ ثابت ہوئی اور پہلے روز قوم ثمود کے چہرے خوف سے زرد پڑ گئے، دوسرے روز ان سب کے چہرے ڈر اور شدید خوف سے سرخ ہو گئے جبکہ تیسرے روز ان کی دہشت کا عالم یہ تھا کے ان سب کے چہرے سیاہ ہو گئے، تین دن کے بعد بجلی کی چمک اور کڑک سے آل ثمود پر عذاب نازل ہوا۔

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر جب بھی 'صا ئقہ' کا لفظ آیا ہے تو اس سے مراد مہلک عذاب کے ہی ہیں جبکہ اس کے ایک معنی کڑک کے بھی ہیں جس وقت ان پر عذاب آیا وہ اس کو دیکھ رہے تھے لیکن اس کے سامنے اٹھنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور جس وقت وہ عذاب میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوئے اس وقت ان کی مدد کو بھی کوئی نہ آیا۔

سوائے حضرت صالح علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے افراد کے پوری قوم ہلاک ہوگئی عذاب سے بچ جانے والے یہی لوگ ثمود ثانیہ کہلاتے ہیں۔

عذاب الٰہی سے ہلاک ہونے والے آل ثمود ڈیڑھ ہزار گھرانوں پر مشتمل تھے جبکہ حضرت صالح علیہ السلام کے ساتھ بچ جانے والوں کی تعداد ایک سو بیس بتائی جاتی ہے عبرت کے لئے ثمود کی عمارتوں میں سے اب بھی کچھ باقی ہیں مدینہ طیبہ اور تبوک کے درمیان حجاز کے مشہور مقام العلاء (جیسے عہد نبوی میں وادی القری کہتے تھے) سے چند میل دور شمال کی طرف ثمود کی تباہی کے آثار موجود ہیں، العلاء اب بھی سرسبز وشاداب وادی ہے جبکہ الحجر کے گرد و پیش تباہی اور نحوست کے آثار موجود ہیں ہر طرف ایسے پہاڑ ہیں جو سطح زمین پر دھنکی ہوئی روئی کی مانند ہیں یہ تقریباً ۴۰۰ میل لمبا اور ۱۰۰ میل چوڑا علاقہ ہے جسے ایک عظیم زلزلے نے ہلا کر رکھ دیا۔ محققین نے یہ تحقیق کی ہے کے ثمود کی تباہی ایک آتش فشاں پہاڑ کے پھٹنے سے ہوئی جس کے لاوے کے نشانات آج بھی مدائن صالح کے مغرب میں موجود ہیں۔

چنگھاڑ یا صور آواز کی ایسی لہر ہے جو انفرادی شعور کی سکت سے زیادہ ہے، تیز اور کرخت دار آواز

جب چنگھاڑ بنتی ہے تو وہ دراصل ایسی آوازوں اور لہروں کا مجموعہ ہوتی ہے جو انسان کی زندگی میں کام کرنے والی لہروں کو درہم برہم کر دیتی ہے جس کے نتیجے میں ہر ذی شعور بکھر کر رہ جاتا ہے اور انسان سوکھے ہوئے بھس کی مانند ہوجاتا ہے پھر جب یہ لہری نظام ٹوٹ جاتا ہے تو زندگی موت میں تبدیل ہوجاتی ہے دراصل چنگھاڑ آواز کی ایک ایسی لہر ہے جو سماعت کے سسٹم کو توڑ دیتی ہے اور سسٹم کا ٹوٹنا حواس کا ٹوٹنا ہے عام حالات میں بھی ہم یہ مشاہدہ کرتے ہیں کے اگر تیز دھماکہ کسی جگہ ہوجائے تو وقوعہ پر قریب موجود افراد حس سماعت سے محروم ہوجاتے ہیں جبکہ بسا اوقات انسانی کان کے پردے بھی پھٹ جاتے ہیں۔

آواز کی شدت اور فریکوئنسی جو اللہ کے حکم سے Calculated تھی، اس نے ان کے برے نظام اور سسٹم کو تباہ کر کے اس قوم کو ہلاک کر دیا۔

۶۔حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ پیغمبر، نبی اور رسول تھے۔آپ حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کے دو ہزار برس بعد پیدا ہوئے۔ ۴۲؎ حضرت ابراہیم علیہ اسلام کے والد کا نام آذر(تارخ)، جبکہ آپ کی والدہ کا نام امیلہ تھا۔

لفظ ابراہیم 'اب' اور 'ارحم' سے مرکب ہے، جس کے معنی مہربان باپ کے ہیں۔

قرآن کریم میں حضرت ابراہیم کا ذکر ا ۷ مرتبہ آیا ہے آپ کے والد تارح کا انتقال حضرت ابراہیم کے بچپن میں ہی ہوگیا تھا۔

حضرت ابراہیم کی والدہ 'اوشہ' تھیں، آپ کی پرورش آپ کے چچا نے کی تھی، جن کا نام آذر تھا۔

آپ کی ولادت کسدیوں کے قدیم شہر 'ار' (UR) میں ہوئی جو جنوبی عراق میں فرات کے کنارے بابل اور نینوا سے پہلے آباد تھا۔محل وقوع کے اعتبار سے یہ مقام آج کل 'تل ابیب' کے نام سے موسوم ہے، اس ملک میں ستارہ اور ارواح پرستی کی جاتی تھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سریانی زبان بولتے تھے، جس وقت آپ کائنات میں غور وتفکر فرماتے اس وقت آپ کی عمر مبارک ۱۵ برس تھی، آپ اپنے آباؤ اجداد کے مذہب سے بے زار تھے۔

معراج کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ساتویں آسمان پر ہوئی، جس کا نام لابیہ یادامعہ، ہے اس کی رنگت سرخ یاقوت کی مانند ہے۔

بابل کی آبادی تین طبقات میں منقسم تھی۔

۱۔ **عمیلو**۔ عمیلو اونچے طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد تھے ان میں پروہت، پجاری، امراء، شرفاء، اعلی فوجی عہدے داران، وزراء اور سفراء شامل تھے۔

۲۔ مشکینو۔ یہ طبقہ درمیانے درجے کا لیکن اچھی آمدنی کا حامل تصور کیا جاتا تھا جن میں تجارتی کاروباری اور زراعت سے وابستہ افراد شامل تھے۔

۳۔ اردو۔ یہ طبقہ غلاموں اور کنیزوں پر مشتمل تھا اور بابلی سماج میں یہ طبقہ غرباء کا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ اسلام قدیم بابل کے طبقہ عمیلو سے تعلق رکھتے تھے اس طبقہ سے وابستہ افراد کو سماج میں خاص امتیاز حاصل تھا جبکہ ان کی جان و مال کی قیمت بھی دوسروں کے مقابلے میں زیادہ تصور کی جاتی کیونکہ آپ کے والد آذر نا صرف نمرود کے چچازاد بھائی تھے بلکہ نمرود کی سلطنت کے نہایت اعلیٰ عہدے دار بھی تھے چنانچہ جب حضرت ابراہیم نے بتوں کی مخالفت کی تو آپ کے والد آذر نے ہی سب سے پہلے آپ کے خلاف نمرود کے دربار میں مقدمہ درج کروایا۔ ۴۳

قرآن کریم میں کئی مقامات پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کیا گیا ہے، اکثر مقامات پر آپ کو حنیف بھی کہا گیا ہے، تاہم سورہ ابراہیم کے نام کی ایک سورہ بھی قرآن کریم میں موجود ہے۔

آپ کے حوالے سے ارشادات خداوندی!

اِنَّ اِبۡرٰهِيۡمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيۡفًا وَ لَمۡ يَكُ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ۔ ۴۴

ترجمہ۔ بے شک ابراہیم اللہ کے فرمانبردار، (بہ نفس نفیس) ایک امت تھے، وہ سب کو چھوڑ کر ایک جانب یکسو تھے، وہ مشرکین میں نا تھے۔

قُلۡ اِنَّنِىۡ هَدٰٮنِىۡ رَبِّىۡۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ دِيۡنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا‌ ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ۔ ۴۵

ترجمہ۔ بے شک ابراہیم اپنے دین میں مستحکم تھا اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نا تھا۔

اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوۡحًا وَّ اٰلَ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ۔ ۴۶

ترجمہ۔ بے شک اللہ نے چن لیا آدم، نوح، آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام عالمین میں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چالیس دن کے لئے آگ میں ڈالے جانا:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس وقت کے جابر اور ظالموں نے آگ میں ڈلوانے کے انتظامات کئے، چنانچہ اس غرض کے لئے ایک بہت بڑی آگ روشن کی گئی۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی

قَالُوۡا حَرِّقُوۡہُ وَ انۡصُرُوۡۤا اٰلِہَتَکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ فٰعِلِیۡنَ۔ ۴۷

ترجمہ۔ (وہ) کہنے لگے اگر تمہیں (ابراہیم سے اپنے معبود کا انتقام لینا ہے) اور کچھ کرنا ہے تو اس کو جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں جلانے کے لئے زمین میں ایک بہت بڑا اور گہرا گڑھا کھودا گیا، جس سے لکڑیوں سے بھر دیا گیا۔

مورخین کے مطابق روئے زمین پر اتنی بڑی آگ کبھی نا دیکھی گئی، جب اس اُگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے، اور اس کے قریب بھی جانا محال ہو گیا، تو وہ لوگ گھبرائے کے اس آگ میں حضرت ابراہیم کو کیسے ڈالیں؟ تو ہیزن نامی ایک فارسی اعرابی کے مشورے سے ایک منجنیق تیار کرائی گئی جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیٹھا کر پھینکا گیا۔

روایت میں آتا ہے کے ہیزن نامی اس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت زمین میں دھنسا دیا جو تا قیامت زمین کے اندر دھنستا ہی رہے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں پھینکا گیا تو آپ نے فرمایا! حَسۡبُنَا اللّٰہُ وَ نِعۡمَ الۡوَکِیۡلُ۔

اس موقع پر تمام فرشتے بالکل مستعد تھے کے اللہ انھیں کیا حکم دیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں، بارش کا داروغہ فرشتہ کان لگائے بالکل تیار تھا کے کب اللہ کا

حکم ہوا اور وہ اس آگ پر بارش برسا کر اسے ٹھنڈی کر دے، پھر اللہ تعالی نے براہ راست آگ کو حکم دیا کے میرے خلیل پر سلامتی اور ٹھنڈک بن جا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قُلۡنَا یٰنَارُ کُوۡنِیۡ بَرۡدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤی اِبۡرٰہِیۡمَ ۔۴۸

ترجمہ۔(اللہ) نے حکم دیا! اے آگ سرد ہو جا اور ابراہیم پر سلامتی بن جا۔

امیر المومنین حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں، اللہ تعالی اگر آگ کو صرف ٹھنڈا ہونے کا ہی حکم دیتے تو پھر ٹھنڈک بھی آپ کو ضرر پہنچاتی اس لئے یہ بھی فرمایا کے ٹھنڈک کے ساتھ سلامتی بن جا۔۴۹؎

ضحاک بیان کرتے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ نے چھوا تک نہیں یہاں تک کے وہ آگ اللہ کے حکم سے ٹھنڈی ہو گئی۔

روایت میں آتا ہے کے حضرت ابراہیم علیہ السلام اس آگ میں چالیس دن تک رہے، وہ فرماتے ہیں! مجھے اس زمانے میں جو راحت و سرور حاصل ہوا، وہ اس سے نکلنے کے بعد کبھی حاصل نہ ہو سکا، اچھا ہوتا کے میری ساری زندگی اسی میں گزرتی۔۵۰؎

حضرت عطیہ عوفیؒ بیان کرتے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ میں جلائے جانے کا تماشا دیکھنے کے لئے کافر بادشاہ بھی آئے۔ ادھر خلیل اللہ کو آگ میں ڈالا گیا ادھر آگ میں سے ایک چنگاری اڑی اور اس کافر بادشاہ کے انگوٹھے پر جا لگی جس چنگاری سے وہ بادشاہ وہیں کھڑے کھڑے سب کے سامنے جل کر بھسم ہو گیا۔۵۱؎

حضرت ابراہیم علیہ السلام چالیس دن آگ میں رہے یہاں چالیس کا عدد بھی معنی خیز ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور میں علم نجوم یعنی Astronomy اور علم کیمیا یعنی Chemistry کا بڑا زور تھا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم سورج، چاند، ستاروں اور سیاروں سے خاص محبت رکھتے حتیٰ کے ان کی عبادت کرنے سے بھی دریغ نا کرتے۔

تعمیر کعبہ:

علامہ احمد قسطلانی نے اپنی تحقیق سے ثابت کیا ہے کے خانہ کعبہ کی تعمیر دس مرتبہ ہوئی۔

ا۔ پہلی بار اللہ کے حکم سے فرشتوں نے تعمیر کعبہ کیا۔

۲۔ دوسری بار حضرت آدم علیہ السلام نے۔
۳۔ تیسری مرتبہ حضرت شیث علیہ السلام۔
۴۔ چوتھی مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام۔
۵۔ پانچویں مرتبہ قوم عمالقہ نے۔
۶۔ چھٹی مرتبہ جرھم نے۔
۷۔ ساتویں مرتبہ قصی بن کلاب نے۔
۸۔ آٹھویں مرتبہ قریش نے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک ۳۵ برس تھی اور آپ ﷺ نے حجر اسود کو اس کے مقام پر نصب فرمایا تھا۔
۹۔ نویں مرتبہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے رسول اللہ ﷺ کے حسب منشاء تعمیر کعبہ کی۔
۱۰۔ دسویں مرتبہ عبدالملک بن مروان کے حکم سے حجاج بن یوسف ثقفی نے اس کو منہدم کر کے قریش کی بناء کے مطابق بنا دیا۔ ۵۲

تعمیر کعبہ میں ریاضی کے اصول

خانہ کعبہ کی تعمیر میں بھی ریاضی کے اصول کارفرما ہیں، خانہ کعبہ کی چوتھی تعمیر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام شریک ہوئے تھے، اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے تعمیر کعبہ کے اصول بیان فرمائے۔

تمام حجاج کرام، حج اور عمرہ کے موقع پر خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگاتے ہیں۔

بیت اللہ کی عمارت:

خانہ کعبہ کے اندر تین ستون اور دو چھتیں ہیں۔ باب کعبہ کے متوازی ایک اور دروازہ تھا دیوار میں نشان نظر آتا ہے یہاں نبی پاک صلی اللہ وسلم نماز ادا کیا کرتے تھے۔ کعبہ کے اندر رکن عراقی کے پاس باب توبہ ہے جو المونیم کی 50 سیڑھیاں ہیں جو کعبہ کی چھت تک جاتی ہیں۔ چھت پر سوا میٹر کا شیشے کا ایک حصہ ہے جو قدرتی روشنی اندر پہنچاتا ہے۔ کعبہ کے اندر سنگ مرمر کے پتھروں سے تعمیر

ہوئی ہے اور قیمتی پردے لٹکے ہوئے ہیں جبکہ قدیم ہدایات پر مبنی ایک صندوق بھی اندر رکھا ہوا ہے۔

کعبہ کی موجودہ عمارت کی آخری بار 1996ء میں تعمیر کی گئی تھی اور اس کی بنیادوں کو نئے سرے سے بھرا گیا تھا۔ کعبہ کی سطح مطاف سے تقریباً دو میٹر بلند ہے جبکہ یہ عمارت 14 میٹر اونچی ہے۔ کعبہ کی دیواریں ایک میٹر سے زیادہ چوڑی ہیں جبکہ اس کی شمال کی طرف نصف دائرے میں جو جگہ ہے اسے حطیم کہتے ہیں اس میں تعمیری ابراہیمی کی تین میٹر جگہ کے علاوہ وہ مقام بھی شامل ہے جو ابراہیم نے ہاجرہ اور اسماعیل کے رہنے کے لیے بنایا تھا جسے باب اسماعیل کہا جاتا ہے۔

حطیم:

حطیم جسے حجر اسماعیل بھی کہا جاتا ہے، خانہ کعبہ کے شمال کی سمت ایک دیوار ہے جس کے باہر سے طواف کیا جاتا ہے۔ اس دیوار کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ خانہ کعبہ میں شامل تھی۔
حطیم کی چوڑائی 30 اِنچ (90 سینٹی میٹر) ہے اور اونچائی 1.5 میٹر (4.9 فُٹ) ہے۔

مقام ابراہیم:

خانہ کعبہ سے تقریباً سوا 13 میٹر مشرق کی جانب مقام ابراہیم قائم ہے۔ یہ وہ پتھر ہے جو بیت اللہ کی تعمیر کے وقت حضرت ابراہیم نے اپنے قد سے اونچی دیوار قائم کرنے کے لیے استعمال کیا تھا تاکہ وہ اس پر اونچے ہو کر دیوار تعمیر کریں۔
1967ء سے پہلے اس مقام پر ایک کمرہ تھا مگر اب سونے کی ایک جالی میں بند ہے۔ اس مقام کو مصلے کا درجہ حاصل ہے اور امام کعبہ اسی کی طرف سے کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھاتے ہیں۔ طواف کے بعد یہاں دو رکعت نفل پڑھنے کا حکم ہے۔

حجر اسود:

کعبہ کے جنوب مشرقی رکن پر نصب تقریباً اڑھائی فٹ قطر کے چاندی میں مڑھے ہوئے مختلف

شکلوں کے 8 چھوٹے چھوٹے سیاہ پتھر ہیں جن کے بارے میں اسلامی عقیدہ ہے کے تعمیر ابراہیمی کے وقت جنت سے جبریل لائے تھے اور بعد ازاں تعمیر قریش کے دوران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اس جگہ نصب کیا تھا اور ایک بہت بڑے فساد سے قوم کو بچایا۔ جسے بعد میں چاندی میں مڑھ دیا گیا۔ کعبہ شریف کا طواف بھی حجر اسود سے شروع ہوتا ہے اور ہر چکر پر اگر ممکن ہو تو حجر اسود کو بوسہ دینا چاہیے ورنہ دور سے ہی ہاتھ کے اشارے سے بوسہ دیا جاسکتا ہے۔ حج کے دنوں میں ہر کسی کو اس مقدس پتھر کو بوسہ دینا یا استلام کرنا ممکن ہو پاتا۔

زم زم کا کنواں:

مسجد حرام میں کعبہ کے جنوب مشرق میں تقریباً 21 میٹر کے فاصلے پر تہ خانے میں آب زمزم کا کنواں ہے جو ابراہیم اور ہاجرہ کے شیر خوار بیٹے اسماعیل کی پیاس بجھانے کے بہانے اللہ تعالیٰ نے تقریباً 4 ہزار سال قبل ایک معجزے کی صورت میں مکہ مکرمہ کے بے آب و گیاہ ریگستان میں جاری کیا جو وقت کے ساتھ سوکھ گیا تھا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبد المطلب نے اشارہ خداوندی سے دوبارہ کھدوایا جو آج تک جاری و ساری ہے۔ آب زمزم کا سب سے بڑا دہانہ حجر اسود کے پاس ہے جبکہ اذان کی جگہ کے علاوہ صفا و مروہ کے مختلف مقامات سے بھی نکلتا ہے۔ 1953ء تک تمام کنوؤں سے پانی ڈول کے ذریعے نکالا جاتا تھا مگر اب مسجد حرام کے اندر اور باہر مختلف مقامات پر آب زمزم کی سبیلیں لگا دی گئی ہیں۔ آب زمزم کا پانی مسجد نبوی میں بھی عام ملتا ہے اور حجاج کرام یہ پانی دنیا بھر میں اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔

باب رحمٰن:

کعبہ شریف میں داخل ہونے کے لیے صرف ایک دروازہ ہے جسے باب رحمٰن یا باب کعبہ کہا جاتا ہے۔ باب کعبہ زمین یا حرم کے فرش سے 2. 13 میٹر اوپر ہے۔ یہ دروازہ کعبہ شریف کے شمال-مشرقی دیوار پر موجود ہے اور اس کے قریب ترین دہانے پر حجر اسود نصب ہے جہاں سے طواف کی ابتدا کی جاتی ہے۔ 1942ء سے پہلے پہلے باب کعبہ کس نے تیار کیا اور کیسے تیار کیا اس کا

تاریخ میں زیادہ تذکرہ نہیں ملتا۔ تاہم 1942ء میں ابراہیم بدر نے چاندی کا بنایا تھا، اس کے بعد 1979ء میں ابراہیم بدر کے بیٹے احمد بن ابراہیم بدر نے خانہ کعبہ کا سنہرہ دروازہ بنایا۔ یہ سنہرہ دراوزہ تقریباً 300 کلوگرام سونے سے تیار کیا گیا تھا۔

اَلْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ

اَلْبَیْتِ الْمَعْمُوْر ۔ ۵۳؎ ۔ ترجمہ۔ اَلْبَیْتِ الْمَعْمُوْر کی قسم۔

اَلْبَیْتِ الْمَعْمُوْر کا لفظی معنی ہے آباد گھر، اس سے مراد کعبہ ہے کیونکہ اس کا قصد کرتے ہیں اور حج کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں نے اس کو آباد کیا ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا! **اَلْبَیْتِ الْمَعْمُوْر** ساتویں آسمان میں ہے، اس میں ہر روز ۷۰۰۰۰ فرشتے داخل ہوتے ہیں اور جو فرشتہ اس میں ایک بار داخل ہوجاتا ہے وہ دوبارہ قیامت تک اس میں دوبارہ داخل نہیں ہوگا۔ ۵۴؎

امام ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے اور کہا، یہ بات صحیح اور ثابت ہے کے ہر آسمان میں زمین کے کعبہ کے مقابل ایک بیت ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا، **اَلْبَیْتِ الْمَعْمُوْر** آسمان میں ہے، اس کو الضراح (دور اور بلند) کہتے ہیں، یہ بیت الحرام کی مثل ہے اور اس کی سیدھ میں ہے اگر وہ اوپر سے گرے تو کعبہ کے اوپر گرے گا، اس میں ہر روز ایسے ۷۰۰۰۰ فرشتے داخل ہوتے ہیں جنھوں نے اس سے پہلے اس کو نہیں دیکھا اور اس کی آسمان میں ایسی حرمت ہے جیسی مکہ کی حرمت ہے۔ ۵۵؎

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب معراج پر گئے اور جب وہ ساتویں آسمان پر پہنچے تو وہاں ان کی ملاقات حضرت ابراہیم سے ہوئی جو **اَلْبَیْتِ الْمَعْمُوْر** سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے جس میں ہر روز ۷۰۰۰۰ فرشتے داخل ہوتے ہیں، جو پھر کبھی دوبارہ وہاں نہیں آئیں گے۔ ۵۶؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا، آسمانوں اور زمینوں میں اللہ تعالی کے ۱۵ بیت ہیں۔ سات آسمانوں میں اور سات زمینوں میں ہیں اور وہ کعبہ ہیں اور یہ تمام بیت کعبہ کے بالمقابل ہیں۔ اسی

حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اس کے متولی تو بس متقی ہیں۔ ۵۷ ؎

اَلۡبَیۡتِ الۡمَعۡمُوۡر میں ریاضی کے اصول

علم ریاضی کا کتنا منظم اصول ہے کے ہر آسمان میں اَلۡبَیۡتِ الۡمَعۡمُوۡر موجود ہے، جو اگر دنیا میں اتر جائیں تو سب کے سب خانہ کعبہ کی چھت پر اتر جائیں گے، یہ نہایت حیران کن اور اور تعمیراتی اعتبار سے کسی معجزے سے کم نہیں۔

معلوم ہوا کے زمین و آسمان میں ہر جانب ریاضی کے اصول کارفرما ہے اور کوئی ادنیٰ شے بھی اس علم سے مستثنیٰ نہیں۔

۷۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام:

حضرت اسماعیل علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ پیغمبر اور نبی ہیں، آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے ہیں، قرآن کریم میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذکر ۱۲ مرتبہ آیا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت ایل کو چھوڑ کر حبرون کی جانب سفر کیا اس وقت حضرت ابراہیم کی عمر ۸۵ برس تھی لیکن ابھی تک آپ اولاد کی نعمت سے محروم تھے چنانچہ آپ نے بارگاہ الٰہی میں نہایت عاجزی سے یہ دعا کی!

رَبِّ هَبۡ لِیۡ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ۔۵۸

ترجمہ۔ اے میرے رب! مجھے ایک بیٹا عطا فرما جو کے صالحوں میں سے ہو۔

اس دعا کے جواب میں ہم نے اس کو ایک حلیم (بردبار) بیٹے کی بشارت دی۔

بائبل کی روایت ہے، اور ابرام سے ہاجرہ کے ایک بیٹا ہوا، ابرام نے اس کا نام اسماعیل رکھا، جب اسماعیل پیدا ہوا تو اس وقت ابرام کی عمر ۸۵ برس تھی۔ ۵۹ ؎

حضرت اسماعیل، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پہلی اولاد تھے، آپ نے اپنے بیٹے کا عبرانی نام 'اشموئیل' رکھا جو بعد میں کثرت استعمال سے اسماعیل ہو گیا۔

اللہ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ اور اپنے نوزائیدہ بیٹے اسماعیل کو مکہ کے بے وگیاں دشت میں تنہا چھوڑ کر واپس آ گئے۔

صفاء اور مروہ کے سات چکر:

صفاء اور مروہ دو پہاڑیوں کے نام ہیں، جب حضرت اسماعیل شدت پیاس سے رونے لگے تو حضرت ہاجرہ صفاء اور مروہ پر پانی کی تلاش میں دوڑیں، یہ سات دفعہ دونوں پہاڑیوں پر دوڑیں۔

حضرت ابراہیم کا متواتر تین دن کا خواب:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تین دن تک متواتر خواب میں آپ سے آپ کی عزیز ترین چیز کی قربانی کا مطالبہ کیا جاتا رہا۔

جب آپ حضرت اسماعیل کو قربانی کے لئے لے جا رہے تھے تو تین جگہ شیطان نے بہکایا۔

حج میں حجاج کرام ان تینوں شیاطین کو سات، سات کنکریاں مارتے ہیں۔

۸۔ حضرت لوط علیہ السلام

حضرت لوط علیہ السلام اللہ کے نیک اور برگزیدہ پیغمبر اور نبی تھے، آپ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہم عصر اور ان کے بھائی کے بیٹے یعنی (بھتیجے) تھے۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، مسلمانوں میں سب سے پہلے حضرت عثمانؓ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے متعلق کوئی خبر نہ ملی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے متعلق خبر کے منتظر تھے کے قریش کی ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا اے ابوالقاسم میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد کو سفر میں دیکھا ہے ان کی اہلیہ کمزور لوگوں کے ساتھ ایک دراز گوش پر سوار تھیں اور وہ اس کو چلا رہے تھے اور اس کے پیچھے چل رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

اللہ ان دونوں کا صاحب ہو، بے شک لوط علیہ السلام کے بعد عثمان اپنے اہل کے ساتھ اللہ کی طرف ہجرت کرنے والے پہلے شخص ہیں۔[٦٠]

حضرت لوط علیہ السلام کو اللہ تعالی نے انسانوں کی ہدایت کے لئے چار شہروں۔

ا۔سدوم۔ ۲۔اموراء۔ ۳۔عاموراء۔ ۴۔اورصبویراء کی جانب بھیجا،دوسری جانب ان میں سے ہر ایک شہر میں ایک لاکھ جنگجو لوگ تھے جن کا کل مجموعہ چار لاکھ بنتا ہے تاہم ان سب شہروں میں سب سے بڑا شہر سدوم تھا جس میں حضرت لوط علیہ السلام رہتے تھے۔

عہد نامہ قدیم کے مطابق حضرت لوط علیہ السلام کے شہر کو سدوم کہا گیا تاہم تحقیقات یہ بتاتی ہیں کے یہ شہر بحیرہ احمر کے شمال میں واقع ہے جبکہ قرآن کریم اور آثار قدیمہ کے مطالعے سے موجودہ دور میں اس شہر کا محل وقوع اسرائیل اور اردن کے سرحد کے ساتھ کا علاقہ جس کو بحیرہ مردار کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔شہر سدوم شام کا ایک شہر ہے اور فلسطین سے ایک دن اور ایک رات کی مسافت پر واقع ہے۔

آج کے محل وقوع کے اعتبار سے شہر سدوم اردن کا شرقی حصہ ہے اور یہ جگہ عراق اور فلسطین کے درمیان واقع ہے،تورات میں اس علاقہ کے صدر مقام کا نام سدوم بتایا جاتا ہے جو بحیرہ مردار کے قریب یا پھر اس میں غرق ہو چکا ہے تاہم بحیرہ مردار کو دنیا ایک یادگار کے طور پر جانتی ہے جیسے بحر لوط بھی کہا جاتا ہے عرصہ دراز قبل جہاں اب بحر مردار واقع ہے وہاں کبھی ایک سرسبز وشاداب شہر آباد تھا۔

حضرت لوط کی قوم ہم جنس پرست تھی اور یہ قبیح فعل اس سے پیشتر کبھی کسی قوم نے نہ کیا تھا لہٰذا روئے زمین پر اس قبیح فعل کو سب سے پہلے قوم لوط نے ہی متعارف کروایا،حضرت لوط نے انھیں بارہا سمجھایا لیکن وہ اپنی عادات پر قائم رہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ لُوۡطًا اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِہٖۤ اِنَّکُمۡ لَتَاۡتُوۡنَ الۡفَاحِشَۃَ ۫ مَا سَبَقَکُمۡ بِہَا مِنۡ اَحَدٍ مِّنَ الۡعٰلَمِیۡنَ۔۶۱

ترجمہ۔لوط نے اپنی قوم سے کہا! تم (عجب) بے حیائی کے مرتکب ہو،تم سے پہلے کسی نے عالمین میں ایسا کام نہیں کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! قوم لوط کو دس عادتوں کی وجہ سے ہلاک کیا گیا جبکہ میری امت

میں ان کے مقابلے میں ایک عادت زیادہ ہوگی۔
۱۔مرد باہم ہم جنس پرست تھے۔ ۲۔ وہ غلیل سے شکار کرتے تھے۔ ۳۔ وہ کنکریاں مارتے تھے۔ ۴۔ وہ حمام میں کھیلتے تھے۔ ۵۔ وہ دف بجاتے تھے۔ ۶۔ وہ شراب پیتے تھے۔ ۷۔ وہ داڑھی کٹاتے اور مونچھوں کو بڑھاتے تھے۔ ۸۔ وہ سیٹی بجاتے تھے۔ ۹۔ وہ تالیاں پیٹتے تھے۔ ۱۰۔ وہ ریشم پہنتے تھے تاہم میری امت میں ان کے مقابلے میں ایک عادت زیادہ ہوگی اور وہ یہ کے میری امت کی عورتیں، عورتوں سے جنسی خواہش پوری کریں گی۔ ۶۲؎

قرآن کریم نے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے قصے کو غیر فطری اور غیر طبعی طرز عمل قرار دیتے ہوئے اس کو سخت ناپسندیدہ عمل قرار دیا ہے یہ اس قدر ناپسندیدہ عمل ہے کے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! **اقتلوا الفاعل والمفعول بہ** یعنی دونوں (فاعل ومفعول) کو قتل کردو۔ ۶۳؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کی رائے ہے، کے ایسے مجرم کو تلوار سے قتل کر کے اسے دفنانے کے بجائے اس کی لاش کو جلا دینا چاہئے، حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی اسی رائے سے اتفاق کرتے ہیں۔

قوم لوط پر عذاب الٰہی کی کیفیت:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کی عذاب کی کیفیات کو متعدد مقامات پت تفصیل درج کیا ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَلَقَدۡ صَبَّحَهُمۡ بُكۡرَةً عَذَابٌ مُّسۡتَقِرٌّ ۔ ۶۴

ترجمہ۔ درحقیقت صبح سویرے ان پر ایسا عذاب آ گیا جو برقرار رہنے والا تھا۔

جب ہمارا حکم آ پہنچا تو ہم نے اس بستی کا اوپر کا حصہ نیچے کر ڈالا اور ان پر مسلسل پتھر برسائے تہہ بہ تہہ (یہ پتھر) آپ کے پروردگار کے یہاں سے نشان لگے ہوئے تھے۔

قوم لوط کا یہ واقعہ جو قرآن کریم میں مذکور ہے آج سے اندازاً ۱۸۰۰ قبل مسیح میں پیش آیا یہ وہ عذاب تھا جو دنیا میں ان پر مسلسل جاری رہا اور اس عذاب نے ان کی بستی کے نچلے حصہ کو اوپر اور اوپر کے حصہ کو نیچے کر دیا تھا جبکہ ایک روایت کے مطابق! فرشتوں نے اللہ کے حکم سے اس بستی کو

اوپر کی جانب بہت بلندی پر اٹھایا اور پر الٹا کر کے زمین پر پٹخ دیا۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَمۡطَرۡنَا عَلَیۡہِمۡ مَّطَرًا فَانۡظُرۡ کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ۔٦٥

ترجمہ۔ہم نے ان پر ایک بڑی بارش برسادی، اور دیکھو مجرمین کا انجام کیسا ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں! اے محمد ﷺ آپ دیکھئے کے قوم لوط کے جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب کی اور انھوں نے دلیری سے بے حیائی کے کام کئے اور مردوں سے خواہش نفس پوری کی ان کا انجام کیسا ہوا؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنے پر کو ان شہروں کے نیچے داخل کیا اور اس زمین کو اکھاڑ کر بلند کیا حتیٰ کے آسمان والوں نے کتوں اور مرغوں کی چیخ و پکار کو سنا پھر انھوں نے بلندی سے اس زمین کو پلٹ دیا اور ان پر پتھروں کی کنکریاں برسائیں۔٦٦

مفسرین لکھتے ہیں کے اللہ نے زمین کا تختہ الٹ دیا دوسری جانب سخت زلزلے آئے اور زمین تقریباً چار سو میٹر سمندر کے نیچے دھنس گئی یہاں تک کے پانی ظاہر ہوگیا اور اس کا نام بحر مردار یا بحر لوط رکھ دیا گیا۔

جرمن کے ایک معروف ماہر آثار قدیمہ ورنر کیلر کے مطابق وادی سدوم بشمول سدوم و عموراہ، اور اس علاقے میں پھیلی ہوئی گہری کھائی اس جانب ایک واضح اشارہ ہے۔

ماضی میں یہاں واقع ایک شہر کو زمین کی انتہائی گہرائی میں دھنسا دیا گیا شاید یہ تباہی کسی خوفناک زلزلے کے نتیجے میں آئی ہو کیونکہ یہ علاقہ جہاں کے یہ وادی موجود ہے وہ زمین کی اس انتہائی حساس پٹی پر واقع ہے کے جہاں بے حد خوفناک زلزلے کسی بھی وقت آسکتے ہیں یا ماضی میں آتے رہے ہیں۔٦٧

پھر آیت میں یہ بھی کہا گیا کے ان پر مسلسل پتھر برسائے گئے۔ماہرین آثار قدیمہ کے مطابق اور خود ورنر کیلر اپنی کتاب میں یہ لکھتے ہیں کے بشان کے قریب اردن کی بالائی وادی میں اب بھی ایسے ختم شدہ آتش فشانی بلند و بالا دھانے موجود ہیں جس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے

کے ماضی بعید میں یہاں شدید نوعیت کے زلزلے اور پوری قوت سے آتش فشاں پہاڑ پھٹے ہوں گے ٦٦ ۔کیونکہ قرآن کریم کے بیان اور ارضیاتی کیفیات اسی جانب واضح اشارے پیش کر رہی ہے پھر بات یہیں ختم نہیں ہوگئی بلکہ ماہرین ارضیات کے مطابق بحیرہ مردار یا حضرت لوط علیہ السلام کی جھیل کو انگریزی زبان میں Dead sea بھی کہتے ہیں یہ زمین کا انتہائی نچلا حصہ مانا جاتا ہے اگرچہ دنیا کے وہ تمام حصے جو نچلی ترین سطح پر سمجھے جاتے ہیں ان کی سطح سمندر سے زیادہ سے زیادہ گہرائی ۱۰۰ میٹر مانی جاتی ہے جبکہ بحیرہ مردار کی سطح، سطح سمندر سے ۸۰۰ میٹر نیچے ہے اس اعتبار سے یہ دنیا کا انتہائی نچلا حصہ ہے جبکہ اس جھیل کی دوسری خصوصیت یہ ہے کے اس کے پانی کی کثافت ۳۰ فیصد ہے اس پانی میں نمک کے بڑے بڑے گلیشیرز پائے جاتے ہیں جس میں کسی بھی قسم کی ذی روح کا زندہ رہنا انتہائی محال ہے۔

جب عذاب الٰہی کا وقت آیا اور رات طاری ہوگئی تو فرشتوں کے اشارے پر حضرت لوط علیہ السلام اپنے خاندان کے ساتھ شہر سدوم سے دوسری جانب نکل گئے لیکن ان کی بیوی نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَاَنۡجَیۡنٰهُ وَاَهۡلَهٗۤ اِلَّا امۡرَاَتَهٗ ۖ کَانَتۡ مِنَ الۡغٰبِرِیۡنَ ۔٦٨

ترجمہ۔ہم نے لوط اور اس کے گھر والوں کو نجات دی لیکن اس کی بیوی عذاب میں باقی رہنے والوں میں سے ہوگئی۔

جب رات کا پچھلا پہر ہوا تو ایک نہایت ہولناک چیخ نے اہل سدوم کو تہہ و بالا کر دیا اور آبادی والی زمین کو اوپر اٹھا کر الٹ دیا اور پھر آسمان سے پتھروں کی بارش شروع ہوگئی اور اس طرح سے اس قوم کا نام ونشان ہمیشہ کے لئے مٹا دیا گیا۔

اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاَمۡطَرۡنَا عَلَیۡهِمۡ مَّطَرًا ؕ فَانۡظُرۡ کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَةُ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ۔٦٩

ترجمہ۔ہم نے ان پر ایک بڑی بارش برسادی،اور دیکھو مجرمین کا انجام کیسا ہے؟

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی اپنی مخلوق میں سات

قسم کے لوگوں پر سات آسمان کے اوپر سے لعنت کرتا ہے اور ان میں سے ہر ایک پر یہ لعنت تین بار دہراتا ہے۔

ا۔ان میں قوم لوط کے عمل کرنے والے ملعون ہیں۔

۲۔غیر اللہ کے نام پر ذبیحہ کرنے والے ملعون ہیں۔

۳۔جانوروں کے ساتھ بدفعلی کرنے والے ملعون ہیں۔

۴۔اپنے والدین کے ساتھ بدسلوکی اور ان سے تعلق کو توڑنے والے ملعون ہیں۔

۵۔وہ شخص بھی ملعون ہے جس نے اپنے نکاح میں ایک عورت اور اس کی بیٹی کو جمع کیا۔

۶۔وہ شخص بھی ملعون ہے جو اللہ کی قائم کردہ حدود میں ردو بدل کرے۔

۷۔وہ بھی ملعون ہے جس نے اپنے آپ کو اپنے مالکوں کے غیر کے ساتھ منسوب کیا۔۷۰؎

۹۔حضرت اسحاق علیہ السلام

روایت میں آتا ہے کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آٹھ بیٹے تھے جن کی اولادوں سے عظیم الشان قومیں اور خاندان پیدا ہوئے ،حضرت سارہ سے حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے جن کی اگلی نسلوں میں بنی اسرائیل کے تمام پیغمبر پیدا ہوئے اس اعتبار سے آپ بنی اسرائیل کے تمام پیغمبروں کے جد اعلیٰ تصور کئے جاتے ہیں آپ کے حصے میں فلسطین کی سرداری آئی جبکہ آپ کی پیدائش 'شام' میں ہوئی اس وقت حضرت ابراہیم کی عمر سو سال جبکہ حضرت سارہ کی عمر نوے برس تھی ،حضرت اسحاق علیہ السلام کی بشارت کا قصہ قرآن کریم میں درج ہے کے جب فرشتے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب نازل کرنے کے غرض سے جارہے تھے تو انھوں نے سدوم جانے سے قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے یہاں بھی کچھ دیر قیام کیا یہ فرشتے انسانی صورت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر آئے ،حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مہمانوں کی ضیافت کے لئے بھنا ہوا گوشت پیش کیا لیکن مہمانوں نے اس کھانے کی طرف اپنا ہاتھ نہ بڑھایا جس کو دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کچھ تشویش لاحق ہوئی کے آخر یہ کون لوگ ہیں؟ پھر فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بتایا کے وہ دراصل

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر اللہ کا عذاب لے کر آئے ہیں پھر جب وہ فرشتے جانے لگے تو انھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحاق علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت دی جسے سن کر حضرت سارہ ہنستے ہوئے یہ کہنے لگیں اس عمر میں ہمارے یہاں اولاد کیونکر پیدا ہوسکتی ہے؟

حضرت سارہ دراصل اس بشارت پر حیران تھیں جس پر فرشتوں نے یہ کہا!

قَالُوۡا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡحَكِيۡمُ الۡعَلِيۡمُ ۔١؎

ترجمہ۔فرشتوں نے کہا تمہارے رب نے ایسا ہی فرمایا ہے، بے شک وہ حکمت والا ہے، علم والا ہے۔

وَبَشَّرُوۡهُ بِغُلٰمٍ عَلِيۡمٍ ۔٢؎

ترجمہ۔بشارت دی (ابراہیم) کو ایک دانش مند بیٹے (اسحاق) کی۔

وَ امۡرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتۡ فَبَشَّرۡنٰهَا بِاِسۡحٰقَ ۙ وَ مِنۡ وَّرَآءِ اِسۡحٰقَ يَعۡقُوۡبَ ۔٣؎

ترجمہ۔(ابراہیم کی) بیوی کھڑی ہوئی تھی۔ وہ ہنس پڑی، ہم نے اسے اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی بشارت سنائی۔

اسحاق کے معانی "ہنستا ہوا" ہے۔

بائبل کی ایک روایت کے مطابق حضرت ابراہیم کے ایک ملازم الیعر ز تھے جو کے حضرت ابراہیم کے کہنے پر ان کے بھائی نحور (ناحور) کے بیٹے 'بیتوایل' کے گھر ان کی بیٹی 'رفقہ' کے لئے

حضرت اسحاق کی شادی کا پیغام لے کر گئے اور اس کے ساتھ ہی وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جانب سے ان کے لئے بھیجے گئے تحائف بھی لے گئے پھر حضرت ابراہیم کے ملازم نے بیتوایل کو حضرت ابراہیم کا پیغام دیا کے وہ چاہتے ہیں کے آپ کی بیٹی رفقہ کے ساتھ اسحاق کا عقد طے پائے چنانچہ اس پیغام کی پیروی میں بیتوایل نے اپنی بیٹی رفقہ کو کنعان روآنہ کر دیا جہاں کچھ عرصے کے بعد حضرت اسحاق کی شادی رفقہ کے ساتھ منعقد ہوگئی۔ رفقہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کے وہ حضرت اسحاق کی زوجہ، حضرت یعقوب کی والدہ، حضرت یوسف کی دادی، حضرت ابراہیم کی بہو

اور حضرت اسماعیل کی بھابھی تھیں، شادی کے وقت حضرت اسحاق کی عمر چالیس برس تھی پھر شادی کے تقریباً بیس برس بعد آپ صاحب اولاد ہوئے اور اللہ نے آپ کو جڑواں بچوں کی خوشخبری دی چنانچہ آپ کے دو بیٹے متولد ہوئے ایک بیٹے عیسو تھے جبکہ دوسرے بیٹے یعقوب تھے آگے چل کر یعقوب کا لقب اسرائیل پڑا۔

جب کنعان میں قحط پڑا تو حضرت اسحاق نے مصر جانے کا ارادہ کیا لیکن وحی الہی کے ذریعے انھیں فلسطین کے شہر جرار

(موجودہ لبنان) کی جانب ہجرت کا حکم ملا چنانچہ آپ 'جرار' کی جانب تشریف لے گئے

حضرت اسحاق اللہ تعالی کے ایک برگزیدہ اور جلیل القدر پیغمبر تھے لہٰذا آپ 'جرار' میں آنے کے بعد بھی متواتر اسلام کی تبلیغ وشاعت کی ذمہ داریوں میں مصروف رہے اس کے ساتھ آپ نے یہاں زراعت اور گلہ بانی بھی کی اللہ تعالی نے آپ کو برکت دی اور آپ بہت جلد خوشحال ہو گئے آپ کی تبلیغ واشاعت وہاں کے لوگوں پر گراں گزری اور انھوں نے حسب روایت آپ کی تکذیب وتنقید کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا وہ آپ کو طرح طرح سے اذیتیں دیتے لیکن آپ نہایت تحمل اور مستقل مزاجی سے دعوت دین کے کاموں میں لگے رہے لوگوں نے آپ کی مخالفت میں بادشاہ کے کان بھی بھرے جس کی وجہ سے آپ کو شہر بدر کیا گیا لیکن آپ نے نہایت اولوالعزمی کے ساتھ حالات کا مقابلہ کیا آپ نے شہر جرار میں کئی کنویں بھی بحال کئے جو

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھدوائے تھے اور جن کو بعد میں لوگوں نے بھر دیا تھا آپ نے انھیں دوبارہ جاری کروایا اس کے ساتھ ہی آپ نے مسلمانوں کے لئے عبادت گاہ بھی تعمیر کروائی بعد میں جب بادشاہ وقت پر مشکلات اور پریشانیاں آئیں تو اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اس نے حضرت اسحاق کو دوبارہ شہر جرار میں آنے کی دعوت دی، حضرت اسحاق علیہ السلام آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے آپ نے ایک سو اسی برس کی عمر پائی اور کنعان میں آپ کا انتقال ہوا جبکہ حبرون کے مقام پر آپ اپنے والد حضرت ابراہیم اور حضرت سارہ کے پہلو میں مدفون ہیں لیکن اب اس علاقے کو 'الخلیل' کیا جاتا ہے۔ [۴۷]

۱۰۔حضرت یعقوب علیہ السلام

حضرت یعقوب علیہ السلام، اللہ کے نیک اور برگزیدہ پیغمبر اور نبی تھے، آپ حضرت اسحاق کے بیٹے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے تھے۔آپ کی والدہ کا نام 'رفقہ' تھا آپ کی پیدائش حضرت اسحاق کی شادی کے بیس برس بعد یعنی ۳۴۸۳ (تین ہزار چار سو تراسی) ہبوط میں ہوئی ۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَوَهَبۡنَا لَهُۥٓ إِسۡحَٰقَ وَيَعۡقُوبَ نَافِلَةٗۖ وَكُلّٗا جَعَلۡنَا صَٰلِحِينَ۔۷۵

ترجمہ۔ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب پوتا عطا کیا، اور ہم نے ان سب کو صالحین بنا دیا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام، بنی اسرائیل پر حضرت اسحاق علیہ السلام کے بعد نبی اور پیغمبر ہوئے آپ کے بھائی 'عیف' کو بادشاہی ملی حضرت یعقوب کا ایک لقب 'اسرائیل' بھی ہے جو کے عبرانی زبان کا لفظ ہے اور 'اسرا' اور 'ایل' سے مل کر بنا ہے اور جس کے معنی اللہ کا بندہ کے ہیں عربی زبان میں اسرائیل کے معنی عبداللہ کے ہیں قرآن کریم میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے ساتھ 'اسباط' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، سبط عربی زبان میں کئی شاخ دار درخت کو کہتے ہیں اس اعتبار سے بنی اسرائیل کے تمام انبیاء حضرت یعقوب (اسرائیل) کی اولاد سے ہی ہیں لہٰذا سبط آپ کے لئے انھی معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔

آپ کے ساتھ آپ کے ایک جڑواں بھائی 'عیسو' بھی پیدا ہوئے تھے عیسو کے جسم پر لمبے بال تھے اور ان کی رنگت سرخی مائل تھی اور ان کا لقب 'ادوم' تھا بعد ازاں عیسو کی نسل سے ایک بڑا قبیلہ 'بنو ادوم' بھی وجود میں آیا تاریخی حوالوں سے یہ بات بھی ثابت ہے کے 'عیسو ادوم' کی شادی آپ کی چچا زاد یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بیٹی سے ہوئی۔

حضرت یعقوب کی تربیت آپ کے والد حضرت اسحاق کے ہاتھوں کنعان میں ہوئی بعد ازاں آپ اپنے ماموں 'لابان' کے پاس 'فاران آرام' چلے گئے جہاں آپ کے ماموں نے آپ سے یہ عہد لیا کے آپ دس سال تک ان کی بکریاں چرائیں گے جس کے بدلے میں وہ اپنی بیٹی 'لیہ' کی شادی آپ سے کریں گے اور یہ دس سالہ مشقت ہی ان کی بیٹی کا مہر ہوگا آپ نے حسب وعدہ دس

سال تک اپنے ماموں کی بکریاں چرائیں جس کے بدلے میں انھوں نے دس سال کے بعد آپ کا عقد اپنی بیٹی 'لیہ' کے ساتھ کر دیا لیکن آپ کا رجحان 'لیہ' کی چھوٹی بہن 'راحیل' کی جانب تھا لہٰذا دوسری ماموں زاد 'راحیل' بھی آپ کے نکاح میں آ گئیں (اس دور میں دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں لینا شرعاً ممنوع نہ تھا) تاریخی حوالوں سے یہ بات ثابت ہے کے آپ کے بارہ بیٹے تھے جن میں سے دس چار مختلف ازدواج سے پیدا ہوئے لیکن حضرت یوسف اور بن یامین دونوں چھوٹے بیٹے آپ کی زوجہ 'راحیل' سے پیدا ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت یوسف سے بے حد محبت کرتے۔ بیس برس تک 'فاران آرام' میں رہنے کے بعد آپ اپنے اہل خانہ کے ساتھ واپس فلسطین یعنی اپنے آبائی وطن آ گئے۔٧٦ے

آپ اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام سے بے حد محبت کرتے جس کی وجہ سے باقی بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام سے حسد کرتے تھے چنانچہ ایک دن سارے بیٹوں نے یہ منصوبہ بنایا کے بہانے سے حضرت یوسف کو اپنے ساتھ لے کر جائیں گے اور انھیں کنویں میں پھینک دیں گے لہٰذا ان سب نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے اجازت مانگی اگرچہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے ان بیٹوں پر بھروسہ نہ کرتے تھے لیکن پھر بھی انھوں نے اجازت دے دی اور طے شدہ منصوبے کے مطابق سارے بھائیوں نے مل کر حضرت یوسف علیہ السلام کو اندھے کنویں میں پھینک دیا اور ان کے کرتے پر بھیڑیا کا خون لگا کر حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس لے آئے اور کہا کے ہم لوگ شکار میں مصروف تھے اور تھوڑی دیر کے لئے ہمارا دھیان یوسف سے ہٹا اور اسی اثناء میں ایک بھیڑیا یوسف کو کھا گیا یہ سن کر حضرت یعقوب نے کہا تم اپنے دل سے یہ بات بنا لائے ہو اب صبر ہی بہتر ہے اور میں خدا سے ہی مدد مانگتا ہوں جس بارے میں تم بیان کرتے ہو۔٧٧ے

حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف کو یاد کر کے روتے رہتے جس کی وجہ سے آپ کی بینائی زائل ہو گئی آپ کا وصال ١٣٠ برس کی عمر میں ہوا جبکہ مصر ہجرت کرنے کے بعد آپ سترہ سالوں تک حیات رہے وفات سے قبل آپ نے اپنے سارے بیٹوں کو بلا کر نصیحت کی میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟ تو انھوں نے کہا آپ کے معبود کی اور آپ کے باپ، دادا ابراہیم اسماعیل اور

اسحاق کے معبود کی عبادت کریں گے جو معبود یکتا ہے اور ہم اسی کے حکم بردار ہیں۔۷۸؎
حضرت یعقوب کا انتقال مصر میں ہوا اور وہیں آپ کی تدفین بھی ہوئی لیکن آپ نے حضرت یوسف کو وصیت کی تھی کے وہ آپ کا جسد خاکی کنعان (موجودہ فلسطین) میں ان کے والد حضرت اسحاق اور دادی حضرت سارہ کے پہلو میں دفن کریں چنانچہ آپ کے انتقال کے سترہ برس بعد جب حضرت یوسف کنعان گئے تو ان کے جسد خاکی کو ان کی وصیت کے مطابق اپنے ساتھ لے گئے اور انھیں ان کی خواہش کے مطابق حضرت اسحاق اور حضرت سارہ کے پہلو میں دفن کیا۔۷۹؎

۱۱۔ حضرت یوسف علیہ السلام اور علم ریاضی

حضرت یوسف علیہ السلام اور اہرام کی ٹیکنالوجی:

حضرت یوسف علیہ السلام اللہ کے نیک اور برگزیدہ پیغمبر اور نبی تھے،قرآن کریم میں حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے میں سائنس ، ٹیکنالوجی ،علم ریاضی،علم جیومیٹری اور علم الجبرا کے اشارے موجود ہیں۔
معراج کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات حضرت یوسف علیہ السلام سے تیسرے آسمان پر ہوئی،اس آسمان کا نام **ملکوت یا ہاریون** ہے،جس کی رنگت تانبے کی مانند ہے۔
حضرت یوسفؑ علیہ السلام نے قحط سالی سے بچنے کے لئے کچھ تجاویز پیش کیں جن کو سن کر بادشاہ بہت خوش ہوا،اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان تجاویز پر عمل کرنے کی مکمل اجازت دے دی پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے عرض کیا!

قَالَ اجۡعَلۡنِیۡ عَلٰی خَزَآئِنِ الۡاَرۡضِ ۚ اِنِّیۡ حَفِیۡظٌ عَلِیۡمٌ ۔۸۰

ترجمہ۔ یوسف نے کہا! ملک کے خزآنے میرے سپرد کر دیجئے، میں حفاظت کرنے والا ہوں اور علم بھی رکھتا ہوں، یہ سن کر بادشاہ نے کہا تو میرا نائب ہے آج سے تیرا حکم میری رعایا پر چلے گا اور اس نے فیصلہ کیا کے جو تجاویز حضرت یوسف علیہ السلام نے قحط سالی کے لئے دی ہیں وہ خود ہی اس پر عمل درآمد بھی کروائیں اس سلسلے میں بادشاہ نے شاہی کونسل سے منظوری بھی لے لی اور بادشاہ نے

حضرت یوسف علیہ السلام سے نہایت عزت واحترام سے کہا آپ اس مسئلے سے نبٹنے کے لئے پیش بندی کریں۔۸۱؎

اس کے ساتھ ہی بادشاہ نے سوائے تخت شاہی کے بقیہ تمام اختیارات حضرت یوسف علیہ السلام کو سونپ دیئے، اختیارات کے حصول کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے انتظامی امور کی نگرانی شروع کردی اور اپنی قائدانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے پہلے مرحلے میں زیادہ سے زیادہ اور اچھی فصل اگانے اور بنجر زمین کو زرخیز بنانے کی پالیسی اختیار کی اور اس طرح سے کچھ ہی عرصے میں بہت اچھی فصلیں تیار کرلی گئیں پھر اگلا مرحلہ جو سب سے زیادہ پیچیدہ تھا کے اتنے لمبے عرصے تک اناج کے اتنے بڑے ذخیرے کی آخر کس طرح سے حفاظت کی جائے کے وہ موسم اور کیڑے مکوڑوں کے اثرات سے بھی محفوظ رہ سکے اور اس کی تازگی بھی برقرار رہ سکے۔

اس پیچیدہ ترین مسئلے کے حل کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بذریعہ وحی اہرام بنانے کی مکمل ٹیکنالوجی کا وہ علم منتقل فرمایا کے آج ہزاروں سال گزر جانے کے باوجود بھی دنیا حیران ہے کے آخر یہ حیرت انگیز تعمیر کیسے وجود میں آئی یعنی جو اہرام آج تک ایک معمہ بنے ہوئے ہیں کے اس کے اصل معمار کون تھے؟ تو اس کا سادہ سا جواب ہے کے دنیا کے پہلے اہرام کی بنیاد حضرت یوسف علیہ السلام نے رکھی، تاکہ اناج کو تادیر اس کی اصل شکل وصورت میں محفوظ کیا جاسکے اس غرض کے لئے مخروطی شکل کے اہرام تعمیر کئے گئے اور یہ حضرت یوسفؑ علیہ السلام کے علم نبوت کا اعجاز تھا کے آپ نے مصر کے اس قدیم معاشرے میں ایسی جدید سائنسی عمارت کی بنیاد رکھی جو ہزاروں سال سے قائم ہے۔۸۲؎

علم ہندسہ (Geometry):

علم ہندسہ کو انگریزی زبان میں Geometry کہا جاتا ہے، یہ علم دو الفاظ سے مل کر بنا ہے یعنی Geo سے مراد ارض جبکہ Metry سے مراد پیمائش کے ہیں، چنانچہ اس علم ہندسہ میں فضائی یا فاصلی یعنی Spatial مقامات کے درمیان روابط کے بارے میں بحث کی جاتی ہے، بالفاظ دیگر علم ہندسہ میں خطوط اور اشکال کی خصوصیات کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

قرآن کریم میں تفکر سے یہ معلوم ہوا کے اللہ تعالیٰ نے ہر سیارے کے لئے مخصوص مقداریں متعین کردی ہیں جبکہ ان مقداروں کا علم ہی جیومیٹری کا علم کہلاتا ہے، دراصل جیومیٹری ایسے فارمولوں کا علم ہے جس میں تمام کہکشانی نظام اور لاشمار دنیاؤں کی زمین شامل ہیں شمالاً جنوباً لہروں کا چلنا اور ایک دوسرے سے ٹکرائے بغیر اپنا 'تعامل' برقرار رکھنا جیومیٹری یا مقداروں کا علم کہلاتا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے خواب اور کشش کا قانون سیکھایا یہی نہیں بلکہ کشش ثقل اور جن لہروں نے زمین کی بیلٹ کو سنبھالا ہوا ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلامؑ کے تابع کردیا لہٰذا اسی قانون، علم اور ٹیکنالوجی کے ذریعے سے جو کے وحی الٰہی کے ذریعے سے انھیں ودیعت کی گئی تھی انھوں نے اہرام تعمیر کئے، بعد میں جب یہ علم سینہ بہ سینہ منتقل ہوتا گیا تو دنیا میں جابجا اہرام نظر آنے لگے۔ ۸۳؎

اہرام کی ساخت میں ایک نامعلوم مگر انتہائی طاقتور توانائی موجود ہے دوسری جانب اس کی مخصوص مخروطی شکل ان برقی مقناطیسی لہروں کو مسلسل اپنی جانب کھینچتی ہیں اور اس طرح اس میں Cosmic Rays کا ایک بڑا ذخیرہ جمع ہوجاتا ہے اس اعتبار سے یہ کہا جاسکتا ہے کے اہرام اپنے اندر انتہائی توانائی کی ایک قطعی نامعلوم قسم کو نا صرف مجتمع رکھتا ہے بلکہ وہ اس کو برقرار بھی رکھتا ہے چونکہ اہرام میں ہمہ وقت Electric and Megnatic توانائیوں کا اخراج ہوتا رہتا ہے اور اس قوت کی سب سے زیادہ اثر پذیری اہرام کے اندر نوک کے عین نیچے ایک تہائی (۱/۳) اونچائی پر ہوتی ہے۔ ۸۴؎

اس قانون کی وضاحت میں ڈاکٹر غلام جیلانی برق کہتے ہیں کے کائنات کی ہر شے سے خواہ وہ زمینی ہو یا آسمانی، اس میں سے ہر وقت غیر مرئی لہروں کا اخراج ہوتا رہتا ہے جبکہ یہ لہریں اپنے اندر مختلف منفی اور مثبت اثرات بھی رکھتی ہیں۔ ۸۵؎

زمین کی بیلٹ محوری اور طولانی حرکات پر قائم ہیں، محوری حرکات شمالاً جنوباً حرکت کرتی ہیں جو اپنے اندر ٹھنڈک کے اثرات رکھتی ہیں اس کے ساتھ ہی یہ محوری حرکات طولانی حرکات پر غالب بھی ہوتی ہیں یہی نہیں بلکہ یہ محوری حرکات مسلسل ہوتی ہیں جن میں سیکنڈ کے ہزارویں حصے کے برابر بھی توقف کا امکان نہیں ہے۔ اہرام کے معماران زمینی حرکات کے قانون اور فارمولوں سے مکمل

واقف تھے لہٰذا انھوں نے اس قانون کو اہرام کی تعمیر میں بڑی کامیابی سے استعمال بھی کیا اگر آج کے اس ترقی یافتہ دور میں اس قانون کو ملحوظ رکھتے ہوئے عمارات کی تعمیر کی جائے تو یقیناً اس کے بھی ۱۰۰ فیصد مثبت نتائج مرتب ہوں گے۔

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کے حضرت یوسف علیہ السلام کے دور میں سائنس اور ٹیکنالوجی ہمارے آج کے اس دور سے کہیں زیادہ فعال اور ترقی یافتہ تھی اگر اہرام میں لگے ہوئے پتھروں کے بلاک کا جائزہ لیں تو یہ جان کر حیرت ہوگی کے ان میں سے ہر ایک کا وزن ۹۰ سے ۶۰۰ ٹن تک تھا، اتنے وزنی پتھروں کو پہاڑوں سے کاٹنا، انھیں دور دراز مقام سے لانا پھر انھیں اونچائی میں کئی منزلوں تک پہنچانا بظاہر ناممکن لگتا ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کے ایسے ۲۳ لاکھ پتھروں سے بنے ہوئے، انسانی محنت کے اس فلک رفعت ہمالیہ کو دیکھ کر بے اختیار اقبال کے یہ اشعار یاد آجاتے ہیں!

اس دشت جگر تاب کی خاموش فضاء
فطرت نے فقط ریت کے ٹیلے کیئے تعمیر!
اہرام کی عظمت سے نگوں سار ہیں افلاک
کس ہاتھ نے کھینچی ابدیت کی یہ تصویر ۸۶؎

لیکن اس دور کے عظیم سائنس دانوں نے کشش ثقل کو کم سے کم کرنے یا اسے بالکل ختم کرنے کا فارمولا دریافت کرلیا تھا۔ ۸۷؎

اور اس علم پر دسترس کا مطلب یہ ہوا کے اشیاء چاہے کتنی بھی وزنی ہوں وہ انسانی ہاتھوں میں محض کاغذ کے ایک ٹکڑے کے برابر ہی محسوس کی جائیں گی یعنی وزنی شے کا تمام وزن نفی کردینے کا فارمولا وہ جان چکے تھے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلَمۡ تَرَوۡا اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَکُمۡ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ وَ اَسۡبَغَ عَلَیۡکُمۡ نِعَمَہٗ ظَاہِرَۃً وَّ بَاطِنَۃً ؕ وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یُّجَادِلُ فِی اللّٰہِ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ وَّ لَا ہُدًی وَّ لَا کِتٰبٍ مُّنِیۡرٍ ۔۸۸

ترجمہ۔تم نہیں دیکھتے کے اللہ نے زمین اور آسمانوں کی ساری چیزیں تمھارے لئے مسخر کر رکھی ہیں اور اپنی کھلی اور چھپی نعمتیں تم پر تمام کر دی ہیں؟ اس پر حال یہ ہے کے انسانوں میں سے کچھ لوگ ہیں جو اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں بغیر اس کے ان کے پاس کوئی علم ہو، یا ہدایت، یا کوئی رو شنی دکھانے والی کتاب۔

قرآن کریم میں اس جیسی ۷۵۶ آیات ہیں جو بنی نوع انسان کو کائنات میں غور فکر کی دعوت دے رہی ہیں لیکن افسوس صد افسوس کے انسان اب تک قرآن کریم جیسے عظیم سرمائے سے استفادہ نہیں کر پایا۔ایک ماہر اہرامیات 'چارلس لیٹی مر' نے تو اہرام کی سحر انگیزی میں مبتلا ہو کر یہاں تک کہہ دیا کے بلاشبہ یہ درست ہے کے ہمارے اوزان اور پیائش کی اکائیوں میں موجودہ دور میں ترمیم کی ضرورت ہے۔ہمیں درجہ کمال تک پہنچی ہوئی قدیم و مقدس تاریخ کی طرف لوٹنا پڑے گا اس مذہب کی طرف جو یہ ثابت کرتا ہے کے نسل انسانی خود بخود ترقی کی منازل طے کرتی ہوئی موجودہ صورت تک نہیں پہنچی ہے بلکہ خالق کائنات نے انسان کو اسی موجودہ صورت میں پیدا کیا ہے لیکن ایسا کمال کہاں سے مل سکتا ہے؟ میرا جواب ہے کے گیزا کے عظیم اہرام سے، کیونکہ ان سنگی ستونوں میں معیاری اوزان و پیائش کے پیمانے موجود ہیں اس میں زمین و آسمان کی ہم معیاریت اور تناسب پوشیدہ ہیں ہمارے قدیم اور جدید موروثی نظام کا ایک ایسا انجذاب موجود ہے کے لگتا ہے جیسے خود خالق کائنات نے ہمیں اسے ودیعت کیا ہے۔۔۔۔۔میں اپنے امریکی ہم وطنوں سے درخواست کرتا ہوں کے وہ بڑی احتیاط سے اس موضوع کا مطالعہ کریں اور اسے سمجھنے اور پھر کام میں لانے کی کوشش کریں۔۸۹؎

بے شک اس زمین پر موجود یہ اہرام کائناتی شعور کی نمائندگی کرتے ہیں جس کی راہداریوں میں پوشیدہ اور موجود عظیم علوم کو دنیا ایک نہ ایک دن سمجھنے میں ضرور کامیاب ہو جائے گی۔

خلاء لہروں کا مجموعہ ہے:

روحانی تھیوری کے مطابق! جسے ہم خلاء کہتے ہیں وہ بے شمار چھوٹی بڑی لہروں کا مجموعہ ہے، جن میں سے بعض لہروں کو ہم جانتے ہیں اور اکثر کو نہیں جانتے، ان لہروں کی طول موج

Wave Length کی فریکوئنسی مختلف ہوتی ہے، پیرامڈ بنانے والے ان لہروں اور مخصوص زاویوں کے زیر اثر ان کے تعاملات کا کھوج لگانے میں کامیاب ہو گئے تھے، اور اس ٹیکنالوجی سے جو ایجادات سامنے آئیں سورج کی طرح آج بھی روشن ہیں۔

پیرامڈ کی ٹیکنالوجی کے حوالے سے حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں! طول موج برقی رو کا وہ حصہ ہے جس کو ہماری عقل سمجھ سکتی ہے، لیکن جس چیز کو عقل انسانی نہیں سمجھ سکتی اس کا طول موج کچھ اور ہوتا ہے اور وہ بدل جاتی ہے، تاہم طول وموج کے حوالے سے یہ بات قابل ذکر ہے کے مصر میں جو پیرامڈز بنائے گئے وہ پہاڑوں کو کاٹ کر ایک، دو، تین، چار، دس اور بیس کمروں کی جیومیٹریکل شکل موج ایک جیسی رہے، اگر آج بھی کوئی ایسا مکان بنایا جائے جس میں طول موج کی فریکوئنسی ایک جیسی ہے تو اس مین پچاس ہزار سال، لاکھ سال، اور دس لاکھ سال تک نا لاش خراب ہوتی ہے نا سڑتی اور سوکھتی ہے، اس لاش کی تر وتازگی برقرار رہتی ہے۔

پیغمبروں کو اللہ تعالی نے ایسے اوصاف سے متصف فرمایا ہے کے وہ ماورائی Equation کے ذریعے ایسی ایجادات کر سکتے ہیں جو مادی علوم سے ناممکن ہیں، حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ نے خواب کی تعبیرات کی مہارت عطا فرمائی، خواب انسان کی ماورائی دنیا کے گوشوں کو کھولتا ہے ، تاہم حضرت یوسف علیہ السلام کو جب اہل مصر کی مسلسل قحط سالی کا علم ہوا تو آپ نے انھیں خشک سالی سے بچانے کے لئے ماورائی علوم کے ذریعے غلے کو اگلے کئی سال تک اسٹور کرنے کی ٹیکنالوجی کے ذریعے سے گودام تیار کروائے ان گوداموں کی تعمیر میں جدید اور خاص جیومیٹری کے اصول کارفرما ہیں۔ زمین کی بیلٹ دو حرکات پر قائم ہے۔ ا۔ محوری۔ ۲۔ طولانی۔

محوری حرکت شمالاً جنوباً سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں بلا توقف جاری رہتی ہے، اس کو طولانی حرکت کہا جاتا ہے۔

اہرام میں محوری حرکت کے ساتھ تین زاویوں پر عمارت کا قیام ہے، محوری حرکت ایک سرکل ہے جو گھڑی کے فنل کی طرح ہے، جو اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر بلا توقف متحرک ہے۔

طولانی حرکت کے برعکس محوری حرکت میں لہریں ٹھنڈی ہوتی ہیں اور کسی بھی شے کے اوپر موجود روشنی کے جال کو ڈسٹرب نہیں کرتیں، جبکہ محوری گردش طولانی گردش کو مغلوب رکھتی ہیں۔

ہر شے کے اوپر دو غلاف ہیں، ایک غلاف مادی اشیاء کی تخلیق میں اپنا کردار ادا کرتا ہے اور اس تخلیق میں عناصر کی آمیزش ہوتی ہے، عناصر میں کسی نا کسی طرح خمیر کا عنصر ہوتا ہے، یہی خمیر عنصر میں چمک پیدا کرتا ہے، یہاں کوئی شے خمیر کے بغیر نہیں، بظاہر خشک نظر آنے والے پہاڑوں میں سے بھی گوند نکلتا ہے، تاہم جن لہروں سے عناصر تخلیق ہوتے ہیں، ان لہروں کے اوپر بھی روشنی کا ایک جال موجود ہوتا ہے جو عناصر کو مقداریں فراہم کرتا ہے اور اس پر محوری حرکت پوری طرح غالب رہتی ہے۔

مخصوص زاویہ Geometery سے جب اہرام کی تعمیر کی جاتی ہے تو اس میں شمالاً جنوباً پھیلنے والی لہروں کا عملاً دخل ہوتا ہے اور یہ لہریں شے میں Foriegn Body داخل نہیں ہونے دیتیں۔

اہرام میں رکھی اشیاء خراب نہیں ہوتیں کیونکہ مثلث عمارت میں مخصوص زاویہ کی وجہ سے محوری گردش پوری عمارت میں اپنا ایک سرکل بنا لیتی ہے اور اس سرکل کی وجہ سے عمارت میں Magnetic Field بن جاتی ہے، مثلث عمارت اس لئے ضروری ہے تاکہ اشیاء کا مادی وجود برقرار رہ سکے تو شے کی ماہیت تبدیل ہو جائے گی اور شے زمین کی اسکرین سے نکل کر فضاء میں تحلیل ہو جائے گی۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے دور میں سائنس آج سے زیادہ ترقی یافتہ تھی، اہرام میں لگے ہر بلاک کا وزن 600-90 ٹن تھا، اتنے وزنی پتھروں کو نہایت مہارت اور نفاست سے بغیر کسی الجھاؤ کے نصب کرنے میں جو حکمت پوشیدہ ہے وہ یہ کے اس دور کے اہل علم کشش ثقل کو کم سے کم یا اس کی نفی کے فارمولے سے واقف ہو چکے تھے، چنانچہ اشیاء ان کے ہاتھ میں بے وزن ہو جایا کرتی۔ ۹۰؎

ضابطہ Formula:

اگر شے کے مادی عناصر (مثلث) کے پھیلاؤ اور چپک کو سمیٹ کر نقطہ کی انتہاء تک کر دیا جائے تو توانائی صفر ہو جاتی ہے اور شعور پر لاشعور پوری طرح غالب ہو جاتا ہے، لاشعور ابعاد Dimension تو ہوتے ہیں لیکن شے کے نقش و نگار لہروں کا مرقع ہوتے ہیں، کوئی انسان اپنی

صلاحیتوں کا استعمال کر کے جب اس قانون کا مشاہدہ کر لیتا ہے تو اللہ کی توفیق کے ساتھ شے میں تصرف کر کے کسی ذرے کو پہاڑ بنا دیتا ہے یا کسی پہاڑ کا وزن کم کر کے روئی کے تکیہ کے برابر کر دیتا ہے، اس علم علم تکوین کہا جاتا ہے اور قرآن حکیم نے اس علم کو تسخیر کائنات کے فارمولوں کا نام دیا ہے۔

علم سیارگان:

اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف کو ستاروں اور سیاروں کا علم بھی عطا فرمایا، اس کی نشاندھی ان کے اس خواب سے ہوتی ہے جس میں ان کو گیارہ ستارے، سورج اور چاند سجدہ کر رہے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِذۡ قَالَ یُوۡسُفُ لِاَبِیۡهِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیۡ رَاَیۡتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوۡكَبًا وَّ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ رَاَیۡتُهُمۡ لِیۡ سٰجِدِیۡنَ ۔۹۱

ترجمہ۔ یوسف نے اپنے والد سے کہا! میں نے گیارہ ستاروں، چاند اور سورج کو مجھے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں، ایک یہودی مالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا، مجھے ان ستاروں کے نام اور ان کے بارے میں بتایئے جنھوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سن کر خاموش رہے، پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان ستاروں کے نام بتائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر میں تجھ کو ان ستاروں کے نام بتادوں تو کیا تو مومن ہوجائے گا؟ یہودی نے کہا ہاں، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان ستاروں کے نام بتائے۔

۱۔حرثان۔ ۲۔طارق۔ ۳۔زیال۔ ۴۔ذوالکفتان قابس۔ ۵۔دثان۔ ۶۔ھوادن۔

۷۔فلیق۔ ۸۔مصبح۔ ۹۔ضروح۔ ۱۰۔فریخ۔ ۱۱۔ضیاء (نور)، حضرت یوسف علیہ السلام نے آسمان کے افق میں ان ستاروں کو اپنے سامنے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا، جب حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ قصہ (اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام) کو سنایا تو انہوں نے فرمایا! یہ منتشر امر

ہے اللہ تعالیٰ اسے بعد میں جمع کر دے گا۔ یہودی نے یہ سن کر کہا اللہ کی قسم! بلا شبہ ان کے یہی نام ہیں۔ ۹۲؎

ابن منبہؒ بیان کرتے ہیں، حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب لیلۃ القدر میں واقع ہوا تھا۔ ۹۳؎

اللہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو علم سیارگان عطا فرمایا، جس میں سیاروں کی کشش کے اصول، سورج، چاند ستاروں کی مقداروں کا علم افلاک، زمین و آسمان، ملائکہ، خلاء کس قانون کے پابند ہیں کا علم، خلاء میں ہر سیارہ اپنے مدار میں بغیر کسی دوسرے سیارے اور ستارے سے ٹکرائے تیر رہا ہے کا علم وغیرہ۔

اللہ تعالی نے تمام سیاروں کی معین مقداریں مقرر فرمائیں، ان مقداروں کے علم کو علم جیومیٹری کہا جاتا ہے، تاہم جیومیٹری ایسے فارمولوں کا علم ہے جس میں تمام کہکشانی نظام، لاشمار دنیائیں اور ان کی زمین شامل ہے، نیز شمالاً جنوباً لہروں کی حرکات، تعاملات وغیرہ۔

اللہ تعالی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب اور کشش کے قوانین بذریعہ وحی سیکھائے، یعنی کشش ثقل اور جن لہروں نے زمین کی بیلٹ کو سنبھال رکھا ہے، اس علم کو اللہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے تابع فرمادیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے ان ہی علوم کی روشنی میں اہرام مصر کی تعمیر فرمائی، بعدازاں تعمیرات کے یہ اصول جب دیگر اہل علم جان گئے تو انھوں نے بھی جگہ جگہ اہرام تعمیر کر لیئے۔

۱۲۔ حضرت شعیب علیہ السلام

حضرت شعیب علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ اور نیک پیغمبر اور نبی تھے، اللہ نے آپ کع دو امتوں یعنی مدین اور اصحاب ایکہ پر مبعوث فرمایا۔

مدین اور اصحاب ایکہ دو الگ الگ اقوام ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مدین اور اصحاب الا یکہ دو امتیں ہیں جن کی جانب حضرت شعیب علیہ السلام کو بھیجا گیا۔

انبیاء علیہ السلام کے قصص میں ساتواں قصہ حضرت شعیب علیہ السلام کا ہے۔

عکرمہ نے کہا اللہ نے حضرت شعیب علیہ السلام کے سوا کسی نبی کو دو مرتبہ نہیں بھیجا یعنی حضرت شعیب علیہ السلام کو پہلی بار اہل مدین کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے بھیجا گیا جبکہ دوسری بار انھیں اصحاب الایکہ کی جانب بھیجا گیا تاہم اہل مدین کی نافرمانیوں کی بناء پر انھیں ایک سخت گرج دار آواز کے ذریعے ہلاک کیا گیا اور اصحاب الایہ کو سائبان والے عذاب سے ہلاک کیا گیا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَّ اَصۡحٰبُ الۡاَیۡکَۃِ وَ قَوۡمُ تُبَّعٍ ؕ کُلٌّ کَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِیۡدِ۔ ۹۴

ترجمہ۔ ایکہ (جنگل) والوں نے اور تبع کی قوم نے، ان میں سے ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا۔

ایکہ اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں بہت زیادہ جنگل اور گھنے درخت ہوں یعنی درختوں کا جھنڈ ہو بعض لوگوں نے یہ کہا کے یہ کسی خاص شہر کا نام ہے حضرت شعیب علیہ السلام اصحاب ایکہ اور اہل مدین کی طرف مبعوث کئے گئے تھے اور دونوں ہی قوم پر عذاب الٰہی آیا، اہل مدین ایک خوفناک چیخ سن کر ہلاک ہو گئے جبکہ اصحاب ایکہ جس جنگل میں تھے ان پر بادل کا عذاب آیا تھا اس آیت میں قوم تبع کا ذکر بھی کیا گیا ہے تبع عرب کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا نام تورات میں میکائیل ہے، سریانیہ میں آپ کا نام حری بن یسحر ہے جبکہ عبرانیہ میں آپ کا نام شعیب مذکور ہے۔

حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) کی تحقیق کے مطابق مدین اس قوم کا نام ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے مدین کی نسل سے ہے اور حضرت شعیب علیہ السلام کا تعلق بھی اسی نسل سے تھا۔ ۹۵

حضرت ابوذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! چار نبی عرب تھے۔

۱۔ ھود۔ ۲۔ صالح۔ ۳۔ شعیب۔ ۴۔ تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ۹۶

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، مسجد حرام میں صرف دو قبریں ہیں۔

۱۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر مبارک حطیم میں ہے۔

۲۔حضرت شعیب علیہ السلام کی قبر مبارک حجر اسود کے بالمقابل واقع ہے۔۹۷؎
ابو المنذر نے کہا حضرت شعیب علیہ السلام اپنی بیٹی کا نکاح حضرت موسیٰ علیہ اسلام سے کرنے کے بعد مکہ روآنہ ہو گئے جہاں ۱۴۰ برس کی عمر میں ان کا وصال ہو گیا اور ان کو حجر اسود کے سامنے مسجد حرام میں دفن کیا گیا۔۹۸؎

حضرت شعیب علیہ السلام کا مقام بعثت:

حضرت شعیب علیہ السلام کے مقام بعثت کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

.فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ۔۹۹

ترجمہ۔ہم نے ان سے انتقام لیا، بلاشبہ یہ دونوں بڑی شاہراہ پر واقع تھیں۔
مفسرین اور مورخین نے یہ لکھا ہے، ایک بڑی شاہراہ جو حجاز کے قافلوں کو شام، فلسطین، یمن اور مصر تک لے جاتی ہے یہ شاہراہ بحر قلزم کے مشرقی کنارے سے ہو کر گزرتی تھی جس کو قرآن کریم میں امم مبین فرمایا گیا تاہم یہ شاہراہ قریشی قافلوں کے لئے بہت متعارف اور تجارتی گزرگاہ کی حیثیت سے جانی جاتی تھی اگرچہ مدین کا قبیلہ بحر قلزم کے مشرقی کنارے اور عرب کے شمال مغرب میں شام سے متصل حجاز کا آخری حصہ ہے۔
بعض متاخرین یہ لکھتے ہیں کے مدین کا اصل علاقہ حجاز کے شمال مغرب اور فلسطین کے جنوب میں بحر احمر اور خلیق عقبہ کے کنارے پر واقع ہے جزیرہ نمائے سینا کے مشرقی ساحل پر بھی اس کا کچھ سلسلہ پھیلا ہوا تھا تاہم یہ ایک بڑی اور معروف تجارتی شاہراہ تھی زمانہ قدیم میں جو تجارتی شاہراہ بحر احمر کے کنارے یمن سے مکہ اور ینبوع ہوتی ہوئی شام تک جاتی تھی تاہم ایک دوسری شاہراہ عراق سے مصر کی جانب بھی جاتی تھی جس کے عین چوراہے پر اس قوم کی بستیاں واقع تھیں اسی وجہ سے عرب کا بچہ بچہ مدین سے واقف تھا اگرچہ مدین کے آثار مٹ چکے تھے لیکن اس کے باوجود عرب میں اس علاقے کی شہرت برقرار تھی کیونکہ عربوں کے تجارتی قافلے مصر اور شام کی جانب جاتے ہوئے انھی مقامات اور آثار قدیمہ کے پاس سے گزرتے تھے۔
اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو اہل مدین کی جانب بھیجا تاکہ وہ ان کی ہدایت اور رہنمائی

کریں۔

ناپ تول/حساب کتاب میں کمی:

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ناپ تول میں کمی اور حساب کتاب میں ڈنڈی مارا کرتی، وہ سامان کم دیتے لیکن پیسے پورے وصولتے اسلام اس رویے کی شدت سے مخالفت کرتا ہے، اسلام کسی بھی انسان کو کسی بھی قسم کے نقصان پہنچانے کی سختی سے مذمت کرتا ہے، یہ شدید گناہ ہے، قوم شعیب کی وجہ شہرت تجارتی اور پیشہ ورانہ بددیانتی تھی، وہ ناپ تول میں کمی اور گھٹیا مال کو اچھا کہہ کر زیادہ داموں فروخت کرتے یہی نہیں وہ دھوکہ اور فریب میں اتنے آگے بڑھ گئے کے حلال اور حرام کی تمیز ہی بھول گئے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اِلٰی مَدۡیَنَ اَخَاهُمۡ شُعَیۡبًا قَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَیۡرُهٗ قَدۡ جَآءَتۡكُمۡ بَیِّنَةٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ فَاَوۡفُوا الۡكَیۡلَ وَ الۡمِیۡزَانَ وَ لَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡیَآءَهُمۡ وَ لَا تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ بَعۡدَ اِصۡلَاحِهَا ذٰلِكُمۡ خَیۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ۔ ۱۰۰

ترجمہ۔ اہل مدین کی جانب ہم نے ان کے (ہم قبیلہ) بھائی شعیب کو بھیجا (شعیب) نے کہا! اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، بے شک تمھارے پاس تمھارے رب کی واضح دلیل آ چکی ہے، پس تم پورا پورا ناپ اور تول کرو اور لوگوں کو کم تول کر ان کی چیزیں نہ دو اور زمین کی اصلاح کے بعد اس میں فساد نہ کرو اگر تم ایمان لانے والے ہو تو یہ تمھارے لئے بہتر ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم مدین شاہراہوں اور گزرگاہوں پر بیٹھ جایا کرتی اور اہل ایمان آنے جانے والوں کو ڈرایا اور دھمکایا کرتیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کو اس طرح سے راستے میں بیٹھنے سے منع فرماتے کیونکہ اہل مدین، اہل ایمان کو ڈراتے دھمکاتے اور انھیں راہ خدا پر چلنے سے روکتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ، قتادہ اور مجاہد نے بیان کیا، کے اہل مدین راستوں پر بیٹھ کر اہل ایمان کو

دھمکاتے اور ان کا مال لوٹ لیا کرتے اور اہل ایمان سے کہتے کے تم شعیب کے پاس نہ جاؤ کیونکہ وہ کذاب ہے۔

مفسرین نے لکھا کے اہل مدین راستے میں بیٹھ کر اہل ایمان سے ناجائز ٹیکس اور بھتہ جبراً وصول کرتے، انھیں طرح طرح سے دھمکیاں دیتے اور برے نتائج کے لئے انھیں خبردار کرتے تاہم اہل مدین جمع شدہ ناجائز رقوم اور بھتے کو اپنی عیاشیوں پر خرچ کرتے۔

علامہ ابوالفراج عبدالرحمن بن علی الجوزی (متوفی ۵۹۷ھ) لکھتے ہیں، جس وقت حضرت شعیب علیہ السلام کو مدین بھیجا گیا اس وقت ان کی عمر مبارک بیس برس تھی آپ کی قوم ناپ تول میں کمی کیا کرتی، آپ نے اپنی قوم کو بارہا سمجھایا کے ناپ تول میں کمی نہ کریں اور اپنے ترازو کو ٹھیک رکھیں اور ایمانداری سے تول کر لوگوں کو ان کی چیزیں دیں لیکن قوم پر آپ کی نصیحتوں کا کوئی اثر نہ ہوا اور وہ حسب عادت اپنی پرانی روش پر قائم رہیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام کو خطیب الانبیاء بھی کہتے ہیں اور اس لقب کی وجہ یہ تھی کے آپ کا انداز گفتگو اور خطاب ایسا تھا جو کے مدمقابل کے دل میں اتر جائے لیکن اس کے باوجود آپ کی قوم آپ کی بات کو سنی ان سنی کرتی رہی یہاں تک کے اس قوم پر عذاب الٰہی کا فیصلہ ہو گیا۔

قتادہ نے لکھا کے اہل مدین کو ایک چنگھاڑ نے ہلاک کیا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ قَالَ الۡمَلَاُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِہٖ لَئِنِ اتَّبَعۡتُمۡ شُعَیۡبًا اِنَّکُمۡ اِذًا لَّخٰسِرُوۡنَ فَاَخَذَتۡہُمُ الرَّجۡفَۃُ فَاَصۡبَحُوۡا فِیۡ دَارِہِمۡ جٰثِمِیۡنَ۔ ۱۰۱

ترجمہ۔(شعیب کی قوم) کے کافر سرداروں نے کہا اے لوگو! اگر تم نے شعیب کی اتباع کی تو تم ضرور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گے سو ان کو ایک ہولناک آواز (زلزلہ) نے پکڑ لیا اور صبح کے وقت وہ اپنے گھروں میں اوندھے منہ مردہ (حالت) میں پڑے ہوئے تھے۔

الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا شُعَیۡبًا کَاَنۡ لَّمۡ یَغۡنَوۡا فِیۡہَا ۚۛ اَلَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا شُعَیۡبًا کَانُوۡا ہُمُ الۡخٰسِرِیۡنَ۔ ۱۰۲

ترجمہ۔جن لوگوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی (وہ صفحہ ہستی سے اس طرح سے مٹ گئے) گویا

کے وہ کبھی ان گھروں میں بسے ہی نہ تھے، جن لوگوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے تھے۔

ایکہ والے:

جب اہل مدین پر عذاب الٰہی آیا تو حضرت شعیب علیہ السلام اصحاب الایکہ کی جانب تبلیغ دین کے غرض سے روآنہ ہوئے اللہ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو اصحاب الایکہ پر بھی مبعوث فرمایا آپ نے اپنی بقیہ عمر اصحاب الایکہ کے ساتھ گزاری۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَتَوَلّٰی عَنۡهُمۡ وَ قَالَ یٰقَوۡمِ لَقَدۡ اَبۡلَغۡتُكُمۡ رِسٰلٰتِ رَبِّیۡ وَ نَصَحۡتُ لَكُمۡ ۚ فَكَیۡفَ اٰسٰی عَلٰی قَوۡمٍ كٰفِرِیۡنَ۔ ۱۰۳

ترجمہ۔ پھر شعیب ان سے کنارہ کش ہو گئے اور کہا اے میری قوم! میں نے تمھیں اپنے رب کے پیغامات پہنچا دئے تھے اور میں نے تمھاری خیر خواہی کی تھی تو اب میں کافروں (کے عذاب) پر کیوں کر افسوس کروں؟۔

اصحاب الایکہ، ایکہ نامی ایک درخت کی پوجا کیا کرتے تھے اور اس درخت کے گرد گھنے جنگلات اور سرسبز وشاداب زمین تھی تاہم اصحاب الایکہ انتہائی درجے کے بدمعاملہ اور ناپ تول میں کمی کے مرتکب تھے۔ اللہ تعالی نے جب حضرت شعیب علیہ السلام کو اس قوم پر رسول بنا کر بھیجا تو حضرت شعیب نے اپنی قوم اصحاب الایکہ کی ہدایت اور رہنمائی فرماتے ہوئے کہا کے تم سب صرف ایک اللہ کی عبادت کرو کیونکہ صرف وہی عبادت کے لائق ہے اور ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو، پورا تولو اور اپنے ترازو کو صحیح رکھو لیکن آپ کی قوم بدستور اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہی۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَوۡفُوا الۡكَیۡلَ وَ لَا تَكُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُخۡسِرِیۡنَوَزِنُوۡا بِالۡقِسۡطَاسِ الۡمُسۡتَقِیۡمِ ۚ وَ لَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡیَآءَهُمۡ وَ لَا تَعۡثَوۡا فِی الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِیۡنَ۔ ۱۰۴

ترجمہ۔ پیمانہ پورا بھر کردو اور کم تولنے والوں میں سے نہ بن جاؤ اور صحیح ترازو سے تول کر دیا کرو اور لوگوں کی چیزیں کم نہ کرو اور زمین میں فساد پھیلاتے ہوئے حد سے تجاوز نہ کرو۔

فَكَذَّبُوۡهُ فَاَخَذَهُمۡ عَذَابُ يَوۡمِ الظُّلَّةِ‌ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيۡمٍ ۔۱۰۵

ترجمہ۔ جب (قوم شعیب) نے شعیب کی تکذیب کی تو ان کو سائبان والے دن کے عذاب نے پکڑ لیا بے شک وہ بہت بھاری دن کا عذاب تھا۔

وَمَاۤ اَسۡـئَلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ‌ ۚ اِنۡ اَجۡرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۔۱۰۶

ترجمہ۔ اصحاب الایکہ (سرسبز جنگل والوں) نے رسولوں کی تکذیب کی جب ان سے شعیب نے کہا کیا تم نہیں ڈرتے؟ بے شک میں تمھارے لئے امانت دار رسول ہوں سو تم ڈرو اور میری اطاعت کرو، اور میں تم سے اس (تبلیغ دین) پر کوئی اجرت طلب نہیں کرتا میرا اجر تو صرف رب اللعالمین پر ہے۔

اللہ نے اس قوم کی سرکشی کی وجہ سے ان پر سخت گرمی مسلط کر دی چنانچہ قوم اس گرمی سے بچنے کے لئے اپنے گھروں میں پناہ لی لیکن وہاں بھی ان کا برا حال ہوا پھر انھوں نے جنگل کی جانب اپنا رخ کیا اور وہاں اس شدید گرمی سے بچنے کے لئے پناہ لی تاہم اللہ نے جنگل میں ایک بادل بھیج دیا جس میں بے حد ٹھنڈک اور سکون تھا چنانچہ قوم شعیب نے اس ٹھنڈے بادل سے راحت حاصل کی اور اپنی باقی قوم کے لوگوں کو بھی یہیں اکھٹا کر لیا تاکہ سب راحت اور سکون حاصل کر سکیں، جب ساری قوم ایک جگہ جمع ہوگئی تو اللہ تعالی نے آسمان سے ایک آگ بھیجی جس نے اس قوم کو جلا کر رکھ دیا اسی وجہ سے اس دن کو یوم الظلہ یعنی (سائبان یا بادل کے دن) کا عذاب بھی کہا جاتا ہے۔

قتادہ نے لکھا کے اصحاب الایکہ کی طرف اللہ نے سات دن تک مسلسل سخت گرمی مسلط کی پھر اللہ نے ان پر ایک آگ بھیجی جس آگ نے اس قوم کو جلا کر راکھ کر دیا۔۱۰۷

محدود حواس کا قانون:

قانون قدرت یہ ہے کے خود غرض انسان پر محدود اور تغیر پذیر حواس کا غلبہ ہوتا ہے، ایسے تمام انسانوں کے اندر سے باہمی محبت، اخوت، ہمدردی اور ایمانداری نکل جاتی ہے، وہ سر عام سرکشی کے مرتکب ہوکر بے حیائی میں بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں ،جس کی وجہ سے معاشرہ برائی ،فسق وفجور، بددیانتی، لالچ، مال وزر اور دنیا کی محبت میں اس قدر غرق ہوجاتا ہے کے نیکی اور برائی کی تمیز مٹ جاتی ہے۔

دنیا اور مال کی محبت انسان کو خود غرض بنا دیتی ہے، اور یہ خود غرضی اور مال کی محبت اس انسان کو جہنم کے گڑھے میں دھکیل کر ہی دم لیتی ہے قدرت کا یہ قانون ہے کے جب تک اللہ کے نظام میں خلل واقع نا ہو اس وقت تک اللہ افراد کی لغزشوں کو نظر انداز کرتا رہتا ہے، لیکن جیسے ہی یہ سرکشی، غلط طرز فکر معاشرے کی جڑوں کو کھوکھلا کرتے ہیں تو پھر اللہ کے تخلیقی سسٹم میں ایک اضطراب پیدا ہوتا ہے اور اللہ کا قاہرانہ نظام متحرک ہوکر قوم کو دردناک عذاب سے دوچار کر کے اس گندے، گھناؤنے نظام کو صفحہ ہستی سے ہی مٹا دیتا ہے۔

بڑے بڑے سرکش، گھمنڈی، مغرور لوگوں سے نظام حکومت کو چھین کر اللہ تعالی اہل لوگوں کو نظام حکومت سونپ دیتے ہیں۔

مال سے محبت انسان کی ایک فطری کمزوری ہے، اللہ مالکی محبت کو ناپسند فرماتے ہیں، مال اللہ کی ایک نعمت ہے وہ نا اچھا ہے نا برا ہے اس کو کمانے اور خرچ کرنے کا طریقہ اس کو صحیح یا غلط بناتا ہے۔

انسان مال کی محبت میں گرفتار ہے اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الۡخَيۡرِ لَشَدِيۡدٌ۔ ۱۰۸ ۔ ترجمہ۔ بے شک انسان مال کی کی محبت میں بہت شدید ہے۔

مال کی محبت بھی شرک کی ایک قسم ہے، جو شے انسان کے دل سے اللہ کے خیال اور توجہ کو محو کردے وہ فتنہ ہے۔

۱۴۔ حضرت یونس علیہ السلام

حضرت یونس علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ پیغمبر، نبی اور رسول ہیں، اللہ نے آپ کو قوم اشور پر مبعوث فرمایا۔ حضرت یونس علیہ السلام کا بائبل میں نام 'یوناہ' ہے جو کے یونس کا عبرانی تلفظ ہے آپ اللہ کے برگزیدہ بندے، نبی اور رسول تھے اور آپ کو اللہ تعالی نے اشوریوں کی اصلاح کے غرض سے ان کے شہر 'اشور' میں جو کے اس دور میں ان کا دارالحکومت بھی تھا میں دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لئے منتخب فرمایا آپ حضرت ہود علیہ السلام کی اولادوں میں سے ہیں اللہ تعالی نے آپ کو ۲۸ برس کی عمر میں نبوت اور رسالت سے بھی سرفراز فرمایا آپ پر ایک صحیفہ بھی نازل ہوا جو کے 'یوناہ نبی کی کتاب' کے نام سے تورات میں موجود ہے جو چار مختصر ابواب پر مشتمل ہے مورخین کے مطابق! آپ کا زمانہ ۸۶۰۔ ۷۸۴ ق م کے درمیان کا ہے اسی لئے کتب تاریخ میں اشوریوں کو 'قوم یونس' بھی کہا جاتا ہے۔ دجلہ کے شمالی حصے میں ایک سامی النسل قوم آ کر آباد ہو گئی جو کے اشور کہلائی اور ان کے نام کی وجہ تسمیہ ان کا ایک دیوتا 'اشور' تھا جس کی یہ عبادت کیا کرتے اسی وجہ سے یہ قوم اشور کہلائی بعد از اں اشوریوں نے ایک شہر 'اشور' بھی اپنے دیوتا کے نام پر تعمیر کیا۔

اللہ تعالی نے آپ کو قوم اشور کی رہنمائی کے لئے نینوا یعنی (موجودہ عراق) بھیجا چونکہ اس قوم کا مرکز اس زمانے میں نینوا کا مشہور شہر تھا جس کے وسیع کھنڈرات آج بھی دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے پر پائے جاتے ہیں جو کے موجودہ شہر موصل کے عین مدمقابل ہے لہٰذا اس شہر میں 'یونس نبی' کے نام سے ایک مقام بھی موجود ہے اس زمانے میں دریائے دجلہ کے کنارے نینوا ایک چھوٹی سی بستی تھی جس میں دیگر دیوی دیوتاؤں کے علاوہ ان کے سب سے بڑے 'دیوتا اشور' کی عبادت کی جاتی جبکہ اسی دیوتا کے نام پر اس شہر کا نام 'اشور' اور یہاں کے رہنے والے 'اشوری' کہلائے یہی نہیں بلکہ اس قوم نے نہایت عقیدت سے اپنے دیوتا کے نام کا ایک بڑا اور عظیم الشان مندر بھی تعمیر کروایا اس قوم کے تمام تر سیاسی اور انتظامی امور کی انجام دہی بھی اسی 'دیوتا اشور' کے نام پر کی جاتی اس کے ساتھ ہی بادشاہ کو خدا کا سایہ بھی تصور کیا جاتا۔

حضرت یونس علیہ السلام اللہ کے حکم سے نینوا تشریف لے گئے اور بادشاہ 'پال' کو پیغام حق سنایا

جیسے سن کر بادشاہ غضبناک ہوا اور آپ کی جان کا دشمن ہوا اور حسب روایت قوم اشور اور بادشاہ وقت نے اپنے تئیں دین حق کی مکمل مخالفت کی اور وہ سب مل کے حضرت یونس علیہ السلام کے جان کے درپہ ہو گئے لیکن حضرت یونس علیہ السلام نہایت تحمل اور مستقل مزاجی سے دعوت دین کے کٹھن ترین کام میں لگے رہے ایک روایت کے مطابق آپ اپنی قوم کے درمیان تقریباً ۳۱ برس تک دین حق کی تبلیغ واشاعت کرتے رہے آپ کی قوم کی تعداد قرآن وحدیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ایک لاکھ سے زیادہ تھی قرآن کریم میں حضرت یونس علیہ السلام کے قصے کو تین مقامات یعنی (سورہ الانبیاء، سورہ الصافات اور سورہ القلم) میں بیان کیا گیا ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاِنَّ يُوۡنُسَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ۔ ۱۰۹؁۔ ترجمہ۔ بے شک یونس رسولوں میں تھا۔

وَاَرۡسَلۡنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلۡفٍ اَوۡ يَزِيۡدُوۡنَ۔ ۱۱۰

ترجمہ۔ ہم نے (یونس) کو ایک لاکھ یا اس سے زائد لوگوں کی طرف بھیجا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! (یونس) کی قوم کی تعداد ایک لاکھ سے زائد تھی۔

قصہ مختصر حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کو مستقل مزاجی سے دین اسلام کی تعلیم دیتے رہے لیکن ان کی قوم بھی نہایت مستقل مزاجی سے ان کا انکار کرتی رہی چنانچہ ایک روز حضرت یونس علیہ السلام نے غصے میں آ کر بادشاہ وقت اور اپنی قوم کو عذاب کی وعید سنائی اور کہا اگر تم نے تین دن کے اندر اندر بت پرستی اور شرک کو نہ چھوڑا اور توبہ کر کے ایک اللہ کی عبادت نہ کی تو تم پر قہر خداوندی نازل ہو جائے گا جس کے نتیجے میں تم اور تمھارا پورا شہر تباہ و برباد ہو جائے گا' عذاب کی یہ وعید سن کر آپ کی قوم نے آپ کا حسب روایت مذاق اڑایا اور آپ سے کہا! ہم تمھارے رب کی طرف سے آنے والے عذاب کے منتظر رہیں گے۔

اللہ کے اذن کے بغیر حضرت یونس علیہ السلام کی از خود ہجرت:

اللہ کے تمام رسولوں کو ان کی قوم نے ہجرت پر مجبور کیا، لیکن تمام پیغمبر از خود ہجرت کا فیصلہ نہیں

کرتے بلکہ اللہ کے حکم کا انتظار کرتے ہیں ،لیکن حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کی سرکشی کی وجہ سے اپنے تئیں خود ہی ہجرت کا فیصلہ کرلیا اور اپنی قوم کو تین دن کے اندر اندر سدھرنے کا انتباہ کرتے ہوئے اس شہر کو چھوڑ کر نکل گئے جب آپ شہر سے باہر نکلے تو آپ نے ایک کشتی کو ساحل کے قریب دیکھا جس میں کئی مسافر بھی سوار تھے چنانچہ آپ اس کشتی میں سوار ہو گئے لیکن جب یہ کشتی بیچ سمندر میں پہنچی تو اس کشتی کو چاروں طرف سے ایک شدید طوفان نے گھیر لیا اس صورت حال کو دیکھ کر مسافر خوفزدہ ہو گئے اس کشتی میں ایک پرہیز گار شخص بھی موجود تھا اس نے کہا میرے علم کے مطابق اس کشتی میں ایک ایسا غلام سوار ہے جو کے اپنے آقا کی مرضی کے خلاف بھاگ کر اس میں سوار ہوا ہے لہٰذا اس طوفان سے محفوظ رہنے کا واحد طریقہ یہ ہے کے وہ غلام سمندر میں کود جائے تا کہ ہم سب پر سے یہ طوفان ٹل جائے یہ سنتے ہی حضرت یونس علیہ السلام کو احساس ہوا کے وہ غلام میں ہی ہوں جو کے اپنے مالک کی مرضی کے بغیر اس کشتی میں سوار ہو گیا مجھے سمندر میں کود جانا چاہیئے لیکن مسافروں نے کہا کے قرعہ اندازی ہونا چاہیئے تا کہ جس شخص کا نام نکلے وہ ہی سمندر میں کودے چنانچہ تین مرتبہ قرعہ اندازی کی گئی اور ہر دفعہ حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا جس کے بعد آپ سمندر میں کود گئے اور ایک بڑی مچھلی نے آپ کو نگل لیا اس پوری صورت حال کو قرآن کریم میں اس طرح سے بیان کیا گیا ہے!

وَ ذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَیْهِ فَنَادٰى فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۔ ۱۱۱

ترجمہ۔مچھلی والے کو یاد کرو جبکہ وہ غصہ ہو کر چل دیئے سو انہوں نے گمان کیا کہ ہم ان کے ساتھ تنگی والا معاملہ نہ کریں گے سو انہوں نے اندھیروں میں یوں پکارا

لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۔

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَ لَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ اِذْ نَادٰى وَ هُوَ مَكْظُوْمٌ ۔ ۱۱۲

ترجمہ۔تم اپنے رب کے حکم کا انتظار کرو اور مچھلی والے (یونس) کی طرح نہ ہو جاؤ جب وہ غصے میں

بھرا ہوا تھا اور اس نے دعا کی۔

بے شک یونس رسولوں میں سے تھا جب وہ اس بھری کشتی کی طرف بھاگا اور پھر قرعہ اندازی میں شریک ہوا اور اس میں اس نے مات کھائی اور آخرکار مچھلی نے اسے نگل لیا اور وہ ملامت زدہ۔

حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی کے پیٹ میں دعا:

حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نے سالم نگل لیا، وہ مچھلی کے پیٹ میں چالیس دن تک رہے، مچھلی کے پیٹ میں تعفن اور اندھیرا تھا جہاں وہ ایک مخصوص انداز سے موجود تھے، یعنی نا وہ اٹھ سکتے تھے نا بیٹھ سکتے تھے، انھیں اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہوا اور انھوں نے مچھلی کے پیٹ میں اللہ تعالی سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کی اور اللہ تعالی نے ان کی معافی قبول فرمائی اور مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو ساحل سمندر پر اگل دیا پھر اللہ تعالی نے وہاں ایک بیل دار پودا اگا دیا زیادہ تر روایت میں اس بیل دار پودے کو کدو کا پودا بتایا جاتا ہے لہٰذا حضرت یونس علیہ السلام اس پودے کے سایے میں رہتے اور اس پودے کے پھل کو کھا کر طاقت حاصل کرتے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَلَوۡ لَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الۡمُسَبِّحِ ۙ لَلَبِثَ فِىۡ بَطۡنِهٖۤ اِلٰى يَوۡمِ يُبۡعَثُوۡنَ۔ ۱۱۳

ترجمہ۔ (یونس) اگر تسبیح کرنے والوں میں سے نا ہوتا تو روز قیامت تک وہ اسی مچھلی کے پیٹ میں ہی رہتا۔

علامہ آلوسی اس آیت کی تفسیر کچھ اس طرح سے کرتے ہیں حضرت یونس علیہ السلام موصل کے ایک علاقے نینوا کے لوگوں کی جانب بحیثیت پیغمبر کے بھیجے گئے جب ان کی قوم نے ان کا انکار کیا تو حضرت یونس نے غصے میں آکر انھیں تین دن بعد عذاب کی وعید سنائی اور خود بستی سے نکل گئے پھر جب عذاب کے آثار اس قوم کے سر پر پہنچ گئے اور انھیں اس بات کا یقین ہو گیا کے اب یہ عذاب نہیں ٹلے گا اور وہ یقیناً اس کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے تو اس قوم نے اپنے نبی کو تلاش کرنا شروع کیا مگر انھیں حضرت یونس علیہ السلام کہیں نظر نہ آئے پھر آخرکار وہ سب لوگ اپنے بال بچوں

اور مال مویشیوں کے ساتھ ایک صحرا (یا میدان) میں نکل آئے اور انھوں نے اللہ کے حضور ایمان اور توبہ واستغفار کا اظہار کیا پس اللہ تعالی کو اس قوم کی حالت پر رحم آ گیا اور اللہ تعالی نے ان کی دعاؤں کو قبول کر لیا۔

ارشادات خداوندی ہیں!

اس نے تاریکیوں (مچھلی کے تاریک پیٹ میں) میں پکارا کے تیرے سوا میرا کوئی معبود نہیں ہے میں ظالموں میں تھا سو ہم نے اس کی سنی اور اسے غم سے نجات دی اور یونہی ہم مومنین کو نجات دیں گے۔

علامہ شبیر احمد عثمانی 'وھو ملیم' کی تشریح میں یہ لکھتے ہیں حضرت یونس علیہ السلام پر الزام یہی تھا۔

ا۔خطائے اجتہادی سے حکم الہی کا انتظار کئے بغیر وہ بستی سے نکل پڑے اور عذاب کے دن کا تعین بھی خود ہی کر دیا۔

۲۔دوسرے یہ کے اذن الہی کے بغیر خود ہی ہجرت کا فیصلہ بھی کر لیا۔

۳۔تیسرے یہ کے جب ان کی قوم پر سے عذاب الہی ٹل گیا تو وہ اپنی قوم میں واپس نہیں گئے۔

قوم یونس چالیس روز تک اللہ سے توبہ استغفار کرتی رہی:

روایت میں آتا ہے کے قوم یونس نے جب عذاب کے آثار دیکھے تو وہ سب خوفزدہ ہو گئے اور انھوں نے اپنے بیوی، بچوں اور مال مویشیوں کے ساتھ ایک میدان میں جمع ہو کر اللہ سے توبہ استغفار کی۔

قتادہ سورہ یونس کی آیت کی تفسیر میں یہ فرماتے ہیں!

فَلَوۡ لَا كَانَتۡ قَرۡيَةٌ اٰمَنَتۡ فَنَفَعَهَاۤ اِيۡمَانُهَاۤ اِلَّا قَوۡمَ يُوۡنُسَ لَمَّاۤ اٰمَنُوۡا كَشَفۡنَا عَنۡهُمۡ عَذَابَ الۡخِزۡىِ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَمَتَّعۡنٰهُمۡ اِلٰى حِيۡنٍ۔ ۱۱۴

ترجمہ۔کوئی بستی بھی ایسی نہیں گزری ہے جو کے کفر کر چکی ہو اور عذاب کے آثار آ جانے کے بعد ایمان لائی ہو اور پھر اللہ نے انھیں اپنی رحمت خاص سے معاف کر دیا ہو چنانچہ اس سے مراد صرف

قوم یونس ہی ہے جو کے اس عذاب سے مستثنیٰ ہوئی لہٰذا عذاب کے آثار دیکھ کر جب قوم نے اپنے نبی کو تلاش کیا اور انھیں نہ پایا تو اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان اور توبہ کی توفیق ڈال دی۔

قرآن کریم کے مطابق یہ بھی ایک خدائی دستور اور مستقل دفعہ ہے کے اللہ تعالیٰ کسی قوم کو اس وقت تک عذاب نہیں دیتے ہیں جب تک کہ ان پر اتمام حجت قائم نہ ہو جائے پس حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کے حوالے سے یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیئے کے حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو دین اسلام پہنچانے کے سلسلے میں اتمام حجت نہ کی اور اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ وقت سے پہلے ہی اپنی قوم کو چھوڑ کر ہجرت کرلی چنانچہ اللہ تعالیٰ کے انصاف نے اس قوم کو عذاب الٰہی سے بچا لیا اور انھیں ایمان اور توبہ کی توفیق عطا فرمادی۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَلَوۡ لَا کَانَتۡ قَرۡیَۃٌ اٰمَنَتۡ فَنَفَعَہَاۤ اِیۡمَانُہَاۤ اِلَّا قَوۡمَ یُوۡنُسَ ؕ لَمَّاۤ اٰمَنُوۡا کَشَفۡنَا عَنۡہُمۡ عَذَابَ الۡخِزۡیِ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ مَتَّعۡنٰہُمۡ اِلٰی حِیۡنٍ۔ ۱۱۵

ترجمہ۔ پھر کیا کوئی ایسی مثال ہے کے ایک بستی عذاب دیکھ کر ایمان لائی ہو اور اس کا ایمان اس کے لئے نفع بخش ثابت ہوا ہو؟ یونس کی قوم کے سوا اس کی کوئی نظیر نہیں ہے وہ قوم جب ایمان لائی تھی تو ہم نے اس پر دنیا کی زندگی میں رسوائی کے عذاب کو ٹال دیا تھا اور اس کو ایک مدت تک زندگی سے بہرہ مند ہونے کا موقع بھی دیا تھا۔

جب حضرت یونس کی قوم اللہ پر ایمان لے آئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل خاص سے نا صرف ان کی مہلت عمر میں اضافہ کیا بلکہ انھیں ایمان کی دولت سے بھی سرفراز فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو دعوت دین دی، جب ان کی قوم نے ماننے سے انکار کردیا تو آپ نے انھیں عذاب کی وعید سنائی اور پھر اس شہر سے ہجرت فرمالی، جب ان کی قوم کو عذاب نے ڈھانپ لیا تو سب لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انتہائی عاجزی کرتے ہوئے نکلے، اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور ان سے عذاب کو ہٹا دیا، حضرت یونس علیہ السلام کو جب اپنی قوم کی توبہ کا علم ہوا تو انھوں نے کہا کے

میں قوم کی طرف نہیں لوٹوں گا کیونکہ میں ان کو جھوٹا قرار دے چکا ہوں، یہ کہہ کر آپ غصہ میں چل دیئے۔۱۱۶؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، حضرت یونس علیہ السلام کی قوم پر عذاب اتر چکا تھا اور عذاب اور قوم کے درمیان محض در ثلث میل کے بقدر فاصلہ رہ گیا تھا، تاہم قوم یونس اللہ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر سے عذاب کو ہٹا دیا۔۱۱۷؎

حضرت سعید بن جبیرؒ بیان کرتے ہیں، حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کو عذاب نے ڈھانپ لیا تھا، جیسے قبر کو کپڑے کے ساتھ ڈھانپا جاتا ہے اور آسمان خون برسانے لگا تھا۔۱۱۸؎

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، قوم یونس نے اللہ تعالیٰ سے چالیس رات دعائیں کیں، یہاں تک کے اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کو قبول فرمالیا۔۱۱۹؎

امیر المومنین حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں، حضرت یونس علیہ السلام کی توبہ عاشوراء کے دن قبول کی گئی۔۱۲۰؎

قوم اشور کا انجام:

قوم اشور کچھ عرصہ تک تو اللہ کی عبادت کرتے رہے اور انھوں نے اس کے احکامات کی بجا آوری بھی نہایت نیک نیتی سے کی لیکن پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کا ایمان بھی کمزور پڑ گیا اور وہ طرح طرح کی گمراہیوں میں بھی مبتلا ہو گئے لیکن اللہ تعالی نے وقتاً فوقتاً ان کی ہدایت کے لئے اپنے برگزیدہ بندوں کو بھیجا جن میں سے ایک ناحوم نبی (۷۲۰ - ۶۹۸ ق م) تھے انھوں نے اشوریوں کو متنبہ کیا اور انھیں اللہ سے ڈرایا لیکن اس قوم کی سرکشی بدستور جاری رہی لیکن پھر اشوریوں پر آخری ہدایت صفیاہ نبی (۶۴۰ - ۶۰۹ ق م) کے ذریعے بھیجی گئی انھوں نے اللہ کے حکم سے اشوریوں کو دین اسلام کا پیغام پہنچایا لیکن یہ قوم اپنی روش سے پیچھے ہٹنے کے لئے قطعاً تیار نہ تھی۔

۶۱۲ ق م کے لگ بھگ اللہ تعالی نے اشوریوں کو اہل میڈیا کے ذریعے پامال کیا لہٰذا اہل میڈیا نے بابلیوں کی مدد سے اشوریوں پر اپنا تسلط قائم کیا اور ان کے کئی علاقوں پر قابض ہو گئے جبکہ اشوری

فوج کو جو کبھی اپنی مثال آپ تھی کو سخت ہزیمت اور شکست سے دوچار ہونا پڑا ساتھ ہی وہ میڈیا والوں کے ہاتھوں محصور بھی ہو گئے پھر کچھ عرصے کے بعد دریا ے دجلہ میں شدید طغیانی ہوئی جس کے باعث دریا کا پانی شہر کی فصیل توڑ کر شہر میں جا گھسا چنانچہ حملہ آور بھی اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شہر میں جا گھسے اور انھوں نے شہر میں لوٹ مار کا بازار گرم کیا نا صرف یہ بلکہ شہر کو جلا کر خاک بھی کر دیا جبکہ بادشاہ نے بھی اپنے محل میں جل کر خود کشی کر لی اس طرح سے اشوری سلطنت اور اس کی عظیم تہذیب ہمیشہ کے لئے اپنے انجام کو پہنچی تاہم آج بھی آثار قدیمہ کی کھدائی کے دوران جو باقیات برآمد ہوتی ہیں ان میں آتش زدی کے نشانات خاصے نمایاں نظر آتے ہیں اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَاۤ اَهۡلَكۡنَا مِنۡ قَرۡيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعۡلُوۡمٌ مَا تَسۡبِقُ مِنۡ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ۔ ۱۲۱

ترجمہ۔ہم نے اس سے پہلے جس بستی کو بھی ہلاک کیا ہے اس کے لئے ایک خاص مہلت عمل لکھی جا چکی ہے کوئی قوم نہ اپنے مقررہ وقت سے پہلے ہلاک ہو سکتی ہے اور نا ہی اس کے بعد چھوٹ سکتی ہے۔

۱۴۔حضرت ایوب علیہ السلام

حضرت ایوب علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ پیغمبر اور نبی تھے، حضرت ایوب کے والد کا نام عموس تھا آپ کے جداعلیٰ عیسو اور دوم حضرت اسحاق کے فرزند اور حضرت یعقوب کے بڑے بھائی تھے، جبکہ آپ کی والدہ حضرت لوط علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں۔

عبرانی زبان میں حضرت ایوب کو اوب کہا جاتا ہے جبکہ تورات میں یوباب یعنی Jacob کے نام سے آپ کا ذکر ملتا ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کا مسکن بصریٰ تھا جو فلسطین کے قریب واقع تھی، اللہ تعالیٰ نے آپ کو منصب نبوت سے سرفراز فرماتے ہوئے انھیں اپنی قوم کا سردار بھی بنایا اس کے ساتھ ساتھ آپ کو جاہ ومنصب اور عزت واحترام بھی عطا فرمایا۔

آپ کواللہ نے بے شمار دولت وثروت، مال مویشی، باغات اور خدمت گاروں سے نوازا، آپ اللہ کے دئے ہوئے مال میں سے غرباً، مساکین اورضرورت مندوں پر بے دریغ خرچ کیا کرتے ۔آپ کی زوجہ بی بی رحمہ، حضرت یوسف کے بیٹے افراہیم کی بیٹی تھیں۔

حضرت ایوب علیہ السلام لوگوں کو دین ابراہیمی کی تعلیم دیا کرتے اور انھیں شرک وبت پرستی سے روکتے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کو اللہ تعالی نے آزمائش میں مبتلا کرتے ہوئے، ان کا تمام مال واسباب، غلہ، گودام، گھر بار سب ختم ہوگیا، اس کے ساتھ ساتھ آپ شدید علیل ہوگئے بتایا جاتا ہے آپ کے سر سے لے کر پیر کے تلوے تک میں بیماری سرائیت کرگئی، ایسے میں آپ کی اہلیہ نے آپ کا بہت ساتھ دیا، وہ محنت مزدوری کرتیں اور اپنے شوہر کی تیمارداری کرتیں۔

حضرت ایوب علیہ السلام نے طویل عرصہ تک اپنی تمام تکالیف پر صبر وسکون کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ سے دعا فرمائی، تو اللہ تعالی نے ایک شفاء یاب پانی سے ان کو صحت عطا فرمائی۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ اذۡكُرۡ عَبۡدَنَاۤ اَيُّوۡبَ ۘ اِذۡ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّىۡ مَسَّنِىَ الشَّيۡطٰنُ بِنُصۡبٍ وَّ عَذَابٍ۔ ۱۲۲

ترجمہ۔ ہمارے بندے ایوب کو یاد کیجئے جبکہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا کے بے شک مجھے شیطان نے دکھ اور آزار پہنچایا ہے۔

وَ اَيُّوۡبَ اِذۡ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّىۡ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَ اَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِيۡنَ۔ ۱۲۳

ترجمہ۔یہی (ہوشمندی اور حکم وعلم کی نعمت) ہم نے ایوب کو دی، یاد کرو، جب اس نے اپنے ربّ کو پکارا مجھے بیماری لگ گئی ہے، تُو ارحم الراحمین ہے۔

اُرۡكُضۡ بِرِجۡلِكَ ۚ هٰذَا مُغۡتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ۔ ۱۲۴

ترجمہ۔اپنا پیر زمین پر مارو، یہ ٹھنڈا پانی غسل اور پینے کا ہے۔

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، اپنے پاؤں کو زمین پر مارا جس کو حمامہ کہا جاتا تھا اچانک دو چشمے پھوٹ

پڑے، ان میں سے ایک سے پانی پیا اور دوسرے سے غسل کیا۔ ۱۲۵؎

وَ وَهَبۡنَا لَهٗۤ اَهۡلَهٗ وَ مِثۡلَهُمۡ مَّعَهُمۡ رَحۡمَةً مِّنَّا وَ ذِكۡرٰى لِاُولِى الۡاَلۡبَابِ۔ ۱۲۶

ترجمہ۔ ہم نے (ایوب) کو اس کے اہل وعیال واپس دیے اور ان کے ساتھ اُتنے ہی اور، اپنی طرف سے رحمت کے طور پر، اور عقل وفکر رکھنے والوں کے لیے درس کے طور پر۔

فَاسۡتَجَبۡنَا لَهٗ فَكَشَفۡنَا مَا بِهٖ مِنۡ ضُرٍّ وَّ اٰتَيۡنٰهُ اَهۡلَهٗ وَ مِثۡلَهُمۡ مَّعَهُمۡ رَحۡمَةً مِّنۡ عِنۡدِنَا وَ ذِكۡرٰى لِلۡعٰبِدِيۡنَ۔ ۱۲۷

ترجمہ۔ ہم نے (ایوب) کی دُعا قبول کی اور جو تکلیف اُسے تھی اس کو بھی دُور کیا، اور صرف اس کے اہل وعیال ہی اس کو نہیں دیے بلکہ ان کے ساتھ اتنے ہی اور بھی دیے، اپنی رحمت خاص کے طور پر، اس میں عبادت گزاروں کے لیے سبق ہے۔

صبر ایوب علیہ السلام:

حضرت ایوب علیہ السلام نے اللہ کی توفیق سے صبر جمیل فرمایا، صبر اللہ کا نور ہے، صبر کرنے والے انسان کے مادی حواس میں نورانیت داخل ہوجاتی ہے، کیونکہ انسان اپنی تدابیر اور کوشش کا نتیجہ اللہ پر چھوڑتے ہوئے اپنے ارادے کی نفی کرتا ہے، صبر کا پورا سسٹم فرمانبرداری اور اطاعت کا پروگرام اور سسٹم ہے، جس میں صابر کے اندر اللہ تعالیٰ نور کی شفاء یاب اور مثبت لہروں کو داخل کرتا ہے اور یہ لہرین انسان کے جسمانی نظام میں دور کرتی ہیں، صبر انسان کو الوالعزم بناتا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَاصۡبِرۡ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الۡعَزۡمِ مِنَ الرُّسُلِ وَ لَا تَسۡتَعۡجِلۡ لَّهُمۡ۔ ۱۲۸

ترجمہ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اُولوالعزم رسُولوں کی طرح صبر کیجئے۔

وَ اِسۡمٰعِيۡلَ وَ اِدۡرِيۡسَ وَ ذَا الۡكِفۡلِ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيۡنَ۔ ۱۲۹

ترجمہ۔ یہی نعمت اسماعیل، ادریس اور ذوالکفل کو دی کیونکہ یہ سب صابرین تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، حضرت ایوب علیہ السلام کو قیامت کے دن صبر کرنے والوں کے سردار ہوں گے۔ ۱۳۰؎

۱۵۔حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ پیغمبر، نبی اور رسول ہیں، آپ بنی اسرائیل کے ایک مشہور عبرانی پیغمبر ہیں۔ آپ مصر کے شہر گوشان میں پیدا ہوئے آپ کے والد کا نام عمران جبکہ والدہ کا نام یوکبد تھا موسیٰ کے معنی ہیں 'پانی سے نکلا ہوا' قرآن کریم میں آپ کا ذکر ۲۹ مرتبہ کیا گیا ہے۔ معراج کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، چھٹا آسمان چمکدار موتیوں سے مزین ہے جس کا نام خالصہ ہے۔

آپ کی پیدائش سے قبل فرعون نے ایک خواب دیکھا جس کی تعبیر نجومیوں نے اسے یہ بتائی کے ایک اسرائیلی لڑکا پیدا ہوگا جس کے ہاتھوں تیری حکومت کا خاتمہ ہوگا چنانچہ فرعون نے یہ حکم شاہی اپنی سلطنت کی حدود میں نافذ کردیا جس اسرائیلی کے یہاں کوئی بیٹی پیدا ہو تو اس کو زندہ چھوڑ دو لیکن اگر ان کے یہاں بیٹا پیدا ہو تو اس کو فوری طور پر قتل کردیا جائے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يُذَبِّحُ اَبۡنَآءَهُمۡ وَيَسۡتَحۡیٖ نِسَآءَهُمۡ ۔ ۱۳۱

ترجمہ۔ وہ (فرعون) بیٹوں کو ذبح کرواتا اور بیٹیوں کو زندہ رکھتا تھا بے شک وہ فساد ڈالنے والوں میں سے تھا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی پرورش کے لئے فرعون کے گھر کا انتخاب کیا، چنانچہ حضرت موسیٰ اپنے ہی دشمن کے گھر میں پرورش پانے لگے، بعد از اں وہ نبوت اور رسالت سے سرفراز ہوئے۔

چالیس برس تک من وسلویٰ کا نزول:

لغات القرآن میں 'من' سے مراد وہ احسان الٰہی ہے کے جس کے حصول میں کوئی مشقت نہ اٹھانی پڑی ہو اسی طرح سے 'من' درختوں پر موجود جمی ہوئی گوند کو بھی کہا جاتا ہے جو کے اللہ تعالیٰ نے بنی

اسرائیل کو بطور غذا اپنی جانب سے ایک نعمت عطا فرمائی تھی سلویٰ تسلی کو کہتے ہیں اس کے علاوہ 'سلویٰ' ایک سفید رنگ کے پرندے کو بھی کہا جاتا ہے جو بٹیر سے مشابہہ ہوتا ہے جو وادی سینا میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے بنی اسرائیل کو کھانے کے لئے دیا گیا۔ امام راغب اصفہانی من وسلویٰ سے مراد ہر اس شے کے لیتے ہیں جو کے وجہ تسلی اور اطمینان ہو۔ ۱۳۲؎

بائبل میں بنی اسرائیل کی ان کیفیات کا بیان ان الفاظوں میں کیا گیا ہے!

خداوند نے (بنی اسرائیل) پر آسمان سے من کی بارش کی اور موسیٰ نے ان سے کہا یہ وہی روٹی ہے جو خداوند نے تم کو کھانے کے لئے دی ہے سو خداوند کا یہ حکم ہے کے تم اسے اپنے اپنے کھانے کی مقدار کے موافق یعنی اپنے قبیلے میں موجود افراد کی ضروریات کے مطابق فی کس ایک 'اومر' جمع کرنا اور ہر فرد اتنے ہی افراد کے لئے جمع کرے جتنے اس کے قبیلے میں موجود ہوں اور بنی اسرائیل من کو ۴۰ برسوں تک کھاتے رہے۔ ۱۳۳؎

وَ ظَلَّلۡنَا عَلَیۡکُمُ الۡغَمَامَ وَ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکُمُ الۡمَنَّ وَ السَّلۡوٰی ؕ کُلُوۡا مِنۡ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰکُمۡ ؕ وَ مَا ظَلَمُوۡنَا وَ لٰکِنۡ کَانُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ۔ ۱۳۴

ترجمہ۔ ہم نے تم پر ابر کا سایہ کیا اور من وسلویٰ کی غذا تمھارے لئے فراہم کی اور تم سے کہا کے جو پاک چیزیں ہم نے تمھیں بخشی ہیں انھیں کھاؤ۔

بنی اسرائیل کے بارہ نقیب اور پانی کے بارہ چشمے

اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو بارہ قبائل میں تقسیم کیا اور انھیں بارہ چشمے عطا فرمائے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ لَقَدۡ اَخَذَ اللّٰہُ مِیۡثَاقَ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ۚ وَ بَعَثۡنَا مِنۡہُمُ اثۡنَیۡ عَشَرَ نَقِیۡبًا ؕ وَ قَالَ اللّٰہُ اِنِّیۡ مَعَکُمۡ ؕ لَئِنۡ اَقَمۡتُمُ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَیۡتُمُ الزَّکٰوۃَ وَ اٰمَنۡتُمۡ بِرُسُلِیۡ وَ عَزَّرۡتُمُوۡہُمۡ وَ اَقۡرَضۡتُمُ اللّٰہَ قَرۡضًا حَسَنًا لَّاُکَفِّرَنَّ عَنۡکُمۡ سَیِّاٰتِکُمۡ وَ لَاُدۡخِلَنَّکُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا

الۡاَنۡهٰرُ فَمَنۡ كَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِكَ مِنۡكُمۡ فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيۡلِ۔ ۱۳۵

ترجمہ۔بے شک اللہ تعالیٰ نے نبی اسرائیل سے عہد لیا اور ہم نے ان میں سے بارہ نقیب بھیجے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا! بلاشبہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو، اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ، اور ان کی مدد کرو، اور اللہ کو اچھے طور پر قرض دیتے رہو میں ضرور تمہارے گناہوں کا کفارہ کروں گا اور تمہیں ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی سو اس کے بعد تم میں سے جو شخص کفر اختیار کرے وہ راہ راست سے دور جا پڑا۔

وَ قَطَّعۡنٰهُمُ اثۡنَتَیۡ عَشۡرَةَ اَسۡبَاطًا اُمَمًا ؕ وَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی مُوۡسٰۤی اِذِ
اسۡتَسۡقٰهُ قَوۡمُهٗۤ اَنِ اضۡرِبۡ بِّعَصَاكَ الۡحَجَرَ ۚ فَانۡۢبَجَسَتۡ مِنۡهُ
اثۡنَتَا عَشۡرَةَ عَیۡنًا ؕ قَدۡ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشۡرَبَهُمۡ ؕ وَ ظَلَّلۡنَا
عَلَیۡهِمُ الۡغَمَامَ وَ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡهِمُ الۡمَنَّ وَ السَّلۡوٰی ؕ كُلُوۡا مِنۡ
طَیِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰكُمۡ ؕ وَ مَا ظَلَمُوۡنَا وَ لٰكِنۡ كَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ
یَظۡلِمُوۡنَ۔ ۱۳۶

ترجمہ۔ہم نے ان کو بارہ خاندانوں میں تقسیم کر کے الگ الگ جماعتیں بنا دیں، اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی جب ان کی قوم نے پانی مانگا کے اپنی لاٹھی کو پتھر میں مارو سو اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے۔ ہر قبیلہ نے اپنے پانی پینے کی جگہ جان لی اور ہم نے ان پر بادلوں کا سایہ کیا اور ان پر من اور سلوی اتارا، کھاؤ، پاکیزہ چیزیں اس رزق میں سے جو ہم نے تمہیں دیا، اور انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا لیکن اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت اثۡنَیۡ عَشَرَ نَقِیۡبًا سے مراد قوم بنی اسرائیل کے بارہ وزیر تھے جو یکے بعد دیگرے انبیاء کے منصب پر فائز ہوئے۔ ۱۳۷ ؎

مفسرین لکھتے ہیں بنی اسرائیل کے بارہ قبائل تھے چنانچہ اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ کو چٹان پر اپنے عصا کو مارنے کا حکم دیا جس کے مارنے سے اس چٹان میں بارہ پانی کے چشمے پھوٹ پڑے تا کہ پانی کے معاملے میں ان قبائل میں کوئی تنازع پیش نہ آئے۔

ماہرین آثاریات کے مطابق یہ چٹان جزیرہ نمائے سینا میں اب بھی موجود ہے جیسے سیاح دور دور سے دیکھنے آتے ہیں اور پتھر سے پانی کا نکل جانا ایک عظیم معجزہ ہے۔

حضرت موسیٰ کا کوہ طور پر چالیس روز کے لئے جانا اور تجلی کا دیدار:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر چالیس روز کے لئے تشریف لے کر گئے اور اپنے پیچھے اپنے سے تین سال بڑے بھائی ہارون کو اپنی قوم کی ذمہ داری سپرد کر گئے تا کہ ان کی غیر موجودگی میں قوم کی اصلاح حضرت ہارون کے ہاتھوں انجام ہوتی رہے اس کیفیت کو قرآن ان الفاظ میں بیان کرتا ہے

وَ وٰعَدۡنَا مُوۡسٰی ثَلٰثِیۡنَ لَیۡلَۃً وَّ اَتۡمَمۡنٰہَا بِعَشۡرٍ فَتَمَّ مِیۡقَاتُ رَبِّہٖۤ اَرۡبَعِیۡنَ لَیۡلَۃً ۚ وَ قَالَ مُوۡسٰی لِاَخِیۡہِ ہٰرُوۡنَ اخۡلُفۡنِیۡ فِیۡ قَوۡمِیۡ وَ اَصۡلِحۡ وَلَا تَتَّبِعۡ سَبِیۡلَ الۡمُفۡسِدِیۡنَ۔ ۱۳۸

ترجمہ۔ ہم نے موسیٰ کو تیس شب و روز کے لئے (کوہ سینا) پر طلب کیا اور بعد میں دس دن کا اور اضافہ کر دیا اس طرح اس کے رب کی مقرر کردہ مدت پورے چالیس دن ہوگئی موسیٰ نے چلتے ہوئے اپنے بھائی ہارون سے کہا میرے پیچھے تم میری قوم میں میری جانشینی کرنا اور ٹھیک کام کرتے رہنا اور بگاڑ پیدا کرنے والوں کے راستے پر نہ چلنا پھر جب وہ ہمارے مقرر کردہ وقت پر پہنچا اور اس کے رب نے اس سے کلام کیا تو اس نے التجا کی اے رب مجھے اپنا دیدار عطا فرما فرمایا تو مجھے نہیں دیکھ سکتا ہاں ذرا سامنے کے پہاڑ کی طرف دیکھ اگر وہ اپنی جگہ قائم رہے تو البتہ تو مجھے دیکھ سکتا ہے چنانچہ جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنی تجلی کی تو وہ پہار ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ غش کھا کر گر پڑا پھر جب اسے ہوش آیا تو وہ بولا کے پاک ہے تیری ذات میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔

امام ابن ابی حاتم نے سلیمان تیمیؒ سے روایت کیا، حضرمی نے یہ گمان کیا کے تیس راتیں جن کا موسیٰ سے وعدہ کیا گیا تھا وہ ذوالقعدہ کی ہیں اور وہ دس راتیں جن سے اللہ تعالیٰ نے چالیس راتیں پوری فرمائیں وہ ذی الحجہ کی دس راتیں ہیں۔ ۱۳۹

قوم موسیٰ کے ستر افراد کی پکڑ:

قوم موسیٰ کے ستر افراد کی پکڑ ہوگئی ، کیونکہ جب حضرت موسیٰ کوہ طور پر عبادت کے غرض سے چالیس راتوں کے لئے گئے تو ان کی غیر موجودگی میں ان کی قوم نے سونے کی گائے بنا کر اس کی پوجا شروع کردی، اگرچہ یہ ستر افراد اس گائے کی پوجا میں شریک نا تھے لیکن ان کا گناہ یہ تھا کے انھوں نے اپنی قوم کو اس پوجا سے منع بھی نہیں کیا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اخۡتَارَ مُوۡسٰی قَوۡمَهٗ سَبۡعِیۡنَ رَجُلًا لِّمِیۡقَاتِنَا ۔١٤٠

ترجمہ۔موسیٰ نے اپنی قوم میں سے ستر مرد ہمارے وقت معین کے لئے چن لئے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، ستر آدمی وہ تھے جن کو حضرت موسیٰ نے چنا تھا، زلزلے نے ان کو بھی پکڑ لیا اگرچہ وہ بچھڑے کی عبادت سے راضی نہ تھے، لیکن انہوں نے اپنی قوم کو اس عمل سے نا روکا۔١٤١

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تمام علوم اور حکمت اللہ نے سیکھائی:

پیغمبروں کو علوم منتقل کرنے کی ذمہ داری اللہ کے ہاتھ میں ہے، اللہ تعالی بذریعہ وحی اپنے پیغمبروں کو علوم وفنون، سائنس اور ٹیکنالوجی سے اپنے پیغمبروں اور رسولوں کو متصف فرماتے ہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ كَتَبۡنَا لَهٗ فِی الۡاَلۡوَاحِ مِنۡ كُلِّ شَیۡءٍ مَّوۡعِظَةً وَّ تَفۡصِیۡلًا لِّكُلِّ شَیۡءٍ

١٤٢۔

ترجمہ۔ہم نے موسیٰ کو تختیوں پر ہر چیز کی نصیحت لکھ دی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعے میں قرآن کریم نے متعدد حسابی اعداد کا استعمال کیا ہے، جو قابل غور اور قابل توجہ ہے۔

۱۶۔حضرت ہارون علیہ السلام

حضرت ہارون علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ پیغمبر اور نبی تھے،آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بڑے بھائی تھے اور ان سے عمر میں تین برس بڑے تھے،آپ دونوں بھائیوں کی والدہ کا نام یوکبد تھا،جن کا تعلق آل عمران سے تھا۔

حضرت ہارون علیہ السلام نہایت منکسر المزاج،حلیم الطبع، بردبار،شیریں گفتار اور فصیح البیان تھے۔

حضرت موسیٰ نے اللہ سے آپ کی نبوت کی دعامانگی، جسے اللہ نے قبولیت بخشتے ہوئے حضرت ہارون علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرمایا،نبوت کے بعد تاعمر آپ حضرت موسیٰ کے ساتھ دین اسلام کی ترویج واشاعت میں اپنا کردار ادا کرتے رہے،

ظالم فرعون کو دین اسلام سیکھانا اوراس کے بدلے میں سخت مشکلات سے گزرنا کچھ آسان نا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات معراج کے موقع پرحضرت ہارون سے پانچویں آسمان پر ہوئی،جس کا نام مزینہ یامسہرہ تھاجس کی رنگت سرخی مائل سنہری تھی جیسے چمکتا ہوا سونا۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيۡكَ وَ نَجۡعَلُ لَـكُمَا سُلۡطٰنًا فَلَا يَصِلُوۡنَ
اِلَيۡكُمَا ۚۛ بِاٰيٰتِنَاۤ ۚۛ اَنۡتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الۡغٰلِبُوۡنَ۔ ۱۴۳

ترجمہ۔ہم عنقریب تمہارا بازو تمہارے بھائی کے ذریعہ مضبوط کردیں گےتم دونوں کوایک خاص شوکت عطا کریں گےجس سے وہ لوگ تم دونوں تک نہ پہنچ سکیں گےتم دونوں ہمارے معجزے لے کرجاؤتم دونوں اور جوشخص تمہارااتباع کرے گا غالب رہو گے۔

وَوَهَبۡنَا لَهٗ مِنۡ رَّحۡمَتِنَاۤ اَخَاهُ هٰرُوۡنَ نَبِيًّا ۔ ۱۴۴

ترجمہ۔ہم نے انہیں اپنی رحمت سے ان کا بھائی ہارون کو نبی بنا کرعطا کیا۔

وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡكِتٰبَ وَجَعَلۡنَا مَعَهٗۤ اَخَاهُ هٰرُوۡنَ وَزِيۡرًا ۔ ۱۴۵

ترجمہ۔بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی،اوران کے ساتھ ان کے بھائی کو وزیر بنا دیا۔

حضرت ہارون علیہ السلام کی فصاحت (الفاظ کی Perfect Caculation):

حضرت ہارون علیہ السلام کو اللہ تعالی نے فصیح البیان بنایا، فصاحت، بلاغت، جامعیت اور عمدہ گفتگو اللہ کی ایک بڑی عنایت اور عطا ہے، یہ خداداد صلاحیت ہر کسی کے پاس نہیں ہوتی لیکن اللہ تعالی نے حضرت ہارون علیہ السلام کو اس خوبی سے متصف فرمایا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَخِیۡ هٰرُوۡنُ هُوَ اَفۡصَحُ مِنِّیۡ لِسَانًا فَاَرۡسِلۡهُ مَعِیَ رِدۡاً یُّصَدِّقُنِیۡۤ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اَنۡ یُّکَذِّبُوۡنِ۔ [۱۴۶]

ترجمہ۔(موسیٰ نے کہا) میرا بھائی ہارون زبان کے اعتبار سے مجھ سے زیادہ فصیح ہے، تو آپ ان کو میرا مددگار بنا کر میرے ساتھ بھیج دیجیے، وہ میری تصدیق کریں گے، مجھے اندیشہ ہے کہ وہ لگ میری تکذیب کریں۔

عمدہ گفتگو ایک فن ہے، اس میں الفاظ کا چناؤ، انداز بیان، لہجے کا اتار چڑھاؤ، آواز کی فریکوئنسی اور موضوع پر گرفت نہایت اہم ہے، اس کے ساتھ ہی گفتگو میں اختصار اور جامعیت بھی پائی جاتی ہو جو مد مقابل کے قلب وذہن کو متاثر کرے۔

گفتگو میں اہم نکتہ حقائق کو آسان مثالوں سے ثابت کرنا، سچائی اور دوٹوک انداز بیان بھی ہے نیز گفتگو میں ٹھہراؤ بھی معانی رکھتا ہے، چنانچہ حضرت ہارون علیہ السلام کی فصاحت اور بلاغت کو خود قرآن نے واضح کیا ہے۔

عمدہ گفتگو میں بھی حسابی پہلو موجود ہوتا ہے جو اس گفتگو کو معیاری اور دلنشین بناتی ہے۔

یعنی درست الفاظ کی Perfect Calculation بھی ایک فن ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام، اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی اس خوبی سے واقف تھے چنانچہ انھوں نے چاہا کے دین اسلام کی ترویج واشاعت میں اللہ تعالی میرے بھائی ہارون کو میرا مددگا بنادے تا کہ اللہ کے پیغام کو لوگوں کے دلوں تک باآسانی پہنچایا جائے۔

۱۷۔حضرت یوشع بن نون

حضرت یوشع بن نون،حضرت یوسف کی اولادوں میں سے ہیں۔
محققین آپ کے شجرہ نسب اس طرح سے بیان کرتے ہیں،یوشع بن نون بن فراہیم بن یوسف بن یعقوب بن ابراہیم،آپ حضرت موسیٰ کے نہایت مقرب،شاگرداور جانشین بھی بتائے جاتے ہیں چنانچہ آپ حضرت موسیٰ کے اکثر سفر میں ان کے ساتھ رہے جس میں سفر خضری اور سفر شام شامل ہیں جبکہ آپ حضرت موسیٰ کے وصال کے بعد ان کے جانشین اور نبی بھی ہوئے اور تمام پیغمبرانہ تبرکات بھی آپ کے تصرف میں آئے جن میں عصا موسوی ، پیرھن ہارون اور من کا مرتبان جو ایک صندوق تابوت سکینہ میں تھا آپ کے پاس رہا،روایت میں آتا ہے کے آپ نے کفار کے ساتھ تقریباً ۳۱ جنگیں لڑیں۔

قوم بنی اسرائیل چالیس برس تک صحرا میں بھٹکتی رہی:

دوسری روایت ہے ایک دفعہ دوران جنگ جب سورج ڈھلنے کا وقت قریب ہوا تو آپ نے اللہ سے دعا کی جس کے نتیجے میں سورج ڈوبتے ڈوبتے رک گیا آپ نے اسی روز اللہ کے حکم سے تمام شام فتح کرلیا اور وہاں کے انتظامات کے لئے اپنے نائب بھی مقرر کردئے اسی طرح سے جب حضرت موسیٰ نے فلسطین کی سرزمین پر بارہ سردار بھیجے تاکہ وہاں کے حالات معلوم کئے جاسکیں تو آپ بھی ان میں سے ایک تھے اور آپ ہی وہ پہلے فرد تھے جنھوں نے واپس آکر بہادری سے فلسطین میں داخل ہونے کا مشورہ بنی اسرائیل کو دیا تھا لیکن قوم بنی اسرائیل نے اس وقت سخت بزدلی کا مظاہرہ کیا جس کے نتیجے میں اللہ تعالی نے اس قوم کو اگلے چالیس برس تک صحرا میں بھٹکنے کے لئے چھوڑ دیا۔
حضرت موسیٰ کی حیات میں ہی آپ کی جانشینی کا فیصلہ کیا جاچکا تھا اور حضرت موسی کو ان کی زندگی میں ہی حضرت یوشع بن نون کی نبوت کی بشارت بھی دے دی گئی تھی۔
اسی حوالے سے بائبل کا بیان ہے!

خداوند نے موسیٰ سے کہا! یوشع پر اپنا ہاتھ رکھ کیونکہ اس شخص میں روح ہے اور العیز رکاہن (ہارون کا فرزند) اور ساری جماعت کے آگے کھڑا کر کے ان کی آنکھوں کے سامنے اسے وصیت کر اور اپنے رعب ودبدبے سے اسے بہرہ ور کردے تاکہ بنی اسرائیل کی ساری جماعت اس کی فرمابرداری کرے۔۱۴۷؎

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں بھی آپ ان کے معاون اور مددگار رہے اور ان کی وفات کے بعد آپ ان کے جانشین اور نبی مقرر ہوئے تاہم آپ نے شہر اریحا فتح کیا۔تورات میں یہ لکھا ہے اس جنگ میں آپ کے پاس عصا موسیٰ، پیرہن ہارون اور دیگر تبرکات بھی موجود تھے۔ابن اثیر کی روایت کے مطابق حضرت موسیٰ نے یوشع بن نون کو اپنی زندگی میں ہی امیر جیش نامزد اور مقرر کیا تھا۔

تورات میں ہے نون کا بیٹا یشوع دانائی کی روح سے معمور تھا کیونکہ موسیٰ کا ہاتھ ان پر تھا۔۱۴۸؎

آپ ہی کی قیادت میں کنعان (فلسطین)، شام اور شرق اردن فتح ہوئے۔

سورہ کہف کی آیت ۵۹ میں بھی آپ کی جانب واضح اشارہ موجود ہے، قرآن کریم نے آپ کا نام نہیں لیا لیکن حضرت موسیٰ کا وہ سفر جس میں آپ حضرت خضر سے ملاقات کے لئے جارہے تھے تو آپ کے اس سفر میں آپ کے یہی شاگرد رشید آپ کے ہم سفر تھے آپ نے ۱۱۰ برس کی عمر میں کفر حاوس کے مقام پر وفات پائی۔۱۴۹؎

ذیل میں حضرت یوشع بن نون کی آخری تقریر کا ایک اقتباس پیش کیا جارہا ہے جو انھوں نے اپنی قوم بنی اسرائیل کے سامنے کی۔

تم خداوند کا خوف رکھو اور نیک نیتی اور صداقت کے ساتھ اس کی پرستش کرو اور ان دیوتاؤں کو دور کردو جن کی پرستش تمھارے آباؤاجداد بڑے دریا کے اس پار مصر میں کیا کرتے تھے اگر خداوند کی پرستش تم کو بری معلوم ہوتی ہے تو آج ہی تم اس کو پرستش کے لئے چن لو جس کو تم چاہتے ہو ۔۔۔اب رہی میری اور میرے گھرانے کی بات تو ہم صرف اور صرف خداوند کی ہی پرستش کریں گے۔۱۵۰؎

مندرجہ بالا تقریر کو پڑھنے کے بعد بنی اسرائیل کی ذہنی کیفیات کا بخوبی اندازا لگایا جاسکتا ہے۔

حضرت موسیٰ قوم بنی اسرائیل کی چالیس برس تک دین اسلام کی تبلیغ کرتے رہے:

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے درمیان تقریباً چالیس برس تک ہدایت کا فریضہ انجام دیتے رہے آپ کے وصال کے بعد حضرت یوشع بن نون ۲۸ برسوں تک بنی اسرائیل کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے رہے لیکن انجام کار قوم بنی اسرائیل کی وہی پرانی روش اور سرکشی قائم رہی ۔۱۵۱؎

روایت میں آتا ہے آپ ساڑھے تین سو برس تک بنی اسرائیل پر حکومت کرتے رہے۔

بنی اسرائیل کی پیہم نافرمانیاں اور سرکشی کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

ہم نے اپنے رسول پے در پے بھیجے لیکن جب بھی کسی قوم پر ان کا رسول آتا تو وہ اسے جھٹلاتے ،تو ہم نے بھی (ہلاکت میں) بعض کو بعض کے پیچھے لگادیا اور ہم نے (انھیں) کہاوتیں بنادیا۔

سو ان لوگوں پر پھٹکار ہے جو ایمان نہیں لاتے ہیں۔ ۱۵۲؎

۱۸۔سموئیل نبی

حضرت سموئیل علیہ السلام کو حضرت یوشع بن نون نے بنی اسرائیل کا قاضی مقرر کیا تھا بعدازاں آپ منصب نبوت پر بھی فائز ہوئے مورخین کے مطابق آپ کا زمانہ بعثت تقریباً ۱۱۰۰ق م بیان کیا جاتا ہے اگرچہ آپ کا مستقل قیام آپ کے آبائی شہر 'رامہ' میں تھا لیکن چونکہ آپ منصب قضاۃ پر فائز کئے گئے تھے لہٰذا لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے غرض سے آپ کو دوسرے شہروں میں مسلسل سفر کرنا پڑتا آپ تمام عمر لوگوں کی ہدایت ورہنمائی اور ان کے درمیان عدل وانصاف سے فیصلے کرتے رہے۔

حضرت یوشع بن نون کی وفات کے بعد آپ منصب نبوت پر فائز ہوئے اس دور میں ارض مقدس (فلسطین) کا بیشتر حصہ فتح نہیں ہوا تھا اور قوم بنی اسرائیل بھی شرک وبت پرستی کی معصیت میں مبتلا ہورہی تھی یہی نہیں بلکہ قرب وجوار کی کئی قومیں بھی ان پر حملہ آور ہوکر غالب آتی جارہی تھیں

مورخین کے مطابق اس دور میں اشدود نامی ایک قوم نے بنی اسرائیل پر حملہ کیا اور عہد کا صندوق (تابوت سکینہ) ان سے چھین کر اپنے ساتھ لے گئے جیسے انھوں نے اپنے سب سے بڑے دیوتا 'وجون' کے مندر میں رکھ دیا

بنی اسرائیل کے لئے یہ واقعہ نہایت اندوہناک اور باعث ندامت تھا ایسے میں سموئیل نبی نے اپنی قوم کو یکجا کر کے انھیں شرک اور بت پرستی سے روکا اور انھیں ایک اللہ کی عبادت کا درس دیا بائبل میں آپ کی نصیحت کو اس طرح سے بیان کیا گیا ہے!

سموئیل نے اسرائیل کے سارے گھرانوں سے کہا اگر تم دلجمعی کے ساتھ خداوند کی طرف رجوع کرتے ہو تو اجنبی دیوتا اور عشتار بت (اہل بابل کا قدیم بت جس سے متاثر ہو کر بنی اسرائیل نے بھی اس کی عبادت شروع کر دی تھی) کو اپنے درمیان سے دور کر دو اور خداوند کے لئے اپنے دلوں کو مستعد کر کے فقط اسی کی عبادت میں اپنے آپ کو وقف کر دو، وہ یقیناً تمھیں فلتیوں کے ہاتھ سے تمھیں رہائی دلوائے گا۔ ۱۵۳؎

بنی اسرائیل نے اپنے گناہوں سے معافی مانگی اور اس روز انھوں نے خداوند کے لئے روزہ بھی رکھا اور اس موقع پر سموئیل نبی بھی اپنی قوم کے لئے اللہ سے مغفرت طلب کر رہے تھے لہٰذا اللہ نے ان کی دعاؤں کو قبول کیا پھر جب مشرکین نے بنی اسرائیل پر حملہ کیا تو بنی اسرائیل نے مشرکین کو بھرپور شکست دی اس جنگ میں مشرکین کے ہزاروں افراد ہلاک ہوئے اور جن علاقوں پر فلستیوں کا قبضہ تھا وہ علاقے بھی دوبارہ بنی اسرائیل کے زیر تسلط آ گئے آخری عمر میں سموئیل نبی جب کافی ضعیف ہو چکے تھے اس وقت بنی اسرائیل نے آپ سے یہ مطالبہ کیا کے ان کے لئے کوئی بادشاہ مقرر کر دیا جائے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

کیا تم نے موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل کی اس جماعت کو نہیں دیکھا جنھوں نے اپنے نبی سے کہا ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دو تا کہ ہم اللہ کی راہ میں لڑیں۔ ۱۵۴؎

سموئیل نبی، بنی اسرائیل کی فطرت سے بخوبی واقف تھے کے یہ قوم بہت جلد غیروں کی تہذیب و تمدن اور ان کے مذہب سے متاثر ہو جاتی ہے لہٰذا انھیں اس طرح سے بے لگام نہیں چھوڑا جا سکتا

چنانچہ آپ نے اپنی قوم کے بے حد اسرار پر حضرت طالوت کو جو کے ایک مفلس ونادار خاندان سے تعلق رکھتے تھے بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کردیا اس کا ذکر بائبل میں اس طرح سے کیا گیا ہے!(سموئیل نبی) نے کہا خداوند تمھارا بادشاہ ہے لیکن تم نے مجھ سے درخواست کی تھی لو دیکھو خداوند نے تمھارے اوپر ایک بادشاہ مقرر کردیا ہے اگر تم خداوند کی عبادت کرتے رہو گے اور اس سے سرکشی نہ کروگے تو تم خیر پر رہوگے ورنہ خداوند تمھارے خلاف ہوجائے گا۔ ۱۵۵؎

آپ فرماتے تھے کے تم اللہ کے آگے جھک کر اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہو اللہ کا دربار مایوسی کا دربار نہیں ہے دل کے یقین کے ساتھ اس کی عبادت کرو۔

آپ نے طویل عمر پائی اور آپ کی وفات آپ کے آبائی شہر رامہ میں ہوا جہاں آپ سپرد خاک ہیں۔ ۱۵۶؎

۱۹۔حضرت طالوت علیہ السلام

حضرت طالوت علیہ السلام کو سموئیل نبی نے بنی اسرائیل کے اسرار پر ۱۰۲۰ ق م میں ارض مقدس (فلسطین) کا بادشاہ مقرر کیا اور آپ نے تقریباً ۱۰۰۴ ق م تک حکمرانی کے فرائض انجام دیے۔ حضرت طالوت کا تعلق قبیلہ بن یمین سے تھا جو بیت اللحم کے قریب ایک وادی زیفام میں واقع تھا آپ نہایت وجیہ، قدآور، عقلمند، ذہین، علم اور قوت کے مالک تھے لیکن آپ ایک غریب خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ایک دفعہ آپ اپنے گمشدہ جانور کی تلاش میں تھے کے سرراہ آپ کی ملاقات سموئیل نبی سے ہوگئی اس وقت آپ کی عمر ۳۰ برس تھی انھوں نے آپ سے نہایت گرم جوشی سے ملاقات کی انھیں اپنے سینے سے لگایا، ان کی خاطر مدارات کی، ان کے سر پر مقدس تیل کی مالش کی اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا خداوند نے تجھے مسح کیا تاکہ تو اس کی میراث کا پیشوا ہو سکے لیکن بنی اسرائیل ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھنے والے شخص کو اپنا بادشاہ ماننے میں تامل اور پس وپیش سے کام لے رہے تھے اس زمانے میں ’عمالقہ‘ نامی قبیلہ جس کا بادشاہ جالوت تھا اور یہ شہر مصر اور فلسطین کے درمیان بحر روم کے قریب آباد تھا وہ بنی اسرائیل کا نا صرف دشمن تھا بلکہ انھوں نے بنی اسرائیل سے ان کے کئی علاقے بھی چھین لئے تھے یہی نہیں بلکہ

بنی اسرائیل کے کئی با اثر افراد کو انھوں نے قید کرلیا کئی لوگوں کو انھوں نے اپنا غلام بنالیا اور بقیہ مغلوب افراد سے وہ باقاعدگی سے خراج بھی وصول کیا کرتا۔

قرآن کریم حضرت طالوت کے حوالے سے کہتا ہے!

اَلَمۡ تَرَ اِلَی الۡمَلَاِ مِنۡۢ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مُوۡسٰی ۘ اِذۡ قَالُوۡا لِنَبِیٍّ
لَّهُمُ ابۡعَثۡ لَنَا مَلِکًا نُّقَاتِلۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلۡ عَسَیۡتُمۡ اِنۡ
کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الۡقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوۡا ؕ قَالُوۡا وَ مَا لَنَاۤ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیۡ
سَبِیۡلِ اللّٰهِ وَ قَدۡ اُخۡرِجۡنَا مِنۡ دِیَارِنَا وَ اَبۡنَآئِنَا ؕ فَلَمَّا کُتِبَ عَلَیۡهِمُ
الۡقِتَالُ تَوَلَّوۡا اِلَّا قَلِیۡلًا مِّنۡهُمۡ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیۡمٌۢ بِالظّٰلِمِیۡنَ وَ قَالَ لَهُمۡ
نَبِیُّهُمۡ اِنَّ اللّٰهَ قَدۡ بَعَثَ لَکُمۡ طَالُوۡتَ مَلِکًا ؕ قَالُوۡۤا اَنّٰی یَکُوۡنُ لَهُ
الۡمُلۡکُ عَلَیۡنَا وَ نَحۡنُ اَحَقُّ بِالۡمُلۡکِ مِنۡهُ وَ لَمۡ یُؤۡتَ سَعَةً مِّنَ الۡمَالِ ؕ
قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰهُ عَلَیۡکُمۡ وَ زَادَهٗ بَسۡطَةً فِی الۡعِلۡمِ وَ الۡجِسۡمِ ؕ وَ
اللّٰهُ یُؤۡتِیۡ مُلۡکَهٗ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ وَ قَالَ لَهُمۡ نَبِیُّهُمۡ
اِنَّ اٰیَةَ مُلۡکِهٖۤ اَنۡ یَّاۡتِیَکُمُ التَّابُوۡتُ فِیۡهِ سَکِیۡنَةٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَ
بَقِیَّةٌ مِّمَّا تَرَکَ اٰلُ مُوۡسٰی وَ اٰلُ هٰرُوۡنَ تَحۡمِلُهُ الۡمَلٰٓئِکَةُ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ
لَاٰیَةً لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوۡتُ بِالۡجُنُوۡدِ ۙ قَالَ
اِنَّ اللّٰهَ مُبۡتَلِیۡکُمۡ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنۡ شَرِبَ مِنۡهُ فَلَیۡسَ مِنِّیۡ ۚ وَ مَنۡ لَّمۡ
یَطۡعَمۡهُ فَاِنَّهٗ مِنِّیۡۤ اِلَّا مَنِ اغۡتَرَفَ غُرۡفَةًۢ بِیَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوۡا مِنۡهُ اِلَّا
قَلِیۡلًا مِّنۡهُمۡ ؕ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ ۙ قَالُوۡا لَا طَاقَةَ
لَنَا الۡیَوۡمَ بِجَالُوۡتَ وَ جُنُوۡدِهٖ ؕ قَالَ الَّذِیۡنَ یَظُنُّوۡنَ اَنَّهُمۡ مُّلٰقُوا
اللّٰهِ ۙ کَمۡ مِّنۡ فِئَةٍ قَلِیۡلَةٍ غَلَبَتۡ فِئَةً کَثِیۡرَةًۢ بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ مَعَ
الصّٰبِرِیۡنَ وَ لَمَّا بَرَزُوۡا لِجَالُوۡتَ وَ جُنُوۡدِهٖ قَالُوۡا رَبَّنَاۤ اَفۡرِغۡ عَلَیۡنَا
صَبۡرًا وَّ ثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَ انۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ فَهَزَمُوۡهُمۡ

بِاِذۡنِ اللّٰہِ وَ قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوۡتَ وَ اٰتٰىہُ اللّٰہُ الۡمُلۡکَ وَ الۡحِکۡمَۃَ وَ عَلَّمَہٗ
مِمَّا یَشَآءُ وَ لَوۡ لَا دَفۡعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعۡضَہُمۡ بِبَعۡضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ
الۡاَرۡضُ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ ذُوۡ فَضۡلٍ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ۔ ۱۵۷

ترجمہ۔کیا آپ کو نبی اسرائیل کی ایک جماعت کا قصہ معلوم ہے جو موسیٰ کے بعد پیش آیا، جب انہوں نے اپنے نبی سے عرض کیا کہ مقرر کر دیجئے ہمارے لئے ایک بادشاہ تا کہ ہم اللہ کی راہ میں جہاد کریں، انہوں نے فرمایا کیا ایسا ہوگا کہ اگر تم پر قتال فرض کیا گیا تو تم قتال نہ کرو؟ وہ کہنے لگے اور ہمیں کیا ہوا کہ ہم اللہ کی راہ میں قتال نہ کریں حالانکہ ہم نکال دیئے گئے ہیں اپنے گھروں سے اور اپنے بیٹوں کے پاس سے، پھر جب ان پر قتال فرض کیا گیا تو پھر گئے سوائے ان میں سے تھوڑے لوگوں کے، اور اللہ ظالموں کو خوب جاننے والا ہے، اور کہا ان سے ان کے نبی نے بیشک اللہ نے مقرر فرما دیا تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ وہ کہنے لگے کہ ان کو ہم پر حکمران ہونے کا حق کیسے پہنچتا ہے حالانکہ ہم ان سے زیادہ حکمرانی کے مستحق ہیں اور ان کو مالی گنجائش نہیں دی گئی، ان کے نبی نے کہا کہ بیشک اللہ نے ان کو تم پر حکمرانی کے لئے منتخب فرمایا ہے، اور ان کو علم میں اور جسم میں فراخی عطا فرمائی ہے اور اللہ اپنا ملک جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا ہے علم والا ہے، اور کہا ان سے ان کے نبی نے کہ بلاشبہ اس کے حکمران ہونے کی یہ نشانی ہے کہ آ جائے گا تمہارے پاس تابوت جس میں تسکین ہے تمہارے رب کی طرف سے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں ان میں سے جنہیں چھوڑا تھا آل موسیٰ اور آل ہارون نے جس کو فرشتے اٹھا کر لے آئیں گے بیشک اس میں ضرور نشانی ہے تمہارے لئے اگر تم ایمان والے ہو، طالوت لشکروں کے ساتھ روانہ ہوئے تو انہوں نے کہا بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک نہر کے ذریعہ آزمانے والا ہے، سو جس نے اس میں سے پی لیا وہ مجھ سے نہیں ہے اور جس نے اس میں سے نہ پیا تو وہ مجھ سے ہے سوائے اس شخص کے جس نے اپنے ہاتھ سے ایک چلو پی لیا، پھر تھوڑے سے افراد کے علاوہ سب نے اس میں سے پی لیا پھر جب آگے بڑھے طالوت اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ایمان لائے تھے تو کہنے لگے کہ آج ہمیں جالوت اور اس کے لشکروں سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے، جو لوگ اللہ کی ملاقات کا یقین رکھتے

تھے، وہ کہنے لگے کتنی ہی کم تعداد جماعتیں اللہ کے حکم سے بھاری تعداد والی جماعتیں پر غالب ہوچکی ہیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، اور جب یہ لوگ جالوت اور اس کے لشکروں کے مقابلہ کے لئے نکلے تو عرض کیا اے ہمارے رب! ہم پر صبر ڈال دے اور ہمیں ثابت قدم رکھ، اور کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما، سو ان کو شکست دے دی اللہ کے حکم سے اور قتل کر دیا داؤد نے جالوت کو اور اللہ نے ان کو ملک دے دیا اور حکمت عطا فرما دی، اور ان کو جو کچھ چاہا علم دے دیا اور اگر نہ ہوتا اللہ کا دفع فرمانا لوگوں کو بعض کو بعض کے ذریعہ تو زمین میں فساد ہو جاتا اور لیکن اللہ عالمین پر فضل فرمانے والا ہے۔

جالوت سے جنگ:

یہ تقریباً ایک ہزار برس قبل مسیح کا واقعہ ہے۔ اس وقت بنی اسرائیل پر عمالقہ چیرہ دست ہو گئے تھے اور انہوں نے اسرائیلیوں سے فلسطین کے اکثر علاقے چھین لیے تھے۔ سموئیل نبی اس زمانے میں بنی اسرائیل کے درمیان حکومت کرتے تھے، مگر وہ بہت بوڑھے ہو چکے تھے۔ اس لیے سرداران بنی اسرائیل نے یہ ضرورت محسوس کی کہ کوئی اور شخص ان کا سربراہ کار ہو، جس کی قیادت میں وہ جنگ کر سکیں۔ لیکن اس وقت بنی اسرائیل میں اس قدر جاہلیت آ چکی تھی اور وہ غیر مسلم قوموں کے طور طریقوں سے اتنے متاثر ہو چکے تھے کہ خلافت اور پادشاہی کا فرق ان کے ذہنوں سے نکل گیا تھا، اس لیے انھوں نے درخواست جو کی، وہ خلیفہ کے تقرر کی نہیں، بلکہ ایک بادشاہ کے تقرر کی تھی۔

بائبل میں اس کا نام ساؤل لکھا ہے، یہ قبیلہ بن یمین کا ایک تیس سالہ نوجوان تھا، بنی اسرائیل میں اس سے خوبصورت کوئی شخص نہ تھا اور ایسا قدآور تھا کہ لوگ اس کے کندھے تک آتے تھے، اپنے باپ کے گمشدہ گدھے ڈھونڈنے نکلا تھا۔ راستے میں جب سموئیل نبی کی قیام گاہ کے قریب پہنچا، تو اللہ تعالیٰ نے نبی کو اشارہ کیا کہ یہی شخص ہے جس کو ہم نے بنی اسرائیل کی بادشاہی کے لیے منتخب کیا ہے۔ چنانچہ سموئیل نبی اسے اپنے گھر لائے، تیل کی کپی لے کر اس کے سر پر انڈیلی اور اسے چوما اور کہا کہ "خداوند نے تجھے مسح کیا تا کہ تو اس کی میراث کا پیشوا ہو۔" اس کے بعد انہوں نے بنی

اسرائیل کا اجتماع عام کر کے اس کی بادشاہی کا اعلان کیا۔۱۵۸؎

یہ بنی اسرائیل کا دوسرا شخص تھا جس کو خدا کے حکم سے "مسح" کر کے پیشوائی کے منصب پر مقرر کیا گیا۔ اس سے پہلے حضرت ہارون سردار کاہن (Chief Priest) کی حیثیت سے مسح کیے گئے تھے، اس کے بعد تیسرے ممسوح یا مسیح حضرت داوٴدؑ ہوئے، اور چوتھے مسیح حضرت عیسیٰؑ۔ لیکن طالوت کے متعلق ایسی کوئی تصریح قرآن یا حدیث میں نہیں ہے کہ وہ نبوت کے منصب پر بھی سرفراز ہوا تھا۔ محض بادشاہی کے لیے نامزد کیا جانا اس بات کے لیے کافی نہیں ہے کے اسے نبی تسلیم کیا جائے۔

بائیبل کا بیان اس باب میں قرآن سے کسی حد تک مختلف ہے، تاہم اس سے اصل واقع کی تفصیلات پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صندوق، جسے بنی اسرائیل اصطلاحاً "عہد کا صندوق" کہتے تھے، ایک لڑائی کے موقع پر فلسطینی مشرکین نے بنی اسرائیل سے چھین لیا تھا، لیکن یہ مشرکین کے جس شہر اور جس بستی میں رکھا گیا، وہاں وبائیں پھوٹ پڑیں۔ آخر کار انہوں نے خوف کے مارے اسے ایک بیل گاڑی پر رکھ کر گاڑی کو ہانک دیا۔ غالباً اسی معاملے کی طرف قرآن ان الفاظ میں اشارہ کرتا ہے کہ اس وقت وہ صندوق فرشتوں کی حفاظت میں تھا، کیونکہ وہ گاڑی بغیر کسی گاڑی بان کے ہانک دی گئی تھی اور اللہ کے حکم سے یہ فرشتوں ہی کا کام تھا کہ وہ اسے چلا کر بنی اسرائیل کی طرف لے آئے۔ رہا یہ ارشاد کہ "اس صندوق میں تمہارے لیے سکون قلب کا سامان ہے"، تو بائیبل کے بیان سے اس کی حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ بنی اسرائیل اس کو بڑا متبرک اور اپنے لیے فتح و نصرت کا نشان سمجھتے تھے۔ جب وہ ان کے ہاتھ سے نکل گیا، تو پوری قوم کی ہمت ٹوٹ گئی اور ہر اسرائیلی یہ خیال کرنے لگا کہ خدا کی رحمت ہم سے پھر گئی ہے اور اب ہمارے برے دن آ گئے ہیں۔ پس اس صندوق کا واپس آنا اس قوم کے لئے بڑی تقویت قلب کا موجب تھا اور یہ ایک ایسا ذریعہ تھا، جس سے ان کی ٹوٹی ہوئی ہمت پھر بن سکتی تھیں۔

"آل موسیٰؑ اور آل ہارونؑ کے چھوڑے ہوئے تبرکات" جو اس صندوق میں رکھے ہوئے تھے، ان سے مراد پتھر کی وہ تختیاں ہیں، جو طور سینا پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو دی تھیں۔ اس کے علاوہ تورات کا وہ اصل نسخہ بھی اس میں تھا، جسے حضرت موسیٰؑ نے خود لکھوا کر بنی لاوی کے سپرد کیا تھا۔ نیز

ایک بوتل میں من بھی بھر کر اس میں رکھ دیا گیا تھا تا کہ آئندہ نسلیں اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو یاد کریں، جو صحرا میں اس نے ان کے باپ دادا پر کیا تھا۔ اور غالباً حضرت موسیٰؑ کا وہ عصا بھی اس کے اندر تھا، جو خدا کے عظیم الشان معجزات کا مظہر بنا تھا۔

ممکن ہے اس سے مراد دریائے اردن ہو یا کوئی اور ندی یا نالہ۔ طالوت بنی اسرائیل کے لشکر کو لے کر اس کے پار اترنا چاہتا تھا، مگر چونکہ اسے معلوم تھا کہ اس کی قوم کے اندر اخلاقی انضباط بہت کم رہ گیا ہے، اس لیے اس نے کارآمد اور ناکارہ لوگوں کو ممیز کرنے کے لیے یہ آزمائش تجویز کی۔ ظاہر ہے کہ جو لوگ تھوڑی دیر کے لیے اپنی پیاس تک ضبط نہ کر سکیں، ان پر کیا بھروسہ کیا جا سکتا ہے کہ اس دشمن کے مقابلے میں پامردی دکھائیں گے جس سے پہلے ہی وہ شکست کھا چکے ہیں۔

غالباً یہ کہنے والے وہی لوگ ہوں گے، جنہوں نے دریا پر پہلے ہی اپنی بے صبری کا مظاہرہ کر دیا تھا، حضرت داؤد علیہ السلام اس وقت ایک کم سن نوجوان تھے۔ اتفاق سے طالوت کے لشکر میں عین اس وقت پہنچے، جبکہ فلسطینیوں کی فوج کا گراں ڈیل پہلوان جالوت (جولیت) بنی اسرائیل کی فوج کو دعوت مبارزت دے رہا تھا اور اسرائیلیوں میں سے کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کے اس کے مقابلے کو نکلے۔

حضرت طالوت کی سربراہی میں بنی اسرائیل کی فوج جس میں حضرت داؤد بھی شامل تھے نے ظالم جالوت (جولیت) کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جالوت نہایت مضبوط جسم وجان اور اونچے قد کاٹھ کا مالک تھا اور اس کا نہایت رعب ودبدبہ اور جاہ وجلال اپنی فوج پر قائم تھا بظاہر اس کو شکست دینا ناممکنات میں سے تھا کیونکہ وہ تنہا ہی بہت سوں پر بھاری تھا لیکن میدان جنگ میں حضرت داؤد علیہ السلام نے جالوت کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور وہ کیفر کردار تک پہنچا اور اس طرح سے بنی اسرائیل کو اپنے دشمن پر اللہ نے فتح ونصرت عطا فرمائی اس کیفیت کو قرآن کریم میں اس طرح سے بیان کیا گیا ہے!

فَهَزَمُوهُمۡ بِإِذۡنِ اللّٰهِ وَ قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوۡتَ وَ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الۡمُلۡكَ وَ الۡحِكۡمَةَ وَ عَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ وَلَوۡ لَا دَفۡعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعۡضَهُمۡ بِبَعۡضٍ

لَّفَسَدَتِ الۡاَرۡضُ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ ذُوۡ فَضۡلٍ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ۔ ۱۵۹

ترجمہ۔آخرکاراللہ کے اذن سے انھوں نے کافروں کو مار بھگایا اور داؤد نے جالوت کوقتل کردیا، اللہ نے اسے سلطنت اور حکمت سے نوازا اور جِن جِن چیزوں کا چاہا، اس کوعلم دیا۔۔۔۔اگراس طرح اللہ انسانوں کے ایک گروہ کو دوسرے گروہ کے ذریعے سے ہٹا تا نہ رہتا، تو زمین کا نظام بگڑ جاتا، لیکن دنیا کے لوگوں پراللہ کا بڑا فضل ہے (کے وہ اس طرح دفع فساد کا انتظام کرتا رہتا ہے)۔

حضرت طالوت کی سربراہی میں بنی اسرائیل نے اور بھی کئی جنگیں لڑیں جن میں اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو کامیابی سے ہم کنار کیا حضرت طالوت علیہ السلام نے ایک طویل عرصہ تک بحیثیت فرمانروا کے بنی اسرائیل کی قیادت کی آپ جب تک بنی اسرائیل کے درمیان موجود رہے مسلسل رشدوہدایت کی ذمہ داریوں کو نبھاتے رہے اور شریعت موسوی کے نفاذ کی بھی ہر ممکن کوششیں کرتے رہے آپ نے ہی اپنے دور حکومت میں ایک مضبوط اسرائیلی سلطنت کی بنیادرکھی اور اس کے وسیع تر مفاد کے لئے آپ مسلسل کوششیں بھی کرتے رہے آپ حضرت داؤد علیہ السلام کی بہادری اور دانائی سے بے حد متاثر تھے چنانچہ آپ نے اپنی بیٹی کی شادی حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ کردی جو بعد میں بنی اسرائیل کے بادشاہ اور رسول بھی بنے۔

اللہ تعالیٰ نے زمین کا انتظام برقرار رکھنے کے لیے یہ ضابطہ بنا رکھا ہے کے وہ انسانوں کے مختلف گروہوں کو ایک حد خاص تک تو زمین میں غلبہ وطاقت حاصل کرنے دیتا ہے، مگر جب کوئی گروہ حد سے بڑھنے لگتا ہے، تو کسی دوسرے گروہ کے ذریعے سے وہ اس کا زور توڑ دیتا ہے، اگر کہیں ایسا ہوتا کے ایک قوم اور ایک پارٹی ہی کا اقتدار زمین میں ہمیشہ قائم رکھا جاتا اور اس اقتدار کی لازوال قہر سامانیوں کی وجہ سے یقیناً اللہ کی زمین میں فساد عظیم برپا ہوجاتا۔۱۶۰؎

حسابی پہلو:

حضرت طالوت علیہ السلام کا تعلق ایک غریب گھرانے سے تھا لیکن اللہ نے انھیں علم وحکمت اور تدبیر کا علم عطا فرمایا، انھوں نے اللہ کے فضل وکرم سے ایک عظیم اسرائیلی سلطنت کی بنیادرکھی جو طویل عرصہ تک قائم رہی۔

حسابی پہلو زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط ہے، اس میں شامل اللہ کی زمین پر اللہ کے قوانین کا نفاذ، عدل وانصاف کا قیام، اللہ کی مخلوقات کی خدمت، اس میں انسان، جانور، پودے، پرندے سب شامل ہیں، ملک میں بہترین نظم ونسق کا قیام، عوام کو دین اسلام سے روشناس کروانا، ان کے دنیا میں آمد کے مقاصد کی وضاحت کرنا، سادہ طرز زندگی کا درس، لوگوں کے درمیان باہمی اخوت، ہمدردی اور مساوات کے جذبات کو فروغ دینا، رزق حلال کے حصول کے مواقع کی فراہمی، وقت پر عبادات کا قیام اور اس کی تاکید وتلقین، پاکی طہارت کے اصولوں کی وضاحت اور اس سے متعلق احکامات، علم کی ترویج واشاعت کا اہتمام اور اللہ کے نظام کا اللہ کی زمین پر اطلاق کی ہر ممکن کوشش کرنا۔

۲۰۔حضرت داؤد علیہ السلام

حضرت داؤد علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ نبی اور رسول تھے، اللہ نے آپ کو زبور عطا فرمائی۔
حضرت داؤد علیہ السلام یروشلم کے ایک گاؤں بیت اللحم میں رہتے تھے آپ آٹھ بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے آپ گلہ بانی کے پیشے سے وابستہ تھے آپ نہایت شیریں سخن، مہذب، باادب خوبصورت اور وجیہ تھے جبکہ آپ کی رنگت سرخ وسفید تھی لیکن آپ پستہ قد تھے لیکن آپ کی بہادری اور جوانمردی کا یہ عالم تھا کے آپ بھیڑ، بکریوں پر حملہ کرنے والے شیروں اور بھیڑیوں کو مار ڈالتے کہا جاتا ہے کے آپ فلاخن (غلیل) چلانے میں نہایت مہارت رکھتے تھے آپ کا نشانہ اپنے ہدف پر ایسا پڑتا تھا کے وہ شے چکنا چور ہو جایا کرتی آپ کے پاس ہمہ وقت فلاخن اور ایک عصا موجود رہتا آپ بربط اور بانسری بھی بڑی خوبصورتی اور کمال سے بجاتے،
حضرت طالوت کے دربار تک آپ کی رسائی تھی لہٰذا آپ نے جالوت کے خلاف جنگ میں بھی حصہ لیا اور اسے میدان جنگ میں ہلاک کیا۔حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالی نے نبوت، رسالت کے ساتھ ساتھ بادشاہت بھی عطا فرمائی تھی۔
آپ کے بارے میں روایت مشہور ہے کے سموئیل نبی جب آخری عمر کو پہنچے تو انھیں بذریعہ وحی آپ کی نبوت اور رسالت کی بشارت دی گئی چنانچہ سموئیل نبی بیت اللحم تشریف لائے اور انھوں

نے حضرت داؤد علیہ السلام سے ملاقات کی اور انھیں خیر و برکت کی دعا دی حضرت داؤد علیہ السلام ارض مقدس (فلسطین) پر ۱۰۰۴ ق م سے لے کر ۹۶۵ ق م تک حکمرانی کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الۡمُلۡكَ وَالۡحِكۡمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ۔ ۱۶۱

ترجمہ۔ ہم نے (داؤد) کو سلطنت اور حکمت دی۔

وَشَدَدۡنَا مُلۡكَهٗ وَاٰتَيۡنٰهُ الۡحِكۡمَةَ وَفَصۡلَ الۡخِطَابِ۔ ۱۶۲۔

ترجمہ۔ ہم نے (داؤد) کی سلطنت کو مضبوط کیا۔

وَاذۡكُرۡ عَبۡدَنَا دَاوٗدَ ذَا الۡاَيۡدِۚ اِنَّهٗۤ اَوَّاب۔ ۱۶۳

ترجمہ۔ ہمارے بندہ داؤد کو یاد کیجئے جو قوت والے تھے، بے شک وہ رجوع کرنے والے تھے۔

وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضۡلًا يٰجِبَالُ اَوِّبِىۡ مَعَهٗ وَالطَّيۡرَ‌ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الۡحَدِيۡدَۙ اَنِ اعۡمَلۡ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرۡ فِى السَّرۡدِ وَاعۡمَلُوۡا صَالِحًا اِنِّىۡ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡر۔ ۱۶۴

ترجمہ۔ درحقیقت ہم نے داؤد کو بڑی نعمتیں عطا کیں، اے پہاڑو! داؤد کے ساتھ بار بار تسبیح کرو اور پرندوں کو بھی یہی حکم دیا اور ہم نے ان کے لیے لوہے کو نرم کر دیا، تم پوری زرہیں بناؤ اور جوڑنے میں اندازہ رکھو اور تم سب نیک کام کیا کرو، بلاشبہ میں ان کاموں کو دیکھ رہا ہوں جنہیں تم کرتے ہو۔

حضرت ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا! وہ انسانوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار تھے۔ ۱۶۵؎

پتھروں کی زبان:

حضرت داؤد علیہ السلام پتھروں کی زبان کو سمجھ جایا کرتے ایک مرتبہ آپ کسی راستے سے گزر رہے تھے تو ایک پتھر نے آپ سے کہا کے میں حجر موسیٰ ہوں اور میں وہی پتھر ہوں کے جس سے حضرت موسیٰ نے اپنے فلاں دشمن کو مارا تھا یہ سننے کے بعد آپ نے وہ پتھر اٹھالیا اور اپنے تھیلے

میں رکھ لیا تھوڑا آگے چلے تو ایک دوسرے پتھر نے آواز دی کے میں حجر ہارون ہوں چنانچہ آپ نے اسے بھی اٹھا کر اپنے تھیلے میں رکھ لیا ابھی تھوڑا ہی آگے چلے تھے کے ایک اور پتھر نے آپ کو آواز دی کے میں حجر داؤد ہوں (جو خدا کے نبی ہیں) اور اس پتھر سے وہ جالوت کو قتل کریں گے چنانچہ آپ نے وہ پتھر بھی اٹھا کر اپنے تھیلے میں رکھ لیا کہا جاتا ہے کے تھیلے میں جا کر تینوں پتھر یک جان ہو کر ایک پتھر بن گئے۔

جالوت (جولیئت) سے مقابلہ:

جالوت دشمن فوج کا ایک بڑا جانباز، کڑیل، قدآور، ہیبت ناک اور خوفناک سپہ سالار تھا جس کی دہشت سے اچھے اچھے بہادر بھی ڈرتے تھے وہ میدان جنگ میں آہنی زرہ اور خود پہن کر نمودار ہوا اور نہایت تضحیک سے اس نے اپنے مدمقابل کو للکارا اور انھیں مبارزت دی کہا جاتا ہے کے جالوت کی زرہ کا وزن ۵،۰۰۰ مثقال تھا جبکہ وہ نہایت جاہ وحشم کے ساتھ میدان جنگ میں اپنے دشمنوں کو للکار رہا تھا چنانچہ حضرت طالوت کے لشکر میں سے کم سن حضرت داؤد بغیر کسی ہتھیار کے جالوت کے سامنے نکل کر آئے آپ کے ہاتھ میں بس ایک عصا، فلاخن اور کندھے پر پتھروں کا ایک تھیلا تھا جالوت کے لئے یہ منظر حیران کن تھا اس نے آپ کا تمسخر اڑایا اور بلند آواز سے قہقہہ لگا اور کہنے لگا! کیا تو نے مجھے کتا سمجھا ہے کے تو مجھے ڈنڈے سے بھگانے کے لئے آیا ہے۔

کم سن حضرت داؤد نے نہایت سکون اور اطمینان سے اپنے تھیلے میں سے ایک پتھر نکالا اور اسے فلاخن میں رکھ کر جالوت کی سر کی جانب نہایت زور سے پھینکا پتھر سیدھا جالوت کی کھوپڑی کی ہڈی کو توڑتا ہوا سر کو دو حصوں میں توڑتا ہوا اس دیوہیکل جالوت کو زمین بوس کر گیا پھر

حضرت داؤد آگے بڑھے اور انھوں نے جالوت کے سر کو اسی کی تلوار سے قلم کر دیا، کفار کی فوج اپنے سپہ سالار کا یہ حشر دیکھ کر سراسیمہ ہوگئی اور میدان جنگ میں ہر سو ایک خوف ودہشت کی لہر دوڑ گئی جلد ہی دشمن کا شیرازہ بکھر گیا اور ایک بار پھر اللہ تعالی نے زمین پر بنی اسرائیل کو فتح ونصرت عطا فرمائی۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ۔ ۱۶۶ ؎۔ ترجمہ۔ داؤد نے جالوت کو قتل کیا۔

کم سن بہادر، نڈر اور وجیہ حضرت داؤد بنی اسرائیل میں اپنی جوانمردی کے باعث بہت تیزی سے مقبولیت حاصل کر گئے بعد ازاں حضرت طالوت نے اپنی بیٹی عینیاہ سے آپ کی شادی کردی اور ایک ہزار فوجی دستے کی ایک کمان بھی آپ کے سپرد کی آپ نے دشمنوں کی متعدد سازشوں کو فرو کیا اور دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں نہایت جانفشانی سے مسلسل کام کیا حضرت طالوت کی وفات کے بعد آپ بنی اسرائیل کے بادشاہ مقرر ہوئے اللہ تعالی نے آپ کو حکمت، علم تدبر، قوت فیصلہ فہم وفراست، دانش، بادشاہت، نبوت اور رسالت سے سرفراز فرمایا اس کے ساتھ ہی آپ کو الہامی کتاب 'زبور' بھی عنایت کی جس میں آپ کی قوم کے لئے قاعدے قوانین متعین کئے گئے جن کی تبلیغ آپ تاعمر کرتے رہے۔اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَّاٰتَيۡنَا دَاوٗدَ زَبُوۡرًا ۔۱۶۷ ترجمہ۔داؤد کو ہم نے زبور دی۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے معجزات:

اللہ تعالی نے حضرت داؤد علیہ السلام کو پرندوں اور پتھروں کی بولیوں کو سمجھنے کا علم عطا فرمایا۔ روایت میں آتا ہے کے جب آپ زبور کی تلاوت فرماتے تو چلتا پانی رک جاتا اور پرندے بھی رک کر آپ کا کلام سنتے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَّسَخَّرۡنَا مَعَ دَاوٗدَ الۡجِبَالَ يُسَبِّحۡنَ وَالطَّيۡرَ وَكُنَّا فٰعِلِيۡنَ۔۱۶۸

ترجمہ۔ہم نے داود کے ساتھ پہاڑوں کو مسخر کردیا اور پرندوں کو جو تسبیح میں مشغول رہتے تھے اور ہم کرنے والے تھے۔

وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضۡلًا ‌ؕ يٰجِبَالُ اَوِّبِىۡ مَعَهٗ وَالطَّيۡرَ‌ ۚ وَاَلَنَّا لَـهُ الۡحَدِيۡدَ ۙ‏ اَنِ اعۡمَلۡ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرۡ فِى السَّرۡدِ‌ وَاعۡمَلُوۡا صَالِحًا ‌ؕ اِنِّىۡ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ ۔۱۶۹

ترجمہ۔درحقیقت ہم نے داؤد کو بڑی نعمتیں عطا کیں، اے پہاڑو! داؤد کے ساتھ بار بار تسبیح کرو اور پرندوں کو بھی یہی حکم دیا اور ہم نے ان کے لیے لوہے کو نرم کردیا، تم پوری زرہیں بناؤ اور جوڑنے میں اندازہ رکھو اور تم سب نیک کام کیا کرو، بلاشبہ میں ان کاموں کو دیکھ رہا ہوں جنہیں تم

کرتے ہو۔۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالی نے لوہے کے استعمال پر بھی دسترس عطا فرمائی آپ اپنے ہاتھوں سے لوہے کو جس طرح سے چاہتے موڑ کر ان سے زرہ، بکتر اوزار وہتھیار اور کڑیاں بنا لیتے۔

لوہے کا دور Iron Age:

لوہے کا دور یعنی Iron Age انسانی تاریخ کا ایک قدیم دور ہے اور یہ دور انسان کی عمومی اور صنعت کی خصوصی ترقی کا وہ عہد ہے جس کا آغاز لوہے کے استعمال سے شروع ہوا اور اب تک جاری ہے ایشیاء، مصر اور یورپ میں اس عہد نے کانسی کے دور کی جگہ لی لیکن براعظم امریکہ میں یہ عہد یورپیوں کی آمد کے بعد شروع ہوا۔

تاریخ کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کے لوہے کے زمانے کا آغاز حتیوں کے عہد سے ہوا، حتی ایک تندوتیز آریائی قوم تھی جو تاریخ کے افق پر دو ہزار قبل مسیح میں نمودار ہوئی اور اپنے بادشاہ لیبرنس Labarnas کے جھنڈے کے نیچے متحد ہوئی، اس قوم نے سب سے پہلے جزیرہ نما اناطولیہ (ترکی) فتح کیا، پھر کئی مزید سمتوں کی جانب آگے بڑھتی چلی گئی، تاہم مغرب میں بحیرہ ایجین اور مشرق اور جنوب میں شام کے وسیع میدانوں سے آگے نکل گئی، اپنی ان ہی فتوحات کے باعث یہ قوم جلد ہی ناقابل شکست بن گئی اگرچہ حتیوں کی ان فتوحات کے پیچھے خام لوہا اور لوہے سے بنی اشیاء تھیں جن سے دوسری دنیا ابھی واقف نا تھی، شاید یہی وجہ تھی کے پتھر، کانسی اور تانبے کے ہتھیار رکھنے والی قوم حتیوں کا مقابلہ نا کر سکی اور اس طرح حتی عروج کی منازل طے کرتے چلے گئے۔لوہے سے بنی اشیاء تانبے اور کانسی کے مقابلے میں کہیں زیادہ مضبوط ہوتی ہیں کیونکہ لوہا ایک خاص درجہ حرارت پر نرم ہو کر مڑ جاتا ہے۔

باالفاظ دیگر حتیوں کا دیگر اقوام پر فتح دراصل لوہے کی تانبے اور کانسی پر فتح تھی۔

لوہے کو آج سے تقریباً 4000 ق م جتنا قدیم مانا جاتا ہے، اہل مصر لوہے کے منکے پہنا کرتے تھے تاہم اس دور میں لوہا شہابیوں سے حاصل کیا جاتا تھا اگرچہ اب تک ملنے والی لوہے کی سب

سے قدیم شے لوہے سے بنا ایک مصری خنجر ہے جس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کے یہ خنجر اندازاً ۱۳۵۰ ق م کا ہے۔ لوہے کے دور کی ابتداء سے قبل ہزاروں برس تک لوگ لکڑی اور پتھر کے ہی اوزار و ہتھیار اور برتنوں کو استعمال کیا کرتے تھے پھر جب لوہا دریافت ہوا تو تہذیب انسانی نے بربریت کے دور سے نکل کر تہذیب اور تمدن کی جانب اپنا قدم بڑھایا لہٰذا جب لوہا بھٹی میں تیار کرلیا گیا تو بنی نوع انسان نے نوے فیصد جنگیں بھی جیت لیں ماہرین آثار قدیمہ کے مطابق لوہے کی اولین دریافت کا سہرا افریقی نیگرو کے سر ہی سجتا ہے کیونکہ یہی وہ محنت کش اور طاقتور قوم تھی کہ جس نے سب سے پہلے لوہے کو بھٹیوں میں پگھلانے کا فن ایجاد کیا تاہم تمام قدیم شواہد بھی اسی بات پر دلالت کرتے ہیں کے یہ دھات سب سے پہلے افریقہ کے لوگوں نے ہی دریافت کی ہے، لوہے کو پگھلا کر اشیاء بنانے کا فن غالباً ۲۰۰۰ ق م میں شروع ہوا جبکہ لوہے کی ڈھلائی کا کام حتی عہد (ایران کی ایک قدیم قوم) میں شروع ہوا تاہم ۱۲۰۰ ق م میں جب حتیوں کو زوال آیا تو وہ اس فن کو مشرق وسطی اور جنوبی یورپ تک لے گئے اگرچہ یورپ میں لوہے کی ڈھلائی کا کام پہلے پہل یونانیوں نے بلقان میں سیکھا بعد ازاں یہ فن اٹلی سے ہوتا ہوا وسطی یورپ تک جا پہنچا۔ کیٹلک قبائل نے پانچویں صدی ق م میں اسے مغربی یورپ اور جزائر برطانیہ میں متعارف کروایا تاہم صنعتی انقلاب سے قبل لوہے کی ڈھلائی تجارتی اعتبار سے سودمند نہ تھی، لوہے کے دور میں بیل سے چلنے والے ہل اور گاڑیوں کے مضبوط پہیے بنے اس طرح سے زراعت اور صنعت کا انداز بدلا کچھ ماہرین نے لوہے کے دور اور جاگیرداری نظام کا آپس میں تعلق بھی بتایا ہے یعنی یہ دونوں ایک دوسرے سے منسلک تھیں۔

اللہ تعالی نے حضرت داود علیہ السلام کو لوہے کی ایجادات پر دسترس عطا فرمائی تھی کیونکہ اس سے قبل لوہے سے چیزیں ایجاد کرنا نہایت دشوار گزار عمل تھا لیکن اللہ تعالی نے حضرت داود علیہ السلام کے ہاتھوں میں وہ معجزانہ صلاحیت پیدا کردی کے آپ لوہے کو اپنے ہاتھ سے جس طرح سے چاہتے موڑ کر چیزیں بنالیا کرتے اور لوہا آپ کے ہاتھوں میں پگھلے ہوئے موم کی مانند ہوجاتا لہٰذا آپ نہایت آسانی سے لوہے کو موڑ کر زرہ، کڑیاں، خود یعنی (آہنی ٹوپیاں) اور زنجیریں بنالیا کرتے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی!

وَ اٰلَنَّا لَهُ الۡحَدِيۡدَ اَنِ اعۡمَلۡ سٰبِغٰتٍ وَّ قَدِّرۡ فِي السَّرۡدِ وَ اعۡمَلُوۡا
صَالِحًا اِنِّيۡ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ ۔۱۷۰

ترجمہ۔ہم نے (داود) کے لیے لوہے کو نرم کر دیا، تا کہ تم پوری زرہیں بناؤ اور جوڑنے میں اندازہ رکھو اور تم سب نیک کام کیا کرو، بلاشبہ میں ان کاموں کو دیکھ رہا ہوں جنہیں تم کرتے ہو

وَ عَلَّمۡنٰهُ صَنۡعَةَ لَبُوۡسٍ لَّكُمۡ لِتُحۡصِنَكُمۡ مِّنۡۢ بَاۡسِكُمۡ ۚ فَهَلۡ اَنۡتُمۡ
شٰكِرُوۡنَ ۔ ۱۷۱

ہم نے اسے (داؤدکو) تمھارے لئے ایک لباس بنانا سیکھایا تا کہ وہ تمھیں تمھاری لڑائیوں کی زد سے بچا سکے۔

ماہرین آثار قدیمہ کے مطابق لوہے کا باقاعدہ استعمال ۱۰۰۰ سے لے کر ۱۲۰۰ ق م میں ہوا جبکہ یہی دور حضرت داود علیہ السلام کا بھی مانا جاتا ہے لوہے کو بھٹی میں پگھلانے کے لئے تقریباً ۱۵۳۹ ڈگری سینٹی گریڈ جتنی تیز تپش درکار ہے لیکن اللہ تعالی نے حضرت داود علیہ السلام کو وہ علوم اور اختیارات تفویض فرمائے کے لوہا ان کے ہاتھ میں موم ہوجاتا یعنی ان کے ہاتھ میں دور کرنے والی نسمہ مرکب کی لہریں نسمہ مفرد میں منتقل ہوکر ۱۵۳۹ ڈگری سینٹی گریڈ ہوجاتیں اور جب ارادے کی تکمیل ہوجاتی تو ہاتھوں میں دور کرنے والی غالب مفرد لہریں مرکب لہروں سے مغلوب ہوجاتیں اوران کے ہاتھ معمول کے مطابق کام کرنے لگتے،اس کا مطلب یہ ہوا کے حضرت داود علیہ السلام لیزر شعاعوں کی Equation سے بخوبی واقف تھے اس لئے جب وہ لیزر شعاعوں کو استعمال کرتے تو سخت لوہا ان کے ہاتھوں میں نرم ہوجاتا اور وہ اپنی مرضی سے لوہے کی چیزیں بنالیا کرتے تھے۔۱۷۲

لوہے کے خواص:

خالص لوہا 1535 ڈگری سینٹی گریڈ پر پگھلتا ہے، اس کے برعکس کاسٹ آئرن 350 ڈگری پر پگھل جاتا ہے، جب لوہے میں کاربن کی مقدار 4.2 فیصد ہوتی ہے تو یہ لوہا 1150 ڈگری سینٹی گریڈ پر پگھل جاتا ہے۔

لوہا اللہ کی دی ہوئی ایک نہایت مفید اور قابل ذکر دھات ہے اور موجود کائنات کے جس حصہ زمین میں ہم بستے ہیں اس میں بلواسطہ یا بلاواسطہ (ڈائرکٹ، ان ڈائریکٹ) ہمیں لوہا ہر جگہ نظر آتا ہے اور شاید ہی کوئی قابل ذکر شے اس دھات کے اثرات اور سحر سے خارج ہو یہاں نہایت اختصار سے چند ایجادات کا حوالہ پیش کیا جا رہا ہے مثلاً سوئی سے لے کر بحری و بری جہاز تک، میزائل، راکٹ، گاڑیاں، بسیں سائیکل، موٹر سائیکلز، ٹریکٹرز، ٹرالرز، اسلحہ، اوزار وہتھیار، فیکٹریز اور کارخانے کی چھوٹی بڑی مشینیں ان میں موجود آلات، طبی ساز وسامان، آلات جراحی، گھریلو استعمال کی چاقو، چھریاں، برتن، فرنیچر اور عمارتوں کے اندر پلرز اور سریے وغیرہ، دنیا کی چھوٹی بڑی جنگیں، قدیم جنگوں میں زرہ، خود، آہنی لباس، ہتھیار و اوزار، بکتر بند گاڑیاں، ٹینک، بم اور میزائل سب کے اندر لوہا موجود ہے۔

خود انسان بھی لوہے کے بغیر نامکمل اور ادھورا ہے کیونکہ انسان کو اللہ نے مٹی سے پیدا فرمایا چنانچہ مٹی میں جتنے بھی اجزاء پائے جاتے ہیں وہ سب کے سب جسم انسانی میں بھی کم یا زیادہ مقدار میں پائے جاتے ہیں لہٰذا مٹی میں بجا طور پر لوہے کی مقدار موجود ہے اس اعتبار سے انسان کے جسم میں بھی (آئرن) کی مخصوص مقدار کا موجود ہونا صحت کی علامت ہے اگر یہ مقدار کم ہو جائے تو بھی انسان کی موت واقع ہوسکتی ہے جبکہ اگر یہ مقدار ابڑھ جائے تو بھی ایک قسم کا کینسر انسان کو لاحق ہو جاتا ہے یعنی اس کی زیادتی سے بھی انسان کی موت واقع ہوسکتی ہے اسی طرح سے جانوروں کے گوشت میں، درختوں، پودوں، پھلوں اور خشک میوہ جات میں بھی لوہا (آئرن) بکثرت پایا جاتا ہے اگر فرنیچر لکڑی کا ہے تو لوہے کی باریک کیلوں نے ہی اسے یہ حسن وشکل عطا کی اگر کتابیں کاغذ کی ہیں تو لوہے کی باریک پنوں کے ذریعے سے ہی اس کے صفحے باہم متحد اور یک جان ہیں اگر لباس کپڑے کا ہے تو یقیناً وہ کپڑا لوہے کی مشینوں سے بن کر اور سل کر ہی ہم تک پہنچا ہے اگر جوتا، بیگ یا بیلٹ چمڑے کی ہے تو وہ یقیناً لوہے کی ہی سوئی سے سلی ہے اور اگر پلاسٹک کی مصنوعات ہیں تو وہ بھی یقیناً لوہے کی ہی کسی ڈائی سے گزر کر اس شکل کو پہنچی ہیں الغرض اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوہا اور اس سے حاصل شدہ دیگر اشیاء بنی نوع انسانیت کے لئے کسی تحفہ عظیم سے کم نہیں یہاں اللہ تعالیٰ بنی نوع انسانیت سے مخاطب ہو کر یہ کہہ رہے ہیں!

وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ لِیَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ وَ رُسُلَهٗ بِالْغَیْبِ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۔۱۷۳

ترجمہ۔ہم نے لوہے کو اتارا جس میں شدت ہیبت ہے، اور لوگوں کے لیے طرح طرح کے فائدہ ہیں، تا کہ اللہ تعالیٰ جان لے کہ بغیر دیکھے اس کی اور اس کے رسولوں کی کون مدد کرتا ہے، بیشک اللہ تعالیٰ قوی اور زبردست ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ذاتی اخراجات کے لئے بیت المال سے روپے نہیں لیتے تے بلکہ آپ لوہے کی زرہیں بنا کر ان سے حاصل شدہ اجرت سے اپنے ذاتی اخراجات کو پورا کیا کرتے تھے اسی طرح سے اللہ تعالی نے آپ کو بے مثال قوت فیصلہ اور علم وحکمت سے نوازا رتھا اور آپ لوگوں کے درمیان نہایت عدل وانصاف سے فیصلے کیا کرتے۔

حسابی پہلو:

عربی زبان کے حروف ابجد 28 ہیں، تاہم علم الاعداد کے مطابق ہر حرف کی ایک قیمت ہے، اگر لفظ حدید کا جائزہ لیا جائے تو اس میں نمبر کی تقسیم کچھ اس طرح سے ہے۔

لوہے کا اٹامک نمبر 26 ہے۔

اگر لفظ حدید کی طرف آئیں تو حدید کا نمبر 1 +3 0 +8 +4 +10 +4 =57

26=4+10+4+8 یعنی یہ نمبر 26 ہے۔

جبکہ لوہے (آئرن) کا اٹامک نمبر بھی 26 ہے۔سورہ الحدید میں 4 رکوع ہیں جبکہ آئرن آئیسوٹوپس کی تعداد بھی 4 ہے۔ان آئیسوٹوپس کا ماس کا نمبر 57 ہے، اور یہ بھی حیران کن حقیقت ہے کے اس سورہ کا ترتیبی نمبر 57 ہے۔

پرندوں کی بولی:

حضرت داود علیہ السلام جب خوش الحانی سے اللہ کی تسبیحات اور زبور کی تلاوت فرماتے تو چلتا پانی ٹھہر جاتا، اڑتے پرندے آپ کے پاس آ کر بیٹھ جاتے، اور پہاڑ اور دیگر مخلوقات بھی آپ کے

ساتھ اللہ کی تسبیحات میں مشغول ہو جاتے۔

اللہ تعالی نے حضرت داود علیہ السلام کی آواز میں اتنا سوز اور کشش پیدا کی جس کی اثر پذیری کی گرفت میں تمام مخلوقات تھیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِشْرَاقِ۔ ۱۷۴

ترجمہ۔ بے شک ہم نے (داود) کے ساتھ پہاڑوں کو مسخر کر دیا، وہ تسبیح میں مشغول ہوتے تھے ،شام کو اور اشراق کے وقت۔

وَ الطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ۔ ۱۷۵

ترجمہ۔ پرندوں کو مسخر کر دیا جو جمع کئے ہوئے تھے سب اس کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔

وَ شَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَ اٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَ فَصْلَ الْخِطَابِ۔ ۱۷۶

ترجمہ۔ ہم نے ان کے ملک کو مضبوط کر دیا اور انہیں حکمت دے دی اور فصل خطاب دے دیا۔

حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں !انسانوں کے درمیان ابتدائے آفرینش سے بات کرنے کا طریقہ رائج ہے آواز کی لہروں کے معنی معین کر لئے جاتے ہیں جو سننے والوں کو مطلع کرتی ہے یہ طریقہ اسی تبادلے کی نقل ہے جو انا کی لہروں کے درمیان ہوتا ہے دیکھا گیا ہے کے گونگا انسان بھی اپنے لبوں کی خفیف سی جنبش سے سب کچھ کہہ دیتا ہے اور سمجھنے والے اس کی بات کو سمجھ بھی لیتے ہیں اگر چہ یہ طریقہ بھی پہلے طریقے کا عکس ہے جانور بھی آواز کے بغیر ایک دوسرے کو اپنے حال سے مطلع کر دیتے ہیں یہاں بھی انا کی لہریں کام کرتی ہیں اسی طرح سے درخت بھی آپس میں گفتگو کرتے ہیں اور یہ گفتگو صرف آمنے سامنے کے درختوں میں ہی نہیں ہوتی بلکہ دور دراز کے درختوں کے جن کے درمیان ہزاروں میل کے فاصلے حائل ہوتے ہیں ان کے درمیان میں بھی ہوتی ہے اور یہی قانون جمادات میں بھی رائج ہے کیونکہ کنکروں، پتھروں اور مٹی کے ذرات میں بھی من و عن اسی طرح سے تبادلہ خیال ہوتا ہے۔ ۱۷۷

حقیقت یہ ہے کے انسان کی سماعتی قوت دیگر جانداروں کے مقابلے میں کمزور ہے، جو ۱۶ ہرٹز سے

۵۰۰۰ ۴ ہرٹز تک کی آواز بخوبی سن لیتا ہے تاہم کتے، بلیاں اور لومڑیاں ۶۰۰۰۰ ہرٹز تک کی آوازیں باآسانی سن لیتے ہیں اسی طرح سے چوہے، چمگادڑ، وہیل مچھلی اور ڈولفن ایک لاکھ ہرٹز کی آوازیں سن لیتے ہیں ان جانداروں کے کان کی بناوٹ میں بھی واضح فرق پایا جاتا ہے جبکہ انسان آواز کو اس کی فریکوئینسی کی وجہ سے سن پاتے ہیں یعنی ہم کم سے کم ۲۰ اور زیادہ سے زیادہ ۲۰۰۰۰ ہرٹز کی آوازیں سن پاتے ہیں کیونکہ یہ وہ آوازیں ہیں جو کان کے پردے پر ارتعاش پیدا کرسکتی ہیں ۲۰ ہرٹز کی رینج سے کم یا ۲۰۰۰۰ ہرٹز کی رینج سے زائد فریکوئنسی کی آوازیں ہمارے کان کے پردے پر ارتعاش نہیں کرتیں۔

موجوں کی دو بڑی اقسام ہیں۔

۱۔ایک وہ جن میں ذرات سکڑتے اور پھیلتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔

۲۔دوسری قسم وہ ہے جو آگے بڑھتے ہوئے اوپر نیچے حرکت کرتی ہے۔

موجوں کی اقسام کی تقسیم فریکوئنسی اور طول موج کی بنیاد پر کی گئی ہے۔

موج مخصوص فاصلے کو اوپر نیچے حرکت کرتے ہوئے طے کرتی ہے، یہ اس کا طول موج کہلاتا ہے، طول موج میں ایک حرکت اوپر کی طرف ہوتی ہے اور ایک حرکت نیچے کی جانب ہوتی ہے، ایک مرتبہ اوپر اور ایک مرتبہ نیچے، دونوں حرکات مل کر ایک چکر Cycle مکمل کرتی ہیں، اور ایک سیکنڈ میں کسی موج کے جتنے سائیکل گزر جاتے ہیں وہ موج کی فریکوئنسی کہلاتی ہے، طول موج زیادہ ہو تو فریکوئنسی کم ہوتی ہے جبکہ طول موج کم ہونے کی صورت میں فریکوئنسی زیادہ ہوتی ہے۔

فریکوئنسی اگر بہت بڑھ جائے تو لہریں یا امواج شعاعیں بن جاتی ہیں جو سیدھی چلتی ہیں، کم طول موج اور زیادہ فریکوئنسی ہونے کی وجہ سے ان لہروں کی کسی چیز میں سے گزر جانے کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے۔

قرآن کریم میں کئی مقامات پر فرمایا گیا کے کائنات کی ہر شے اللہ کی حمد ثناء کرتی ہے، باالفاظ دیگر کل اشیاء کائنات نا صرف شعور رکھتی ہیں بلکہ وہ وہ بولتی، سنتی اور ایک دوسرے کو پہچانتی بھی ہیں۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبۡعُ وَ الۡاَرۡضُ وَ مَنۡ فِيۡهِنَّ وَ اِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ

اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِهٖ وَ لٰکِنۡ لَّا تَفۡقَهُوۡنَ تَسۡبِیۡحَهُمۡ اِنَّهٗ کَانَ حَلِیۡمًا غَفُوۡرًا ۔۱۷۸

ترجمہ۔ساتوں آسمان اورزمین اور جوکچھ ان کے اندر ہے اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان نہیں کرتی ہو لیکن تم ان کی حمد کو نہیں سمجھتے، بلاشبہ وہ حلیم ہے غفور ہے۔

حضرت داود علیہ السلام کے ہمراہ پرندے، پہاڑ اور دیگر مخلوقات اللہ کی تسبیحات بیان کرتیں، اس کی توجیہہ کو بیان کرتے ہوئے حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کے طاقتور، قوت اور ہمت رکھنے والے نفوس جب کسی کیفیت سے لبریز ہو کر کلام کرتے ہیں تو ان کے قریب رہنے والے دیگر نفوس بھی ان کی طبیعت کے اثرات کو قبول کرتے ہوئے اس کیفیت کو نا صرف اپنے اندر محسوس کرتے ہیں بلکہ ان کے اثرات کے تابع بھی ہو جاتے ہیں با الفاظ دیگر جب کوئی پتھر، درخت یا کوئی بھی شے صاحب معرفت سے کچھ سنتے ہیں تو ان کی قوت دوسرے لوگوں میں بھی سرائیت کر جاتی ہے اور دیگر اشیاء بھی ان کو سنتی اور سمجھتی ہیں۔۱۷۹؎

حضور قلندر بابا اولیاء لکھتے ہیں، جس قدر خیالات ہمارے ذہن میں دور کرتے ہیں، ان میں بہت سے خیالات انسانی معاملات سے غیر متعلق ہوتے ہیں جبکہ ان کا تعلق قریب یا دور کی ایسی مخلوقات سے ہوتا ہے جو کائنات میں کہین نا کہیں موجود ہوتی ہیں تاہم اس مخلوق کی تصورات کی لہریں انسان موصول کرتا ہے۔۱۸۰؎

انا کی لہریں بے حد تیز رفتار ہوتی ہیں اور وہ لاتناہیت میں بیک وقت ہر جگہ موجود ہوتی ہیں دوسری جانب تمام زمانی اور مکانی فاصلے بھی ان کی گرفت میں ہوتے ہیں۔۱۸۱؎

یہ بھی ایک دلچسپ حقیقت ہے کے آواز کبھی فنا نہیں ہوتی بلکہ یہ فضا میں محفوظ رہتی ہے آواز ایک طاقت ورتوانائی ہے اگر چہ کائنات کی بنیاد بھی ایک آواز 'کن' پر ہی قائم ہے شیرین آواز کے انسانی روح پر پڑنے والے پر کیف اور پر سوز اثرات کے ضمن میں رومی اپنی مثنوی میں بڑے دلنشین پیرائے میں بانسری کی تشبیہ بیان کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں تاہم خلیفہ عبدالحکیم کے مطابق رومی اپنی

مثنوی کا آغاز ہی بانسری کی مدھ بھری آواز کی انسانی روح پر پڑنے والے اثرات سے کرتے ہیں کیونکہ بانسری کا مضمون ان کی تمام مثنوی اور تمام تصوف کا لب لباب ہے ان کی مثنوی کے ان ابتدائی اشعار کا تعلق باقی مثنوی سے بالکل ایسا ہی ہے جیسا کے سورہ الفاتحہ کو قرآن سے جس طرح سے تمام قرآن اور اسلام کا عطر سورہ الفاتحہ میں موجود ہے بالکل اسی طرح سے بانسری کے اشعار میں، جو کے مثنوی کی تمہید ہیں ان کا تمام تصوف اور فلسفہ ایک لڑی میں پرو دیا گیا ہے۔

موسیقی کی نسبت انسانوں کا عام تجربہ یہ ہے کے وہ جس قدر درد انگیز اور سوز و گداز سے لبریز ہو گی اسی قدر وہ انسانی روح کو متاثر کرے گی جبکہ موسیقی سے متعلق مختلف اہل علم ،حکماء ،صوفیاء اور ماہرین نفسیات کے الگ الگ نظریات ہیں ان میں سے کچھ اہل علم کا تو اس بات پر یقین کامل ہے کے ایک خاص قسم کی موسیقی کے ذریعے سے انسان اپنی روحانی ماہیت بلکہ وہ ماہیت حیات جو کائنات میں غوطہ زن ہے کو استوار کرسکتا ہے اگر چہ اس قسم کا عرفان نہ تو حواس سے حاصل ہو سکتا ہے اور نہ ہی عقل و استدلال سے بعض اوقات انسانی حواس اور معقولات محض سطح حیات پر ہی تیرتے رہ جاتے ہیں یا یوں کہیے کے وہ ہستی کے حجاب و نقاب ہیں تاہم عارف کے لئے یہ پردے بھی ساز کے پردے بن جاتے ہیں لہٰذا موسیقی انسان کو اسی جسمانی واسطے سے روحانی عالم میں پہنچا دیتی ہے آگے چل کر رومی خود ہی حیرت سے یہ فرماتے ہیں کے رباب کو دیکھو اس کے تار، لکڑی اور پوست سب ہی مادی ہیں لیکن جہاں مضراب نے اس میں ارتعاش پیدا کیا فوراً ہی روح انسانی اس سے متاثر ہونا شروع ہو جاتی ہے لیکن بانسری سے جو عارف رومی نے مضامین پیدا کئے ہیں وہ کسی اور ساز سے پیدا نہ ہو سکے ہندو مت میں بھی بانسری سے روحانیت کے تعلق کو اہم حیثیت حاصل ہے جب ہی مختلف تصاویر میں کرشن چندر اکثر بانسری بجاتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔رومی کہتے ہیں بشنو یعنی سنو بانسری اپنی اصل سے الگ ہو گئی یعنی (درخت سے لکڑی کاٹ کر علیحدہ کر دی گئی) چنانچہ بانسری کی لے میں موجود سوز و گداز دراصل اپنے اصل سے دوری کا سوز اور حسرت ہے جو نا قابل بیان ہے وہ اس کی وضاحت میں مزید یہ کہتے ہیں تمام انسانی ارواح خداوند جلال کی ہستی مطلق سے سرزد ہوئی ہیں لہٰذا ہر انسانی روح اپنی اصل کی طرف عود یعنی وصال چاہتی ہے۔

۲۱۔حضرت سلیمان علیہ السلام

حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت داوٗد علیہ السلام کے سب سے چھوٹے فرزند تھے جنھیں اللہ تعالی نے نبوت، رسالت اور بادشاہت سے سرفراز فرمایا حضرت سلیمان علیہ السلام کا اصل عبرانی نام سولومون تھا جو کے سلیم کے ہم معنی ہے آپ کا سلسلہ نسب حضرت یعقوب کے واسطے سے حضرت ابراھیم سے جاملتا ہے جس کی جانب قرآن کریم نے بھی اشارہ کیا ہے!

وَ وَهَبۡنَا لَهٗۤ اِسۡحٰقَ وَ یَعۡقُوۡبَ ؕ کُلًّا هَدَیۡنَا ۚ وَ نُوۡحًا هَدَیۡنَا مِنۡ قَبۡلُ وَ مِنۡ ذُرِّیَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَیۡمٰنَ وَ اَیُّوۡبَ وَ یُوۡسُفَ وَ مُوۡسٰی وَ هٰرُوۡنَ ؕ وَ کَذٰلِکَ نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ۔ ۱۸۲

ترجمہ۔ہم نے اس کو بخشے اسحاق اور یعقوب اور اس سے پہلے ہم نے ہر ایک کو ہدایت دی اور ابراہیم کی اولاد میں سے داوٗد اور سلیمان کو بھی ہدایت دی۔

وَ وَهَبۡنَا لِدَاوٗدَ سُلَیۡمٰنَ ؕ نِعۡمَ الۡعَبۡدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ۔ ۱۸۳

ترجمہ۔ہم نے داوٗد کو سلیمان عطا کیا، وہ بہترین بندہ ہے، بے شک وہ اپنے رب کی طرف بہت رجوع کرنے والا تھا۔

آپ ۹۶۵ ق م سے ۹۲۶ ق م تک تقریباً چالیس برسوں تک حضرت داوٗد کے جانشینی کے فرائض انجام دیتے رہے۔

مورخین کے مطابق آپ کی سلطنت کی حدود مصر سے فرات، فلسطین، شرق اردن اور شام تک قائم تھی آپ کے دور حکومت کو دور درخشاں بھی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ کے عہد شہنشاہیت میں آپ کی قوم کو اللہ تعالی نے عروج واستحکام اور جاہ جلال عطا فرمایا جس کی مثال تاریخ انسانی میں ملنا محال ہے۔

حضرت داوٗد کے اور بھی کئی بیٹے تھے جن میں سے ایک ابوسلوم بھی تھے جنھوں نے حضرت داوٗد کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے ہوئے ایک خونریز جنگ بھی لڑی جس میں لاشوں کے ڈھیر لگا دیے لیکن اس جنگ میں ابوسلوم مارا گی آپ کے عمر کے آخری حصے میں آپ کے ایک دوسرے

بیٹے 'ادوبیز' نے بھی آپ کا تخت شاہی حاصل کرنے کے لئے آپ کے خلاف فوج کشی کر دی لیکن یہ بغاوت بھی فرو ہوئی تاہم ان دونوں بغاوتوں کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے چھوٹے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنا جانشین بنانے کا اعلان کر دیا حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنا جانشین بنانے کے پیچھے کئی اسباب تھے جن میں سرفہرست حضرت سلیمان علیہ السلام کی پیغمبرانہ بصیرت، معاملہ فہمی، عقل مندی، ذہانت، فطانت، درست فیصلہ کی قوت، مستقل مزاجی اور علم و دانش کی بے بہا صلاحیت اور ادراک تھا جس کے سبب آپ کو حضرت داؤد کے جانشین کی حیثیت سے نامزد کیا گیا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی!

وَ وَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ ۔ ۱۸۴ ترجمہ۔ داؤد کا وارث سلیمان ہوا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے معجزات:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار معجزات اور اشیاء کائنات پر حیران کن اور محیر العقل دسترس اور علم و فہم عطا فرمایا تھا جس کے بارے میں ارشادات خداوندی ہیں!

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَ قَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا
عَلٰی كَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ ۱۸۵

ترجمہ۔ ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم عطا کیا اور انھوں نے شکر ادا کیا ہے اس خدا کا جس نے ہم کو اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت عطا کی۔

وَ وَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ وَ قَالَ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَ
اُوْتِیْنَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِیْنُ ۔ ۱۸۶

ترجمہ۔ (سلیمان بولا) لوگو ہمیں پرندوں کی بولیاں سیکھائی گئی ہیں اور ہمیں ہر طرح کی چیزیں دی گئیں، ہیں بے شک یہ اللہ کا نمایاں فضل ہے۔

وَ حُشِرَ لِسُلَیْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ وَ الطَّیْرِ فَهُمْ
یُوْزَعُوْنَ ۔ ۱۸۷

ترجمہ۔ (سلیمان) کے لئے جن اور انسان اور پرندوں کے لشکر جمع کئے گئے تھے اور وہ پورے

(نظم وضبط) میں رکھے جاتے تھے۔

وَ دَاوٗدَ وَ سُلَيۡمٰنَ اِذۡ يَحۡكُمٰنِ فِى الۡحَـرۡثِ اِذۡ نَفَشَتۡ فِيۡهِ غَنَمُ الۡقَوۡمِ‌ۚ وَ كُنَّا لِحُكۡمِهِمۡ شٰهِدِيۡنَ۔ ۱۸۸

ترجمہ۔داود اور سلیمان کو یاد کرو جب وہ کھیتی کے بارے میں فیصلہ دے رہے تھے جس کو اس کی قوم کی بکریاں روند گئی تھیں، اور ہم ان کے فیصلہ کو دیکھ رہے تھے۔

فَفَهَّمۡنٰهَا سُلَيۡمٰنَ‌ۚ وَ كُلًّا اٰتَيۡنَا حُكۡمًا وَّ عِلۡمًا‌ۖ وَّ سَخَّرۡنَا مَعَ دَاوٗدَ الۡجِبَالَ يُسَبِّحۡنَ وَالطَّيۡرَ‌ؕ وَكُنَّا فٰعِلِيۡنَ۔ ۱۸۹

ترجمہ۔ہم نے یہ فیصلہ سلیمان کو سمجھا دیا اور ہم نے دونوں کو حکمت اور علم عطا فرمایا، اور ہم نے داود کے ساتھ پہاڑوں کو مسخر کر دیا اور پرندوں ملکو جو تسبیح میں مشغول رہتے تھے اور ہم کرنے والے تھے۔

قوت فیصلہ:

اللہ تعالی نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو کئی اوصاف وکمالات سے مزین فرمایا، اللہ نے انھیں قوت فیصلہ، فہم وفراست، علم وحکمت، ہدایت، نبوت، سلطنت اور بادشاہت وراثت میں عطا فرمائی، چنانچہ اسی فہم وفراست کو بروئے کار لاتے ہوئے انھوں نے اپنی سلطنت کی حدود میں نظام عدل وانصاف قائم کیا، اللہ کی زمین پر اللہ کے قوانین کا نفاذ ہی دراصل پیغمبروں کی اصل ذمہ داری اور فریضہ ہوتا ہے۔اللہ تعالی نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو مصر سے فرات تک سلطنت اور اقتدار عطا فرمایا۔

نظام عدل وانصاف بھی نہایت Caculated Metters ہیں، جس میں بلا کی ذہانت اور فطانت کی ضرورت ہوتی ہے، جبکہ یہ ہر کسی کے بس کی بات بھی نہیں، سوائے اس کے جس اللہ نے عطا فرمائی ہو۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَدَاوٗدَ وَسُلَيۡمٰنَ اِذۡ يَحۡكُمٰنِ فِى الۡحَـرۡثِ اِذۡ نَفَشَتۡ فِيۡهِ غَنَمُ الۡقَوۡمِ‌ۚ وَكُنَّا لِحُكۡمِهِمۡ شٰهِدِيۡنَ۔ ۱۹۰

ترجمہ۔اسی نعمت سے ہم نے داؤد وسلیمان کو سرفراز کیا۔ یاد کرو وہ موقع جبکہ وہ دونوں ایک کھیت کے مقدمے میں فیصلہ کر رہے تھے جس میں رات کے وقت دوسرے لوگوں کی بکریاں پھیل گئی تھیں، اور ہم ان کی عدالت خود دیکھ رہے تھے۔

عدل اوانصاف کا نفاذ:

روایت میں ہے کے دولوگ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آئے ،جن میں سے ایک کھیت فصل اور انگور کے باغ کا مالک تھا جبکہ دوسرا بکریوں کا مالک تھا،کھیت کے مالک نے بکری کے مالک کی شکایت کرتے ہوئے کہا!اس شخص کی بکریاں رات کے وقت میرے کھیت میں گھسیں اور اس نے میری پوری فصل خراب کردی۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے تمام صورت حال کوسن کر فیصلہ دیا کے وہ باغ کے بدلے اس شخص کی بکریاں لے لے۔

بکریوں کا مالک حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس گیا اور ان کے سامنے اپنا قصہ دہرایا اور انہیں بتایا کے حضرت داؤد علیہ السلام نے تو یہ فیصلہ دیا ہے، جسے سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے والد کے پاس گئے،اور کہا!

اے اللہ کے نبی فیصلہ وہ نہیں ہے جو آپ نے کیا ہے، بلکہ آپ یہ بکریاں کھیت اور باغ کے مالک کے حوالے کردیں تا کہ وہ ان سے فائدہ اٹھائے اور کھیت بکریوں کے مالک کو دے دیں تا کہ وہ کھیت میں کام کرے اور اسی حالت میں لے آئے جس طرح یہ پہلے تھا،اس کے بعد ہر شخص وہ چیز دوسرے کو دے دے جو اسکے پاس ہے، کھیت والا کھیت لے لے اور بکریوں والا بکریاں لے لے، یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا! آپ نے درست فیصلہ کیا ہے، پھر انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے فیصلے کو نافذ کیا۔

غور طلب نکتہ یہ ہے کے، حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے بطور قاضی اجتہادی فیصلہ کیا تھا، اللہ بھی ان کے فیصلے کو دیکھ رہا تھا۔ اللہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے فیصلے کو پسند فرمایا کیونکہ وہ فیصلہ زیادہ مناسب اور مضبوط الہام پر مبنی تھا۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے محض نقصان کا تاوان ادا کرنے کا حکم دیا تھا جو فقط انصاف تھا لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام نے عدل کے ساتھ تعمیر و ترقی کا خیال رکھتے ہوئے فیصلہ صادر کیا تا کہ فریقین کے نقصان کے ازالے کے ساتھ ساتھ مثبت تعمیری کام کئے جائیں، اصل میں یہ فیصلہ محض اللہ کی توفیق اور الہام کے نتیجے میں دیا گیا تھا۔۱۹۱؎

حضرت داؤد علیہ السلام کے فیصلے میں کوئی غلطی نہ تھی لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام کا فیصلہ زیادہ اچھا تھا کیونکہ وہ الہام پر مبنی تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہوا پر اختیار:

اللہ تعالیٰ نے، حضرت سلیمان علیہ السلام کو ایک منفرد اور خصوصی اعزاز اور امتیاز عطا فرماتے ہوئے ہواؤں کو ان کے تابع کر دیا چنانچہ تسخیر ریح کا معجزہ آپ کے پاس تھا، تاہم ہوا کی کل اقسام آپ کے حکم کی تابع اور فرمانبردار تھیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ لِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ عَاصِفَةً تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا
فِیْهَا وَ كُنَّا بِكُلِّ شَیْءٍ عٰلِمِیْنَ۔ ۱۹۲

ترجمہ۔سلیمان کے لیے ہم نے تیز ہوا کو مسخر کر دیا تھا جو اس کی حکم سے اس سرزمین کی طرف چلتی تھی جس میں ہم نے برکتیں رکھیں ہیں، ہم ہر چیز کا علم رکھنے والے تھے۔

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّیْحَ تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَیْثُ اَصَابَ۔ ۱۹۳

ترجمہ۔ہم نے (سلیمان) کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا، جو اس کے حکم سے نرمی کے ساتھ چلتی جدھر وہ چاہتا تھا۔

وَ لِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّ رَوَاحُهَا شَهْرٌ وَ اَسَلْنَا لَهٗ عَیْنَ
الْقِطْرِ وَ مِنَ الْجِنِّ مَنْ یَّعْمَلُ بَیْنَ یَدَیْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ وَ مَنْ یَّزِغْ مِنْهُمْ
عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِیْرِ۔ ۱۹۴

ترجمہ۔سلیمان کے لیے ہم نے ہوا کو مسخر کر دیا، صبح کے وقت اس کا چلنا ایک مہینے کی راہ تک اور

شام کے وقت اس کا چلنا ایک مہینے کی راہ تک۔ ہم نے اس کے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہا دیا اور ایسے جن اس کے تابع کر دیئے جن ان کے تابع کر دیئے جو اپنے رب کے حکم سے اس کے آگے کام کرتے تھے ان میں سے جو ہمارے حکم سے سرتابی کرتا اس کو ہم بھڑکتی ہوئی آگ کا مزہ چکھاتے۔

تسخیر ہوا ایک پوری سائنس ہے، جس میں ہواؤں کی اقسام، ان کی رفتار، شدت، وجوہات اور خطے پر اس کے اثرات کا مطالعہ کیا جاتا ہے، چنانچہ باد باراں، طوفان، سائیکلون، ہریکین اور ٹائیفون وغیرہ کی شدت اور وجوہات کا جائزہ ماہرین کرتے ہیں، اللہ تعالی نے اس پورے منظم ہوائی نظام کا علم اور ٹیکنالوجی حضرت سلیمان علیہ السلام کو عطا فرمائی۔

قرآن کریم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی تسخیر ہوا کے معجزے سے متعلق تین باتیں فرمائی ہیں۔

۱۔ اللہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کے پورے نظام کو مسخر فرمایا۔

۲۔ ہوا ان کے تابع اور فرمانبردار تھی، یعنی تند و تیز آندھی اور طوفان بھی آپ کے حکم سے رک جایا کرتا۔

۳۔ حضرت سلیمان علیہ السلام جب سبک رفتار ہواؤں کو حکم دیتے تو ان ہواؤں کی رفتار تیز ترین ہو جاتی یہاں تک کے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے صبح و شام ان ہواؤں کی رفتار اس قدر تیز ہو جاتی کے آپ ان ہواؤں کے دوش پر صبح اور شام اس قدر تیز رفتاری سے سفر کر لیا کرتے جتنے سفر کے لئے دو ماہ درکار ہوتے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا جنات اور شیاطین پر مکمل اختیار:

حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالی نے جنات اور شیاطین پر بھی قدرت عطا فرمائی، اور ان ناری مخلوقات کو بھی آپ کے حکم کا تابع بنایا۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ مِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَ يَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَ كُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ۔ ۱۹۵

ترجمہ۔شیاطین بھی (سلیمان) کے تابع کر دیا، وہ سب عمارتیں بنانے والے اور غوطہ زن اور اس کے سوا دوسرے کام بھی کرتے اور ہم ہی ان کے محافظ تھے۔

یَعۡمَلُوۡنَ لَهٗ مَا یَشَآءُ مِنۡ مَّحَارِیۡبَ وَ تَمَاثِیۡلَ وَ جِفَانٍ کَالۡجَوَابِ وَ قُدُوۡرٍ رّٰسِیٰتٍ ؕ اِعۡمَلُوۡۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُکۡرًا ؕ وَ قَلِیۡلٌ مِّنۡ عِبَادِیَ الشَّکُوۡرُ۔ ۱۹۶

ترجمہ۔جنات ان کے لیے ان کی فرمائش کے مطابق بڑی بڑی عمارتیں اور مجسمے اور حوضوں کے برابر بڑے بڑے لگن اور ایسی دیگیں بناتے تھے جو ایک ہی جگہ جمی رہیں اے داؤد کے خاندان والو تم شکر کا کام کرو اور میرے بندوں میں شکر گزار کم ہوتے ہیں۔

وَ حُشِرَ لِسُلَیۡمٰنَ جُنُوۡدُهٗ مِنَ الۡجِنِّ وَ الۡاِنۡسِ وَ الطَّیۡرِ فَهُمۡ یُوۡزَعُوۡنَ۔ ۱۹۷

ترجمہ۔سلیمان کے لیے ان کے لشکر جمع کیے گئے جو جنات میں سے اور انسانوں میں سے اور پرندوں میں سے تھے، پھر انہیں روکا جاتا تھا۔

مسجد اقصیٰ کی تعمیر:

حضرت داؤد علیہ السلام کی وصیت اور خواہش کے مطابق، حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد اقصیٰ کی از سر نو تعمیر کا ارادہ فرمایا اور مسجد کے چاروں اطراف ایک عظیم الشان شہر بھی آباد کیا، چنانچہ دنیا بھر سے بیش قیمت پتھر، آرائشی ساز و سامان اور عمدہ تعمیراتی سامان جنات سے منگوایا گیا، اور اس طرح سے بیت المقدس کا تعمیراتی کام شروع ہوا چنانچہ کشادہ صحن، طویل راہداریاں، چبوترے، قلعے، لگن، حوض، برآمدے اور بارہ دریاں تعمیر کی گئیں جن میں خوبصورتی، پائیداری اور خوشبو کے لئے صنوبر، صندل اور چندن کی لکڑی استعمال کی گئی، یہی نہیں بلکہ جنات کو حکم دیا گیا کے وہ عمدہ سنگ مرمر پہاڑوں سے کاٹ کر لائیں تا کہ سنگ مرمر کا خوبصورت صحن تعمیر کیا جا سکے، جنات سمندر کی تہہ میں غوطہ زن ہو کر قیمتی موتی، یاقوت، زبرجد اور فیروزہ بھی لاتے جو عمارت میں جڑے جاتے۔

تمام جنات کی یہ ذمہ داری تھی کے وہ سات سو چوراسی گز طویل اور چار سو چھپن گز عریض مسجد میں چھ سو چوراسی مرصع ستون بنائیں جن میں چار ہزار قندیلیں روشن کی جاتیں، سات سو فراش صرف فرش کی صفائی کے کام پر مقرر کئے گئے تھے۔

بیس ہاتھ لمبا اور بیس ہاتھ اونچے چبوترے کو تعمیر کر کے اس پر عہد کا صندوق رکھا گیا، بڑے بڑے حوض کے برابر لگن اور دیگیں تعمیر کی گئیں، تاہم ایک دلکش اور سائنس وٹیکنالوجی کے اصولوں پر ایک منظم عمارت تعمیر کی گئی، جو اپنی مثال آپ تھی۔۱۹۸

تحقیق سے یہ بات بھی ثابت ہو چکی کے حضرت سلیمان علیہ اسلام نے اپنے دور حکومت میں بہت وسیع پیمانے پر بڑی تجارت کو فروغ دیا تھا یہی نہیں بلکہ آپ وہ پہلے انسان تھے کے جنھوں نے سمندر میں بحری بیڑے اور ان کے راستے مقرر کئے آپ نے اپنے عہد میں سمندری راستوں کو محفوظ بنانے اور تجارتی ساز و سامان کی نقل و حمل کے لئے بہترین اور عمدہ بحری بیڑے بنوائے جنھیں قابل اور ماہر انجینئرز چلاتے جبکہ آپ کا ایک بحری بیڑہ جس کا نام 'ترسیسی بیڑا' تھا وہ بحر روم سے مغربی مما لک کی طرف جاتا تھا اور اس کا ایک سفر تین سال میں مکمل ہوتا جبکہ دوسرے بڑے بیڑے 'عصیون جابر' سے بحر احمر میں اور یمن سے دیگر جنوبی اور مشرقی علاقوں تک جاتے جو مختلف نوعیت کے تجارتی ساز و سامان سے لیس ہوتا اور جس میں سونا، چاندی، تانبا، ہاتھی دانت، مویشی، اور دیگر اشیاء تصرف وافر مقدار میں موجود ہوتیں تاہم 'عصیون جابر' میں آپ کے زمانے کی ایک عظیم الشان بھٹی بھی ملی ہے جس کی نظیر مغربی ایشیاء اور مشرق وسطی میں بھی نہیں۔

اللہ تعالی نے آپ کے لئے تانبے کے چشمے جاری کر دئے چنانچہ تانبے کو پگھلانے کے لئے بے شمار مزدور اور بھٹیاں موجود تھیں جن میں لاکھوں افراد کام کیا کرتے چنانچہ آپ کے ملک کا سب سے بڑا ایکسپورٹ آیٹم تانبا اور لوہا تھا جس کو دیگر مما لک میں بھیج کر زر مبادلہ کمایا جاتا جبکہ ماہرین یہ کہتے ہیں کے 'ادوم' کے علاقے عربہ کی کانوں سے خام لوہا اور تانبا بھی نکالا جاتا جسے بھٹیوں میں پگھلا کر جہاز سازی اور دیگر مصنوعات کی تیاری میں استعمال کیا جاتا جبکہ اللہ تعالی نے آپ کے لئے ہوا کو بھی مسخر کر دیا تھا اور آپ ہوا کی رفتار کو کم یا زیادہ کرنے کے علم سے واقف تھے تاہم یہ بھی حقیقت ہے کے بحری سفر کا تمام تر انحصار باد موافق پر ہی قائم ہوتا ہے۔۱۹۹

ہیکل سلیمانی بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد میں تعمیر کیا گیا جس میں تابوت سکینہ اور کئی مقدس تبرکات رکھے گئے پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد بنی اسرائیل دو حصوں میں بٹ گئے نا صرف ان میں تفرقہ ہوا بلکہ وہ کئی خباثات کا بھی شکار ہو گئے جس میں عیاشی، شراب نوشی، حرام کاری اور دیگر فواحشات شامل تھے اس کے ساتھ ہی انھوں نے خدا کے کئی شریک بھی ٹھہرا لئے حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ کے فرزند رجعام بن سلیمان تخت نشین ہوئے لیکن رجعام ایک عیش پرست اور نالائق فرزند تھے انھیں ابھی تخت بادشاہت پر بیٹھے پانچ برس بھی نہ ہوئے تھے لیکن وہ اتنی عظیم سلطنت کا بوجھ نہ اٹھا سکے اور رفتہ رفتہ ان کی غلط حکومتی پالیسیوں کے سبب ملک کمزور ہوتا چلا گیا اور ارد گرد کی دیگر قوتیں اس عظیم سلطنت کے خلاف سر اٹھانے لگیں چنانچہ شاہ مصری شاق نے یروشلم پر پیش قدمی کی اور بغیر کسی مزاحمت کے شہر میں داخل ہو گیا اس نے ہیکل میں لوٹ مار مچائی اور خزانے اور کئی قیمتی اشیاء کو لوٹ کر اپنے ساتھ لے گیا۔

حسابی پہلو:

عمارت کی تعمیر ایک مکمل سائنس اور ٹیکنالوجی ہے، موجودہ دور میں یہ مضمون Civil Engineering کے نام سے جانا جاتا ہے، اس علم میں جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کے استعمال کے ساتھ ساتھ جیومیٹری، الجبرا، حساب کتاب اور طول وعرض کا مکمل نصاب شامل ہے، کل اشیاء کائنات میں حسابی پہلو موجود ہے یعنی حساب کی زد سے کوئی شے بھی باہر نہیں ہے۔

اللہ تعالی اپنے برگزیدہ پیغمبروں کو بذریعہ وحی سائنس اور ٹیکنالوجی کے علوم عنایت فرماتے ہیں بعد ازاں دیگر افراد بھی اس سائنس اور ٹیکنالوجی سے استفادہ کرتے ہوئے ترقی میں بام عروج تک پہنچتے ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات:

حضرت سلیمان علیہ السلام نے چالیس برس تک حکمرانی کی اور ۶۲ برس کی عمر میں ان کا وصال ہو

اقرآن کریم میں آپ کی وفات کے حوالے سے بتایا گیا کے جب آپ ہیکل کی تعمیر کروا رہے تھے تو آپ ایک شیشے کے کمرے میں عصا سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوکر تعمیراتی کام کی نگرانی کر رہے تھے کے اسی اثناء میں آپ کا وصال ہو گیا لیکن جنات اور شیاطین جو تعمیراتی کام میں مصروف تھے انھیں اس بات کا حساس ہی نہ ہوسکا اور وہ یہی سمجھتے رہے کے آپ اپنی نگرانی میں ہیکل کی تعمیر کروا رہے ہیں چنانچہ وہ نہایت مشقت سے دن رات ہیکل کی تعمیراتی کاموں میں مصروف رہے پھر آپ کے عصا کو دیمک نے کئی ماہ میں چاٹ لیا جب پورا عصا دیمک کھا چکی تو آپ کا جسم خاکی زمین پر آ گرا جس کے باعث وہاں موجود جنات اور شیاطین کو یہ معلوم ہوا کہ آپ کا وصال ہو چکا ہے۔

جنات اور شیاطین کی اسی کیفیت کو قرآن کریم نے اس طرح سے بیان کیا ہے!

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ۔ ۲۰۰

ترجمہ۔ جب ہم نے اس پر موت کو مقرر کیا تو جنوں کو اس کی موت کی خبر کسی نہ دی مگر دیمک (گھن) کے کیڑے نے جو اس کے عصا کو کھاتا رہا پس جب وہ گر پڑا تو جنوں نے جانا کے اگر وہ غیب جانتے تو کبھی یہ ذلت کے عذاب میں نہ رہتے۔

بے شک (سلیمان) کے لئے ہمارے پاس مرتبہ اور اچھا ٹھکانہ ہے۔

۲۲۔ حضرت الیاس علیہ السلام

حضرت الیاس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ، پیغمبر، نبی اور رسول تھے، آپ کا تعلق حضرت ہارون کی نسل سے ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ۔ ۲۰۱ ۔ ترجمہ۔ بے شک الیاس مُرسلین میں سے تھا۔

وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ۔ ۲۰۲

ترجمہ۔ (ہارون کی اولاد سے) زکریا، یحیٰی، عیسیٰ اور الیاس کو راہ دکھائی۔

وَ تَرَکۡنَا عَلَیۡہِ فِی الۡاٰخِرِیۡنَ۔ ۱۲۹
ترجمہ۔اور الیاس کا ذکرِ خیر ہم نے بعد کی نسلوں میں باقی رکھا۔
سَلٰمٌ عَلٰۤی اِلۡ یَاسِیۡنَ۔ ۱۳۰ ۔ترجمہ۔سلام ہے (آل یاسین) الیاس پر۔
حضرت الیاس علیہ السلام قوم بنی اسرائیل پر نبی اور رسول بنا کر بھیجے گئے۔
محققین ان کا زمانہ 875 اور 850 قبل مسیح کے درمیان کا متعین کرتے ہیں، وہ جِلعاد کے رہنے والے تھے۔(قدیم زمانہ میں جِلعاد اس علاقے کو کہتے تھے جو آج کل موجودہ ریاست اردن کے شمالی اضلاع پر مشتمل ہے اور دریائے یرموک کے جنوب میں واقع ہے)
بائبل میں ان کا ذکر ایلیاہ تشبی (Elijah the Tishbite) کے نام سے کیا گیا ہے۔
ان کے مختصر حالات حسب ذیل ہیں۔
حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کے بیٹے رجُبعام (Rehoboam) کی نااہلی کے باعث بنی اسرائیل کی سلطنت کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے، ایک حصہ جو بیت المقدس اور جنوبی فلسطین پر مشتمل تھا، آل داؤد کے قبضے میں رہا، اور دوسرا حصہ جو شمالی فلسطین پر مشتمل تھا اس میں ایک مستقل ریاست اسرائیل کے نام سے قائم ہوگئی اور بعد میں سامریہ اس کا صدر مقام قرار پایا اگرچہ حالات دونوں ہی ریاستوں کے دگرگوں تھے، لیکن اسرائیل کی ریاست شروع ہی سے سخت بگاڑ کی راہ پر چل پڑی تھی جس کی بدولت اس میں شرک و بت پرستی، ظلم و ستم اور فسق و فجور کا زور بڑھتا چلا گیا، یہاں تک کے جب اسرائیل کے بادشاہ اخی اب (Ahab) نے صیدا (موجودہ لبنان) کے بادشاہ کی لڑکی ایزبل (Iazebel) سے شادی کر لی تو یہ فساد اپنی انتہا کو پہنچ گیا۔اس مشرک شہزادی کے اثر میں آکر اخی اب خود بھی مشرک ہو گیا، اس نے سامریہ میں بعل کا مندر اور مذبح تعمیر کیا، خدائے واحد کی پرستش کے بجائے بعل کی پرستش رائج کرنے کی بھرپور کوشش کی اور اسرائیل کے شہروں میں علانیہ بعل کے نام پر قربانیاں کی جانے لگیں۔
یہی زمانہ تھا جب حضرت الیاس علیہ السلام یکایک منظر عام پر نمودار ہوئے اور انھوں نے جلعاد سے آکر اخی اب کو یہ پیغام دیا کے اب تیرے گناہوں کی پاداش میں اسرائیل کے ملک پر بارش کا ایک قطرہ بھی نا برسے گا، حتیٰ کے اوس تک نہ پڑے گی۔خدا کے نبی کا یہ قول حرف بحرف صحیح ثابت

ہوااور ساڑھے تین سال تک بارش بالکل بند رہی، آخر کار اخی اب کے ہوش کچھ ٹھکانے آئے اور اس نے حضرت الیاس کو تلاش کرا کے بلوایا انہوں نے بارش کے لیے دعا کرنے سے پہلے یہ ضروری سمجھا کے اسرائیل کے باشندوں کو اللہ رب العالمین اور بعل کا فرق اچھی طرح بتا دیں، اس غرض کے لیے انہوں نے حکم دیا کے ایک مجمع عام میں بعل کے پوجاری بھی آکر اپنے معبود کے نام پر قربانی کریں اور میں بھی اللہ رب العالمین کے نام پر قربانی کروں گا دونوں میں سے جس کی قربانی بھی انسان کے ہاتھوں سے آگ لگائے بغیر غیبی آگ سے بھسم ہو جائے اس کے معبود کی سچائی ثابت ہو جائے گی ،اخی اب نے یہ بات قبول کر لی، چنانچہ کوہ کرمل (Carmel) پر بعل کے ساڑھے آٹھ سو پجاری جمع ہوئے اور اسرائیلیوں کے مجمع عام میں ان کا اور حضرت الیاس علیہ السلام کا مقابلہ ہوا۔ اس مقابلے میں بعل پرستوں نے شکست کھائی اور حضرت الیاس نے سب کے سامنے یہ ثابت کر دیا کے بعل ایک جھوٹا خدا ہے، اصل خدا وہی ایک اکیلا خدا ہے جس کے نبی کی حیثیت سے وہ مامور ہو کر آئے ہیں، اس کے بعد حضرت الیاس علیہ السلام نے اسی مجمع عام میں بعل کے پجاریوں کو قتل کرا دیا اور پھر بارش کے لیے دعا کی جو فوراً قبول ہوئی یہاں تک کے پورا ملک اسرائیل سیراب ہو گیا، لیکن معجزات کو دیکھ کر بھی زن مرید اخی اب اپنی بت پرست بیوی کے شکنجے سے نہ نکلا اس کی بیوی ایزبل حضرت الیاس علیہ السلام کی دشمن ہو گئی اور اس نے قسم کھا لی کے جس طرح بعل کے پجاری قتل کیے گئے ہیں اسی طرح الیاس علیہ السلام بھی قتل کیے جائیں گے، ان حالات میں حضرت الیاس کو ملک چھوڑنا پڑا اور چند سال تک وہ کوہ سینا کے دامن میں پناہ گزیں رہے، اس موقع پر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے جو فریاد کی تھی۔

اسے بائبل ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

بنی اسرائیل نے تیرے عہد کو ترک کیا اور تیرے مذبحوں کو ڈھا دیا اور تیرے نبیوں کو تلوار سے قتل کیا اور ایک میں ہی اکیلا بچا ہوں سو وہ میری جان لینے کے درپے ہیں" ۔ ۲۰۵؎

اسی زمانے میں بیت المقدس کی یہودی ریاست کے فرمانروا یہورام (Jehoram) نے اسرائیل کے بادشاہ اخی اب کی بیٹی سے شادی کر لی اور اس مشرک شہزادی کے اثر سے وہی تمام خرابیاں جو اسرائیل میں پھیلی ہوئی تھیں، یہودیہ کی ریاست میں بھی پھیلنے لگیں۔ حضرت الیاس نے یہاں بھی

فریضۂ نبوت ادا کیا اور یہورام کو ایک خط لکھا جس کے یہ الفاظ بائبل میں اس طرح سے بیان کئے گئے ہیں۔

خداوند تیرے باپ داؤد کا خدا یوں فرماتا ہے، اس لیے کے تو نہ اپنے باپ یہوسفط کی راہوں پر اور نہ یہوواہ کے بادشاہ آسا کی راہوں پر چلا بلکہ اسرائیل کے بادشاہوں کی راہ پر چلا ہے اور یہو واہ اور یروشلم کے باشندوں کو زنا کار بنایا جیسا اخی اب کے خاندان نے کیا تھا اور اپنے باپ کے گھرانے میں سے اپنے بھائیوں کو جو تجھ سے اچھے تھے قتل بھی کیا، سو دیکھ خداوند تیرے لوگوں کو اور تیری بیویوں کو اور تیرے سارے مال کو بڑی آفتوں سے مارے گا اور تو انتڑیوں کے مرض سے سخت بیمار ہو جائے گا یہاں تک کہ تیری انتڑیاں اس مرض کے سبب سے روز بروز نکلتی چلی جائیں گی۔۲۰۶؎

اس خط میں حضرت الیاس علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا وہ پورا ہوا، پہلے یہورام کی ریاست بیرونی حملہ آوروں کی تاخت سے تباہ ہوئی اور اس کی بیویوں تک کو دشمن پکڑ لے گئے، پھر وہ خود انتڑیوں کے مرض سے ہلاک ہوا۔

چند سال کے بعد حضرت الیاس علیہ السلام دوبارہ اسرائیل تشریف لے گئے اور انہوں نے اخی اب کو، اور اس کے بعد اس کے بیٹے اخزیاہ کو راہ راست پر لانے کی مسلسل کوشش کی، مگر جو بدی سامریہ کے شاہی خاندان میں گھر کر چکی تھی وہ کسی طرح نہ نکلی، آخر کار حضرت کی بددعا سے اخی اب کا گھرانا ختم ہو گیا۔

تورات میں لکھا ہے، جب حضرت الیاس علیہ السلام کی قوم پر عذاب نازل کیا جارہا تھا تو اسی دوران اللہ تعالی نے آپ کو آسمان پر اٹھا لیا قرآن کریم اس حوالے سے کہتا ہے!

وَ تَرَکۡنَا عَلَیۡہِ فِی الۡاٰخِرِیۡنَ۔۲۰۷؎

ترجمہ۔الیاس کا ذکر خیر ہم نے بعد کی نسلوں میں باقی رکھا۔

وَ کَذَّبَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۙ وَ مَا بَلَغُوۡا مِعۡشَارَ مَاۤ اٰتَیۡنٰہُمۡ فَکَذَّبُوۡا رُسُلِیۡ فَکَیۡفَ کَانَ نَکِیۡرِ۔۲۰۸؎

ترجمہ۔جب انہوں نے میرے رسُولوں کو جھٹلایا تو دیکھ لو میری سزا کیسی سخت تھی۔

مفسرین اور مورخین کے مطابق اسرائیلی حکومت اندازاً ۲۲۰ برسوں تک فلسطین میں حکمرانی کرتی رہی ۲۲۰ برسوں میں تقریباً ۳۰ بادشاہوں نے عوام پر حکومت کی۔

روایت میں آتا ہے کے حضرت الیاس علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت الیسع علیہ السلام منصب نبوت پر فائز ہوئے اور انھیں بنی اسرائیل کی رہنمائی کے لئے اللہ تعالی نے مقرر فرمایا۔

حسابی پہلو:

پیغمبر کی دعا اور بدعا دونوں ہی تیر بدف ہوتی ہیں، پیغمبر، انبیاء اور رسول اللہ کے برگزیدہ بندے ہوتے ہیں، یہ قدسی نفوس حضرات اپنی تمام عمر نیک اعمال میں سرف کرتے ہیں اور دین اسلام کی مسلسل ترویج واشاعت کی شدید مشقت اٹھاتے ہیں، یہ خالص اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور نہایت خلوص سے خلق خدا کی خدمت کرتے ہیں، اللہ تعالی ان کی دعاؤں کو مقبول کرتے ہیں۔

دعاؤں اور بددعاؤں کا بھی ایک مکمل ومنظم نظام اور طریقہ ہے، اس منظم نظام کے اندر ہر لفظ ایک معین معانی اور اور روشنی کی مقدار کا حامل ہوتا ہے، تاہم دعا کی فریکوئنسی، اس کا مقررہ وقت اور مانگنے والے کی طلب کا جب باہمی ارتباط یعنی تناسب اور ربط قائم ہوجاتا ہے تو دعائیں یا بددعائیں مقبول ہوجاتی ہیں۔

۲۳۔ حضرت الیسع علیہ السلام

حضرت الیسع علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ پیغمبر اور نبی ہیں، بائبل کی روایت کے مطابق!

حضرت الیاس علیہ السلام جب ہجرت کرکے کوہ سینا چلے گئے تو انھیں کچھ امور کی انجام دہی کے لئے بارگاہ الہیٰ سے واپس فلسطین اور شام کی جانب جانے کا حکم ہوا، ان امور میں سے ایک اہم کام حضرت الیسع علیہ السلام سے ملاقات اور ان کی جانشینی بھی تھی چنانچہ جب آپ اذن الہی سے واپس ہوئے تو ایک بستی 'ایبل محولہ' کے ایک کھیت میں آپ کی ملاقات حضرت الیسع علیہ السلام سے ہوئی جو بارہ جوڑی بیلوں سے کھیت جوت رہے تھے آپ نے ان سے ملاقات کی اور اپنی چادر ان کے کندھوں پر ڈالی اور انھیں اپنے ساتھ لے گئے جہاں حضرت الیسع علیہ السلام دس

برسوں تک حضرت الیاس علیہ السلام کے زیر تربیت رہے پھر دس برسوں کے بعد آپ حکم الٰہی سے دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کے کاموں میں لگ گئے۔ ۲۰۹

قرآن کی آیات میں حضرت الیسع علیہ السلام کا ذکر اللہ تعالی اس طرح سے کرتے ہیں!

وَ اِسۡمٰعِیۡلَ وَ الۡیَسَعَ وَ یُوۡنُسَ وَ لُوۡطًا وَ کُلًّا فَضَّلۡنَا عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ۔ ۲۱۰

ترجمہ۔ اسماعیلؑ، الیسعؑ، اور یونسؑ اور لوطؑ کو (راستہ دکھایا) اِن میں سے ہر ایک کو ہم نے تمام دنیا والوں پر فضیلت عطا کی۔

وَ اذۡکُرۡ اِسۡمٰعِیۡلَ وَ الۡیَسَعَ وَ ذَا الۡکِفۡلِ وَ کُلٌّ مِّنَ الۡاَخۡیَارِ۔ ۲۱۱

ترجمہ۔ اسماعیل اور الیسع اور ذوالکفل کا ذکر کرو، یہ سب نیک لوگوں میں سے تھے۔

مندرجہ بالا آیات کے مطالعے سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کے یہ تمام پیغمبر آپس میں رشتے دار اور ایک ہی نسل سے متعلق تھے تاہم ان آیات میں تفکر سے یہ بھی معلوم ہوا کے حضرت الیسع علیہ السلام کا تعلق بھی حضرت الیاس، عیسیٰ، یحییٰ، زکریا سے ہوتا ہوا ہارون، موسیٰ، یوسف، ایوب، سلیمان اور داوٗد سے ہوتا ہوا یعقوب، اسحاق اور حضرت ابراہیم سے جاملتا ہے، پچھلی سطور میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا شجرہ نسب بھی بیان کیا گیا تھا جو حضرت نوح علیہ السلام سے ملتا ہے۔

ایک جگہ قرآن خود اس کی توثیق میں کہتا ہے!

اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوۡحًا وَّ اٰلَ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ذُرِّیَّۃًۢ بَعۡضُہَا مِنۡۢ بَعۡضٍ وَ اللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ۔ ۲۱۲

ترجمہ۔ اللہ نے آدم اور نوح اور آلِ ابراھیم اور آلِ عمران کو تمام دُنیا والوں پر ترجیح دے کر (اپنی رسالت کے لیے) منتخب کیا تھا، یہ ایک سلسلے کے لوگ تھے، جو ایک دوسرے کی نسل سے پیدا ہوئے تھے، اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

حضرت الیاس کے زیر تربیت حضرت الیسع نے تمام علوم وفنون حاصل کئے اور جب

حضرت الیاس کی وصال ہوا تو آپ منصب نبوت پر فائز ہوئے، دوسری جانب قوم بنی اسرائیل شرک اور بت پرستی میں مبتلا ہو چکی تھی، حضرت الیسع نے اپنے دور کے مشرک بادشاہ 'یاہو بن یہو سفط بن نسی' کی ہر ممکن اصلاح کی کوششیں کیں لیکن وہ نا مانا جبکہ آپ اپنی قوم بنی اسرائیل کی بھی ہدایت کرتے رہے لیکن یہ قوم بھی اپنی روش سے باز نہ آئی آپ کی قوم آپ سے معجزات طلب کرتی مثلاً ایک بے اولاد خاتون کو جب آپ نے اولاد کی دعا دی تو اللہ کے فضل سے وہ صاحب اولاد ہوئی، اسی طرح سے ایک عورت کا جوان بیٹا مر گیا اور وہ روتی پیٹتی آپ کے پاس حاضر ہوئی آپ نے اپنے عصا کو اس کے جسم پر پھیرا تو وہ زندہ ہو گیا، قحط میں جب آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو قحط اور خشک سالی کا خاتمہ ہوا، کم کھانے میں اتنی برکت ہوگئی کے ہزاروں افراد نے اللہ کے فضل سے وہ کھانا تناول کیا اور پھر بھی وہ کم نہ ہوا اسی طرح سے کھارے پانی کا چشمہ آپ کے حکم سے شیریں پانی میں بدل گیا، ایک عورت قرض میں جکڑی ہوئی تھی لیکن آن واحد میں اس کو اتنی آمدنی ہوئی کے اس کا سارا قرض چکتا ہوا اور جب دشمن آپ سے برسر پیکار ہوئے تو آسمان سے فرشتوں کی فوج نے آپ کی اللہ کے حکم سے مدد کی الغرض آپ اپنی قوم کے اسرار پر معجزات پیش کرتے رہے لیکن قوم تمام معجزات کے مشاہدے کے باوجود بھی راہ راست پر نہ آئی اپنی قوم سے بددل ہو کر آپ نے اللہ تعالی کے حضور یہ دعا کی اے اللہ مجھے آپ اپنی دائمی حضوری میں لے لیجئے آپ کی دعا مقبول ہوئی اور آپ عالم بقا کی جانب تشریف لے گئے آپ کی تدفین آپ کے آبائی گاؤں 'ابیل محولہ' میں ہوئی، آپ کے بعد آپ کے جانشین حضرت ذوالکفل نے نبوت کی ذمہ داریاں سنبھالیں اور قوم بنی اسرائیل کی ہدایت کا فریضہ انجام دیا۔

انبیاء کرام کی تکذیب اور انھیں جھٹلانے کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِنۡ تُکَذِّبُوۡا فَقَدۡ کَذَّبَ اُمَمٌ مِّنۡ قَبۡلِکُمۡ وَمَا عَلَی الرَّسُوۡلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ۔ ۲۱۳

ترجمہ۔ اگر تم جھٹلائے جاؤ تو (اس میں کوئی نئی بات نہیں) کیونکہ تم سے پہلی امتوں نے بھی اپنے (رسولوں) کو جھٹلایا تھا۔

حسابی پہلو:

اللہ تعالی نے جتنے پیغمبروں، انبیاء اور رسولوں کو معجزات عطا فرمائے، ان معجزات میں مکمل سائنس اور ٹیکنالوجی کے علوم اور فارمولے کارفرما ہوتے ہیں، پیغمبر اللہ کے حکم اور اذن سے ان حسابی فارمولوں سے واقف ہوتے ہیں اور اللہ تعالی انھیں بذریعہ وحی یہ الہامی علوم ودیعت فرماتے ہیں، حضرت الیسع علیہ السلام بھی قوم بنی اسرائیل پر نبی بنا کر بھیجے گئے اور انھوں نے نہایت خلوص اور جدوجہد سے دین اسلام کی ترویج واشاعت میں اپنا کردار ادا فرمایا۔ ان کے معجزات میں اولاد کے لئے دعا، مرے ہوئے شخص کو اللہ کے اذن سے زندہ کرنا، قحط سالی سے نجات کی دعا، کھانے میں برکت، کھارے پانی کا میٹھا ہوجانا، قرض میں جکڑے ہوئے انسان کی فوری طور پر قرض سے نجات اور میدان جنگ میں آپ کی مدد کے لئے فرشتوں کی فوج کی آمد ہے۔

مندرجہ بالا تمام معجزات میں معین مقداریں، فارمولے اور اور الہامی علم کے گہرے راز پوشیدہ اور مستور ہیں۔ اللہ کے برگزیدہ پیغمبروں پر اللہ تعالی اپنی مقداروں کے علوم کو کھولتا ہے، تاکہ وہ اللہ کے بندوں کی مشکلات کو دور کرسکیں۔

الہامی علوم کی تحصیل کے لئے فرد کا اللہ سے گہرا تعلق ضروری ہے۔

۲۴۔ حضرت ذوالکفل علیہ اسلام

حضرت ذوالکفل علیہ السلام اللہ کے نیک اور برگزیدہ پیغمبر اور نبی ہیں، ذوالکفل کے لفظی معنی 'صاحب نصیب' کے ہیں لیکن آپ کا اصل نام 'بشیر' تھا۔ قرآن کریم میں دو مقامات پر اللہ تعالی نے آپ کا ذکر فرمایا ہے۔

وَاِسۡمٰعِیۡلَ وَاِدۡرِیۡسَ وَذَا الۡکِفۡلِ کُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیۡنَ۔ ۲۱۴

ترجمہ۔ اسماعیل ادریس اور ذوالکفل یہ سب صبر کرنے والے تھے اور ہم نے انھیں اپنی رحمت کے سائے میں لے لیا یقیناً وہ نیک بندوں میں سے تھے۔

وَاذۡکُرۡ اِسۡمٰعِیۡلَ وَالۡیَسَعَ وَذَا الۡکِفۡلِ ؕ وَکُلٌّ مِّنَ الۡاَخۡیَارِ ۔۲۱۵

ترجمہ۔ یاد کرو اسماعیل، الیسع اور ذوالکفل کے واقعات کو یہ سب نیک بندے تھے۔

کچھ مفسرین کی یہ رائے ہے آپ حضرت ایوب علیہ السلام کے بیٹے تھے جوان کے بعد منصب رسالت پر فائز ہوئے۔

جب حضرت الیسع علیہ السلام ضعیف ہو گئے تو انھوں نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو ایک جگہ جمع کیا اور فرمایا میں تم سے اپنا ایک جانشین مقرر کرنا چاہتا ہوں لیکن وہ ایسا شخص ہو جو دن بھر روزہ رکھے، رات بھر شب بیداری کرے اور کبھی غصہ نہ کرے یہ سن کر مجمع سے حضرت ذوالکفل علیہ السلام نکل کر سامنے آئے اور حضرت الیسع علیہ السلام کے زیر تربیت علوم کے مختلف مدارج طے کرنے لگے آپ نہایت عبادت گزار اور نرم طبیعت کے مالک تھے دوپہر میں بہت کم وقت کے لئے آپ استراحت فرماتے جبکہ آپ اپنی قوم پر نہایت شفقت فرماتے اور ان کی بیشتر کمزوریوں سے صرف نظر کرتے آپ نے اپنی قوم بنی اسرائیل کی ہدایت اور رہنمائی فرمائی اور نہایت صبر و سکون سے ان کے مظالم بھی سہے۔ اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلَقَدۡ کُذِّبَتۡ رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِکَ فَصَبَرُوۡا عَلٰی مَا کُذِّبُوۡا وَاُوۡذُوۡا حَتّٰۤی اَتٰىهُمۡ نَصۡرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدۡ جَآءَکَ مِنۡ نَّبَاِی الۡمُرۡسَلِیۡنَ ۔۲۱۶

ترجمہ۔ اے نبی بے شک تم سے پہلے بھی رسول جھٹلائے گئے تو انھوں نے جھٹلائے جانے اور ستائے جانے پر صبر کیا یہاں تک کے ان کے پاس ہماری مدد آ گئی۔

حسابی پہلو:

حضرت ذوالکفل علیہ السلام کو اللہ تعالی نے صابرین میں شمار کیا ہے، صبر ایک ایسی نورانی کیفیت ہے، جو معین مقداروں اور حسابی پہلوؤں سے لبریز ہے، صابر اللہ کی رضا کے ساتھ جڑ جاتا ہے جس کے سبب اس کے اندر اطمینان، سکون اور مثبت انرجی کی کیفیات کا دور سر سے لے کر پیر تک قائم ہو جاتا ہے جبکہ منفی توانائی کا اخراج بھی زمین میں جذب ہو جاتا ہے۔

صبر۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معنی کسی شخص کا کسی مطلوبہ شے کے حصول کے لئے برابر مصروف کار رہنا۔

صبر۔کے معنی استقامت،ثابت قدمی اور مسلسل کوشش ہے۔۲۱۷ے

صبر اللہ کا نور ہے جو مادی حواس میں نورانیت داخل کر کے انسان کو اللہ سے قریب کر دیتا ہے،صبر کا مفہوم یہ ہے کے انسان اپنی تدابیر اور کوشش کا نتیجہ اللہ پر چھوڑ دے،اپنے ارادے کی نفی کرتے ہوئے اللہ تعالی کو قادر مطلق جان لے اور اپنے تمام امور میں تاخیر اور ناکامی پر اللہ کے ارادے اور فیصلے کا انتظار کرے،پھر قدرت کی جانب سے جو کچھ حاصل ہوا وہ اس پر راضی ہو جائے،صبر کا پورا سسٹم فرمانبرداری کو ذہن میں راسخ کرنے کا پروگرام ہے،صبر کرنے سے انسان خود کو قدرت کے ہاتھوں میں مجبور اور بے بس ہونے کا تجربہ حاصل کرتا ہے۔صبر کرنے سے انسان کے اندر نور داخل ہو جاتا ہے تاہم جب بندہ صبر کرنے کا خوگر ہو جاتا ہے تو اس کی مشکلات آسان ہو جاتی ہیں، بندے کا رابطہ مستقل طور پر اللہ کے ساتھ قائم ہو جاتا ہے اور ایسے ہی لوگوں کو اللہ تعالی نے اولوالعزم کہا ہے۔

۲۵۔حضرت عزیر علیہ السلام

حضرت عزیر علیہ السلام اللہ کے نیک اور برگزیدہ نبی اور پیغمبر تھے۔قرآن کریم میں کئی مقامات پر آپ کا ذکر موجود ہے۔

بابلی بادشاہ بخت نصر نے بنی اسرائیل کے بے شمار لوگوں کو قیدی بنایا انھی بے شمار قیدیوں میں کم سن حضرت عزیر علیہ السلام بھی شامل تھے جو حالت اسیری میں حضرت دانیال علیہ السلام کے زیر تربیت رہے اہل یہود آپ کو عزرا یعنی اپنے دین کا مجدد بھی مانتے ہیں آپ کے دور کے حوالے سے یہ اتفاق ہے کے وہ ۴۵۰ ق م کا تھا آپ ایک عرصہ تک قید و بند کی صعوبتیں اٹھاتے رہے پھر بخت نصر نے بنی اسرائیل کے قیدیوں میں سے چند اہل علم و دانش حضرات کو دربارشاہی میں طلب کیا لہٰذا اس کی نظر انتخاب چار افراد پر پڑی جن میں حضرت دانیال،خنیاہ،میسا ایل اور حضرت عزیر شامل تھے،وہ ان حضرات کی شخصیت اور عالمانہ گفتگو سے بے حد متاثر ہوا چنانچہ اس

نے انھیں دربار سے منسلک کرکے ان کے بیش بہا علم سے فائدہ اٹھانا چاہا اوران کی بے حد عزت وتکریم بھی کی۔ بخت نصر، حضرت عزیر کی قابلیت سے کافی مرعوب ہوا اورانھیں بابل کا گورنر بنادیا لیکن بابل میں ہر جانب شرک اور بت پرستی کا بول بالا تھا اور جگہ جگہ منادر اور اصنام پرستی کی جاتی تھی آپ نے گورنر بنتے ہیں باطل رسم ورواج اور اصنام پرستی کے خلاف ایک مہم کا آغاز کیا۔ابتدائی مرحلے میں آپ نے تمام لوگوں کو دین حق کی تعلیم دی اور انھیں بتایا کے ان جھوٹے خداؤں کی عبادت سے ہمیں کچھ بھی حاصل نہ ہوگا ہم دین و دنیا دونوں ہی جگہ اللہ کی رحمت سے محروم ہوجائیں گے لیکن حسب سابق بابلی قوم نے بھی آپ کی شدت سے نافرمانی کی اوران سب نے آپ کے خلاف ایک محاذ بنالیا جب یہ خبر بخت نصر تک پہنچی تو وہ یہ سنتے ہی آگ بگولہ ہوگیا اور اس نے حضرت عزیر علیہ السلام کو آگ میں ڈلوانے کا ارادہ کیا اس مقصد کے لئے ایک بڑی آگ روشن کی گئی جس میں آپ کو ڈلوادیا گیا لیکن اللہ کی قدرت یہ ہوئی کے آپ آگ میں سے صحیح سلامت نکل آئے یہ دیکھ کر بخت نصر چلا اٹھا عزیر کا خدا مبارک ہو جس نے اپنا فرشتہ بھیج کر عزیر کو رہائی دلوائی اور واقعی عزیر کے خدا کے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں لہٰذا اس معجزہ کے بعد

حضرت عزیر کو دوبارہ بابل کا گورنر بنادیا گیا اور آپ دین اسلام کی دعوت وتبلیغ میں منہمک ہوگئے ایک روایت یہ بھی ہے کے اللہ تعالی نے آپ کو حکم دیا کے تم یروشلم کو دوبارہ جاکر آباد کرو تو آپ کے دل میں یہ خیال آیا کے ایک ویران اور غیر آباد بستی بھلا کیسے آباد ہوسکتی ہے؟ آپ اسی خیال میں محو تھے آپ کے کھانے پینے کا سامان اور آپ کا گدھا بھی آپ کے ساتھ تھا چنانچہ چلتے چلتے راستے میں ایک مقام پر آپ سستانے کے لئے لیٹ گئے اور گہری نیند سو گئے یہاں تک کے آپ سو برس تک سوتے رہے۔اس واقعہ کو قرآن کریم اس طرح سے بیان کررہا ہے!

اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّ هِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَ شَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَ انْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَ

لِنَجۡعَلَکَ اٰیَۃً لِّلنَّاسِ وَ انۡظُرۡ اِلَی الۡعِظَامِ کَیۡفَ نُنۡشِزُہَا ثُمَّ نَکۡسُوۡہَا لَحۡمًا فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَہٗ ۙ قَالَ اَعۡلَمُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۔۲۱۸

ترجمہ۔اس شخص کو دیکھو جس کا گزر ایک بستی پر ہوا جو اپنی چھتوں پر اوندھی گری پڑی تھیں اس نے کہا یہ آبادی جو ہلاک ہو چکی بھلا اسے اللہ تعالیٰ کس طرح سے دوبارہ زندگی بخشے گا؟ اس پر اللہ نے اس کی روح قبض کر لی اور وہ سو برس تک مردہ پڑا رہا پھر اللہ نے اسے دوبارہ زندگی بخشی اور اس سے پوچھا کے بتاؤ کتنی مدت پڑے رہے؟ اس نے کہا ایک دن یا چند گھنٹے، فرمایا تم سو برس اسی حالت میں رہے، اب ذرا اپنے کھانے اور پانی کو دیکھو اس میں ذرا تغیر نہیں آیا دوسری طرف ذرا اپنے گدھے کو بھی دیکھو (اس کا پنجر تک بوسیدہ ہو گیا ہے) اور یہ ہم نے اس لئے کیا ہے، تاکہ ہم تمھیں لوگوں کے لئے نشانی بنا دیں پھر اس ہڈی کے پنجر کو دیکھو ہم کیسے اٹھا کر گوشت پوست چڑھاتے ہیں اس طرح سے جب حقیقت اس کے سامنے بالکل نمایاں ہو گئی تو اس نے کہا میں جانتا ہوں اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

سانس کا حساب:

علماء باطن اس آیت کی تفسیر میں کئی پوشیدہ حقائق کی عقدہ کشائی کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں وقت کا تعلق چونکہ حرکت سے ہے لہٰذا وقت کی حرکت کو اگر کئی سو گنا کم کر دیا جائے مثلاً ایک شخص اگر ایک منٹ میں اٹھارہ مرتبہ سانس لیتا ہے جو کے یقیناً نارمل ہے لیکن اگر وہ شخص ایک منٹ میں اٹھارہ کے بجائے صرف ایک سانس لے تو پھر یقیناً وقت اٹھارہ گنا کم ہو جائے گا حضرت عزیر علیہ السلام کے اس واقعے میں یہی ہوا یعنی انھوں نے ایک سو سالوں میں صرف اتنی سانس لی جتنی سانس ایک انسان ایک پورے دن میں لیتا ہے ایک نارمل انسان ایک دن میں چوبیس ہزار نو سو بیس مرتبہ سانس لیتا ہے اس اعتبار سے وہ ایک سو سال تک اندازاً نو ارب مرتبہ سانس لے گا دوسری جانب ان کا کھانا اور پانی تو ان اشیاء پر وقت سست رفتاری سے گزرا لیکن ان کا گدھا ان سو سالوں میں ہڈی کا ڈھانچہ بن گیا جس پر وقت اپنی نارمل رفتار سے گزرا یعنی ایک ہی جگہ پر وقت کی رفتار الگ

الگ ہونے کی وجہ سے یہ حیرت پیدا ہوئی لیکن اللہ تعالی کی ذات چونکہ قادر مطلق ہے لہٰذا اس کے لئے سب کچھ ممکن ہے۔ ۲۱۹؎

مورخین لکھتے ہیں فارس کے شہنشاہ اردشیر کے دور میں جب دوبارہ ازسرنو بیت المقدس کی تعمیر ہونے لگی تو حضرت عزیر علیہ السلام نے بیت المقدس کی تعمیر میں خود بھی حصہ لیا تاہم اس تعمیر پر ہونے والے اخراجات شاہ فارس نے ادا کئے چنانچہ بیت المقدس کی تعمیر میں حضرت عزیر نے اپنا شاہی اثر ورسوخ کو بھی استعمال کیا اور اس سلسلے میں بنی اسرائیل کی مدد بھی کی، کہا جاتا ہے کے بنی اسرائیل بابل میں اپنی ۷۰ سالہ طویل اسیری کے دوران اپنی اصل زبان عبرانی تک بھول گئے جبکہ تہذیب وتمدن اور شریعت وروایات تو اس کے سوا ہیں لیکن حضرت عزیر علیہ السلام نے واپس یروشلم آنے کے بعد نا صرف مقدس ہیکل کی تعمیر میں معاونت کی بلکہ تلف شدہ تورات کو بھی ازسرنو لکھوایا۔اس حوالے سے بائبل کی روایت ہے، آسمان سے دو شہاب اترے اور حضرت عزیر کے سینے میں جا کر سما گئے ۔ اس کے بعد آپ نے تورات لکھوانی شروع کیبنی اسرائیل کی نظر میں حضرت عزیر علیہ السلام کی قدرومنزلت میں بے حد اضافہ ہوا کیونکہ عزیر یا عزرا نے عہد نامہ کو دوبارہ مدون کیا اور شریعت موسوی کی تجدید بھی کی اس کے ساتھ ہی حضرت عزیر نے بنی اسرائیل کے تمام اہل خیر کو جمع کر کے ایک مضبوط نظام کی بنیاد ڈالی،قوانین شریعت کو نافذ کر کے ان کے اعتقادی اور اخلاقی برائیوں کو بھی دور کیا بنی اسرائیل کے نکاح میں جتنی مشرک عورتوں تھیں ان سب کو طلاق دلوائی جبکہ قوم بنی اسرائیل سے ازسرنو آئین کی پیروی اور میثاق کی پیروی کا عہد بھی لیا لیکن شمالی فلسطین اور سامریہ کے بنی اسرائیلیوں نے حضرت عزیر کی تعلیمات سے استفادہ نہ کیا بلکہ انھوں نے بیت المقدس کے مقابلے میں اپنا ایک الگ مذہبی گروہ اور مرکز ’کوہ جرزیم‘ میں قائم کیا جس کو انھوں نے قبلہ اہل کتاب بنانے کا بھی ارادہ کیا جس کے نتیجے میں یہودیوں اور سامریوں میں دوریاں مزید بڑھ گئیں دوسری جانب بنی اسرائیل کی حضرت عزیر سے تعظیم اس قدر بڑھی کے انھوں نے حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا کہنا شروع کر دیا۔

اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ قَالَتِ الۡیَھُوۡدُ عُزَیۡرُ اِبۡنُ اللّٰہِ۔ ۲۲۰

ترجمہ۔ یہودی کہتے ہیں عزیر اللہ کا بیٹا ہے۔

یہ بے حقیقت باتیں ہیں جو وہ اپنی زبان سے نکالتے ہیں۔ بنی اسرائیل کی پرانی روش اوران کا مزاج جوشرک،توہم پرستی اور بت پرستی سے عبارت ہےاس مقام پربھی وہ باز نہ آئے،

حضرت عزیر نے ناصرف شریعت موسوی کی تجدید کی بلکہ آئین وقوانین اور بنی اسرائیل کے اعمال واقوال کی بھی اصلاح فرمائی لیکن اتنی جدوجہد کے بعد بھی نتیجہ صفر۔

ایک روایت کے مطابق ۴۴۵ ق م میں نحمیاہ بن حکلیاہ نبی نے اللہ کے حکم سے بنی اسرائیل کی سلطنت یہودیہ کے منتشر اور جلاوطن افراد کو باہم متحد کیا اورانھیں واپس یروشلم لائے،شاہ ایران نےنحمیاہ نبی کو یروشلم کا حاکم مقرر کیا تو آپ نے اپنی بکھری ہوئی قوم بنی اسرائیل کو یکجا کیا اور پھر یروشلم میں ایک شہر پناہ تعمیر کی اس طرح تقریباً ڈیڑھ سوسالوں کے بعد بیت المقدس ایک بار پھر آباد ہوگیا جو یہودی مذہب اور تہذیب کا مرکز بنا لیکن سکندراعظم کے ہاتھوں ایرانیوں کے زوال اور یونانیوں کے عروج سے بنی اسرائیل کو دھچکا پہنچا اور سکندراعظم کی وفات کے بعد جب سلطنت تین حصوں میں منقسم ہوئی تو شام کا علاقہ جس کا پایہ تخت انطاکیہ تھا اس کے فرمانروا انٹیوکس ثالث نے ۱۹۸ ق م میں فلسطین پر قبضہ کرلیا یہ لوگ سخت ظالم،جابر،مشرک اور یہودیوں سے شدید نفرت کرتے انھوں نے ان کے رسم ورواج،تہذیب وتمدن،مذہب،رہن سہن اور لباس ومعاشرت الغرض تمام شعبہ حیات سے ناصرف اختلاف کیا بلکہ ان کی جگہ اپنی تہذیب وتمدن کو فروغ دیا لہٰذا اس خارجی مداخلت نے یہودیوں میں مزید تفرقہ ڈالا جس کے نتیجے میں یہودیوں کے ایک گروہ نے یونانی رسم ورواج اور تہذیب ومعاشرت کو اپنایا جبکہ دوسرے گروہ نے یونانیوں کی طرز معاشرت کی مخالفت کی ۱۷۵ ق م میں اینٹوکس چہارم جب تخت نشین ہوا تو اس نے پورے جبر اور غضب کے ساتھ اپنی مکمل طاقت کے استعمال سے یہودیوں اوران کے مذہب وتہذیب کی بیخ کنی کی اور بنی اسرائیل کے مقدس ہیکل میں زبردستی بتوں کو نصب کرکے یہودیوں کو ان کے آگے سجدہ ریز ہونے کا حکم دیا یہی نہیں بلکہ یہودی جس جگہ قربانی کرتے اس جگہ سے زبردستی ان کی

قربانی ختم کروا کرانھیں مشرکانہ مقامات پر قربانی کا پابند کیا اس ظالم بادشاہ نے تمام تورات کے نسخے بھی جلا دئے اور جن لوگوں کے پاس اس کے نسخے موجود تھے انھیں بھی قتل کروا دیا اور یوم سبت کی تکریم کے احکامات بھی منسوخ کرتے ہوئے ایسے تمام افراد کو سرے عام پھانسی لگانے کے احکامات بھی جاری کردئے۔ اگرچہ یہودیوں کا ایک طبقہ حضرت عزیر کے دین الٰہی اور شریعت موسوی پر عمل پیرا تھا اس نے بادشاہ وقت کے خلاف ایک تحریک 'مکابی بغاوت' کے نام سے چلائی تاہم بادشاہ وقت اور اس کے ہرکاروں نے اپنی پوری سرکاری قوت کو استعمال کرتے ہوئے اس تحریک کو دبانے کی کوششیں کیں اور ان کے ساتھ وہ یہودی بھی پیش پیش تھے جنھوں نے یونانی اثرات اور طرز معاشرت کو بخوشی قبول کیا لیکن مکابی بغاوت کی تحریک ہر گزرتے دن کے ساتھ بجائے دبنے کے بڑھتی گئی اور بلا آخر اس حد تک بڑھی کے انھوں نے یونانیوں کو اپنے ملک سے نکال باہر کیا اور اپنی ایک الگ آزاد ریاست قائم کی جو کے بتدریج بڑھتے بڑھتے ان تمام پرانے رقبے پر حاوی ہوگئی جو کبھی یہودیہ اور اسرائیل کی ریاست کی حدود میں واقع تھے یہی نہیں بلکہ فلستیہ کا بھی علاقہ بنی اسرائیل کے قبضے میں آ گیا جو کے حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں بھی فتح نہیں ہوا تھا تاہم بنی اسرائیل کی یہ ریاست تقریباً ۶۷ ق م تک قائم رہی۔ ۲۲۱؎

۲۶۔ حضرت زکریا علیہ السلام

حضرت زکریا علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ نبی اور پیغمبر ہیں، آپ کا سلسلہ نسب حضرت ہارون سے ملتا ہے، اور آپ انھی کی اولادوں میں سے ہیں آپ کے والد کا نام برخیاہ بیان کیا جاتا ہے۔ ۲۲۲؎

حضرت زکریا قوم بنی اسرائیل میں قبیلہ بنولادی اور پھر اس کے بھی خاندان ابیاہ سے تعلق اور اس کے سردار ہونے کی بناء پر نہایت قابل احترام مانے جاتے آپ اللہ کے ایک جلیل القدر پیغمبر ہونے کے ساتھ ہی نہایت متقی، عبادت گزار، شب بیدار اور راست گو شخصیت کے مالک تھے آپ کی پارسائی کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ زَكَرِيَّا وَ يَحۡيٰى وَ عِيۡسٰى وَ اِلۡيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيۡنَ ۔ ۲۲۳

ترجمہ۔ زکریا، یحییٰ، عیسیٰ اور الیاس یہ سب نیک لوگوں میں سے ہیں۔

آپ پیشے کے اعتبار سے بڑھئی تھے آپ کی زوجہ الیشع (Elizabeth) اور حضرت مریم کی والدہ حنہ Anne دونوں آپس میں سگی بہنیں تھیں چنانچہ اس رشتے کی رو سے آپ حضرت مریم کے خالو تھے اس کے علاوہ آپ مقدس ہیکل کے مجاور اور خدمت گار بھی تھے اور حضرت مریم کی والدہ کی مانی ہوئی نذر کے مطابق جب حضرت مریم جوان ہوئیں تو انھیں مقدس ہیکل کی خدمت کے لئے حضرت زکریا کی نگرانی میں ان کی والدہ نے وقف کر دیا جہاں وہ شب و روز عبادت الٰہی میں مشغول رہتیں اکثر حضرت زکریا ان کی خیریت دریافت کرنے جب ان کے حجرے میں جاتے تو بے موسم پھلوں کو یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے جب وہ حضرت مریم سے استفسار کرتے کے یہ بے موسم کے پھل یہاں کون لایا؟ تو آپ فرماتیں اللہ مجھے کھلاتا ہے حضرت مریم کے مقام و مرتبہ اور بے موسم پھلوں کو دیکھ کر آپ کے دل میں بھی یہ خواہش بیدار ہوئی کے آپ کو بھی اللہ تعالی اپنی رحمت خاص سے نیک و صالح اولاد عطا فرمائے کیونکہ ابھی تک آپ اولاد کی نعمت سے محروم تھے آپ خود کافی بوڑھے تھے۔ ایک روایت میں آتا ہے کے اس وقت تک آپ کی عمر ۱۲۰ برس تھی اور آپ کی زوجہ الیشع بانجھ تھیں آپ نے اللہ کے حضور نہایت عاجزی سے دعا کی!

وَ زَكَرِيَّاۤ اِذۡ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرۡنِىۡ فَرۡدًا وَّ اَنۡتَ خَيۡرُ الۡوٰرِثِيۡنَ ۔ ۲۲۴

ترجمہ۔ زکریا کو یاد کرو جب اس نے اپنے رب کو پکارا کے ائے میرے رب! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہے۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبۡ لِىۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ
اِنَّكَ سَمِيۡعُ الدُّعَآءِ ۔ ۲۲۵

ترجمہ۔ ائے میرے رب اپنی طرف سے مجھے پاک اولاد بخش بے شک تو دعاؤں کو سنتا ہے۔

ذِكۡرُ رَحۡمَتِ رَبِّكَ عَبۡدَهٗ زَكَرِيَّا ۚ اِذۡ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا قَالَ رَبِّ
اِنِّىۡ وَهَنَ الۡعَظۡمُ مِنِّىۡ وَ اشۡتَعَلَ الرَّاۡسُ شَيۡبًا وَّ لَمۡ اَكُنۡۢ

بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا وَ اِنِّیۡ خِفۡتُ الۡمَوَالِیَ مِنۡ وَّرَآءِیۡ وَ کَانَتِ
امۡرَاَتِیۡ عَاقِرًا فَهَبۡ لِیۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ وَلِیًّا یَّرِثُنِیۡ وَ یَرِثُ مِنۡ اٰلِ
یَعۡقُوۡبَ ٭ۖ وَ اجۡعَلۡهُ رَبِّ رَضِیًّا ۔۲۲۶

ترجمہ۔ یہ آپ کے رب کی رحمت کا ذکر ہے، جو اس نے اپنے بندہ زکریا پر فرمائی، جبکہ انہوں نے اپنے رب کو پوشیدہ طریقہ پر پکارا، عرض کیا کہ اے میرے رب میری ہڈیاں کمزور ہوگئیں اور میرے سر میں بڑھاپے کی وجہ سے سفید پھیل گئی اور میں آپ سے دعا مانگنے میں کبھی ناکام نہیں رہا، اور بلاشبہ مجھے اپنے بعد اپنے رشتہ داروں سے اندیشہ ہے اور میری بیوی بانجھ ہے سو آپ مجھے اپنے پاس سے ایک ولی عطا فرما دیجئے، جو میرا وارث بنے اور یعقوب کی اولاد کا بھی، اور اے رب آپ اسے پسندیدہ بنا دیجئے۔

یٰزَکَرِیَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨاسۡمُهٗ یَحۡیٰی ۙ لَمۡ نَجۡعَلۡ لَّهٗ مِنۡ قَبۡلُ
سَمِیًّا قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَکُوۡنُ لِیۡ غُلٰمٌ وَّ کَانَتِ امۡرَاَتِیۡ عَاقِرًا وَّ قَدۡ
بَلَغۡتُ مِنَ الۡکِبَرِ عِتِیًّا قَالَ کَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ وَّ قَدۡ
خَلَقۡتُكَ مِنۡ قَبۡلُ وَ لَمۡ تَكُ شَیۡـًٔا قَالَ رَبِّ اجۡعَلۡ لِّیۡۤ اٰیَةً ؕ قَالَ
اٰیَتُكَ اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا فَخَرَجَ عَلٰی قَوۡمِهٖ مِنَ
الۡمِحۡرَابِ فَاَوۡحٰۤی اِلَیۡهِمۡ اَنۡ سَبِّحُوۡا بُکۡرَةً وَّ عَشِیًّا ۔۲۲۷

ترجمہ۔ اے زکریا بے شک ہم تمہیں ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں اس کا نام یحییٰ ہے۔ ہم نے اس سے پہلے اس کا کوئی ہم نام نہیں بنایا، زکریا نے کہا، اے میرے رب! بھلا میرے یہاں بیٹا کیسے پیدا ہوگا؟ جبکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بوڑھا ہو کر سوکھ چکا ہوں، جواب ملا کے ایسا ہی ہوگا تیرا رب فرماتا ہے کے یہ تو میرے لئے ایک ذرا سی بات ہے آخر اس سے پہلے میں تجھے بھی تو پیدا کر چکا ہوں جب کے تو کوئی چیز نہ تھا زکریا نے کہا اے میرے پروردگار میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرما دے، فرمایا تیرے لئے نشانی یہ ہے کے تو پیہم تین روز تک لوگوں سے بات نہ کرنا چنانچہ وہ محراب سے نکل کر اپنی قوم کے سامنے آیا اور اشارے سے ان کو ہدایت کی کہ صبح و شام تسبیح کرو۔

حضرت زکریا کا صاحب اولاد ہونا:

حضرت زکریا نے جب اللہ کے حضور خشوع وخضوع سے دعا کی تو اللہ تعالی نے آپ کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمائی اور انھیں اس بات کی ہدایت بھی کی کے تین دن تک کسی سے بات نہ کی جائے بلکہ صرف اور صرف عبادت الٰہی میں مصروف رہا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا حضرت زکریا نے اپنے حواریوں کے ساتھ اللہ کے حضور دعا کی اور متواتر تین دنوں تک اللہ کے حضور یکسوئی کے ساتھ یہ دعا کرتے رہے اگرچہ میں بوڑھا ہوں اور میری بیوی بھی بانجھ ہے لیکن میں اللہ تعالی کی قدرت کاملہ سے مایوس نہیں کیونکہ تمام تر بشری کمزوریوں کے باوجود اللہ تعالی اس بات پر قادر ہے کے وہ مجھے اولاد کی نعمت سے سرفراز فرمائے۔

حسابی پہلو:

اہل علم اور اہل روحانیت کی نظر میں یقین اور اس کے پیٹرن کا کسی بھی انسانی وجود کے اندر قائم ہوجانا بہت بڑی کامیابی ہے کیونکہ یقین ایک مثبت توانائی ہے جس کا حصول مکمل یکسوئی اور مراقبہ کے ذریعے کیا جاسکتا ہے تاہم اس کے ثمرات سے ہر صاحب روح استفادہ کرسکتا ہے روح امر رب ہے تاہم یقین کی تکمیل کے ساتھ جب بھی کوئی فرد اپنے ذہن کو کسی ایک نکتے پر مرکوز کرتا ہے تو اس فرد کے اندر امر رب حرکت کرتا ہے اور جو کچھ اس کے ارادے میں ہوتا ہے اللہ کے قانون کے مطابق اس کے ارادے کی تکمیل اللہ کی رحمت سے مکمل ہوجاتی ہے۔

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! یقین کے ذریعے بلند ترین مقاصد اور دیرینہ خواہشات کا حصول ممکن ہے پختہ یقین کی قوت سے تم اپنے غم واندوہ کو دور کرو، یقین کامل ایمان کے ستونوں میں سے ایک ستون ہے جس شخص کا ذہن صاحب بصیرت ہوجاتا ہے اس پر حکمت الٰہیہ واضح ہوجاتی ہے اور جب بھی تم میں سے کوئی یقین کے مرحلے میں پہنچے تو اس کے بعد وہ کوئی اقدام کرے۔

حضرت زکریا علیہ السلام تین دن جس میں دن اور رات دونوں شامل تھے اور جس کا دورانیہ اندازاً

چار ہزار تین سو بیس منٹ تھا آپ مسلسل یقین کامل سے اللہ کے حضور دعا کرتے رہے جسے اللہ تعالی نے شرف قبولیت عطا فرمائی اور جس کے نتیجے میں خود ان کے بڑھاپے کی کمزوری اور ان کی بیوی کے بانجھ پن کو دور فرماتے ہوئے انھیں صاحب اولاد کیا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ وَهَبْنَا لَهٗ یَحْیٰی وَ اَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ اِنَّهُمْ كَانُوْا یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَ یَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا وَ كَانُوْا لَنَا خٰشِعِیْنَ۔۲۲۸

ترجمہ۔ہم نے ان کی دعا قبول کی اور انہیں یحیٰی عطا کر دیا اور ان کی بیوی کو اولاد کے قابل بنا دیا بلاشبہ یہ لوگ نیک کاموں میں جلدی کرتے تھے اور ہمیں رغبت کے ساتھ اور ڈرتے ہوئے پکارا کرتے تھے اور ہمارے سامنے خشوع سے رہتے تھے۔

بانجھ پن ایک مرض ہے، جو مرد و خواتین دونوں میں پایا جاتا ہے، بانجھ پن کی دو اقسام ہیں۔

ا۔ پرائمری بانجھ پن۔۔ ۲۔سیکنڈری بانجھ پن۔

ا۔ پرائمری بانجھ پن ، پیدائشی ہوتا ہے یعنی تمام تولیدی اعضاء موجود ہوں لیکن ان میں بلوغت نا ہو، تولیدی اعضاء کا مکمل نا ہونے کا مطلب بچہ دانی میں کروموسومز داخل ہونے کا راستہ نا ہو یا ٹیوب بند ہو۔

۲۔سیکنڈری بانجھ پن یعنی Tubes کے رحم میں کسی قسم کے انفیکشن (ورم، تیزابیت، درد کے ساتھ بے قاعدگی ، ایام نا ہونا، زنانہ ہارمونز ایسٹروجن، پروجسٹرون معمول کے مطابق نا بننا، ذہنی ہیجان OVA انڈوں کا نا بننا، عمر رسیدگی ، ہارمونز کا نا بننا کی وجہ سے تمام تولیدی اعضاء سکڑ جاتے ہیں اور تولید کے قابل نہیں رہتے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قَالَ كَذٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ وَّ قَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَ لَمْ تَكُ شَیْـًٔا ۔۲۲۹

ترجمہ۔تمہارے رب کا فرمان ہے، یہ میرے لئے آسان ہے، میں نے تمہیں بھی تو اس سے پہلے

پیدا کیا تھا، حالانکہ تم کچھ بھی نا تھے۔

اللہ تعالی قادر مطلق ہے، بیماریاں، جسمانی کمزوریاں یا کسی بھی قسم کی معذوری کو ٹھیک کرنا اللہ کے لئے کچھ مشکل نہیں۔

جب اللہ تعالی کسی کو صحت مند کرنا چاہتے ہیں تو یہ کام اللہ کے لئے بہت آسان ہے۔

۲۷۔حضرت یحییٰ علیہ السلام

حضرت یحییٰ علیہ السلام اللہ کے نہایت برگزیدہ پیغمبر، نبی اور رسول ہیں، معراج کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات آپ سے دوسرے آسمان پر ہوئی، دوسرے آسمان کا نام مفیدوم یا ماعون ہے، جو لوہے سے بنا ہوا ہے، آپ حضرت زکریا کے بیٹے تھے جو اپنے والدین کے طویل انتظار کے بعد اللہ کی طرف سے عطا کئے گئے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

یٰزَکَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمِ اِۨسۡمُهٗ یَحۡیٰی لَمۡ نَجۡعَلۡ لَّهٗ مِنۡ قَبۡلُ سَمِیًّا۔۲۳۰

ترجمہ۔ائے زکریا ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا اس سے پہلے ہم نے کوئی شخص اس نام کا پیدا نہیں کیا۔

فَنَادَتۡهُ الۡمَلٰٓئِکَةُ وَ هُوَ قَآئِمٌ یُّصَلِّیۡ فِی الۡمِحۡرَابِ اَنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُکَ بِیَحۡیٰی مُصَدِّقًۢا بِکَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ سَیِّدًا وَّ حَصُوۡرًا وَّ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ۔۲۳۱

ترجمہ۔جب زکریا مسجد کی محراب میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا تو فرشتوں نے اسے آواز دے کر کہا اللہ تجھے یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے۔

آپ کا نام اللہ تعالی نے 'یحییٰ' تجویز کیا جو عبرانی لفظ ہے اور جس کو عبرانی تلفظ میں 'یوحنا' بھی کہا جاتا ہے آپ کا سلسلہ نسب حضرت ہارون علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام سے جا ملتا ہے آپ کو بھی آپ کے والد کی طرح قوم بنی اسرائیل میں مبعوث کیا گیا تا کہ آپ بگڑی ہوئی قوم کی ہدایت

اوراصلاح کی ذمہ داریاں ادا کرسکیں آپ جس دور میں مبعوث ہوئے اس دور میں آپ کے ساتھ دواور پیغمبران اسلام رشدو ہدایات کی ذمہ داریاں ادا کرر ہے تھے جن میں سے ایک آپ کے والد حضرت زکریا جبکہ دوسرے حضرت عیسیٰ ابن مریم تھے یعنی اس دور میں بیک وقت تین پیغمبران اسلام بنی اسرائیل کی اصلاح فرمار ہے تھے حضرت یحییٰ، حضرت عیسیٰ سے چھ ماہ بڑے تھے اور حضرت عیسیٰ کے بارہ حواریوں میں آپ کا شمار بھی کیا جاتا ہے چنانچہ جب آپ کی عمر ۳۰ برس ہوئی تو اللہ تعالی نے آپ کو نبوت اور رسالت سے سرفراز فرمایا اور قوم بنی اسرائیل کی جانب بھیجا روایت میں آتا ہے، جب آپ کو منصب رسالت پر فائز کیا گیا تو آپ بیت المقدس کے مقدس ہیکل میں تشریف لائے اور مجمعے سے فرمایا اللہ تعالی نے مجھے پانچ چیزوں کا حکم دیا ہے۔ ا۔توحید۔ ۲۔نماز۔ ۳۔روزہ۔ ۴۔زکوۃ۔ ۵۔اور اللہ کی نعمتوں کا شکر بجالانا جس کی پابندی ہمیں دن رات کرنی ہے۔

روایات میں آتا ہے کے آپ اپنی ابتدائی عمر سے ہی نہایت عقل مند، زیرک، درست فیصلہ کرنے والے، عمدہ قوت ارادی کے مالک، پاک باز، عبادت گزار، متقی و پرہیز گار اور راست باز تھے جبکہ آپ کو کتاب (صحائف) بھی عطا کئے گئے۔اس حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

یٰیَحۡیٰی خُذِ الۡکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ وَ اٰتَیۡنٰہُ الۡحُکۡمَ صَبِیًّا ۔۲۳۲

ترجمہ۔ اے یحییٰ کتاب کو مضبوطی سے تھامے رہ، اور ہم نے اسے بچپن سے ہی قوت فیصلہ عطا فرمائی۔

وَّ حَنَانًا مِّنۡ لَّدُنَّا وَ زَکٰوۃً وَ کَانَ تَقِیًّا ۔۲۳۳

ترجمہ۔(یحییٰ) کو اپنے پاس سے رقت قلبی کی صفت اور پاکیزگی عطا فرمائی۔

وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَیۡہِ وَ لَمۡ یَکُنۡ جَبَّارًا عَصِیًّا ۔۲۳۴

ترجمہ۔(یحییٰ) پرہیز گار اور اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے، وہ سرکشی اور نافرمانی کرنے والے نا تھے۔

وَ سَلٰمٌ عَلَیۡہِ یَوۡمَ وُلِدَ وَ یَوۡمَ یَمُوۡتُ وَ یَوۡمَ یُبۡعَثُ حَیًّا ۔۲۳۵

ترجمہ۔(یحییٰ) پر اللہ کا سلام ہو، جس دن پیدا، جس دن وفات اور جس دن وہ دوبارہ زندہ ہو کر اٹھائے جائیں گے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی دینی تعلیمات:

حضرت یحییٰ علیہ السلام قوم بنی اسرائیل کو دین اسلام کا حکم دیتے، آپ کی تعلیمات پانچ احکامات پر مبنی تھی۔

۱۔توحید (صرف ایک اللہ کی عبادت)۔۲۔صلوۃ کا قیام۔۳۔صوم کی ادائے گی۔۴۔صدقات ۔۵۔بکثرت ذکر الٰہی۔

رینان اپنی کتاب Life of Jesus میں یہ لکھتا ہے کے یحییٰ (یوحنا) کی تعلیمات کا مرکز (Judea) تھا لیکن ان کی مقبولیت زبان زد عام تھی وہ مزید لکھتا ہے حضرت عیسیٰ اور یحییٰ نے فلسطین کے صحرا میں اپنی عمدہ تعلیمات سے ایک عظیم نقلاب بپا کر دیا تاہم دوسری روایت میں یہ بھی آتا ہے کے آپ نے شرق اردن کے علاقے میں دعوت تبلیغ اسلام کی ابتداء کی یہودیہ اور یروشلم کے بے شمار لوگ آپ کے معتقدین تھے اور آپ کے پاس جا کر وہ اپنے گناہوں کی معافی اور اس کے بعد بپتسمہ لیا کرتے، آپ نہایت عبادت گزار اور عالم باعمل تھے، آپ نے ساری زندگی شادی نہیں کی جبکہ آپ کی زندگی کا بڑا حصہ صحرانوردی اور جنگل و بیابان کے سفر میں گزری آپ دور دراز کا سفر کرتے اور اللہ کے حکم سے لوگوں کی ہدایت فرماتے آپ دوران سفر جنگلی پھل اور شہد کا ستعمال کرتے جو آپ کو باآسانی ان گزرگاہوں سے مل جاتا جبکہ آپ کی پوشاک کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کے وہ اونٹ کی کھال سے بنی ہوئی ایک موٹی کھردری پوشاک تھی چونکہ آپ بے حد عبادت گزار تھے چنانچہ دوران عبادت آپ پر گریہ وزاری کی کیفیات طاری ہوجاتی جبکہ آپ کی اشاعت دین کی ذمہ داریوں کے حوالے سے انجیل لوقا میں یہ لکھا ہے زکریا کے بیٹے، یوحنا (یحییٰ) پر جب اللہ کا کلام نازل ہوا تو وہ دریائے یرون کے گردونواح میں اس کی تبلیغ کرتا اور لوگوں کو بپتسمہ (گناہوں سے پاک) دیتا پھر یوحنا نے گناہوں کی معافی کے لئے توبہ کی بپتسمہ کی منادی کر دی۔۲۳۶ے

مرقس کا بیان ہے آپ لوگوں سے ان کے گناہوں کی توبہ کرواتے تھے اور توبہ کرنے والوں کو بپتسمہ دیتے تھے یہاں بپتسمہ سے مراد توبہ کے بعد کیا جانے والا غسل طہارت تا کہ انسان کے جسم کے ساتھ اس کی روح بھی پاکیزہ ہوجائے یہی وجہ ہے کے آپ اپنی قوم بنی اسرائیل میں 'یوحنا بپتسمہ دینے والے' یعنی (John The Baptist) کے نام سے مشہور ہوگئے تھے جبکہ حضرت عیسیٰ ابن مریم، حضرت یحییٰ کے حوالے سے ایک جگہ فرماتے ہیں! یوحنا بپتسمہ دینے والے سے بڑا کوئی پیدا نہیں ہوا۔ ۲۳۷؎

میں بیابان میں پکارنے والے کی آواز ہوں کے تم خداوند کی راہ کو سیدھا کرو۔ ۲۳۸؎

آپ جنگلات اور صحرا میں جاتے اور دوران عبادت بے حد گریہ فرماتے، تو ایک دن حضرت زکریا آپ کو تلاش کرتے کرتے جب آپ تک پہنچے تو انھوں نے کہا کے بیٹا ہم تو تمھاری تلاش میں مضطرب ہو رہے ہیں اور تم یہاں اس حال میں ہو؟ تو آپ نے فرمایا جنت اور دوزخ کے درمیان ایک لق دق میدان واقع ہے اور اس میدان کو اللہ کے لئے گریہ وزاری کے بغیر عبور نہیں کیا جا سکتا ہے یہ سن کر حضرت زکریا بھی آب دیدہ ہوگئے قرآن کریم آپ کے مناقب اس طرح سے بیان کرتا ہے!

بِیَحۡیٰی مُصَدِّقًۢا بِکَلِمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ سَیِّدًا وَّ حَصُوۡرًا وَّ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ۔ ۲۳۹

ترجمہ۔ (یحییٰ) کلمۃ اللہ ہیں، وہ سردار ہیں، عورتوں سے دور رہنے والا، نبی اور صالحین میں سے ہیں۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کا قتل:

آپ کے قتل کے حوالے سے تین روایات مشہور ہیں۔

۱۔ اول۔۔۔۔ اس وقت کا فرمانروا ہیرودا اینٹی پاس جو کے رومیوں اور یونانیوں کی تہذیب و تمدن کا معتقد اور دلدادہ تھا اس نے اپنے بھائی کی بیوی جبکہ ایک دوسری روایت میں بھائی کی بیٹی یعنی اپنی سگی بھتیجی ہیرودیاس سے شادی کر لی جب اس غیر شرعی فعل کی خبر حضرت یحییٰ کو ہوئی تو آپ نے

اس کے خلاف شدید مزاحمت کی جس کے جرم میں ہیرودانیٹی پاس نے آپ کو قید کر دیا لیکن ملکہ ہیرودیاس آپ کی جان کی دشمن ہوگئی اور آپ کو قتل کروانے کی منصوبہ بندی کرنے لگی چنانچہ ہیرود اینٹی پاس کی سالگرہ کے موقع پر ملکہ ہیرودیاس نے اپنی بیٹی سلومی کو یہ کہا تم اس خوشی کے موقع پر جب شاہی محل میں رقص کرو تو رقص کے اختتام پر ہیرودانیٹی پاس سے تحفے میں یحییٰ کا قلم شدہ سر مانگ لینا چنانچہ طے شدہ منصوبے کے مطابق ہیرودیاس کی بیٹی سلومی نے اپنے سوتیلے باپ ہیرود اینٹی پاس سے تحفے میں حضرت یحییٰ کا سر مانگا لہٰذا بادشاہ اپنی محبوبہ کی بیٹی کی اس خواہش کو رد نہ کر سکا اور حکم دیا کے قیدی یحییٰ کا قلم شدہ سر ایک تھال میں رکھ کر حاضر کیا جائے چنانچہ فرمان شاہی پر عمل کرتے ہوئے حضرت یحییٰ کا سر ایک تھال میں پیش کیا گیا روایت میں آتا ہے آپ کا قلم شدہ سر ملکہ ہیرود یاس سے مسلسل یہی کہہ رہا تھا کے تو بادشاہ کے لئے حلال نہیں ہے۔ ۲۴۰؎

ایک روایت میں آتا ہے حضرت یحییٰ کو قتل کروانے کے بعد اچانک زمین پھٹی اور ملکہ ہیرودیاس اس میں سما گئی، دوسری روایت میں آتا ہے کے حضرت یحییٰ کے سر سے خون فوارے کی شکل میں نہایت تیزی سے جاری تھا جو کسی طور رکنے میں نہیں آتا تھا یہاں تک کے بخت نصر نے دمشق فتح کر لیا اور ۷۰۰۰۰ بنی اسرائیلیوں کو تہہ تیغ کر دیا جب بھی خون رکنے کا نام نہ لیتا پھر حضرت یرمیاہ نبی نے آپ کے خون سے مخاطب ہو کر کہا اے خون کیا تو اب بھی ساکن نہ ہوگا؟ جبکہ کتنی مخلوق خدا قتل کی جا چکی چنانچہ اس کے بعد خون ساکن ہوا۔ ۲۴۱؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ ضُرِبَتۡ عَلَیۡهِمُ الذِّلَّةُ وَ الۡمَسۡكَنَةُ ۚ وَ بَآءُوۡ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ كَانُوۡا یَكۡفُرُوۡنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَ یَقۡتُلُوۡنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوۡا وَّ كَانُوۡا یَعۡتَدُوۡنَ ۔ ۲۴۲

ترجمہ۔ (بنی اسرائیل) پر ذلت اور محتاجی کی مار پڑی ہے اور وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہو گئے یہ اس لئے تھا کے وہ اللہ کی آیات کا انکار کیا کرتے تھے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کیا کرتے تھے نیز

اس لئے بھی کے وہ اللہ کی نافرمانی کیا کرتے تھے۔

اِنَّ الَّذِيۡنَ يَكۡفُرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ يَقۡتُلُوۡنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيۡرِ حَقٍّ ۙ وَّ يَقۡتُلُوۡنَ الَّذِيۡنَ يَاۡمُرُوۡنَ بِالۡقِسۡطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرۡهُمۡ بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ ۔۲۴۳

ترجمہ۔بے شک جولوگ اللہ کی آیات کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور ناحق نبیوں کوقتل کرتے رہے ہیں اوران لوگوں کوقتل کرتے ہیں جوانصاف کا حکم دیتے ہیں سوان کوآپ دردناک عذاب کی خوش خبری سنادیجئے۔

اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌۢ بِمَا لَا تَهۡوٰٓى اَنۡفُسُكُمُ اسۡتَكۡبَرۡتُمۡ ۚ فَفَرِيۡقًا كَذَّبۡتُمۡ وَفَرِيۡقًا تَقۡتُلُوۡنَ ۔۲۴۴

ترجمہ۔جب کبھی کوئی پیغمبر تمہارے پاس ایسے احکام لاتا ہے جوتمہارے نفوس کوگراں گزرتے ،تو تم تکبر کرتے ،جبکہ ایک جماعت کوتم نے جھٹلا یااور ایک جماعت کوتم نے قتل کیا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرض کی ، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن کس کوسخت عذاب دیا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!وہ شخص جس نے کسی نبی کوقتل کیا ہوگا، یا برائی کا حکم دینے والا اورنیکی سے روکنے والا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ،وَ يَقۡتُلُوۡنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيۡرِ حَقٍّ ۙ وَّ يَقۡتُلُوۡنَ الَّذِيۡنَ يَاۡمُرُوۡنَ بِالۡقِسۡطِ مِنَ النَّاسِ سے وَ مَا لَهُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِيۡنَ تک پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابوعبیدہ! بنی اسرائیل نے تینتالیس نبیوں کودن کے اول حصہ میں ایک ہی وقت میں قتل کیا، پھر بنی اسرائیل کے لوگوں میں ایک سوستر آدمی کھڑے ہوئے اور نیکی کا حکم دیا اور برائی سے منع کیا تو اسی دن، دن کے آخر میں ان سب کوقتل کردیا گیا تو اس (آیت میں) اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کوذکر فرمایا۔۲۴۵

۲۔دوم یہ کے آپ کوآپ کی قوم بنی اسرائیل نے ہی قتل کروایا۔

۳۔سوم یہ کے ہیرودا اینٹی پاس اپنی کسی محرم خاتون بہن یا بھتیجی سے شادی کرنا چاہتا تھا جس کے خلاف حضرت یحییٰ نے فتویٰ دیا کے یہ فعل غیر شرعی ہے جس پر اس نے پہلے تو آپ کوقید کیا پھر بعد

ازاں آپ کا قتل بھی کیا حضرت یحییٰ کی زندگی اور آپ کی شہادت کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَسَلٰمٌ عَلَيۡهِ يَوۡمَ وُلِدَ وَيَوۡمَ يَمُوۡتُ وَيَوۡمَ يُبۡعَثُ حَيًّا ۔۲۴۶

ترجمہ۔(یحییٰ) پرسلام جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرا اور جس دن وہ اٹھایا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج کے موقع پر حضرت جبرائیل کے ساتھ جب مختلف آسمانوں پر تشریف لے جا رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ ابن مریم اور حضرت یحییٰ علیہ السلام دونوں سے ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو سلام کیا جس کے جواب میں انھوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کا جواب عرض کیا اور کہا کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آنا مبارک ہو ۔ائے ہمارے نیک بھائی اور نیک پیغمبر۔۲۴۷

حسابی پہلو:

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! تمام انبیاء کرام اور پیغمبران کے اندر تجلی کا انتہائی لطیف ترین ادراک کام کرتا ہے، وہ اللہ کے تفکر کو اپنی روح کے ادارک کے ذریعے جان لیتے ہیں، ان کے اوپر روح کے لطیف حواس غالب رہتے ہیں، وہ مادی دنیا میں بھی اپنی روح کے حواس کے ساتھ اپنی زندگی گزارتے ہیں۔

تجلی درحقیقت اللہ کی ذات کا عکس ہے، تجلی اللہ کا حجاب ہے، اس حجاب کے بغیر کوئی بھی اللہ کو نہیں دیکھ سکتا۔۲۴۸

روحانی ادراک میں بھی سائنسی پہلو، حساب کتاب اور مقداریں کام کرتی ہیں چنانچہ تمام پیغمبر اللہ کی رحمت سے ان علوم کو جانتے اور سمجھتے تھے۔

۲۸۔حضرت عیسیٰ ابن مریم

حضرت عیسیٰ ابن مریم اللہ کے نہایت برگزیدہ پیغمبر، نبی اور رسول ہیں ،اللہ نے آپ کو انجیل عطا فرمائی ،معراج کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آپ سے ملاقات دوسرے آسمان پر ہوئی،

دوسری آسمان کا نام مفیدوم ہے جو لوہے سے بنا ہوا ہے۔جب آپ پیدا ہوئے تو اس وقت فلسطین پر ہیرو داعظم کی سلطنت قائم تھی اس کا تعلق قوم بنی اسرائیل سے تھا لیکن اس کی ہمدردیاں رومیوں کے ساتھ تھیں یہی وجہ تھی کے اسے قوم بنی اسرائیل سخت ناپسند کرتے تھے کیونکہ اس نے رومیوں کی تہذیب وتمدن، اخلاق ومعاشرت کو بھرپور انداز سے بڑھایا اور پھیلایا حضرت عیسیٰ ابن مریم کی پیدائش سے قبل کئی نشانیوں کا ظہور ہوا انھی میں سے آپ کے وقت ولادت ایک روشن ستارہ بھی رونما ہوا اہل علم حضرات اس روشن ستارے کو دیکھ کر مسرور تھے اور وہ اسے اپنے اور اپنی قوم کے لئے خوش بختی شمار کررہے تھے ایسے میں بادشاہ ہیرو داعظم کو اس کے درباری نجومیوں نے ایک عظیم روحانی شخصیت کی آمد کی خوشخبری سنائی جو ملک شام میں پیدا ہوئی اور مستقبل میں اس کی بادشاہت کے لئے خطرہ بھی ثابت ہوسکتا ہے لہٰذا بادشاہ نے اپنے کچھ لوگوں کو بھیجا تا کہ وہ صحیح خبر لے کر آسکیں اس معاملے کی تفتیش کے لئے جب سرکاری ہرکارے قوم بنی اسرائیل میں پہنچے تو انھیں حضرت عیسیٰ کی پیدائش کی خبر ملی جو کسی معجزے سے کم نہ تھی جبکہ قوم بنی اسرائیل کے نیک دل لوگ حضرت مریم اور عیسیٰ کی بے حد تکریم بھی کرتے تھے۔

شاہی ہرکاروں نے بادشاہ ہیرو داعظم کو ان معاملات کی اطلاع دی تو۔

ایک روایت کے مطابق اس نے اپنے دل میں حضرت عیسیٰ کے خلاف بغض، جلن اور حسد محسوس کی اور مستقبل میں آپ کی ذات سے ہونے والے اقدامات کو اس نے اپنے لئے خطرہ جانا اور اس نے آپ کے قتل کے احکامات جاری کردئے۔

دوسری روایت کے مطابق! ہیرو داعظم نے قوم بنی اسرائیل کے کئی نومولود بچوں کو قتل بھی کروایا اور وہ آپ کو بھی قتل کروانا چاہتا تھا لہٰذا مسیحی روایات کے مطابق حضرت مریم اپنے نومولود بیٹے کی جان کی حفاظت کے غرض سے دو مرتبہ اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور ہوئیں پہلی مرتبہ ہیرو داعظم کے عہد میں آپ اپنے عزیزوں کے یہاں مصر تشریف لے گئیں پھر جب حضرت عیسیٰ ۱۳ برس کے ہو گئے تو وہ آپ کو واپس بیت المقدس لائی دوسری مرتبہ آپ نے ہیرو داعظم کے بیٹے ارکیلاس کے دور میں گلیل کے شہر میں پناہ لی۔ ۲۴۹

حضرت عیسیٰ ابن مریم نہایت خوبصورت، وجیہ اور نیک و پارسا نوجوان تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

ایک حدیث ہے! معراج کی شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ ابن مریم اور حضرت یحییٰ سے ملاقات کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عیسیٰ ابن مریم میانہ قد، سرخ سفید رنگت کے تھے اور آپ کا جسم مبارک اتنا صاف وشفاف تھا کے ایسا معلوم ہوتا تھا کے آپ ابھی حمام سے نہا کر تشریف لائے ہیں۔ ۲۵۰؎

اللہ تعالی نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کو قوم بنی اسرائیل کی طرف نبی، رسول اور پیغمبر بنا کر بھیجا آپ کو کتاب (انجیل) اور کئی معجزات عطا فرمائے، حضرت عیسیٰ ابن مریم نے ۱۳ برس کی عمر میں اعلان نبوت کیا اور دین اسلام کی تبلیغ واشاعت میں آپ نے دن رات ایک کر دئے آپ کے حواری جنھیں ہم آپ کے انصار یا صحابہ بھی کہہ سکتے ہیں وہ بھی آپ پر ایمان لائے عام طور پر حواری کا مطلب 'دھوبی' کے ہوتا ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ شہر شہر، گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ گھوم پھر کر اور طویل سفر اختیار کر کے لوگوں تک دین اسلام پہنچاتے تھے لہٰذا آپ کسی دھوبیوں کی بستی میں بھی گئے اور ان دھوبیوں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اس اعتبار سے وہ آپ کے انصار یا صحابہ ہی تھے لیکن حواریوں کے نام سے مشہور ہوئے یہ حواری آپ پر اپنی جان چھڑکتے اور دین اسلام کے احکامات پر نہایت خشوع وخضوع سے عمل بھی کیا کرتے انھی حواریوں کے حوالے سے ارشادات خداوندی بھی ہیں!

وَ اِذۡ اَوۡحَیۡتُ اِلَی الۡحَوَارِیّٖنَ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِیۡ وَ بِرَسُوۡلِیۡ ۚ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا وَ اشۡهَدۡ بِاَنَّنَا مُسۡلِمُوۡنَ۔ ۲۵۱

ترجمہ۔ جب میں نے حواریوں کی طرف وحی بھیجی کے مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ تو انھوں نے کہا کے ہم ایمان لائے اور تو گواہ رہ کے ہم مسلمان ہوئے۔

فَلَمَّاۤ اَحَسَّ عِیۡسٰی مِنۡهُمُ الۡكُفۡرَ قَالَ مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰهِ ؕ قَالَ الۡحَوَارِیُّوۡنَ نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَ اشۡهَدۡ بِاَنَّا مُسۡلِمُوۡنَ۔ ۲۵۲

ترجمہ۔ جب عیسیٰ نے ان کی طرف سے انکار دیکھا تو کہنے لگے کہ کون ہیں جو میرے مددگار ہو جائیں اللہ کی طرف، حواریوں نے کہا ہم اللہ کے مددگار رہیں، ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ گواہ

ہو جائیے کہ ہم فرمانبردار ہیں۔
پچھلی کتب مقدسہ کی طرح سے آپ کے بعد آپ کی کتاب اور تعلیمات میں بھی ترمیم واضافہ کیا گیا بے شمار جعلی اناجیل بھی آئیں کئی لوگوں نے تو جھوٹی نبوت کا دعویٰ تک کر دیا جس کا اعتراف پولس نے بھی کیا۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم کے معجزات:

اللہ تعالی نے آپ کو کئی معجزات عطا فرمائے تاہم آپ کی پیدائش بذات خود ایک معجزہ اور اللہ کی ایک عظیم نشانی ہے آپ پیدائشی نابینا افراد کی آنکھوں پر جب اپنا دست مسیحائی پھیرتے تو ان کی بینائی واپس لوٹ آتی، کوڑھ کے مریضوں کے جسم پر ہاتھ پھیرتے تو ان کا مرض ختم ہو جاتا، مردہ شخص کو اللہ کے اذن سے زندہ فرما دیتے، مٹی کے پرندے میں اگر پھونک مارتے تو وہ جیتا جاگتا ہو کر اڑنے لگتا، جس شخص نے جو کھانا کھایا ہوتا آپ اس کے بارے میں بھی بتا دیا کرتے اسی طرح سے کس کے گھر میں کیا کیا سامان ہے وہ بھی آپ بتا دیتے۔
اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ یُعَلِّمُهُ الۡكِتٰبَ وَ الۡحِكۡمَةَ وَ التَّوۡرٰىةَ وَ الۡاِنۡجِیۡلَ۔ ۲۵۳

ترجمہ۔اللہ نے (عیسیٰ) کو سکھا دے کتاب، حکمت، توراۃ اور انجیل۔

وَ رَسُوۡلًا اِلٰی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ۬ اَنِّیۡ قَدۡ جِئۡتُكُمۡ بِاٰیَةٍ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ ۙ اَنِّیۡۤ اَخۡلُقُ لَكُمۡ مِّنَ الطِّیۡنِ كَهَیۡـَٔةِ الطَّیۡرِ فَاَنۡفُخُ فِیۡهِ فَیَكُوۡنُ طَیۡرًۢا بِاِذۡنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُبۡرِئُ الۡاَكۡمَهَ وَ الۡاَبۡرَصَ وَ اُحۡیِ الۡمَوۡتٰی بِاِذۡنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُنَبِّئُكُمۡ بِمَا تَاۡكُلُوۡنَ وَ مَا تَدَّخِرُوۡنَ ۙ فِیۡ بُیُوۡتِكُمۡ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ۔ ۲۵۴

ترجمہ۔(اللہ) بنی اسرئیل کی طرف اپنا رسول مقرر کرے گا (جب وہ بحیثیت رسول بنی اسرائیل کے پاس آیا تو اس نے کہا) میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس نشانی لے کر آیا ہوں، میں تمہارے سامنے مٹی سے پرندے کی صورت کا ایک مجسمہ بناتا ہوں اور اس میں پھونک مارتا

ہوں، وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے، میں اللہ کے حکم سے مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتا ہوں اور مُردے کو زندہ کرتا ہوں، میں تمہیں بتاتا ہوں کے تم کیا کھاتے ہو، اور اپنے گھروں میں کیا ذخیرہ کرتے ہو، اس میں تمہارے لیے کافی نشانی ہے، اگر تم ایمان لانے والے ہو۔

وَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوۡرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَـكُمۡ بَعۡضَ الَّذِىۡ حُرِّمَ عَلَيۡكُمۡ وَ جِئۡتُكُمۡ بِاٰيَةٍ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيۡعُوۡنِ۔ ۲۵۵

ترجمہ۔ جو کتاب مجھ سے پہلے آ چکی ہے، یعنی تورات، میں اس کی تصدیق کرنے والا ہوں، اور (اس لیے بھیجا گیا ہوں) تاکہ کچھ چیزیں جو تم پر حرام کی گئی تھیں، اب تمہارے لیے حلال کر دوں اور میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں، لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّىۡ وَرَبُّكُمۡ فَاعۡبُدُوۡهُ‌ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِيۡمٌ۔ ۲۵۶

ترجمہ۔ بے شک اللہ میرا اور تمہارا پروردگار ہے، یہی سیدھا راستہ ہے (صرف اللہ کی عبادت کرو)

فَلَمَّاۤ اَحَسَّ عِيۡسٰى مِنۡهُمُ الۡكُفۡرَ قَالَ مَنۡ اَنۡصَارِىۡۤ اِلَى اللّٰهِ‌ؕ قَالَ الۡحَوَارِيُّوۡنَ نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰهِ‌ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ‌ۚ وَاشۡهَدۡ بِاَنَّا مُسۡلِمُوۡنَ۔ ۲۵۷

ترجمہ۔ جب عیسیٰ نے محسوس کیا کے وہ کفر پر آمادہ ہیں، تو انہوں نے (اپنے پیرؤوں سے) کہا! کون کون لوگ ہیں جو اللہ کی راہ میں میرے مددگار رہوں؟ حواریوں نے کہا، ہم اللہ (کے دین) کے مددگار رہیں، ہم اللہ پر ایمان لا چکے ہیں، اور آپ گواہ رہیے کہ ہم فرمانبردار رہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس دور میں مبعوث ہوئے، اس دور میں یونانیوں اور رومیوں کے علم طب کا ہر جانب بڑا غلغلہ تھا بڑے بڑے نامی گرامی اطباء اور حکماء اپنے ان علوم پر غرور و فخر بھی کیا کرتے اللہ تعالی نے حضرت عیسیٰ کو وہ معجزات عطا فرمائے جن کو دیکھ کر مخالفین کی عقل دنگ رہ گئی کیونکہ مردے کو زندہ کرنا، مٹی کے پرندے کو جیتا جاگتا کرنا، جذامی اور پیدائشی نابینا کو بینا کرنا وغیرہ اچھے اچھے اہل علم کے لئے کسی چیلنج سے کم نہ تھے۔ علمی قابلیت اور طبی کمالات پر بے جا فخر

وغرور جو اس قوم میں سرائیت کر چکا تھا اس کا عقلی توڑ بھی ضروری تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ، حضرت عیسیٰ ابن مریم کے مردے کو زندہ کرنے کے حوالے سے بیان کرتے ہیں آپ نے اللہ کے حکم سے چار افراد کو ان کے مرنے کے بعد زندہ فرمایا۔

ا۔آپ کا وفادار غلام عارز کی تشویشناک حالت کی جب آپ کو اطلاع دی گئی تو آپ تین دن کی مسافت کو طے کر کے جب وہاں پہنچے تو اس غلام کی وفات کے بعد تدفین ہو چکی تھی پھر آپ اس کی قبر پر گئے اور قبر پر جا کر آپ نے اس کی زندگی کی دعا اللہ کے حضور فرمائی اور وہ قبر سے زندہ ہو کر نکل آیا پھر ایک طویل عرصہ تک دنیا میں حیات رہا اس کی شادی ہوئی اور وہ صاحب اولاد بھی ہوا۔

۲۔ایک بوڑھی عورت کے اکلوتے بیٹے کی جب وفات ہوئی تو اس بوڑھی عورت نے آپ سے اپنے بیٹے کی زندگی کا سوال کیا تو آپ نے اس کے لئے بھی دعا فرمائی اور وہ بھی اللہ کے حکم سے جیتا جاگتا ہو گیا۔

۳۔ایک نوجوان لڑکی کی وفات پر بھی جب اس کے اہل خانہ نے آپ سے استدعا کی تو آپ نے اس کے لئے بھی دعا فرمائی اور وہ بھی اذن الٰہی سے زندہ ہوئی۔

۴۔سام بن نوح جن کے انتقال کو ہزاروں برس بیت چکے تھے لوگوں نے آپ سے کہا انھیں بھی زندہ کر دیں چنانچہ آپ نے لوگوں کی بتائی ہوئی قبر کے پاس جا کر انھیں بھی زندہ ہونے کا حکم دیا تاہم وہ بھی آپ کے حکم سے زندہ ہو گئے لیکن وہ سمجھے کے شاید قیامت قائم ہو گئی ہے لہٰذا قیامت کے خوف سے ان کے سر کے سارے بال سفید ہو گئے پھر وہ حضرت عیسیٰ ابن مریم پر ایمان لائے انھوں نے حضرت عیسیٰ سے درخواست کی کے اب انھیں دوبارہ موت کی تکلیف سے نہ گزارا جائے چنانچہ تھوڑی ہی دیر کے بعد ان کا دوبارہ انتقال ہو گیا۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم کا شمار اللہ تعالیٰ کی ان قدسی نفس فرد میں ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی بادشاہت میں نظام تکوین یعنی Adminstration کے امور میں شامل ہیں آپ فرماتے ہیں کے میرا دیا ہوا پانی جو پیئے گا پھر وہ ابد تک کبھی پیاسا نہ ہو گا بلکہ وہ اس میں ایک چشمہ بن جائے گا جو ہمیشہ جاری رہے گا۔۲۵۸؎

حضرت عیسیٰ ابن مریم اپنی قوم بنی اسرائیل کو پیغام الٰہی سناتے اور انھیں بتاتے کے اللہ سے ڈرو

اور میرا کہنا مانو۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّیۡ وَ رَبُّكُمۡ فَاعۡبُدُوۡهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِيۡمٌ ۔۲۵۹

ترجمہ۔(عیسیٰ نے کہا) بے شک اللہ میرا اور تمھارا رب ہے، تم سب اسی کی عبادت کرو۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم نے ساری عمر شادی نہیں کی اور نہ ہی آپ نے اپنا گھر بنایا آپ شہر شہر، گاؤں گاؤں جا کر احکامات الٰہی کی تبلیغ و اشاعت فرماتے جب رات ہوتی تو زمین پر ہی سو جاتے اور جب دن ہوتا تو دین حق کی تبلیغ فرماتے اور لوگوں کی رہنمائی فرماتے آپ نہایت پاکیزہ طبیعت کے مالک تھے لہٰذا آپ جس جگہ سے گزرتے لوگوں کا ایک ہجوم آپ کے آس پاس جمع ہو جاتا جو اپنی اپنی حاجات بیان کرتے چنانچہ آپ مخلوق خدا کی حاجت روائی فرماتے اور ان کے اذہان وقلوب کی اصلاح بھی کرتے لیکن حاسدین آپ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت سے خوفزدہ تھے لہٰذا قوم کے ملعون لوگوں نے آپ کے خلاف سازشوں کا جال بننا شروع کر دیا چنانچہ آپ کے خلاف سازشیں اس قدر بڑھیں کے قوم بنی اسرائیل نے بادشاہ وقت سے یہ مطالبہ کیا کے آپ کو سولی پر چڑھا دیا جائے اگرچہ سازشی ٹولہ کسی ایسے ہی وقت کا منتظر تھا جب آپ تنہا ہوں تاکہ آپ کو با آسانی گرفتار کیا جا سکے کیونکہ مجمع میں آپ کی گرفتاری کا یہ مطلب تھا کے حکومت کے خلاف عوام اور آپ کے حواریوں کا شدید ردعمل ظاہر ہو سکتا تھا جو کے حکمرانوں کی مشکلات میں اضافے کا سبب بن سکتا حضرت عیسیٰ ابن مریم اپنے خلاف اپنی قوم کی ہر سازش کو بخوبی سمجھ رہے تھے، ایسے ہی موقع کے لئے ارشاد خداوندی ہے!

وَ مَكَرُوۡا وَ مَكَرَ اللّٰهُ ‌ؕ وَاللّٰهُ خَيۡرُ الۡمٰكِرِيۡنَ ۔۲۶۰

ترجمہ۔ایک چال انھوں نے چلی اور ایک چال اللہ نے چلی اور اللہ سے بہتر چال بھلا کون چل سکتا ہے۔

بلآخر آپ کی قوم نے آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا ایسے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی مطلع کیا!

اِذۡ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيۡسٰۤى اِنِّىۡ مُتَوَفِّيۡكَ وَ رَافِعُكَ اِلَىَّ وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ

الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ جَاعِلُ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡکَ فَوۡقَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ ۚ ثُمَّ اِلَیَّ مَرۡجِعُکُمۡ فَاَحۡکُمُ بَیۡنَکُمۡ فِیۡمَا کُنۡتُمۡ فِیۡہِ تَخۡتَلِفُوۡنَ ۔۲۶۱

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اے عیسیٰ ، میں تمہیں وفات دینے والا ہوں اور تمہیں اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تمہیں ان لوگوں سے پاک کرنے والا ہوں جنہوں نے کفر کیا، اور جن لوگوں نے تمہارا اتباع کیا ان کو غالب رکھوں گا قیامت کے دن تک ان لوگوں پر جنہوں نے کفر اختیار کیا، پھر میری طرف تم سب کو لوٹنا ہوگا، پھر فیصلے کروں گا تمہارے درمیان اس چیز کے بارے میں جس میں تم اختلاف رکھتے تھے۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم کا آسمان پر اٹھائے جانا:

قوم بنی اسرائیل کے سازشی ٹولے نے آپ کے خلاف ہر ممکن زور لگا لیا مورخین یہ کہتے ہیں، چند لوگوں کے سوا پوری قوم بنی اسرائیل حضرت مسیح کی سزائے موت کا مطالبہ کر رہی تھی لیکن بد بخت قوم میں سے کسی نے بھی آگے بڑھ کر حق کا ساتھ نہ دیا لیکن اللہ تعالی کی طرف سے اس قوم پر اس طرح سے حجت قائم کی اور مجمع عام میں پونٹس پیلاطس (گورنر) نے جب قوم بنی اسرائیل یہ پوچھا کے آج تو تمھاری عید کا دن ہے اور قاعدے کے مطابق میں سزائے موت کے مجرموں میں سے کسی ایک مجرم کی سزا موت کو معاف کرنے کا اختیار رکھتا ہوں تو اب تم مجھے یہ بتاؤ کے میں یسوع مسیح کو معاف کروں یا ڈاکو برابا کو معاف کروں؟ اس پر اس بد بخت اور ملعون قوم نے ڈاکو کی معافی اور حضرت عیسیٰ کی سزائے موت پر اتفاق کیا اور آپ کو ۳۴ برس کی عمر میں سولی چڑھا دی گئی آپ کا نبوت کا دورانیہ ۲۰ برسوں پر محیط ہے۔

قرآن کریم اس واقعہ کو اس طرح سے بیان کرتا ہے!

وَّ قَوۡلِہِمۡ اِنَّا قَتَلۡنَا الۡمَسِیۡحَ عِیۡسَی ابۡنَ مَرۡیَمَ رَسُوۡلَ اللّٰہِ ۚ وَ مَا قَتَلُوۡہُ وَ مَا صَلَبُوۡہُ وَ لٰکِنۡ شُبِّہَ لَہُمۡ ؕ وَ اِنَّ الَّذِیۡنَ اخۡتَلَفُوۡا فِیۡہِ لَفِیۡ شَکٍّ مِّنۡہُ ؕ مَا لَہُمۡ بِہٖ مِنۡ عِلۡمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَ مَا قَتَلُوۡہُ

یَقِیۡنًا ۔۲۶۲

ترجمہ۔انہوں نے کہا کہ بلاشبہ ہم نے مسیح ابن مریم کو قتل کر دیا، جو اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، حالانکہ انہوں نے نا ان کو قتل کیا اور نا ہی سولی پر چڑھایا لیکن ان کو شبہ میں ڈال دیا گیا، بے شک جن لوگوں نے ان کے بارے میں اختلاف کیا، وہ ضرور ان کے بارے میں شک میں ہیں، اٹکل پر چلنے کے سواء ان کو ان کے بارے میں کوئی علم نہیں اور یقیناً انہوں نے ان کو قتل نہیں کیا۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلۡنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا مِّنَ الۡمُجۡرِمِیۡنَ وَ كَفٰی بِرَبِّكَ هَادِیًا وَّ نَصِیۡرًا ۔۲۶۳

ترجمہ۔اے نبی جس طرح سے یہ لوگ تمھارے دشمن ہیں اسی طرح سے ہم نے گناہ گاروں میں سے ہر نبی کے دشمن پیدا کر دئے اور ہدایت اور مدد کے لئے تیرا پروردگار کافی ہے۔

مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کے حضرت عیسیٰ ابن مریم قیامت سے پہلے دنیا میں تشریف لائیں گے تمام باطل قوتوں کی سرکوبی اور ان کی بیخ کنی فرمائیں گے حضرت عیسیٰ ابن مریم کے ان اقدامات کے نتیجے میں دنیا میں ہر طرف امن وسکون قائم ہو جائے گا پھر آپ اپنی ذمہ داریوں کو مکمل کر کے اس دار فانی سے کوچ کر جائیں گے۔

قیامت سے قبل ظہور عیسیٰ ابن مریم:

مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کے حضرت عیسیٰ ابن مریم قیامت سے قبل دنیا میں تشریف لائیں گے اور باطل قوتوں کی بالخصوص دجال کا قتل فرمائیں گے اور پوری دنیا میں اسلام اور امن وسلامتی کا دور دورہ ہوگا ہر جانب امن وسکون، پیار ومحبت اور بھائی چارہ کی ایک فضاء قائم ہو جائے گی جبکہ دنیا مسلمانوں سے بھر جائے گی اور دیگر مذاہب کے پیروکار بھی جوق در جوق حلقہ اسلام میں داخل ہوں گے اور اس طرح دنیا میں ہر سو مسلمانوں کا ہی ڈنکا بجے گا احادیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رو سے حضرت عیسیٰ ابن مریم چالیس برس تک دنیا میں رہیں گے اور اس کے بعد آپ اپنی طبعی موت مر جائیں گے اور خالق حقیقی کے ساتھ آپ کا وصال ہو جائے گا جبکہ احادیث مبارکہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کی تدفین کے مقام کی طرف بھی اشارہ موجود ہے دراصل حضرت عیسیٰ ابن مریم کی پیدائش

بھی اللہ کا ایک معجزہ (نشانی) تھا اور آپ کا دنیا سے آسمان کی طرف اٹھائے جانا اور قبل قیامت آپ کا ظہور یہ سب اللہ تعالی کی جانب سے کسی بھی معجزے (نشانی) سے کم نہیں اللہ تعالیٰ کے لئے انسان کی پیدائش کسی بھی صورت میں ممکن ہے اگرچہ وہ موت پر بھی قدرت رکھتا ہے۔

اسی حوالے سے ذیل میں ارشادات خداوندی اور احادیث مبارکہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کئے جا رہے ہیں تا کہ بات وضاحت سے سمجھ میں آجائے۔

وَ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَ اتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۔۲۶۴

ترجمہ۔(عیسیٰ) تو قیامت کی نشانی ہیں، سوتم اس پر شک نہ کرو، اور میرے تابع ہوجاؤ، یہی سیدھی راہ ہے۔

نزول عیسیٰ ابن مریم اور ان کے فتنہ دجال کو ختم کرنے کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کچھ احادیث درج ذیل ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے عیسیٰ ابن مریم حاکم اور عادل بن کر تمھارے درمیان ضرور اتریں گے پھر وہ صلیب کو توڑ دیں گیا ور خنزیر کو ہلاک کر دیں گے اور جنگ کا خاتمہ کر دیں گے جبکہ ایک دوسری روایت میں جنگ (حرب) کے بجائے جزیہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور مال کی وہ کثرت ہوگی کے اس کا قبول کرنے والا کوئی نہ رہے گا اور حالت یہ ہو جائے گی کے لوگوں کے نزدیک خدا کے حضور ایک سجدہ کر لینا دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔۲۶۵

حضرت نواسؓ بن سمعان کلابی قصہ دجال بیان کرتے ہیں، دجال کی فتنہ انگیزیوں کے سبب اللہ، حضرت عیسیٰ ابن مریم کو بھیجے گا اور (عیسیٰ) دمشق کے مشرقی حصے میں سفید مینار کے پاس زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے دو فرشتوں کے بازوؤں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے پھر جب وہ سر جھکائیں گے تو ایسا محسوس ہوگا کے (پانی) کے قطرے ٹپک رہے ہیں اور جب وہ سر اٹھائیں گے تو موتی کی طرح قطرے ڈھلکتے ہوئے نظر آئیں گے ان کی سانس کی ہوا جس کافر تک پہنچے گی وہ

زندہ نہ بچ پائے گا پھر ابن مریم دجال کا پیچھا کریں گے اور اسے 'لد' کے دروازے پر جا پکڑیں گے اور قتل کر دیں گے۔ ۲۶۶

'لد' جیسے Lydda بھی کہتے ہیں یہ فلسطین کی ریاست میں اسرائیل کے دارالسلطنت 'تل ابیب' سے چند میل کے فاصلے کی دوری پر واقع ایک شہر ہے جہاں یہودیوں نے ایک ہوائی اڈہ بھی بنا رکھا ہے۔

حسابی پہلو:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تعلق ان مقرب بارگاہ شخصیات اور پیغمبروں میں ہوتا ہے جو اللہ کے نظام بادشاہی میں نظام تکوین یعنی Adminstration میں شامل ہیں۔

آپ فرماتے ہیں! جس شخص کو میں پانی دوں گا اور وہ اس میں سے پیئے گا وہ ابد تک پیاسا نا ہوگا، پھر یہ پانی ایک چشمہ بن جائے گا جو ہمیشہ جاری رہے گا۔ ۲۶۷

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس قول پر تفکر سے یہ عقدہ کھلا کے اس کائنات اور کل اشیاء کائنات کی تخلیق میں پانی ہی اصل جز کی حیثیت رکھتا ہے، تاہم کائنات کے تمام اجزاء ترکیبی، تمام عناصر اور تخلیق کے تمام مراحل پانی پر ہی قائم ہیں، پانی ہی کائنات کے ہر ذرے کو حیات نو عطا کرتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں! میں اللہ تعالی کی قربت اور محبت سے اس قدر مالا مال ہوں کے میری ذات نور کا چشمہ بن گئی ہے۔

انبیاء کی بعثت کا مقصد بنی نوع انسانیت کی رشد و ہدایت اور خیر و فلاح ہے، تمام پیغمبروں نے برملا اس بات کا اقرار کیا کے وہ جو کچھ بھی کہتے یا کرتے ہیں وہ منجانب اللہ ہے، انبیاء کرام اللہ تعالی کی طرف سے سپرد کردہ فرائض کو دلیل و برھان کے ساتھ لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں تاہم ہر نبی اور رسول ان فرائض کو پورا کرتے ہیں، جن کے لئے اللہ تعالی نے ان کا انتخاب کیا ہوتا ہے۔

معجزات کا ظہور صرف اس لئے صادر ہوتا ہے تا کہ اللہ کی حکمت سند بن جائے، تاہم ہر معجزے کے پس پردہ نوع انسانیت کے لئے اللہ کی ربوبیت، حاکمیت اور قدرت کاملہ موجود ہوتی ہے، اللہ تعالی

اپنے پیغمبروں کی تائید اور تقویت کے لئے انھیں معجزات عطا فرماتے ہیں، تمام پیغمبروں نے اپنی قوم کو یہ بتایا کہ ہم اللہ کی جانب سے نذیر و بشیر بنا کر بھیجے گئے ہیں، کسی پیغمبر نے کبھی بھی کائنات اور نظام کائنات پر اختیارات کا دعویٰ نہیں کیا۔

فزکس:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں علم طب اور علم طبیعات یعنی فزکس کا بہت شور تھا، دنیا کے بڑے بڑے ماہرین بالخصوص یونان کے فلاسفر اور اطباء ان مضامین میں کمالات کے دعویٰ دار تھے، تاہم اللہ تعالیٰ نے اس دور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور انھیں ایسے معجزات سے نوازا جو اس دور کے ارباب دانش کے لئے بطور دلیل ہوں اور وہ حق کی جانب باآسانی راغب ہوسکیں۔

قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درج ذیل چار معجزات کا ذکر موجود ہے۔

۱۔ وہ اللہ کے حکم اور اذن سے مردہ کو زندہ فرمادیا کرتے۔

۲۔ پیدائشی نابینا اور جذام کے مریض کو بہ حکم اللہ تندرست کردیا کرتے۔

۳۔ مٹی سے پرندہ بنا کر اس میں اللہ کے حکم سے روح پھونکتے اور وہ زندہ ہوجاتا۔

۴۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو یہ بتادیا کرتے کے انھوں نے کیا کھایا اور گھر میں کیا ذخیرہ کیا ہے۔

زندہ کرنے کا علم:

علماء باطن کے نزدیک ہر وجود کے اوپر روشنیوں سے بنا ہوا مرکب یا مفرد ایک جال ہوتا ہے، موت واقع ہونے کا مطلب یہ ہے کے روشنیوں کے غلاف یعنی (جسم مثالی) مادی وجود سے اپنا رشتہ منقطع کرلیتا ہے، ہر وجود پر ایک وجود غالب رہتا ہے اور اس غالب جسم کو روشنی یا نور Cosmic Rays فیڈ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ علم سیکھایا، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام عناصر سے بنی چڑیا، چمگادڑ یا مردہ جسم کو روشنی کے غلاف سے ڈھانپ دیتے چنانچہ وہ

شے اللہ کے حکم سے زندہ ہو جاتی۔۲۶۸؎

مندرجہ بالا تمام معجزات میں مقداروں کا علم پنہاں ہے، یہ وہ جدید سائنس اور ٹیکنالوجی جو اللہ تعالی نے اپنے مقرب پیغمبروں کو عطا فرمائی، ان میں حسابی پہلو پوشیدہ اور مستور ہیں۔

۲۹۔محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی کے نہایت برگزیدہ آخری پیغمبر، نبی اور رسول ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت اور رسالت کا سلسلہ ختم ہو چکا اور اب قیامت تک کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خانوادہ آپ کے جد امجد ہاشم بن مناف کی نسبت سے خانوادہ ہاشمی کے نام سے مشہور و معروف ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۲ یا ۹ ربیع الاول بروز پیر (بتاریخ ۲۰ اپریل ۵۷۱ء) عیسوی کو یعنی ہجرت سے ۵۳ سال قبل مکہ میں پیدا ہوئے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعلق قبیلہ قریش سے تھا اور آپ کے جد امجد جناب قصی بن کلاب نے مکہ کے شہری ریاست کی بنیاد رکھی۔

پیدائش سے سات دن کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عقیقہ کیا گیا اس موقع پر قریش مکہ کو کھانا کھلایا گیا دستور کے مطابق آپ نے سات دنوں تک اپنی والدہ کا دودھ پیا پھر ابولہب کی آزاد کردہ کنیز ثوبیہ نے آپ کو دودھ پلایا اور اس کے بعد دائی حلیمہ کے جن کا تعلق قبیلہ ہوازن سے تھا نے یہ ذمہ داری اٹھائی۔اس زمانہ میں شرفائے عرب اپنے بچوں کو قرب جوار کے دیہات اور قصبات میں پرورش کے لئے بھیجا کرتے تاکہ ان میں فصاحت کا جوہر پیدا ہو سکے اور عربی اوصاف کی حفاظت کی جا سکے تاہم یہ رواج عہد بنی امیہ تک جاری رہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حلیمہ سعدیہ کے یہاں تقریباً چھ سال تک مقیم رہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر چھ برس ہوئی تو آپ کی والدہ آپ کو مدینہ منورہ لے گئیں جہاں بنو نجار کے محلے میں آپ نے قیام کیا واپس آتے ہوئے مقام ابواء پر آپ کی والدہ کا انتقال ہو گیا اب آپ کی کفالت اور پرورش کی ذمہ داری آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا عبدالمطلب نے اٹھائی ابھی آپ آٹھ برس کے ہی تھے کہ آپ کے دادا کا بھی انتقال ہو گیا۔

اس وقت آپ کے چھ چچا حیات تھے جن میں زبیر، حارث، ابو طالب، ابولہب، عباس اور حمزہ

شامل تھے زبیر سب سے بڑے چچا تھے دادا کے انتقال کے بعد آپ کی کفالت آپ ﷺ کے چچا ابو طالب نے کی ابھی آپ کی عمر ۱۰، ۱۲ برس ہی تھی کے آپ ﷺ نے اپنے چچا کا ہاتھ بٹانا شروع کر دیا آپ ﷺ بکریاں چرایا کرتے۔

عرب اور خصوصاً بنی اسماعیل ہزاروں برس سے تجارت کے پیشے سے منسلک تھے رسول اللہ ﷺ کے جد اعلی ہاشم نے قبائل عرب سے تجارتی معاہدے کئے اور اس کو مضبوط بنیادوں پر استوار کیا جب رسول اللہ ﷺ سن شعور کو پہنچے تو آپ نے بھی اپنے آبائی پیشے تجارت کو اپنایا مکہ کے لوگ عام طور پر اپنا سرمایہ کسی تجربہ کار اور امین شخص کے ہاتھ میں دے کر اس کو منافع میں شریک کیا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ بھی بہ خوشی اس قسم کی شرکت کو قبول کرلیا کرتے بہت جلد ہی آپ ﷺ کے حسن معاملہ اور صداقت وامانت کے چرچے عام ہونا شروع ہوئے سائب ،زمانہ جاہلیت میں آپ کے شریک تجارت تھے وہ گواہی دیتے ہیں کے رسول اللہ ﷺ بہترین شریک کار تھے آپ نہ بات کو بڑھاتے اور نہ ہی جھگڑا کرتے۔

ابھی رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک ۲۵ برس کی تھی کے آپ کا نکاح حضرت خدیجہؓ بنت خویلد سے ہوا جن کی عمر اس وقت ۴۰ برس تھی حضرت خدیجہؓ ایک نفیس، بارسوخ، عمدہ اخلاق کی حامل ،فہم وفراست میں یکتا اور نیک نام اور مال ودولت میں نامور خاتون تھیں۔

حضرت خدیجہ الکبریٰؓ اہل عرب میں اپنی عفت وعصمت اور پاکدامنی کی وجہ سے الطاھرہ کے لقب سے جانی جاتیں۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کا رشتہ ازدواج میں منسلک ہونا بالکل فطری اور قرین عقل تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ صادق اور امین کے لقب سے جانے جاتے جن کا عقد حضرت خدیجہ الکبریؓ جو الطاھرہ کے لقب سے مشہور تھیں ان کے ساتھ طے ہوا یہ عین مشیت ایزدی تھا۔

حضرت خدیجہؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ۲۴ برس تک رہیں رسول اللہ ﷺ نے ان کی موجودگی میں دوسرا نکاح نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ کی تمام اولادیں سوائے حضرت ابراہیمؓ کے جو کے حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے تھے حضرت خدیجہؓ سے پیدا ہوئیں جن میں چار صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے شامل تھے صاحبزادے تو بچپن میں ہی انتقال کر گئے جبکہ

صاحبزادیوں میں حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ اور حضرت فاطمہ الزہراؓ شامل ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیوں نے بعثت کا عہد بھی پایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہجرت بھی کی۔

چالیس برس میں نبوت اور رسالت

بعثت سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خلوت نشینی بڑھ گئی تھی، تاہم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک چالیس برس ہوئی تو آپ پر ابتدائی وحی غار حرا میں حضرت جبرائیل امین لے کر آئے جو کے سورہ العلق کی ابتدائی پانچ آیات تھیں۔

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ ۚ اِقۡرَاۡ وَ رَبُّکَ الۡاَکۡرَمُ ۙ الَّذِیۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ ۔۔ ۲۶۹

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرائیل سے تین دفعہ یہ فرمایا! میں پڑھا ہوا نہیں ہوں یہ سن کر حضرت جبرائیل امین نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زور سے اپنے سینے سے لگا کر بھینچا اس کے بعد وہ آیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر رواں ہوگئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت کے بے شمار گوشے ہیں جن تک عقل انسانی کی رسائی ناممکنات میں سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیک وقت ایک عظیم رسول و نبی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم سپہ سالار، عظیم مدبر، عظیم سیاست دان، عظیم جرنیل، عظیم جسٹس، عظیم مصلح، عظیم مبلغ، عظیم معلم، عظیم داعی، عظیم مربی، عظیم مزکی، عظیم مبشر، عظیم واعظ، عظیم ناصح اور ایک بے مثال اور عظیم انسان تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوت دین کی مشکلات اور کٹھنائیوں کو نہایت صبر واستقلال اور خندہ پیشانی سے سہتے ہوئے دنیا کی تاریخ میں ایک عظیم الشان انقلاب کو لانے میں کامیاب ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں آنے والا انقلاب ایک انقلاب عظیم تھا جس نے کل انسانیت کے عقائد ونظریات، علوم وفنون، قاعدے قوانین، تہذیب وتمدن، معاشرت، معیشت، سیاست، حکومت، ریاست الغرض بنی نوع انسانیت کے کل گوشہ حیات کے تمام دیدہ ونادیدہ معاملات کو نہ صرف شدت سے متاثر کیا بلکہ انھیں یکسر بدل کر رکھ دیا۔

تاریخ انسانی میں اس جیسے انقلاب کی دور دور تک کوئی نظیر موجود نہیں کیونکہ آپ ﷺ نے تن تنہا دعوت دین کا آغاز فرماتے ہوئے تنظیمی مراحل کو منظم کرتے ہوئے تمام تر انقلابی جدوجہد کی کشمکش، تصادم، ہجرت و جہاد وقتال کے مراحل کو کامیابی سے سر کرتے ہوئے محیر العقول معجزات اور عظیم الشان کارناموں کی انجام دہی صرف اور صرف ۲۳ برس کے مختصر عرصہ میں انجام دئے جبکہ یہ ۲۳ برس قمری اعتبار سے ہیں اگر عیسوی سال کا حساب لگایا جائے تو یہ عرصہ بہ مشکل ۲۲ برس کا ہے۔ اللہ تعالی نے دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کی بھاری ذمہ داری آپ ﷺ کے کاندھوں پر ڈالی اگرچہ یہ نہایت مشکل اور کٹھن جہد مسلسل تھی جس کو بروئے کار لانا نہایت مشکل اور تکلیف دہ عمل تھا لیکن رسول اللہ ﷺ نہایت استقامت سے مسلسل اس کار عظیم کے ساتھ جڑے رہے اور اللہ کی طرف سے کامیابی آپ ﷺ کا مقدر بنی۔

سن گیارہ ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی ماہ صفر کے آخر میں آپ ﷺ علیل ہوئے اور ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو آپ ﷺ کا وصال ہوا آپ ﷺ کی علالت کے دوران حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے نماز کی امامت فرمائی جب آپ ﷺ کے مرض نے شدت اختیار کی تو آپ ﷺ نے اپنی تمام ازواج سے اجازت لی اور حضرت عائشہ ؓ کے یہاں منتقل ہو گئے آخر دنوں میں آپ ﷺ نے کچھ وصیتیں بھی کیں جیسے کے مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دینا، سفیروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا اسی طرح جیسے میں کرتا ہوں، نمازوں کی حفاظت کرنا، کنیزوں اور غلاموں کا خیال رکھنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا! یہود اور نصاری پر اللہ کی لعنت ہو جنھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیا اور ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ نے سختی سے اپنی امت کو اس کام سے منع فرمایا اور ایسے لوگوں پر لعنت فرمائی۔

رسول اللہ ﷺ نے جو آخری الفاظ اپنی زبان سے ادا کئے وہ تھے! اللھم الرفیق الاعلیٰ

رسول اللہ ﷺ کا وصال ۶۳ برس کی عمر میں پیر کے دن ہوا آپ ﷺ ۱۳ دن علیل رہے انتقال کے اگلے روز بروز منگل کو آپ ﷺ کی تدفین کردی گئی آپ ﷺ کو آپ کے لباس کے اوپر ہی غسل دیا گیا غسل دینے میں حضرت علی ؓ اور حضرت عبداللہ بن عباس ؓ شامل تھے جس جگہ آپ ﷺ کا انتقال ہوا اسی جگہ آپ ﷺ کی تدفین ہوئی کیونکہ حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا!

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا کے انبیاء جس جگہ انتقال کرتے ہیں انھیں اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد مسلمانوں کی کثرت رائے سے حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے خلافت کی ذمہ داریاں اٹھائیں۔

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں علم اعداد اور علم حساب کا تذکرہ:

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ نے آسمان اور زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار 50,000 سال قبل مخلوقات کی تقدیر لکھی اس وقت اللہ کا عرش پانی پر تھا۔ ۲۷۰

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر میرے پاس احد کے پہاڑ کے برابر سونا ہوتا تو میں پسند کرتا کے اس کے لینے والے مل جائیں تو میں تین دن گزرنے سے پہلے اس سونے میں سے ایک دینار بھی نا بچے، سوائے اس کے جسے میں اپنے اوپر قرض کی ادائے گی کے لئے روک لوں۔ ۲۷۱

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جمعہ کے دن 12 ساعتیں (گھڑیاں) ہیں، جس میں سے ایک ساعت قبولیت دعا کی ہے، اگر کوئی مسلمان اس ساعت میں اللہ سے دعا مانگے تو اس کی دعا قبول ہوجاتی ہے، لہٰذا تم اسے عصر کے بعد آخری ساعتوں میں تلاش کرو۔ ۲۷۲

۴۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے کے اچانک کسی بہت وزنی چیز کے گرنے کی آواز ہم سب نے سنی، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ ایک پتھر تھا جس کو 70 سال قبل جہنم میں پھینکا گیا تھا، اور یہ اب اس میں گرا ہے، یہاں تک کے یہ جہنم کی گہرائی تک پہنچ گیا۔ ۲۷۳

۵۔ حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص اسلام میں 40 سال کی عمر کو پہنچ جائے، تو اللہ تعالی اس کو جنون، جذام اور برص سے محفوظ رکھتا ہے، جب وہ 50 سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اس سے حساب آسان کردیتا ہے، جب وہ 60 سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اللہ تعالی اس کو اپنی طرف رجوع کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے، جب وہ 70 سال کا ہوجاتا ہے تو اللہ اس سے محبت کرتا ہے اور آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں، جب اس کی عمر 80 سال ہوجائے تو اللہ تعالی اس کی نیکیوں کو برقرار رکھتا ہے اور اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور جب اس

کی عمر 90 سال ہوجائے تو اللہ تعالی اس کے اگلے اور پچھلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور اس کو اس کے گھر والوں کے حق میں شفاعت کرنے والا بنا دیتا ہے اور آسمان میں لکھ دیا جاتا ہے کے وہ زمین میں اللہ کا قیدی ہے۔(مسند احمد)۔ ۲۷۴؎

۶۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! فقراء اور محتاج مسلمان جنت میں مالداروں سے آدھا دن پہلے داخل ہوجائیں گے اور یہ آدھا دن 500 برس کے برابر ہوگا۔ ۲۷۵؎

۷۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری امت کے 70,000 افراد بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل کردئے جائیں گے کیونکہ وہ لوگ جھاڑ پھونک اور شوگن نہیں لیتے تھے اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے تھے۔ ۲۷۶؎

۸۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سورہ اخلاص اور معوذتین صبح اور شام تین، تین مرتبہ پڑھ لیا کرو، یہ (سورتیں) تمھیں ہر شر سے بچائیں گی اور محفوظ رکھیں گی۔ ۲۷۷؎

۹۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! انسان کے جسم کے 360 جوڑ ہیں، جن میں سے ہر جوڑ پر ہر دن کا صدقہ واجب ہے۔

تاہم لوگوں کے درمیان انصاف کرنا بھی ایک صدقہ ہے۔ ۲۷۸؎

۱۰۔حضرت ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص اللہ تعالیٰ سے تین مرتبہ شیطان سے پناہ مانگے، پھر سورہ حشر کی آخری آیات هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۔(الحشر۔ ۲۲۔ ۲۴۔) پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ستر ہزار (70,000) فرشتے مقرر فرما دیتے ہیں جو اس کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں، اور اسے انسان، جنات اور شیاطین کے شر سے محفوظ فرماتے ہیں نیز اگر پڑھنے والے کا اسی دن انتقال ہوجائے تو اس کو شہادت کا درجہ عطا کیا جاتا ہے۔ ۲۷۹؎

۱۱۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب تم نماز مغرب کا سلام پھیر لو اور سات بار

اللهم اجرنی من النار پڑھ لیا کرو یعنی اے اللہ مجھ کو جہنم کی آگ سے بچائے، اور اگر اس شخص کا اسی رات یا دن میں انتقال ہوجائے تو اس شخص کے لئے جہنم سے بچاؤ لکھ دیا جاتا ہے ۔۲۸۰

۱۲۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ہر فرض نماز کے بعد 33 مرتبہ سبحان اللہ، 33 مرتبہ الحمد اللہ اور 34 مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لینے والا انسان کبھی ناکام اور نامراد نہیں ہوگا۔۲۸۱

۱۳۔حضرت ام سلیم بیان کرتی ہیں، انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ کلمات کو سیکھانے کی استدعا کی تاکہ وہ ان کلمات کے ذریعے دعائیں کرلیا کریں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

دس مرتبہ سبحان اللہ، دس مرتبہ الحمد اللہ، دس مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر اپنی ضرورت کا اللہ سے سوال کرلیا کرو، اللہ تعالی فرمائے گا میں نے تمھارا کام کردیا، میں نے تمھارا کام کردیا۔ ۲۸۲

۱۴۔رسول اللہ ﷺ نے آیت الکرسی کے فضائل بیان کرتے ہوئے فرمایا! آیت الکرسی ثواب کے اعتبار سے قرآن کریم کی بہت عظمت والی آیت ہے۔ ۲۸۳

۱۵۔جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی کو پڑھے گا اللہ تعالی پڑھنے والے کو جنت عطا فرمائے گا۔ ۲۸۴

۱۶۔جب تم رات کو اپنے بستر پر سونے کے لئے لیٹو تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو، اس کی برکت سے اللہ تعالی صبح تک ایک فرشتے کو تمھاری حفاظت کے لئے مقرر فرمادے گا اور کوئی شیطان تمھارے قریب بھی نا آسکے گا۔۲۸۵

۱۷۔جس شخص کو کوئی حاجت درپیش ہو تو اس کو چاہئے کے وہ جمعہ کے دن بعد نماز عصر باوضو ہوکر اول آخر درود شریف پڑھنے کے بعد 70 مرتبہ آیت الکرسی کا ورد کرے۔

اللہ اس شخص کی حاجت روائی فرمائے گا۔

چار مرتبہ آیت الکرسی کو پڑھنے سے ایک قرآن کو پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔

جو شخص گھر سے نکلنے سے قبل آیت الکرسی پڑھتا ہے تو 70,000 فرشتے اس کے لئے دعا اور استغفار پڑھتے ہیں۔

جو شخص گھر میں داخل ہونے کے بعد آیت الکرسی کو پڑھے گا تو اللہ تعالی اس پر سے فقر و فاقہ کو دور

فرمادیں گے۔

۱۸۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جسم میں درد کی جگہ پر ہاتھ رکھ کر تین مرتبہ
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ کے بعد سات بار أَعُوذُ بِاللّٰهِ وَقُدۡرَتِهِ مِنۡ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ پڑھنے سے درد ختم ہوجاتا ہے۔۲۸۶؎

۱۹۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص شراب پیتا ہے، تو اللہ تعالی 40 دن تک اس کی نماز قبول نہیں کرتا، لیکن اگر وہ توبہ کرلے تو اللہ اس کی توبہ قبول کرلیتا ہے، اور اگر دوبارہ شراب پی لے تو پھر 40 روز کی نماز قبول نا ہوگی لیکن توبہ قبول ہوجائے گی۔۲۸۷؎

۲۰۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں آخری زمانے میں اپنی امت کے بارے میں تین چیزوں سے ڈرتا ہوں۔

۱۔ستاروں پر ایمان لانے سے۔ ۲۔تقدیر کو جھٹلانے سے۔ ۳۔بادشاہوں کے ظلم وستم سے۔۲۸۸؎

۲۱۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو فتنوں کے دور میں دین پر چلے گا یعنی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرے گا تو اسے میرے 50 صحابہ کے برابر ثواب ملے گا۔۲۸۹؎

۲۲۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! نیک چلن، عمدہ کردار اور میانہ روی نبوت کا 25 حصہ ہے۔۲۹۰؎

۲۳۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سچے خواب، نبوت کو 46 حصہ ہے۔۲۹۱؎

۲۴۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھے اجازت ملی ہے کے میں عرش کے اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک فرشتے کا حال بیان کروں، جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہے، اس کے کان کی لو سے اس کے مونڈھے تک کا فاصلہ 700 برس کی مسافت کا ہے۔۲۹۲؎

۲۵۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ نے رحمت کے 100 حصے کئے اور اپنے پاس 99 حصے رکھے، صرف ایک حصہ زمین پر موجود تمام مخلوقات میں تقسیم کردیا، تم دیکھتے ہو کے مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے، یہاں تک کے گھوڑی بھی اپنے بچے کو اپنے سم نہیں لگنے دیتی بلکہ اپنے سموں کو اٹھالیتی ہے کے کہیں اس سے اس کے بچے کو تکلیف نا پہنچے۔۲۹۳؎

۲۶۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص اللہ کے راستے میں کوئی چیز خرچ کرے گا تو اس کے لئے وہ چیز 700 گنا تک بڑھا کر لکھی جاتی ہے۔۲۹۴؎

۲۷۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص خوب اچھی طرح سے وضو کرتا ہے پھر وہ

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله. پڑھتا ہے، تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دئے جاتے ہیں، اب وہ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔۲۹۵؎

۲۸۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں۔

۱۔سلام کا جواب دینا۔ ۲۔مریض کی عیادت۔ ۳۔جنازے میں شرکت۔ ۴۔دعوت قبول کرنا۔ ۵۔چھینک کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا۔۲۹۶؎

۲۹۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی فرماتے ہیں، جب کوئی بندہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ مجھ سے قریب ہوتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں، اور جب وہ میرے پاس پیدل چل کر آتا ہے تو میں اس سے دوڑ کر ملتا ہوں۔۲۹۷؎

۳۰۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تین دعائیں قبول ہوتی ہیں، جن کی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔

۱۔مظلوم کی دعا۔ ۲۔مسافر کی دعا۔ ۳۔باپ کی اپنی اولاد کے حق میں دعا۔۲۹۸؎

۳۱۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے نیکی کا رادہ کیا، تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے، لیکن جب اس نیکی پر عمل کر لیا جاتا ہے تو اس شخص کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔۲۹۹؎

۳۲۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس دن لوگ رب اللعالمین کے سامنے حساب دینے کے لئے کھڑے ہوں گے، تو ان کی کان کی لو تک پسینے میں ڈوبی ہو گی۔۳۰۰؎

۳۳۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر معراج کے حوالے سے فرمایا! سفر معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو 3 تحائف عنایت ہوئے:

۱۔پانچ فرض نمازیں۔ ۲۔سورہ بقرہ کی آخری دو آیات۔ ۳۔اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی بخشش

اگر وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نا ٹھہرائے اور کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے تو وہ روز قیامت بخش دیا جائے گا۔۳۰۱؎

۳۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! رجب میں ایک دن اور ایک رات ہے، جو اس دن روزہ رکھے اور رات میں قیام یعنی عبادت کرے تو گویا اس نے 100 سال کے روزے رکھے، اور 100 سال تک شب بیداری کی، اور یہ رجب کی 27 تاریخ ہے۔ ۳۰۲؎

۳۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! پانچ چیزیں دل کو روشن کرتی ہیں۔

۱۔ سورہ اخلاص کی بکثرت تلاوت۔ ۲۔ کم کھانا۔ ۳۔ علماء کی ہم نشینی۔ ۴۔ نماز شب کی ادائے گی۔ ۵۔ مسجد کی طرف چل کر جانا۔ ۳۰۳؎

۳۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ احد کے بعد حضرت حمزہؓ کی لاش کے پاس فرمایا! آپ پر جیسا رنج وصدمہ مجھے کبھی نہیں پہنچے گا اور میں اس سے زیادہ کسی رنجیدہ اور دردناک مقام پر کبھی کھڑا نہیں ہوا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بتایا ہے کے سات آسمانوں میں حضرت حمزہؓ کا نام اس طرح سے لکھا ہوا ہے، حمزہؓ بن عبدالمطلب، اسد اللہ و رسولہ یعنی (اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شیر)۔ ۳۰۴؎

۳۷۔ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میت کے ساتھ تین چیزیں چلتی ہیں، دو واپس آجاتی ہیں اور ایک اسی کے ساتھ رہ جاتی ہے، اس کے اہل اور مال واپس آجاتے ہیں جبکہ اس کا عمل اس کے ساتھ رہتا ہے۔ ۳۰۵؎

۳۸۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! گناہوں کو مٹانے والے تین اعمال یہ ہیں۔

۱۔ نماز کے بعد مسجد میں بیٹھ کر دوسری نماز کا انتظار کرنا۔

۲۔ پیدل چل کر نماز باجماعت کے لئے مسجد جانا۔

۳۔ ناگواری کے باوجود باقاعدگی سے وضو کرنا۔ ۳۰۶؎

۳۹۔ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! معراج کی رات میں نے جنت کے دروازے پر لکھا دیکھا کے صدقہ کا ثواب 10 گنا ہے اور قرض کا ثواب 18 گنا ہے، میں نے جبرائیل سے پوچھا قرض، صدقہ سے افضل کیوں ہے؟ تو جبرائیل نے

فرمایا! صدقہ سائل کے سوال کرنے پر دیا جاتا ہے حالانکہ اس کے پاس کھانے کو ہوتا ہے جبکہ قرض لینے والا قرض اس وقت تک نہیں مانگتا جب تھ اس کو واقعی اس کی ضرورت نا ہو۔ ۳۰۷؎

۴۰۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا، ہم اپنے خادموں کو کتنا معاف کیا کریں ؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ایک دن میں 70 سے زائد مرتبہ۔ ۳۰۸؎

۴۱۔حضرت کعب بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 3 انگلیوں کے ساتھ کھانا کھایا کرتے ،اور کھانے کے اختتام پر ان انگلیوں کو چاٹ لیا کرتے۔ ۳۰۹؎

۴۲۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے اپنے بھائی کو پیٹ بھر کر کھلایا اور پلایا تو اللہ تعالی اس کو دوزخ سے 7 خندق دور کر دے گا، جبکہ دو خندقوں کے مابین 500 برس کا فاصلہ ہے۔ ۳۱۰؎

۴۳۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری امت کے اکثر لوگوں کی عمر 60 اور 70 برس کے درمیان ہوگی۔ ۳۱۱؎

۴۴۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں دو کمزوروں کی حق تلفی سے منع کرتا ہوں۔

۱۔یتیم۔ ۲۔عورت۔ ۳۱۲؎

۴۵۔حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! مجھے تمام نبیوں پر چھ اوصاف کی وجہ سے فضیلت دی گئی ہے۔

۱۔مجھے جامع الکلام بنایا گیا۔

۲۔رعب سے میری مدد کی گئی۔

۳۔میرے لئے مال غنیمت کو حلال کیا گیا۔

۴۔تمام روئے زمین کو میرے لئے مادہ تیمم اور مسجد بنایا گیا۔

۵۔مجھے تمام مخلوقات کا رسول بنایا گیا۔

۶۔اور مجھ پر رسالت اور نبوت کو ختم کر دیا گیا۔ ۳۱۳؎

۴۶۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! تین چیزیں جب کوئی پیش کرے تو اسے منع نا کرو۔

ا۔خوشبو۔ ۲۔تکیہ۔ ۳۔دودھ۔ ۳۱۴؎

۷ ۴۔حضرت زید بن ارقم ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں۔

ا۔کتاب اللہ (قرآن کریم)۔ ۲۔میری عترت (اہل بیت)۔ ۳۱۵؎

۴۸۔حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں، ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت ابوبکر ؓ، عمر ؓ اور عثمان ؓ کو لے کر احد پر چڑھے، تو احد کانپنے لگا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اے احد قرار پکڑ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ ۳۱۶؎

۴۹۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص مہینے میں تین دن صبح کے وقت شہد چاٹ لے تو اس شخص کو کوئی بڑی بیماری نہیں ہوگی۔ ۳۱۷؎

۵۰۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے! جس نے مجھ پر (۱۰۰۰) مرتبہ درود شریف پڑھا۔ اللہ تعالی اس کا گوشت اور ہڈیوں کو آگ پر حرام فرما دیں گے۔ ۳۱۸؎

۵۱۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص جمعہ کے دن (۱۰۰۰) مرتبہ یہ درود شریف پڑھے گا تو وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک وہ مرنے سے پہلے جنت میں اپنا ٹھکانہ نہ دیکھ لے۔

اللھم صل علی محمدٍ و الہ الف الف مرۃٍ۔ ۳۱۹؎

۵۲۔حضرت انس ؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مجھے لوگوں پر چار چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے۔

ا۔سخاوت۔ ۲۔شجاعت۔ ۳۔قوت مردمی۔ ۴۔مقابل پر غلبہ۔ ۳۲۰؎

۵۳۔مہر کے علاوہ عورت کے نان نفقہ کی بھی مکمل ذمہ داری شوہر پر عائد ہوتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر سال اپنی ازواج مطہرات کو ۱۰۰ وسق (۲۴۰ کلوگرام) غلہ دیتے تھے، جس میں ۸۰ وسق کھجوریں اور ۲۰ وسق جو ہوتی تھی۔ ۳۲۱؎

۵۴۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! خواب تین طرح کے ہوتے ہیں۔

ا۔اچھا خواب اللہ کی طرف سے خوشخبری ہوتی ہے۔

۲۔غمگین خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔

۳۔ایک خواب انسان کے اپنے تخیل کی کاروائی ہوتی ہے۔۳۲۲؎

۵۵۔حضرت ابو مالک اشعریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری امت میں زمانہ جاہلیت کی چار خصلتیں ایسی ہیں جن کو وہ ترک نہیں کرے گی ۔ا۔اپنے نسب پر فخر کرنا ۲۔دوسروں کے نسب پر طعن کرنا۔ ۳۔ستاروں سے بارش طلب کرنا۔ ۴۔اور میت پر نوحہ کرنا۔ ۳۲۳؎

۵۶۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سلام میں پہل کرنے والے کو ۳۰ نیکیاں جبکہ جواب دینے والے کو دس نیکیاں ملتی ہیں۔۳۲۴؎

۵۷۔حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ وتر ہے اور وتر سے محبت کرتا ہے۔۳۲۵؎

۵۸۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک میرے دل پر حجاب چھا جاتا ہے اور میں ہر روز سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔۳۲۶؎

۵۹۔قتادہ بن ملحان قیسیؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ایام بیض یعنی (تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں) تاریخوں کے روزے رکھنے کا حکم فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا! یہ پورے سال روزہ رکھنے کے مثل ہیں۔۳۲۷؎

۶۰۔حضرت ابوایوب انصاریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد چھ روزے شوال کے بھی رکھے تو گویا اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔۳۲۸؎

۶۱۔حضرت حفصہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار کام نہیں چھوڑتے تھے۔

ا۔عاشورہ (۱۰ محرم) کا روزہ۔ ۲۔عشرہ ذی الحجہ کے روزے۔ ۳۔ہر مہینے کے تین روزے یعنی ایام بیض کے روزے۔ ۴۔فجر کی دوسنتیں۔۳۲۹؎

۶۲۔حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو صبح کے اول وقت میں چار رکعات کی حفاظت کرے گا، وہ حفیظ ہے۔۳۳۰؎

۶۳۔حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی موت سے

پہلے انھیں نا چھوڑنا۔ ا۔ ہر مہینے میں تین روزے۔ ۲۔ چاشت کی نماز۔ ۳۔ وتر پڑھ کر سونا۔ ۳۳۱

۶۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قرآن مجید چار افراد سے سیکھو۔ ا۔ عبداللہ بن مسعودؓ ۲۔ ابوحذیفہ کے مولا سالم۔ ۳۔ ابی بن کعبؓ۔ ۴۔ معاذ بن جبلؓ۔ ۳۳۲

۶۵۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص رات کو سوتے وقت سورہ دخان پڑھے گا تو صبح تک اس کے لئے ۷۰۰۰۰ فرشتے استغفار کریں گے۔ ۳۳۳

۶۶۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اذا زلزلت قرآن کریم کا چوتھا حصہ ہے۔ ۳۳۴

۶۷۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ سورہ الزلزال قرآن کریم کا نصف حصہ ہے۔ ۳۳۵

۶۸۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سورہ النصر چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ ۳۳۶

۶۹۔ حضرت سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سورہ اخلاص تہائی قرآن ہے۔ ۳۳۷

۷۰۔ حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص قبرستان سے گزرا اور اس نے گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھی پھر اس کا اجر ان قبرستان کے مردوں کو ایصال ثواب کر دے، تو پڑھنے والے کو اس کا اجر اتنا ملے گا جتنے کے اس قبرستان میں مردے دفن ہیں۔ ۳۳۸

۷۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مردوں پر لا الہ الا اللہ بہت پڑھا کرو۔ ۳۳۹

۷۲۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے قبرستان میں جا کر سورہ یٰسین پڑھی اور اس کا ثواب وہاں کے مردوں کو پہنچایا تو اللہ تعالی اس دن ان مردوں کے عذاب میں تخفیف فرماتے ہیں، اسی طرح سے جمعہ کے دن بھی یٰسین پڑھنے سے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے اور قبرستان کے مردوں کے برابر پڑھنے والے کو ثواب دیا جاتا ہے۔ ۳۴۰

۷۳۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب کوئی شخص انتقال کرجاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے،سوائے تین اعمال کے:

۱۔اس کا نیک عمل۔ ۲۔اس کا نفع بخش علم۔ ۳۔اور صالح اولاد۔۳۴۱

۷۴۔حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص کسی کے جنازہ پر گیا حتیٰ کے اس کی نماز پڑھی،اس کو ایک قیراط اجر ملے گا اور جو تدفین تک جنازہ کے ساتھ رہا اس کو دو قیراط اجر ملے گا،پوچھا گیا کے قیراط کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!
دو پہاڑوں کی مثل ہیں۔۳۴۲

۷۵۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص یہ دعا کرے جزی اللہ عنا محمداً ما ھواھلہ تو اس کا ثواب 70,000 فرشتوں کو 1,000 دن تک مشقت میں ڈالے گا۔۳۴۳

۷۶۔اہل جنت جب جنت میں داخل کئے جائیں گے تو مردوں کی عمریں ۳۳ برس اور خواتین ۱۸ برس کی ہوں گی اور وہ اپنی جوانی کے بہترین ایام میں جنت میں دال ئے جائیں گے۔۳۴۴

۷۷۔اہل جنت کا قد (ساٹھ ہاتھ) جتنا لمبا ہوگا۔۳۴۵

۷۸۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب جنت کے درجات کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جتنے قرآن کریم میں حروف ہیں اتنے ہی جنت کے درجات ہیں اور جنت کے ایک درجے سے دوسرے درجے کا فاصلہ آسمان اور زمین جتنا ہے۔۳۴۶

۷۹۔حضرت عبادہ بن صامتؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جنت میں ۱۰۰ درجات ہیں،ہر دو درجوں کے درمیان زمین اور آسمان جتنا فاصلہ ہے۔۳۴۷

۸۰۔حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جنت میں ۱۰۰ درجے ہیں اور اس کے کسی ایک درجے میں تمام جہان سما سکتے ہیں۔۳۴۸

۸۱۔حضرت بریدہؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اہل جنت کی ۱۲۰ صفیں ہوں گی جن میں سے 80 صفیں اس امت کی ہوں گی جبکہ بقیہ 40 صفیں باقی امتوں کی ہوں۔۳۴۹

۸۲۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! اہل جنت میں سب سے کم درجہ اس شخص کا ہوگا جو ایک ہزار سال کی مسافت سے اپنی جنتوں ، اپنی بیویوں اپنی نعمتوں ، اپنے خادموں اور اپنی باندیوں کو دیکھے گا اور اللہ کے نزدیک اہل جنت میں سب سے زیادہ مکرم شخص وہ ہوگا جو اللہ کے چہرے کا دیدار صبح وشام کرے گا ، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی " اس دن بعض چہرے تروتازہ ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہوں گے ۔۳۵۰؎ "

۸۳۔حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! دوزخ کی آگ کو 1000 سال تک دھکایا گیا ، حتیٰ کے وہ سرخ ہوگئی ، پھر اس کو 1000 سال تک مزید دھکایا گیا حتیٰ کے وہ سفید ہوگئی پھر اس کو مزید 1000 سال تک دھکایا گیا تو وہ سیاہ ہوگئی پس وہ سیاہ اندھیری ہے ۔۳۵۱؎

۸۴۔حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! دوزخ کی آگ میں صرف شقی داخل ہوگا ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا ، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شقی کون ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! جس نے اللہ کے لئے کوئی اطاعت نہیں کی ۔۳۵۲؎

۸۵۔حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! تمھاری دنیا کی آگ دوزخ کی آگ کا ۷۰واں حصہ ہے ۔۳۵۳؎

۸۶۔حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ! بے شک دوزخ والوں میں سب سے کم عذاب اس شخص کو ہوگا جس کو آگ کی دو جوتیاں اور دو تسمے پہنائے جائیں گے اور اس سے اس کا دماغ اس طرح سے کھول رہا ہوگا جس طرح سے چولہے پر رکھی ہوئی ہنڈیا کھولتی ہے ۔۳۵۴؎

۸۷۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! (جہنم) کی آگ میں بختی اونٹ جیسے سانپ ہیں ، اگر وہ ایک بار ڈس لیں گے تو جہنمی 40 سال تک اس کے زہر اور کاٹ کی تکلیف کو محسوس کرے گا ، اور خچر جیسے بچھو ہیں جو اگر ایک بار ڈس لیں تو ان کے زہر کی شدت اور کاٹ کی تکلیف 40 برس تک محسوس کی جائے گی ۔۳۵۵؎

۸۸۔حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! پانچ جانور فاسق ہیں، جن کو حرم میں بھی قتل کر دیا جائے گا۔

ا۔چوہا۔ ۲۔بچھو۔ ۳۔چیل۔ ۴۔کوا۔ ۵۔باولا کتا۔۳۵۶؎

۸۹۔حضرت عبداللہ بن مغفلؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر کتے اللہ کی مخلوق نہیں ہوتے تو میں ان سب کو قتل کر دینے کا حکم دے دیتا، پس تم ان میں سے سیاہ کتے کو قتل کر دو اور جن لوگوں نے کھیت، شکار اور مویشیوں کے بغیر کتا رکھا ہوا ہے ان کے اجر میں ہر روز ایک قیراط کم ہوتا رہے گا۔۳۵۷؎

۹۰۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ نے تمھیں تین آفات سے بچا لیا۔

ا۔تمھارا نبی تم پر ایسی بددعا نہیں کرے گا کہ جس سے تم ہلاک ہو جاؤ۔

۲۔کبھی بھی اہل باطل اہل حق پر غالب نہیں آئیں گے۔

۳۔تم سب گمراہی پر متفق نہیں ہو گے۔۳۵۸؎

۹۱۔میری امت کے 70,000 افراد کا ایک گروہ جنت میں داخل کیا جائے گا جن کا حسن اور خوبصورتی چاند کی مانند ہو گی۔۳۵۹؎

۹۲۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے کسی کی زمین میں سے کچھ ناحق لیا تو روز قیامت اسے سات زمینوں میں دھنسایا جائے گا۔۔۳۶۰؎

۹۳۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے کسی کی ایک بالشت زمین پر ظلم سے قبضہ کیا تو روز قیامت اس شخص کی گردن میں سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔۳۶۱؎

۹۴۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو انسان قرآن کریم کو پڑھنے میں ہکلاتا یا اٹکتا ہے تو اس کو قرآن کریم کے پڑھنے کی اس مشقت کے سبب اللہ تعالی دو اجر عطا فرماتے ہیں۔۳۶۲؎

۹۵۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! انسان کے لئے کھانے کے چند لقمے بہت ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھ سکیں، اگر زیادہ ہی کھانا ضروری ہے تو پھر ضروری ہے کے پیٹ کا ایک تہائی حصہ اپنے کھانے کے لئے، ایک ے ہائی حصہ اپنی کے لئے اور ایک تہائی حصہ اپنی سانس کے لئے باقی رکھا جائے۔۳۶۳؎

۹۶۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تین مساجد کے سوا کسی جگہ کے لئے سفر اختیار نا کیا جائے ۔ ا مسجد الحرام (بیت اللہ)۔ ۲۔مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ۳۔مسجد اقصیٰ (بیت المقدس)۔ ۳۶۴؎

۹۷۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قرآن کریم میں 30 آیات کی ایک ایسی سورہ ہے جو اپنے تلاوت کرنے والے کی سفارش کرتی رہے گی جب تک کے اس کی بخشش نا ہوجائے اور وہ سورہ ہے،تبارک الذی بیدہ الملک،یعنی سورہ الملک۔ ۳۶۵؎

۹۸۔حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، قیامت کا دن 50,000 برس طویل ہوگا لیکن میری امت کے لئے وہ دن اتنا مختصر ہوگا جتنی دیر میں دنیا میں کوئی شخص فرض نماز ادا کرتا ہے بلکہ وہ اسے اس سے بھی کم محسوس کرے گا۔ ۳۶۶؎

۹۹۔حضرت ابوذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے ابوذر، اگر تم صبح قرآن کریم کی ایک آیت بھی سیکھ لو تو یہ تمھارے لئے 100 رکعات نماز پڑھنے سے افضل ہے اور اگر تم صبح علم کا ایک باب سیکھ لو خواہ اس پر عمل ہو یا نا ہو لیکن یہ 1000 رکعات پڑھنے سے افضل ہے۔ ۳۶۷؎

۱۰۰۔حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو پانچ نصیحتیں فرمائیں۔

۱۔کامل وضو کرو تمھارے عمر دراز ہوگی۔

۲۔سلام کرو، اس سے تمھاری نیکیوں میں اضافہ ہوگا۔

۳۔گھر میں سلام کر کے داخل، گھر میں خیر و عافیت رہے گی۔

۴۔چاشت کی نماز پڑھتے رہو، گزشتہ اللہ والوں کا یہی طریقہ تھا۔

۵۔چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی عزت و توقیر کرو تم قیامت میں میرے ساتھی بن جاؤ گے۔ ۳۶۸؎

۱۰۱۔حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم لوگ ایسے زمانے میں ہو کے جو اس کا دسواں حصہ چھوڑ دے جس کا اس کو حکم دیا گیا ہے تو وہ ہلاک ہوجائے گا، پھر ایسا

زمانہ بھی آئے گا جب تم میں سے جو اس کے دسویں حصہ پر عمل کرے گا جس کا اس کو حکم دیا گیا ہے تو وہ کامیاب ہو جائے گا۔ ۳۶۹؎

۱۰۲۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ذی الحجہ کے دس دنوں کے مقابلے میں دوسرے کوئی ایام ایسے نہیں جن میں نیک اعمال اللہ کو ان دنوں سے زیادہ محبوب ہوں، لوگوں نے عرض کی، کیا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں، سوائے اس مجاہد کے جو اپنی جان اور مال دونوں لے کر اللہ کی راہ میں نکلا پھر کسی چیز کے ساتھ واپس نہیں آیا۔ ۳۷۰؎

۱۰۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، کے انھوں نے فتح مکہ کے دن دیکھا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعات پڑھیں۔ ۳۷۱؎

۱۰۴۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دوزخ نے اللہ کے حضور شکایت کی کے، اے میرے رب! (آگ کی شدت کی وجہ سے) میرے بعض حصے نے بعض حصوں کو کھالیا ہے، اس پر اللہ تعالی نے دوزخ کو دو سانسوں کی اجازت دی، ایک سانس سردی میں اور ایک سانس گرمی میں، چنانچہ نہایت سردی اور نہایت گرمی جو تم لوگ محسوس کرتے ہو وہ جہنم کے اسی سانس کی وجہ سے ہے۔ ۳۷۲؎

۱۰۵۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مسکین وہ نہیں جو ایک کھجور یا ایک دو لقمے کے لئے در بدر پھرتا رہے بلکہ اصل مسکین وہ ہے جو لوگوں سے سوال نہیں کرتا۔ ۳۷۳؎

۱۰۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے قرآن کریم کا ایک حرف پڑھا اس کے بدلے اس کو ایک نیکی ملے گی اور پھر اس ایک نیکی کو دس گنا بڑھا دیا جائے گا۔ ۳۷۴؎

۱۰۷۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد چھ روزے شوال کے رکھے تو گویا اس نے پورے سال کے

روزے رکھے۔۳۷۵

۱۰۸۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ نماز عید سے قبل صدقہ فطر ادا کر دیا کرو چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ عید الفطر سے دو دن قبل صدقہ فطر ادا کر دیا کرتے تھے۔۳۷۶

۱۰۹۔حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! رمضان کے مہینے میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے، جو اس سے محروم رہا وہ ہر طرح کی خیر سے محروم رہا۔۳۷۷

۱۱۰۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔۳۷۸

۱۱۱۔حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے کوئی شخص رمضان سے پہلے (شعبان کی آخری تاریخوں میں) ایک یا دو دن کے روزے نا رکھے، البتہ اگر کسی کو ان روزوں کی عادت ہو تو وہ اس دن بھی روزہ رکھ لے۔۳۷۹

۱۱۲۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منذر بن عائذ اشج عبدالقیسؓ سے فرمای! تمھارے اندر دو خصائل ایسے ہیں جو اللہ کو پسند ہیں۔
۱۔تحمل۔ ۲۔غور و فکر کی عادت۔۳۸۰

مشہور مسلمان ریاضی دان

مسلمان کے اسلاف میں بے شمار ایسے بے تاج علماء اور فضلاء گزرے ہیں جنھوں نے علم ریاضی میں بڑے کارنامے انجام دئے۔

مسلمانوں کی سائنسی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے Draper لکھتا ہے!

مسلمانوں کے دور عروج میں نا صرف بے شمار نئے علوم دریافت کئے گئے بلکہ ان کی بنیاد بھی رکھی گئی، مسلمانوں نے حساب کے ہندوستانی طریقے کو متعارف کروایا جو ایک زبردست ایجاد تھی، اس میں تمام اعداد کو دس علامات سے ظاہر کیا گیا جن کے ذریعے اعداد کی مطلق اور مقامی قیمت کا

تعین ہوسکا تاہم اس دریافت کے بعد حساب کتاب کے آسان اصول کے تعین میں آسانی ہوئی، یہی وہ دور تھا جب دیافنطس (Diophantus) جیسے ماہر ریاضیات کی بنائی گئی بنیادوں پر الجبرا کی عظیم الشان عمارت قائم کی گئی۔

الجبرا کو کائناتی حساب یعنی Universal Arithmetics کہنا بے جا نا ہوگا، ریاضی کی اس شاخ سے درمیانی مقداروں کوحل کرنے کے طریقوں کی وضاحت ہوتی ہے، باالفاظ دیگر علم الجبرا میں تمام اقسام کی مقداروں چاہے وہ حسابی ہوں یا ہندسی کے مابین تعلقات پر تحقیق کی جاتی ہے، تاہم عرب کے خانہ بدوشوں نے تکوینات کے علم کو بھی اس کی جدید شکل عطا کرتے ہوئے تکوینات اوتار یعنی (واحد وتر Chord) کے بجائے جیب زاویہ کا ستعمال متعارف کروایا، اس طرح سے انھوں نے تکوینات کو ایک علیحدہ علم کی حیثیت دلوائی۔۳۸۱؎

George Sarton کے مطابق! گیارہویں صدی عیسوی میں علم وحکمت کا حقیقی ارتقاء مسلمانوں کا مرہون منت تھا، اس زمانے کی انوکھی اور نادر خدمات کا تعلق صرف ریاضی سے تھا جو شروع سے آخر تک مسلمان سائنس دانوں کی کوششوں کا ہی نتیجہ ہے۔

عمر خیام، مسلمانوں کا سب سے ذہین ترین اور نابغہ روزگار مفکر تھا، اس کی تحقیقات اور تخلیقات کے لئے دنیا اس کی احسامندر ہے گی۔

عمر خیام کا زمانہ اسلامی علم وحکمت کا دور زرین تھا، جس میں مسلمان علماء نے علم ریاضی میں کمالات کئے، جو اگلے ادوار میں بتدریج تنزلی کا شکار ہوتے گئے، اگرچہ عیسائی ریاضی دانوں نے بھی اس میدان میں کوشش کی لیکن مسلمان سائنسدانوں کے مقابلے کی ان میں تاب ناتھی۔ ۳۸۲؎

ذیل میں چند جید ریاضی دان علماء کا ذکر اختصار سے کیا جارہا ہے۔

۱۔ابوجعفر محمد بن موسیٰ الخوارزمی (متوفی ۸۴۷ء):

محمد ابن موسیٰ الخوارزمی کا تعلق خوارزم سے تھا، یہ شہر آج کل روس میں ہے۔خوارزمی ایک فارسی ریاضی دان، ماہر فلکیات، نجومی، جغرافیہ دان اور بغداد کے بیت الحکمت سے منسلک ایک قابل اسکالر تھے، انھوں نے عباسی خلیفہ مامون الرشید کی قائم لائبریری بیت الحکمت سے استفادہ کیا۔

الخوارزمی، یونانی مفکر فیثا غورث کے زمانے سے ہی ریاضی کے سب سے بڑے عالم مانے جاتے ہیں، الخوارزمی نے علم الجبرا کی بنیاد رکھی، ان کی وضع کردہ گنتی آج بھی مشرق اور مغرب میں رائج ہے، تاہم الخوارزمی کی مہارت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کے انھوں نے ریاضی میں ایک ایسا علم ایجاد کیا جس کا پہلے کوئی وجود ہی نا تھا، الخوارزمی کو علم الجبرا کا بانی اور کمپیوٹر کا باپ کہا جاتا ہے، آج کمپیوٹر پروگرامنگ میں انھی کی ایجاد کردہ الگورتھم استعمال ہوتے ہیں۔

الخوارزمی کی کتاب **الجبرا** کو اس مضمون پر پہلی مستند عربی تصنیف کا درجہ حاصل ہے۔

۲۔جابر بن حیان (متوفی ۸۱۵ء):

جابر بن حیان کو مسلم کثیر الجامع شخصیت ہونے کا اعزاز حاصل ہے، آپ ماہر ریاضی دان، جغرافیہ دان، ماہر طبیعات، ماہر فلکیات، منجم، ماہر کیمیا دان اور ماہر سائنسدان تھے۔ آپ نے سائنسی نظریات کو دینی عقائد کی طرح اپنایا، کیونکہ آپ کے یہاں میزان کی اصطلاح پائی جاتی ہے، اس سے مراد میزان الحروف یعنی حروف کا توازن ہے، اس کا تعلق عربی حروف تہجی کے 28 حروف کے روابط سے ہے، یہ تعداد 4 کے 7 کے ساتھ حاصل ضرب کے برابر ہے، تاہم جابر بن حیان کے اس نقطہ نظر کے دینی پہلو کی بنیاد قرآن کریم میں لفظ میزان کا استعمال ہے، قرآن کریم میں اس لفظ سے مراد ترازو کے ہیں، جس میں روز قیامت اعمال تولے جائیں گے، اس کے ساتھ ہی یہ نظام آسمانی اور ستاروں کا بھی ایک ابدی اور لازمی حصہ ہے، جیسے کے ارشاد خداوندی ہے!

وَ السَّمَآءَ رَفَعَهَا وَ وَضَعَ الْمِیْزَانَ۔ ۳۸۳

ترجمہ۔(اللہ) نے آسمان کو بلند کیا اور اس میں میزان قائم کی۔

اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِیْزَانِ۔ ۳۸۴ ترجمہ۔تاکہ تم میزان میں زیادتی مت کرو۔

یہاں میزان سے مراد کائناتی نظام کے اندر پایا جانے والا مربوط اور خوبصورت توازن cosmic balance ہے جس کی وجہ سے یہ کائنات قائم ہے۔ یہ توازن تمام اجرامِ سماویہ کے اندر موجود کشش ثقل gravitational force کی وجہ سے قائم ہے۔تمام اجرامِ فلکی اس کشش کی وجہ سے آپس میں بندھے ہوئے ہیں۔قدرت کی طرف سے ہر کُرے کا دوسرے کرے سے

فاصلہ، اس کی کشش کی طاقت کی نسبت سے رکھا گیا ہے، اگر کہیں یہ فاصلہ ایک طرف سے معمولی سا کم ہوجائے اور دوسری طرف سے معمولی سا بڑھ جائے تو یہ سارا نظام تلپٹ ہوجائے اور تمام کرے آپس میں ٹکرا جائیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی تمام چیزوں میں ایک توازن قائم کر رکھا ہے۔

اس کائناتی توازن کا تقاضا یہ ہے کے یہاں رہتے ہوئے تم بھی عدل وانصاف پر قائم رہو۔

وَ اَقِیۡمُوا الۡوَزۡنَ بِالۡقِسۡطِ وَ لَا تُخۡسِرُوا الۡمِیۡزَانَ۔ ۳۸۵

ترجمہ۔ قائم رکھو وزن کو انصاف کے ساتھ اور میزان میں کوئی کمی نہ کرو۔

کسی بھی نظام میں توازن برقرار رکھنے کے لیے اس نظام کے اندر عدل قائم رکھنا یعنی اس کی ہر چیز کو اس کی اصل جگہ پر رکھنا ضروری ہے، کیونکہ کسی بھی قسم کی کمی بیشی نظام میں خرابی اور عدم توازن کا باعث بنتی ہے۔ اسی لیے زیادتی سے بھی منع کر دیا گیا لَا تَطۡغَوۡا اور کمی کرنے سے بھی روک دیا گیا لَا تُخۡسِرُوا۔ خالق کائنات نے اس کائنات کا پورا نظام توازن اور عدل وقسط پر قائم کیا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ انسان بھی اپنے دائرۂ اختیار میں اسی طرح توازن اور عدل وقسط کو ملحوظ رکھے۔ اس میزان میں کوئی خرابی نہ پیدا کرے، ورنہ سارے نظام معاش ومعیشت میں فساد پھیل جائے گا، یہاں کوئی بڑا ظلم تو درکنار، ترازو میں ڈنڈی مار کر اگر کوئی شخص خریدار کے حصے کی تھوڑی سی چیز بھی مار لیتا ہے تو میزانِ عالم میں خلل برپا کر دیتا ہے۔ ۳۸۶

قرآنی میزان کے استعارے کی وضاحت اسلامی تصوف میں بھی بیان کی گئی ہے جبکہ یہ جابر بن حیان کے سائنسی نظام کو اس کے دینی نظریات کے ساتھ مربوط کرتی ہے۔

علم حساب کے موضوع پر جابر بن حیان نے جو لکھا اس کو فیثاغورث اور افلاطون کے مظاہر فطرت میں اعداد کی اہمیت سے تقویت حاصل ہوتی ہے، کیونکہ جابر کے یہاں یہ ایک عملی حقیقت اور اصول کی حیثیت رکھتے ہیں۔

28 کا عدد نا صرف 4 اور 7 کا حاصل ضرب ہے بلکہ حسابی سلسلہ 1-3-6-10-15-21-28 کا ساتواں عدد بھی ہے، یہ ایک کامل عدد ہے کیونکہ یہ اپنے اجزاء ضربی 1,2,4,7,14 کا مجموعہ بھی

ہیں ، اس حسابی سلسلے کے علاوہ جابر بن حیان 1,3,5,8 کو بھی بکثرت استعمال کرتے ہیں ، یہ سلسلہ بنیادی صفات کے درجہ اور قوت کے ربط کی بھی وضاحت کرتا ہے، اہم نکتہ یہ ہے کے ان اعداد کا حاصل جمع 17 ہے، جو اسماعلیوں کے یہاں مذہبی اہمیت کا حامل تصور کیا جاتا ہے۔

جابر حیان کا یہ ماننا ہے کے یہ عدد اس کے نظریہ میزان کی بنیاد ہے جو اس توازن کو ظاہر کرتا ہے جس پر دنیا کی ہر شے کی ساخت کی بنیاد رکھی گئی ہے۔

جابر بن حیان کو بابائے کیمیا کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، کیونکہ آپ نے کیمیا یعنی کیمسٹری کے مضمون کو ایجاد کیا۔ آپ نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے بھی علمی فیض حاصل کیا۔

۳۔ الماھانی:

الماھانی کا پورا نام ابوعبداللہ محمد بن عیسیٰ الماھانی ہے، آپ کا تعلق ایران سے تھا، آپ نے علم ریاضی اور فلکیات پر کام کیا۔

عمر خیام کے مطابق ! الماھانی وہ پہلے سائنسدان ہیں جنھوں نے ارشیمدس کے ایک اہم مسئلے کا حل الجبرا کے اصولوں کے مطابق نکالنے کی کوشش کی۔

۴۔ الجوھری:

الجوھری کا پورا نام العباس ابن سعید الجوھری تھا، آپ کا تعلق بغداد سے تھا، یہ نویں صدی عیسوی کے ایک ماہر ریاضی دان اور ماہر ہیت دان تھے۔ آپ مامون الرشید کی رصد گاہ کے ناظم بھی تھے ابن القفطی کے مطابق ! الجوھری علم نجوم کی ایک پیچیدہ فلکیاتی نظریہ Prorogation کا ماہر تھا، جس کا تعلق لوگوں کی زندگی کی طوالت معلوم کرنے سے تھا۔ الجوھری نے اقلیدس کی کتاب العناصر کی شرح لکھی نیز اس نے کئی پیچیدہ جیومیٹری کے مسائل بھی حل کیے۔

۵۔ بنوموسیٰ (تین بھائی):

بنوموسی کسی ایک شخص کا نام نہیں بلکہ یہ تینوں مسلمان بھائی تھے، جن میں ایک کا نام محمد۔ احمد اور الحسن تھا، ان کا تعلق بغداد سے تھا، یہ تینوں بھائی ریاضی اور علم فلکیات میں ماہر تھے۔

بنو موسیٰ کا تعلق ان اولین مسلمان سائنسدانوں میں کیا جاتا ہے جنھوں نے یونان کی ریاضیاتی تحریروں کا مطالعہ کرتے ہوئے عربی مکتب کی بنیاد رکھی، اگر چہ انھیں یونانی ریاضی دانوں کا مقلد شمار کیا جاتا ہے تاہم انھوں نے یونان کی قدیم ریاضی سے انحراف کرتے ہوئے جو طریقے استعمال کئے وہ بعض ریاضیاتی تصورات کی ترقی کے لئے اہمیت کا باعث تھے۔

ان تینوں بھائیوں نے مشترکہ طور پر کام کیا ان میں محمد اور الحسن جیومیٹری کے ماہر تھے۔

٦۔ثابت ابن قرہ (متوفی ۹۰۱ء):

ثابت ابن قرہ کا تعلق عراق سے تھا، وہ ریاضی، فلکیات، میکانیات، طب اور فلسفے کا عالم تھا، ثابت کی تصانیف میں سب سے زیادہ کام اس کی ریاضی کی کتب پر ہوا، تاہم اس دور میں ثابت کی ان تصانیف کو خاص اہمیت دی جاتی اور مزید تحقیقات میں ان کتب کو ضرور سامنے رکھا جاتا تھا، ان اکتشافات میں عدد کے تصور کا مثبت حقیقی اعداد پر اطلاق، احصائے تکملی یعنی Integral Calculus اور کروی تکونیات یعنی Spherical Trigonometry، تجزیاتی ہندسہ یعنی Analytical Geometry اور غیر اقلیدسی ہندسہ یعنی Non-Euclidean Geometry شامل ہیں۔

ثابت نے ریاضی کی تقریباً تمام شاخوں پر کام کیا ہے، اس نے قدیم یونانی کتب کا عربی زبان میں ترجمہ کیا، تاہم ان تراجم میں سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ارشمیدس کی کی تصانیف کے تراجم ہیں جواب ناپید ہیں۔

۷۔احمد بن یوسف:

احمد بن یوسف کا پورا نام احمد بن یوسف بن ابراہیم بن الدایہ المصر ی تھا، ان کا تعلق بغداد سے تھا ،آپ کی علم ریاضی کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ احمد بن یوسف نے تناسبی مقداروں کی مختلف صورتوں کے حل کو کم ال احتیاط سے مرتب اور منقسم کیا۔

۸۔ابوکامل شجاع (متوفی ۹۳۰ء):

ابوکامل شجاع کا پورا نام ابوکامل شجاع بن اسلم بن محمد بن شجاع تھا، آپ کا تعلق مصر سے تھا چنانچہ آپ کو الحاسب المصری یعنی مصر کا حساب دن بھی کہا جاتا تھا۔ آپ کا شمار ماہرین الجبرا میں کیا جاتا ہے، آپ کی ۱۴ تصانیف اس وقت قلمی شکل میں موجود ہیں، آپ نے الجبرا اور جیومیٹری پر بہت کام کیا۔ ابوکامل وہ پہلا ریاضی دان تھا جس نے X2 سے بڑی قوتوں کو آسانی سے استعمال کیا۔ ابوکامل نے مساوتوں کے تکمیلی حل سے متعلق یونانی نظریے اور قدیم عراقی روایات کو عمل میں لاکر الجبرا کو کئی نئی جہات عطا کیں۔

۹۔سنان ابن ثابت (متوفی ۹۴۳ء):

سنان بن ثابت، ثابت بن قرہ کے لائق فرزند تھے جن کا تعلق بغداد سے تھا، آپ نے علم طب اور علم ریاضی میں کمالات کئے، آپ کے تحقیقی کام کو دنیا میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

۱۰۔ابراہیم ابن سنان:

ابراہیم ابن سنان، سنان ابن ثابت کے فرزند ہیں، ان کے والد اور دادا دونوں ہی باکمال ماہر ریاضی دان تھے، لہٰذا خاندانی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے ابراہیم بن سنان نے بھی علم ریاضی میں کمال حاصل کیا، ان کا انتقال ۳۸ برس کی عمر میں ہوا لیکن جواں سالی کی موت کے باوجود ابراہیم بن سنان نے سائنسی تحقیق میں کافی قابل قدر علمی ذخیرہ ورثے میں چھوڑا۔ جس کی اہمیت کو مشرق و مغرب کے تمام سائنسی ماہرین نے سراہا، آپ کی سائنسی تحقیق کا دائرہ بے حد وسیع تھا، جس میں شامل دائروں کے تماس، سورج کی ظاہری حرکات، شمسی ساعتیں، اصطرلاب اور دیگر فلکیاتی آلات وغیرہ ہیں۔

ابراہم بن سنان نے سایوں کا بصریاتی تجزیہ اور جیومیٹری میں بہ حیثیت خاص تحقیق کی۔

۱۱۔القبصی:

القبصی کا پورا نام ابوالصقر عبدالعزیز بن عثمان بن علی القبصی تھا، ان کا تعلق شام سے تھا، انھوں نے جیومیٹری اور فلکیات میں تحقیقات کیں۔

۱۲۔الخازن (متوفی ۹۷۱ء):

الخازن کا پورا نام ابوجعفر محمد بن محمد بن حسین الخراسانی تھا۔آپ کا تعلق ایران سے تھا آپ کو علم ریاضی اور علم فلکیات پر خاص عبور حاصل تھا۔الخازن ریاضی، علم ہندسہ اور تسییر (سیاروں کے خطوط وحرکت پر مبنی نجومیاتی حسابات) کے ماہر تھے۔

عمر خیام کے مطابق! الخازن نے مخروطی اشکال کی مدد سے مکعب مساوات کا پہلا حل تلاش کیا تھا جبکہ اقلیدس کی پانچویں شق کا خام ثبوت بھی پیش کیا تھا، بعدازاں اسی مکعب (مساوات) کی مدد سے الماھانی نے ارشیمدس کے اس مسئلے کو بیان کیا جس کے مطابق کرہ کو ایک مستوی کے ذریعے دو ایسے حصوں میں منقسم کیا جاتا ہے جن کا حجم ایک مقررہ تناسب میں ہو۔

۱۳۔الخوارزمی:

الخوارزمی کا پورا نام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن یوسف الکاتب الخوارزمی تھا، آپ کا تعلق خوارزم سے تھا، تاہم انھیں ابوموسیٰ الخوارزمی کے ساتھ بھی غلطی سے ملا دیا جاتا ہے۔الخوارزمی نے ایک کتاب مفاتح العلوم کے نام سے تحریر کی جو کئی علوم اور مضامین کا احاطہ کرتی ہے، یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے، اس کتاب کی پہلی جلد میں شریعت، کلام عروض اور تاریخ لکھی گئی ہے جبکہ اس کتاب کی جلد دوم میں فلسفہ، منطق، طب، حساب، جیومیٹری، فلکیات، میکانیات، موسیقی، علم کیمیا، اور کیمیا گری پر الگ الگ ابواب قائم کئے گئے ہیں۔

۱۴۔ابوالوفاءالبوزجانی:

ابوالوفاء کا پورا نام محمد بن محمد بن یحییٰ بن اسماعیل بن العباس تھا، آپ کا تعلق ایران سے تھا۔

ابوالوفاء ایک مشہور ماہر ریاضی دان اور ماہر فلکیات تھے۔ابوالوفاء نے عرب تاجروں کے زیر استعمال حساب کے دیگر طریقوں نیز مالیات کے محکمے میں کام کرنے والے اور زمین کی پیمائش کرنے والے ملازمین کے لئے حساب کتاب، پیمائش اور دیگر ریاضیاتی جدول اور آسان طریقے متعارف کروائے جس کی وجہ سے ان کے کام میں بے حد آسانیاں پیدا ہوگئیں۔

۱۵۔الجیلی:

الجیلی کا پورا نام ابوالحسن کشیار بن لبان بن باشہری الجیلی تھا،آپ کا تعلق ایران سے تھا،آپ کو حساب،تکونیات اور علم فلکیات پر خاص دسترس حاصل تھی۔

الجیلی کا نمایاں کارنامہ تکونیاتی نسبتوں پر الوفاء اور البتانی کے شروع کئے ہوئے کام کو آگے بڑھانا تھا۔ابوالوفاء کے یہاں زاویہ جیب کی جدولیں یعنی Sin Table اور البتانی کے یہاں زاویہ جیب اور Cotangent کی جدولیں ملتی ہیں۔

الجیلی کی زیجوں میں زاویہ جیب، زاویہ ظل یعنی Tangent، زاویہ حماس التمام اور عکس جیب یعنی Versed Sin کا بیان بھی موجود ہے،ان کی اکثر جدولوں میں نسبتوں اور زاویوں کی وضاحت بھی کی گئی ہے۔

۱۶۔النجدی:

النجدی کا پورا نام ابومحمد حامد بن الخضر النجدی ہے۔النجدی کو علم ریاضی اور علم فلکیات پر خاص دسترس حاصل تھی۔اس نے علم جیومیٹری میں یہ ثابت کیا کے دومکعب مقداروں کا مجموعہ ایک مکعب مقدار نہیں ہوسکتا ہے۔النجدی نے سورج اور سیاروں کے مشاہدے کے بعد طریق الشمس کے جھکاؤ کی پیمائش بھی کی نیز اس نے درست ارض بلد کو بھی دریافت کیا جس کی تصدیق بعد کے ماہرین نے بھی کی۔

۱۷۔الکرجی:

الکرجی کا پورا نام ابوبکر بن محمد بن حسین الکرجی یا الکرخی تھا۔الکرجی کے کام کو ریاضی کی تاریخ میں

خاص مقام حاصل ہے۔

ماہرین کے مطابق! الکرجی نے Algebraic Calculus کی پہلی ،مکمل اور واحد تھیوری کو پیش کیا ہے، جو آج تک کسی عرب عالم نے پیش نہیں کی۔

الکرجی کی علمی خدمات کی وجہ سے اس کو پہلا Polynomiais کے الجبرا کا اولین مصنف مانا جاتا ہے۔الکرجی نے الجبرا کی خصوصیات اور خودمختاری کو قائم رکھتے ہوئے جیومیٹری کی زبان میں بالخصوص الجبرائی عمل کے اظہار کو یکسر مسترد کیا۔

۱۸۔ابن یونس:

ابن یونس کا پورا نام ابوالحسن علی بن عبدالرحمن بن احمد بن یونس الصوفی تھا۔آپ کا تعلق مصر سے تھا۔ آپ کی وجہ شہرت علم ریاضی اور علم ہیت میں دسترس تھی۔

۱۹۔السنجری:

السنجر ی کا پورا نام ابوسعید احمد بن محمد بن عبدالجلیل تھا۔آپ کا تعلق ایران سے تھا۔آپ کے خاص موضوعات میں علم ریاضی، علم نجوم، اور علم فلکیات تھے۔السنجر ی نے اپنی تصنیفات میں البیرونی کی تین ایسی اشکال (متعلقہ جیومیٹری) کو بیان کیا، جو کسی زاویے کی تثلیث یعنی (تین حصوں میں منقسم) کرنے سے متعلق ہوں، تاہم انھوں نے اپنی تصنیف میں البیرونی کو درپیش پانچ مسائل کے حل بھی پیش کئے ہیں، اگرچہ اس نے ریاضی میں کم تصانیف کی ہیں لیکن ان تصانیف کی اہمیت سے انکار ناممکن ہے۔

۲۰۔ابن عراق:

ابن عراق کا تعلق ایران سے تھا، علم تکونیات میں ابن عراق کے کام کی دنیا معترف ہے۔طوسی نے قانون جیب الزاویہ یعنی Sin Law کی دریافت میں تین لوگوں کے نام لئے:

۱۔ابن عراق۔

۲۔ابوالوفاء۔

۳۔النجدی۔

اس قانون کی رو سے ایک کروی مثلث میں اضلاع کے جیب مقابل راویوں کے جیب حسب ذیل جیب رکھتے ہیں۔

$$\frac{\text{Sin } a}{\text{Sin } A} = \frac{\text{Sin } b}{\text{Sin } B} = \frac{\text{Sin } c}{\text{Sin } C}$$

یاایک مستوی مثلث میں اضلاع اورمقابل زاویوں میں نسبت یوں ہوتی ہے۔

$$\frac{a}{\text{Sin } A} = \frac{b}{\text{Sin } B} = \frac{c}{\text{Sin}}$$

اگرچہ یہ فیصلہ نا ہوسکا کے ان تینوں میں سے اس فارمولے کا اصل موجد کون ہے؟ لیکن قرآئین ابن عراق کی جانب اشارہ کرتے ہیں کے اسی نے ان قوانین کو ایجاد کیا ہے، اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کے اس نے اپنی کتب میں بھی ان قوانین کا بار بار تذکرہ کیا ہے جبکہ اس نے اس فارمولے کو جدت بھی دی۔

۲۱۔ابن سینا:

بوعلی سینا کا پورا نام ابوعلی الحسین بن عبداللہ تھا۔ان کا تعلق بخارا سے تھا جبکہ آپ کی وجہ شہرت علم فلسفہ، علم سائنس، علم طب اور علم ریاضی تھی، آپ نے علمی میدان میں بے شمار خدمات انجام دیں اور اپنی کئی تصانیف کے ذریعے وہ آج بھی لوگوں کے درمیان موجود اور زندہ ہیں۔

آپ نے ۲۷۰ موضوعات پر کتب تصنیف کیں۔

ابن سینا کے خیال میں علم ریاضی کی چار اعلیٰ اور چار ادنیٰ اقسام ہیں۔

آپ نے اپنی تصنیف الشفاء میں چار اعلیٰ اقسام کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

۱۔علم اعداد یا حساب۔ ۲۔علم الہندسہ یا جیومیٹری۔ ۳۔علم جغرافیہ اور فلکیات۔ ۴۔علم موسیقی۔

جبکہ چار ادنیٰ اقسام کو اس طرح سے بیان کیا:

۱۔اہل ہند کا حساب اور الجبرا۔ ۲۔میکانیات۔ ۳۔فلکیاتی جدول، کلینڈر۔ ۴۔آلات موسیقی

وغیرہ۔

۲۲۔البغدادی:

البغدادی کا پورا نام ابوالمنصور عبدالطاھر بن محمد بن عبداللہ التمیمی الشافعی البغدادی ہے، آپ کا تعلق بغداد سے تھا۔ البغدادی کا شمار اپنے عہد کے ماہرین الٰہیات میں کیا جاتا ہے۔ آپ کو علم ریاضی سے خاص شغف تھا۔ اسی حوالے سے آپ کی دو تصانیف بھی قابل ذکر ہیں ا۔ کتاب فی المساح۔ ۲۔التکمیل فی الحساب۔

ان کتب میں پیمائش کے اصول، لمبائی، رقبہ، حجم، اور اکائی سے متعلق سیر حاصل بحث کی گئی ہے، نیز آپ نے اپنی کتب میں علم حساب سے متعلق اس کی تمام اقسام پر بحث کرتے ہوئے علم ریاضی کو زیادہ جامعیت کے ساتھ پیش کیا ہے۔

البغدادی کے دور میں اسلامی دنیامین تین طرح کے حسابی نظام متعارف ہو چکے تھے۔

ا۔انگشت شماری۔ ۲۔ مشینی پیمانا یعنی Sexagesimal۔ ۳۔ ہندی حساب۔

بعدازاں یونانی حساب اور ریاضیاتی تحریر بھی مزسلم حساب دانوں کی پہنچ میں آ گئیں، تاہم ان تحریروں کے ذریعے مسلمان ریاضی دان اقلیدس اورنکوماچس Nichomachus سے متعارف ہو گئے، تاہم یہ تمام ریاضیاتی نظام بتدریج اسلامی روایات کے تحت یکجا ہوتا رہا۔ البغدادی نے اپنی تصانیف میں سات ریاضیاتی نظام پر بحث کی ہے۔

۲۳۔ابن الھیثم:

ابن الھیثم کا پورا نام ابوعلی الحسن ابن الحسن البصری المصری ہے۔ آپ کا تعلق بصرہ سے تھا۔ دنیا آپ کو ماہر بصریات، ہیت دان اور ماہر ریاضی دان کی حیثیت سے جانتی پہچانتی ہے۔

ابن الھیثم کی تصنیف المانظر میں علم ریاضی کے ایک مسئلے جس کو Alhazens Probles کہا جاتا ہے کی وجہ سے شہرت ہے کیونکہ الھیثم نے اس مسئلے کا تفصیلی حل پیش کرتے ہوئے اس پر تقریباً چھ مقدمات پیش کئے۔

۲۴۔النسوی:

النسوی کا پورا نام ابوالحسن علی بن احمد انسوی ہے، آپ کا تعلق ایران سے تھا، آپ کی وجہ شہرت ریاضی دان، جس میں حساب اور جیومیٹری بالخصوص مضامین ہیں۔آپ کا یہ کارنامہ ہے کے آپ نے پہلی مرتبہ اعشاری نظام کے نظریہ کو حساب میں استعمال کیا اور ان کے حسابی کلیات میں اس بات کے واضح ثبوت موجود ہیں۔آپ نے جیومیٹری پر تین کتب تصنیف کیں۔

۲۵۔البیرونی (متوفی ۱۰۵۰ء):

البیرونی کا پورا نام ابوریحان محمد بن احمد البیرونی ہے، آپ کا تعلق خوارزم سے تھا، یہ شہر اب روس میں موجود ہے، البرونی کی وجہ شہرت کئی حوالوں اور مضامین پر دسترس سے ہے۔آپ ماہر ہیت دان، ماہر طب، ماہر ریاضیات، ماہر فلکیات، ماہر جغرافیہ اور ماہر تاریخ تھے اور ان موضوعات پر آپ نے کتب بھی تصنیف کیں۔آپ نے فلکیات کے موضوع پر ۳۵ کتب لکھیں، اصطرلاب پر ۴، علم نجوم پر ۲۳، تقویم پر ۵، پیمائش وقت پر ۲، علم جغرافیہ پر ۹، علم ارضی پیمائی اور مساحت پر ۱۰، حساب پر ۸، جیومیٹری پر ۵، علم تکونیات پر ۲، میکانیات پر ۲، علم طب اور علم ادویہ پر ۲، موسمیات پر ۱، معدنیات وجواہرات پر ۲، علم تاریخ پر ۴، مذہب اور فلسفے پر ۳، ادب پر ۱۶ سحر پر ۲، جبکہ متفرق موضوعات پر ۹ کتب تحریر کیں ہیں۔آپ کی کل کتب کی تعداد ۱۴۶ بتائی جاتی ہے۔

البرونی حقیقت پسند انسان تھے چنانچہ ان کی تصانیف بھی مبنی بر حقیقت تھیں، وہ خیال آرائی سے گریز کرتے، وہ اپنے عہد کے سائنسی نظریات پر گہری نظر رکھتے جس کا اظہار ان کی تحریر میں پایا جاتا ہے۔

۲۶۔الجیانی:

الجیانی کا پورا نام ابوعبداللہ محمد بن معاذ ہے، آپ کا تعلق اسپین سے تھا، آپ ماہر ریاضی دان اور ماہر فلکیات تھے، الجیانی نے مروجہ اسلامی قمری تقویم کے مطابق اوسط تاریخ

(۳ جولائی ۱۰۷۹ء) کو لینے کے بجائے حقیقی فلکیاتی تاریخ کو اختیار کیا۔
Tabulea Jahen میں الجیانی نے اس بات کی وضاحت کی ہے کے ان تاریخوں میں دو دن کا فرق ہے۔ الجیانی کی بیشتر ریاضیاتی کتب کے عربی نسخے اب بھی محفوظ حالت میں موجود ہیں، آپ نے جیومیٹری میں استعمال ہونے والی پانچ مقداروں پر بھی کام کیا۔

۲۷۔ ابواسحٰق الزرقالی:

زرقالی کا پورا نام ابواسحاق ابراہیم بن یحییٰ النقاش الزرقالی ہے، آپ کا تعلق اسپین سے تھا، آپ کی وجہ شہرت ماہر ریاضی دان اور ماہر فلکیات کی تھی، زرقالی نے اپنی کتاب
Tratado Relativo al Movimei Ento Delas Estrellas Fijas کو اپنی زندگی کے ۲۵ سالہ تجربات کا نچوڑ بتاتے ہیں، ان کا یہ ماننا ہے کے ستاروں کے مقابلے میں اوج شمس حرکت پذیر ہے، تاہم انھوں نے اس حرکت سے پیدا ہونے والے تغیر کی پیمائش بھی کی، اس تغیر کی مقدار ہر دوسو ننانوے عام سالوں کے لئے ایک ڈگری بناتا ہے جو 12.04 زاویائی سیکنڈ سالانہ بنتی ہے، یہ پیمائش منطقہ البروج ہی کی سمت میں کی گئی تھی، تاہم دور جدید کے حساس آلات کے ذریعے کی گئی پیمائش 11.8 زاویائی سیکنڈ سالانہ بتائی جاتی ہے۔

۲۸۔ عمر خیام:

عمر خیام کا تعلق ایران سے تھا، آپ نے ریاضی میں بڑی شہرت حاصل کی، اگرچہ ریاضی کے میدان میں مسلمان الجبرادانوں نے بہت کام کیا ہے لیکن عمر خیام نے ناصرف یونان اور قدیم مشرقی الجبرا کی شیرازہ بندی کی بلکہ ہند اور چین کے تصورات کو بھی یکجا کیا۔
عمر خیام کی مکعب مساواتوں کے ہندسی نظریات کی تشکیل کو ان کا بہت بڑا کارنامہ سمجھا جاتا ہے، انھوں نے رسالہ کے نام سے ایک کتاب لکھی جو بے حد کامیاب ہوئی۔ عمر خیام کی الجبرے کی تعریف کو آج بھی دنیا میں اولین تعریف کے طور پر پڑھایا جاتا ہے، عمر خیام کا ماننا ہے کے الجبرا ایک سائنسی علم ہے جس کا موضوع خالص عدد اور قابل پیمائش مقداریں ہے۔

اب تک کی تحقیق کے مطابق! عمر خیام وہ واحد ریاضی دان ہے جس نے یہ ثابت کیا ہے کے مکعب مساوات کی دو قیمتیں ہوسکتی ہیں۔

لیکن وہ اس حقیقت کا ادراک نا کرسکا کے بعض شرائط کے تحت مساوات کی تین قیمتیں بھی ہوسکتی ہیں۔

الغرض عمر خیام کا ریاضی میں بہت تحقیقی کام ہے، عمر خیام کی پذیرائی دنیا بھر کے ماہرین کرتے ہیں اوران کی تحقیق کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

۲۹۔الاقلیدسی:

الاقلیدسی کا پورا نام ابوالحسن احمد بن ابراہیم الاقلیدسی ہے، آپ کی وجہ شہرت علم ریاضی میں مہارت ہے، اس علم کے حصول کے لئے آپ نے طویل سفر طے کئے اور بے شمار قابل اساتذہ سے اکتساب فیض کیا، الاقلیدسی اپنے طلباء کو بڑی مہارت سے ہندوستانی حساب بھی پڑھایا کرتا، اس نے علم ریاضی میں بہت علم حاصل کیا، تاہم علم ریاضی کی جو کتب اس نے تصنیف کی ہیں، ان کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

ا۔کتاب کے پہلے حصے میں اس نے قدیم ہندی اعداد کا تعارف پیش کیا ہے، اوراعداد کی مقامی قیمت کے نظریے کی وضاحت بھی کی ہے۔اس حصے میں حسابی عملوں کا طریقہ، ان کا جذر، کسر اور اعشاری نظام کی وضاحت کی ہے۔

۲۔کتاب کے دوسرے حصے کا مواد بہت بلند پایہ ہے، اس حصے میں وہ Sines نکالنے کا طریقہ بتاتا ہے نیز دیگر ہندوستانی طریقوں کو اس نے اس کتاب کے اس حصے میں یکجا کیا ہے۔

۳۔کتاب کا تیسرا حصہ میں اس نے کتاب کے پہلے اور دوسرے حصے میں بتائے گئے ریاضی کے اصولوں کی وضاحت مثالوں کے ذریعے کی ہے۔

۴۔کتاب کے چوتھے حصے میں عربوں اور ہندوستانی ریاضی کے مابین فرق اور Dust Abacus کے استعمال کی ضرورت کی وضاحت کی گئی ہے۔

علمی حلقوں میں الاقلیدسی کی تصنیف شدہ کتاب کو وہ پہلی کتاب سمجھا جاتا ہے جس میں ہندوستان

کے حساب کے نظام کا انحصار Dust Abacus پر قائم ہے یہ بتایا گیا ہے، اپنی اس کتاب کے تعارف میں وہ پرانے اور جدید ریاضی کے طریقوں کے مابین فرق اور فوائد ونقصانات کو بیان کرتا ہے۔

۳۰۔جابر بن افلح:

افلح کا پورا نام ابو محمد جابر بن افلح الاشبلی ہے، آپ کا تعلق اسپین سے تھا، جابر بن افلح کی وجہ شہرت علم ریاضی اور علم فلکیات میں مہارت بتائی جاتی ہے۔

۳۱۔شرف الدین طوسی:

الطوسی کا پورا نام شرف الدین المظفر بن محمد ابن المظفر الطوسی ہے، آپ کا تعلق ایران سے تھا، طوسی کو علم الاعداد، علم نجوم اور فلکیاتی جدول سے گہری واقفیت تھی، وہ ان علوم میں کمال کے درجے کو پہنچا، طوسی نے دو مخروطات کے اضافی محل ووقوع کے مسئلے پر غور کرتے ہوئے جس احتیاط سے کام لیا ہے وہ قابل تعریف ہے، دوسری جانب ان مساواتوں کی قیمتوں کے وجود پر بحث کو جس طرح سے ناممکن حل پیدا ہو سکتے ہیں کو قریب ترین تجزیہ قرار دیا جا سکتا ہے۔
الطوسی نے اصطرلاب اور طولی کی بناوٹ اور اس کی تراکیب واستعمال پر اپنی کئی تحریروں میں ذکر کیا ہے، تاہم اس نے ایسے آسان اصول بھی وضع کئے جو نو آموز کو سیکھنے میں بہت آسانی مہیا کرتے ہیں، طوسی نے اصطرلاب کے ذریعے ستاروں کی بلندی، وقت طوالع اور قبلے کی سمت کے تعین کے لئے کئے جانے والے مشاہدات کو ممکن بنایا۔

۳۲۔نصیر الدین طوسی:

نصیر الدین طوسی اک و پرا نام محمد بن محمد بن حسن ہے، آپ کا تعلق ایران سے تھا، اور آپ کی وجہ شہرت علم ریاضی، علم ہیئت، علم معدنیات، علم منطق، علم فلسفہ، علم اخلاقیات اور علم دینیات ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے ماموں سے حاصل کی اور نوجوانی میں ہی علم فلسفہ اور مابعد الطبیعات کو سیکھ لیا بعد ازاں الجبرا اور جیومیٹری پر بھی دسترس حاصل کی۔ آپ نے اپنے دور کے قابل اساتذہ

سے کسب فیض حاصل کیا۔1256ء میں جب ہلاکو خان نے شمالی ایران سے اسماعلیوں کے اقتدار کو ختم کیا تو ہلاکو خان نے نصیر الدین طوسی کو اپنا مشیر مقرر کرتے ہوئے دینی اموراس کے حوالے کر دئے۔ہلاکو خان کو بذات خود بھی علم نجوم سے خاص دلچسپی تھی دوسری جانب نصیر الدین طوسی بھی تحقیق سے وابستہ تھا اور ہلاکو خان کا خاص اعتماد اس کو حاصل تھا چنانچہ وہ ایک بڑی رصد گاہ بنانے میں کامیاب ہو گیا۔

طوسی نے متعدد کتب اور رسالے تصنیف کئے جن کی تعداد ۱۵۰ سے زائد بتائی جاتی ہے،اس نے عربی،فارسی اور ترکی زبان میں کتابیں لکھیں،اگر چہ طوسی یونانی زبان سے بھی واقف تھا۔

ابن سینا اور طوسی کا اگر تقابل کیا جائے تو ابن سینا بہترین ماہر طب تھا جبکہ وہ علم ریاضی پر بھی عبور رکھتا تھا لیکن طوسی اس کے مقابلے میں علم ریاضی کا زیادہ ماہر تھا تاہم دونوں نے ہی اپنے علم سے دنیا کو فیض پہنچایا۔

طوسی نے حساب،جیومیٹری اور تکونیات پر کئی عمدہ کتب تحریر کیں نیز اس نے اقلیدس اور بطلیموس کی کتب کی حواشی بھی تحریر کی جو طلباء میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔

طوسی اثناءعشری میں بھی بہت مقبول ہے تاہم اس کو سائنسدان اور فلسفی کے ساتھ ساتھ عالم دین بھی سمجھا جاتا ہے۔طوسی نے شیعی علم الکلام کو عقلی بنیادوں پر ایک نظام کے تحت پیش کیا،اگر چہ کئی مسلمان ماہرین اور سائنسدانوں نے تاریخ میں اپنا نام روشن کیا لیکن طوسی بیک وقت سائنسدان، ماہر ریاضی دان،ماہر فلکیات اور مسلمانوں کے ایک بڑے فرقے کا معتبر عالم بھی تھا،طوسی نے سائنسی احیاء میں اپنے ہم مذہب علماء اور سائنسدانوں کے مقابلے میں زیادہ تحقیقی کام کیا۔

طوسی کی تصانیف کو صدیوں تک کئی اسلامی ممالک میں سند کی حیثیت حاصل تھی۔

۳۳۔السمر قندی:

سمر قندی کا پورا نام شمس الدین محمد بن اشرف الحسینی السمر قندی ہے،آپ کا تعلق سمر قند سے تھا۔ سمر قندی کا شمار طوسی اور قطب الدین شیرازی کے معاصرین میں کیا جاتا ہے۔السمر قندی کا شمار معروف ریاضی دان میں کیا جاتا ہے۔سمر قندی نے اپنی عمر کا بڑا حصہ تحصیل علم میں صرف کیا اور

قابل اساتذہ سے اکتساب فیض حاصل کیا۔سمرقندی کی تصانیف پر کئی علماء نے شرحیں بھی تحریر کیں السمرقندی کو علم فلکیات پر خاص دسترس تھی۔

۳۴۔المغربی:

المغربی کا پورا نام محی الدین المغربی ہے،آپ کا تعلق اسپین سے تھا۔آپ کی وجہ شہرت علم ریاضی، علم فلکیات اور علم تکونیات ہے نیز المغربی نے مراغہ کے مقام پر ایک رصدگاہ میں نصیرالدین طوسی کے ساتھ تحقیقی کام بھی کیا۔المغربی نے کئی کتب تصنیف کیں نیز ان کا علم ریاضی پر قابل قدر کام موجود ہے۔

۳۵۔الشیرازی:

الشیرازی کا پورا نام قطب الدین محمود الشیرازی ہے،آپ کا تعلق ایران کے شہر شیراز سے تھا۔ آپ کی وجہ شہرت علم ریاضی،علم جغرافیہ علم طب،علم فلکیات،علم ہیت،علم فلسفہ،علم دینیات،علم بصریات،علم طبیعات اور علم مابعدالطبیعات ہے۔

الشیرازی نے علم ریاضی کو ارسطو کی نہیں بلکہ فیثا غورث کی نظر سے دیکھا ہے،الشیرازی یہ سمجھتا ہے کے عرفان ذات کے لئے روح کی صلاحیتوں کا ادراک ضروری ہے،اگرچہ الشیرازی نے زیادہ کام بصریات اور فلکیات کے شعبے میں کیا ہے لیکن علم ریاضی میں بھی اس کی دسترس سے انکار ممکن نہیں۔

۳۶۔کمال الدین:

کمال الدین کا پورا نام کمال الدین ابوالحسن محمد بن حسن الفارسی ہے،آپ کا تعلق تبریز سے تھا، آپ کی وجہ شہرت علم ریاضی،علم ہیت اور علم بصریات ہے،آپ الشیرازی کے شاگرد خاص تھے آپ کو علم ریاضی میں کمال حاصل تھا،آپ نے علم ریاضی کی مختلف شاخوں جیسے حساب اور جیومیٹری میں کام کیا اور ان مضامین کے حوالے سے کئی نادر تحریریں چھوڑیں۔

۳۷۔ابن البناء المراکشی:

المراکشی کا پورا نام ابوعباس احمد بن محمد بن عثمان الا ذدی ہے، آپ کا تعلق مراکش سے تھا۔ آپ کو علم ریاضی، علم ہیت، علم نجم اور علم فلکیات پر خاص دسترس تھی، اس کے علاہو دیگر علوم مخفیہ میں بھی آپ دلچسپی لیا کرتے۔ آپ نے تقریباً ۸۲ کتب تصنیف کیں، آپ ایک قابل استاد ہونے کے ساتھ طویل عرصے تک شعبہ تدریس سے وابستہ رہے، اور علم ریاضی، الجبرا، جیومیٹری اور علم فلکیات کی تدریس کرتے رہے۔ آپ نے ریاضی کے کئی اصول وضع کیے اوران پر بحث کرتے ہوئے درست نتائج بھی اخذ کیے، تاہم ان تمام تحقیقات کو انھوں نے اپنی کتب میں تصنیف بھی کیا ہے۔

۳۸۔الخلیلی:

الخلیلی کا پورا نام شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن محمد ہے، آپ کا تعلق شام سے تھا، آپ نے علم ریاضی اور علم فلکیات پر خاص دسترس حاصل کی نیز آپ دمشق میں اعلی عہدوں پر بھی فائز رہے، تاہم آپ کا بڑا کام فلکیاتی اوقات کے جدول کی تشکیل ہے، یہ جدول کروی، اور فلکیات کے مسائل کو ریاضیاتی انداز سے حل کئے جانے کی وجہ سے مشہور ہے۔ آپ کی مرتب کی گئی جدول کوکئی صدیوں تک دمشق، قاہرہ اور استنبول میں استعمال کیا جاتا رہا نیز الخلیلی نے اسلامی تکونیات کے پیچیدہ ترین مسئلے یعنی نامعلوم مقام پر قبلے کی درست سمت کے تعین کے حوالے سے کام کیا اسی وجہ سے آپ کی تحقیق کو رویت ہلال سے متعلق احصاء کاری میں سہولت پیدا کرنے کی خاطر خسوفی محدودات کو استوائی محدودات میں تبدیل کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہے۔

۳۹۔الاموی:

الاموی کا پورا نام ابوعبداللہ یعیش بن ابراہیم بن یوسف بن سماک الاندلسی الاموی ہے، آپ کا تعلق اسپین سے تھا، آپ کا شمار ممتاز ماہر ریاضی دان کی حیثیت سے کیا جاتا ہے، آپ دمشق میں علم ریاضی کی تدریس سے وابستہ رہے۔

آپ کی تصنیف علم ریاضی میں ایک قیمتی سرمایہ کی حیثیت سے جانی جاتی ہے بالخصوص نظریہ اعداد

کی ابتدائی تاریخ کے حوالے سے یہ کتاب ایک شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے۔آپ کی کچھ کتب اسکندریہ لائبریری میں بھی محفوظ ہیں جس میں پیمائش کے اصول وضع کئے گئے ہیں۔

۴۰۔الکاشی:

الکاشی کا پورا نام غیاث الدین جمشید المسعو د الکاشی ہے، آپ کا تعلق ایران سے تھا، آپ کی وجہ شہرت ریاضی کے میدان میں مساوات تثلیث کے عددی حل کو پیش کرنا ہے، تاہم الجبرا کے میدان میں الکاشی کے کام کو قدر کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

H Hankel لکھتا ہے کے الکاشی کی تحقیق کی لطافت اور شکوہ میں تخمین کے ان طریقوں میں سے کسی سے کم نہیں جو مغرب نے Vieto کے بعد دریافت کئے، تاہم الکاشی کی تمام دریافتوں سے اہل یورپ طویل عرصے تک لاعلم رہے، بعد ازاں انیسویں اور بیسویں صدی کے دوران ان کی تصانیف سے اہل یورپ نے استفادہ کیا۔

الکاشی کی سب سے مشہور اور معروف کتاب مفتاح الحساب ہے، جس کو ریاضی کا انسائیکلوپیڈیا بھی کہا جاتا ہے، اس کتاب میں الجبرا، جیومیٹری اور حساب کے کئی اصول واضح کئے گئے ہیں یہ ایک ضخیم لٹریچر ہے جو صدیوں تک طلباء کے نصاب کا لازمی جز بنی رہی۔

الکاشی اپنی اس کتاب کے بارے میں کہتے ہیں کے یہ کتاب علم حساب سے متعلق معلوم مقداروں کی مدد سے نامعلوم اعداد تک رسائی حاصل کرنے کے قواعد سے متعلق اپنے پڑھنے والوں کو آگاہی فراہم کرتی ہے۔اس کتاب کے درج ذیل پانچ ابواب ہیں۔

۱۔اعداد کا حساب۔ ۲۔کسور کا حساب۔ ۳۔فلکیاتی حساب یعنی Sexagesmal۔

۴۔مستوی اشکال اور اقسام کی پیمائش اور الجبرا کی مدد سے مسائل کا حل۔

۵۔چار درجی مساوات کے لئے مقداریں معلوم کرنے کا طریقہ۔

۴۱۔قاضی زادہ الرومی:

الرومی کا پورا نام قاضی زادہ الرومی المعروف بہ صلاح الدین موسی پاشا ہے، آپ کا تعلق ترکی سے

تھا۔آپ ماہر ریاضی دان اور ماہر فلکیات کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے ہیں آپ الغ بیگ کی سمرقند میں قائم کردہ یونیورسٹی کے ناظم تھے، نیز آپ اس یونیورسٹی میں علم ریاضی اور علم فلکیات کی تدریس کے فرائض بھی انجام دیتے تھے،آپ ایک قابل استاد تھے اور آپ کے لیکچرز کو سننے کے لئے الغ بیگ بھی آیا کرتا۔آپ نے قابل اساتذہ سے اکتساب فیض کیا نیز آپ کی علمی ذکاوت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کے آپ مشکل مساوات، پیمائش اور حسابی فارمولوں کے درست جوابات متعین کیئے۔

۴۲۔الغ بیگ:

الغ بیگ کا پورا نام محمد ترغائی ہے،آپ کا تعلق وسط ایشاء کے شہر سلطانیہ سے تھا جبکہ آپ چنگیزی خاندان کے چشم و چراغ ہیں اور تیمور لنگ کے پوتے ہیں، الغ بیگ کے معنی شہزادہ اعظم کے ہیں، آپ کی پرورش میں درباری ٹھاٹ باٹ ملحوظ رکھے گئے،آپ خراسان اور ماژندزاں کے گورنر بھی مقرر ہوئے، اگرچہ اپنے دادا کی طرح آپ نے فتوحات میں تو نام نہیں کمایا لیکن اپنے عہد میں آپ نے سمرقند کو اسلامی تہذیب وتمدن کا مرکز بنا کر اپنے دادا کے خواب کو پورا کر دیا۔

الغ بیگ ماہر ریاضی دان، ماہر فلکیات، جید عالم دین اور ماہر سائنسدان تھا،لیکن الغ بیگ کے دلچسپی کے خصوصی میدان علم ریاضی اور علم فلکیات تھے،اپنے اسی علمی شوق کی تسکین کی خاطر انھوں نے سمرقند میں ایک عظیم الشان رصدگاہ بھی تعمیر کی، الغ بیگ نے کئی مساوات کے درست جوابات حاصل کیئے اور علم فلکیات میں بھی جدول کو مرتب کیا۔

۴۳۔القلصاوی:

القلصاوی کا پورا نام ابوالحسن علی بن محمد بن علی القلصاوی ہے،آپ کا تعلق اسپین سے تھا۔آپ کی وجہ شہرت علم ریاضی پر دسترس تھی۔آپ کو اسپین میں مسلمانوں کا آخری ریاضی دان سمجھا جاتا ہے ،آپ نے کئی ممالک کا سفر اختیار کیا اور قابل اساتذہ سے کسب فیض حاصل کیا۔

القلصاوی کی تصانیف میں الجبرا کے موضوع پر لکھی گئی کتاب کو بڑی قدر ومنزلت کی نظر سے

دیکھا جاتا ہے، آپ نے علم ریاضی میں کئی مساوات، نظریات، پیمائش اور جدول مرتب کیں۔ اس کے علاوہ الجبرا میں علامتوں کے استعمال، متواتر تخمینے، جذر اور الجبری مساوتوں میں علامات کو دریافت کیا۔ آپ نے چھوٹے عربی حروف کو علامات کلے طور پر استعمال کرنے کے طریقے کو متعارف کروایا، نیز کچھ ایسی اصلاحات بھی ایجاد کیں جن کے ذریعے حروف کا ستعمال آسان ہوگیا۔ ۳۸۷

قرآن کا حسابی پہلو

قرآن کریم کی ہر لفظ، ہر آیت اور ہر سورہ میں مکمل مقداروں کا علم کام کر رہا ہے، اگرچہ یہ حیران کن ہے لیکن کچھ جید علماء کرام نے قرآن کریم کے ان پہلوؤں کو بھی مدنظر رکھتے ہوئے جب تحقیقات کیں تو حیران کن نتائج سامنے آئے، قرآن کریم کی آیات اور سورتوں میں حسابی فارمولے ہیں جبکہ کل اشیاء کائنات بھی انھی حسابی اصولوں پر مرتب اور منظم کی گئی ہے جس میں ریاضی کے اصول کارفرما ہیں۔

اللہ تعالی کی ایک اسمائے صفاتی ہے، خالق تاہم خلق کے معنی توازن، تناسب اور پیمائش کے بعد درست انداز سے اشیاء کو خلق یعنی پیدا کرنا پیدا کی ہوئی شے ہموار اور صاف ہو نیز کسی شے کو عدم سے وجود میں لانا۔ پہلی بار پیدا کرنا اور مختلف عناصر کو نت نئی ترتیب دیتے ہوئے انھیں خلق کرنے کے ہیں اس خلقی عمل میں کل کائنات اور اس میں موجود کل مخلوقات شامل ہیں جن کی تخلیق رب العالمین نے فرمائی۔

اسم الباری:

اسم صفاتی **الباری** کے معنی جدا کرنا، الگ کرنا یا پھاڑ کر علیحدہ کرنا۔ ۳۸۸

قرآن کریم میں اسم **الباری** (۳) مرتبہ آیا ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

هُوَ اللّٰهُ الۡخَالِقُ الۡبَارِئُ الۡمُصَوِّرُ ۔ ۳۸۹ ۔ یعنی اللہ وہ ہے جو تخلیق کرتا ہے۔

الباری۔ سے مراد نافذ کرنا اور اس کے مطابق صورت گری کرنا ہے۔

مجسمہ ساز گوندھی ہوئی مٹی سے الگ الگ چیزیں بناتا ہے لیکن انھیں بنانے سے قبل مطلوبہ مقدار کو الگ کرتا ہے یہی اہم نکتہ ہے جس کو سمجھانے کے لئے اتنی مثالیں پیش کی گئیں۔

یعنی تخلیق سے قبل مطلوبہ شے کے لئے جس سے وہ شے تخلیق ہوگی اس کی معین مقدار کو الگ کرنا پھر تخلیق کے مرحلے کے بعد صورت گری کرنا باالفاظ دیگر مٹی کو علیحدہ کرنا۔ اسی علیحدگی کو عربی زبان میں براء کہتے ہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۔۳۹۰

یہاں البریہ کی اصل البری ہے جس کے معنی مٹی کے ہیں۔

اسم **الباری** سے مراد معین مقدار کو کل سے علیحدہ کرنا یا معین مقدار کے علم پر کامل دسترس کا ہونا اللہ نے مخلوق کو تخلیق کرنے کا ارادہ کیا پھر ہر شے کو اس کی مطلوبہ اور معین مقدار کے مطابق الگ کیا اس کے بعد اس کی صورت گری فرمائی۔

اسی نکتے کی وضاحت میں حضرت قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں!

کائنات کا ہر ایک نقش روشنی کی ایک الگ نوع ہے ہر نوع روشنی کی ایسی مقداری حرکت رکھتی ہے جو مخصوص رنگوں کی ترتیب ہے اور ہر ترتیب کے تحت یکساں اور مشابہہ شکلیں ظہور میں آتی ہیں چنانچہ ہر نوع کی مقداری حرکت اپنی ایک الگ مرکزیت رکھتی ہے یہ ساری مرکزیتیں مل کر نقطہ وحدانی کی طرف صعود کرتی ہیں صعود اور نزول کی مذکورہ بالا طرز ہی سی شے میں تغیر پیدا کرتی ہے اور اسی تغیر کا نام حکم کی تفصیل ہے جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح سے فرمایا

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ ۔ یعنی ۔ کائنات کا ہر نقش تین وجود رکھتا ہے۔

۱۔ پہلے وجود کا قیام لوح محفوظ پر ہے۔

۲۔ دوسرے وجود کا قیام عالم تمثال میں ہے۔

۳۔ تیسرے وجود کا قیام عالم رنگ میں ہے۔

یہاں عالم رنگ سے مراد کائنات کے وہ تمام مادی اجسام ہیں جو رنگوں کی اجتماعیت پر مشتمل ہیں یہ اجسام لاشمار رنگوں میں سے متعدد رنگوں کا مجموعہ ہیں یہ رنگ نسمہ کی مخصوص حرکات سے وجود میں

آتے ہیں چنانچہ نسمہ کی معین طوالت حرکت سے ایک رنگ بنتا ہے دوسری طوالت حرکت سے دوسرا رنگ وجود میں آتا ہے اس طرح سے نسمہ کی بے شمار طوالتوں سے لاشمار رنگ وجود میں آتے چلے جاتے ہیں تاہم ان رنگوں اعددی مجموعہ ہر نوع کے لئے الگ معین ہے یعنی اگر گلاب کا الف عددی مجموعہ معین ہے تو اس الف عددی مجموعہ سے ہمیشہ گلاب ہی وجود میں آئیں گے اس عدد سے کوئی دوسری شے وجود میں نہیں آئی گی اگر انسان کی تخلیقی رنگوں کی تعداد 'جیم' ہے تو اس عددی تعداد سے کوئی دوسرا حیوان یا شے تخلیق نہیں پاسکتی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اسی قانون کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا! اس فطرت پر جس پر اللہ نے انسانوں کو پیدا کیا، اللہ کی بنائی ہوئی ساخت بدلی نہیں جاسکتی اور یہ بالکل سچا اور درست دین ہے۔ ۳۹۱؎

یہاں فطرت سے مراد نسمہ کی حرکت طوال، رفتار اور اس کا ہجوم ہے عالم رنگ میں جتنی بھی اشیاء پائی جاتی ہیں وہ سب کی سب رنگین روشنیوں کا مجموعہ ہیں جن کے ہجوم سے وہ شے وجود میں آتی ہے۔ اسی کو عرف عام میں مادہ کہتے ہیں تاہم تمام مخلوقات اور موجودات اسی کیمیائی عمل پر قائم ودائم ہیں اگرچہ نسمہ کے اندر دو قسم کی مظہریت پائی جاتی ہے۔ ۱۔ حرکت کا طول۔ ۲۔ حرکت کی رفتار حرکت کا طول مکانیت اور حرکت کی رفتار زمانیت کہلاتی ہے جبکہ حرکت کی یہ دونوں اقسام ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوسکتی ہیں۔ ۳۹۲؎

ہر تخلیق میں معین مقداریں کام کررہی ہیں جو ہر نوع کو دوسری نوع اور ہر فرد کو دوسرے فرد سے ممتاز کرتی ہے اگرچہ حیران کن امر یہ ہے کے مٹی کے ذرات تو ایک ہی ہیں لیکن ان ذرات کی مقداروں میں ردوبدل سے تخلیقات اور اشیاء کائنات میں انفرادیت پیدا ہوجاتی ہے۔ ۳۹۳؎

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالۡاَنۡعَامِ مُخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُهٗ كَذٰلِكَ۔ ۳۹۴

ترجمہ۔ انسانوں، جانوروں اور چوپایوں کی رنگتیں بھی الگ الگ ہیں۔

اِنَّا كُلَّ شَیۡءٍ خَلَقۡنٰهُ بِقَدَرٍ۔

ترجمہ۔ ہم نے ہر شے کو ایک اندازے کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ ۳۹۵؎

قَدۡ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیۡءٍ قَدۡرًا ۔ ۳۹۶

ترجمہ۔ بے شک اللہ نے ہر شے کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

وَ الَّذِیۡ قَدَّرَ فَھَدٰی ۔ ۳۹۷

ترجمہ۔ (اللہ) نے ہر شے کا اندازہ مقرر کیا اور اسے رستے لگا دیا۔

اِنَّ ذٰلِکَ فِیۡ کِتٰبٍ ۔ ترجمہ۔ بے شک یہ سب کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ ۳۹۸

ہماری زمین کا اہم تخلیقی عنصر مٹی اور پانی ہے اگر چہ انسان، جانور، پودے یا پرندوں کی ساخت کو دیکھ کر ایسا نہیں لگتا کے ان کی تخلیق مٹی یا پانی سے ہوئی لیکن قرآن کریم نے ہی اس راز کی عقدہ کشائی فرمائی ہے۔ اسی حوالے سے ارشادت خداوندی ہیں!

ھُوَ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ طِیۡنٍ ثُمَّ قَضٰۤی اَجَلًا وَ اَجَلٌ مُّسَمًّی عِنۡدَہٗ ثُمَّ اَنۡتُمۡ تَمۡتَرُوۡنَ ۔ ۳۹۹

ترجمہ۔ (اللہ) نے تم کو گیلی مٹی سے پیدا کیا، پھر تمھاری اجل مقرر فرمائی، پھر تم شک کرتے ہو۔

خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ صَلۡصَالٍ کَالۡفَخَّارِ ۔ ۴۰۰

ترجمہ۔ انسان کو ٹھیکرے کی مانند کھنکھناتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔

وَ ھُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ مِنَ الۡمَآءِ بَشَرًا ۔ ۴۰۱

ترجمہ۔ اللہ وہ ہے جس نے انسان کو پانی سے پیدا کیا۔

فَاَخۡرَجۡنَا بِہٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡ نَّبَاتٍ شَتّٰی ۔ ۴۰۲

ترجمہ۔ ہم نے پانی کے ذریعے زمین میں مختلف قسم کے نباتات پیدا کئے۔

حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں! مخلوقات لاشمار ہیں لیکن تخلیقی فارمولا ایک ہی ہے، فارمولا مقداروں میں قسم قسم کے عجائبات میں ظاہر ہوتا ہے، قرآن کریم کے مطابق! ہر شے پانی سے پیدا کی گئی ہے، پانی میں حرکت ہے اور حرکت کا تعلق حرارت سے ہے۔

ٹھنڈک اور حدت ۔۔۔۔۔ حرارت کے دو رخ ہیں، ایک پر منفی اور دوسرے پر مثبت چارج ہے چارج سے مراد دباؤ کے ہیں، چنانچہ حرارت میں درجہ بدرجہ کمی بیشی کی مناسبت سے تخلیقات وجود

میں آتی ہیں۔ ۴۰۳؎

سائنسدانوں کا یہ خیال ہے کے انسانی جسم (126) عناصر سے مل کر بنا ہے تاہم انسان کی تخلیق چونکہ مٹی سے ہوئی ہے لہٰذا مٹی میں میں جتنے عناصر بھی پائے جاتے ہیں وہ کم یا زیادہ انسانی جسم میں بھی پائے جاتے ہیں۔

ایک ماہر سائنسدان جی جی تھامس نے کہا کے ہماری زمین پر کل جاندار اشیاء کی تعداد ایک ہزار ملین ہیں تاہم اگر ان تمام اشیاء کی معلومات ڈی این اے کی شکل میں ایک جگہ جمع کی جائیں تو وہ چائے کے ایک چمچ میں آجائیں گی اور پھر بھی جگہ خالی رہے گی لیکن اس کے برعکس اگر کسی جاندار کے ایک خلیے میں واقع ڈی این اے کی تفصیل معلوم کرنی ہو تو وہ انسائیکلو پیڈیا آف برٹینیکا سے ۴۰ گنا زیادہ طویل اور تفصیل طلب ہوں گی جو اس انسائیکلو پیڈیا جیسی ۹۴۰ جلدوں میں سما سکیں گی اور جس میں متعدد معلومات کی ۵ بلین جزئیات تفصیلاً درج ہوں گی اگر چہ ہر جز کو پڑھنے پر صرف ایک سیکنڈ صرف کیا جائے اور اسے متواتر ۲۴ گھنٹوں تک پڑھا جائے تو اس تفصیل کو پڑھنے میں اندازاً ۱۰۰ برس سرف ہوں گے لیکن اللہ تعالی نے اتنی عظیم معلومات کے ذخیرے کو ایک معمولی خلیے میں چھپا رکھا ہے۔ انسان کی تخلیق کسی حیران کن معجزے سے کم نہیں دوسری جانب ہر انسان اپنے اندر ایک مکمل کائنات لئے ہوئے ہیں وہ دوسرے سے الگ اور منفرد ہے اس کا DNA، وقت پیدائش، خاندان، عزیز واقارب، دوست احباب، زندگی کے تجربات، صحت، موت، زندگی، دکھ درد، ذہنی، دماغی، نفسیاتی اور جسمانی کیفیات الغرض کے ہر شے دوسرے سے الگ اور انفرادیت لئے ہوئے ہے بالفاظ دیگر خالق کائنات کی شان خالقیت سے ایک بار جو شے صادر ہو گئی اب تا قیامت ویسی شے دوبارہ وجود میں نہیں آئے گی یہاں صرف انسان زیر بحث نہیں بلکہ کائنات کی ہر شے اپنا ایک الگ وجود اور تشخص رکھتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادت خداوندی ہیں!

نہ کسی عورت کو حمل رہتا ہے اور نہ وہ بچہ جنتی ہے مگر اللہ کے ہی علم سے اور نہ کسی کی عمر زیادہ اور نہ کسی کی عمر کم کی جاتی ہے اور یہ سب ایک کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں لیکن ان میں سے اکثر اس بات کو نہیں جانتے ہیں۔ ۴۰۴؎

اے انسان! کس چیز نے تجھے اپنے رب کریم کی طرف سے دھوکے میں ڈال دیا ہے جس نے تجھے پیدا کیا تجھے نک سک سے درست کیا تجھے متناسب بنایا اور جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ کر تیار کر دیا ہرگز نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ تم لوگ جزا اور سزا کو جھٹلاتے ہو۔ ۴۰۵ے

ہر انسان کے ڈی این اے میں حروف G,T,A اور C کی ترتیب مختلف ہوتی ہے لہٰذا ایک جیسی جسمانی ساخت اور خدوخال کے باوجود تمام انسانوں میں حیرت انگیز انفرادیت پائی جاتی ہے۔

ارشادات خداوندی:

سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّكَ الۡاَعۡلَى الَّذِيۡ خَلَقَ فَسَوّٰى۔ ۴۰۶

ترجمہ۔ اے نبی! اپنے رب برتر کے نام کی تسبیح کیجئے، جس نے پیدا کیا، اور تناسب قائم کیا، جس نے تقدیر بنائی پھر راہ دکھائی۔

فِي الۡمُلۡكِ وَ خَلَقَ كُلَّ شَيۡءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقۡدِيۡرًا۔ ۴۰۷

ترجمہ۔ اس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کو مقرر شدہ اندازے پر رکھا۔

وَ كَانَ اَمۡرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقۡدُوۡرًا۔ ۴۰۸

ترجمہ۔ اللہ کا حکم مقرر کیا ہوا ہے۔

اِنَّا كُلَّ شَيۡءٍ خَلَقۡنٰهُ بِقَدَرٍ۔ ۴۰۹ے ترجمہ۔ بے شک ہم نے ہر چیز کو انداز سے پیدا کیا۔

وَ كُلُّ صَغِيۡرٍ وَّ كَبِيۡرٍ مُّسۡتَطَرٌ۔ ۴۱۰ے۔ ترجمہ۔ ہر چھوٹی بڑی چیز کتاب میں لکھی ہے۔

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

اللہ تعالی نے ہر شے کے لئے مقدار اور ہر مقدار کے لئے ایک معین وقت اور ہر وقت کے لئے حساب و کتاب قرار دیا ہے۔

اللہ نے جو چیز بھی پیدا کی اس کا ایک اندازہ رکھا یہ اندازہ مضبوط اور مستحکم ہے اللہ کا انتظام عمدہ اور پاکیزہ ہے تاہم مخلوقات کو جب اللہ کے حکم پر چلنے کا حکم دیا گیا تو انھوں نے اس کے حکم سے سرتابی نہیں کی ۔۔۔ اللہ نے اپنی قدرت سے متضاد چیزوں میں ہم رنگی اور ہم آہنگی پیدا کی اور نفسوں

کے رشتے کو جسموں سے جوڑ دیا یہ سب اشیاء کائنات اپنی حدود، افتادطبع اور شکل وصورت میں ایک دوسرے سے جدا ہیں اگرچہ تمام مخلوقات منفرد اور یکتا ہیں جن کی ساخت مضبوط ہے۔۴۱۱؎

وقت (عصر):

وقت اللہ کی مخلوق ہے، اللہ نے وقت کو تخلیق فرمایا ہے، وقت باشعور ہے، یہ اللہ کی بہت بڑی نشانی ہے، جو مسلسل گزر رہا ہے، اس میں زبردست حسابی پہلو موجود ہیں۔

اللہ نے قرآن کریم میں وقت کی قسم کھائی ہے! اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

والعصر۔ ۴۱۲؎ ترجمہ۔ قسم ہے وقت کی۔

بے شمار کائناتی دنیاؤں میں وقت کی تقسیم الگ الگ ہے کسی سیارے کا دن ۱۲ گھنٹے کا ہے تو کسی سیارے کا ایک دن چھ ماہ کا ہے الغرض یہ اللہ کی شان ہے کے اس نے کائنات کے مختلف زون پر وقت کو مختلف انداز سے تقسیم کیا ہے۔

حضرت شمس الدین عظیمی لکھتے ہیں ! دنیا میں جو کچھ ہے وہ سب کا سب وقت کے اندر ہے۔ ۴۱۳؎

کائنات میں وقت یعنی Time پر گریویٹی اثر انداز ہے جبکہ گریویٹی کا دارومدار mass پر ہے یعنی جتنا بڑا سیارہ ہوگا اس کی گریویٹی اتنی ہی زیادہ ہوگی اور اس سیارے پر وقت آہستگی سے گزرے گا اگرچہ یہ انتہائی اہم کائناتی راز ہے یعنی اگر سورج کا mass بہت بڑا ہے تو یقیناً وہاں دنیا کے مقابلے میں وقت آہستگی سے گزرے گا دوسری جانب بلیک ہولز میں چونکہ کشش زیادہ ہوتی ہے لیکن وہاں وقت نہایت سست رفتاری سے گزرتا ہے اسی طرح سے اگر ایک گھڑی کو ایک بہت بلند پہاڑ کی چوٹی پر رکھ دیا جائے جبکہ ایک دوسری گھڑی کو اسی پہاڑ کے بالکل نشیب میں رکھ کر دونوں گھڑیوں کا وقت بھی ایک کر دیا جائے لیکن تھوڑی ہی دیر میں پہاڑ کی بلندی پر رکھی ہوئی گھڑی کا وقت سست اور نشیب کی جانب رکھی ہوئی گھڑی کا وقت تیز ہو جائے گا۔

شمسی سال:

اللہ تعالیٰ نے ماہ وسال تخلیق فرمائے ہیں، قرآن کریم میں کئی مقامات پر سال کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

یُدَبِّرُ الۡاَمۡرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الۡاَرۡضِ ثُمَّ یَعۡرُجُ اِلَیۡہِ فِیۡ یَوۡمٍ کَانَ مِقۡدَارُہٗۤ اَلۡفَ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ۔ ۴۱۴

وہ آسمان سے زمین تک دُنیا کے معاملات کی تدبیر کرتا ہے اور اس کی تدبیر روداداو پر اُس کے حضور جاتی ہے ایک ایسے دن میں جس کی مقدار تمہارے شمار سے ایک ہزار سال ہے۔

شمسی سال میں 365 دن، 5 گھنٹے 48 منٹ اور 45.5 سیکنڈز درکار ہوتے ہیں۔

قمری سال:

شمسی سال ہوں یا قمری تمام کا تمام وقت اللہ کا ہے، وہ وقت کا خالق اور مالک ہے، تاہم لوگوں نے اپنی آسانی کے لئے وقت کی شمسی اور قمری تقسیم کی ہے۔

سال کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قٰلَ کَمۡ لَبِثۡتُمۡ فِی الۡاَرۡضِ عَدَدَ سِنِیۡنَ۔ ۴۱۵؎

ترجمہ۔(خدا) پوچھے گا کہ تم زمین میں کتنے برس رہے؟

قمری سال 354 دنوں پر مشتمل ہوتا ہے یعنی شمسی سال سے ۱۱ دن کم جبکہ قمری مہینہ دو چاند کے درمیانی عرصہ پر محیط ہوتا ہے اور اس کا دورانیہ (29.5 دن) ہوتا ہے تاہم جدید کلینڈرز میں مہینے کے دنوں کی بنیاد تقریباً 12 حصوں پر مبنی اور مشتمل ہے یعنی (28-30) دن۔ ۴۱۶؎

مہینہ (شہر) Month:

ماہ وسال سب اللہ کی باشعور تخلیقات ہیں اور ان ماہ وسال کی ترتیب اللہ کے یہاں روز ازل طے ہو چکی، جس میں حسابی پہلو اور فارمولا موجود ہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ عِدَّۃَ الشُّہُوۡرِ عِنۡدَ اللّٰہِ اثۡنَا عَشَرَ شَہۡرًا فِیۡ کِتٰبِ اللّٰہِ یَوۡمَ خَلَقَ

السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ مِنۡهَاۤ اَرۡبَعَةٌ حُرُمٌ۔ ۴۱۷

ترجمہ۔ درحقیقت مہینوں کی تعداد جب سے اللہ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے اللہ کے نوشتے میں بارہ (۱۲) ہی ہیں ان میں سے چار مہینے حرام (محترم) ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی فرماتے ہیں! آدم کا بیٹا مجھے تکلیف دیتا ہے اور وہ اس طرح کے وہ زمانے کو برا بھلا کہتا ہے اور زمانہ میں ہوں، میرے ہاتھ میں اختیارات ہیں اور میں ہی شب و روز کو الٹ پلٹ کرتا ہوں۔ ۴۱۸

قمری کلینڈر رہو یا شمسی کلینڈر رہو عیسوی سال ہو یا ہجری سال ہو دونوں کلینڈرز میں ایک سال میں ۱۲ مہینے ہی ہوتے ہیں۔

ہفتہ : **Week:**

ہفتہ، بھی وقت کی ایک اکائی ہے، جو سات دنوں پر مشتمل ہے۔ ہفتے کی شروعات چھٹی صدی قبل مسیح، یہودیوں کے کیلنڈر میں ہوئی جس کو بعد میں رومیوں، مسلمانوں اور دوسرے کئی کیلنڈروں میں شامل کیا گیا۔

ہفتے کے لیے انگریزی لفظ week قدیم انگریزی زبان میں wice سے اخذ شدہ ہے، جس کا مفہوم تبدیل ہونے، گھومنے یا جاری رہنے کا ہے۔ گو بنیادی لفظ کا مفہوم کافی وسیع ہے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اس میں تبدیلی آتی رہی، تاہم رومیوں کی اپنے کیلنڈر میں اس کی شامل کرنے کی وجہ سے ایک مشہور اکائی بن گیا۔

عام طور پر ہفتے کے سات دن ہی تصور کیے جاتے ہیں لیکن دنیا بھر میں مختلف کیلنڈروں میں ایک ہفتے میں دنوں کی تعداد متضاد ہے۔ اس وقت 4 سے 10 دنوں تک کے ہفتے بطور وقت کی اکائی استعمال ہوتے ہیں۔ 10 دن سے زیادہ کے حامل ہفتے کو صحیح معنوں میں ہفتہ تصور نہیں کیا جاتا، کیونکہ یہ پندرہ روزہ اکائی کے زیادہ قریب شمار ہوتا ہے۔

دن (یوم)　　Days:

اللہ تعالیٰ یوم الدین کے مالک ہیں، دنیا کا کوئی شخص وقت کی ملکیت کو ثابت نہیں کرسکتا۔
اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!
مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ۔ ۴۱۹ ؎ ۔ترجمہ۔(اللہ) روزِ جزا کا مالک ہے۔
يَّتَخَافَتُوۡنَ بَيۡنَهُمۡ اِنۡ لَّبِثۡتُمۡ اِلَّا عَشۡرًا ۔ ۴۲۰
ترجمہ۔(تو) وہ آپس میں آہستہ آہستہ کہیں گے کہ تم (دنیا میں) صرف دس ہی دن رہے ہو۔
شمسی کلینڈر میں سات ماہ یعنی (جنوری، مارچ، مئی، جولائی، اگست، اکتوبر اور دسمبر) ۳۱ دن کے جبکہ چار ماہ (اپریل، جون، ستمبر اور نومبر) ۳۰ دن کے ہوتے ہیں تاہم فروری ۲۸ یا ۲۹ دن کا ہوتا ہے لیکن قمری مہینے میں چونکہ چاند دیکھ کر مہینے کا آغاز کیا جاتا ہے چنانچہ مہینہ کبھی ۲۹ اور کبھی ۳۰ کا چاند ہوتا ہے۔
22 جون سے 22 دسمبر تک روزانہ 80 سیکنڈ کے حساب سے دن چھوٹا ہوتا ہے، یہاں تک کے دن 10 گھنٹے اور رات 14 گھنٹے کی ہوجاتی ہے اسی طرح سے 22 دسمبر سے 21 جون تک 45 سیکنڈ کے حساب سے دن بڑا ہوتا ہے یہاں تک کے دن 14 گھنٹے اور رات 10 گھنٹے کی ہوجاتی ہے تاہم حیرت انگیز امر یہ ہے کے ہر 23 مارچ اور 23 ستمبر کو دن اور رات بالکل برابر یعنی 12 گھنٹے کے ہوجاتے ہیں اور یہ سلسلہ کروڑوں سالوں سے جاری ہے جس میں کبھی فرق نہیں آیا۔

گھنٹہ: Hour

زمین پر ایک دن ۲۴ گھنٹوں کا ہوتا ہے جبکہ ہر گھنٹے میں ۶۰ منٹ ہوتے ہیں۔

سیکنڈ (ساعت):　　Second

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ساعت یعنی سیکنڈ کا بھی ذکر فرمایا، ایک سیکنڈ بظاہر تو معمولی سا ایک لمحہ محسوس ہوتا ہے، لیکن ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں انسان کی قیام گاہ تبدیل ہوتی ہے یعنی زمین کے اوپر یا زمین کے نیچے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ؕ
كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ۔ ۴۲۱

ترجمہ۔جس دن قیامت بپا ہوگی، گنہگار قسمیں کھائیں گے کے وہ (دنیا میں) ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے تھے،اسی طرح وہ (رستے سے) اُلٹے جاتے تھے۔

ایک منٹ میں ۶۰ سیکنڈز ہوتے ہیں،ایک گھنٹے میں (۳۶۰۰) سیکنڈز اور ایک دن میں (۸۶۴۰۰) سیکنڈز ہوتے ہیں تاہم انسانی دل ایک سیکنڈ میں ایک مرتبہ دھڑکتا ہے جبکہ ایک سیکنڈ میں چاند کی روشنی زمین تک پہنچتی ہے۔

ملی سیکنڈ Mili Second:

ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے کو ملی سیکنڈ کہتے ہیں۔

مائیکروسیکنڈ Micro Second:

اگر ایک سیکنڈ کو دس لاکھ حصوں میں تقسیم کر دیا جائے تو اس کے ہر حصے کو مائیکروسیکنڈ کہیں گے تاہم ماہرین کے مطابق چمگادڑ میں اللہ تعالی نے اتنی تیز صلاحیت رکھی ہے کے وہ اپنی جانب آنے والی کسی بھی شے کو صرف دو مائیکروسیکنڈز میں باآسانی سمجھ لیتی ہے۔

پیکوسیکنڈ Pico Second:

اگر ایک سیکنڈ کے ایک کروڑ حصے کئے جائیں پھر اس ایک حصے کے بھی مزید ایک ہزار حصے کئے جائیں تو ہزارویں حصے کو پیکوسیکنڈ کہیں گے۔

آٹوسیکنڈ Atto Second:

اگر ایک سیکنڈ کے ایک کروڑ حصے کئے جائیں اور پھر جو حصہ fraction حاصل ہو اس کے بھی ایک کروڑ حصے کر دئے جائیں تو اس کو ایک آٹوسیکنڈ کہتے ہیں۔

نینوسیکنڈ Nino Second:

ایک سیکنڈ کے ایک ارب ویں حصے کو نینوسیکنڈ کہتے ہیں۔

دو دنوں میں آسمان کی تخلیق:

آسمان اللہ کی باشعور مخلوق ہے، اس کی تخلیق میں بھی اللہ تعالی نے وقت صرف فرمایا جبکہ اس میں بھی حساب کتاب اور اندازے کے ساتھ چیزیں خلق کی گئیں ہیں، اللہ تعالی نے قرآن کریم میں بے شمار مقامات پر آسمان کی تخلیق کے حوالے سے ارشادات فرمائے ہیں!

فَقَضٰهُنَّ سَبۡعَ سَمٰوَاتٍ فِیۡ یَوۡمَیۡنِ وَ اَوۡحٰی فِیۡ كُلِّ سَمَآءٍ اَمۡرَهَا وَ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡیَا بِمَصَابِیۡحَ وَ حِفۡظًا ذٰلِكَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ۔ ۴۲۲

ترجمہ۔(اللہ) نے دو دن کے اندر آسمان بنا دیئے اور ہر آسمان میں اس کا قانون وحی کر دیا اور آسمان دنیا کو ہم نے چراغوں سے آراستہ کیا اور اسے خوب محفوظ کر دیا۔ یہ سب کچھ ایک زبردست علیم ہستی کا منصوبہ ہے۔

آسمان اللہ کی باشعور مخلوق ہے:

آسمان اللہ کی باشعور مخلوق ہے کیونکہ جب اللہ تعالی نے اس کو قرآن کریم کی ذمہ داری دی تو اس نے اس بوجھ کو اٹھانے سے انکار کر دیا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ الۡجِبَالِ فَاَبَیۡنَ اَنۡ یَّحۡمِلۡنَهَا وَ اَشۡفَقۡنَ مِنۡهَا وَ حَمَلَهَا الۡاِنۡسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوۡمًا جَهُوۡلًا۔ ۴۲۳

ترجمہ۔ہم نے اس امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو وہ اسے اٹھانے کے لیے تیار نہ ہوئے اور اس سے ڈر گئے، مگر انسان نے اسے اٹھا لیا، بے شک وہ بڑا ظالم اور جاہل ہے۔

زمین کی تخلیق اور اس کا پھیلاؤ:

زمین اللہ کی باشعور مخلوق ہے، جس کو اللہ تعالی نے آسمان کی تخلیق کے بعد خلق فرمایا، جبکہ زمین کی تخلیق میں اللہ کے وقت کے مطابق دو دن صرف ہوئے۔

مٹی:

مٹی کو اللہ نے ہفتے کے دن خلق فرمایا۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے مٹی کو ہفتے کے دن خلق فرمایا۔ ۴۲۴

مٹی کو خاک بھی کہتے ہیں، یہ معدنیات اور چٹانوں کے حصوں سے مرکب ہے، جو ماحولیاتی اجزاء جیسے ہوا، بارش، روشنی، برف اور زندہ موحولیاتی اجزاء جیسے پانی اور ہوا میں موجود اجسام سے مل کر بنتی ہے، مٹی عام طور پر چٹانی اجزاء اور ماحول میں موجود بھر بھری معدنیات کی مدد سے تشکیل پاتی ہے، جبکہ دوسرے ماحولیاتی اجزاء اس کی تکمیل پر اثر انداز ہوتے ہیں، مٹی کی کئی اقسام ہیں۔

مٹی ہمارے ماحول کا اہم جز ہیں، ماہرین کے مطابق مٹی کے چھ اہم کردار ہیں۔

۱۔ نباتات کی پیداوار میں اہم کردار۔

۲۔ بہتے ہوئے پانی کی رفتار کو کنٹرول کرنا۔

۳۔ مردہ جاندار، انسان، جانور، نباتات کو ٹھکانے لگاتی ہے۔

۴۔ مٹی کرہ ارض کے اردگرد کے ماحول میں ہوا کو خلا سے جدا کرنے کا کام کرتی ہے۔

۵۔ مٹی میں جانور، حشرات الارض اور جراثیم و بیکٹر یاز کی رہائش گاہیں موجود ہیں۔

۶۔ مٹی اس دنیا کا سب سے قدیم ترین تعمیراتی جز ہے، جس کا ستعمال انسان سمیت تمام جانور کرتے ہیں۔

قرآن کریم کی روشنی میں مٹی کی اقسام:

قرآن کریم میں درج ذیل مٹی کی اقسام کا ذکر موجود ہے:

ا۔تراب۔ سے مراد خاک ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْن۔ ۴۲۵

ترجمہ۔(انسان) کو ہم نے مٹی (تراب) سے بنایا۔

۲۔طین۔مٹی اور پانی سے تیار کیا ہوا گارا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ۔ ۴۲۶

ترجمہ۔انسان کی پیدائش کو مٹی (طین) سے شروع کیا۔

۳۔طین لازب۔ سے مراد لیس دار گارا جو کافی دیر پڑے رہنے سے لیس دار ہوے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ۔ ۴۲۷

ترجمہ۔بے شک ہم نے انسان کو لیس دار مٹی (طین لازب) سے بنایا۔

۴۔حماٍ مسنون۔ سے مراد وہ لیس دار گارا جس میں بدبو پیدا ہو جائے عربی زبان میں حماٍ اس سیاہ کیچڑ کو کہتے ہیں جس کے اندر بدبو پیدا ہو جائے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ۔ ۴۲۸

ترجمہ۔بے شک میں، بدبودار مٹی کے سوکھے ہوئے گارے (حماً مسنون) سے ایک بشر پیدا کر رہا ہوں۔

۵۔صلصالٍ من حماٍ مسنون کالفخار۔ سے مراد سڑا ہوا گارا جو سوکھنے کے بعد پکی ہوئی مٹی کے ٹھیکرے جیسا ہو جائے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ۔ ۴۲۹

ترجمہ۔انسان کو (ہم نے) ٹھیکری جیسے سوکھے اور سڑے ہوئے گارے سے بنایا۔

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں! انسانی جسم میں وہ تمام اجزا اور عناصر پائے جاتے ہیں جو

کے مٹی میں موجود ہیں اگر چہ ان عناصر کی انسانی جسم میں مقداروں کا فرق ممکن ہے سائنسدانوں نے تحقیق سے یہ ثابت کیا ہے کے مٹی میں کل عناصر کی تعداد (102) سے زائد ہے۔

امام جعفر صادقؑ نے مزید فرمایا کے انسانی جسم میں چار عناصر سب سے زیادہ ہیں، آٹھ عناصر کم اور آٹھ عناصر بہت معمولی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔

سائنسدانوں نے اپنی تحقیق سے یہ ثابت کیا ہے کے وہ چار عناصر جو انسانی جسم میں سب سے زیادہ ہیں وہ یہ ہیں۔

ا۔آکسیجن۔ ۲۔کاربن ڈائی آکسائیڈ۔ ۳۔ہائیڈروجن۔ ۴۔نائٹروجن۔

وہ آٹھ عناصر جو انسانی جسم میں کم ہیں۔

ا۔میگنیشئیم۔ ۲۔سوڈیم۔ ۳۔پوٹاشئیم۔ ۴۔کیلشئیم۔ ۵۔فاسفورس۔ ۶۔کلورین۔ ۷۔سلفر۔ ۸۔آئرن۔

وہ آٹھ عناصر جو انسانی جسم میں بہت معمولی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔

ا۔مولیڈیم۔ ۲۔سیلینئیم۔ ۳۔فلورین۔ ۴۔کوبالٹ۔ ۵۔میگنیز۔ ۶۔تانبا۔ ۷۔آیوڈین۔ ۸۔زنک۔

زمین کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ۔۴۳۰

ترجمہ۔(آسمان کی تخلیق) کے بعد (اللہ نے) زمین کو بچھایا۔

زمین کے پھیلاؤ کے اور اس میں پہاڑ کو جمانے سے متعلق ارشاد خداوندی ہے!

وَ الۡاَرۡضَ مَدَدۡنٰهَا وَ اَلۡقَيۡنَا فِيۡهَا رَوَاسِىَ وَ اَنۡۢبَتۡنَا فِيۡهَا مِنۡ كُلِّ زَوۡجٍۢ بَهِيۡجٍ ۔۴۳۱

ترجمہ۔زمین کو ہم نے پھیلایا اور اس میں پہاڑوں کو جما دیا اور اس میں ہر قسم کی خوشنما چیزیں اگائیں۔

دو دنوں میں زمین کی تخلیق:

خَلَقَ الۡاَرۡضَ فِیۡ یَوۡمَیۡنِ وَ تَجۡعَلُوۡنَ لَہٗۤ اَنۡدَادًا ذٰلِکَ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ ۴۳۲

ترجمہ۔اللہ نے زمین کو دو دنوں میں بنا دیا، وہی تو سارے جہان والوں کا رب ہے۔

زمین اللہ کی باشعور مخلوق ہے:

زمین اللہ کی باشعور مخلوق ہے کیونکہ اللہ تعالی نے جب قرآن کریم کو اٹھانے کی زمہ داری زمین کو پیش کی تو اس نے اس بوجھ کو اٹھانے سے انکار کر دیا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ الۡجِبَالِ فَاَبَیۡنَ اَنۡ یَّحۡمِلۡنَہَا وَ اَشۡفَقۡنَ مِنۡہَا وَ حَمَلَہَا الۡاِنۡسَانُ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوۡمًا جَہُوۡلًا۔ ۴۳۳

ترجمہ۔ہم نے اس امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو وہ اسے اٹھانے کے لیے تیار نہ ہوئے اور اس سے ڈر گئے، مگر انسان نے اسے اٹھا لیا، بے شک وہ بڑا ظالم اور جاہل ہے۔

چار دنوں میں زمینی مخلوقات کی تخلیق:

وَ جَعَلَ فِیۡہَا رَوَاسِیَ مِنۡ فَوۡقِہَا وَ بٰرَکَ فِیۡہَا وَ قَدَّرَ فِیۡہَاۤ اَقۡوَاتَہَا فِیۡۤ اَرۡبَعَۃِ اَیَّامٍ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیۡنَ۔ ۴۳۴

ترجمہ۔اس نے (زمین کو وجود میں لانے کے بعد) اوپر سے اس پر پہاڑ جما دیئے اور اس میں برکتیں رکھ دیں اور اس کے اندر سب مانگنے والوں کے لیے ہر ایک کی طلب و حاجت کے مطابق ٹھیک انداز سے خوراک کا سامان مہیا کر دیا۔یہ سب کام چار دن میں ہو گئے۔

زمینی مخلوقات:

ہماری کرہ ارض پر چار مختلف صلاحیتوں کی حامل مخلوقات آباد ہیں۔

ا۔جمادات، پہاڑ اور پتھر اگرچہ یہ اپنی جگہ جمے رہتے ہیں اور بظاہران میں حرکت نظر نہیں آتی لیکن مستقل متحرک رہتے ہیں۔

۲۔نباتات، درخت، پودے اور جڑی بوٹیوں کی مستقل نشونما ہوتی ہے، یہ پھلتے پھولتے ہیں جبکہ زیرزمین ان کی جڑیں بھی مسلسل بڑھتی اور پھیلتی ہیں۔

۳۔انسان، حیوان اور حشرات الارض بھی متحرک ہیں۔

۴۔پرندے اور مچھلیاں اللہ کی ایسی مخلوقات ہیں جو زمین کی کشش ثقل کو توڑ کر چاروں جانب حرکت کرتی ہیں۔

پہاڑ اللہ کی باشعور مخلوق ہیں:

پہاڑ اللہ کی باشعور مخلوق ہے،ان کی شکل صورت، رنگت، عادت،مزاج،عمر،زندگی،موت اور تقدیر اللہ کے یہاں مقرر اور متعین ہیں،اللہ تعالی نے قرآن کریم کی امانت جب زمین،آسمان اور پہاذ کو پیش کی تو اس نے منع کر دیا کے وہ اس بوجھ کو نہیں اٹھا سکتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہیں!

اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ الۡجِبَالِ فَاَبَیۡنَ اَنۡ یَّحۡمِلۡنَہَا وَ اَشۡفَقۡنَ مِنۡہَا وَ حَمَلَہَا الۡاِنۡسَانُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوۡمًا جَہُوۡلًا ۔[۴۳۵]

ترجمہ۔ہم نے اس امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو وہ اسے اٹھانے کے لیے تیار نہ ہوئے اور اس سے ڈر گئے،مگر انسان نے اسے اٹھالیا، بے شک وہ بڑا ظالم اور جاہل ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے پہاڑوں کو اتوار

کے دن پیدا فرمایا۔۴۳۶

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ انام لے کر اسے آواز دیتا ہے اور اس سے دریافت کرتا ہے کے اۓ فلاں پہاڑ کیا تجھ پر ایسا شخص گزرا ہے جس نے اللہ کا ذکر کیا ہو؟ اگر جواب ہاں میں ہوتا تو سوال کرنے والا پہاڑ یہ سن کر خوش ہوتا۔۴۳۷

پہاڑوں کی مختلف رنگت:

پہاڑ اور ان کی مختلف رنگتوں کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ مِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِیْضٌ وَّ حُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَ غَرَابِیْبُ سُوْدٌ۔۴۳۸

ترجمہ۔ پہاڑوں میں بھی سفید، سرخ اور گہری سیاہ دھاریاں پائی جاتی ہیں جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔

پہاڑوں کے مختلف رنگ ان میں موجود معدنیات یا منرلز کی مقدار کی کمی یا زیادتی کے سبب ہوتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت انسؓ بن مالک روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد پہاڑ کے متعلق فرمایا! احد ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم احد سے محبت کرتے ہیں۔۴۳۹

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کو لے کر احد پر چڑھے تو احد کانپنے لگ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اۓ احد قرار پکڑ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔۴۴۰

پہاڑ بھی سانس لیتے ہیں:

پہاڑ بھی اللہ کی ذی شعور مخلوق ہیں، وہ اللہ کو جانتے اور پہچانتے ہیں، اللہ کے حکم کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور صبح شام اللہ کی حمد و ثناء اور اپنے رب کو سجدہ بھی کرتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَّ سَخَّرۡنَا مَعَ دَاوٗدَ الۡجِبَالَ یُسَبِّحۡنَ وَ الطَّیۡرَ ۔۴۴۱

ترجمہ۔داؤد کے ساتھ ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو مسخر کر دیا تھا جو تسبیح کرتے تھے۔

تاہم بلند و بالا پہاڑ پیدا بھی ہوتے ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ جوان بھی یہی نہیں بلکہ وہ بھی ہر ذی روح کی طرح سانس لیتے ہیں تخلیقی فارمولوں میں پہاڑ کی تخلیق اور نشونما کا فارمولا مختلف ہے بظاہر پہاڑوں کو دیکھ کر یہ لگتا ہے کہ وہ ایک جگہ جمے ہوئے ہیں لیکن ان کے اندر بھی ہر وقت قانون حرکت کام کرتا رہتا ہے ایک نارمل انسان ایک منٹ میں اندازاً بیس مرتبہ سانس لیتا ہے لیکن پہاڑ اپنا ایک سانس پندرہ منٹ میں مکمل کرتا ہے بالکل اسی طرح باقی مخلوقات کی سانس کی معین مقداریں الگ الگ ہیں۔ ۴۴۲ ؎

دن (النھار):

دن بھی اللہ کی باشعور مخلوق ہے، صبح سانس لیتی ہے، ہر دن کی الگ شان، اس کا دورانیہ، واقعات، حادثات، سانحات، زلزلے، آفات و بلیات کی آمد، خوشخبری کے دورانیے، مخلوقات کی پیدائش اور ان کی موت کے اوقات کا تعین وغیرہ یہ سب کا سب حساب کتاب کے متقاضی ہیں۔اللہ تعالی نے قرآن کریم میں اپنی اس نشانی کی قسم بھی کھائی ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ النَّھَارِ اِذَا تَجَلّٰی ۔ ۴۴۳ ؎۔ترجمہ۔قسم ہے دن کی جب وہ روشن ہو جائے۔

فَالِقُ الۡاِصۡبَاحِ ۔ ۴۴۴ ؎۔ترجمہ۔وہ صبح کا پھاڑنے والا ہے۔

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، آیت فَالِقُ الۡاِصۡبَاحِ سے مراد فجر کا روشن ہونا۔ ۴۴۵ ؎

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، آیت فَالِقُ الۡاِصۡبَاحِ سے مراد صبح کا نکلنا ہے۔ ۴۴۶ ؎

ہر دن اللہ تعالی کی ایک نئی شان:

اللہ تعالی ہر دن ایک نئی شان کے ساتھ جلوہ گر ہوتے ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

کُلَّ یَوۡمٍ ھُوَ فِیۡ شَاۡنٍ ۔ ۴۴۷ ؎۔ترجمہ۔ہر دن وہ ایک شان میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ۔
ترجمہ۔(اللہ) ہر دن ایک نئی شان میں ہے کے بارے میں فرمایا!

اللہ کی شان میں سے یہ ہے کہ وہ گناہ کو بخشتا ہے مصائب اور تکالیف دور فرما دیتا ہے۔ایک قوم کو بلند کرتا ہے تو دوسری قوم کو ذلت اور پستی میں گرا دیتا ہے۔اور بزار نے زیادہ کیا کہ وہ دعا کو قبول کرتا ہے۔۴۴۸ے

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ کے بارے میں فرمایا! یہ گناہوں کو بخشتا ہے اور مصائب کو دور کر دیتا ہے۔۴۴۹ے

حضرت ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں، كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ سے مراد اللہ تعالیٰ تکالیف کو دور اور دعاؤں کو قبول کرتا ہے،اور ایک قوم کو بلند کرتا ہے اور دوسری کو ذلیل و پست کرتا ہے۔۴۵۰ے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ سے مراد بے شک اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ کو سفید موتیوں سے پیدا فرمایا جس کے دونوں کنارے سرخ یاقوت کے،اور اس کا قلم نور کا ہے، اس کی کتاب بھی نور کی ہے، اس کی چوڑائی آسمان و زمین کے درمیان فاصلہ کے برابر ہے۔اللہ تعالیٰ ہر روز اس پر تین سو ساٹھ مرتبہ نظر فرماتے ہیں اور ہر بار دیکھنے میں کسی کی تخلیق فرماتے ہیں اور رزق دیتے ہیں، زندہ کرتے ہیں اور مارتے ہیں،عزت دیتے ہیں، ذلت دیتے ہیں کسی کو پابند سلاسل کرتے ہیں اور کسی کو آزاد کرتے ہیں اور جو وہ چاہتے ہیں کرتے ہیں اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا! كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ۔۴۵۱ے

حضرت عبید بن عمیرؒ بیان کرتے ہیں، كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ سے مراد یہ ہے کے اللہ تعالیٰ دعاؤں کو قبول، سائل کو عطا، قیدیوں کو رہائی اور بیمار کو شفا دیتے ہیں۔۴۵۲ے

قتادہؓ بیان کرتے ہیں، كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ سے مراد آسمان و زمین کے رہنے والوں میں سے کوئی بھی اللہ سے مستغنی نہیں ،اللہ زندگی اور موت دیتا ہے، وہی چھوٹوں کی پرورش کرتا ہے، قیدیوں کو آزاد کرتا ہے، فقیر کو مالدار بناتا ہے اور نیک لوگوں کی حاجات کو پورا کرتا ہے، اس کی ذات کے لئے شکر کی انتہاء ہے اور وہ نیک لوگوں کی فریاد رسی کرتا ہے۔۴۵۳ے

ربیعؒ بیان کرتے ہیں، کُلَّ یَوۡمٍ ھُوَ فِیۡ شَاۡنٍ سے مراد اللہ تعالی ایک مخلوق کو پیدا کرتا ہے اور دوسری کو موت دیتا ہے، تاہم وہ اپنی مخلوق کو رزق دیتا ہے اور ان کی حفاظت بھی کرتا ہے۔ ۴۵۴ے

تابعی حضرت سوید بن جبلہ فزاریؒ بیان کرتے ہیں، کُلَّ یَوۡمٍ ھُوَ فِیۡ شَاۡنٍ۔

ترجمہ۔ اللہ ہر دن ایک نئی شان میں ہے، سے مراد اللہ تعالی غلاموں کو آزادی دلاتا ہے اور عتاب کرنے والوں کو خاموش کرا دیتا ہے یعنی وہ شدید اور سخت عذاب دیتا ہے اور رغبت رکھنے والوں کو (بے شمار) عطا فرماتا ہے۔ ۴۵۵ے

الَّیۡلِ (رات):

الَّیۡل یعنی رات بھی اللہ کی باشعور مخلوق ہے، ہر رات کی ایک نئی شان ہے، کوئی رات کبھی بھی ایک جیسی نہیں تھی۔

والَّیۡل/قسم ہے للیل (رات) کی:

الَّیۡل اللہ کی ایک نعمت عظمی ہے، جو اللہ نے انسانوں کے آرام کے لئے تخلیق فرمائی ہے۔

الَّیۡل۔ اللہ کی ایک نشانی بھی ہے، قرآن کریم میں متعدد آیات میں الَّیۡل کا ذکر کیا گیا ہے۔

رات یا شب غروب آفتاب اور طلوع آفتاب کے درمیان کے وقت کی مدت ہے، یہ شام کے بعد کے وقت کو کہا جاتا ہے، رات کا متضاد دن ہے، تاہم رات کے وقت کے آغاز اور اختتامی نکات مختلف عوامل کی بنیاد پر مختلف ہو سکتے ہیں جن میں موسم، عرض بلد، طول البلد اور منطقہ وقت وغیرہ۔ ۴۵۶ے

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اللہ نے الَّیۡلکی قسم کھائی ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی

وَالَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰی۔ ۴۵۷ے۔ ترجمہ۔ قسم ہے رات کی جبکہ وہ چھا جائے۔

وَالَّیۡلِ وَمَا وَسَقَ۔ ۴۵۸

ترجمہ۔ رات کی قسم اور ان چیزوں کی قسم جن کو رات نے سمیٹ لیا۔

الَّیۡل ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ل۔ی۔ل) سے مشتق ہے۔
الَّیۡل یاللیلۃ ۔کے معنی رات کے ہیں ،یعنی جو غروب آفتاب سے طلوع فجر تک کا وقت اللیل کہلاتا ہے۔
صاحب محیط نے لکھا ہے کے **الَّیۡل** یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے۔
جبکہ سریانی زبان میں **الَّیۡل** کو **لیلیا** بھی کہا جاتا ہے۔
الَّیۡل کی جمع لیال اور للیالی ہے۔۴۵۹؎
وَالَّیۡلِ اِذَا عَسۡعَسَ ۔۴۶۰؎ ۔ترجمہ۔قسم ہے رات کی جب وہ پھیل جائے۔
الَّیۡل ۔اللہ کی ایک مخلوق اور ایک نعمت عظمی ہے، جو اللہ نے انسانوں کے آرام کے لئے تخلیق فرمائی
الَّیۡل ۔اللہ کی ایک نشانی بھی ہے، قرآن کریم میں متعدد آیات میں اللیل کا ذکر کیا گیا ہے۔
رات یا شب غروب آفتاب اور طلوع آفتاب کے درمیان کے وقت کی مدت ہے، یہ شام کے بعد کے وقت کو کہا جاتا ہے، رات کا متضاد دن ہے، تاہم رات کے وقت کے آغاز اور اختتامی نکات مختلف عوامل کی بنیاد پر مختلف ہو سکتے ہیں جن میں موسم ،عرض بلد، طول البلد اور منطقہ وقت وغیرہ۔

الشَّمۡسِ (سورج):

الشَّمۡسِ ۔یعنی سورج بھی اللہ کی باشعور مخلوق ہے، اللہ تعالی نے قرآن کریم میں کئی مقامات پر سورج کا ذکر فرمایا، یہی نہیں بلکہ اللہ تعالی نے اپنی اس نشانی کی قسم بھی کھاتے ہوئے فرمایا!
وَالشَّمۡسِ وَضُحٰىهَا ۔۴۶۱؎ ۔ترجمہ۔قسم ہے سُورج کی ،اور قسم ہے اُس کی دُھوپ کی۔
سورج کی سطح بنیادی طور پر ہائیڈروجن اور ہیلیم سے بنی ہے، اس میں ہائیڈروجن کا تناسب تقریباً ٪ 74 بالحاظ کمیت یا ٪ 92 بالحاظ حجم ہے اور ہیلیم کا تناسب تقریباً ٪ 24 بالحاظ کمیت یا ٪ 7 بالحاظ حجم ہے، اس کے علاوہ دوسرے عناصر جیسے لوہا، نکل، آکسیجن، سیلیکان، سلفر، میگنیشم، کاربن، نیون، کیلشیم اور کرومیم معمولی مقدار میں پایا جاتا ہے۔
سورج ہمارے کہکشانی نظام کا ایک روشن ستارہ یا کلسٹر ہے، سورج کو عربی میں شمس، انگریزی میں Sun، اور اردو میں سورج یا خورشید کہا جاتا ہے، سورج نظام شمسی کے مرکز میں واقع ایک روشن

ستارہ ہے، تاہم سورج کا حجم نظام شمسی کی کل کمیت کا تقریباً 99.86% ہے، سورج کا زمین سے اوسط فاصلہ تقریباً 149598000 لومیٹر ہے، تاہم سورج کی روشنی کو زمین تک پہنچنے میں 8 منٹ 19 سیکنڈ درکار رہیں، اگرچہ یہ فاصلہ سال بھر تک یکساں نہیں رہتا، 3 جنوری کو یہ فاصلہ سب سے کم ہوکر تقریباً 14,7100000 کلومیٹر رہ جاتا ہے جبکہ 4 جولائی کو یہ فاصلہ سب سے زیادہ یعنی 152100000 کلومیٹر ہوجاتا ہے۔

سورج سے آنے والی توانائی ضیائی تالیف کے ذریعے زمین پر تمام حیات کو خوراک فراہم کرتا ہے۔

سورج کے گرد نو سیارے گردش کرتے ہیں، جن میں عطارد، زہرہ، زمین، مریخ، مشتری، زحل، یورینس، نیپچون اور پلوٹو شامل ہیں، یہ تما سیارے اس نظام شمسی کا حصہ ہیں۔

ایک اندازے کے مطابق سورج کی عمر تقریباً 4.6 ارب سال بتائی جاتی ہے۔

سورج ہر سیکنڈ چار ملین ٹن ہائیڈروجن گیس کو خرچ کرتا ہے، سائنسدانوں نے یہ اندازہ قائم کیا ہے کے سورج اپنی کور میں جمع شدہ ہائیڈروجن کو اگلے پانچ ارب سال تک جلاتا رہے گا، اس کے بعد ہیلیم سورج کا پرائمری ایندھن بن جائے گا۔

ماہرین کے مطابق اگر تین لاکھ تیس ہزار سیارے ایک ساتھ زمین پر جمع ہوجائیں تو وہ سورج کے وزن کے برابر تصور کئے جائیں گے۔

ماہرین کے مطابق ہر گیارہ سال کے بعد سورج مجموعی طور پر اپنی مقناطیسی Polarity کو الٹ دیتا ہے، یعنی اس کا شمالی مقناطیسی قطب جنوبی قطب بن جاتا ہے جبکہ جنوبی قطب شمالی قطب میں تبدیل ہوجاتا ہے، اگرچہ سورج زمین سے قریب ترین ستارہ ہے، جو زمین سے محض 15 کروڑ کلو میٹر دور ہے، سورج زمین پر توانائی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، سورج کی کشش ثقل زمین سے 28 گنا زیادہ ہے، سورج حرارت اور چارج ذرات کی ایک اسٹریم خارج کرتا ہے جسے شمسی ہوا کے طور پر جانا جاتا ہے، جو سینکڑوں میل فی سیکنڈ کی رفتار سے نظام شمسی میں سفر کرتی ہے۔

سورج کی رفتار کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ جَعَلَ الَّیۡلَ سَکَنًا وَّ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ حُسۡبَانًا ذٰلِکَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ۔ ۴۶۲

ترجمہ۔(اللہ) نے سورج اور چاند کی رفتار کو(حساب سے) رکھا ہے۔یہ بڑے قادر اور بڑے علم والے کی ٹھہرائی ہوئی بات ہے۔

Astronomical Journal کے مطابق! کائنات میں تقریباً 2000,000,000,000 (دوٹریلین) کہکشائیں ہیں،اور ہر کہکشاں میں ہمارے سورج جیسے تقریباً 100 ارب سورج موجود ہیں،یعنی ایک محتاط اندازے کے مطابق،پوری کائنات میں ہماری زمین جیسی 6000 ارب (۶ ٹریلین) دنیائیں موجود ہیں۔

الۡقَمَر / چاند:

قرآن کریم میں اللہ تعالی بے شمار مقامات پر چاند کا ذکر فرمایا ہے،لیکن زیر نظر آیات میں اللہ تعالی نے ماہ کامل کی قسم کھاتے ہوئے ارشاد فرمایا!

وَ الۡقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ لَتَرۡکَبُنَّ طَبَقًا عَنۡ طَبَقٍ ۔ ۴۶۳

ترجمہ۔ماہ کامل کی قسم تمھیں ضرور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف جانا ہے۔

الۡقَمَر ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جو(ق۔م۔ر) سے مشتق ہے۔ ۴۶۴

الۡقَمَر ۔ ہر مہینے کی تیسری رات سے پچیسویں رات تک کے چاند کو قمر کہا جاتا ہے۔

جبکہ پہلی،دوسری،چھبیس اور ستائیس تاریخ کے چاند کو ہلال کہا جاتا ہے۔

چاند کو الۡقَمَر اس لئے بھی کہتے ہیں کیونکہ اس کی روشنی باقی تمام ستاروں پر غالب ہوتی ہے۔ ۴۶۵

چاند کے ساتھ انسانی جنون کا ایک قدیم تعلق ہے، چنانچہ چودھویں رات کے چاند میں نفسیاتی، ذہنی، دماغی، جنسی اور جسمانی بیماریوں میں تیزی دیکھی گئی ہے،اس کے ساتھ ساتھ چودھویں رات میں جرائم کی تعداد بھی عام دنوں کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے۔

جنون کو طب نفسی میں ایک شدت مزاجی کا مرض کہا جاتا ہے،اس مرض کی نمایاں علامات میں فرط

ہیجان ، اشتعال انگیزی، فرط سرگرمی، Hyperexcitability، خیالات وگمان کی آمدور پیداوار،(Hyperactivity) میں بڑھی ہوئی روانی کے ساتھ گفتاروکلام میں تیزی جیسی کیفیات شامل ہیں، اگر چہ خیالات وگفتار میں تیزی اور بے چینی کی کیفیات کوعلم طب میں پرواز افکارجیسی اصطلاح کا نام دیا جاتا ہے ،انگریزی زبان میں Lunatic کا لفظ اسی پر دلالت کرتا ہے۔

صاحب غریب القرآن لکھتے ہیں ، زمانہ جاہلیت میں عربوں کا قومی نشان قمر تھا۔ جبکہ ایرانیوں کا قومی نشان شمس تھا۔

چاند ہماری زمین کا ایک سیارچہ ہے، جو زمین سے دو لاکھ چالیس ہزار میل دور ہے، چاند کا قطر 2163 میل ہے۔

چاند سے متعلق ابتدائی تحقیقات گلیلیو نے 1609ء میں کیں ،اس نے بتایا کے چاند ہماری زمین کی طرح ایک کرہ ہے ،اس نے مزید یہ بھی بتایا کے چاند پر پہاڑ اور آتش فشاں پہاڑوں کے دہانے ہیں۔

چاند کا ایک دن ہمارے پندرہ دنوں کے برابر ہوتا ہے ، چاند زمین کے گرد اپنا ایک چکر 27.3 دنوں میں مکمل کرتا ہے ،اس کو چاند کا مدار کہا جاتا ہے ، چاند کا موسم شدید گرمی میں 100 سینٹی گریڈ اور شدید سردی میں منفی 173 سینٹی گریڈ تک پہنچ جاتا ہے۔

یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہیں کے زمین کی کشش 9.8 میٹر فی مربع سیکنڈ کے مقابلے میں اس کی کشش 1. 622 میٹر فی مربع سیکنڈ بنتی ہے، گویا زمین پر دس کلووزن رکھنے والی چیز کا اگر چاند پر وزن کیا جائے تو وہ بہ مشکل ڈیڑھ کلو سے کچھ زیادہ ہوگا، چاند پر ہوا موجود نہیں اسی وجہ سے چاند پر آواز کا سفر بھی ممکن نہیں۔

کائنات میں بے شمار چاند:

کائنات میں بے شمار چاند بھی پائے جاتے ہیں،خود ہمارے نظام شمسی میں چاند کی تعداد(۱۰۰) سے زائد بتائی جاتی ہے، دوسری جانب اس کائنات میں بے شمار کہکشانی نظام میں نجانے سورج

اور چاند کی کتنی تعداد ہوگی یہ قیاس سے باہر ہے۔

ایک حالیہ تحقیق کے مطابق زحل پر تقریباً 274 چاند دریافت کر لئے گئے ہیں، اس اعتبار سے سیارہ زحل کو چاند کا بادشاہ بھی کہا جاتا ہے۔

چاند اللہ کی ایک روشن نشانی ہے جو اپنے مدار میں ہمہ وقت گردش پذیر ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ الۡقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ لَتَرۡکَبُنَّ طَبَقًا عَنۡ طَبَقٍ۔ ۴۶۶

ترجمہ۔ ماہ کامل کی قسم تمھیں ضرور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف جانا ہے۔

اَلشَّمۡسُ وَ الۡقَمَرُ بِحُسۡبَانٍ۔ ۴۶۷

ترجمہ۔ سورج اور چاند ایک حساب کے ساتھ (گردش) میں ہیں۔

وَ هُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ الَّیۡلَ وَ النَّهَارَ وَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ کُلٌّ فِیۡ فَلَکٍ یَّسۡبَحُوۡنَ۔ ۴۶۸

ترجمہ۔ (اللہ) نے سورج اور چاند پیدا کئے، اور ہر ایک اپنے دائرے میں تیر رہے ہیں۔

هُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ الشَّمۡسَ ضِیَآءً وَّ الۡقَمَرَ نُوۡرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعۡلَمُوۡا عَدَدَ السِّنِیۡنَ وَ الۡحِسَابَ۔ ۴۶۹

ترجمہ۔ وہی قدار مطلق ہے جس نے سورج کو چمکتا ہوا اور چاند کو نورانی بنایا اور اس کے لئے منزلیں مقرر فرما دیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کر لیا کرو۔

تَبٰرَکَ الَّذِیۡ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوۡجًا وَّ جَعَلَ فِیۡهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیۡرًا۔ ۴۷۰

ترجمہ۔ (اللہ) نے آسمان میں بڑے بڑے ستارے بنائے اور ان میں ایک چراغ بنایا اور روشن کرنے والا چاند بنایا۔

وَّ جَعَلَ الۡقَمَرَ فِیۡهِنَّ نُوۡرًا وَّ جَعَلَ الشَّمۡسَ سِرَاجًا۔ ۵۷۱

ترجمہ۔ (اللہ) نے چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنا دیا۔

یَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡاَهِلَّةِ قُلۡ هِیَ مَوَاقِیۡتُ لِلنَّاسِ وَ الۡحَجِّ۔ ۴۷۲

ترجمہ۔ وہ تم سے نیا چاند نکلنے سے متعلق پوچھتے ہیں، (ان سے) کہہ دو کہ یہ لوگوں کے حج کے واسطے اوقات ہیں۔

فَالِقُ الۡاِصۡبَاحِ وَ جَعَلَ الَّیۡلَ سَكَنًا وَّ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ حُسۡبَانًا ذٰلِكَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ۔ ۴۷۳

ترجمہ۔ (اللہ) نے سورج اور چاند کی رفتار کو (حساب سے) رکھا ہے۔ یہ بڑے قادر اور بڑے علم والے کی ٹھہرائی ہوئی بات ہے۔

وَّ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ وَ النُّجُوۡمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمۡرِهٖ اَلَا لَهُ الۡخَلۡقُ وَ الۡاَمۡرُ۔ ۴۷۴

ترجمہ۔ سورج، چانداور ستاروں کو اس طرح سے پیدا کیا کے سب اس کے حکم کے تابع ہیں۔

وَ سَخَّرَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ كُلٌّ یَّجۡرِیۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی۔ ۴۷۵

ترجمہ۔ (اللہ) نے شمس اور قمر کو ایک کام پر لگا یا ہوا ہے، یہ سب وقت مقررہ پر چلتے رہتے ہیں۔ ۴۷۵ ؎

ستارے/ سیارے:

Astronomical Journal کے مطابق! کائنات میں تقریباً 2000,000,000,000, (دوٹریلین) کہکشائیں ہیں، اور ہر کہکشاں میں ہمارے سورج جیسے تقریباً 100 ارب سورج یعنی ستارے موجود ہیں، یعنی ایک محتاط اندازے کے مطابق، پوری کائنات میں ہماری زمین جیسی 6000 ارب (۶ ٹریلین) دنیائیں موجود ہیں۔

الطَّارِقِ / ثاقب (روشن ستارے):

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں بے شمار مقامات پر اجرام فلکی، سورج، چاند، ستارے، سیارے اور آسمان کی قسم بھی کھائی ہے اوراس کو اپنی نشانیاں بھی بیان فرمایا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ۔۴۷۶

ترجمہ۔قسم ہے آسمان کی، اور قسم ہے رات کو آنے والے کی۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ۔۴۷۷

ترجمہ۔آپ کو کیا معلوم کے وہ رات کو نمودار ہونے والی کیا چیز ہے؟

النَّجْمُ الثَّاقِبُ۔۴۷۸ ۔ترجمہ۔وہ روشن ستارہ ہے۔

اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ۔

ترجمہ۔کوئی شخص ایسا نہیں جس پر کوئی محافظ (نگہبان) مقرر نہ ہو۔

الطَّارِقِ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو(ط۔ر۔ق) سے مشتق ہے۔

الطّروقِ۔سے مراد رات کو آنا۔

الطَّارِقِ۔ سے مراد رات کو آنے والا۔اسے الطَّارِقِ اس لئے بھی کہتے ہیں کیونکہ اسے بالخصوص دروازہ کھٹکھٹانے کی ضرورت پڑتی ہے۔

راغب اصفہانی کہتے ہیں، الطَّارِقِ راستہ چلنے والے کو بھی کہتے ہیں، بالخصوص ایسے مسافر کو جو رات کو آئے۔

ستارے کو بھی الطَّارِقِ کہا جاتا ہے، کیونکہ وہ رات میں نمودار ہوتا ہے۔۴۷۹

ابن فارس نے اس آیت وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ۔۴۸۰

ترجمہ۔قسم ہے آسمان کی، اور قسم ہے رات کو آنے والے کی۔

کے چار بنیادی معانی بیان کئے ہیں۔ا۔شام کو آنا۔۲۔مارنا۔۳۔کسی چیز کا ڈھیلا ہونا۔

۴۔کسی چیز کو کسی دوسری چیز کے ساتھ سی دینا۔

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ وَ مَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ۔۴۸۱

ترجمہ۔یہ حقیقت ہے کے ہم نے تمہارے اوپر سات طرائق پیدا کیے ہیں، اور ہم مخلوق سے

بے خبر نہیں ہیں۔

اس آیت میں سَبۡعَ طَرَآئِقَ سے مراد آسمان کے مختلف اوپر تلے کے طبقات ہیں، یعنی اجرام فلکی جو ایک دوسرے کے اوپر تلے ہیں۔

یا وہ اجرام سماوی جو ایک دوسرے کے پیچھے چل رہے ہیں۔ ۴۸۲؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ سے مراد اللہ نے قسم کھائی ہے رات کو نمودار ہونے والی ہر وہ چیز جو تمھارے پاس رات کو آئے وہ طارق ہے۔ ۴۸۳؎

جریج بیان کرتے ہیں، آیت وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ سے مراد وہ ستارہ جو دن کو چھپ جاتا ہے اور رات کو ظاہر ہو جاتا ہے۔ ۴۸۴؎

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، آیت وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ سے مراد رات کو ستارہ کا ظاہر ہونا۔ ۴۸۵؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت النَّجۡمُ الثَّاقِبُ سے مراد چمکتا ہوا ستارہ کے ہیں۔ ۴۸۶؎

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، آیت النَّجۡمُ الثَّاقِبُ سے مراد وہ ستارہ جو شعلے مارتا ہے۔ ۴۸۷؎

ابن جریر نے ابن زیدؒ بیان کرتے ہیں، آیت النَّجۡمُ الثَّاقِبُ سے مراد ثریا ستارہ ہے۔ ۴۸۸؎

ابن المنذر نے خصیفؒ سے روایت کیا، آیت النَّجۡمُ الثَّاقِبُ سے مراد وہ ستارہ جو چوری چھپے گفتگو سننے والے شیاطین کو جلا دیتا ہے۔ ۴۸۹؎

اِنۡ كُلُّ نَفۡسٍ لَّمَّا عَلَيۡهَا حَافِظٌ۔ ۴۹۰

ترجمہ۔ کوئی شخص ایسا نہیں جس پر کوئی محافظ (نگہبان) مقرر نہ ہو۔

اس سے مراد اللہ تعالیٰ نے کل نفوس پر فرشتوں، نگہبان اور محافظین کو مقرر کیا ہوا ہے، جو نا صرف ان کی حفاظت کرتے ہیں بلکہ ان کے اعمال کا ریکارڈ بھی مرتب کرتے ہیں، جیسا کے قرآن کریم میں

اللہ نے فرمایا،کل اشیاء کائنات اللہ کی عبادت،حمد وثناء کرتی ہیں اور صبح شام اللہ کو سجدہ بھی کرتی ہیں ،لیکن انسان کو ان اشیاء کائنات کی عبادات کا شعور نہیں، کیونکہ اس کا علم ابھی اس مقام پر نہیں۔

تو معلوم ہوا کے فرشتے ،نگہبان اور محافظین ان سب کی عبادات اور اعمال کا حساب کتاب لکھتے اور اس کو ترتیب دیتے ہیں۔

ستاروں کی پیدائش کی سائنسی توجیہات:

آسمان دنیا پر چمکنے والے ستارے عظیم الجثہ اور نہایت گرم کائناتی اجسام ہوتے ہیں،لیکن ان کی وجہ سے آسمان روشن اور چمکدار نظر آتا ہے۔ جب انسان آسمان پر نظر ڈالتا ہے تو ایک نظر میں وہ اندازاً تین ہزار ستاروں کو دیکھ سکتا ہے،لیکن ستاروں کی یہ تعداد تو سمندر میں موجود ایک قطرے کی مانند ہے،صرف ہماری کہکشاں جو کو ملکی وے بھی کہا جاتا ہے اسی میں ستاروں کی تعداد ا ایک کھرب سے زائد بتائی جاتی ہے، جبکہ قابل مشاہدہ کائنات (جس کی اندازاً تعداد دو کھرب یعنی دو سو ارب) سے بھی زائد کہکشائیں موجود ہیں ،جن میں موجود ستاروں کی تعداد زمین پر موجود ریت کے ذرات سے بھی زیادہ بتائی جاتی ہے،جبکہ ہر ستارہ طاقت اور توانائی کا عظیم الشان منبع ہے،لیکن سورج نامی ایک ستارہ دنیا سے قریب ہے،اللہ کے حکم سے سورج کی روشنی سے دنیا روشن اور منور ہے، یہ شمسی توانائی کے حصول کا ایک نہایت موثر ذریعہ ہے،اگر چہ سورج انتہائی گرم گیس کا ایک منبع ہے جو ہمارے نظام شمسی کو 4.6 ارب سال سے روشن کئے ہوئے ہے، تاہم زمین پر زندگی کا دارومدار بھی اسی پر قائم ہے،سورج زمین سے تقریباً نو کروڑ میل کی دوری پر واقع ہے، ایک اندازے کے مطابق دس لاکھ زمین سورج میں سما سکتی ہیں،سورج کا محیط ۲۷ لاکھ میل پر پھیلا ہوا ہے تاہم اس عظیم الشان جسامت کے باوجود ہمارا سورج کائنات کے دوسرے ستاروں کے مقابلے میں ایک ننھا ستارہ ہے، جبکہ ETA Crainee نامی سورج ہمارے سورج سے پچاس لاکھ گنا بڑا ستارہ ہے، جبکہ Betelgeuse نامی ستارہ ETA Crainee سے بھی 300 گنا بڑا ہے۔

ماہرین کے مطابق اگر یہ ستارہ سورج کی جگہ ہمارے نظام شمسی میں ہوتا تو وہ وہ مشتری کے مدار

سے بھی آگے نکل جاتا۔

ستارے سرخ، نیلی اور پیلی رنگ کی روشنیاں خارج کرتے ہیں، یہ ستارے نظام کائنات میں ہمہ وقت گردش کرتے رہتے ہیں جبکہ کہکشاؤں میں ان ستاروں کی تعداد ارب ہا ارب بیان کی جاتی ہے۔

2024ء میں NASA نے خلاء میں Spitzer Space Telescope نامی ایک دوربین خلا میں بھیجی، جس کی وجہ سے ستاروں اور سیاروں کو جاننے اور ان کی پیدائش کے ابتدائی مراحل کے مطالعے میں بہت مدد حاصل ہوئی۔

ماہرین کے مطابق کسی بھی ستارے کو بننے کے لئے تین اہم ترین چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

ا۔ہائیڈروجن۔ ۲۔قوت ثقل۔ ۳۔وقت۔

قوت ثقل گرد و غبار اور گیس کے بادلوں کو کھینچ کر ایک دیو قامت بھنور کی شکل میں ڈھالتے ہوئے مادے کو ایک جگہ جمع کرتی ہے، تاہم بے حد دباؤ حرارت کا موجب بنتا ہے، اگرچہ سائنس کا ایک سادہ سا اصول یہ ہے کے دباؤ درجہ حرارت میں اضافے کا سبب بنتا ہے، لاکھوں سال تک گیس کے بادلوں کی کثافت کے سبب دیو ہیکل ستارے وجود پاتے ہیں، ان ستاروں کے مرکز میں قوت ثقل اور گیس کی عظیم قوت کارفرما ہوتی ہے، تاہم دباؤ کے بڑھنے کے سبب گیس کے یہ فوارے عظیم دھماکے کی شکل میں ستارے کے مرکز میں پھوٹ پڑتے ہیں تاہم یہ منظر نہایت پرشکوہ اور ہیبت ناک ہوتا ہے، یہ فوارے مادے کو کئی نوری سال دور تک پھیلا دیتے ہیں دوسری جانب قوت ثقل دباؤ کو برقرار رکھتے ہوئے گیس اور گرد و غبار کے بادلوں کو اپنے اندر جذب کرتی چلی جاتی ہے تاہم کوئی بھی ستارہ اگلے پانچ لاکھ نوری سال کے بعد اپنی تخلیق کی ابتدائی مراحل میں داخل ہوتا ہے، ستارے کے مرکز میں درجہ حرارت 1.5 کروڑ ڈگری تک جا پہنچتا ہے، اس درجہ حرارت پر گیسز کے ایٹمز ایک دوسرے میں ضم ہونے لگتے اور اس کے نتیجے میں فیوژن کا عمل شروع ہوتا ہے جو زبردست توانائی پیدا کرتا ہے، تاہم یہی وہ گھڑی ہے جب ستارہ پیدا ہوتا ہے، یہ پیدا ہونے والا ستارہ اب آسمان دنیا پر کروڑوں، اربوں سالوں تک جگمگانے کے لئے تیار ہے۔

ستارے کائنات میں زبردست روشنی کے منبع و ماخذ تصور کئے جاتے ہیں ،لیکن اس روشنی کے

در پردہ توانائی کے عظیم ایندھن کی ضرورت پڑتی ہے ۔ بیسویں صدی عیسوی کے اوائل تک ستاروں کے اصل ایندھن تک کسی کو رسائی حاصل نا تھی لیکن آئین اسٹائین نے اس معمے کو حل کرتے ہوئے بتایا کے ستارے ، ایٹمز کے اندر مقید توانائی سے اپنا ایندھن حاصل کرتے ہیں چنانچہ آئین اسٹائین کی مشہور مساوات E=Mc^2 میں پنہاں تھا۔

حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں ! سائنس اس نتیجے پر پہنچ چکی کے پوری کائنات ایک ہی قوت کا مظاہرہ ہے، یعنی کائنات کے تمام مظاہر کو ایک ہی ہستی کنٹرول کرتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۔۴۹۱ ؎ ۔ترجمہ۔اللہ آسمان اور زمین کا نور ہے۔

حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں ، چاند، سورج ، ستارے اور زمین یہ سب انسان کی خدمت پر مامور ہیں ، کائنات ایک کنبہ ہے ، جب انسان سورج کو دیکھتا ہے تو وہ اس کو اجنبی معلوم نہیں ہوتا بلکہ سورج بھی اس کائناتی کنبے کا ایک فرد ہے۔ ۴۹۲ ؎

بارش:

پانی کے ہر مالیکیول میں دو ایٹم ہائیڈروجن اور ایک ایٹم آکسیجن کا ہوتا ہے یعنی H2O۔ بگ بینگ کے دھماکے کے تقریباً 40-30 کروڑ برس بعد کائنات میں ستارے روشن ہوئے جو ہائیڈروجن اور ہیلیئیم پر مشتمل تھے، تاہم ان ستاروں کے کور میں فیوژن سے زیادہ بڑے مرکزے بننے لگے جن میں آکسیجن کے مرکزے بھی شامل تھے، جب ستارے سپر نووا بن کر پھٹتے تو یہ بھاری عناصر (بشمول آکسیجن کے) سینکڑوں نوری سال دور تک پھیل جاتے ،تاہم انھی دھماکوں میں آکسیجن اور ہائیڈروجن کے ایٹم آپس میں مل کر کثیر تعداد میں پانی کے مالیکیول یعنی H2O بھی بناتے ،گویا پانی اربوں سال پہلے تشکیل پایا جو کائنات میں جگہ جگہ موجود ہے۔

سائنسدانوں نے سمندر کے پانی میں ہائیڈروجن اور ڈیوٹیرم کے تناسب کو اسٹڈی کیا تو انھیں یہ معلوم ہوا کے یہ تناسب عین وہی ہے جو شہابیوں میں پایا گیا، کیونکہ زمین پر بے شمار شہابیے گرے جو اندازاً 4.5 برس پرانے ہیں چنانچہ ان شہابیوں میں پانی کے مالیکیول موجود تھے دوسری جانب

ان شہابیوں میں موجود پانی اور ڈیوٹیرم کا تناسب بھی سمندر کے پانی کے بالکل مطابق اور اس سے ہم آہنگ تھا، دوسری جانب دم دار ستاروں پر میں پائی جانے والی ہائیڈروجن پر جب تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کے دم دار ستاروں میں ڈیوٹیرم کی مقدار کا تناسب شہابیوں اور سمندر کے پانی میں پائی جانے والی ڈیوٹیرم کے تناسب سے دوگنا ہے، لہٰذا اس تحقیق سے سائنسدان اس نتیجے پر پہنچے کے زمین کی سطح پر پایا جانے والا پانی کا بیشتر حصہ شہابیوں کے ذریعے ہی زمین پر آیا ہے، دم دار ستاروں کے ذریعے نہیں۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجۡعِ۔ ۴۹۳ ۔ترجمہ۔ قسم ہے آسمان کی جو بارش برساتا ہے۔

فَفَتَحۡنَاۤ اَبۡوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنۡهَمِرٍ ۔۴۹۴

ترجمہ۔ ہم نے کثرت سے برسنے والے پانی سے آسمان کے دروازے کھول دئے۔

هُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّکُمۡ مِّنۡهُ شَرَابٌ وَّ مِنۡهُ شَجَرٌ فِیۡهِ تُسِیۡمُوۡنَ ۔۴۹۵

ترجمہ۔ وہی ہے جس نے آسمان سے تمہارے لیے پانی برسایا جس سے تم خود بھی سیراب ہوتے ہو اور تمہارے جانوروں کے لیے بھی چارہ پیدا ہوتا ہے۔

وَ اللّٰهُ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحۡیَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّقَوۡمٍ یَّسۡمَعُوۡنَ ۔۴۹۶

ترجمہ۔ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا اور یکا یک مُردہ پڑی ہوئی زمین میں اُس کی بدولت جان ڈال دی۔ یقیناً اس میں ایک نشانی ہے سُننے والوں کے لیے۔

زمین پر موجود تمام ذی حیات کی اصل اور اولین بنیاد پانی پر قائم ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَوَ لَمۡ یَرَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ کَانَتَا رَتۡقًا فَفَتَقۡنٰهُمَا ؕ وَ جَعَلۡنَا مِنَ الۡمَآءِ کُلَّ شَیۡءٍ حَیٍّ ؕ اَفَلَا یُؤۡمِنُوۡنَ ۔۴۹۷

ترجمہ۔ کیا کافروں نے نہیں دیکھا کے آسمان اور زمین دونوں ملے ہوئے تھے تو ہم نے جدا جدا

کر دیا، اور تمام جاندار چیزیں ہم نے پانی سے بنائیں پھر یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے ؟
ماء۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (م۔و۔ہ) سے مشتق ہے، جس کے معنی پانی کے ہیں۔۴۹۸
پانی تقریباً 4.5 ارب سال قبل زمین کی ابتدائی تشکیل کے دوران انضمامی گیسیز کی شکل میں موجود تھا، جس کی زمین پر پیدائش بادلوں کے ذریعے عمل میں آئی۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَرۡسَلۡنَا الرِّیٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسۡقَیۡنٰکُمُوۡہُ ۚ وَ مَاۤ اَنۡتُمۡ لَہٗ بِخٰزِنِیۡنَ۔[۴۹۹]

ترجمہ۔ہم ہی ہوائیں چلاتے ہیں (جو بادلوں کو پانی سے بار آور) کرتی ہیں، اور ہم ہی آسمان سے پانی برساتے ہیں، اور ہم ہی تم کو یہ پانی پلاتے ہیں، تم لوگوں نے تو اسے جمع کر کے نہیں رکھا تھا؟

۱۔سائنسدانوں کے پہلے نظریے کے مطابق! زمین پر پانی کا وجود دمدار ستاروں اور شہابیوں کے ٹکراؤ سے ہوا، کیونکہ یہ اجرام فلکی پانی اور برف سے بھرے ہوئے تھے لہٰذا زمین سے ٹکرانے کی صورت میں یہ پگھل کر پانی بن گئے۔

اس نظریے کی حمایت میں یہ بات کہی جا سکتی ہے کے ان اجرام فلکی میں پانی کی بڑی مقدار موجود تھی لیکن اس نظریے کے اعتراض میں یہ دلیل بھی موجود ہے کے زمین سے ٹکرانے والے تمام اجرام فلکی میں پانی کی مقدار زمین پر موجود پانی کی کل مقدار سے کم ہے۔

۲۔سائنسدانوں کے دوسرے نظریے کے مطابق! زمین پر پانی اس وقت بھی موجود تھا جب یہ وجود میں آئی کیونکہ زمین کی تشکیل کے ابتدائی مراحل میں زمین پر پانی اور برف دونوں ہی موجود تھے، پھر جیسے جیسے زمین کے درجہ حرارت میں اضافہ ہوتا گیا برف پگھل کر پانی بنتی چلی گئی۔

زمین کی تشکیل کے وقت زمین پر پانی کا وجود تھا کی حمایت اس بات سے ہوتی ہے کے زمین کی پتھریلی چادر میں پانی کی بڑی مقدار موجود ہے، تاہم اس نظریے کے اعتراض میں یہ دلیل دی جاتی ہے کے زمین کی تشکیل کے ابتدائی مراحل میں پانی برف کی شکل میں کیسے موجود ہو سکتی ہے؟

۳۔حالیہ تحقیق اگرچہ ان دونوں گزشتہ تحقیقات اور ان نظریات کے امتزاج کو تسلیم کرتے ہوئے یہ

کہتی ہے کے کے ممکن ہے زمین پر پانی کی کچھ مقدار پہلے سے موجود ہو اور کچھ مقدار دمدار ستاروں اور شہابیوں کے ٹکراؤ سے پیدا ہوئی ہو۔

زمین پر موجود پانی کی عمر زمین کی عمر سے بھی زیادہ ہے، کیونکہ جو پانی انسان یا دیگر ذی حیات استعمال کرتے ہیں اس کی کم از کم عمر 6.4 ارب سال ہے، تاہم پانی کا اگر تجزیہ کیا جائے تو اس میں کوئی واضح فرق نظر نہیں آتا پانی کو تمام جاندار استعمال کرتے ہیں۔

زمین کی سطح پر پانی کا تقریباً ۷۰ فیصد حصہ موجود ہے، اور بہ مشکل ۳۰ فیصد حصہ ایسا ہے جس پر خشکی، پہاڑ، چٹان، صحرا، جنگلات اور کھیت کھلیان موجود ہیں۔

اب تک کی تحقیق کے مطابق! زمین نظام شمسی کا واحد سیارہ ہے جس کی سطح پر پانی مائع حالت میں موجود ہے۔

بارش کا سسٹم/ بادل:

سحاب۔ عربی زبان کا لفظ ہے ہے، جو (س۔ح۔ب) سے مشتق ہے۔

السحابیہ۔ سے مراد بادل کے ہیں۔ ۵۰۰

کرہ ارض کی فضاء میں منجمد پانی کے شفاف قطرات کی معلق شکل کو بادل کہتے ہیں، زمین پر موجود سمندر اور دیگر پانی کے ذرائع پر جب سورج کی کرنیں پڑتی ہیں تو وہ اس پانی کو بخارات کی شکل میں تبدیل کر کے انھیں زمین سے آسمان کی جانب دھکیلتی ہیں۔

ایک اندازے کے مطابق! ایک سیکنڈ میں تقریباً 16 ملین ٹن پانی زمین سے بھاپ بن کر فضاء میں پہنچتا ہے، ماہرین نے اس متعین مقدار کی شرح کا جائزہ لیتے ہوئے یہ اندازہ قائم کیا ہے کے ایک سال میں زمین سے فضاء کی جانب جانے والے آبی بخارات کی مقدار 512 ٹریلین ٹن ہے اور یہ مقدار اس بارش کے برابر ہے جو ایک سال میں زمین پر ہوتی ہے جبکہ زمین پر زندگی کا انحصار پانی کی گردش پر قائم ہے، دوسری جانب اگر انسان اپنے تمام وسائل، سائنس اور ٹیکنالوجی کو بروئے کار لاتے ہوئے مصنوعی طور پر پانی کی اس گردش کو پیدا کرنے سے قاصر ہے چنانچہ بارش کے اس پورے منظم نظام میں معمولی سا عدم توازن ماحول کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا سکتا ہے جو اس زمین

پر حیات کے خاتمے کا بھی سبب ہوسکتا ہے،لیکن اللہ کے قائم کردہ نظام میں ایسی بدنظمی کبھی واقع نہیں ہوتی ،اور قرآن کے بتائے ہوئے نظام کے مطابق مخصوص مقدار میں اللہ تعالی آسمان سے پانی برساتے ہیں۔

بارش کے بتدریج مراحل:

بارش کا مکمل اور منظم سسٹم ہے، جو نہایت موثر با ترتیب اور بتدریج ہے، سائنس دانوں اور ماہرین موسمیات کے مطابق! بارش کے بتدریج تین مراحل ہیں۔

جس کو قرآن کریم نے بھی وضاحت سے بیان کیا۔

۱۔ پہلے مرحلے میں سمندری جھاگ اور پانی کے دیگر ذرائع کے بخارات لاتعداد ہوائی بلبلے یعنی Air Bubbles بناتے ہیں جو کافی نمکین ہوتے ہیں، یہ Aerosols اوپر آسمان کی جانب چڑھتے ہیں، اور چھوٹی بوندوں کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اللہ ہی تو ہے جو ہواؤں کو چلاتا ہے، جو بادل کو اُبھارتی ہیں۔۵۰۱؎

کیا تم نے نہیں دیکھا کے اللہ ہی بادلوں کو چلاتا ہے۔ ۵۰۲؎

وَّ تَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَ السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ۔۵۰۳

ترجمہ۔اور ہواؤں کے چلانے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان گھرے رہتے ہیں۔عقلمندوں کے لئے (اللہ کی قدرت کی) نشانیاں ہیں۔

۲۔ دوسرے مرحلے میں آسمان میں بادل پھیلتے جاتے ہیں، اللہ ان بادلوں کو مزید ٹکڑوں میں تقسیم فرماتے ہیں، پانی کے یہ بخارات نمکین ہوتے ہیں، جبکہ ہوا، اور فضاء میں ان بخارات کی کثافت مزید بڑھ جاتی ہے، بادلوں میں پانی کی بوندیں بہت چھوٹے قطر کی ہوتی ہیں یعنی ان کا قطر (0.01 ملی میٹر سے 0.02 ملی میٹر کے درمیان) اسی وجہ سے بادل ہوا میں معلق رہتے اور ہر طرف پھیلتے ہیں اس طرح بادل آسمان میں ہر جانب پھیل جاتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

پھر اللہ اس کو جس طرح چاہتا ہے آسمان میں پھیلا دیتا اور تہ بتہ کر دیتا ہے۔ ۵۰۴ ؎

(بادلوں) کو آپس میں ملا دیتا ہے، پھر ان کو تہ بہ تہ کر دیتا ہے۔ ۵۰۵ ؎

۳۔ تیسرے مرحلے میں بارش کے قطرے آسمان سے برسنا شروع ہو جاتے ہیں، پانی کے ذرات جو نمک کی قلموں اور دھول سے گھرے ہوئے تھے وہ موٹی اور بڑی بوندوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں، چنانچہ جو بوندیں وزنی ہو جاتی ہیں وہ بادلوں کو چھوڑ کر زمین پر برسنا شروع ہو جاتی ہیں، اوسطاً بارش کا ایک قطرہ ایک یا پھر دو ملی میٹر کا ہوتا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

پھر تم دیکھتے ہو کے (بادلوں) کے درمیان سے بارش نکلتی ہے، (اللہ) اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے اُسے برساتا ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں۔ ۵۰۶ ؎

بارش سے قبل مٹی کی خوشبو:

بارش کے وقت ماحول میں انتہائی منفرد قسم کی خوشبو پھیل جاتی ہے، سائنسدان ایک طویل تحقیق کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کے اس خوشبو کے در پردہ تین عوامل ہیں۔

۱۔ خوشبو کی پہلی وجہ اوزون گیس ہے، جب بجلی کڑکتی اور الٹراوائلٹ ریز آکسیجن پر پڑتی ہیں تو اس کے مالیکیول ٹوٹ جاتے ہیں، آکسیجن کے آزاد ایٹم اس کے مالیکیول کے ساتھ مل کر تین ایٹم والا نیا مالیکیول بنا دیتے ہیں جو کے اوزون ہے، یہ گیس محدود تعداد میں ہمارے ماحول میں شامل ہو جاتی ہے، اس وجہ سے اس کی تیز خوشبو انتہائی صاف ستھرا احساس پیدا کرتی ہے۔

۲۔ دوسرا عنصر زمین میں پائے جانے والے بیکٹر یاز ہیں جو خشک موسم کے دوران جیوسمین نامی کیمیکل پر مشتمل اجزاء مٹی میں پیدا کرتے ہیں جب بارش ہوتی ہے تو کیمیکل آزاد ہو کر فضاء میں گھل جاتا اور اس کی خوشبو محسوس کرتے ہیں۔

۳۔ تیسرا عنصر وہ روغنیات ہیں جو پودوں سے خارج ہو کر فضاء میں شامل ہو جاتے ہیں اور جب ان کے ساتھ بارش کا پانی ملتا ہے تو ان میں سے مخصوص قسم کے کیمیکل ہوا میں خارج ہوتے ہیں، ان تین طرح کی خوشبوؤں کے ملاپ سے بارش کے وقت ایک مسحور کن خوشبو پیدا ہوتی ہے۔

سویڈش زرعی یونیورسٹی کی ایک ریسرچ کے مطابق! مٹی میں اسٹر پپٹو مائسس نامی بیکٹر یاز پائے جاتے ہیں، جو بارش کی ابتدائی بوندیں پڑنے سے ایک خوشبو کو خارج کرتے ہیں، درحقیقت یہ خوشبو بغیر ریڑھ کی ہڈی والے کیڑے اور کیچوؤں کو اپنی جانب راغب کرنے کے لئے ہے۔

پھر تم دیکھتے ہو کے بادل میں سے بارش برستی ہے اور آسمان میں جو (اولوں کے) پہاڑ ہیں، (اللہ) ان سے اولے نازل کرتا ہے، اور جس پر چاہتا ہے اس کو برساتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ہٹاتا ہے، اور بادل میں جو بجلی ہوتی ہے اس کی چمک آنکھوں کو خیرہ کر کے بینائی کو اُچکے لئے جاتی ہے۔ ۵۰۷ے

بوجھل ہوائیں:

بیسویں صدی کی ابتداء میں صرف بارش اور ہوا کے درمیان تعلق کو ہی بیان کیا جاتا تھا تاہم سیٹیلائٹ کے ذریعے لی گئی تصاویر اور تحقیق سے یہ ثابت ہوا کے ہوائیں بادلوں کو کھینچ کر لاتی ہیں ،یعنی چھوٹے چھوٹے بادلوں کے ٹکڑوں کو ہوائیں ایک جگہ جمع کر کے انھیں بڑے بادل میں تبدیل کرتی ہیں، ہوائی جھونکے کو بادلوں کے وسط میں ہوتے ہیں وہ زیادہ طاقتور ہوتے ہیں، یہ Vertical ہوائی لہریں بادل کو Horizental طریقے سے آسمان کے سرد خطوں تک پھیلاتی ہیں، ان سرد خطوں میں بارش کے بڑے قطرے اور برف کے اولے بھی موجود ہوتے ہیں جب یہ بارش کے قطرے اور برف کے اولے زیادہ وزنی ہوجاتے ہیں تو ہوا کے جھونکے انھیں آسمان پر روکنے میں ناکام ہوجاتے ہیں اور وہ زمین پر برسنا شروع ہوجاتے ہیں، تاہم سائنس نے یہ بات جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے جانی ہے لیکن اللہ نے قرآن کریم میں اس کا ذکر چودہ سو سال پہلے ہی کر دیا تھا۔ اسی حوالے سے ارشادِ خداوندی ہے!

وَ اَرْسَلْنَا الرِّیٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَیْنٰكُمُوْهُ وَ مَاۤ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِیْنَ ۵۰۸

ترجمہ۔ ہم بارآور ہواؤں کو بھیجتے ہیں، پھر آسمانوں سے پانی برساتے ہیں اور اس پانی سے تمہیں سیراب کرتے ہیں، اس دولت کے خزانے دار تم نہیں ہو۔

وَّ تَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ وَ السَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَیۡنَ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ۔ ۵۰۹

ترجمہ۔ ہواؤں کی گردش میں اوران بادلوں میں جو (زمین وآسمان کے درمیان تابع فرمان بنا کر رکھے گئے ہیں، بے شمار نشانیاں ہیں)۔

بارش یا برف باری کا انحصار بادلوں کے درجہ حرارت پر قائم ہے، اگر بادلوں کا درجہ حرارت ۱۲ سے منفی ۳۰ ہوتو بادل پانی اور برف کی قلموں پر مشتمل ہوں گے، لیکن اگر درجہ حرارت ۴۰ سے گر جائے تو تمام حصہ برفانی قلموں پر مشتمل ہوگا دوسری جانب ایسے تمام بادل سطح زمین سے محض ۶ سے ۱۲ کلومیٹر بلندی پر پائے جاتے ہیں، یہ بات بھی قابل ذکر ہے کے ہر قسم کی بارشوں کا اصل ماخذ بادل ہیں تاہم بادل موسم پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔

وَ هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ الرِّیٰحَ بُشۡرًۢا بَیۡنَ یَدَیۡ رَحۡمَتِهٖ ۚ وَ اَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوۡرًا۔ ۵۱۰

ترجمہ۔ وہی ہے جو اپنی رحمت کے آگے آگے ہواؤں کو بشارت بنا کر بھیجتا ہے، پھر آسمان سے پاک پانی نازل کرتا ہے۔

الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ الۡاَرۡضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً ۪ وَّ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخۡرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزۡقًا لَّکُمۡ۔ ۵۱۱

ترجمہ۔ وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کا فرش بچھایا، آسمان کی چھت بنائی، اوپر سے پانی برسایا اور اس کے ذریعے سے ہر طرح کی پیداوار نکال کر تمہارے لئے رزق بہم پہنچایا۔

اَللّٰهُ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخۡرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزۡقًا لَّکُمۡ۔ ۵۱۲

ترجمہ۔ اللہ وہی تو ہے جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی برسایا، پھر اس کے ذریعہ سے تمہاری رزق رسانی کے لئے طرح طرح کے پھل پیدا کئے۔

الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ الۡاَرۡضَ مَهۡدًا وَّ سَلَکَ لَکُمۡ فِیۡهَا سُبُلًا وَّ اَنۡزَلَ

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡ نَّبَاتٍ شَتّٰی۔ ۵۱۳

ترجمہ۔ وہی جس نے تمہارے لئے زمین کو گھوارہ بنایا اور اس میں تمہارے چلنے کو راستے بنائے اور اوپر سے پانی برسایا، پھر اس کے ذریعہ سے مختلف اقسام کی پیداوار نکالی۔

وَ هُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیۡءٍ فَاَخۡرَجۡنَا مِنۡهُ خَضِرًا نُّخۡرِجُ مِنۡهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَ مِنَ النَّخۡلِ مِنۡ طَلۡعِهَا قِنۡوَانٌ دَانِیَةٌ وَّ جَنّٰتٍ مِّنۡ اَعۡنَابٍ وَّ الزَّیۡتُوۡنَ وَ الرُّمَّانَ مُشۡتَبِهًا وَّ غَیۡرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اُنۡظُرُوۡۤا اِلٰی ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثۡمَرَ وَ یَنۡعِهٖ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِكُمۡ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ۔ ۵۱۴

ترجمہ۔ اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا۔ پھر اس کے ذریعے سے ہر قسم کی نباتات اگائیں پھر اس سے ہرے بھرے کھیت اور درخت پیدا کئے پھر ان سے تہہ بہ تہہ چڑھے ہوئے دانے نکالے اور کھجور کے شگوفوں سے پھولوں کے گچھے پیدا کئے جو بوجھ کے مارے جھکے پڑتے ہیں اور انگور، زیتوں اور انار کے باغ لگائے جن کے پھل ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور پھر ہر ایک کی خصوصیت جدا جدا بھی ہے۔ یہ درخت جب پھلتے ہیں تو ان میں پھل آنے اور پھر ان کے پکنے کی کیفیت ذرا غور کی نظر سے دیکھو ان چیزوں میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔

اِنَّمَا مَثَلُ الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا كَمَآءٍ اَنۡزَلۡنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخۡتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الۡاَرۡضِ مِمَّا یَاۡكُلُ النَّاسُ وَ الۡاَنۡعَامُ ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَخَذَتِ الۡاَرۡضُ زُخۡرُفَهَا وَ ازَّیَّنَتۡ وَ ظَنَّ اَهۡلُهَاۤ اَنَّهُمۡ قٰدِرُوۡنَ عَلَیۡهَاۤ ۙ اَتٰىهَاۤ اَمۡرُنَا لَیۡلًا اَوۡ نَهَارًا فَجَعَلۡنٰهَا حَصِیۡدًا كَاَنۡ لَّمۡ تَغۡنَ بِالۡاَمۡسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الۡاٰیٰتِ لِقَوۡمٍ یَّتَفَكَّرُوۡنَ۔ ۵۱۵

ترجمہ۔ دنیا کی یہ زندگی (جس کے نشے میں مست ہو کر تم ہماری نشانیوں سے غفلت برت رہے ہو) اس کی مثال ایسی ہے جیسے آسمان سے ہم نے پانی برسایا تو زمین کی پیداوار، جسے آدمی اور

جانور سب کھاتے ہیں، خوب گھنی ہوگئی، پھر عین اس وقت جب کہ زمین اپنی بہار پر تھی اور کھیتیاں بنی سنوری کھڑی تھیں اوران کے مالک سمجھ رہے تھے کہ اب ہم ان سے فائدہ اٹھانے پر قادر ہیں، یکا یک رات کو یا دن کو ہمارا حکم آ گیا اور ہم نے اسے ایسا غارت کر کے رکھ دیا گو یا کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں، اسی طرح ہم نشانیاں کھول کھول کر پیش کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو سوچنے سمجھنے والے ہیں۔

اَمَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ اَنۡزَلَ لَکُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنۡۢبَتۡنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهۡجَةٍ ۚ مَا کَانَ لَکُمۡ اَنۡ تُنۡۢبِتُوۡا شَجَرَهَا ۔۵۱۶

ترجمہ۔ بھلا وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمہارے لیے آسمان سے پانی برسایا پھراس کے ذریعہ وہ خوشنما باغ اگائے جن کے درختوں کا اگانا تمہارے بس میں نہ تھا؟

وَ اَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنۡۢبَتۡنَا فِيۡهَا مِنۡ کُلِّ زَوۡجٍ کَرِيۡمٍ ۔۵۱۷

ترجمہ۔ آسمان سے پانی برسایا اور زمین میں قسم قسم کی عمدہ چیزیں اگا دیں۔

يُنۡۢبِتُ لَکُمۡ بِهِ الزَّرۡعَ وَ الزَّيۡتُوۡنَ وَ النَّخِيۡلَ وَ الۡاَعۡنَابَ وَ مِنۡ کُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰيَةً لِّقَوۡمٍ يَّتَفَکَّرُوۡنَ ۔۵۱۸

ترجمہ۔ وہ اس پانی کے ذریعہ سے کھیتیاں اگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور طرح طرح کے دوسرے پھل پیدا کرتا ہے اِس میں ایک بڑی نشانی ہے اُن لوگوں کے لیے جو غور وفکر کرتے ہیں۔

وَ فِی الۡاَرۡضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّ جَنّٰتٌ مِّنۡ اَعۡنَابٍ وَّ زَرۡعٌ وَّ نَخِيۡلٌ صِنۡوَانٌ وَّ غَيۡرُ صِنۡوَانٍ يُّسۡقٰی بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۟ وَ نُفَضِّلُ بَعۡضَهَا عَلٰی بَعۡضٍ فِی الۡاُکُلِ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ ۔۵۱۹

ترجمہ۔ دیکھو، زمین میں الگ الگ خطّے پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے متصل واقع ہیں، انگور کے باغ ہیں، کھیتیاں ہیں، کھجور کے درخت ہیں جن میں کچھ اکہرے ہیں اور کچھ دوہرے، سب کو ایک ہی پانی سیراب کرتا ہے مگر مزے میں ہم کسی کو بہتر بنا دیتے ہیں اور کسی کو

کمتر، ان سب چیزوں میں بہت سی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔

اِنَّمَا مَثَلُ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا کَمَآءٍ اَنۡزَلۡنٰہُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخۡتَلَطَ بِہٖ نَبَاتُ الۡاَرۡضِ مِمَّا یَاۡکُلُ النَّاسُ وَ الۡاَنۡعَامُ ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَخَذَتِ الۡاَرۡضُ زُخۡرُفَہَا وَ ازَّیَّنَتۡ وَ ظَنَّ اَہۡلُہَاۤ اَنَّہُمۡ قٰدِرُوۡنَ عَلَیۡہَاۤ ۙ اَتٰىہَاۤ اَمۡرُنَا لَیۡلًا اَوۡ نَہَارًا فَجَعَلۡنٰہَا حَصِیۡدًا کَاَنۡ لَّمۡ تَغۡنَ بِالۡاَمۡسِ ؕ کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الۡاٰیٰتِ لِقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ۔۵۲۰

ترجمہ۔ دنیا کی زندگی کی مثال تو پانی جیسی ہے، جسے ہم نے آسمان سے برسایا، پھر اس کے ساتھ سبزہ جسے آدمی اور جانور کھاتے ہیں مل کر نکلا یہاں تک کہ زمین سبزے سے خوشنما اور آراستہ ہوگئی اور زمین والوں نے خیال کیا کے وہ اس پر پوری دسترس رکھتے ہیں ناگہاں رات کو یا دن کو ہمارا حکم (عذاب) آپہنچا تو ہم نے اس کو کاٹ (کر ایسا کر) ڈالا کے گویا کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں۔ جو لوگ غور کرنے والے ہیں۔ ان کے لیے ہم (اپنی قدرت کی) نشانیاں اسی طرح کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔

وَ ہُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخۡرَجۡنَا بِہٖ نَبَاتَ کُلِّ شَیۡءٍ فَاَخۡرَجۡنَا مِنۡہُ خَضِرًا نُّخۡرِجُ مِنۡہُ حَبًّا مُّتَرَاکِبًا ۚ وَ مِنَ النَّخۡلِ مِنۡ طَلۡعِہَا قِنۡوَانٌ دَانِیَۃٌ وَّ جَنّٰتٍ مِّنۡ اَعۡنَابٍ وَّ الزَّیۡتُوۡنَ وَ الرُّمَّانَ مُشۡتَبِہًا وَّ غَیۡرَ مُتَشَابِہٍ ؕ اُنۡظُرُوۡۤا اِلٰی ثَمَرِہٖۤ اِذَاۤ اَثۡمَرَ وَ یَنۡعِہٖ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکُمۡ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ۔۵۲۱

ترجمہ۔ اور وہی تو ہے جو آسمان سے پانی برساتا ہے، پھر ہم ہی (اس پانی سے) ہر طرح کی روئیدگی اگاتے ہیں۔ پھر اس میں سے سبز سبز کونپلیں نکالتے ہیں، اور ان کونپلوں میں سے ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور کھجور کے گابھے میں سے لٹکتے ہوئے گچھے اور انگوروں کے باغ اور زیتون اور انار جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور نہیں بھی ملتے، یہ چیزیں جب پھلتی ہیں تو ان کے پھلوں پر اور (جب پکتی ہیں تو) ان کے پکنے پر نظر کرو۔ ان میں

ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں (قدرت خدا کی بہت سی) نشانیاں ہیں۔
مندرجہ بالا آیات کے مطالعے سے معلوم ہوا کے اللہ جب زمین میں پانی برساتا ہے تو مردہ زمین زندہ ہوجاتی ہے، کھیت کھلیان اور باغات لہلہانے لگ جاتے ہیں، انسان اور جانور سیراب ہوجاتے ہیں اور ایک خوشی کی لہر ہر سو دوڑ جاتی ہے، اللہ مخصوص مقدار میں بارش برساتے ہیں اور یہ اللہ کے علم میں ہے کے وہ کہاں کتنی بارش برسائیں گے، یہی بارش کا پانی زمین کے اندر بھی ذخیرہ ہوتا ہے جو وقت ضرورت کام آتا ہے۔
اہل علم بارش کو زمین پر اللہ کے عدل وانصاف سے بھی جوڑتے ہیں، دنیا میں جہاں جہاں نظام عدل وانصاف اور عوام کے حقوق کی پاسداری ہوتی ہے وہاں اللہ کی رحمت خیر و برکت کے ساتھ خوب برستی ہے۔
میٹالوجسٹ کے مطابق! 16 ٹریلین ٹن زمین سے پانی بخارات کی شکل میں آسمان کی جانب اٹھتا ہے اور 16 ٹریلین ٹن ہی آسمان سے پانی دنیا میں بارش کی شکل میں برستا ہے۔

آب زم زم:

آب زم زم میں مختلف معدنیات کا تناسب درج ذیل ہے۔
۱۔سوڈیم۔133۔
۲۔کیلشیئم۔96۔
۳۔پوٹاشیئم 43.3
۴۔بائی کاربونیٹ 159.4
۵۔کلورائیڈ۔3۔163۔
۶۔فلورائیڈ۔0۔72۔
۷۔نائٹریٹ۔8۔124۔
۸۔سلفیٹ۔124 ملی گرام پر لیٹر۔
آب زم زم کے کنویں کی مکمل گہرائی ۹۹ فٹ ہے، اور اس کے چشمے سے کنویں تک کا فاصلہ ۱۷ میٹر

ہے، جبکہ دنیا کے تمام کنوؤں میں کائی کا جم جانا مختلف نوع کی نباتاتی اور حیاتیاتی اجسام کی پرورش اور افزائش ایک لازمی عمل ہے لیکن آب زم زم کا کنویں تمام تر آلائشات سے پاک اور مصفیٰ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! روئے زمین کا سب سے بہترین پانی آب زم زم ہے۔ ۵۲۲؎

کرہ ہوائی:

کرہ ہوائی کو انگریزی میں Atmosphere کہا جاتا ہے، ہوا مختلف گیسز کا مجموعہ ہے، جس میں انسان کی زندگی کو قائم رکھنے والی آکسیجن گیس سرفہرست ہے، ہوا کی ایک تہہ نے زمین کو ہر طرف سے گھیرا ہوا ہے، تاہم کرہ ہوائی میں مختلف گیسوں کا ارتکاز نا صرف انسانوں کے وجود کے لئے اہم ہے بلکہ زمین پر بسنے والے تمام جانداروں کے لئے بھی بے حد اہمیت کا حامل ہے، کرہ ہوائی میں جو جو گیسز تشکیل پاتی ہیں وہ ایک خاص تناسب سے بنتی ہیں جس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی، اس میں چار گیسز بہت اہم ہیں۔

۱۔ نائٹروجن 78%۔ ۲۔ آکسیجن 21%

۳۔ ارگون (ایک بے رنگ اور بے بو عنصر ہے)۔ 1%۔

۴۔ کاربن ڈائی آکسائیڈ۔ 0.03٪۔

ان گیسز کو دو گروپس میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ وہ گیس جو ردعمل کے نتیجے میں پیدا ہو۔ ۲۔ وہ گیس جو ردعمل کے نتیجے میں پیدا نا ہو۔

گیسوں کے تجزیے سے یہ معلوم ہوتا ہے کے جو گیسیز ردعمل کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہیں وہ گیسز زندگی کی بقاء کے لئے لازمی حیثیت رکھتی ہیں۔

جو گیسز ردعمل کے نتیجے میں پیدا نہیں ہوتی ہیں، وہ گیسز ایسے مرکبات پیدا کرتی ہیں جو انسانی زندگی کے لئے تباہ کن ہیں۔

جیسے ارگوگون اور نائٹروجن گیسز اگر محدود پیمانے پر بھی ردعمل ظاہر کریں تو دنیا کے تمام سمندر نائٹرک ایسڈ میں تبدیل ہو جائیں۔

اگر فضاء میں آکسیجن کی مقدار موجودہ مقدار سے تھوڑی بھی زیادہ ہوجائے تو دنیا میں موجود چٹانیں اور دھاتیں تباہ ہوجائیں، جس کے نتیجے میں زمین میں کٹاؤ پیدا ہوجائے گا اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے گی۔

اگر آکسیجن گیس کی کمی واقع ہوجائے تو اس صورت میں کرہ ارض پر بسنے والے جانداروں کی زندگی کو شدید خطرات لاحق ہوسکتے ہیں، دوسری جانب اوزون کی تہہ بھی متاثر ہوگی جس کے نتیجے میں سورج کی بالائے بنفشی شعاعیں زمین پر موجود چیزوں کو جلا دیں گی، پودوں اور درختوں کی زندگی کا انحصار کاربن ڈائی آکسائیڈ پر ہے کیونکہ اس گیس کے ذریعے پودے اور درخت سورج کی شعاعوں کو اپنے اندر جذب کرتے ہیں، ایک جانب درخت اور پودے آکسیجن گیس کو خارج کرتے ہیں، جس گیس پر انسانوں اور جانوروں کی زندگی کا انحصار ہے دوسری جانب انسانوں کی خارج کی ہوئی گیس کاربن ڈائی آکسائیڈ درختوں اور پودوں کے لئے زندگی کا پیغام ہیں یعنی کل اشیاء کائنات باہم ایک دوسرے سے جڑے ہوئے اور مربوط ہیں۔

کرہ ہوائی کی بقاء میں فلکی طبعی حلات کا باہمی وجود بھی اہمیت کا حامل ہے۔

۱۔ زمین کی سطح پر ایک معتدل درجہ حرارت کی موجودگی اشد ضروری ہے۔

۲۔ زمین پر ایک ایسی تہہ بھی موجود ہے جو توانائی اور حرارت کو فضاء میں منتشر ہونے سے بچاتی ہے۔

۳۔ زمین پر کئی ایسی تہیں بھی پائی جاتی ہیں جو قطبین اور خط استوا کے درمیان گرمی کے توازن کو برقرار رکھتی ہیں۔

۴۔ کرہ ہوائی زمین کو شہاب ثاقب سے بھی بچاتا ہے۔

ذیل میں زمین کے اوپر موجود کرہ ہوائی کی چھ تہوں کے نام لکھے جا رہے ہیں۔

۱۔ زمین کے اوپر پہلی تہہ Troposphere کہلاتی ہے۔

۲۔ Tropopause۔

۳۔ Stratosphere۔

۴۔ Ozone Layer۔

۵۔Mesophere۔

۶۔Ionosphere۔

نظام شمسی میں موجود دیگر سیاروں کی کرہ ہوائی:

نظام شمسی میں موجود دیگر سیاروں کی فضاء اور ان میں گیسز کے تناسب کے حوالے سے ایک تحقیق پیش کی جارہی ہے، جو درج ذیل ہے۔

۱۔عطارد:

عطارد کو Mercury بھی کہتے ہیں، اس کا حجم بہت مختصر اور گرم ہے جبکہ اس کی کشش ثقل ایسی نہیں جو طویل عرصے تک اس کی فضاء میں قابو میں رکھ سکے تاہم عطارد کی فضاء میں ہائیڈروجن، ہیلیئم، آکسیجن، سوڈیم، کیلشیئم، پوٹاشیئم، ہائیڈروآکسائیڈ، سلیکان اور دیگر عناصر پائے جاتے ہیں، عطارد کی فضاء کیونکہ مستحکم نہیں ہے اسی وجہ سے یہاں پر موجود ایٹمز فضاء میں گم ہوجاتے ہیں، دوسری جانب ہائیڈروجن اور ہیلیئم کے ایٹم شمسی ہواؤں سے آتے ہیں اور عطارد کی فضاء کا حصہ بن جاتے ہیں، عطارد کا ایک دن دنیا کے ۹۰ دن جتنا ہے۔

۲۔زہرہ:

نظام شمسی میں زہرہ دوسرا سیارہ ہے، جس کو Venus بھی کہا جاتا ہے، یہ سیارہ سورج سے قریب ترین سمجھا جاتا ہے وینس کو صبح اور شام کا ستارہ بھی کہا جاتا ہے، زہرہ کا ایک دن زمین کے (243) دنوں کے برابر ہے یعنی تقریباً 8 ماہ، وینس پر سورج مغرب سے طلوع ہوکر مشرق میں غروب ہوتا ہے اور یہاں سورج کے طلوع اور غروب ہونے میں زمین کے (122) دنوں یعنی تقریباً 4 ماہ کا عرصہ درکار ہوتا ہے، زہرہ کی زمین کا رنگ سیاہ جبکہ یہاں ہوا ۳۵۰ کلومیٹر کی رفتار سے چلتی ہے، یہاں کی فضاء نہایت کثیف ہے جس میں سلفیورک ایسڈ سے لبریز گہرے بادل ہر وقت فضاء میں اڑتے رہتے ہیں۔ زہرہ کا ماحول نہایت شدید اور کثیف ہے یہاں کا زیادہ درجہ حرارت اور شدید دباؤ سانس لینے میں مشکلات پیدا کرتا ہے۔ زہرہ پے ہمہ وقت تیز آندھیاں اور شدید تلاطم بپا رہتا ہے، زہرہ کی فضاء میں انتہائی کثیف ہے جو زیادہ تر کاربن ڈائی آکسائیڈ اور نائٹروجن کی

معمولی مقدار سے بنی ہے، زہرہ پر ہوا کا دباؤ زمین کی نسبت ۹۲ گنا زیادہ ہے جبکہ فضاء کا وزن 93 گنا زیادہ ہے، یہ دباؤ اتنا زیادہ ہے جتنا کے زمین کے سمندر کے ایک کلومیٹر نیچے ہے۔

سیارہ زہرہ فاسفین (Phosphine) نامی ایک نہایت زہریلی گیس بڑی وافر مقدار میں پائی جاتی ہے، یہ گیس بے رنگ اور بے بو ہے، اس گیس کی معمولی مقدار بھی انسان کی جان لینے کے لئے کافی ہے، اگرچہ زمین پر بھی فاسفین نامی زہریلی گیس بہت قلیل مقدار میں پائی جاتی ہے، ماہرین کے مطابق مرے ہوئے جانور اور انسان کی سڑی ہوئی متعفن باقیات میں یہ زہریلی گیس پائی جاتی ہے۔

۳۔مریخ:

مریخ نظام شمسی کا چوتھا بڑا سیارہ ہے، جس کو انگریزی میں Mars کہا جاتا ہے، یہ سیارہ زمین سے دیکھنے میں سرخ نظر آتا ہے، اسی نسبت سے مریخ کو سرخ رنگ کا چٹانی سیارہ بھی کہا جاتا ہے سیارے کی سرخ رنگت کی اصل وجہ آئرن آکسائیڈ کی موجودگی ہے، مریخ کا نام Mars ایک یونانی دیوتا کے نام پر رکھا گیا ہے جو کے جنگ کے دیوتا کے نام سے جانا جاتا ہے، مریخ کی فضاء میں ٹھنڈک اور ویرانی پائی جاتی ہے لیکن مریخ میں زمین پر پائی جانے والی کئی خصوصیات پائی جاتی ہیں یہاں کی فضاء میں کرہ ارض پر بسنے والے کسی بھی انسان کے لئے سانس لینا دشوار ہے۔

سورج سے اس کا اوسط فاصلہ تقریباً (228) ملین کلومیٹر ہے، مریخ کا ایک دن 24 گھنٹوں کا ہوتا ہے یعنی زمین اور مریخ کا ایک دن برابر ہے لیکن اس سیارے پر بے شمار آتش فشاں پہاڑ اور برف بھی پائی جاتی ہے۔

ماہرین کی یہ رائے ہے کے یہاں کا بہترین نہری نظام کسی انتہائی ذہین مخلوق کی موجودگی کا پتا بھی دیتی ہے تاہم یہاں اہرام مصر بھی پائے جاتے ہیں جو ہماری دنیا کے اہرام مصر سے دس گنا بڑے ہیں۔ سائنسدانوں کا ماننا ہے کے ماضی میں مریخ پر عظیم آتش فشاں پھٹے جس کی وجہ سے بڑی مقدار میں گیس، پانی کے بخارات اور کاربن ڈائی آکسائیڈ یہاں پایا جاتا ہے۔ مریخ کی سطح پر برف کے پہاڑ بھی پائے جاتے ہیں یہاں کا موسم طویل عرصہ تک سرد رہتا ہے دوسری جانب یہاں آبی بخارات فضاء کے نچلے حصے میں پائے جاتے ہیں یورپی خلائی ایجنسی نے مریخ کے

مدار پر خلائی جہاز بھیجا تاہم ان لائی ایجنسیوں کے مریخ پر کچھ تجربات کامیاب اور کچھ ناکام ہوئے۔

مریخ کی سطح پر سیلاب اور کچھ دریائی کٹاؤ کے شواہد بھی ملے ہیں، ماہرین یہ سمجھتے ہیں کے دو سے چار ارب برس قبل مریخ پر پانی موجود تھا کیونکہ مریخ کی سطح پر ذرا گہرائی میں ایسی معدنیات بھی موجود ہیں جو صرف مائع پانی سے ہی وجود میں آسکتی ہیں تاہم چند لاکھ برس قبل پرانے سیلاب کے شواہد بھی یہاں پائے جاتے ہیں اوران ے بارے میں ماہرین یہی سمجھتے ہیں کے یہ سیلاب غالباً زیر سطح پانی کے کسی وجہ سے پھوٹ نکلنے کے باعث آئے ہوں، مریخ کی سطح پر چٹانی اور پتھریلے صحراء بھی موجود ہیں۔

حال ہی میں ناسا (NASA) کے ماہرین نے مریخ کے ایک پہاڑی حصے کی تصویر شائع کی ہے اس تصویر کی خاص بات یہ ہے کے ایک پہاڑی ہے اوراس میں ایک دروازہ تراشا گیا ہے تاہم اس دروازے کی شکل وصورت اورڈیزائین بالکل مدائین صالح سے ملتی جلتی ہے۔

(سعودی عرب کے شمال مغرب میں مدائین صالح کا علاقہ موجود ہے جہاں صدیوں پہلے قوم عاد اورثمود رہا کرتے تھے اس قوم پر اللہ نے حضرت صالح علیہ السلام ومبعوث فرمایا تاکہ وہ اللہ کے پیغام کو ان تک پہنچائیں تاہم اس قوم کی بڑی صفت یہ تھی کے یہ پہاڑوں کو تراش کر گھر بنایا کرتے جو آج کے اس ترقی یافتہ دنیا میں رہنے والوں کے لئے بھی مقام حیرت واستعجاب ہے)۔

۴۔مشتری:

مشتری نظام شمسی کا سب بڑا سیارہ ہے، جس کو انگریزی میں Jupiter بھی کہتے ہیں، ترتیب کے اعتبار سے مشتری پانچواں سیارہ ہے اگر مشتری کی کمیت دیکھی جائے تو دیگر سیاروں سے ڈھائی گنا زیادہ وسیع ہے مشتری سورج سے 778.3 ملین کلومیٹر پر اپنا اوسط چکر مکمل کرتا ہے، مشتری کا گردشی دورانیہ (11.86) سال ہے، مشتری کا قطر زمین سے تقریباً گیارہ گنا زیادہ ہے، مشتری پر ہیلیئم ، ہائیڈروجن اور میتھین گیس پائی جاتی ہے، مشتری پر گیس کے لطیف حلقے پائے جاتے ہیں، مشتری ہماری زمین کے مقابلے میں تقریباً گیارہ گنا بڑا ہے تاہم رقبے کے اعتبار سے مشتری

اتنا بڑا سیارہ ہے کے جہاں ہماری دنیا کی طرح کی ہزار دنیائیں سما سکتی ہیں یہاں گیس اور بادلوں کے بڑے بڑے سمندر ہیں یہاں کا ایک دن دس گھنٹوں کا ہے جبکہ یہاں (79) چاند ہمہ وقت گردش میں رہتے ہیں۔ ۵۲۳ ؎

مشتری کی سطح پر چٹانیں، ٹھنڈی مائع گیس کے کثیف حلقے اور آندھیوں کے شواہد موجود ہیں۔

ماہرین کے مطابق نظام شمسی کا سب سے بڑا سمندر مشتری پر ہے اور یہ سمندر مائع ہائیڈروجن پر مشتمل ہے جس کی گہرائی 25000 میل ہے، یہ میٹلک ہائیڈروجن پر مشتمل ہے۔

(یہ سمندر مائع حالت میں موجود میٹلیک ہائیڈروجن) ایک بہترین الیکٹریکل اور تھرمل کنڈکٹر کا کام کرتی ہے۔

۵۔زحل:

زحل نظام شمسی کا چھٹا سیارہ ہے، جس کو انگریزی میں Satrun کہا جاتا ہے، زحل کا ایک دن سوا دس گھنٹوں کا ہے، زحل پر مادے کی اس قدر مقدار پائی جاتی ہے کے ہماری دنیا جیسی تقریباً ۹۵ دنیائیں اس مادے سے باآسانی تخلیق کی جاسکتی ہیں، زحل کے 274 چاند ہیں۔

۶۔یورینس:

یورینس نظام شمسی کا ساتوں نہایت بڑا سیارہ ہے، جس کو انگریزی میں Uranus کہا جاتا ہے، یورینس کا نام یونان کی علم کی دیوی یورینا کے نام پر رکھا گیا ہے، سورج کی جو روشنی زمین تک پہنچنے میں (8) منٹ لیتی ہے، وہی روشنی یورینس تک پہنچنے میں تقریباً (ڈھائی گھنٹے) لیتی ہے، یہاں ٹھنڈی گیسیز پائی جاتی ہیں تاہم اس سیارے کی فضاء پر ہائیڈروجن کا غلبہ ہے اس سیارے پر امونیا اور منجمد میتھین کی بھاری مقدار بھی پائی جاتی ہے۔

یورینس پر ایک سال زمین کے (82) سالوں کے برابر ہوتے ہیں یعنی جب زمین پر (82) برس گزر جاتے ہیں تو یورینس پر اس وقت ایک سال مکمل ہوتا ہے، یورینس کے (27) چاند ہیں تاہم یورینس کے تمام چاند کے نام شیکسپیئر کے ڈراموں کے مختلف کرداروں سے متاثر ہو کر رکھے گئے ہیں جیسے جولیٹ، اوفیلیا، بیانکا اور کریسیڈا وغیرہ۔

۷۔نیپچون:

نیپچون نظام شمسی کا آٹھواں سیارہ ہے،اس کو انگریزی میں Neptune کہتے ہیں، ماہرین فلکیات نیپچون کو یورینس کا جڑواں بھائی بھی قرار دیتے ہیں کیونکہ ان دونوں سیاروں کی فضاء میں بے حد مماثلت پائی جاتی ہے لیکن نیپچون کی فضاء کا رنگ گہرا نیلا ہے۔اس گہرے نیلے رنگ کی اصل وجہ میتھین گیس کی کثرت ہے جس کی وجہ سے یہ سیارہ نیلے رنگ کا نظر آتا ہے۔

نیپچون کا نام بھی قدیم یونانی سمندر کے دیوتا نیپچون کے نام پر رکھا گیا ہے،زمین سے اگر نیپچون کو دیکھنے کی کوشش کی جائے تو دور خلاؤں میں نہایت مدھم اور ہلکی سے شبیہ نظر آئے گی یہاں کا ایک دن ۱۸ گھنٹوں کا ہے یہاں برف کی سرد جھیلیں بھی پائی جاتی ہیں، یہاں چلنے والی ہوا کی رفتار 2000 کلو میٹر فی گھنٹہ ہے تاہم زمین پر اب تک سب سے زیادہ تیز چلنے والی ہوا کی رفتار 150 کلو میٹر فی گھنٹہ نوٹ کی گئی ہے نیپچون کے (۱۱) چاند ہیں۔ ۵۲۴؎

نیپچون پر تاریک اور گہرے طوفان،آندھیوں کے جھکڑ،آتش فشاں پہاڑ اور منجمد میتھین کے کرسٹلز کے بادل بآسانی دیکھے جاسکتے ہیں نیپچون کے ۱۴ چاند ہیں۔

۸۔پلوٹو:

پلوٹو و نظام شمسی کا نواں سیارہ کہا جاتا ہے یہ سیارہ نظام شمسی سے بہت دور واقع ہے،عام طور پر پلوٹو سے متعلق لوگ بہت کم جانتے ہیں سورج کے گرد پلوٹو کا مدار ۱۷ ڈگری پر جھکا ہوا ہے تاہم پلوٹو کو کئی اعتبار سے منفرد حیثیت بھی حاصل ہے۔ماہرین کے مطابق! پلوٹو ،نیپچون سے زیادہ سورج کے قریب ہے۔

پلوٹو کا (۱) چاند ہے جس کا نام کیران (Charon) ہے چاند کا نام کیران قدیم یونان کے دیوتا کے نام پر رکھا گیا ہے جو مرنے والوں کی ارواح کو برزخ سے بخیر و عافیت گزارنے کے کام پر مامور تھا،کیران اور پلوٹو ایک دوسرے پر زبردست اثر انداز ہوتے ہیں دونوں کی گردش کا دورانیہ بھی تقریباً ایک جتنا ہے چنانچہ پلوٹو اور کیران دونوں ایک ہی رخ پر ایک دوسرے کے سامنے ہوتے ہیں۔

پلوٹو کا سورج سے اوسط فاصلہ 5.913.5 ملین کلومیٹر ہے اس کے مدار کا دورانیہ کرہ ارض کے (248.5) دن کے برابر ہے مدار میں حرکت کی رفتار 4.7 کلومیٹر فی سیکنڈ ہے گھومنے کا دورانیہ 6.38 گھنٹے ہے، پلوٹو کا قطر (خط استوا پر) 2.300 کلومیٹر ہے۔

پلوٹو کی سطح کا درجہ حرارت ۲۳۰ سینٹی گریڈ ہے۔ ۵۲۵ ؎

نباتات (پھول، پھل، درخت، جڑی بوٹیاں):

اللہ تعالی نے نباتات کو پیر کے دن پیدا فرمایا، اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے نباتات (پودوں اور درختوں) کو پیر کے دن پیدا فرمایا۔ ۵۲۶ ؎

درختوں اور پودوں کا تعلق حیاتیات کی ایک شاخ نباتات سے ہے، نباتات عربی زبان کا لفظ ہے جبکہ انگریزی میں اس کو Botany کہتے ہیں، تاہم قدیم یونانی زبان میں Botane سے مراد چراگاہ، جڑی بوٹیاں اور گھاس پھوس ہے، پودے ایسے جاندار ہیں جو تنقل (نقل مکانی) نہیں کرتے۔

ماہر فطرت ڈیوڈ ایٹن نے اپنی کتاب The PrivateLife of Plants میں لکھتے ہیں!

پودے دیکھ، سن، سمجھ اور گن سکتے ہیں، یہی نہیں بلکمہ ہزاروں میل دور پودوں سے رابطہ بھی کر سکتے ہیں، اور اپنے ردعمل کی بھی پوری صلاحیت رکھتے ہیں، اور حیران کن حد تک وقت کا حساب بھی رکھتے ہیں۔

ماہرین نباتات نے اب تک زمینی پودوں کی تقریباً 410,000 انواع کا مطالعہ کرلیا ہے، جن میں سے تقریباً 391,000 نباتات کا تعلق جڑ والے پودوں سے ہے۔

کاربن خیز دور:

زمین پر 378.280 سال قبل اتھلے سمندروں، وسیع دلدلوں اور ڈھلوانی زمین پر مشتمل ایک نم آلود اور گرم آب وہوا کا ایک کاربن خیز دور یعنی Carboniferous Period بھی تھا چنانچہ

اس دور میں زمین پر کوئلے کے کئی جنگلات پیدا ہوئے جبکہ پوری زمین ایک مرطوب فضاء کی چادر میں ملفوف تھی جہاں کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار بہت زیادہ تھی تاہم زمین پر موجود جنگلات میں دیو قامت لٹھ کائی (Club Mosses)،فرن اور سرس کے بے شمار گاچھ (Horsetails) تھے جبکہ کہیں کہیں ان درختوں کی اونچائی ایک سوفٹ سے بھی زائد تھی اگرچہ لاکھوں برس تک زمین پر یہی موسم قائم رہا لیکن پھر زمین پر برفانی دور شروع ہوا تاہم برف کی تہوں میں یہ تمام اشجار دب گئے اور ان پر برسوں مختلف کیمیکلز ری ایکشنز بھی ہوتے رہے۔ ۵۲۷؎

الجی (Algee):

پودے کی ایک انتہائی سادہ قسم ہے جو سب سے زیادہ سورج کی روشنی کو Photosynthesis کے ذریعے جذب کر کے آکسیجن کی بڑی مقدار کا اخراج کرتے ہیں ان کی بے شمار اقسام دنیا کے ہر خطے میں یعنی زمین سے لے کر سمندر کی سطح سے لے کر تہہ تک میں پائی جاتی ہے اس کے علاوہ یہ بکثرت جنگلات اور درختوں پر بھی پروان چڑھتی ہیں جبکہ صرف سوئی کی نوک پر یہ ہزار سے زائد سما سکتی ہے۔

کائی (Moss):

کائی بھی پودے کی ایک قسم ہے جو دنیا کے تمام خطوں میں تقریباً ہر جگہ پائی بکثرت جاتی ہے جس میں زمین، پہاڑ، پتھر، جنگل، درختوں کی چھال اور جوہڑ شامل ہیں کائی کی اب تک 8000 سے زائد اقسام دریافت کی جا چکی ہے اگرچہ ان میں جڑ نہیں ہوتی لیکن ان کے جنسی تولیدی اعضاء زرخیزی کے عمل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اگر انھیں نمی میسر ہو تو یہ تیزی سے نشونما کے مراحل طے کرتے ہیں۔

فرن (Fern):

فرن کو بھی کرہ ارض کا قدیم ترین پودا کہا جاتا ہے جو دنیا میں ہر جگہ پایا جاتا ہے اس کی اب تک

15000 سے زائد اقسام کا اندازہ لگایا گیا ہے فرن کی افزائش بھی قدرت کا ایک شاہکار ہے کیونکہ اس درخت میں Female organs Male, نہیں پائے جاتے اور نہ ہی اس کی جڑ، بیج اور پھول ہوتے ہیں لیکن اس کے پتوں کی نچلی سطح پر موجود Spores جو ابتداء میں ہرے رنگ کے لیکن بعد ازاں بھورے رنگ کے خشک ہوکر جب زمین پر کثیر تعداد میں گرتے ہیں تو انھی Spores سے فرن کا نیا درخت پیدا ہوتا یعنی باالفاظ دیگر فرن درختوں کی ان اقسام سے تعلق رکھتا ہے جو کہ Vascular Plant کہلاتے ہیں۔

ماہرین ارضیات نے اس قدیم پودے کی باقیات اور فوسلز کو ڈیونی عہد کے چٹانوں سے حاصل کیا ہے ایک محتاط اندازے کے مطابق یہ پودا تقریباً ۳۰ کروڑ سال قبل نباتات کی غالب شکل میں دنیا میں موجود تھا۔

آبی پودے:

آبی پودے سمندر، دریا، ندی، نالوں اور تالاب میں پائے جاتے ہیں، عام طور پر یہ خودرو ہوتے ہیں، جن میں سے اکثر پانی کی سطح پر اور اکثر زیر سمندر اور دریا نشونما پاتے ہیں، یہ پودے آکسیجن کے حصول کا ایک موثر ذریعہ ہیں، پانی کی سطح پر تیرنے والے پودے عام طور سورج کی روشنی سے بھی غذائیت حاصل کرتے ہیں جن میں طحالب، لینگبیا اور کستوری گھاس شامل ہیں، یہ پودے مچھلیوں اور جنگلی حیات کی افزائش میں معاون ہیں دوسری جانب یہ پودے پانی کے درجہ حرارت کو بھی اعتدال پر رکھتے ہیں، یہ آبی پودے ہلکی لہر والے پانی کے ذخائر میں نشونما پاتے ہیں، تاہم زیر آب نشونما پانے والے درخت اور پودے کئی آبی مخلوقات کا محفوظ مسکن ہوتے ہیں، آبی پودوں کو پانی کے دباؤ سے مدد ملتی ہے، دوسری جانب مکمل پانی میں ڈوبے ہوئے پودے پانی سے براہ راست مختلف گیسز کا تبادلے میں بھی اپنا اہم کردار ادا کرتے ہیں، آبی پودوں سے دن کے اوقات میں آکسیجن کے اخراج کی زیادہ مقدار ریکارڈ کی گئی ہے۔

آبی پودوں میں ہر وقت ایک طرح کا حیاتیاتی اور کیمیائی عمل جاری رہتا ہے جس کی وجہ سے پانی میں موجود زہریلے مادوں کی از خود صفائی کا نظام بھی جاری رہتا ہے دوسری جانب پانی میں موجود

نمکیات بھی پانی کی صفائی میں اہم کردار ادا کرتی ہے، جس کی وجہ سے کئی اقسام کے وائرس، بیکٹر یا اور جراثیموں کا خاتمہ ہوتا رہتا ہے۔

درختوں اور پودوں کی اقسام:

ماہرین نباتات اور سائنسدانوں نے اب تک تقریباً دو لاکھ ساٹھ ہزار سے زائد مختلف درختوں اور پودوں کی اقسام کو دریافت کیا ہے جس میں (کائی، فرن، مختلف جڑی بوٹیاں اور درخت) شامل ہیں۔ اس حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

.وَاَنۡۢبَتۡنَا فِیۡہَا مِنۡ کُلِّ شَیۡءٍ مَّوۡزُوۡنٍ۔ ۵۲۸

ترجمہ۔ ہم نے اس میں ایک معین مقدار سے ہر قسم کی چیز اگائی۔

فَاَخۡرَجۡنَا بِہٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡ نَّبَاتٍ شَتّٰی۔ ۵۲۹

ترجمہ۔ ہم نے (زمین) میں مختلف اقسام کے نباتات پیدا کئے۔

درختوں اور پودوں کی افزائش:

درخت اور پودے زمین پر حیران کن انداز سے اپنی غذائی ضروریات کو پورا کرتے ہیں جو کسی اور جاندار کے بس کی بات نہیں وہ سورج کی روشنی سے براہ راست توانائی اور غذا کو حاصل کرتے ہیں اس عمل کو سائنسی اصطلاح میں Photosynthesis یا ضیائی تالیف کہا جاتا ہے چنانچہ تمام درختوں اور پودوں کے ہرے پتوں میں کلوروفل نامی ایک سبز مادہ پایا جاتا ہے جو انھیں سورج کی روشنی اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کا کیمیائی ری ایکشن کر کے غذا کے حصول میں مدد دیتا ہے تاہم Photosynthesis کے ذریعے یہ درخت اور پودے فضاء میں آکسیجن خارج کرتے ہیں جبکہ فضاء میں موجود کاربن ڈائی آکسائیڈ کو اپنے اندر جذب کرتے ہیں جو دیگر ذی نفوس کے لئے زندگی کا پیغام ہے بالفاظ دیگر اگر زمین پر نباتات نہ ہوتے تو یہاں زندگی کا تصور محال تھا پودے آکسیجن کی بھاری مقدار کو خارج جبکہ کاربن ڈائی آکسائید کی بھاری مقدار کو با آسانی جذب کرتے ہیں تاہم ان کی یہی بہترین صلاحیت اس زمین پر زندگی کے قیام اور دوام کی علامت ہے

اگرچہ درختوں اور پودوں کی نشونما میں پانی اور مٹی میں پائے جانے والے دیگر معدنی اجزاء بھی ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں چنانچہ درختوں، پودوں اور پھولوں میں بھی نر اور مادہ تولیدی اعضاء Male/Female sex organs پائے جاتے ہیں جن کی وجہ سے ان کی افزائش ممکن ہوتی ہے کچھ پھول ایسے ہوتے ہیں جن کی اندرونی سطح پر یہ دونوں اعضاء موجود ہوتے ہیں چنانچہ کسی بھونرے، تتلی، کیڑے مکوڑے، ہوا یا پانی کے ذریعے کوئی پولن جب ان میں داخل ہوتا ہے تو وہ Fertilize ہو کر بیج بن جاتا ہے پھر اس پھول کے اطراف میں واقع پتیاں جھڑ جاتی ہیں اور اس بیج کے اردگرد پھل نشونما پاتا ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اِنَّ اللّٰہَ فَالِقُ الۡحَبِّ وَ النَّوٰی۔ ۵۳۰

ترجمہ۔ بے شک اللہ دانوں اور گٹھلیوں کا پھاڑنے والا ہے۔

وَ یَعۡلَمُ مَا فِی الۡبَرِّ وَ الۡبَحۡرِ وَ مَا تَسۡقُطُ مِنۡ وَّرَقَۃٍ اِلَّا یَعۡلَمُہَا وَ لَا حَبَّۃٍ فِیۡ ظُلُمٰتِ الۡاَرۡضِ وَ لَا رَطۡبٍ وَّ لَا یَابِسٍ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ۔ ۵۳۱

ترجمہ۔ زمین کی تہہ میں جو دانہ ہے اور تمام خشک و تر سب ایک کتاب المبین میں لکھا ہوا ہے۔

کچھ درخت ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی مختلف شاخیں نر یا مادہ ہوتی ہیں جبکہ کچھ درخت صرف نر اور کچھ صرف مادہ ہوتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ کُلَّہَا مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ وَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ وَ مِمَّا لَا یَعۡلَمُوۡنَ۔ ۵۳۲

ترجمہ۔ پاک ہے وہ ذات جس نے جوڑے پیدا کئے ان چیزوں میں بھی جنھیں زمین آگاتی ہے، اور ان لوگوں کی جانوں میں سے اور ان چیزوں میں سے جنہیں یہ لوگ نہیں جانتے۔

اگرچہ کچھ درخت اور پودے غیر جنسی اعضاء کے حامل بھی ہوتے ہیں لیکن ان کی نشونما اور افزائش میں ان کی جڑیں اہم کردار ادا کرتی ہیں اور کسی بھی جگہ انھیں اگانے کے لئے صرف اس پودے کی

جڑ زمین میں دبا دی جاتی ہے اور وہ پودا اگ جاتا ہے تاہم درخت مکمل شعور، عقل اور سمجھ کے حامل ہوتے ہیں اگر وہ کسی کم غذا کی حامل زمین میں ہوتے ہیں تو اپنی غذائی ضروریات کو اپنے اطراف میں موجود کیڑے مکوڑوں کو کھا کر بھی پوری کرتے ہیں مثلاً وینس نامی پودے کو جب اپنی غذائی ضرورت پوری کرنی ہوتی ہے تو وہ اپنے اوپر بیٹھے ہوئے کسی کیڑے کو اپنے شکنجے میں جکڑتا اور اسے قید کرلیتا ہے جبکہ اس عمل کے دوران اس کے پتے چاروں اطراف سے بند ہوجاتے ہیں، اسی طرح سے درختوں کی جڑیں زمین کی گہرائی سے پانی کی نمی کو جذب کرکے توانائی حاصل کرتی ہیں چنانچہ زمین میں درختوں کی جڑوں میں بعض اوقات تھوڑا سا پانی ڈالا جاتا ہے لیکن پھر بھی وہ اپنی انتہائی اونچائی تک ہرا بھرا اور تر و تازہ رہتا ہے جبکہ کئی ایسے مقامات کے جہاں خودرو پیڑ پودے اگ جاتے ہیں اور بظاہر ان کی سیرابی کے انتظامات بھی نظر نہیں آتے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ پھلتے پھولتے رہتے ہیں کیونکہ وہ سورج کی شعاع، زمین کی نمی اور ہوا میں موجود آبی بخارات سے توانائی اور غذائیت حاصل کرتے ہیں۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ فِي الۡاَرۡضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّ جَنّٰتٌ مِّنۡ اَعۡنَابٍ وَّ زَرۡعٌ وَّ نَخِيۡلٌ صِنۡوَانٌ وَّ غَيۡرُ صِنۡوَانٍ يُّسۡقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَ نُفَضِّلُ بَعۡضَهَا عَلٰى بَعۡضٍ فِي الۡاُكُلِ اِنَّ فِيۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ۔ ۵۳۳

ترجمہ۔ زمین میں پاس پاس کئی قطعات ہیں اور انگور کے باغات اور کھیتیاں اور کھجور کے درخت دوشاخے تاہم ایک ہی پانی سے ان کو سیراب کیا جاتا ہے، اور ہم ایک دوسرے پر فضیلت دیتے ہیں، بے شک اس میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

يُنۡۢبِتُ لَكُمۡ بِهِ الزَّرۡعَ وَ الزَّيۡتُوۡنَ وَ النَّخِيۡلَ وَ الۡاَعۡنَابَ وَ مِنۡ كُلِّ الثَّمَرٰتِ اِنَّ فِيۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ۔ ۵۳۴

ترجمہ۔ اللہ نے تمھارے لئے اسی پانی سے کھیتی اور زیتون، کھجور کے درخت، انگور اور ہر طرح کے پھل پیدا کئے، بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

انسان:

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن عصر کے بعد جمعہ کی آخری ساعتوں میں پیدا فرمایا۔۵۳۵؎

قرآن کریم میں انسان کی تخلیق میں معین مقداروں کا ذکر موجود ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

الَّذِیۡۤ اَحۡسَنَ کُلَّ شَیۡءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلۡقَ الۡاِنۡسَانِ مِنۡ طِیۡنٍ۔۵۳۶

ترجمہ۔(اللہ) نے جو شے بھی خلق فرمائی وہ بہت خوبصورت انداز میں تخلیق فرمائی اور اس نے انسان کی تخلیق کا آغاز مٹی کے گارے سے کیا۔

ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِهٖ وَجَعَلَ لَـكُمُ السَّمۡعَ وَالۡاَبۡصَارَ وَ الۡاَفۡـئِدَةَ قَلِيۡلًا مَّا تَشۡكُرُوۡنَ۔۵۳۷

ترجمہ۔پھر اس کے اعضاء کو درست کیا اور اس میں اپنی روح پھونک دی، (اللہ) نے بنائے تمہارے کان، آنکھیں اور دل لیکن تم بہت کم ہی شکر گزاری کرتے ہو۔

ثُمَّ سَوّٰىهُ یہاں سے مراد انسانی اعضاء کو درست انداز سے تخلیق کرنا ہے، یعنی اس سے مراد حساب کتاب، معین مقدار اور تناسب و توازن کے ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمُ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا كَثِيۡرًا وَّنِسَآءً۔۵۳۸

ترجمہ۔اے لوگو اپنے اس رب کا تقویٰ اختیار کرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا، اور ان دونوں سے پھیلا دیے (زمین میں) کثیر تعداد میں مرد اور عورتیں۔

وَّخَلَقۡنٰكُمۡ اَزۡوَاجًا۔۵۳۹؎۔ترجمہ۔تمہیں (اللہ) نے جوڑوں کی شکل میں پیدا کیا۔

Sperm کی تخلیق:

قرآن کریم Sperm کی تخلیق کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بتاتا ہے:

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ۔ ۵۴۰ ؎ ۔ترجمہ۔اچھا پھر بتلاؤ کے تم جو منی پہنچاتے ہو۔

ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ۔ ۵۴۱

ترجمہ۔اس کو تم تخلیق کرتے ہو یا اس کو ہم تخلیق کرتے ہیں؟

مرد کے نطفے کو سائنسی زبان میں اسپرم (Sperm) کہتے ہیں، جب لڑکے بالغ ہو جاتے ہیں تو انھیں Wet dreams یا احتلام شروع ہوجاتا ہے، یہ ایک سفید رنگ کا مادہ (Fluid) ہوتا ہے، جس کو Semen یا (منی) کہتے ہیں جبکہ عورت کے خلیے کو اوویوم (Ovum) کہا جاتا ہے، مرد و عورت کے Fluid کو اللہ تعالی نے معین مقداروں کے ساتھ تخلیق فرمایا ہے اگر اس Fluid میں کمی رہ جائے تو انسان اولاد کی نعمت سے محروم رہتا ہے، Sperm کے ارتکاز میں فی ملی لیٹر ML/Sperm Count کرتا ہے، اس کی عام range Million Sperm per ML15-200 کے درمیان ہوتی ہے، جبکہ Sperm میں نطفہ کی فیصد کی نشاندہی کی جاتی ہے، World Health Orginization کے مطابق، 40 فیصد تک Sperm Active ہونا چاہئے اور ان کی رفتار 25um/s ہونی چاہئے۔

مرد کے نطفے کو سائنسی زبان میں اسپرم (Sperm) جبکہ عورت کے خلیے کو اوویوم (Ovum) کہا جاتا ہے پہلے مرحلے میں اوویوم اور اسپرم کے خلیات آپس میں خلط ملط ہوتے ہیں اس کے بعد DNA کی تقسیم شروع ہوتی ہے تاہم یہ مرحلہ نہایت تیز رفتاری سے انجام پزیر ہوتا ہے ایسا لگتا ہے کے کوئی غیر مرئی قوت ان جنیاتی مادوں کو آپس میں ملاتی ہے باپ کے اسپرم کے ۲۵ کروڑ (۲۵ ملین) خلیات کو ماں کے صرف ایک اوویوم کے مقابل آنا ہوتا ہے یعنی ماں کے اوویوم کو باپ کے اسپرم کے صرف ایک متناسب اور مکمل کرنے والے خلیے کا انتخاب ان ۲۵ کروڑ خلیات میں سے کرنا ہوتا ہے اور ان دونوں یعنی ماں اور باپ کے خلیات کا ملاپ کا عمل صرف اور صرف ایک گھنٹے میں مکمل ہوتا ہے تاہم اگر یہ کام کسی انسان کے سپرد کر دیا جائے اور اگر ان میں سے ہر ایک خلیے کی درست جانچ میں صرف ایک سیکنڈ صرف کیا جائے تو اس کام پر پورے دو ماہ کا طویل عرصہ درکار ہوگا مگر ماں کے اوویوم کو نا صرف ان تمام خلیات میں سے درست خلیے کا انتخاب کرنا

ہوتا ہے بلکہ اس کو ان تمام خصوصیات کے مطابق نامیاتی مرکب یعنی امینو ایسڈ (Amino Acid Base) کی بنیاد کا تعین بھی کرنا ہوتا ہے جو کے ایسی سازگار فضا پیدا کر سکے کے جس میں باہمی ربط کے زاویے قائم ہو سکیں اگر چہ اس مقام پر ہم پیچیدگی کی اس سطح پر پہنچ جاتے ہیں کے ایک جدید ساز و سامان سے آراستہ لیبارٹری میں 1000 ماہرین حیاتیات کی خدمات بھی حاصل کر لی جائیں جن کی یہ ذمہ داری ہو کے وہ عنقریب حاملہ ہونے والے اوویوم اور اس کے گرد ۲۵ کروڑ اسپرم کے خلیات کا درست انتخاب کریں تو اس جدید لیبارٹری کو بھی اس کام کو کرنے میں کئی سال لگ جائیں گے لیکن حیرت انگیز امر یہ ہے کے اللہ کی قدرت اس مشکل ،پیچیدہ اور انتہائی دقت طلب کام کو محض ایک گھنٹے میں نہایت کامیابی سے انجام دیتی ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۔ ۵۴۲

ترجمہ۔ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے ملے جلے نطفے سے،ہم اس کو الٹتے پلٹتے رہے،پھر ہم نے اس کو بنا دیا سننے والا دیکھنے والا۔

اللہ تعالیٰ نے انسانی جسم میں بھی توازن ،تناسب اور کل نظام کا حسابی پہلو چھپا رکھا ہے،جس میں تھوڑی سی بھی کمی بیشی انسان کو شدید متاثر کرتی ہے۔مثلاً انسانی جسم کا بلڈ پریشر ،سانس کی رفتار اور تعداد،دل کی دھڑکن،نبض کی رفتار،خون میں ہیموگلوبن کی مقدار اور دیگر نمکیات اور غذائی اجزاء کا تناسب کیا ہونا ہونا چاہیئے۔ذیل میں اس کی تفصیل درج کی جارہی ہے۔

انسانی جسم کا تناسب اور توازن:

1.Blood Pressure 120/80

2.Pulse 70-100

3. Temperature. 36.8.37.

4. Breathing. 12-16.

5. Hemoglobin. male (13-18), female (11.50-16).

6. Cholesterol. 130-200.

7. Potassium. 3.50-5.

8. Sodium. 135-145.

9. Triglyceride, 220.

10. The amount of bloodin body. 5-6 Ltr.

11. Suger. Children (70-130).

12. Adult. (70-115).

13. White Blood Cells. 4000-11000.

14. Iron. 8-15 mg.

15. Platelets. 150,000-400,000.

16. Red Blood Cells. 4.60-6 million.

17. Calcium. 8.6-10.3 mg/ml.

18. Vitamin D3. 20-50 ng/ml.

19. Vitamin B12. 200-900 pg/ml.

20. BMI. 18.5-24.9 (Normal).

21. Body Fat Percentage:

Men: 10-20%.Women: 20–30

22.Oxygen Levels(95–100)٪Normal .(

23.Triglycerides. Less then 150 mg/dL (Normal).

24.Temperature. 97.8-99.1 F (Normal Body temperature)

25.Sleep Duration. 7-9 hours (Recommended for adults).

علم ریاضی کی تہذیبی قدامت

علم ریاضی سے متعلق تہذیبی قدامت کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کے اہل مصر آج سے تقریباً 1300 تا 1200 ق م میں علم ریاضی کو بہت اچھی طرح سے سیکھ چکے تھے۔

میسو پوٹیمیا میں 1800 ق م میں۔

قدیم ہندوستان میں 800 تا 500 ق م میں حساب کتاب کی دستاویزات حاصل ہوئی ہیں۔

قدیم یونان میں علم ریاضی کے حوالے سے فیثا غورث اور ارشیمدس کے نام قابل ذکر ہیں۔

ریاضی دراصل اعدا کے استعمال کے ذریعے مقداروں کے خواص اور ان کے درمیان تعلقات کی تحقیق اور مطالعہ کو کہا جاتا ہے، اس کے علاوہ اس میں ساختوں، اشکال، اور تبدلات سے متعلا بحث کی جاتی ہے، اس علم کے برے میں گمان غالب ہے کے اس کی ابتداء یا ارتقاء دراصل گنے، شمار کرنے، پیمائش کرنے اور اشیاء کے اشکال وحرکات کا مطالعہ کرنے جیسے بنیادی عوامل کی تجرید اور منطقی استدلال یعنی Logical Reasoning کے ذریعہ ہوا۔

ریاضی دان ان تصورات وتفکرات کی جواوپر درج ہوئے ہیں، چھان بین کرتے ہیں، اوران سے متعلق بحث کرتے ہیں، ان کا مقصد نئے گمان کردہ خیالات (Conjectures) کے لئے صیغے یعنی Formulae اخذ کرنا اور پھر احتیاط سے چنے گئے مسلمات یعنی Axioms تعریفوں اور قواعد کی مدد سے ریاضی کے اخذ کردہ صیغوں کو درست ثابت کرنا ہوتا ہے جیسے دن، وقت، گھنٹہ، منٹ، لمحات، رات، دن، سورج کا طلوع وغروب، چاند کا گھٹنا، بڑھنا، آسمان پر ستاروں کی پوزیشن، انسان کا جسمانی نظام، اس کے دل کی دھڑکن، نبض اور سانس کی رفتار، بلڈ پریشر کا درست تناسب، کروموسومز کی معین مقداریں، حمل کی مدت، الغرض اس کا مکمل جسمانی نظام، اس کا قد کاٹھ، شکل وصورت، تقدیر وغیرہ۔

اسی طرح سے جانور، پرندے اور حشرات الارض کا پورا جسمانی نظام، ان کی زندگی کا دورانیہ، سانس، نبض، دل کی دھڑکن، کروموسومز کی تعداد، حمل کی مدت اوران کی تقدیر وغیرہ۔

پھول پودوں اور درختوں کے نظام میں بھی درختوں کی سانس کے ودرانیے، ان کی پیداوار کی مدت

،ان کی افزائش نسل، بڑھنے، پھلنے، پھولنے اور پیداوار کی مقدار، تناسب اور توازن، پھلوں اور سبزیوں میں اللہ کے مقرر کردہ وٹامنز، منرلز اور مختلف غذائی اجزاء کی متعین مقداریں، ان کی شکل، جسامت، رنگت، ذائقہ اور ان کی معین تقدیر وغیرہ۔

پہاڑ بھی اللہ کی باشعور مخلوق ہے، اس کی سانس کا دورانیہ، ان کے رنگ، ان کی پیدائش، ان کی عبادات، ان کی موت اور ان کی تقدیر وغیرہ۔

سمندر، جھیل، دریاؤں کی رفتار، ان کے اندر میٹھے یا کھارے پانی میں نمکیات کا توازن، ان کی شکل، ہیت، اس کی لہریں، جھاگ میں معین مقداروں کا علم، استعمال اور ان کی تقدیر وغیرہ۔

جنات بھی اللہ کی مکلف مخلوق ہیں، ان کا بھی خاندان، قبیلہ، اولاد، بیوی بچے اور دوست رشتے دار ہوتے ہیں، ان کا زمانہ حمل، جسامت، شکل، صورت، قد کاٹھ، غذا، زندگی، موت اور تقدیر ہے۔

فرشتے:

فرشتے بھی اللہ کی کثیر اور باشعور مخلوق ہیں، ان کی پیدائش، موت، شکل، صورت، پروں کی تعداد، ان کے اوپر نقش ونگار، قد، کاٹھ، عمر، تقدیر، ذمہ داریاں، عبادات اور تقدیر ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ جَاعِلِ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا اُولِیۡۤ اَجۡنِحَۃٍ مَّثۡنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ؕ یَزِیۡدُ فِی الۡخَلۡقِ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۔۵۴۳

ترجمہ۔تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا اور فرشتوں کو پیغام رساں مقرر کرنے والا ہے، (ایسے فرشتے) جن کے دو دو اور تین تین اور چار چار بازو ہیں، وہ اپنی مخلوق کی ساخت میں جیسا چاہتا ہے اضافہ کرتا ہے، یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

آسمان اور زمین:

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِلَّذِیۡ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَلَمۡ يَتَّخِذۡ وَلَدًا وَّلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ شَرِيۡكٌ فِی الۡمُلۡكِ وَ خَلَقَ كُلَّ شَیۡءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقۡدِيۡرًا ۔ ۵۴۴

ترجمہ۔وہ جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے، جس نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا ہے، جس کے ساتھ بادشاہی میں کوئی شریک نہیں ہے، جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کی ایک تقدیر مقرر کی۔ ستارے، سیارے، کہکشائیں بھی اللہ کی تخلیق کی گئی مخلوقات ہیں، جن کی شکل، صورت، عمر، پیدائش، موت اور تقدیر سے اللہ واقف ہیں۔

قرآن کریم میں کائنات کے حوالے سے کئی مقامات پر بتایا گیا کے کل اشیاء کائنات کو معین مقداروں، پیمانوں، قوانین، اندازے، تناسب اور توازن کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے، یعنی کل کائنات اور کل اشیاء کائنات کے اندر قوانین کی علمداری موجود ہے جس کو سائنسی زبان میں Rational Basis پر چلنا کہا جا سکتا ہے، یہاں Rational سے مراد Ratio یعنی تناسب، توازن، پیمانا، قدر اور اندازے کے ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ كَانَ اَمۡرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقۡدُوۡرَا ۔ ۵۴۵ ۔ ترجمہ۔اللہ کا حکم ایک قطعی فیصلہ ہوتا ہے۔

یعنی کائنات میں ہونے والا ہر چھوٹا بڑا واقعہ اللہ کی مرضی، اختیار اور قدرت سے وقوع پذیر ہو رہا ہے، یہاں کسی قسم کی Blind Nature کارفرما نہیں، بلکہ اللہ کے احکامات بصورت وحی کے اور کن کے کل اشیاء کائنات پر لوگو اور نافذ ہوتے ہیں، با الفاظ دیگر انھیں ہم Law of Nature بھی کہہ سکتے ہیں۔

اللہ کے یہاں غیر متبدل قوانین ہیں یعنی اللہ کی عادت اور سنت میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی، جو درست اور صحیح ہیں وہ آدم سے لے کر قیامت تک صحیح اور درست ہیں، اور جو غلط ہیں وہ آدم سے لے کر قیامت تک غلط، گناہ اور نافرمانی ہیں، انھیں مستقل اقدار یعنی Permanent Values بھی کہا جاتا ہے، تاہم نزول قرآن کا بھی یہی مقصد ہے، جب ہی ارشاد ہوا!

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۔۵۴۶ ۔ ترجمہ۔ہم نے اِس (قرآن) کولیلۃِ قدر میں نازل کیا
وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۔۵۴۷ ۔ ترجمہ۔تم کیا جانو کے لیلۃ قدر کیا ہے؟
لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۙ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ۔۵۴۸ ۔ ترجمہ۔لیلۃ قدر ہزار مہینوں سے افضل ہے۔

الۡقَدۡرِ /مقدار/ اندازا/ پیمانہ/تناسب/توازن:

الۡقَدۡرِ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو(ق۔د۔ر) سے مشتق ہے۔

الۡقَدۡرِ۔کے بنیادی معنی اندازہ، پیمانہ، ناپنا، لمبائی، چوڑائی، گہرائی، اونچائی، جسامت، کمیت، تناسب اورتوازن کومتعین کرنا ہے۔

الۡقَدۡر۔کے معنی ایک چیز کو دوسری چیز پر رکھ کر ناپنا، اندازہ قائم کرنا یا ان دونوں کے باہمی تناسب کوسمجھنااور متعین کرنا ہے۔

قدرت علیہ الثوب۔کے معنی اس نے پچڑے کوناپ کر بنایا ہے۔

قدرت الشئ۔کے معنی ہیں، اس نے اس چیز کوناپا۔

قدرت علیہ الشیئ۔سے مراد اس چیز میں ایسی مناسب تبدیلیاں کردی گئیں جواس کے لئے نہایت موزوں ہیں۔

تقدیر۔کے بنیادی معنی کسی چیز کوکسی چیز کے مطابق بنادینا ہے۔

مقدار۔سے مرادکوئی ماڈل، پیمانا یا پیٹرن ہے جس کے مطابق کوئی چیز بنائی جائے۔

الۡقَدۡرِ۔کے معنی کسی شے کا اندازہ قائم کرنا۔

الۡقَدۡرِ۔کے معانی پیمانا، حجم، اندازہ، جسامت، طول، عرض اور حدود وغیرہ ہے۔

اقدار۔عربی زبان میں اس گھوڑے کو کہا جاتا ہے جس کی رفتار میں توازن اور ہم آہنگی ہو، یعنی اس کے پچھلے قدم ٹھیک اس مقام پر پڑیں جہاں اس کے اگلے قدم پڑے تھے۔

قَدۡارِ۔عربی زبان میں قدار اس شخص کو بھی کہتے ہیں جونہایت مناسب قدکاٹھ کا ہو۔

کم قدرہ نخلیک۔سے مرادتمھاری کھجور کے درختوں کے مابین کتنا فاصلہ ہے؟

المقدر۔عام بول چال میں اس سے مراد ایسا شخص ہے جوکھیتی باڑی اور درختوں کا اندازہ کرکے یہ

بتائے کے ان سے کتنی مقدار میں پیداوار حاصل ہوگی۔ ۵۴۹؎

قِدْرِ۔۔کی جمع قدور ہے۔

قُدُوْرِ۔ کے معنی دیگ کے بھی ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قُدُوْرٍ رّٰسِیٰتٍ۔ ۵۵۰؎۔ترجمہ۔اپنی جگہ سے نہ ہٹنے والی بھاری دیگیں۔

قَدِیر۔اس گوشت کے سالن کو بھی کہا جاتا ہے جو نہایت متناسب مصالحوں کے ساتھ پکایا گیا ہو۔

قَدَّارِ۔عربی زبان میں باورچی اور قصائی کو بھی کہا جاتا ہے۔ ۵۵۱؎

قدرت۔ سے مراد کل اشیاء کائنات کی تخلیقات اور اس کی متعین تقدیر پر مکمل قدرت کا ہونا چنانچہ یہ نظام بھی مکمل حسابی فارمولے پر منحصر ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔ ۵۵۲

ترجمہ۔مگر جو لوگ توبہ کر لیں قبل اس کے کہ تم ان پر قابو پاؤ، تمہیں معلوم ہونا چاہیے کے اللہ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

تاج العروس لکھتے ہیں،قدر کے معانی کسی چیز کو تیار و ہموار کرنا، یا کسی معاملے کو سرانجام دینے کے لئے اس پر غور فکر کرنا۔ ۵۵۳؎

تاج العروس لکھتے ہیں،قدر کے ایک معنی تنگی کے بھی ہیں، جیسے کسی کو کوئی چیز ناپ تول کر دی جائے تو اس میں تنگی کا پہلو غالب ہے جبکہ اگر کسی کو بغیر ناپے تولے کوئی چیز دی جائے تو اس میں فراخی کا پہلو نمایاں ہوگا۔ ۵۵۴؎

ارشادات خداوندی:

وَ ذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَیْهِ فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۔ ۵۵۵

اِنَّ رَبَّكَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرًۢا

بَصِیۡرًا ۔۵۵۶

ترجمہ۔ تیرا ربّ جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے، وہ اپنے بندوں کے حال سے باخبر اور انہیں دیکھ رہا ہے۔

ترجمہ۔(یونس) مچھلی والے کو بھی ہم نے نوازا، یاد کرو جبکہ وہ بگڑ کر چلا گیا اور سمجھا تھا کے ہم اس پر (تنگی) گرفت نہ کریں گے، آخر کار اُس نے تاریکیوں میں سے پکارا نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ کے، پاک ہے تیری ذات، بے شک میں نے قصور کیا۔۵۵۷

الۡقَدۡرِ ۔ کے ایک معنی عزت اور تعظیم کے بھی ہیں، یعنی انسان اسی انسان یا چیز کی عزت یا تعظیم کرتا ہے جس کی وہ قدر کرتا ہے۔۵۵۸

اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتۡ اَوۡدِیَۃٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحۡتَمَلَ السَّیۡلُ زَبَدًا رَّابِیًا وَ مِمَّا یُوۡقِدُوۡنَ عَلَیۡهِ فِی النَّارِ ابۡتِغَآءَ حِلۡیَۃٍ اَوۡ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثۡلُهٗ کَذٰلِکَ یَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡحَقَّ وَ الۡبَاطِلَ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَیَذۡهَبُ جُفَآءً وَ اَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ کَذٰلِکَ یَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ ۔۵۵۹

ترجمہ۔ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا اور ہر ندی نالہ اپنے ظرف کے مطابق اسے لے کر چل نکلا پھر جب سیلاب اُٹھا تو سطح پر جھاگ بھی آ گئے اور ایسے ہی جھاگ اُن دھاتوں پر بھی اُٹھتے ہیں جنہیں زیور اور برتن وغیرہ بنانے کے لیے لوگ پگھلایا کرتے ہیں۔

اِسی مثال سے اللہ حق اور باطل کے معاملے کو واضح کرتا ہے۔ جو جھاگ ہے وہ اُڑ جایا کرتا ہے اور جو چیز انسانوں کے لیے نافع ہے وہ زمین میں ٹھہر جاتی ہے۔ اس طرح اللہ مثالوں سے اپنی بات سمجھاتا ہے۔

وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا عِنۡدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَ مَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعۡلُوۡمٍ ۔۵۶۰

ترجمہ۔ کوئی ایسی چیز نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں، اور جس چیز کو بھی ہم نازل کرتے ہیں، اس کی ایک مقرر مقدار یعنی (اندازے اور تناسب) میں نازل کرتے ہیں۔

الَّذِیۡ خَلَقَ فَسَوّٰی ۔۵۶۱؎ ترجمہ۔جس نے پیدا کیا اور تناسُب قائم کیا۔
وَالَّذِیۡ قَدَّرَ فَھَدٰی ۔ ۵۶۲؎ جس نے تقدیر بنائی، پھر راہ دکھائی۔

مقداروں کا علم:

حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں! قرآن کریم میں تفکر سے انسان کے اندر اتنی وسعت پیدا ہوجاتی ہے کے وہ یہ جان جاتا ہے کے ایٹم کی اکائی میں روشنی کے جال موجود ہیں، تاہم ایٹم کے اندرونی اجزاء اور ارض وسماء کا خالق و مالک اس پوری کائنات کا بادشاہ ہے، اللہ نے اس کائناتی سسٹم کو ایک ضابطہ کے ساتھ تخلیق فرمایا ہے اور ہر چیز وک معین مقداروں کے ساتھ وجود بخشا ہے۔
مقداروں کے اس علم سے وہ لوگ واقفیت حاصل کر لیتے ہیں، جو کائنات میں غور وفکر کرتے ہیں۔
ایسے افراد کے لئے ارشاد خداوندی ہے!
ترجمہ۔جن لوگوں نے میری تخلیق کو جاننے کے لئے جدوجہد اور کوشش کی، ہم انھیں اپنے راستے دکھادیتے ہیں۔ ۵۶۳؎
حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! روشنیوں کی ایک متعین مقدار ہے جو ملوکیت اور بشریت کا توازن برقرار رکھتی ہے، روشنی میں اگر مقدار کم ہوجائے تو حیوانی اور مادی تقاضے بڑھ جاتے ہیں، یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کے صفت ملوکیت عالم امر میں صعود کرتی ہے یعنی انسان کے اند بشری صفت کے متضاد ملوکیت ہے جو انسان کو حاکم مطلق اللہ کی طرف کھینچتی ہے اور اللہ کی جانب کھنچنا ہی دراصل عالم امر میں صعود ہے، اس کے برعکس جب انسان کے اندر بشری تقاضے بڑھ جاتے ہیں اور مکانیت میں استغراق بڑھ جاتا ہے، تو صفت ملوکیت کی جگہ مادی تقاضے یا دنیا میں دلچسپیاں اتنی زیادہ ہوجاتی ہیں کے انسان عالم ناسوت میں قید ہوجاتا ہے۔ ۵۶۴؎
حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں، عشق کے دورخ ہیں، عشق مجازی اور عشق حقیقی۔
عشق مجازی میں نفس کا غلبہ، غرض، پسند ناپسند کارفرما ہوتی ہے جبکہ عشق حقیقی میں علم، طرز فکر اور طرز عمل غالب ہے، جس کا مقصد صرف اور صرف دیدار الٰہی ہے۔ ۵۶۵؎

۱۔تناسب:

تناسب عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ن۔س۔ب) سے مشتق ہے۔

تناسب کو انگریزی زبان میں Proportion کہتے ہیں۔

النسب۔النسبۃ۔ سے مراد قرابت داری یا رشتے داری کے ہیں۔

النسبۃ۔ سے مراد دو چیزوں کی باہمی مشابہت بھی ہے۔۵۶۶ھ

اردو زبان میں بھی لفظ تناسب بہت زیادہ مستعمل ہے، جس کے معانی کسی دو یا دو سے زائد چیزوں کے حصوں کی تعداد یا مقدار وغیرہ۔ باہمی نسبت۔ سے مراد نسبتی تعداد یا مقدار ہے۔

مناسبت، مطابقت، موزونیت، باہمی موافقت (خصوصاً اعضائے جسمانی)۔

۲۔تناسب اعضاء:

کل اشیاء کائنات جس میں انسان، جنات، فرشتے، جانور، پرندے، حشارت الارض، پہاڑ، درخت، پھول، پودے، چاند، سورج، ستارے، سیارے، کہکشائیں، بادل، ہوائیں، زمین، آسمان اور اللہ کی تمام تخلیقات کی درست اور متناسب ترتیب کو تناسب اعضاء کہتے ہیں تاہم اس میں انسانی جسم کا تناسب اور اس کی تخلیقی موزونیت وغیرہ شامل ہے۔

تذکرہ حسن کے تناسب کا
پھر ترے خدوخال تک پہنچا

۳۔تناسب اضلاع مناظرہ:

اس سے مراد ریاضی میں ایسی شکل جس کے آمنے سامنے کے ضلع ایک جیسے ہوں، تناسب اضلاع مناظرہ کہلاتے ہیں۔

۴۔تناسب مرکب Compound Proportion

۵۔تناسبات:

تناسب (رک) کی جمع،تراکیب میں مستعمل ہیں۔

تناسبات لفظی سے مراد لفظوں کی مناسبت،لفظی صنعت گری ہے۔

۶۔تناسب مسلسل:

تناسب مسلسل سے مراد ریاضی کی مقادیر میں ایک ہی تناسب کا تسلسل ہونا،اس کو Continuous Conformity بھی کہا جاتا ہے۔

۷۔تناسب اجزاء

۸۔تناسب مفرد Simple Proportion

۹۔تناسب منقلب Inverse Proportion

۱۰۔تناسب جیوب:

تناسب جیوب سے مراد ریاضی میں موجود نصف وتروں کا تناسب ہے۔

۱۱۔تناسب لفظی:

تناسب لفظی سے مراد لفظوں کی مناسبت اور لفظی صنعت گری کے ہیں۔

۱۲۔خطی تناسب:

سائنس کی مقررہ لکیروں کے درمیان مناسبت کو خطی تناسب کہا جاتا ہے۔

۱۳۔متصل تناسب:

متصل تناسب،تناسب کی وہ قسم ہے جس میں چار حدیں اس طرح ہوتی ہیں کے ایک حد کو دوبار

لاتے ہیں مثلاً 4:6:6:9 ملا ہوا تناسب ہے۔

۱۴۔ضعف تناسب:

کیمسٹری کا یہ قاعدہ ہے کے کسی مرکب شے کے ہر جز کا ایک خاص وزن ہوتا ہے، وہ دیگر اشیاء کے ساتھ صرف مقررہ وزن یا تناسب کے مطابق مخلوط ہوسکتا ہے۔

۱۵۔مرکزی تناسب:

صحافت میں مرکزی تناسب سے مراد مواد ایک مرکز کے ہر طرف متناسب اور متوازن انداز میں پھیلایا جاتا ہے، یعنی Central Balance۔

۱۶۔منفصل تناسب:

اخلاقیات میں تناسب کی دو اقسام میں اے ایک کا نام منفصل تناسب ہے۔

۱۷۔نسبت تناسب Ratio and Proportion:

(بدیع) صنعت مراعاۃ النظیر (کلام میں ایسے الفاظ کا استعمال جن کے معانی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ سوائے نسبت تضاد کے کچھ اور مناسبت نا رکھتے ہوں)۔
(ریاضی) دو نسبتوں کا باہم برابر ہونا جیسے 4/3 برابر ہے 16/12 کے۔
نسبت حسابی یا عددی، کل مقدار یا تعداد میں مختلف اجزاء یا شرکاء کے حصوں کی باہمی نسبت جس کو اوپر تلے دو نقطوں سے ظاہر کرتے ہیں۔تناسب کے مرکب الفاظ میں شامل تناسب اعضاء اور تناسب معکوس ہیں۔تناسب کے متضادات میں شامل ناموزونیت اور نامناسب ہیں۔
تناسب کے مترادفات میں شامل تعلق، مماثلت، مطابقت، مناسبت اور موزونیت ہیں۔

وزن/میزان/توازن:

وزن۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (و۔ز۔ن) سے مشتق ہے۔
وزن، میزان یا توازن کو انگریزی زبان میں Balance کہتے ہیں۔

الوزن۔ سے مراد ہاتھ سے کسی بھی چیز کے وزن یا اس کی مقدار کا اندازا قائم کرنا۔

وزن۔ سے مراد کسی چیز کا بوجھ دوسری چیز کے بوجھ کے برابر ہو جانا۔

موازین۔ میزان کی جمع۔

وزین الرائی۔ عربی زبان میں صحیح رائے یا مشورہ دینے والے کو کہتے ہیں۔

اوزن القوم۔ عربی زبان میں بہترین اور معزز افراد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

ابن فارس نے اس کے بنیادی معانی بیان کرتے ہوئے کہا! اس سے مراد استقامت، تناسب اور اعتدال کے ہیں۔ ۵۶۷

قرآن کریم میں وزن کو خاص اہمیت دی گئی اور اس کو خاص اصولی معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ نظام کائنات پر غور و فکر کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کے کل نظام کائنات نہایت متوازن اور اعتدال سے قائم و دائم ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خادوندی ہے!

وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِیْزَانَ۔ ۵۶۸

ترجمہ۔ (اللہ) نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو رکھ دی۔

ابن جریرؒ وابن المنذرؒ نے مجاہدؒ سے روایت کیا آیت **وَوَضَعَ الْمِیْزَان**۔

ترجمہ۔ (اللہ) نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو رکھ دی۔ سے مراد عدل ہے۔ ۵۶۹

اللہ تعالی نے کائنات کو بلند اصولوں پر قائم کیا ہے اور کل اشیاء کائنات میں توازن کی کیفیات موجود ہیں، اگر کائناتی فضائی کروں کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کے ان کے درمیان باہمی جذب اور کشش کا نہایت منظم نظام موجود ہے، جس میں ذرا سی بھی کمی اور کوتاہی کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا ہے، یعنی کل اشیاء کائنات عظیم المثال توازن کی زندہ شہادت اور مثال پیش کرتی ہیں، انسان کو بھی ان اصولوں کو اپنانے کی ضرورت ہے کیونکہ وہ اشرف المخلوقات کے منصب پر فائز علم وعقل سے معمور نہایت اعلی شخصیت کا حامل ہے۔

اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِیْزَانِ۔ ۵۷۰ ترجمہ۔ تم تولنے میں زیادتی (ظلم) نہ کرو۔

انسان پر لازم ہے کے وہ اپنی تمدنی، معاشرتی اور معاشی زندگی میں اسلام کے ان اصولوں کی پاسداری کرے۔

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، آیت اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِیْزَانِ۔

ترجمہ۔تم تولنے میں زیادتی (ظلم) نہ کرو۔۵۷۱؎

سے مراد تم بولنے میں کمی بیشی نہ کرو یعنی اے آدم کے بیٹے انصاف کر جیسے تو پسند کرتا ہے تاکہ تیرے ساتھ انصاف کیا جائے اور ناپ تول کو پورا کر جیسے تو پسند کرتا ہے تیرے لئے ناپ تول کو پورا کیا جائے کیونکہ عدل وانصاف لوگوں کی اصلاح کرتا ہے۔

وَ اَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِیْزَانَ۔۵۷۲

ترجمہ۔اور وزن کو انصاف کے ساتھ قائم رکھو، اور تول کو مت گھٹاؤ۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، انہوں نے ایک شخص کو وزن کرتے ہوئے دیکھا اس نے ترازو کو ایک جانب جھکایا ہوا تھا، آپ نے اس سے فرمایا! تم ترازو کی ڈنڈی کو سیدھا رکھو، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا! پھر آپ نے آیت وَ اَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَ لَا تُخْسِرُوا الْمِیْزَانَ۔ترجمہ۔اور وزن کو انصاف کے ساتھ قائم رکھو، اور تول کو مت گھٹاؤ۔ بیان کی۔۵۷۳؎

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، آیت وَ اَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِیْزَانَ۔

ترجمہ۔اور وزن کو انصاف کے ساتھ قائم رکھو، اور تول کو مت گھٹاؤ۔ سے مراد تم انصاف کے ساتھ ترازو کی ڈنڈی کو (سیدھا) رکھو۔۵۷۴؎

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ۔۵۷۵

ترجمہ۔ہم نے پیغمبروں کو کھلے کھلے احکام دے کر بھیجا، ہم نے ان کے ساتھ کتاب کو اور ترازو کو نازل کیا تاکہ لوگ عدل پر قائم رہیں۔

وَ اَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُمُّهٗ هَاوِیَةٌ۔۵۷۶

ترجمہ۔جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا، اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہوگا۔

میزان۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (و۔ز۔ن) سے مشتق ہے۔

میزان۔کی جمع موازین ہے، یعنی اس بے مثال کائناتی نظام میں ہر شے کا وزن ٹھیک ہے، بالفاظ دیگر اگر اعمال درست ہیں تو نتائج بھی درست اور اگر اعمال میں کمی اور کوتاہی ہے تو اعمال بھی اسی مناسبت سے مرتب ہورہے ہیں۔۵۷۷۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ الْوَزْنُ یَوْمَئِذِ اِلْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔۵۷۸

ترجمہ۔اس دن وزن واقع ہونے والا ہے، تو جن کے (اعمال) وزن بھاری ہوئے ایسے لوگ کامیاب ہوں گے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ وَ لِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَزْنًا۔۵۷۹

ترجمہ۔یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات اور اس کی ملاقات کا انکار کیا سو ان کے اعمال ضائع ہوگئے، ہم قیامت کے دن ان کے لئے کوئی وزن قائم نہ کریں گے۔

وَ الْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَ اَلْقَیْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ وَ اَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ مَّوْزُوْنٍ۔۵۸۰

ترجمہ۔ہم نے زمین کو پھیلایا اور اس میں بھاری بھاری پہاڑ رکھ دیئے اور ہم نے اس میں ایک معین مقدار سے ہر قسم کی چیز اگائی۔

اسلامی عقائد اور عبادات میں اعداد و حساب:

اسلام کے درج ذیل سات بنیادی عقائد ہیں۔

۱۔توحید۔ ۲۔رسالت۔ ۳۔آخرت۔ ۴۔فرشتوں پر ایمان۔ ۵۔الہامی کتابوں پر ایمان۔

۶۔تقدیر پر ایمان۔ ۷۔مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان۔

۱۔توحید:

کائنات کی اصل حقیقت توحید ہے، یعنی صرف ایک اللہ کی عبادت کرنا۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔۵۸۱؎۔ترجمہ۔نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ کے۔
مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ۔ ۵۸۲؎۔ترجمہ۔محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

۲۔رسالت:

رسول، انبیاء اور پیغمبروں کی تعداد:

روایت میں ہے کے بنی نوع انسانیت کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے اللہ تعالی نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے۔
حضرت ابوذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا! جو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر دنیا میں آئے کیا وہ سب کے سب رسول تھے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا! نہیں ان میں سے صرف 313 رسول تھے جبکہ باقی سارے نبی تھے۔ ۵۸۳؎
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے ابوذر چار نبی سریانی ہیں۔۱۔آدم۔۲۔شیث۔
۳۔ادریس۔ ۴۔نوح۔جبکہ چار نبی عرب ہیں۔۱۔ہود۔ ۲۔صالح۔ ۳۔شعیب۔
۴۔نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ۵۸۴؎

اولوالعزم پیغمبر:

ابومنصور جمشاذی نے ابوبکر رازی سے اور انھوں نے ابوالقاسم الحکیم سے نقل کیا ہے!
اولوالعزم رسولوں کی تعداد ۱۸ ہے۔
ان رسل کے ذکر کے لئے وہ سورہ الانعام کی درج آیات کا حوالہ پیش کرتے ہیں!
وَ وَهَبۡنَا لَهٗۤ اِسۡحٰقَ وَ یَعۡقُوۡبَ ؕ كُلًّا هَدَیۡنَا ۚ وَ نُوۡحًا هَدَیۡنَا مِنۡ قَبۡلُ وَ

مِنۡ ذُرِّیَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَیۡمٰنَ وَ اَیُّوۡبَ وَ یُوۡسُفَ وَ مُوۡسٰی وَ هٰرُوۡنَ ؕ وَ
كَذٰلِكَ نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۙ وَ زَكَرِیَّا وَ یَحۡیٰی وَ عِیۡسٰی وَ اِلۡیَاسَ ؕ كُلٌّ
مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ ۙ وَ اِسۡمٰعِیۡلَ وَ الۡیَسَعَ وَ یُوۡنُسَ وَ لُوۡطًا ؕ وَ كُلًّا فَضَّلۡنَا
عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ۔۵۸۵

۱۔حضرت ابراہیم علیہ السلام ۔ ۲۔اسحاق علیہ السلام ۔ ۳۔یعقوب علیہ السلام ۔
۴۔نوح علیہ السلام ۔ ۵۔داؤد علیہ السلام ۔ ۶۔سلیمان علیہ السلام ۔ ۷۔ایوب علیہ السلام ۔
۸۔ یوسف علیہ السلام ۔ ۹۔ موسیٰ علیہ السلام ۔ ۱۰۔ ہارون علیہ السلام ۔ ۱۱۔ زکریا علیہ السلام ۔
۱۲۔یحییٰ علیہ السلام ۱۳۔عیسیٰ علیہ السلام ۔ ۱۴۔الیاس علیہ السلام ۔ ۱۵۔الیسع علیہ السلام ۔
۱۶۔اسماعیل علیہ السلام ۔ ۱۷۔یونس علیہ السلام ۔ ۱۸۔لوط علیہ السلام ہیں ۔

ان انبیاء کے لئے ارشادات خداوندی ہیں !

وَ كَذٰلِكَ نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۔۵۸۶؎ ترجمہ۔ہم اسی طرح محسنین کو جزا دیتے ہیں ۔

كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ ۔۵۸۷؎ ترجمہ۔یہ سب صالح رسول ہیں ۔

وَ كُلًّا فَضَّلۡنَا عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ۔۵۸۸

ترجمہ۔ہم نے ان سب رسولوں کو تمام عالمین میں فضیلت دی ہے ۔

۳۔آسمانی / الہامی کتب اور صحائف :

حضرت ابوذر غفاری بیان کرتے ہیں ، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا ! اللہ تعالی نے کتنی کتب نازل فرمائیں ؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! سو صحائف اور چار کتابیں ،شیث پر پچاس صحائف نازل کئے گئے ۔

خنوع پر تیس صحائف نازل کئے گئے ، ابراہیم پر دس صحیفے نازل ہوئے ، اور موسیٰ پر تورات سے پہلے دس صحائف نازل کئے گئے اور تورات ، انجیل ، زبور اور فرقان (قرآن) کو نازل کیا گیا ۔۵۸۹؎ اس حدیث کو امام ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں حضرت ابوذر سے روایت کیا ہے ۔

قرآن کریم میں کل سپاروں کی تعداد 30 ہے ،سورتوں کی تعداد 114 ہے ، منزلیں 7 ہیں ، رکوع

540، آیات 6666، اور الفاظ 77845 ہیں۔ مکی سورتیں 86 اور مدنی سورتیں 28 ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مجھے تورات کی جگہ سات طویل سورتیں عطا کی گئی ہیں، مئیں مجھے زبور کے مقابلے میں عطا کی گئی ہے اور انجیل کی جگہ مجھے مثانی عطا کی گئی ہیں۔ ۵۹۰
جبکہ مفصل سورتیں مجھے بطور فضیلت اضافی طور پر دی گئی ہیں۔ ۵۹۱

قرآن کریم کا دلنشین اسلوب، سورتوں کے جوڑے اور ان کے گروپس:

قرآن کریم کے ایک مضمون سے دوسرے مضمون کی جانب منتقلی نہایت لطیف اور غیر محسوس انداز سے ہوئی ہے، اگر قدیم جاہلی ادب یا قصائد کا جائزہ لیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کے ان کے یہاں ابتدائی مضمون کو تشبیب کہتے ہیں، تشبیب سے شاعر اصل مقصد کی طرف گریز کرتا ہے اور یہ گریز جتنا زیادہ لطیف ہوگا وہ کلام یا قصیدہ اتنا ہی معیاری تصور کیا جائے گا۔
قرآن کریم میں جہاں جہاں ایک مضمون سے دوسرے کی جانب گریز کیا گیا ہے وہ اتنا لطیف اور غیر محسوس ہے کہ بعض اوقات تو یہ معلوم ہی نہیں ہو پاتا ہے کے دوسرا مضمون کب شروع ہوا۔
امین اصلاحی نے اپنی تفسیر تدبر قرآن میں اس نکتے کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے!
قرآن کریم کی ہر سورہ کا ایک دوسرا جوڑا بھی ہے سوائے سورہ الفاتحہ کے، پھر انھوں نے قرآن سے ہی استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے!

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ۔ ۵۹۲

ترجمہ۔ ہم نے ہر چیز کے جوڑے بنائے ہیں، شاید کے تم اس سے سبق لو۔
اس آیت پر تفکر سے یہ ثابت ہوا کے واقعی کائنات میں اللہ تعالی نے ہر شے کا جوڑا پیدا کیا ہے بالکل اسی طرح سے قرآن کریم کی بھی سورتوں کے بھی جوڑے ہیں جیسے:
سورہ البقرہ اور آل عمران کا جوڑا ہے، اگرچہ سورہ البقرہ اور سورہ آل عمران کے مضامین میں اتنی مشابہت ہے کے صاف پتا چلتا ہے کے دونوں سورتیں ایک دوسرے کا جوڑا ہیں۔
حروف مقطعات کی تعداد (۱۴) ہے اور ان سے شروع ہونے والی سورتوں کی تعداد ۲۹ ہے۔

۴۔ ملائکہ/فرشتے:

ملائکہ اللہ کی نوری مخلوقات ہیں، جن کی تعداد اس کائنات میں سب سے زیادہ کثیر ہے، علماء کرام لکھتے ہیں! ایک انسان کی حفاظت کے لئے تقریباً 20000 فرشتے موجود ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا! جہنم میں پر 19 فرشتے مامور ہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

عَلَيۡهَا تِسۡعَةَ عَشَرَ ۔۵۹۳

ترجمہ۔ (جہنم) پر ۱۹ فرشتے مقرر ہیں، اور ہم نے دوزخ کے نگہبان فرشتوں ہی کو بنایا ہے، اور ہم نے ان کی تعداد ایسی رکھی ہے جو کافروں کی گمراہی کا ذریعہ ہے۔

آسمانی مدد کے حوالے سے ذیل میں ارشادات خداوندی نقل کئے جا رہے ہیں۔

بَلٰٓی ۙ اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَ تَتَّقُوۡا وَ يَاۡتُوۡكُمۡ مِّنۡ فَوۡرِهِمۡ هٰذَا يُمۡدِدۡكُمۡ رَبُّكُمۡ بِخَمۡسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيۡنَ ۔۵۹۴

ترجمہ۔ بے شک، اگر تم صبر کرو اور خدا سے ڈرتے ہوئے کام کرو تو جس آن دشمن تمہارے اوپر چڑھ کر آئیں گے اُسی آن تمہارا رب (3000) 5000 صاحب نشان فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا۔

اِذۡ تَسۡتَغِيۡثُوۡنَ رَبَّكُمۡ فَاسۡتَجَابَ لَكُمۡ اَنِّىۡ مُمِدُّكُمۡ بِاَلۡفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ مُرۡدِفِيۡنَ ۔۵۹۵

ترجمہ۔ جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے پھر اللہ نے تمھاری فریاد سن لی اور کہا میں تم کہا 1000 فرشتوں سے مدد دوں گا جو سلسلہ وار آگے آئیں گے۔

اِذۡ يُوۡحِىۡ رَبُّكَ اِلَى الۡمَلٰٓئِكَةِ اَنِّىۡ مَعَكُمۡ فَثَبِّتُوا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ؕ سَاُلۡقِىۡ فِىۡ قُلُوۡبِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوا الرُّعۡبَ فَاضۡرِبُوۡا فَوۡقَ الۡاَعۡنَاقِ وَاضۡرِبُوۡا مِنۡهُمۡ كُلَّ بَنَانٍ ۔۵۹۶

ترجمہ۔ تمھارے رب نے فرشتوں کو یہ حکم دیا! میں تمھارے ساتھ ہوں، سو تم ایمان والوں کی ہمت بڑھاؤ۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، غزوہ بدر کے دن ایک مسلمان انصاری ایک مشرک کی جانب دوڑا کے اچانک اس مسلمان نے ایک کوڑا مارنے والے سوار کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا! حیزوم آگے بڑھ، اس کے ساتھ ہی اس مسلمان نے یہ دیکھا کے وہ مشرک جس کے پیچھے وہ دوڑ رہا تھا وہ چت ہوکر گرا، اوراس کی ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی اوراس کا منہ بھی پھٹ گیااورزمین پر جس جس جگہ کوڑا لگتا جاتا اس جگہ کی زمین سرسبز ہوتی چلی جاتی، اس انصاری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب اس واقعہ کا ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

تم سچ کہتے ہو یہ تیسرے آسمان کا مددگار فرشتہ ہے۔۵۹۷ے

حیزوم اس فرشتے کے گھوڑے کا نام تھا، تاہم اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اکثر غزوات میں فرشتوں کے ذریعے مدد فرمائی۔

۵۔صلوۃ/نماز:

صلوۃ کی فرضیت معراج کے موقع پر ہوئی، ابتداء میں اللہ تعالی نے 50 نمازیں فرض کیں جو کم ہوکر 5 رہ گئیں، تاہم جو شخص ان 5 نمازوں کو خلوص سے ادا کرے گا اس کو 50 نمازوں کا ہی ثواب ملے گا۔

۱۔فجر کی نماز میں کل رکعات کی تعداد 4 ہیں (2 نفل، 2 فرض)۔

۲۔ظہر میں کل رکعات کی تعداد 12 ہیں (2 یا 4 نفل، 4 فرض، 2 یا 4 نفل)۔

۳۔عصر میں کل رکعات کی تعداد 10 ہے (4 نفل، 4 فرض، 2 نفل)۔

۴۔مغرب میں کل رکعات کی تعداد 5 ہیں (3 فرض، 2 نفل)۔

۵۔عشاء میں کل رکعات کی تعداد ایک وتر کے ساتھ 7 ہیں (4 فرض، 2 نفل، 1 وتر)۔

۶۔صوم/روزے:

رمضان کا مہینہ 29 یا 30 دنوں کا ہوتا ہے چنانچہ اسی مناسبت سے فرض روزے رکھے جاتے ہیں۔ رمضان کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا عشرہ مغفرت جبکہ تیسرا عشرہ جہنم سے نجات کا ہے۔

ماہ رمضان کو اس حوالے سے بھی فضیلت حاصل ہے کہ اس میں قرآن کریم کے ساتھ دیگر الہامی کتب کا نزول بھی ہوا۔

ابن عساکر لکھتے ہیں کے حضرت یعلی بن شداد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں!

۱۔حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صحائف	رمضان کی پہلی شب کو۔
۲۔حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات	۶ رمضان۔
۳۔عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل	۱۸ رمضان کو۔
۴۔داود علیہ السلام پر زبور	۱۲ رمضان کو۔
۵۔قرآن	۲۴ یا ۲۷ رمضان کو۔۵۹۸

شب قدر:

رمضان کے آخری عشرے میں طاق راتوں (۲۹، ۲۷، ۲۵، ۲۳، ۲۱) میں شب قدر کو تلاش کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

بیشتر علماء کا اتفاق ۲۷ شب پر ہے اور وہ اس کو شب قدر سمجھتے ہیں، کچھ علماء یہ کہتے ہیں کے ہر سال شب قدر مختلف تاریخوں میں گھومتی ہے۔ یہ رات اس قدر فضیلت کی حامل ہے کے اللہ تعالی نے اس رات کی اہمیت کے پیش نظر ایک سورہ (سورہ قدر) کو نازل فرمایا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۔۵۹۹ ترجمہ۔بے شک ہم نے قرآن کو شب قدر میں نازل کیا

وَ مَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۔۶۰۰ ترجمہ۔تم کیا جانو شب قدر کیا ہے۔

(شب قدر ہزار مہینوں (60,000 دن اور رات) سے بہتر ہے)۔

لیلۃ القدر کے حصول یعنی (حواس کی رفتار کے 60000 گنا تک اضافے کے نتیجے میں قرب خداوندی اور غیب کی دنیا سے آشنائی، اللہ کی نشانیاں اور روح اور فرشتوں سے ملاقات کی رات ہے۔

لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ۔۶۰۱ ترجمہ۔لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے افضل ہے۔

تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوۡحُ فِیۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ ۚ مِنۡ كُلِّ اَمۡرٍ ۔ ۶۰۲
ترجمہ۔اس رات میں روح الامین اور فرشتے اللہ کے حکم سے اترتے ہیں۔
سَلٰمٌ ۛ هِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ۔ ۶۰۳؎۔ترجمہ۔یہ رات طلوع صبح تک امن اور سلامتی ہے

معلوم یہ ہوا کے جس دن قرآن کریم نازل ہوا وہ رات شب قدر کی تھی اور یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غار حرا میں جو ابتدائی آیات نازل ہوئیں وہ مہینہ رمضان کا تھا اور رات شب قدر کی تھی ، اس اعتبار سے رمضان کو یہ فضیلت ہے کے یہ اللہ کا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا جبکہ شب قدر وہ عظیم الشان رات تھی جس میں قرآن کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک پر نازل ہوا۔

شب قدر ہزار مہینوں (60000 دن اور رات) سے بہتر ہے،اس رات میں اللہ کے حکم سے روح اور فرشتے اترتے ہیں۔ ہر امر پر وہ رات امان ہے صبح کے نکلنے تک۔

لیلۃ القدر کے حصول (یعنی حواس کی رفتار کے 60,000 گنا تک اضافے کے نتیجے میں قرب خداوندی اور غیب کی دنیا سے آشنائی ممکن ہوتی ہے۔

روزے میں انسان اجتماعی شعور میں داخل ہوجاتا ہے اور دنیا بھر کے کروڑوں مسلمان سحر اور افطار بیک وقت کرتے ہیں چونکہ روزہ رکھنے سے انسان کا تزکیہ نفس ہوتا ہے لہٰذا اس کی روح میں اس قدر بالیدگی پیدا ہوجاتی ہے کہ اس کے اوپر سے سفلی جذبات کی گرفت ٹوٹ جاتی ہے اور اعلیٰ حواس کا غلبہ ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے اس کے اندر دیکھنے ، سننے ،سمجھنے اور محسوس کرنے کی کی صفات کی رفتار میں 60000 گنا اضافہ ہوجاتا ہے 60000 گنا کی تیز رفتاری کو تلاش کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو شب قدر کا پروگرام عطا فرمایا تاکہ انسان غیب کی دنیا سے متعارف ہوسکے۔

خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! روزہ رکھنے سے جسمانی کثافتیں دور ہوجاتی ہیں اور انسان کے اندر لطیف روشنیوں کا بہاؤ تیز تر ہوجاتا ہے۔ روشنیوں کے تیز بہاؤ سے انسان کے ذہن کی رفتار بڑھ جاتی ہے،اور اتنی زیادہ بڑھ جاتی ہے کے اس کے سامنے فرشتے آجاتے ہیں اور وہ غیب کی دنیا میں اپنی روح کو سیر کرتے دیکھتا ہے۔ ۶۰۴؎

۷۔زکوۃ:

زکوۃ کا شرعی حساب 2.5% ہے،یعنی 100000 میں سے 2500 سال کے آخر میں نکالی جائے گی۔

۸۔حج:

حج کا مخصوص مہینہ یعنی ذی الحجہ ہے جبکہ اس کی مخصوص تاریخ یعنی خطبہ حج میدان عرفات میں 9 ذی الحجہ کو دیا جاتا ہے اور یہی حج کا رکن اعظم ہے اور میدان عرفات میں حجاج کرام کی موجودگی اور خطبہ حج کو سننا اور اس کے بعد مسجد نمرہ میں ظہر اور عصر کی نمازوں کو ملا کر پڑھنا ہے۔

طواف۔خانہ کعبہ کے گرد طواف میں سات چکر لگائے جاتے ہیں۔

سعی،صفاء اور مروہ پر سات مرتبہ دوڑا جاتا ہے۔

منیٰ میں تین شیاطین پر سات،سات (کل 21) کنکریاں ماری جاتی ہیں۔

قربانی،اللہ کی راہ میں ایک تندرست جانور کی قربانی پیش کی جاتی ہے۔

حجاج کرام حج کے موقع پر سنت ابراہیمی کو پیش نظر رکھتے ہوئے جانور کی قربانی کرتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَ لَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ ٚ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَ سَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔ ۲۰۵

ترجمہ۔اللہ کے لئے اپنا حج اور عمرہ پورا کرو،پس اگر تم کو روک دیا جائے تو قربانی کا جانور جو میسر ہو

ذبح کردو، اور اپنے سروں کو اس وقت تک نہ مونڈو جب تک کے قربانی کا جانور اپنی جگہ پر نہ پہنچ جائے، سو جو شخص تم میں سے مریض ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو فدیے دے دے روزوں سے یا صدقے سے یا قربانی کے جانور سے، پھر جب تم امن کی حالت میں ہو سو جو شخص عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر متنفع ہو تو قربانی کا جانور جو میسر ہو ذبح کر دے، سو جو شخص نہ پائے تو تین دن کے روزے ہیں حج میں اور سات دن کے روزے ہیں جب کے تم لوٹ آؤ، یہ پورے دس ہوئے، یہ اس کے لیئے ہے جس کے گھر والے مسجد حرام میں حاضر نہ ہوں اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کے بلاشبہ اللہ سخت عذاب والا ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، ہم لوگ (گائے یا بکری کے) پائے سنبھال کر رکھتے اور رسول اللہ ﷺ قربانی سے پندرہ دن کے بعد انھیں تناول فرماتے۔۶۰۶؎

احرام دو بغیر سلی سفید چادریں ہیں۔

جنت کے دروازے:

جنت کے آٹھ دروازے ہیں، جن کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔باب الصلوۃ۔ ۲۔باب صدقہ۔ ۳۔باب ریان۔ ۴۔باب الحج۔ ۵۔باب جہاد۔

۶۔باب ایمن۔ ۷۔باب ذکر۔ ۸۔باب الکاظمین۔۶۰۷؎

جنت کے سات نام:

۱۔دار السلام۔ ۲۔دار الجلال۔ ۳۔جنت عدن۔ ۴۔جنت الماوی۔ ۵۔جنت الخلد۔

۶۔جنت الفردوس۔ ۷۔جنت النعیم۔۶۰۸؎

اہل جنت:

اہل جنت جب جنت میں داخل کیئے جائیں گے تو مردوں کی عمریں ۳۳ برس اور خواتین ۱۸ برس کی ہوں گی اور وہ اپنی جوانی کے بہترین ایام میں جنت میں دال ئے جائیں گے۔۶۰۹؎

اہل جنت کا قد (ساٹھ ہاتھ) جتنا لمبا ہوگا۔۶۱۰؎

دوزخ کے سات طبقات:

ا۔ پہلا طبقہ جہنم ہے۔ ۲۔ دوسر طبقہ لظی ۔ ۳۔ تیسرا طبقہ الحطمہ ۔ ۴۔ چوتھا طبقہ السعیر ۔
۵۔ پانچواں طبقہ سقر۔ ٦۔ چھٹا طبقہ جحیم ۔ ۷۔ ساتواں طبقہ ھاویہ ہے۔
حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا! جہنم کے سات درجات ہیں۔
۷۔ ساتواں طبقہ ھاویہ ہے جس میں منافقین رہیں گے۔
جہنم کے سات دروازوں کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

لَهَا سَبۡعَةُ اَبۡوَابٍ ؕ لِكُلِّ بَابٍ مِّنۡهُمۡ جُزۡءٌ مَّقۡسُوۡمٌ ۔ ٦١١

ترجمہ۔ (جہنم) کے سات دروازے ہیں، اور ہر دروازے کے لئے ان میں سے ایک ایک حصہ تقسیم کر دیا گیا ہے۔

امت:

اللہ نے 1000 امتیں پیدا فرمائیں، جن میں سے (600) سمندر اور دریا میں رہتی ہیں جبکہ (400) خشکی میں رہتی ہیں۔ ٦١٢
قیامت کے دن کل (۱۲۰) صفوں پر مشتمل کل امتیں پیش کی جائیں گی۔ جن میں سے
امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۸۰) صفیں اور دیگر امتوں کی (۴۰) صفیں ہوں گی۔ ٦١٣
حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہود کے 71 یا 72 فرقے تھے نصاریٰ کے بھی تقریباً اتنے ہی فرقے تھے اور میری امت کے 73 فرقے ہوں گے۔ ٦١٤

سزائیں/حد:

اسلام میں نہایت منظم اور متوازن جزا اور سزا کا مکمل نظام موجود ہے، تاہم دنیا کے تمام مہذب معاشروں میں بھی سزا اور جزا کے نظام رائج ہیں، لیکن انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین میں بے شمار نقائص موجود ہیں جو مجرمین کو تحفظ فراہم کرتے ہیں جبکہ اسلام کی متعین کردہ سزائیں عین انسان کی فطری تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے خود خالق کائنات نے طے کی ہیں جس میں مظلوم کی

بھی دادرسی کے ساتھ ساتھ مجرم کی اصلاح کے پہلو پر بھی خاص توجہ مرکوز رکھی گئی ہے، دوسری جانب سزائیں اتنی عدل وانصاف پر مبنی ہیں جس میں کسی قسم کا سقم اور کجی کی قطعاً گنجائش موجود نہیں، باالفاظ دیگر حد اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقرر کردہ وہ سزائیں ہیں جس میں سوئی کی نوک کے برابر بھی کمی بیشی کی گنجائش نہیں اس کی تشریح میں امام رازی تفسیر کبیر میں جبکہ سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ میں بھی حدیث درج ہیں۔ قیامت کے دن ایک حاکم پیش کیا جائے گا، جس نے حد سے ایک کوڑا کم کر دیا تھا، اس سے پوچھا جائے گا تو نے ایسا کیوں کیا؟ وہ کہے گا اللہ تعالی مجھے آپ کے بندے پر رحم آ گیا تھا، اس سے کہا جائے گا، تو ان کے حق میں ہم سے زیادہ رحم کرنے والا ہے؟ پھر اس کو جہنم میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا، اسی طرح سے ایک دوسرا حاکم پیش کیا جائے گا جس نے حد میں ایک کوڑے کا اضافہ کیا تھا، اس سے پوچھا جائے اگ تو نے ایک کوڑے کا اضافہ کیوں کیا؟ وہ کہے گا تا کہ لوگ اللہ کی نافرمانیوں سے باز رہ سکیں، اس سے کہا جائے گا اچھا تو ان کے معاملے میں مجھ سے زیادہ حکیم ہے، پھر حکم دیا جائے اگ کے اس کو جہنم میں ڈال دو۔ ۶۱۵

سزاؤں کے حوالے سے اسلام یہ حکم بھی دیتا ہے کے سزا کے وقت لوگوں کی کثیر تعداد بھی وہاں موجود ہو تا کہ ان کے دلوں میں بھی اللہ کی تجویر کردہ سزاؤں کا خوف اور دہشت بیٹھے اور وہ بھی جرائم، ظلم اور لوگوں کی حق تلفی سے باز رہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلۡيَشۡهَدۡ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ۔ ۶۱۶

ترجمہ۔ سزا کے وقت وہاں مومنین کی ایک جماعت حاضر رہے۔

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، آیت طَآئِفَةٌ سے مراد 1,000 سے زائد افراد کی جماعت وہاں موجود ہو۔ ۶۱۷

زنا:

زنا گناہ کبیرہ ہے، جس کی اسلام نے سخت سزا مقرر فرمائی ہے کیونکہ جب اسلام نے مردوں کو چار شادیوں کی اجازت دی ہے جبکہ خواتین کی شادی سے قبل ان کی مرضی پوچھنے کا حکم دیا ہے اور اگر کسی وجہ سے ازدواجی تعلقات اچھے نہیں ہیں تو اس صورت میں شوہر سے خلع لے کر عدت پوری

کر کے دوسری جگہ نکاح کی اجازت ہے، لیکن اسلام ہر قسم کا
Illegal physical relation کی سختی سے مذمت کرتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِيْلًا ۔٦١٨

ترجمہ۔ زنا کے قریب بھی نہ جاؤ، بے شک وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔

اَلزَّانِيَةُ وَ الزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّ لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔٦١٩

ترجمہ۔ زنا کار عورت اور زنا کار مرد ان میں سے ہر ایک کے 100 کوڑے لگاؤ اور اللہ کے دین کے مقابلے میں تم کو ان پر شفقت نہ آئے، اگر تم اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو تو ان کی سزا کے وقت مومنین کی ایک جماعت وہاں موجود رہنی چاہیئے۔

(یہ سزا زانی کنوارے مرد اور عورت کے لئے ہے)۔

سرقہ/ چوری:

سرقہ/ چوری ایک گناہ کبیرہ ہے، جس کی اسلام سختی سے مذمت کرتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۔٦٢٠

ترجمہ۔ چور چاہے مرد ہو یا عورت، تم ان دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، یہ بدلہ اس کا ہے جو انھوں نے کیا ہے۔ اور یہ سزا ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

سرقہ کے اصطلاحی معنی کوئی عاقل و بالغ شخص چھپ کر کسی کے دس درہم
(30.618 گرام چاندی) یا اس سے زیادہ مالیت کی چیز کو چرا لے۔٦٢١

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کسی چور کا ہاتھ نہ کاٹو یعنی چوتھائی دینار

میں یا اس سے زیادہ میں۔ ۶۲۲؎

عمرو بن شعیبؒ نے بیان کیا، اسلام کی پہلی حد اس وقت قائم کی گئی، جب ایک شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا گیا، جس نے چوری کی اور اس پر گواہی دی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک پر رنج کے اثرات نمایاں تھے۔ صحابہ نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا اس کا ہاتھ کاٹنا بھاری پڑھ رہا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھے کسی چیز نے نہیں روکا اور تم شیطان کے دوست ہو، اپنے بھائی کے خلاف انہوں نے کہا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو چھوڑ دیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اسے میرے پاس لانے سے پہلے ایسا کیوں نہیں کیا؟ بے شک امام جب کسی حد کا فیصلہ کرے تو اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس کو معطل کر دے۔ ۶۲۳؎

بہتان:

بہتان/ اتہام/تہمت، گناہ کبیرہ ہے، شریعت کی اصطلاح میں کسی بھی پاک باز مرد یا عورت کے کردار پر جھوٹا لزام لگانا ہے۔

مسلمان، پاکباز مرد و عورت کی عزت اور ناموس بھی اللہ کی نظر میں قابل قدر ہے، جبکہ یہ نکتہ بھی اہمیت کا حامل ہے کے اگر کوئی شخص قتل ہو جاتا ہے تو دو گواہوں کی گواہی

پر قاضی (جسٹس) فیصلہ دے دیتا ہے لیکن عزت کا معاملہ اللہ کی نظر میں کہیں زیادہ اہمیت کا حامل ہے یہاں اللہ تعالی الزام لگانے والے سے چار گواہ طلب کر رہے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ الَّذِيۡنَ يَرۡمُوۡنَ الۡمُحۡصَنٰتِ ثُمَّ لَمۡ يَاۡتُوۡا بِاَرۡبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجۡلِدُوۡهُمۡ ثَمٰنِيۡنَ جَلۡدَةً وَّلَا تَقۡبَلُوۡا لَهُمۡ شَهَادَةً اَبَدًا‌ ۚ وَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ۔ ۶۲۴

ترجمہ۔ جو لوگ پاک دامن عورتوں پر الزام لگاتے ہیں اور پھر چار شہادتیں پیش نہیں کرتے، تو ان کو 80 کوڑے لگاؤ اور ان کی شہادت کو آئندہ قبول نہ کرو، بس یہی فاسق ہیں۔

نان نفقہ:

شرعی اعتبار سے مہر کے علاوہ عورت کے نان نفقہ کی ذمہ داری شوہر پر عائد ہوتی ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال اپنی ازواج مطہرات کو 100 وسق (240 کلوگرام) غلہ دیتے تھے، جس میں 80 وسق کھجوریں اور 20 وسق جو ہوتی تھی۔ ۶۲۵

طلاق:

شریعت نے طلاق کی حد متعین کردی اور یہ کہا کے ایک آدمی تین سے زائد طلاقیں نہ دے۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنْ يَّتَرَاجَعَاۤ اِنْ ظَنَّاۤ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ۔ ۶۲۶

ترجمہ۔ اگر کوئی عورت کو (تیسری) طلاق دے دے تو پھر وہ اس کے لئے حلال نہیں رہے گی، اس کے بعد یہاں تک کہ اس کے سوا کسی اور شوہر سے نکاح کرلے۔

ایلاء (صحبت نہ کرنے کی قسم کھانا):

ایلاء۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ا۔ل۔و) سے مشتق ہے۔
ایلاء۔ کے معنی ہیں تاخیر یا سستی۔ اگر کوئی شخص قدرت کے باوجود بغیر کسی عذر شرعی کے قسم کھالے کے وہ پورے چار مہینے تک یا اب کبھی بھی اپنی بیوی سے صحبت نہیں کرونگا تو پورے چار مہینے گزرنے کے بعد ایک طلاق بائن پڑ جائے گی اور اگر چار مہینے گزرنے سے پہلے ہی صحبت کرلے تو قسم ٹوٹ جائے گی اور طلاق واقع نہ ہوگی مگر قسم توڑنے کا کفارہ دینا ہوگا۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ ۶۲۷

ترجمہ۔جولوگ اپنی عورتوں سے ایلاء کرتے ہیں، چار مہینے تک انتظار کریں، اگر وہ رجوع کرلیں۔بے شک اللہ مہربان ہے اور بخشنے والا ہے۔

ایلاء۔میں قسم توڑنے کا کفارہ اگر طاقت ہو تو ساٹھ روزے لگا تار رکھے اور درمیان میں کوئی روزہ نہ چھوٹے۔

ظہار:

ظہار۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ظ۔ہ۔ر) سے مشتق ہے۔

ظہار۔کے معنی شدت، غلبے، ظاہر اور پشت کے ہیں۔۶۲۸؎

محرمات ابدیہ یعنی جن سے نکاح حرام ہے جیسے ماں، بیٹی، بہن وغیرہ اور ان کے جسم کا وہ حصہ جو دیکھنا جائز نہیں ہے، اس حصہ کے ساتھ اپنی بیوی کو تشبیہ دینا جیسے تیری پشت میری ماں کی طرح ہے یہ واضح اور صاف طور پر ظہار ہے۔

ظہار۔سے نکاح نہیں ٹوٹتا ہے لیکن کفارہ ادا کئے بغیر وہ اپنی بیوی کے ساتھ قربت نہیں کرسکتا اور ظہار کا کفارہ بھی ایلاء کے کفارے جیسا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلَّذِیۡنَ یُظٰهِرُوۡنَ مِنۡکُمۡ مِّنۡ نِّسَآئِهِمۡ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمۡ ؕ اِنۡ اُمَّهٰتُهُمۡ اِلَّا الّٰٓیۡٔ وَلَدۡنَهُمۡ ؕ وَ اِنَّهُمۡ لَیَقُوۡلُوۡنَ مُنۡکَرًا مِّنَ الۡقَوۡلِ وَ زُوۡرًا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوۡرٌ۔۶۲۹

ترجمہ۔تم میں سے وہ مرد جو اپنی عورتوں سے اظہار کریں تو وہ ان کی حقیقی ماں نہیں بن جاتیں ان کی حقیقی مائیں تو صرف وہی ہیں جنہوں نے ان کو پیدا ہے اور یقیناً وہ باتوں میں سے بری بات اور جھوٹی بات کہہ رہے ہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ بہت زیادہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔

اِنۡ تَتُوۡبَاۤ اِلَی اللّٰهِ فَقَدۡ صَغَتۡ قُلُوۡبُکُمَا ۚ وَ اِنۡ تَظٰهَرَا عَلَیۡهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوۡلٰىهُ وَ جِبۡرِیۡلُ وَ صَالِحُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۚ وَ الۡمَلٰٓئِکَةُ بَعۡدَ ذٰلِکَ ظَهِیۡرٌ۔۶۳۰

ترجمہ۔اگر تم دونوں (ازدواج) اللہ کے حضور توبہ کرو تو بے شک تم دونوں کے قلوب مائل ہو جائیں

گے (نیکی کی توفیق حاصل ہوگی) بس اگر تم دونوں اس کے او پر زبردست بننے کی کوشش کرتی رہی ،تو بے شک اللہ جبرائیل اور صالح مومنین نبی کے دوست ہیں اور اس کے بعد ملائکہ بھی مددگار ہیں۔

لعان:

لعان۔عربی زبان کا لفظ ہے، اس کے معنی ہے اگر کوئی مرد اپنی بیوی پر زنا کا الزام صاف الفاظ میں لگائے یا اولاد کے متعلق کہے کے وہ اس کی نہیں ہے اور قاضی کے سامنے یہ مقدمہ پیش ہو تو اس کو لعان کہتے ہیں۔

حاکم شرعی پہلے ان دونوں کو موقع دے گا کے ان میں سے کوئی اپنے قصور کا اعتراف کرے یعنی یا تو مرد اپنا الزام واپس لے یا پھر عورت اپنے قصور کا اعتراف کرے اگر دونوں ہی اپنی بات پر اصرار کریں تو تب لعان کروایا جائے گا یعنی پہلے شوہر سے کہا جائے گا کے وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر یہ کہے کے اس نے اپنی بیوی پر جو زنا کا لزام لگایا ہے وہ درست ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کے اگر وہ جھوٹا ہے تو خدا کی لعنت اس پر ہو پھر بیوی سے یہ کہا جائے گا کے وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر یہ کہے کے شوہر نے جو زنا کا الزام اس پر لگایا ہے وہ غلط ہے پھر پانچویں مرتبہ یہ کہے کے اگر وہ جھوٹی ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ الَّذِيۡنَ يَرۡمُوۡنَ اَزۡوَاجَهُمۡ وَ لَمۡ يَكُنۡ لَّهُمۡ شُهَدَآءُ اِلَّاۤ اَنۡفُسُهُمۡ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمۡ اَرۡبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ‌ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيۡنَ وَ الۡخَامِسَةُ اَنَّ لَعۡنَتَ اللّٰهِ عَلَيۡهِ اِنۡ كَانَ مِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ وَ يَدۡرَؤُا عَنۡهَا الۡعَذَابَ اَنۡ تَشۡهَدَ اَرۡبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ‌ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ وَ الۡخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيۡهَاۤ اِنۡ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ وَ لَوۡ لَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَ رَحۡمَتُهٗ وَ اَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيۡمٌ ۔ ۶۳۱

ترجمہ۔جو لوگ اپنی عورتوں پر الزام لگاتے ہیں اور ان کے پاس گواہ نہیں ہیں، سوائے ان کی اپنی ذات کے تو ان میں سے ایک کی گواہی ہے، خدا کی قسم کے ساتھ چار بار کہے کے بے شک وہ

سچوں میں ہے اور پانچویں بار یہ کہے کے اگر وہ جھوٹوں میں ہے تو اس پر لعنت ہو اور اس عورت سے یہ بات سزا کو ٹال دیتی ہے کے وہ چار بار گواہی دے، اللہ کی قسم کے ساتھ کے بے شک وہ مرد جھوٹوں میں ہے اور پانچویں بار یہ کہے کے یعنی مجھ پر اللہ کو غضب نازل ہو اگر وہ مرد سچوں میں ہو اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت اور یہ بات نہ ہوتی کے اللہ مہربان حکمت والا ہے تو کیا کچھ نہ ہو جاتا۔

عدت:

عدت۔عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی تیاری کے ہیں، اگر شوہر مر جائے یا طلاق دے یا خلع یا ایلاء وغیرہ یا کسی بھی صورت نکاح ٹوٹ جائے تو ان تمام صورتوں میں عورت کو تھوڑی مدت کے لئے ایک گھر میں رہنا پڑتا ہے اور جب تک کہ یہ مدت ختم نہ ہو جائے وہ کہیں آ جا نہیں سکتی اور نہ ہی کسی دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے، اس مخصوص مدت کو اسلام میں عدت کہا جاتا ہے۔عورت کی عدت میں اللہ کی عظیم الشان حکمت پوشیدہ ہے۔عورت چونکہ دوران عدت نکاح نہیں کر سکتی ہے، اس کی ایک حکمت تو یہ ہے کے اگر وہ ماں بننے والی ہے تو اس کا حمل ظاہر ہو جائے اور آنے والے بچے کی درست ولدیت کا تعین ہو جائے کیونکہ اسلام انسان کے نسب کے بارے میں بہت محتاط ہے جبکہ عدت کی دوسری حکمت عملی یہ ہے کے اس دوران عورت مستقبل کی منصوبہ بندی کو زیادہ تحمل اور بردباری سے طے کرتی ہے یعنی اب اس کا اگلا قدم کیا ہوگا؟

ذیل میں عدت کے مختلف حالات کا تعین کیا گیا ہے۔

وَ الۡمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصۡنَ بِاَنۡفُسِہِنَّ ثَلٰثَۃَ قُرُوۡٓءٍ ؕ وَ لَا یَحِلُّ لَہُنَّ اَنۡ یَّکۡتُمۡنَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ فِیۡۤ اَرۡحَامِہِنَّ اِنۡ کُنَّ یُؤۡمِنَّ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ وَ بُعُوۡلَتُہُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّہِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ اِنۡ اَرَادُوۡۤا اِصۡلَاحًا ؕ وَ لَہُنَّ مِثۡلُ الَّذِیۡ عَلَیۡہِنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ۪ وَ لِلرِّجَالِ عَلَیۡہِنَّ دَرَجَۃٌ ؕ وَ اللّٰہُ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ ۔ ۶۳۲

ترجمہ۔طلاق یافتہ عورتیں اپنی جانوں کو تین حیض تک روکے رکھیں، ان کے لئے یہ بات حلال

نہیں کے جو کچھ اللہ نے ان کے رحموں میں پیدا فرمایا ہے اسے چھپائیں اگر وہ ایمان رکھتی ہیں اللہ پر اور یوم آخرت پر، اوران کے شوہران کے لوٹانے کے زیادہ حقدار ہیں اس مدت کے اندر اگر اصلاح کا ارادہ کریں، اور عورتوں کے لئے اس جیسا حق ہے جو ان کے اوپر ہے اچھے طریقے پر، اور مردوں کو ان کے مقابلہ میں درجہ بڑھا ہوا ہے اور اللہ زبردست ہے حکمت والا ہے۔

(مطلقہ کی عدت ۳ ماہ ہے)

وَ الّٰٓئِیۡ یَئِسۡنَ مِنَ الۡمَحِیۡضِ مِنۡ نِّسَآئِکُمۡ اِنِ ارۡتَبۡتُمۡ فَعِدَّتُہُنَّ ثَلٰثَۃُ اَشۡہُرٍ وَّ الّٰٓئِیۡ لَمۡ یَحِضۡنَ ؕ وَ اُولَاتُ الۡاَحۡمَالِ اَجَلُہُنَّ اَنۡ یَّضَعۡنَ حَمۡلَہُنَّ ؕ وَ مَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مِنۡ اَمۡرِہٖ یُسۡرًا ۔ ۶۳۳

ترجمہ۔ تمھاری عورتیں جو حیض سے ناامید ہیں، اگر تم کو شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے۔۔ یہ اللہ کا حکم ہے۔

وَ الَّذِیۡنَ یُتَوَفَّوۡنَ مِنۡکُمۡ وَ یَذَرُوۡنَ اَزۡوَاجًا یَّتَرَبَّصۡنَ بِاَنۡفُسِہِنَّ اَرۡبَعَۃَ اَشۡہُرٍ وَّ عَشۡرًا ۚ فَاِذَا بَلَغۡنَ اَجَلَہُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡکُمۡ فِیۡمَا فَعَلۡنَ فِیۡۤ اَنۡفُسِہِنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ وَ اللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ ۔ ۶۳۴

ترجمہ۔ تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو یہ بیویاں اپنی جانوں کو روکے رکھیں چار مہینے دس دن، پھر جب وہ پہنچ جائیں اپنی میعاد کو سو تم پر کوئی گناہ نہیں اس بات میں کے وہ عورتیں اپنی جانوں کے بارے میں خوبی کے ساتھ کوئی فیصلہ کرلیں، اور جو تم کرتے ہو اللہ اس کی خبر رکھنے والا ہے۔

حق وراثت:

مذاہب قدیم ہوں یا عرب کا دور جاہلیت ہو وہاں عورتوں کو قطعاً جائیداد اور وراثت میں حصہ دینے کے بارے میں نہیں سوچا جاتا تھا، دولت وجائیداد پر صرف اور صرف مرد کا ہی اجارہ ہوتا تھا اور باپ کی جائیداد کی تقسیم کے موقع پر بھی خاندان کے مرد اس کو حاصل کرلیا کرتے تھے لیکن اسلام کی تعلیمات اور احکامات میں میراث کو ایک مستقل حکم کی حیثیت حاصل ہے، مرد چاہے امیر ہو یا

غریب ہو، وہ صاحب جائیداد ہو یا معمولی ذریعہ معاش رکھتا ہو ہر صورت میں اس کی پوری ملکیت میں اس کے تمام افراد خانہ شریک ہوں گے یعنی ماں، بہن، بیوی، بیٹی، بیٹا، بھائی وغیرہ پھر افراد خانہ کی کفالت کا ذمہ دار اور پابند بھی اللہ تعالی نے مرد کو ہی بنایا ہے، جب کے عورت کو اسلام نے افراد خانہ کی کفالت کی ذمہ داری سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوْضًا ۔٦٣٥

ترجمہ۔ مردوں کا اس میں حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ کر مریں ہیں اور عورتوں کا بھی اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ چھوڑ کر مریں ہیں، مال تھوڑا ہو یا زیادہ اس میں ٹھہرایا ہوا حصہ ہے۔

وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۔٦٣٦

ترجمہ۔ جب (ترکہ کی) تقسیم کے وقت رشتہ دار (جن کا حصہ مقرر نہیں ہے) اور یتیم اور مسکین آموجود ہوں تو اپنے طور پر ان کو اس میں سے کچھ دو اور ان سے معقول بات کہو۔

وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۔٦٣٧

ترجمہ۔ ایسے لوگ ڈریں کے اگر وہ اپنے پیچھے کمزور اولاد چھوڑ مریں تو ان کو اس کے بارے میں اندیشہ ہو تو ان کو چاہئے کے اللہ سے ڈریں اور سیدھی بات کہیں۔

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّ وَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ

لَهٗۤ اِخۡوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصِىۡ بِهَاۤ اَوۡ
دَيۡنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمۡ وَ اَبۡنَآؤُكُمۡ لَا تَدۡرُوۡنَ اَيُّهُمۡ اَقۡرَبُ لَـكُمۡ نَفۡعًا ؕ
فَرِيۡضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ۔٦٣٨

ترجمہ۔ اللہ تم کوتمھاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے کے ایک لڑکے کا حصہ دولڑکیوں کے برابر ہے۔ ۶۳۹؎

ترجمہ۔ اگرلڑکیاں ہی ہوں (دویا) دو سے زائد تو ان کے لئے اس کا مال دوتہائی ہے جو وہ چھوڑ مرا ہے۔ ۶۴۰؎

ترجمہ۔ اگرایک ہی (لڑکی) ہوتواس کے لئے آدھا مال ہے۔ ۶۴۱؎

ترجمہ۔ اگراولاد ہوتو ماں، باپ میں ہرایک کا چھٹا حصہ ہے۔۔۔۔ اورمیت کے ماں باپ کے لئے ان دونوں میں سے ہرایک کے لئے چھٹا حصہ ہے اس مال میں سے جو وہ چھوڑ مرا ہے اگراس کے اولاد ہے۔ ۶۴۲؎

اگراولاد نہ ہوتو ماں کا حصہ ایک تہائی ہوگا:

ترجمہ۔ پھراگراس کی اولاد نہ ہوتو اوراس کے وارث اس کے ماں باپ ہی ہوں تو اس کی ماں کے لئے ایک تہائی ہے۔ ۶۴۳؎

بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ ہے:

ترجمہ۔ اگراس کے بھائی بھی ہوں تو اس کی ماں کے لئے چھٹا حصہ ہے۔ ۶۴۴؎

ترجمہ۔ تمھارے باپ اورتمھارے بیٹے، تم نہیں جانتے کے تمھارے لئے ان میں سے کون نفع پہنچانے کے زیادہ قریب ہے، یہ اللہ کا مقرر کیا ہوا ہے۔
بے شک اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ ۶۴۵؎

اگراولاد نہ ہوتو شوہر کا نصف ہے:

وَلَـكُمۡ نِصۡفُ مَا تَرَكَ اَزۡوَاجُكُمۡ اِنۡ لَّمۡ يَكُنۡ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنۡ كَانَ

لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ
دَيْنٍ وَ لَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ
لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ
دَيْنٍ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ
وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي
الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ
اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۔ ٦٤٦

ترجمہ۔ اور تمھارے لئے اس مال میں سے آدھا جو تمھاری بیویاں چھوڑ مریں اگر ان کی اولاد نہ ہوتو۔ ٦٤٧ ؎

اولاد ہوتو چوتھائی:

ترجمہ۔ اگر ان کی اولاد ہوتو تمھارے لئے اس کا چوتھائی ہے جو وہ چھوڑ مریں۔ ٦٤٨ ؎

اولاد نہ ہوتو بیوی کا چوتھائی حصہ ہے:

ترجمہ۔ ان کے لئے اس مال میں سے چوتھائی ہے جو تم چھوڑ مرو اگر تمھاری اولاد نہیں ہے۔ ٦٤٩ ؎

اولاد ہوتو بیوی کا آٹھواں حصہ ہے:

ترجمہ۔ پھر اگر تمھاری اولاد ہے تو ان کے لئے اس مال میں سے آٹھواں حصہ ہے، جو تم چھوڑ مرو۔ ٦٥٠ ؎

مندرجہ بالا قانون میراث سے یہ بات ثابت ہوگئی کے میراث میں عورت کا حصہ مرد کے حصے سے کم رکھا گیا ہے لیکن اسلام نے اسے کسی بھی مقام پر دوسروں کو دینے کا پابند نہیں بنایا ہے پھر یہ کے عورت کو شادی کے بعد مہر کی صورت میں بھی تحفہ یا رقم ملتی ہے جو مرد اپنی بیوی کو دیتا ہے

لیکن عورت کو کچھ دینے کا پابند نہیں بنایا گیا ہے، دیکھنے میں ایسا ضرور معلوم ہوتا ہے کے مرد کو زیادہ یا دگنا حصہ ملتا ہے لیکن اگر دیکھا جائے تو مرد اپنے مال میں سے اپنے قریبی رشتہ داروں کو دینے کا بھی پابند ہے پھر سب سے بڑھ کر ان کی کفالت کی عظیم ذمہ داری بھی اسی کے کندھوں پر ہے لہٰذا خواتین کو اس پہلو کی جانب بھی توجہ کرنی چاہیئے۔

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، جو شخص کسی وارث کی میراث سے بھاگا، اللہ تعالی قیامت کے دن جنت سے اس کی وراثت کو منقطع کر دیں گے۔۶۵۱

حق حضانت:

قرآن کریم نے بچے کو دودھ پلانے کی ذمہ داری ماں پر عائد کی ہے۔ پھر اگر کسی وجہ سے مائیں اپنے بچوں کو دودھ نہ پلاسکیں تو دوسری کسی عورت سے اس بچے کو دودھ پلوایا جائے لیکن یہاں ایک بات قابل ذکر ہے کہ ایسی عورت تلاش کی جائے جس کا بچہ بھی اسی بچے کے برابر ہو جس کے دودھ پلانے کی ذمہ داری اسے سونپی جارہی ہے کیونکہ بچے کی جسمانی ضرورت کے اعتبار سے ماں کے دودھ میں ہر روز تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے لہٰذا ایک ایسی ماں جو اپنے دو سال کے بچے کو دودھ پلا رہی ہے وہ کسی نوزائیدہ بچے کو دودھ پلانے کے لئے ہرگز بھی موزوں نہیں ہوسکتی ہے لیکن ماں یا پھر دوسری جو بھی عورت دودھ پلائے گی خرچ بچے کے باپ پر ہی ہوگا اور بچے کے دوسرے اخراجات کا کفیل بھی بچے کا باپ ہی ہوگا لیکن یہاں ایک اور قابل غور نکتہ ہے اور وہ یہ کے اگر شیر خوارگی کے عالم میں ماں کے بجائے کوئی دوسری عورت نے اگر بچے کو دودھ پلا دیا تو وہ عورت بھی اس بچے کی ماں کے برابر درجہ میں تصور کی جائے گی اور اس عورت کے بچے اس دودھ پینے والے بچے کے رضاعی بہن بھائی ہوں گے اور ان بہن بھائیوں سے اس کا نکاح شریعت کی رو سے ناجائز تصور کیا جائے گا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

حُرِّمَتۡ عَلَیۡکُمۡ اُمَّهٰتُکُمۡ وَ بَنٰتُکُمۡ وَ اَخَوٰتُکُمۡ وَ عَمّٰتُکُمۡ وَ خٰلٰتُکُمۡ وَ بَنٰتُ الۡاَخِ وَ بَنٰتُ الۡاُخۡتِ وَ اُمَّهٰتُکُمُ الّٰتِیۡۤ اَرۡضَعۡنَکُمۡ وَ اَخَوٰتُکُمۡ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِکُمۡ وَ رَبَآئِبُکُمُ الّٰتِیۡ فِیۡ

حُجُوۡرِكُمۡ مِّنۡ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِیۡ دَخَلۡتُمۡ بِهِنَّ‌ۖ فَاِنۡ لَّمۡ تَكُوۡنُوۡا دَخَلۡتُمۡ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ وَحَلَآئِلُ اَبۡنَآئِكُمُ الَّذِيۡنَ مِنۡ اَصۡلَابِكُمۡ وَاَنۡ تَجۡمَعُوۡا بَيۡنَ الۡاُخۡتَيۡنِ اِلَّا مَا قَدۡ سَلَفَ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ۔ ۶۵۲

ترجمہ۔وہ مائیں بھی تم پر حرام ہیں، جنھوں نے تمھیں دودھ پلایا ہو اور دودھ شریک بہنیں بھی۔

حق حضانت سے مراد یہ ہے کے اگر میاں بیوی میں جدائی ہوجائے اور گود میں بچہ ہو تو اب اس کی پرورش کا حق اس کی ماں کو ہے اور باپ اس بچے کو کسی بھی قیمت پر چھین نہیں سکتا لیکن بچے کا سارا خرچ باپ کو ہی دینا ہوگا اور اگر ماں خود پرورش نہ کرے بلکہ باپ کو وہ بچہ دے دے تو اس بچے کو باپ کو لینا ہی ہوگا۔ وہ عورت کو زبرستی وہ بچہ نہیں دے سکتا ہے اگر ماں نہ ہو یا اس نے بچے کو لینے سے انکار کر دیا ہو تو اس کے بعد اس بچے کی پرورش کی ذمہ داری نانی کی ہے پھر اگر نانی نہیں ہے یا وہ انکار کر دے تو اس بچے کی پرورش میں ذمہ داری تیسرے نمبر پر پرنانی کی ہے پھر دادی پھر پر دادی۔ اگر وہ بھی نہ ہوں تو بچے کی ماں شریک بہنیں اس کے بعد خالہ یا پھوپھی۔

اگر ماں نے بچے کے باپ سے جدائی کے بعد دوسرے کسی ایسے مرد سے نکاح کر لیا جو بچے کا محرم رشتہ دار ہے جیسے کے چچا تو اس صورت میں ماں کے پاس بچے کا حق پرورش رہے گا ایسی صورت میں بچہ باپ نہیں لے سکتا ہے اور ماں نے اگر کسی ایسے شخص سے نکاح کر لیا جو کے محرم رشتہ دار نہیں ہے تو پھر ماں کے پاس اس بچے کی پرورش کا اختیار نہیں رہے گا بلکہ اب اس بچہ کا حق پرورش باپ کو ملے گا۔ لیکن اگر اس مرد کا بھی انتقال، یا اس سے بھی طلاق ہوگئی تو اس صورت میں بچے کا حق پرورش پھر ماں کو مل جائے گا۔

بچے کے رشتے داروں میں سے اگر کوئی عورت بچے کی پرورش کے لئے نا ملے تو پھر باپ اور اس کے بعد دادا، پھر پردادا، پھر سگا بھائی اسی ترتیب کے ساتھ جو ولایت نکاح میں ہے حق پرورش بھی ہے۔

لڑکا جب تک سات برس کا نہ ہوجائے اس کی پرورش کا حق ماں کے پاس رہتا ہے، جب وہ سات

سال کا ہوجائے تو باپ چاہے تو اس کو زبردستی بھی اپنے ساتھ لے جاسکتا ہے اور اب سات برس کے بعد بیٹے کا حق پرورش باپ کو منتقل ہوجائے گا۔

ماں کا حق پرورش جہاں ایسے مرد سے نکاح کرنے سے ختم ہوجاتا ہے جو بچہ کا محرم رشتہ دار نہ ہو وہاں ان اسباب سے بھی اس کا حق پرورش ختم ہوجاتا ہے۔

۱۔ مرتد ہونے پر۔

۲۔ بدکردار ہونے پر۔

۳۔ بچہ کو اکیلا گھر میں چھوڑ کر اکثر اوقات گھر سے باہر گھومنے پھرنے پر۔ ۶۵۳؎

نسب:

نسب عربی زبان کا لفظ ہے، جب کسی شوہر والی عورت کے اولاد ہوگی تو وہ اسی کے شوہر کی کہلائے گی اور کسی شبہ میں آکر اسے ناجائز کہنا یا یہ کہنا کہ اس بچہ کا باپ اس عورت کا شوہر نہیں ہے قطعاً ناجائز ہے۔

حمل کی کم سے کم مدت چھ ماہ ہے اور زیادہ سے زیادہ مدت دو سال ہے، کسی شخص نے اگر اپنی بیوی کو طلاق رجعی دے دی اور اس عورت کو ایام ماہواری بھی آتے ہوں۔ اور اس نے یہ اقرار بھی نہ کیا ہو کے مجھے تین حیض آچکے ہیں اور میری عدت ختم ہوچکی ہے اور پھر طلاق ہونے کے بعد دو سال کے اندر اندر بچہ پیدا ہوجائے تو شوہر اس بچے سے انکار نہیں کرسکتا ہے اور بچے کا نسب باپ کی ہی طرف سمجھا جائے گا اور یہ بچہ اسی شوہر کا ہوگا اور عورت اس کے نکاح میں باقی رہے گی اور یہ سمجھا جائے گا کے طلاق رجعی دینے کے بعد عدت میں شوہر نے صحبت کی تھی اور طلاق سے رجوع کرلیا تھا اور اگر شوہر انکار کرے تو لعان کا حکم دیا جائے گا۔

اگر کسی نے اپنی بیوی کو طلاق بائن دے دی اور بیوی نے عدت پوری ہونے کا اقرار نہیں کیا پھر دو برس کے اندر اندر بچہ پیدا ہو تو اسی مرد کا ہوگا اور اگر دو برس کے بعد بھی مرد یہ دعوی کرے کہ یہ بچہ میرا ہے تو یہی سمجھا جائے گا کہ اس نے عدت میں دھوکے سے صحبت کرلی ہوگی۔

کسی ایسی لڑکی کو طلاق ہوئی جو ابھی جوان تو نہیں ہوئی مگر جوانی کے قریب ہے اگر اس کو طلاق کے

بعد پورے نو مہینے کے بعد بچہ پیدا ہوجائے تو وہ بچہ ناجائز تصور ہوگا اور اگر نو ماہ سے پہلے پیدا ہوجائے تو وہ اسی کے شوہر کا ہوگا البتہ اگر وہ لڑکی تین مہینے کی عدت کے اندر یہ اقرار کرلے کے مجھے حمل ہے تو وہ بچہ جائز سمجھا جائے گا پھر اگر دو سال کے اندر اندر بچہ پیدا ہوجائے تو وہ بچہ اسی کے شوہر کا کہلائے گا نکاح کے بعد چھ ماہ سے کم عرصے میں اگر بچے کی پیدائش ہوجائے تو وہ بچہ ناجائز تصور کیا جائے گا اور اگر پورے چھ ماہ یا اس سے زیادہ میں پیدا ہوا ہو تو وہ بچہ اسی شوہر کا مانا جائے گا اور اگر شوہر انکار کرے تو۔ پھر لعان کا حکم ہوگا۔

اگر کسی کے زنا کرنے سے بچے کی پیدائش ہو اور عورت اس کا اقرار بھی کرے لیکن پھر بھی اس بچہ کا نسب زانی سے ثابت نہیں ہوگا اور اس کو کوئی شرعی حق نہیں ملے گا۔ ۶۵۴ ؎

قانون شہادت اور خواتین:

قانون شہادت کو اسلام میں خاص اہمیت حاصل ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ وَلْیَكْتُبْ بَّیْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ وَلَا یَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ یَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْیَكْتُبْۚ وَلْیُمْلِلِ الَّذِیْ عَلَیْهِ الْحَقُّ وَلْیَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا یَبْخَسْ مِنْهُ شَیْـًٔا فَاِنْ كَانَ الَّذِیْ عَلَیْهِ الْحَقُّ سَفِیْهًا اَوْ ضَعِیْفًا اَوْ لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یُّمِلَّ هُوَ فَلْیُمْلِلْ وَلِیُّهٗ بِالْعَدْلِ وَ اسْتَشْهِدُوْا شَهِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْۚ فَاِنْ لَّمْ یَكُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّ امْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى وَلَا یَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا وَلَا تَسْـَٔمُوْۤا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِیْرًا اَوْ كَبِیْرًا اِلٰۤى اَجَلِهٖ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَرْتَابُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِیْرُوْنَهَا بَیْنَكُمْ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا وَ

اَشۡهِدُوۡۤا اِذَا تَبَایَعۡتُمۡ ۪ وَ لَا یُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّ لَا شَهِیۡدٌ ۬ وَ اِنۡ تَفۡعَلُوۡا فَاِنَّهٗ فُسُوۡقٌۢ بِكُمۡ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَ یُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ۔ ٦٥٥

ترجمہ۔ اے ایمان والو! جب تم قرض کا لین دین ایک معینہ مدت کے لئے کرو تو اس کو لکھ لیا کرو اور چاہیئے کہ تمھارے درمیان ایک کاتب انصاف کے ساتھ لکھے اور کاتب لکھنے سے انکار نہ کرے۔ بلکہ جس طرح سے اللہ نے اس کو سیکھایا اسے لکھے اور وہ جس پر حق ہے لکھوائے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور اس میں کسی قسم کی کمی نہ کرے اور اگر جس پر حق ہے وہ احمق ہو یا ضعیف ہو یا اس لائق نہ ہو کے لکھوا سکے تو اس کا سرپرست انصاف کے ساتھ لکھوائے اور اپنے مردوں میں سے دو کو گواہ بنالو اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں کو جنھیں تم گواہ بنانا پسند کرو تا کہ اگر ان دونوں عورتوں میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاددلادے اور جب گواہ بلائے جائیں تو وہ انکار نہ کریں اور تم اس معاملے کے متعلق کوئی چھوٹی یا بڑی بات لکھنے میں سستی نہ کرو یہ طریقہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف پر مبنی ہے اور شہادت کے لئے زیادہ معتبر ہے اور اس بات کے زیادہ قریب ہے کے تم شک میں مبتلا نہ ہو ہاں اگر سودا دست بدست ہو اور تمھارے مابین طے کرلیا گیا ہو اگر تم اسے نہ لکھو تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔

قرآن کریم نے دو عورتوں کی شہادت کو ایک مرد کی شہادت کے برابر قرار دی ہے لیکن اس سے فطری طور پر مرد کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی ہے چنانچہ اس اعتراض کے جواب کے لئے متعدد امور قابل غور ہیں، سب سے پہلے تو یہ کہ دنیا بھر میں اور خود ہمارے یہاں عورتوں کو جس تمدنی حالت میں رکھا گیا ہے، اس حالت نے انھیں ایسا جاہل اور نا معاملہ فہم اور نا تجربہ کار بنادیا ہے کے اگر ہر قسم کے معاملات و مقدمات میں مرد عورت کی شہادت کا وزن بالکل یکساں رکھا جاتا ہے یا اب بھی رکھا جائے تو اہم معاملات میں سخت ابتری کا اندیشہ ہے پیش نظر آیت جس کی رو سے دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کے برابر قرار دی گئی ہے وہ آیت تمسک قرض سے تعلق رکھتی ہے ظاہر تحریر تمسکات و دستاویزات، حساب و کتاب، مطلوبہ عدالت یا محکمہ قضاۃ ایسے معاملات ہیں

جو عام طور پر کسی بھی عورت کے لئے غیر معمولی قسم کے کام ہیں اور کم علمی وکم تجربہ اور عدم واقفیت کے پیش نظر یہ وہ معاملات ہیں جو کے خواتین کے لئے نامناسب ہیں کیونکہ خواتین ان معاملات کو عرصہ دراز تک یاد نہیں رکھ سکتی ہیں جبکہ خواتین کے برعکس مردوں کو اس قسم کی معاملہ فہمی کی عادت ہوتی ہے لہٰذا ایک عورت کے بجائے دوعورتوں کی شہادت ضروری ٹھہری اگر ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد کروا دے۔

قابل غورنکتہ یہ ہے کے اللہ تعالی کا انصاف کتنا سچا اور خالص ہے کے اکیلا مرد بھی گواہی کے لئے قابل قبول نہیں ہے جب تک کے اس کے ساتھ دوسرا مرد یا دوعورتیں نہ ہوں یہاں اللہ تعالی نے خواتین کو کسی بھی احساس کمتری میں مبتلا نہیں کیا بلکہ انھیں یہ احساس دلایا ہے کے ان کے اوپر کچھ اہم ذمہ داریاں ہیں۔اور تم ایک عورت ہونے کے ناطے گواہی کے لئے ہرگز بھی کمتر نہیں ہو بلکہ یہاں ایک مرد کی گواہی بھی قابل قبول نہیں ہے۔

لہٰذا کاروباری شہادت کے علاوہ اور کسی بھی قسم کی گواہی میں ایک عورت اتنی ہی اہم ہے جتنا اہمیت کا حامل ایک مرد ہوسکتا ہے۔

قرآن کریم میں تفکر سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کے سوائے کاروباری شہادت کے زندگی کے ہر شعبے میں گواہی کا قانون مرد وعورت کے لئے یکساں اور برابر ہے،جس میں تہمت،لعان،زنا، فحاشی،قتل،چوری وغیرہ تمام اقسام کی شہادتیں شامل ہیں لہٰذا یہ بات طے ہوئی کے باقی معاملات میں جہاں ایک مرد کی گواہی کی اہمیت ہے وہاں ایک عورت کی گواہی بھی محترم اور معتبر ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَّ اَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَ اَقِیْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ۔ ٦٥٦

ترجمہ۔اللہ کے لئے درست گواہی دو۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!اگر تم کسی امر واقعہ کا اس طرح سے معائنہ کرو کہ جس طرح سے سورج کو دیکھ رہے ہو،تب تو اس کی شہادت (گواہی) دو ورنہ چھوڑ دو۔ ٦٥٧

قرآن کریم میں متعدد جرائم اور معاملات بیان کئے گئے ہیں مگر ہر جرم اور معاملہ پر گواہی کا بیان لازمی نہیں ہے لیکن آٹھ مقامات ایسے ہیں جہاں شہادت کے احکامات بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔طلاق کی عدت گزرنے پر جدائی کے لئے یا تجدید نکاح کے لئے (۲ گواہ)۔

۲۔لعان (۴ گواہ)۔

۳۔وصیت (۲ گواہ)۔

۴۔اثبات فاحشہ۔

۵۔اموال یتامیٰ کی حوالگی (گواہ بنالو)۔

۶۔قذف (پاک دامن عورتوں پر تہمت کے وقت ۴ گواہ)۔

۷۔قرض (مالی معاملات میں ۲ گواہ)۔

۸۔سحاقت (عورتوں کا عورتوں کے ساتھ بے حیائی کا فعل۔اس میں ۴ گواہ)۔

اسی حوالے سے ارشادات خدوندی ہیں!

وَّاَشۡهِدُوۡا ذَوَیۡ عَدۡلٍ مِّنۡكُمۡ وَاَقِيۡمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ۔۶۵۸

ترجمہ۔اللہ کے لئے درست گواہی دو۔

۞

حوالہ کتب:

۱۔مجموعہ رسائل امام غزالی۔حجۃ الاسلام امام غزالی (متوفی ۵۰۵ھ)۔ج۔۳)۔ص۔۵۳۔۴۳۔دار اشاعت اردو بازار کراچی۔۱۹۸۷ء۔

۲۔الطبقات الکبریٰ المعروف طبقات ابن سعد۔ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع البغدادی (متوفی ۲۳۰ھ)۔ مکتبہ ادارہ انوریہ دیوبند، یوپی۔

۳۔نشر الطیب۔حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی (متوفی۔)۔ص۔۱۹۱۔مکتبہ زمرہ پبلیشرز۔

۴۔الطبقات الکبریٰ المعروف طبقات ابن سعد۔ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع البغدادی (متوفی ۲۳۰ھ)۔ مکتبہ ادارہ انوریہ دیوبند، یوپی۔

۵۔حیاۃ الحیوان۔علامہ محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ کمال الدین الدمیری (متوفی ۸۰۸ھ)۔مکتبہ الحسن، اردو بازار۔

۶۔تفسیر ابن کثیر۔حافظ عماد الدین ابن کثیر شافعی، دمشقی (متوفی ۷۷۴ھ)۔مکتبہ اسلامیہ۔

۷۔۲۔الطبقات الکبریٰ المعروف طبقات ابن سعد۔ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع البغدادی۔

(متوفی ۱۲۳۰ھ)۔مکتبہ ادارہ انوریہ دیوبند، یوپی۔
۸۔تفسیر صاوی۔علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی)۔ج۔۳۔ص۔۱۴۱۔دارالجیل بیروت۔
۹۔لباب التاویل فی معانی التنزیل تفسیر الخازن۔علاءالدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی (متوفی ۷۴۵ھ)۔مکتبہ دارالکتب العلمیہ۔بیروت۔
۱۰۔سورہ مریم۔آیت۔۵۶۔۵۷۔
۱۱۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۱۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۳۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۴۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالوطن بیروت۔
۱۵۔عہدنامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب۔پیدائش۔باب۔۵۔آیت۔۲۳۔۲۴۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۱۶۔ المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۱۷۔محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ج۔۲۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۱۸۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۱۹۔ تاریخ دمشق الکبیر۔امام ابوالقاسم علی ابن الحسن ابن عساکر (متوفی ۵۷۱ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔بیروت۔
۲۰۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۲۱۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۲۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۳۔سورہ الرحمن۔آیت۔۲۴۔
۲۴۔سورہ اعراف۔آیت۔۶۵۔
۲۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۶۹۔
۲۶۔ تاریخ دمشق الکبیر۔امام ابوالقاسم علی ابن الحسن ابن عساکر (متوفی ۵۷۱ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔بیروت۔
۲۷۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۸۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۰۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار

مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۳۱۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۳۲۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۳۔سورہ القمر۔آیت۔۱۹۔
۳۴۔سورہ القمر۔آیت۔۲۰۔
۳۵۔سورہ حم السجدہ۔فصلت۔آیت۔۱۵۔
۳۶۔سورہ المرسلات۔آیت۔۲
۳۷۔معالم التنزیل۔امام ابو محمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ۵۱۶ھ)۔ج۔۲۔ص۔۱۴۵۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۸۔سورہ القمر۔آیت۔۲۸۔
۳۹۔البدایہ والنہایہ۔حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی (متوفی ۷۷۴ھ)۔ج۔۱۔ص۔۱۳۵۔ مطبوعہ دار الفکر۔بیروت۔۱۴۱۸ھ۔
۴۰۔سورہ ھود۔آیت۔۶۷۔
۴۱۔تفسیر القرآن العزیز۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔ج۔۱۔رقم الحدیث۔۹۱۱۔ مطبوعہ دار المعرفہ۔بیروت۔
۴۲۔اتقان فی العلوم القرآن۔علامہ جلال الدین سیوطی۔ص۔۳۴۲۔ادارہ اسلامیات۔لاہور۔
۴۳۔تفہیم القرآن۔سید ابوالاعلیٰ مودودی۔ج۔۱۔ص۔۱۹۸۔حاشیہ۔۲۹ سورہ البقرہ۔ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔۲۰۰۷ء۔
۴۴۔سورہ نمل۔آیت۔۱۲۰۔
۴۵۔سورہ انعام۔آیت۔۱۶۱۔
۴۶۔سورہ آل عمران۔آیت۔۳۳۔
۴۷۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۶۹۔
۴۸۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۶۹۔
۴۹۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۰۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۱۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۲۔ارشاد الساوی۔ج۔۳۔ص۔۱۴۴۔۱۴۳۔مطبوعہ مطبع میمنہ مصر۔۱۳۰۲ھ۔
۵۳۔سورہ الطور۔آیت۔۴۔
۵۴۔المستدرک۔امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ)۔مطبوعہ دار الباز مکہ مکرمہ۔ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔

۵۵۔ المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ دار احیاء التراث العربی۔
۵۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۵۷۔سورہ انفال۔آیت۔۳۴۔
۵۸۔سورہ الصافات۔آیت۔۱۰۰۔
۵۹۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب۔پیدائش۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۶۰۔حدیث۔
۶۱۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۲۸۔
۶۲۔کنز العمال۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ) مطبوعہ موسسۃ الرسالہ۔
۶۳۔کنز العمال۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ) مطبوعہ موسسۃ الرسالہ۔
۶۴۔سورہ القمر۔آیت۔۳۸۔
۶۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۴۔
۶۶۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ)۔ج۔۷۔ص۔۲۲۲۔
مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۵ھ۔

67. Werner Keller,Und die Bibel hat doch recht(The Bible as History: a Confirmation of the Book of Book .New York: William Morrow,1964.p. 75-76.
"Le Monde de la Bible",Archeologie et Histoir,Jul-Aug1993.

۶۸۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۳۔
۶۹۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۴۔
۷۰۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ج۔۹۔رقم الحدیث۔۸۴۹۲۔
مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔
۷۱۔سورہ الذاریات۔آیت۔۳۰۔
۷۲۔سورہ الذاریات۔آیت۔۲۸۔
۷۳۔سورہ ھود۔آیت۔۷۱۔
۷۴۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔جلد۔سوم۔ص۔۱۷۴۔الکتاب پبلی کیشنز۔کراچی۔
۷۵۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۷۲۔
۷۶۔ اسلامی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب۔سید قاسم محمود۔جلد۔دوم۔ص۔۱۵۸۲۔الفیصل پبلیشرز لاہور۔
۷۷۔سورہ یوسف۔آیت۔۸۔
۷۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۳۳۔
۷۹۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ج۔سوم۔ص۔۱۷۷۔الکتاب پبلی کیشنز کراچی
۔۲۰۰۳ء۔

۸۰۔سورہ یوسف۔آیت۔ ۵۵۔
۸۱۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (جلدسوم)۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔ص۔۱۸۶۔الکتاب پبلی کیشنز کراچی ۔اشاعت سوم ۲۰۰۳ء۔
۸۲۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (جلدسوم)۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔ص۔۱۸۷۔الکتاب پبلی کیشنز کراچی ۔اشاعت سوم ۲۰۰۳ء۔
۸۳۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (جلدسوم)۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔ص۔۲۰۸۔الکتاب پبلی کیشنز کراچی ۔اشاعت سوم ۲۰۰۳ء۔
۸۴۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (جلدسوم)۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔ص۔۲۰۱۔الکتاب پبلی کیشنز کراچی ۔اشاعت سوم ۲۰۰۳ء۔
۸۵۔من کی دنیا۔ڈاکٹر غلام جیلانی برق ۔ص۔۲۱۶۔شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیوٹ) لمیٹڈ لاہور۔۱۹۶۰ء۔
۸۶۔ضرب کلیم (کلیات اقبال)۔علامہ اقبال ۔ص۔۶۰۷۔خزینہ علم وادب لاہور۔۲۰۰۶ء۔
۸۷۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (جلدسوم)۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔ص۔۲۰۵۔الکتاب پبلی کیشنز کراچی ۔اشاعت سوم ۲۰۰۳ء۔
۸۸۔سورہ لقمان۔آیت۔ ۲۰۔
۸۹۔اہرام مصراور فرعونوں کے عجائب۔راجپوت اقبال احمد۔ص۔۸۹۔۹۰۔سائنس ڈائجسٹ پبلی کیشنز کراچی۔
۹۰۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (جلدسوم)۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔ص۔ ۲۰۴۔۲۰۵۔الکتاب پبلی کیشنز کراچی ۔اشاعت سوم ۲۰۰۳ء۔
۹۱۔سورہ یوسف۔آیت۔ ۴۔
۹۲۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۹۳۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۹۴۔سورہ ق۔آیت۔ ۱۴۔
۹۵۔البدایہ والنہایہ۔حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی (متوفی ۷۷۴ھ)۔ج۔۱۔ص۔۱۹۰۔ مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۸ھ۔
۹۶۔الاحسان بہ ترتیب صحیح ابن حبان۔امام ابوحاتم محمد بن حبان البستی (متوفی ۳۵۴ھ)۔رقم الحدیث۔ ۱۶۴۳۔مطبوعہ موسستہ الرسالہ بیروت۔۱۴۰۷ھ۔
۹۷۔تاریخ دمشق الکبیر۔امام ابوالقاسم علی ابن الحسن ابن عساکر (متوفی ۵۷۱ھ)۔ج۔۲۵۔ص۔۵۴۔ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی۔بیروت۔
۹۸۔المنتظم فی تاریخ الامم والملوک۔عبدالرحمن بن علی بن محمد ابن الجوزی (متوفی ۵۹۷ھ) ۔ج۔۱۔ص۔ ۲۰۹۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۹۹۔سورہ الحجر۔آیت۔۷۹۔
۱۰۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۵۔

۱۰۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۹۰۔۹۱۔
۱۰۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۹۲۔
۱۰۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۹۳۔
۱۰۴۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۸۱۔۱۸۳۔
۱۰۵۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۸۹۔
۱۰۶۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۸۰۔
۱۰۷۔المنتظم فی تاریخ الامم والملوک۔عبدالرحمن بن علی بن محمد ابن الجوزی (متوفی ۵۹۷ھ)۔ج۔۱۔ص۔۲۱۰۔ مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۱۰۸۔سورہ العادیات۔آیت۔۸۔
۱۰۹۔سورہ الصافات۔آیت۔۱۳۹۔
۱۱۰۔سورہ الصافات۔آیت۔۱۴۹۔
۱۱۱۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۸۷۔
۱۱۲۔سورہ قلم۔آیت۔۴۸۔
۱۱۳۔سورہ الصافات۔آیت۔۱۴۳۔۱۴۴۔
۱۱۴۔سورہ یونس۔آیت۔۹۸۔
۱۱۵۔سورہ یونس۔آیت۔۹۸۔
۱۱۶۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۱۷۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۱۸۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۱۹۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۲۰۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۲۱۔سورہ الحجر۔آیت۔۴۔۵۔
۱۲۲۔سورہ ص۔آیت۔۴۱۔
۱۲۳۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۸۳۔
۱۲۴۔سورہ ص۔آیت۔۴۲۔
۱۲۵۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۲۶۔سورہ ص۔آیت۔۴۳۔
۱۲۷۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۸۴۔
۱۲۸۔سورہ احقاف۔آیت۔۳۵۔
۱۲۹۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۸۵۔
۱۳۰۔ تاریخ دمشق الکبیر۔امام ابوالقاسم علی ابن الحسن ابن عساکر (متوفی ۵۷۱ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث

العربی۔ بیروت۔
۱۳۱۔ سورہ قصص۔ آیت۔ ۴۔
۱۳۲۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔
۱۳۳۔ عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔ کتاب خروج۔ باب۔ ۱۲۔ مرتب۔ بائبل سوسائٹی لاہور۔ سن ندارد۔
۱۳۴۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۵۷۔
۱۳۵۔ سورہ المائدہ۔ آیت۔ ۱۲۔
۱۳۶۔ سورہ اعراف۔ آیت۔ ۱۶۰۔
۱۳۷۔ الدر المنثور التفسیر بالمثور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۳۸۔ سورہ اعراف۔ آیت۔ ۱۴۲۔
۱۳۹۔ تفسیر القران العزیز۔ امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۱۴۰۔ سورہ اعراف۔ آیت۔ ۱۵۵۔
۱۴۱۔ الدر المنثور التفسیر بالمثور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۴۲۔ سورہ اعراف۔ آیت۔ ۱۴۵۔
۱۴۳۔ سورہ قصص۔ آیت۔ ۳۵۔
۱۴۴۔ سورہ مریم۔ آیت۔ ۵۳۔
۱۴۵۔ سورہ فرقان۔ آیت۔ ۳۵۔
۱۴۶۔ سورہ القصص۔ آیت۔ ۳۴۔
۱۴۷۔ عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔ کتاب گنتی۔ باب۔ ۲۷۔ مرتب۔ بائبل سوسائٹی لاہور۔ سن ندارد۔
۱۴۸۔ عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔ کتاب استثناء۔ باب۔ ۳۴۔ آیت۔ ۱۔ مرتب۔ بائبل سوسائٹی لاہور۔ سن ندارد۔
۱۴۹۔ اسلامی انسائیکلو پیڈیا۔ مرتب۔ سید قاسم محمود۔ جلد۔ دوم۔ ص۔ ۱۵۸۶۔ الفیصل پبلیشرز لاہور۔
۱۵۰۔ عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔ کتاب یشوع آیت۔ ۲۴۔ ۱۴۔ ۱۵۔ مرتب۔ بائبل سوسائٹی لاہور۔ سن ندارد۔
۱۵۱۔ تفہیم القران۔ سید ابوالاعلی مودودی۔ جلد۔ دوم۔ سورہ اعراف۔ آیت۔ ۱۴۰۔ ص۔ ۷۵۔ ترجمان القرآن۔ لاہور۔ ۲۰۰۷ء۔
۱۵۲۔ سورہ المومنون۔ آیت۔ ۴۴۔
۱۵۳۔ عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔ کتاب سموئیل۔ باب۔ ۱۔ آیت۔ ۷۔ مرتب۔ بائبل سوسائٹی لاہور۔ سن ندارد۔

۱۵۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔ ۲۴۶۔
۱۵۵۔عہدنامہ قدیم وجدید(کتاب مقدس)۔کتاب سموئیل۔باب۔۷۔آیت۔۶۔مرتب۔
بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۱۵۶۔محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔جلد سوم۔ص۔۲۷۶۔۲۸ الکتاب پبلی کیشنز۔کراچی۔
۲۰۰۳ء۔
۱۵۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۴۶۔۲۵۱۔
۱۵۸۔ عہدنامہ قدیم وجدید(کتاب مقدس)۔کتاب سموئیل۔باب۔۹۔۱۰۔مرتب۔
بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۱۵۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۱۔
۱۶۰۔تفہیم القرآن۔مولانا ابوالاعلیٰ مودودی۔تفسیر سورہ البقرہ۔آیت۔۲۴۶۔۲۵۱)ادارہ ترجمان القرآن۔
۱۶۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۱۔
۱۶۲۔سورہ ص۔آیت۔۲۰۔
۱۶۳۔سورہ ص۔آیت۔۱۸۔
۱۶۴۔سورہ سبا۔آیت۔۱۰۔۱۱۔
۱۶۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۶۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۱۔
۱۶۷۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۵۵۔
۱۶۸۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۷۹۔
۱۶۹۔سورہ سبا۔آیت۔۱۰۔۱۱۔
۱۷۰۔سورہ سبا۔آیت۔۱۰۔۱۱۔
۱۷۱۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۸۰۔
۱۷۲۔محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔جلد۔سوم۔ص۔۳۰۷۔الکتاب پبلیکیشنز کراچی
۔۲۰۰۳ء۔۔
۱۷۳۔سورہ الحدید۔آیت۔۲۵۔
۱۷۴۔سورہ ص۔آیت۔۱۸۔
۱۷۵۔سورہ ص۔آیت۔۱۹۔
۱۷۶۔سورہ ص۔آیت۔۲۰۔
۱۷۷۔محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔جلد۔سوم۔الکتاب پبلیکیشنز کراچی۔۲۰۰۳ء۔
۱۷۸۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۴۴۔
۱۷۹۔محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔جلد۔سوم۔ص۔۳۰۰۔الکتاب پبلیکیشنز کراچی
۔۲۰۰۳ء۔۔

۱۸۰۔تذکرہ تاج الدین اولیاء۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی ۔
۱۸۱۔محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔جلد۔سوم ۔ص۔۳۰۰۔الکتاب پبلیکیشنز کراچی ۔۲۰۰۳ء۔
۱۸۲۔سورہ انعام ۔آیت ۔۸۴۔
۱۸۳۔سورہ ص ۔آیت ۔۳۰۔
۱۸۴۔سورہ نمل ۔آیت ۔۱۶۔
۱۸۵۔سورہ نمل ۔آیت ۔۱۵۔
۱۸۶۔سورہ نمل ۔آیت ۔۱۶۔
۱۸۷۔سورہ نمل ۔آیت ۔۱۷۔
۱۸۸۔سورہ الانبیاء ۔آیت ۔۷۸۔
۱۸۹۔سورہ الانبیاء ۔آیت ۔۷۹۔
۱۹۰۔سورہ الانبیاء ۔آیت ۔۷۸۔
۱۹۱۔تفسیر فی ظلال القرآن ۔مفسر سید قطب ابراہیم حسین الشاذلی المعروف سید قطب شہید۔مکتبہ ادارہ منشورات اسلامی ۔لاہور۔
۱۹۲۔سورہ الانبیاء ۔آیت ۔۸۱۔
۱۹۳۔سورہ ص ۔آیت ۔۳۶۔
۱۹۴۔سورہ سبا ۔آیت ۔۱۲۔
۱۹۵۔سورہ الانبیاء ۔آیت ۔۸۲۔
۱۹۶۔سورہ سبا ۔آیت ۔۱۳۔
۱۹۷۔سورہ نمل ۔آیت ۔۱۷۔
۱۹۸۔محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔جلد۔سوم ۔ص۔۳۰۷۔الکتاب پبلیکیشنز کراچی ۔۲۰۰۳ء۔۔
۱۹۹۔محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔جلد۔سوم ۔ص۔۳۰۷۔الکتاب پبلیکیشنز کراچی ۔۲۰۰۳ء۔۔
۲۰۰۔سورہ سبا ۔آیت ۔۱۴۔
۲۰۱۔سورہ الصافات ۔آیت ۔۱۲۳۔
۲۰۲۔سورہ انعام ۔آیت ۔۸۵۔
۲۰۳۔سورہ الصافات ۔آیت ۔۱۲۹۔
۲۰۴۔سورہ الصافات ۔آیت ۔۱۳۰۔
۲۰۵۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب ۔سلاطین ۔مرتب ۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۲۰۶۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب ۔تواریخ ۔مرتب ۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔

۲۰۷۔سورہ الصافات۔آیت۔۱۲۹۔
۲۰۸۔سورہ سبا۔آیت۔۴۵۔
۲۰۹۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ج۔۳۔الکتاب پبلی کیشنز کراچی ۲۰۰۳ء۔
۲۱۰۔سورہ انعام۔آیت۔۸۶۔
۲۱۱۔سورہ ص۔آیت۔۴۸۔
۲۱۲۔سورہ آل عمران۔آیت۔۳۳۔۳۴۔
۲۱۳۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۱۸۔
۲۱۴۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۸۵۔
۲۱۵۔سورہ ص۔آیت۔۴۸۔
۲۱۶۔سورہ انعام۔آیت۔۳۴۔
۲۱۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۱۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۹۔
۲۱۹۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ج۔۳۔ص۔۳۲۔الکتاب پبلی کیشنز کراچی ۲۰۰۳ء۔
۲۲۰۔سورہ التوبہ۔آیت۔۳۰۔
۲۲۱۔تفہیم القرآن۔سید ابوالاعلیٰ مودودی۔تفسیر سورہ بنی اسرائیل۔ص۔۶۰۔ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔ ۲۰۰۷ء۔
۲۲۲۔تاریخ الامم والملوک۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ) مطبوعہ دارالقلم بیروت۔
۲۲۳۔سورہ انعام۔آیت۔۸۵۔
۲۲۴۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۸۹۔
۲۲۵۔سورہ آل عمران۔آیت۔۳۸۔
۲۲۶۔سورہ مریم۔آیت۔۲۔۶۔
۲۲۷۔سورہ مریم۔آیت۔۷۔۱۱۔
۲۲۸۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۹۰۔
۲۲۹۔سورہ مریم۔آیت۔۸۔
۲۳۰۔سورہ مریم۔آیت۔۷۔
۲۳۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۳۹۔
۲۳۲۔سورہ مریم۔آیت۔۱۲۔
۲۳۳۔سورہ مریم۔آیت۔۱۳۔
۲۳۴۔سورہ مریم۔آیت۔۱۴۔
۲۳۵۔سورہ مریم۔آیت۔۱۵۔
۲۳۶۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔انجیل لوقا۔باب۔۳۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔

۲۳۷۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔انجیل متی۔باب۔۱۱۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۲۳۸۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔انجیل یوحنا۔باب۔۲۳۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔
۲۳۹۔سورہ آل عمران۔آیت۔۳۹۔
۲۴۰۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔متی۔باب۔۱۴۔آیت۔۱۳۔۱۴۔۔مرقس۔باب۔۶۔آیت ۔۱۷۔۲۹۔انجیل۔لوقا۔باب۔۳۔آیت۔۱۹۔۲ مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۲۴۱۔اسلامی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔سید قاسم محمود۔جلد۔دوم۔ص۔۱۵۷۹۔الفیصل پبلیشرز لاہور۔ ۲۰۰۵ء۔
۲۴۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۶۱۔
۲۴۳۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۱۔
۲۴۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۸۷۔
۲۴۵۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۲۴۶۔سورہ مریم۔آیت۔۱۵۔
۲۴۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۴۸۔تذکرہ حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۲۴۹۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔انجیل متی۔باب۔۲۔آیت۔۱۳۔۲۳۔مرتب۔ بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۲۵۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۵۱۔سورہ مائدہ۔آیت۔۱۱۱۔
۲۵۲۔سورہ آل عمران۔آیت۔۵۲۔
۲۵۳۔سورہ آل عمران۔آیت۔۴۸۔
۲۵۴۔سورہ آل عمران۔آیت۔۴۹۔
۲۵۵۔ سورہ آل عمران۔آیت۔۵۰۔
۲۵۶۔ سورہ آل عمران۔آیت۔۵۲۔
۲۵۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔۵۳۔
۲۵۸۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔انجیل یوحنا۔باب۔۴۔آیت۔۱۵۔مرتب۔ بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۲۵۹۔سورہ زخرف۔آیت۔۶۴۔
۲۶۰۔ سورہ آل عمران۔آیت۔۵۴۔
۲۶۱۔ سورہ آل عمران۔آیت۔۵۵۔
۲۶۲۔سورہ النساء۔آیت۔۱۵۷۔

۲۶۳۔سورہ فرقان۔آیت۔۳۱۔
۲۶۴۔سورہ زخرف۔آیت۔۶۱۔
۲۶۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۶۶۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۲۶۷۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔انجیل یوحنا۔باب۔۴۔آیت۔۱۵۔مرتب۔
بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۲۶۸۔محمد رسول اللہ ﷺ۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ج۔۳۔ص۔۴۲۸۔الکتاب پبلی کیشنز کراچی ۲۰۰۳ء۔
۲۶۹۔سورہ علق۔آیت۔۱۔۵۔
۲۷۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۷۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۷۲۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۷۳۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۷۴۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۷۵۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۷۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۷۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۷۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۷۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۸۰۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۸۱۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ) مطبوعہ اصح المطابع دہلی دارارقم بیروت۔
۲۸۲۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۲۸۳۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۸۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۸۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۸۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۸۷۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ) مطبوعہ اصح المطابع دہلی دارارقم بیروت۔
۲۸۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۸۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۹۰۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۹۱۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۹۲۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

۲۹۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۹۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۲۹۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۹۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۹۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۹۸۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۲۹۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۰۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۰۱۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ) مطبوعہ اصح المطابع دہلی دارارقم بیروت۔
۳۰۲۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۳۰۳۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۳۰۴۔البدایہ والنہایہ۔حافظ عمادالدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی (متوفی ۷۷۴ھ) مطبوعہ دارالفکر۔
۳۰۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۰۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۳۰۷۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۳۰۸۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۳۰۹۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ) مطبوعہ اصح المطابع دہلی دارارقم بیروت۔
۳۱۰۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ)۔مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔
مطبوعہ دارامعرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۳۱۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۳۱۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۱۳۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۱۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۳۱۵۔الاحادیث المختارۃ۔امام ضیاءالدین محمد بن عبدالواحد مقدسی حنبلی (متوفی ۶۴۳ھ) مطبوعہ مکتب النہضۃ الحدیثہ مکہ مکرمہ ۱۴۱۰ھ۔
۳۱۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۱۷۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۳۱۸۔درود تجلیات مصطفائی۔ص۔۱۶۔
۳۱۹۔درود وسلام کا حسین مجموعہ۔ص۔۷۳۔
۳۲۰۔نشر الطیب۔حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی (متوفی۔)۔ص۔۱۹۱۔مکتبہ زمرہ پبلیشرز۔
۳۲۱۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۳۲۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۲۳۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۳۲۴۔الاحادیث المختارۃ۔امام ضیاء الدین محمد بن عبدالواحد مقدسی حنبلی (متوفی ۶۴۳ھ) مطبوعہ مکتب النہضۃ الحدیثہ مکہ مکرمہ ۱۴۱۰ھ۔
۳۲۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۲۶۔ صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۲۷۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۲۸۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۲۹۔الاحادیث المختارۃ۔امام ضیاء الدین محمد بن عبدالواحد مقدسی حنبلی (متوفی ۶۴۳ھ) مطبوعہ مکتب النہضۃ الحدیثہ مکہ مکرمہ ۱۴۱۰ھ۔
۳۳۰۔النکت والعیون۔علامہ ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب ماوردی شافعی (متوفی ۴۵۰ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۲۲ھ۔
۳۳۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۳۲۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
۳۳۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۳۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۳۵۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۳۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۳۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۳۸۔ جمع الجوامع۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۳۳۹۔کنز العمال۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ) مطبوعہ موسسۃ الرسالہ بیروت۔
۳۴۰۔اتحاف السادۃ المتقین۔ج۔۱۰۔ص۔۳۷۳۔
۳۴۱۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۴۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۴۳۔اہل بیت اطہار کے آزمودہ وظائف۔ص۔۷۶۔
۳۴۴۔تفسیر فتح العزیز۔شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (متوفی)۔ایچ ایم سعید کمپنی۔پاکستان چوک، کراچی۔
۳۴۵۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۳۴۶۔ الاحادیث المختارۃ۔امام ضیاء الدین محمد بن عبدالواحد مقدسی حنبلی (متوفی ۶۴۳ھ) مطبوعہ مکتب النہضۃ

الحدیثہ مکہ مکرمہ ۱۴۱۰ھ۔
۳۴۷۔ الاحادیث المختارۃ۔امام ضیاء الدین محمد بن عبدالواحد مقدسی حنبلی (متوفی ۶۴۳ھ) مطبوعہ مکتب النبضۃ الحدیثہ مکہ مکرمہ ۱۴۱۰ھ۔
۳۴۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۴۹۔ الاحادیث المختارۃ۔امام ضیاء الدین محمد بن عبدالواحد مقدسی حنبلی (متوفی ۶۴۳ھ) مطبوعہ مکتب النبضۃ الحدیثہ مکہ مکرمہ ۱۴۱۰ھ۔
۳۵۰۔سورہ القیامۃ آیت۔۲۲۔۲۳۔
۳۵۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۵۲۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۳۵۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۵۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۵۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۵۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۵۷۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
۳۵۸۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۵۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۶۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۶۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۶۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۶۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۶۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۶۵۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۳۶۶۔۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۳۶۷۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۳۶۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۶۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۷۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۷۱۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۳۷۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۷۳۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

۳۷۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۷۵۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
۳۷۶۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
۳۷۷۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۳۷۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۷۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۸۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۸۱۔معروف مسلم سائنس دان۔ص۔۱۴۔مرتب عملہ ادارت۔اردو سائنس بورڈ لاہور۔۲۰۰۶ء۔
۳۸۲۔تاریخ سائنس۔جارج سارٹن۔مترجم۔سید نذیر نیازی۔ص۔۱۵۹۵۔اردو بازار لاہور۔
۳۸۳۔سورہ الرحمن۔آیت۔۷۔
۳۸۴۔سورہ الرحمن۔آیت۔۸۔
۳۸۵۔سورہ الرحمن۔آیت۔۹۔
۳۸۶۔بیان القرآن۔ڈاکٹر اسرار احمد۔مکتبہ رحمانیہ۔لاہور۔
۳۸۷۔معروف مسلم سائنسدان۔مرتب۔اردو سائنس بورڈ۔شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور۔۲۰۰۶ء۔
۳۸۸۔لغات القرآن۔غلام پرویز۔طلاع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۸۹۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۴۔
۳۹۰۔سورہ البینہ۔آیت۔۶۔
۳۹۱۔سورہ روم۔آیت۔۳۰۔
۳۹۲۔لوح و قلم۔حضرت قلندر بابا اولیاء۔ص۔۱۷۴۔۱۷۶۔مکتبہ تاج الدین اولیاء کراچی۔سن ندارد۔
۳۹۳۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۷۲۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ۔۱۹۹۰ء۔
۳۹۴۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۸۔
۳۹۵۔سورہ قمر۔آیت۔۴۹۔
۳۹۶۔سورہ طلاق۔آیت۔۳۔
۳۹۷۔سورہ الاعلیٰ۔آیت۔۳۔
۳۹۸۔سورہ الحج۔آیت۔۷۰۔
۳۹۹۔سورہ انعام۔آیت۔۲۔
۴۰۰۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۴۔
۴۰۱۔سورہ فرقان۔آیت۔۵۴۔
۴۰۲۔سورہ طحہ۔آیت۔۵۳۔
۴۰۳۔ماہنامہ قلندر شعور۔اپریل۔۲۰۱۹ء
۴۰۴۔سورہ النحل۔آیت۔۷۵۔

۴۰۵۔سورہ انفطار۔آیت۔۱۳۔
۴۰۶۔سورہ الاعلیٰ۔آیت۔۱۔۳۔
۴۰۷۔سورہ فرقان۔آیت۔۲۔
۴۰۸۔سورہ احزاب۔آیت۔۳۸۔
۴۰۹۔سورہ قمر۔آیت۔۴۹۔
۴۱۰۔سورہ قمر۔آیت۔۵۳۔
۴۱۱۔نہج البلاغہ۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔مرتب۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔خطبہ ۸۹۔ مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔
۴۱۲۔سورہ عصر۔آیت۔۱۔
۴۱۳۔وقت۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۵۶۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۴۱۴۔سورہ سجدہ۔آیت۔۵۔
۴۱۵۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۱۲۔
۴۱۶۔عالمی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ص۔۱۱۵۲۔پبلیشرز۔الفیصل لاہور۔
۴۱۷۔سورہ التوبہ۔آیت۔۳۶۔
۴۱۸۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۴۱۹۔سورہ فاتحہ۔آیت۔۴۔
۴۲۰۔سورہ طٰحہٰ۔آیت۔۱۰۳۔
۴۲۱۔سورہ روم۔آیت۔۵۵۔
۴۲۲۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۲۔
۴۲۳۔سورہ احزاب۔آیت۔۷۲۔
۴۲۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۴۲۵۔سورہ آل عمران۔آیت۔۵۹۔
۴۲۶۔سورہ السجدہ۔آیت۔۷۔
۴۲۷۔سورہ الصافات۔آیت۔۱۱۔
۴۲۸۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۸۔
۴۲۹۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۴۔
۴۳۰۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۳۰۔
۴۳۱۔سورہ ق۔آیت۔۷۔
۴۳۲۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۹۔
۴۳۳۔سورہ احزاب۔آیت۔۷۲۔
۴۳۴۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۰۔

۴۳۵۔سورہ احزاب۔آیت۔۲۷۔
۴۳۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۴۳۷۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ دار احیاء التراث العربی
۴۳۸۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۷۔
۴۳۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۴۴۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۴۴۱۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۷۹۔
۴۴۲۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۲۴۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔۱۹۹۰ء۔
۴۴۳۔سورہ اللیل۔آیت۔۲۔
۴۴۴۔سورہ انعام۔آیت۔۹۶۔
۴۴۵۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دار الوطن بیروت۔
۴۴۶۔المصنف۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۰ھ
مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۴۴۷۔سورہ رحمن۔آیت۔۲۹۔
۴۴۸۔البحر الزخار فی زوائد مسند البزاز۔الشیخ امام حافظ الکبیر ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق بصری البزاز (متوفی ۲۹۲ھ)۔مکتبہ العلوم والحکم المدینۃ المنورہ۔
۴۴۹۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۴۵۰۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۴۵۱۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۴۵۲۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۴۵۳۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۴۵۴۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۴۵۵۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۴۵۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۵۷۔سورہ اللیل۔آیت۔۱۔
۴۵۸۔سورہ انشقاق۔آیت۔۱۷۔
۴۵۹۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۶۰۔القرآن۔
۴۶۱۔سورہ شمس۔۱۔
۴۶۲۔سورہ انعام۔آیت۔۹۶۔
۴۶۳۔سورہ انشقاق۔آیت۔۱۸۔

۴۶۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۶۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۶۶۔سورہ انشقاق۔آیت۔۱۸۔
۴۶۷۔سورہ الرحمن۔آیت۔۵۔
۴۶۸۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۳۳۔
۴۶۹۔سورہ یونس۔آیت۔۵۔
۴۷۰۔سورہ الفرقان۔آیت۔۶۱۔
۴۷۱۔سورہ نوح۔آیت۔۱۶۔
۴۷۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۹۔
۴۷۳۔سورہ انعام۔آیت۔۹۶۔
۴۷۴۔سورہ اعراف۔آیت۔۵۴۔
۴۷۵۔سورہ رعد۔آیت۔۲۔
۴۷۶۔سورہ طارق۔آیت۔۱۔
۴۷۷۔سورہ طارق۔آیت۔۲۔
۴۷۸۔سورہ طارق۔آیت۔۳۔
۴۷۹۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔
۴۸۰۔سورہ طارق۔آیت۔۱۔
۴۸۱۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۷۔
۴۸۲۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۸۳۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۸۴۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۸۵۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۸۶۔کتاب العظمۃ۔امام عبداللہ بن محمد بن جعفر المعروف بابی الشیخ (متوفی ۳۹۶ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔
۴۸۷۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۸۸۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۸۹۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۹۰۔سورہ طارق۔آیت۔۴۔
۴۹۱۔سورہ نور۔آیت۔۳۵۔
۴۹۲۔وقت۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۵۶۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۴۹۳۔سورہ طارق۔آیت۔۱۱۔
۴۹۴۔سورہ قمر۔آیت۔۱۱۔

۴۹۵۔سورہ نحل۔آیت۔۱۰۔
۴۹۶۔سورہ نحل۔آیت۔۶۵۔
۴۹۷۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۳۰۔
۴۹۸۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز(متوفی۔۱۴۰۵ھ)۔ادارہ طلوع اسلام لاہور۔۱۹۵۹ء۔
۴۹۹۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۲۔
۵۰۰۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز(متوفی۔۱۴۰۵ھ)۔ادارہ طلوع اسلام لاہور۔۱۹۵۹ء۔
۵۰۱۔سورہ روم۔آیت۔۴۸۔
۵۰۲۔سورہ النور۔آیت۔۴۳۔
۵۰۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۳۔
۵۰۴۔سورہ روم۔آیت۔۴۸۔
۵۰۵۔سورہ النور۔آیت۔۴۳۔
۵۰۶۔سورہ روم۔آیت۔۴۸۔
۵۰۷۔سورہ النور۔آیت۔۴۳۔
۵۰۸۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۲۔
۵۰۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۴۔
۵۱۰۔سورہ فرقان۔آیت۔۴۸۔
۵۱۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۲۔
۵۱۲۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۳۲۔
۵۱۳۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۵۳۔
۵۱۴۔سورہ انعام۔آیت۔۹۹۔
۵۱۵۔سورہ یونس۔آیت۔۲۴۔
۵۱۶۔سورہ نمل۔آیت۔۶۰۔
۵۱۷۔سورہ لقمان۔آیت۔۱۰۔
۵۱۸۔سورہ نحل۔آیت۔۱۱۔
۵۱۹۔سورہ رعد۔آیت۔۴۔
۵۲۰۔سورہ یونس۔آیت۔۲۴۔
۵۲۱۔سورہ انعام۔آیت۔۹۹۔
۵۲۲۔جمع الفوائد۔
۵۲۳۔اردو سائنس انسائیکلوپیڈیا۔مرتب۔اردو سائنس بورڈ۔وزارت تعلیم۔حکومت پاکستان۔ص۔
۱۱۳۰۔سن اشاعت۔۲۰۰۸ء۔
۵۲۴۔ Cosmos۔کارل ساگان۔ص۔۱۰۳۔فکشن ہاؤس لاہور۔۱۹۹۶ء۔

۵۲۵۔عالمی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب یاسر جواد۔جلد۔اول۔ص۔۶۲۰۔ناشران الفیصل لاہور۔۲۰۱۳ء۔
۵۲۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۵۲۷۔عالمی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ص۔۱۵۳۴۔الفیصل پبلیشرز لاہور۔۲۰۱۳ء۔
۵۲۸۔سورہ الحجر۔آیت۔۱۹۔
۵۲۹۔سورہ طٰہٰ۔آیت۔۵۳۔
۵۳۰۔سورہ انعام۔آیت۔۹۵۔
۵۳۱۔سورہ انعام۔آیت۔۵۹۔
۵۳۲۔سورہ یٰسین۔آیت۔۳۶۔
۵۳۳۔سورہ رعد۔آیت۔۴۔
۵۳۴۔سورہ النحل۔آیت۔۱۱۔
۵۳۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۵۳۶۔سورہ السجدہ۔آیت۔۷۔
۵۳۷۔سورہ السجدہ۔آیت۔۹۔
۵۳۸۔سورہ النساء۔آیت۔۱۔
۵۳۹۔سورہ النباء۔آیت۔۸۔
۵۴۰۔سورہ واقعہ۔آیت۔۵۸۔
۵۴۱۔سورہ واقعہ۔آیت۔۵۹۔
۵۴۲۔سورہ دھر۔آیت۔۲۔
۵۴۳۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۔
۵۴۴۔سورہ فرقان۔آیت۔۲۔
۵۴۵۔سورہ احزاب۔آیت۔۳۸۔
۵۴۶۔سورہ قدر۔آیت۔۱۔
۵۴۷۔سورہ قدر۔آیت۔۲۔
۵۴۸۔سورہ قدر۔آیت۔۳۔
۵۴۹۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۵۰۔سورہ سباء۔آیت۔۱۳۔
۵۵۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۵۲۔سورہ مائدہ۔آیت۔۳۴۔
۵۵۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۵۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۵۵۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۸۷۔

۵۵۶۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۳۰۔
۵۵۷۔قرآن۔
۵۵۸۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۵۹۔سورہ رعد۔آیت۔۱۷۔
۵۶۰۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۱۔
۵۶۱۔سورہ الاعلیٰ۔آیت۔۱۔
۵۶۲۔سورہ الاعلیٰ۔آیت۔۳۔
۵۶۳۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۶۹۔
۵۶۴۔لوح وقلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۵۶۵۔روحانی ڈائجسٹ۔اکتوبر۔۲۰۱۳ء۔
۵۶۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۶۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۶۸۔سورہ الرحمن۔آیت۔۷۔
۵۶۹۔الدرالمنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۷۰۔سورہ الرحمن۔آیت۔۸۔
۵۷۱۔الدرالمنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۷۲۔سورہ الرحمن۔آیت۔۹۔
۵۷۳۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی(متوفی ۳۲۷ھ)مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۵۷۴۔الدرالمنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۷۵۔سورہ الحدید۔آیت۔۲۵۔
۵۷۶۔سورہ القارعۃ۔آیت۔۸۔۹۔
۵۷۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۷۸۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۔
۵۷۹۔سورہ کہف۔آیت۔۱۰۵۔
۵۸۰۔سورہ الحجر۔آیت۔۱۹۔
۵۸۱۔سورہ محمد۔آیت۔۱۹۔
۵۸۲۔سورہ فتح۔آیت۔۲۹۔
۵۸۳۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل(متوفی ۲۴۱ھ)مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۵۸۴۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل(متوفی ۲۴۱ھ)مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۵۸۵۔سورہ انعام۔آیت۔۸۴۔۸۶۔

۵۸۶۔سورہ انعام۔آیت۔۸۴۔
۵۸۷۔سورہ انعام۔آیت۔۸۵۔
۵۸۸۔سورہ انعام۔آیت۔۸۶۔
۵۸۹۔حلیۃ الاولیاء۔ج۔۱۔ص۔۱۶۷۔مطبوعہ دارالکتاب العربی۔بیروت۔۱۴۰۷ھ۔
۵۹۰۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۵۹۱۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۵۹۲۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۹۔
۵۹۳۔سورہ مدثر۔آیت۔۳۰۔
۵۹۴۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۲۵۔
۵۹۵۔سورہ انفال۔آیت۔۹۔
۵۹۶۔سورہ انفال۔آیت۔۱۲۔
۵۹۷۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۵۹۸۔تاریخ دمشق الکبیر۔امام ابوالقاسم علی ابن الحسن ابن عساکر (متوفی ۵۷۱ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث۔
۵۹۹۔سورہ قدر۔آیت۔۱۔
۶۰۰۔سورہ قدر۔آیت۔۲۔
۶۰۱۔سورہ قدر۔آیت۔۳۔
۶۰۲۔سورہ قدر۔آیت۔۴۔
۶۰۳۔سورہ قدر۔آیت۔۵۔
۶۰۴۔تجلیات۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۶۰۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۹۶۔
۶۰۶۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۶۰۷۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۶۰۸۔تفسیر روح البیان۔الشیخ ابوالفداء اسماعیل حقی بن مصطفیٰ استانبولی۔رضوی کتاب گھر دہلی۔
۶۰۹۔بستان التفاسیر المعروف تفسیر فتح العزیز۔حضرت الشیخ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔ایچ ایم سعید کمپنی۔
۶۱۰۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۶۱۱۔سورہ الحجر۔آیت۔۴۴۔
۶۱۲۔حیاۃ الحیوان۔علامہ محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ کمال الدین الدمیری (متوفی ۸۰۸ھ)۔ج۔۲۔ص۔
۵۶۶۔مکتبہ الحسن، اردو بازار۔لاہور۔
۶۱۳۔تفسیر صاوی۔جلال الدین سیوطی (متوفی)۔ج۔ص۔۱۹۔دارالجلیل۔بیروت۔
۶۱۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۱۵۔سنن نسائی۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۱۲ھ۔

سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ(متوفی ۲۷۳ھ)مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
تفسیر کبیر۔علامہ تقی الدین ابن تیمیہ(متوفی ۷۲۸ھ)۔ج۔۷۔ص۔۲۰۲۔۲۰۳۔مطبوعہ بیروت۔
۶۱۶۔سورہ نور۔آیت۔۲۔
۶۱۷۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۱۸۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۳۲۔
۶۱۹۔سورہ نور۔آیت۔۲۔
۶۲۰۔سورہ مائدہ۔آیت۔۳۸۔
۶۲۱۔فتح القدیر۔ج۔۵۔ص۔۳۳۹۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۶۲۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۶۲۳۔المصنف۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی(متوفی ۲۱۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۰ھ
مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۶۲۴۔سورہ النور۔۴۔
۶۲۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری(متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۶۲۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۳۰۔
۶۲۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۲۶۔
۶۲۸۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۶۲۹۔سورہ المجادلہ۔آیت۔۲۔
۶۳۰۔سورہ تحریم۔آیت۔۴۔
۶۳۱۔سورہ نور۔آیت۔۶۔۱۰۔
۶۳۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۲۸۔
۶۳۳۔سورہ طلاق۔آیت۔۴۔
۶۳۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۳۴۔
۶۳۵۔سورہ النساء۔آیت۔۷۔
۶۳۶۔سورہ النساء۔آیت۔۸۔
۶۳۷۔سورہ النساء۔آیت۔۹۔
۶۳۸۔سورہ النساء۔آیت۔۱۱۔
۶۳۹۔سورہ النساء۔آیت۔۱۱۔
۶۴۰۔سورہ النساء۔آیت۔۱۱۔
۶۴۱۔سورہ النساء۔آیت۔۱۱۔
۶۴۲۔سورہ النساء۔آیت۔۱۱۔
۶۴۳۔سورہ النساء۔آیت۔

۶۴۴۔ سورہ النساء۔آیت۔۱۱۔
۶۴۵۔سورہ النساء۔آیت۔۱۱۔
۶۴۶۔ سورہ النساء۔آیت۔۱۲۔
۶۴۷۔ سورہ النساء۔آیت۔۔۱۲۔
۶۴۸۔سورہ النساء۔آیت۔۱۲۔
۶۴۹۔سورہ النساء۔آیت۔۱۲۔
۶۵۰۔ سورہ النساء۔آیت۔۱۲۔
۶۵۱۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۶۵۲۔سورہ النساء۔آیت۔۲۳۔
۶۵۳۔اسلامی قانون۔نکاح،طلاق،وراثت۔مولف۔مولانا مفتی فضیل الرحمن ہلال عثمانی۔دارالاشاعت کراچی۔۱۹۸۹ء۔
۶۵۴۔اسلامی قانون۔نکاح،طلاق،وراثت۔مولف۔مولانا مفتی فضیل الرحمن ہلال عثمانی۔دارالاشاعت کراچی۔۱۹۸۹ء۔
۶۵۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۸۲۔
۶۵۶۔سورہ طلاق۔آیت۔۲۔
۶۵۷۔ کنز العمال۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ) مطبوعہ موسستہ الرسالہ
۶۵۸۔سورہ طلاق۔آیت۔۲۔

باب ۷

سورتوں کے مضامین

اعوذ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ:

ترجمہ۔اللہ تعالی میں شیطان مردود کے وسوسوں سے (اللہ کی) پناہ میں آتا ہوں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

ترجمہ۔پس جب آپ قرآن پڑھنے لگیں تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کریں۔ا؎

الشَّیْطٰنِ مردود:

الشَّیْطٰنِ ،الشَّطْنِ سے ماخوذ ہے،جس کے معنی خیر سے دور کیونکہ وہ اللہ کے قہر وغضب سے ہلاک ہوگیا جبکہ لفظ رجیم ،رجم سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں سنگسار کرنا،قتل کرنا، دھتکارنا وغیرہ۔ ابلیس کا مطلب ،بہت مایوس کے ہیں چنانچہ بہت مایوس فرد انسانوں کے درمیان بہت مایوسی پھیلانے کا سبب ہے اس لئے اللہ نے اس مایوسی اوراس کے شر سے پناہ کی انسانوں کو دعا سیکھائی ہے۔

علامہ سمر قندی نے کشف البیان میں کعب بن احبارؓ سے روایت کیا ہے! شیطان کا نام پہلے آسمان پر عابد، دوسرے آسمان پر زاہد، تیسرے آسمان پر عارف، چوتھے آسمان پر ولی پانچویں آسمان پر تقی، چھٹے آسمان پر خازن، ساتویں آسمان پر عزازئیل اورلوح محفوظ پر ابلیس درج ہے۔

الشَّیْطٰنِ کی کنیت ابومرۃ ہے، جو اس کے ایک مرۃ نامی بیٹے کے نام پر ہے۔
حضرت کعب بن احبارؓ فرماتے ہیں! ابلیس چالیس برس تک جنت کا خزانچی رہا۔ ۲؎
ابلیس نے چودہ ہزار برس تک عرش کا طواف کیا اور یہ ملائکہ کا استاد تھا، اسی وجہ سے اس کو معلم ملائکہ بھی کہا جاتا ہے تاہم ابلیس 80000 (اسی ہزار) برس تک ملائکہ کے درمیان رہا اس نے 20000 برس تک ملائکہ کو وعظ و نصیحت کی اور 30000 برس تک یہ فرشتوں کا سردار بھی رہا۔

الشَّیاطِینِ کی اولاد:

مجاہد بیان کرتے ہیں! اللہ نے ابلیس کی داہنی ران میں ذکر اور بائیں ران میں فرج بنائی ہے، تاہم الشَّیْطٰنِ اپنی دونوں رانوں کو ملا کر جماع کرتا ہے اور دن میں دس انڈے دیتا ہے اور ہر انڈے سے ۷۰ الشَّیْطٰنِ اور ۷۰ الشَّیْطٰنِہ پیدا ہوتے ہیں اور وہ بچوں کی طرح چہچہاتے ہوئے اڑ جاتے ہیں۔ ۳؎
الشَّیْطٰنِ کی کل اولادوں کی تعداد تو معلوم نہیں لیکن اس کی کچھ مشہور اولادیں درج ذیل ہیں۔
۱۔ لاقس۔ ۲۔ دلہان۔ یہ دونوں طہارت اور نماز میں وسوسہ پیدا کرتے ہیں۔
۳۔ مرۃ۔
۴۔ زلنبور۔ یہ لوگوں کے دلوں میں بازاروں کی محبت کو کومزین کرتا ہے، سامان کی جھوٹی تعریف اور جھوٹی قسمیں کھلوانے کی ذمہ داری اسی الشَّیْطٰنِ کی ہے۔
۵۔ بتر۔ یہ مشکل اور پریشانی میں لوگوں سے آہ و زاری، ماتم اور منہ پر طماچے اور گریبان چاک کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔
۶۔ اعور۔ یہ لوگوں کو زنا کاری پر ابھارتا ہے اور مردوں اور عورتوں کے جنسی اعضاء میں پھونک مار کر انھیں شہوت کی جانب آمادہ اور برانگیختہ کرتا ہے۔
۷۔ مطروس۔ جھوٹی افواہیں اور خبریں پھیلانا اور لوگوں میں خوف و ہراس بڑھانے کی ذمہ داری اسی الشَّیْطٰنِ کی ہے۔
۸۔ داسم۔ اگر کوئی شخص اپنے گھر میں بغیر سلام کئے داخل ہوتا ہے تو یہ الشَّیْطٰنِ بھی اس شخص

کے ساتھ گھر میں داخل ہوتا ہے اور گھر والوں کے درمیان لڑائی اور جھگڑے کو بڑھاتا ہے۔ ۴؎

۹۔خنزب۔ تلاوت قرآن میں حائل ہونے والا الشَّیۡطٰنِ۔

عثمان بن ابی عاص ؓ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا، میری اور میری تلاوت قرآن کے درمیان الشَّیۡطٰن حائل ہوجاتا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اس الشَّیۡطٰنِ کا نام خنزب ہے، جب تم اس کو محسوس کرو تو تم اعوذ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ' پڑھ لیا کرو اور اپنی بائیں جانب تین بار تھک تھکا دیا کرو۔ ۵؎

حضرت امام جعفر صادق ؓ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس نے سب سے پہلے دین کے معاملے میں اپنی رائے سے قیاس کیا وہ ابلیس تھا، اللہ تعالی نے اس سے فرمایا! آدم کو سجدہ کرو، اس نے کہا! میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے بنایا ہے جبکہ اس کو خاک سے بنایا ہے، سو جس نے دین میں اپنی رائے سے قیاس کیا اس کو اللہ تعالی قیامت کے دن ابلیس کے ساتھ اکھٹا کریں گے۔ ۶؎ ۔

حضرت ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مدینہ میں جنات کی ایک جماعت اسلام لاچکی ہے اگر تم ان سانپوں میں سے کسی کو گھروں میں رہتے ہوئے دیکھا تو اس کو تین دفعہ نکلنے کے لئے خبردار کرو اگر اس کے بعد بھی وہ سانپ نظر آئے تو اس کو مار دو کیونکہ وہ الشَّیۡطٰن ہے۔ ۷؎

شام کو الشَّیۡطٰن گھر میں داخل نہ ہوسکے:

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! رات کو دروازے بند کردو، برتن ڈھانپ دیا کرو یا انھیں الٹا کر کے رکھ دو اور اگر انھیں ڈھانپنے کے لئے کچھ نہ ملے تو اللہ کا نام لے کر لکڑی ہی اس پر رکھ دو، مشکیزوں کے منہ باندھ دو اور چراغ کو بجھا دو کیونکہ الشَّیۡطٰن نہ دیوار پھلانگ سکتا ہے نہ بند دروازوں کو کھول سکتا ہے اور نا ہی برتن کے ڈھکن کو اٹھا سکتا ہے اور نہ ہی کسی بندھی ہوئی چیز کا تسمہ کھول سکتا ہے۔ ۸؎

مندرجہ بالا الشَّیَاطِین اور ان کی آل اولاد سے حفاظت اور اللہ کی پناہ میں آنے کے لئے اللہ

نے تمام مسلمانوں کو اعوذ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھنا سیکھائی ہے، جب انسان یہ دعا پڑھ لیتا ہے تو پھر وہ انسان اللہ کی حفاظت میں آجاتا ہے اور لشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ پاتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :

ترجمہ۔شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ قَالَ ارْکَبُوْا فِیْھَا بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا وَ مُرْسٰھَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ ۹

ترجمہ۔(نوح نے اپنی قوم سے کہا!) اس (کشتی) میں سوار ہو جاؤ، اللہ ہی کے نام سے اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا ہے، بے شک میرا رب بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

یہ (خط) سلیمان کی جانب سے ہے اور اس کا آغاز بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے ہوا ہے۔ ۱۰؎

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ (پڑھ اپنے رب کے نام سے)۔ ۱۱؎

امیر المومنین حضرت علیؓ نے مزید فرمایا! میں گھوڑے کی رکاب میں پاؤں رکھنے اور گھوڑے کی پشت پر سوار ہونے کے درمیانی عرصہ میں پورے قرآن کریم کی تلاوت کر لیتا ہوں یعنی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ لیتا ہوں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ جسم کی شفاء اور سینے کا نور ہے دوسری جانب بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کسی دو دھاری تلوار سے کم نہیں۔ ۱۲؎

سورہ التوبہ میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نہیں ہے:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں! میں نے حضرت علیؓ ابن طالب سے پوچھا؟ سورہ البراۃ (توبہ) کی ابتداء میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کیوں نہیں لکھی گئی؟ تو انھوں نے فرمایا: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ امان ہے اور البراۃ میں تلوار سے مارنے کی آیات

ہیں اس میں امان نہیں ہے۔ ۱۳؎

سفیان بن عنیہ کے مطابق! بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ، رحمت اور امان ہے لیکن چونکہ سورہ البراۃ میں اظہار غضب ہے اور یہ سورہ منافقین کے لئے ہے اور یہ سورہ تلوار سے متعلق نازل ہوئی ہے اور منافقین کے لئے امان نہیں ہے۔ ۱۴؎

امام ابن الضریس نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے!

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ، ایک آیت ہے۔ ۱۵؎

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، شیطان نے لوگوں سے ایک آیت

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ کو چرالیا ہے۔

یعنی شیطان لوگوں کو بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ پڑھنے نہیں دیتا۔ ۱۶؎

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، اللہ کی کتاب کی ایک آیت سے لوگ غافل ہو گئے، یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا صرف ایک نبی حضرت سلیمان علیہ السلام بن داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی، اور وہ آیت بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ہے۔ ۱۷؎

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب حضرت جبرئیل علیہ السلام، میرے پاس وحی لے کر آتے تو سب سے پہلے بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ پڑھتے ہیں۔ ۱۸؎

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، مسلمان سورہ کے ختم ہونے کو نہیں پہچانتے تھے، یہاں تک کے آیت بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ جب نازل ہوئی تو وہ پہچان لیتے تھے کے یہ سورۃ ختم ہوگئی ہے۔ ۱۹؎

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نماز کو

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ سے شروع فرماتے۔ ۲۰؎

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، حضرت عثمان بن عفان ؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ کے بارے میں پوچھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے، اس کے اور اللہ کے اسم اکبر کے درمیان آنکھ کی سیاہی اور سفیدی

جیسا قرب ہے۔۲۱؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، بے شک جب استاد بچے کو کہتا ہے کے
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھو تو استاد کے لئے بچے کے لئے اوران کے والدین کے لئے دوزخ سے چھٹکارا لکھ دیا جاتا ہے۔۲۲؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، جب بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نازل ہوئی تو پہاڑوں نے با آواز بلند اللہ کی تسبیح بیان کی، پہاڑوں کی ان آوازوں کو اہل مکہ نے سنا، پھر وہ کہنے لگے، محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پہاڑوں پر بھی جادو کر دیا، پھر اللہ تعالیٰ نے دھواں بھیجا یہاں تک کہ اس نے اہل مکہ پر سایہ کر دیا۔۲۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص یقین کے ساتھ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھے گا، گویا پہاڑ بھی اس کے ساتھ تسبیح بیان کریں گے لیکن ان کی آواز سنائی نہیں دے گی۔۲۴؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھے گا تو اس کے لئے ہر حرف کے بدلے میں چار ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس سے چار ہزار برائیاں مٹا دی جائیں گی اور اس کے چار ہزار درجات بلند کر دیئے جائیں گے۔۲۵؎

امام الحافظ ابو بکر البغدادی نے الجامع میں ابو جعفر محمد بن علیؓ سے روایت کیا ہے،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ہر کتاب کی کنجی ہے۔۲۶؎

حوالہ کتب:

۱۔سورہ نمل۔آیت۔۹۸۔
۲۔۔تفسیر صاوی۔علامہ الشیخ احمد بن محمد الصاوی المصری المالکی۔ج۔۱۔ص۔۲۲۔دار الکتب العربیہ۔
۳۔تفسیر صاوی۔علامہ الشیخ احمد بن محمد الصاوی المصری المالکی۔ج۔۳۔ص۔۲۴۔دار الکتب العربی۔
۴۔تفسیر صاوی۔علامہ الشیخ احمد بن محمد الصاوی المصری المالکی۔ج۔۳۔ص۔۱۷۔دار الکتب العربی۔
۵۔المصنف۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔

۶۔حلیۃ الاولیاء۔امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہائی (متوفی ۴۳۰ھ)۔ج۔۳۔ص۔۱۹۷۔دارالکتاب العربی ۔بیروت۔۱۴۰۷ھ۔

۷۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۸۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۳ھ۔داراحیاء التراث العربی بیروت

۹۔سورہ ہود۔آیت۔۴۱۔

۱۰۔سورہ نمل۔آیت۔۳۰۔

۱۱۔سورہ العلق۔آیت۔۱۔

۱۲۔فقیر رنگ۔سید سرفراز اے شاہ۔ص۔۱۲۲۔جہانگیر بکس۔لاہور۔

۱۳۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔مطبوعہ دارامعرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔

۱۴۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت۔

۱۵۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۶۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۷۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۱۸۔سنن دارقطنی۔امام علی بن عمر دارقطنی (متوفی ۳۸۵ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔

۱۹۔ شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۲۰۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۲۱۔ شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۲۲۔ الفردوس بماثور الخطاب۔امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی (متوفی ۵۰۹ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۶ھ۔

۲۳۔ الفردوس بماثور الخطاب۔امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی (متوفی ۵۰۹ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۶ھ۔

۲۴۔ الفردوس بماثور الخطاب۔امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی (متوفی ۵۰۹ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۶ھ۔

۲۵۔الفردوس بماثور الخطاب۔امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی (متوفی ۵۰۹ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۶ھ۔

۲۶۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

ا۔سورہ فاتحہ (دیباچہ/افتتاح)

نام:

سورہ فاتحہ کا نام اس کے مضمون کی مناسبت سے ہے۔
عربی زبان میں فاتحہ سے مراد دیباچہ، یا افتتاحیہ یعنی آغاز کلام کے ہیں، اس کے ایک معنی کھولنے والی بھی ہے۔مصحف کے معانی ہیں افتتاح (سورہ الفاتحہ کا ایک نام سورہ الحمد بھی ہے یعنی اللہ کی حمد وثناء)۔

زمانہ نزول:

سورہ فاتحہ کے زمانہ نزول کے حوالے سے معتبر روایات سے یہ ثابت ہے کے یہ مکی سورہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مکمل صورت میں نازل ہوئی ورنہ اس سے پیشتر سورہ علق، سورہ مزمل اور سورہ مدثر کی آیات کا نزول ہوا تھا۔سورہ فاتحہ میں ایک رکوع ہے۔
الثعلبی نے اپنی تفسیر میں بیان کرتے ہیں، حضرت علیؓ نے فرمایا! سورہ فاتحۃ الکتاب عرش کے خزانے کے نیچے سے مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ ا؎
حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، جب سورہ فاتحہ نازل ہوئی تو ابلیس بلند آواز سے رونے لگا سورۃ فاتحہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ ۲؎
مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، فاتحہ الکتاب مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ ۳؎
قتادہؒ بیان کرتے ہیں، فاتحہ الکتاب مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ ۴؎
امیر المومنین حضرت علیؓ فرماتے ہیں، اگر میں چاہوں تو ستر (۷۰) اونٹوں کے وزن کے برابر

سورہ فاتحہ کی تفسیر بیان کرسکتا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ام القرآن، فاتحۃ الکتاب ہے، یہ السبع المثانی اور القرآن العظیم ہے۔۵؎

امیر المومنین حضرت علیؓ سے سبع المثانی کے متعلق جب پوچھا گیا تو آپؓ نے فرمایا! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، پھر ان سے کہا گیا کے یہ تو چھ آیات ہیں، یہ سن کر آپؓ نے فرمایا! آیت بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بھی ایک آیت ہے۔۶؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آیت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، سات آیات ہیں، جبکہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ان میں سے ایک آیت ہے، یہ السبع المثانی، القرآن العظیم، ام القرآن اور فاتحۃ الکتاب ہے۔۷؎

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! فاتحۃ الکتاب زہر کے لئے شفا ہے۔۸؎

حضرت عبد الما لک بن عمیرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! فاتحۃ الکتاب ہر بیماری کی شفا ہے۔۹؎

حضرت سلیمانؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ صحابہ بعض غزوات میں ایک ایسے شخص پر سے گزرے جس کو سر درد کی تکلیف تھی کسی صحابی نے اس کے کان میں ام القرآن یعنی (سورہ فاتحہ) پڑھی تو وہ اچھا ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ ام القرآن ہے، جو ہر بیماری کی شفا ہے۔۱۰؎

حضرت ابو امامہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! چار چیزیں عرش کے نیچے خزانے میں سے اتاری گئی ہیں جبکہ ان کے علاوہ کوئی اور چیز اس (خزانے) سے نہیں اتاری گئی۔

۱۔ام الکتاب یعنی سورہ فاتحہ۔ ۲۔آیت الکرسی۔ ۳۔سورہ البقرہ کی آخری آیات۔

۴۔سورہ الکوثر۔۱۱؎

حضرت ابو الدرداءؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! فاتحہ الکتاب اتنی کفایت کرتی

ہے جتنی کفایت قرآن کا کوئی جز نہیں کرتا، اگر فاتحۃ الکتاب کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور دوسرے پلڑے میں پورے قرآن کو رکھ دیا جائے تو فاتحۃ الکتاب قرآن سے سات گنا زیادہ ہوگا۔ ۱۲؎

حضرت حسنؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص فاتحہ الکتاب کو پڑھے تو گویا اس نے توراۃ، انجیل، زبور اور قرآن مجید کو پڑھ لیا۔ ۱۳؎

حضرت حسنؓ بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ایک سو چار کتب نازل فرمائی، پھر ان کتب کے علوم کو چار کتابوں یعنی ۔۱۔تورات ۔ ۲۔انجیل ۔ ۳۔زبور ۔ ۴۔اور قرآن کریم میں محفوظ کر دیا، پھر قرآن کریم کے علوم کو مفصل سورتوں میں محفوظ کیا، پھر مفصل سورتوں کے علوم کو سورہ فاتحہ (فاتحۃ الکتاب) میں محفوظ کیا گیا، تو جو شخص اس فاتحۃ الکتاب کی تفسیر کو جان لے گا تو گویا اس نے کل الہامی کتب کی تفسیر کو جان لیا۔ ۱۴؎

مضامین:

۱ توحید۔

۲۔نبوت۔

۳۔عبادت۔

۴۔وعدہ اور وعید۔

۵۔قصص وامثال۔

۶۔معاد۔

۷۔دعا۔

سورہ فاتحہ سات آیتوں پر مشتمل چھوٹی سورہ ہے، جس کو ایک مسلمان رات دن میں کم از کم سترہ مرتبہ دہراتا ہے اور جب وہ سنتیں پڑھتا ہے تو یہ تعداد اس سے بھی زیادہ ہوجاتی ہیں اور اگر وہ فرائض وسنن کے علاوہ نوافل بھی پڑھتا ہے تو وہ اس سورہ کو بے شمار مرتبہ دہراتا ہے اس سورت کی تلاوت کے بغیر نماز نامکمل ہے۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جس نے نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی۔ ۱۵؎

سورہ لفاتحہ وہ سورہ ہے جس میں تمام امراض کی شفاء ہے سب سے بڑھ کر یہ سورہ ہر قسم کے امراض قلب کی شفاء ہے، دل میں آنے والے ہر قسم کے وسوسوں، اجرام فلکی سے متعلق گمان، زندگی اور لوگوں سے متعلق بدگمانیاں کو دور کرتے ہوئے یہ اپنے پڑھنے والوں کو سیدھا اور سچا راستہ دکھاتی ہے، اس کے پڑھتے رہنے سے تمام راستے کشادہ ہو جاتے ہیں جن میں نظری، فکری اور عملی راستے شامل ہیں، اور پڑھنے والا بلا آخر اللہ کے قرب میں جاگزیں ہو جاتا ہے۔ ۱۶؎

سورہ فاتحہ ایک دعا ہے جو اللہ نے ہر مسلمان کو سیکھائی ہے، فطری طور پر انسان کے اندرون میں جو خواہشات ہوتی ہیں، انسان انھی کے لئے دعا کرتا ہے، دنیا انسان کا عارضی ٹھکانا ہے چنانچہ انسان اپنے رب سے ہدایت، رہنمائی اور آخرت میں کامیابی کی دعا مانگتا ہے۔

سورہ فاتحہ پورے قرآن کریم کی تخلیص ہے جبکہ دوسری جانب یہ سورہ قرآن کریم کے دماغ کی حیثیت رکھتی ہے یعنی پورے قرآن کریم کی کل تعلیمات سورہ فاتحہ میں سما دی گئی۔

سورہ الفاتحہ اگرچہ قرآن حکیم کی مختصر سورتوں میں سے ہے، اس کی کل سات آیات ہیں جس کو سبع المثانی بھی کہا جاتا ہے، تاہم یہ قرآن حکیم کی عظیم ترین سورت ہے۔ اس سورہ مبارکہ کو اُمّ القرآن، اساس القرآن، ام الکتاب اور سورۃ الحمد بھی کہا گیا ہے یعنی یہ پورے قرآن کے لیے بنیاد، اساس اور جڑ کی حیثیت رکھتی ہے، الفاتحہ سے مراد فَتَحَ یَفْتَحُ کے ہیں یعنی کھولنا کیونکہ قرآن کریم کی ابتداء سورہ فاتحہ سے ہوتی ہے لہٰذا یہ "سورہ The Opening Surah of the Quran" ہے۔

سورہ فاتحہ کا ایک نام الکافیہ یعنی کفایت کرنے والی ہے جبکہ ایک نام الشافیہ یعنی شفا دینے والی ہے۔ ۱۷؎

اگرچہ پورے قرآن کے چار مقاصد ہیں جو اس سورہ الفاتحہ میں ذکر کئے گئے ہیں۔

۱۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، یعنی اللہ تعالی کی ذات اور صفات۔

۲۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ، معاد یعنی مر کر دوبارہ اٹھنا۔

۳۔ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ۔

اس آیت میں رشد وہدایت کی دعا کی گئی ہے اور انعام یافتہ افراد یعنی انبیاء اور رسل کا ذکر ہے

۴۔ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ، یعنی قضاء وقدر۔

سورہ الفاتحہ ہم ہر دن نماز میں پڑھتے ہیں اور اس میں ایک آیت ہے۔

غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ۔یعنی ۔اے اللہ! ہم لوگوں کو ان کے راستے پر نہ چلانا جن پر تیرا غضب نازل ہوا ہو اور نہ ہی ان لوگوں کے راستے پر چلانا جو گمراہ ہوئے ہوں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی وضاحت میں فرمایا!

الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ سے مراد یہودی ہیں جبکہ ضالین سے مراد عیسائی ہیں ،یعنی یہودی اور عیسائیوں سے گمراہیاں اور غلطیاں سرزد ہوئیں ،ہمیں ان کے راستے پر نہ چلانا، اگر چہ یہودیوں کی غلطی یہ تھی کے انھوں نے قانون الہی کے ظاہری پہلو پر زور دیا اور اس کی اصل روح کو نظر انداز کر دیا جس سے ان میں ایک خاص نوعیت کی گمراہی پیدا ہوگئی جبکہ اس کے برعکس عیسائیوں نے قانون اور شریعت کی روح پر تو بہت زور دیا لیکن احکامات اور ظواہر کو چھوڑ دیا اس طرح سے دونوں ہی اقوام صراط مستقیم سے بھٹک گئیں۔

سورہ الحجر میں ارشاد خداوندی:

وَلَقَدۡ اٰتَيۡنٰكَ سَبۡعًا مِّنَ الۡمَثَانِيۡ وَالۡقُرۡاٰنَ الۡعَظِيۡمَ ۔۱۸

ترجمہ۔ہم نے اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ' کو سات ایسی آیات عطا کی ہیں جو بار بار پڑھی جاتی ہیں اور عظمت والا قرآن۔

سورۃ الفاتحہ کی سات آیتیں دوہرا دوہرا کر پڑھی جاتی ہیں ،نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہیں' اور یہ سورہ مبارکہ خود اپنی جگہ پر ایک قرآن عظیم ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ هِيَ السَّبۡعُ الۡمَثَانِيۡ وَالۡقُرۡاٰنُ الۡعَظِيۡمُ الَّذِيۡ اُوۡتِيۡتُهٗ

سورہ فاتحہ، سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا ہوئی ہے۔۱۹؎

حضرت ام سلمہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بسم اللہ کو سورہ فاتحہ کے شروع میں نماز میں پڑھا اور اسے ایک آیت شمار کیا۔۲۰؎

ایک روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی مروی ہے، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ،
حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عطاؒ،
حضرت طاؤسؒ، حضرت سعید بن جبیرؒ، حضرت مکحولؒ اور حضرت زہری رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے کے بِسۡمِ اللّٰهِ ہر سورت کے آغاز میں ایک مستقل آیت ہے سوائے سورہ (توبہ) برات کے ان صحابہ اور تابعین کے علاوہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور اسحاق بن راہویہؒ اور ابوعبیدہ قاسم بن سلامؒ رحمہم اللہ کا بھی یہی مذہب ہے، البتہ امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ اور ان کے ساتھی کہتے ہیں کے بِسۡمِ اللّٰهِ نہ تو سورہ فاتحہ کی آیت ہے نہ کسی اور سورت کی،

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ سورہ فاتحہ کا جز نہیں بلکہ آیت بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ کسی بھی سورہ کا جز نہیں ماسوائے ان مقامات کے جہاں متن میں یہ آیت اللہ نے بیان فرمائی ہے۔

حضرت عثمان بن عفانؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ کی نسبت سوال کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے، اللہ تعالیٰ کے بڑے ناموں اور اس میں اس قدر نزدیکی ہے جیسے آنکھ کی سیاہی اور سفیدی میں۔۲۱؎

ابن مردویہ میں منقول ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھ پر ایک ایسی آیت اتری ہے جو کسی اور نبی پر سوائے حضرت سلیمانؑ کے نہیں اتری، وہ آیت بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ہے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں جب یہ آیت بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ اتری بادل مشرق کی طرف چھٹ گئے۔ ہوائیں ساکن ہوگئیں، سمندر ٹھہر گیا، جانوروں نے کان لگا لئے، شیاطین پر آسمان سے شعلے گرے اور پروردگار عالم نے اپنی عزت وجلال کی قسم کھا کر فرمایا! جس چیز پر میرا یہ نام لیا جائے گا اس میں ضرور برکت ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں! جو جہنم کے انیس داروغوں سے بچنا چاہے وہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھے، اس کے انیس حروف ہیں، اور ہر حرف ہر فرشتے سے بچاؤ بن جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت سعید بن زید اور حضرت عبداللہ بن سعیدؓ سے روایت ہے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص وضو میں اللہ کا نام نہ لے اس کا وضو نہیں ہوتا۔ ۲۲؎

حضرت عبادہ بن صامتؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس شخص کی نماز نہیں جو نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے۔ ۲۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سورہ فاتحہ ہر بیماری کی شفا ہے۔ ۲۴؎

سورۃ الفاتحہ کے تین اجزاء:

سورہ فاتحہ کے درج ذیل تین اجزاء ہیں۔

۱۔ جز اول:

ابتدائی تین آیات میں اللہ کی حمد و ثنا بیان کی گئی ہے۔

۲۔ جز دوم:

پانچویں آیت میں انسان کا اپنے خالق حقیقی سے ایک عہد و پیمان ہے، یعنی انسان اپنے اللہ سے ہاتھ ملاتے ہوئے یہ کہتا ہے!

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔ ۲۵

ترجمہ۔ ہم صرف تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے اور ہم صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں اور چاہتے رہیں گے۔

بندے کا یہ اقرار گویا اللہ اور بندے کا ایک hand shake ہے، اگرچہ یہ نہایت مشکل اور کٹھن اقرار ہے۔

بقول شاعر!

یہ شہادت گہِ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا !

۳۔ جز سوم:

آخری دو آیات میں اللہ سے دعا ہے۔

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! پورے قرآن کریم کی تعلیمات سورہ فاتحہ میں بند ہیں جبکہ سورہ فاتحہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ میں بند ہے، اور بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کے ب میں جو نقطہ ہے اس میں، میں سمایا ہوا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں! میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان دو برابر حصوں میں تقسیم کر دیا ہے، اس کا نصف حصہ میرے لیے اور نصف حصہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کو وہ عطا کیا گیا جو اس نے طلب کیا۔ جب بندہ کہتا ہے اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! میرے بندے نے میری حمد کی میرا شکر ادا کیا، جب بندہ کہتا ہے الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! میرے بندے نے میری ثنا کی، جب بندہ کہتا ہے! مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ تو اللہ فرماتا ہے! میرے بندے نے میری بزرگی اور بڑائی بیان کی، جبکہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا! میرے بندے نے اپنے آپ کو میرے سپرد کر دیا یعنی یہ پہلا حصہ سب کا سب اللہ کے لیے ہے پھر جب بندہ کہتا ہے!

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! یہ حصہ میرے اور میرے بندے کے مابین مشترک ہے اور میں نے اپنے بندے کو وہ بخشا جو اس نے مانگا یعنی یہ حصہ ایک عہد اور میثاق ہے۔ اللہ اور بندے کے مابین hand shake ہے، پھر جب بندہ کہتا ہے!

اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ۔

تو اللہ فرماتا ہے! یہ حصہ سب کا سب میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے نے جو کچھ مجھ سے طلب کیا وہ میں نے اسے بخشا۔ ۲۶؎

آمین:

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں، آمین، رب العالمین کی اپنے بندوں پر مہر ہے کیونکہ اللہ تعالی بندوں کی آفات وبلیات کو آمین سے دور فرماتا ہے جیسے کسی لفافے پر مہر لگادی جائے تو اس مہر کی وجہ سے اس میں فاسد اور ناپسندیدہ چیزیں داخل نہیں ہوسکتی۔

حضرت ابو ہرہؓ فرماتے ہیں، آمین جنت کا ایک درجہ ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا! اس کا مطلب یہ ہے کے آمین کہنے والے کو جنت میں ایک درجہ ملے گا۔ ۲۷؎

علامہ شمس الدین محمد بن ابی العاص الرملی الشافعی لکھتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں جب سورہ فاتحہ کی قراءت سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے آمین کہتے۔

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب تم میں سے کوئی شخص آمین کہتا ہے تو آسمان میں فرشتے بھی آمین کہتے ہیں پس بندے کی آمین فرشتے کی آمین کے جب کے موافق ہوجائے تو اللہ اس بندے کے پچھلے گناہ معاف کردیتا ہے۔ ۲۸؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب امام آمین کہے تم بھی آمین کہو جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل جائے اس کے تمام سابقہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ ۲۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب تم میں سے کوئی اپنی نماز میں آمین کہتا ہے اور فرشتے آسمان میں آمین کہتے ہیں اور ایک کی آمین دوسرے کی آمین سے مل جاتی ہے تو اس کے تمام پہلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ ۳۰؎

یعنی بندوں اور فرشتوں کی آمین کا وقت جب ایک ہوجائے اور ان دونوں میں موافقت ہوجائے تو دعا کی قبولیت لازم ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب امام آمین کہے تم بھی آمین کہو جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل جائے اس کے تمام سابقہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہود تم سے کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کرتے جتنا وہ تم سے آمین پر حسد کرتے ہیں، سو تم کثرت سے آمین کہا کرو۔ ۳۱؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا آمین کے کیا معنی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے اللہ تو کر۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کسی بندے نے اللہ کی تعریف کرتے ہوئے کہا!

يَارَبِّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا يَنبَغِي لِجَلَالِ وَجهِكَ وَعَظِيمِ سُلطَانِكَ۔

ترجمہ۔ اے اللہ تیرے لئے ایسی حمد ہے جو تیرے چہرے کی بزرگی اور تیری سلطنت کی عظمت کے لائق ہو۔

فرشتے اس معاملے میں حیرت زدہ ہوئے اور فیصلہ نہ کرسکے کے اسے کس طرح لکھیں چنانچہ وہ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا خدایا! تیرے بندے نے ایک ایسی بات کہی ہے کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کے اسے کس طرح لکھیں، یہ جانتے ہوئے بھی کے بندے نے کیا کہا تھا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے سوال کیا؟ میرے بندے نے کیا کہا؟" فرشتوں نے عرض کی اس نے کہا اے اللہ تیرے لئے ایسی تعریف ہے جو تیرے چہرے کی عظمت وجلال اور تیری سلطنت کی عظمت کے لائق ہے، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کے اسی طرح لکھو کے جس طرح میرے بندے نے کہا قیامت کے دن وہ مجھ سے ملے گا اور میں خود اس کی جزا دوں گا۔ ۳۲؎

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھا پھر فاتحۃ الکتاب کو پڑھا پھر کہا آمین تو آسمان پر کوئی فرشتہ مقرب باقی نہیں رہتا جو اس شخص کے لئے استغفار نہ کرتا ہو۔ ۳۳؎

۞

حوالہ کتب:

۱۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۲۔ مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دار الوطن بیروت۔ ۱۴۱۸ھ۔

۳۔ مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دار الوطن بیروت۔ ۱۴۱۸ھ۔

۴۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۵۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔

۶۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۷۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۸۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۹۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۰۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۱۔ المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ دار احیاء التراث العربی ،بیروت۔

۱۲۔ الفردوس بماثور الخطاب۔امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی (متوفی ۵۰۹ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۶ھ۔

۱۳۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۴۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۱۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دار ارقم بیروت۔

۱۶۔لیکچر پروفیسر ڈاکٹر احمد رفیق اختر۔

۱۷۔بیان القرآن۔ڈاکٹر اسرار احمد۔مکتبہ خدام القرآن لاہور۔

۱۸۔سورہ الحجر۔آیت۔۔

۱۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دار ارقم بیروت۔

۲۰۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دار الباز مکہ مکرمہ۔مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔

۲۱۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔

۲۲۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۲۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۲۴۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۲۵۔سورہ الفاتحہ۔آیت۔۱۔۵۔
۲۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۷۔لسان العرب۔علامہ جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور افریقی (متوفی ۷۱۱ھ)۔ج۔۱۳۔ص۔۲۶۔۲۷۔ مطبوعہ نشر ادب الحوذہ قم۔ایران۔۱۴۰۵ھ۔
۲۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۱۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۳۲۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۳۳۔الفردوس بماثور الخطاب۔امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی (متوفی ۵۰۹ھ)۔ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۶ھ۔

۲۔سورہ البقرہ (گائے)

نام:

بقرہ۔عربی زبان میں گائے کو کہتے ہیں،اس سورہ میں گائے کا ذکر پانچ بار کیا گیا ہے۔

زمانہ نزول:

اس سورہ کا بڑا حصہ ہجرت مدینہ کے بعد نازل ہوا ہے،یعنی یہ مدنی سورہ ہے اور یہ سورہ مدنی زندگی کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی ، تاہم اس سورہ کی آخری دو آیات ہجرت مدینہ سے قبل نازل ہوئیں،سورہ بقرہ میں چالیس رکوع ہیں اور اس سورہ کی کل آیات کی تعداد ۲۸۶ ہے۔

سورہ البقرہ کا شمار سبع الطوال میں کیا جاتا ہے۔

بقرہ/گائے:

سورہ کا نام بقرہ یعنی گائے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کے قوم بنی اسرائیل میں ایک شخص کا قتل ہو جاتا ہے اور قاتل کا کہیں سراغ نہیں ملتا جب یہ معاملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچتا ہے تو اللہ حکم دیتے ہیں کے ایک گائے کو ذبح کر کے اس کے گوشت کے ایک بڑے ٹکڑے کو اس مردہ شخص کے جسم پر لگاؤ، اس طرح وہ مرا ہوا شخص اللہ کے اذن سے زندہ ہو کر اپنے قاتل کا نام بتا دے گا، جب یہ بات حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کی تو ان کی قوم نے گائے کے بارے میں سوالات شروع کر دئے کے وہ کیسی ہو؟ کس رنگ کی ہو؟ اس کی عمر کیا ہو؟ وغیرہ حالانکہ اتنے سوالات کرنے سے بہتر تھا کے وہ کوئی سی بھی گائے ذبح کر دیتے ،لیکن جتنے زیادہ سوالات قوم بنی اسرائیل کرتی گئی اپنے معاملات کو اتنا ہی مشکل بناتی گئی، کیونکہ زیادہ سوالات پوچھنے کی وجہ سے اللہ کی طرف

سے زیادہ سے زیادہ شرائط عائد ہوتی چلی گئیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ۔۱

ترجمہ۔ان کی باطل پرستی کا یہ حال تھا کے دلوں میں ان کے بچھڑا ہی بسا ہوا تھا۔

اسی سورہ میں گائے کے حوالے سے ایک اور واقعہ درج ہے کے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر چالیس دن عبادت کے لئے گئے تو ان کی غیر موجودگی میں سامری جادوگر نے قوم بنی اسرائیل کے لئے عبادت کے لئے ایک گائے کا بچھڑا بنایا۔گائے پرستی نہایت قدیم عبادت ہے۔

مضامین:

ا۔قرآن کریم کی صداقت،حقانیت اور اس کتاب کے ہر طرح کے شک وشبہ سے پاک ہونے کو بیان کیا گیا ہے۔

۲۔قرآن کریم سے حقیقی ہدایت حاصل کرنے والوں اور ان کے اوصاف کا بیان،ازلی کافروں کے ایمان سے محروم رہنے اور منافقوں کی بری خصلتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

۳۔قرآن کریم میں شک کرنے والے کفار سے قرآن مجید کی سورت جیسی کوئی ایک سورت بنا کر لانے کا مطالبہ کیا گیا اور ان کے اس چیز سے عاجز ہونے کو بھی بیان کر دیا گیا۔

۴۔حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا واقعہ بیان کیا گیا اور فرشتوں کے سامنے ان کی شان کو ظاہر کیا گیا ہے۔

۵۔تعمیر خانۂ کعبہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا۔

۶۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دلی خواہش پر قبلہ کی تبدیلی اور اس تبدیلی پر ہونے والے اعتراضات و جوابات کا بیان ہے۔

۷۔عبادات اور معاملات جیسے نماز قائم کرنے،زکوٰۃ ادا کرنے،رمضان کے روزے رکھنے،خانۂ کعبہ کا حج کرنے،اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے،دینی معاملات میں قمری مہینوں پر اعتماد کرنے،اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے،والدین اور رشتہ داروں کے ساتھ سلوک

کرنے، یتیموں کے ساتھ معاملات کرنے، نکاح، طلاق، رضاعت، عدت، بیویوں کے ساتھ ایلاء کرنے، جادو، قتل، لوگوں کے مال ناحق کھانے، شراب، سود، جوااور حیض کی حالت میں بیویوں کے ساتھ صحبت کرنے وغیرہ کے بارے میں مسلمانوں کو ایک شرعی دستور فراہم کیا گیا ہے۔

۸۔ تابوت سکینہ، طالوت اور جالوت میں ہونے والی جنگ کا بیان ہے۔

۹۔ مردوں کو زندہ کرنے کے ثبوت پر حضرت عزیر علیہ السلام کی وفات۔

۱۰۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چار پرندوں کو زندہ کرنے کا واقعہ۔

۱۱۔ آخر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رجوع کرنے، گناہوں سے توبہ کرنے اور کفار کے خلاف مدد طلب کرنے کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلائی گئی ہے اور مسلمانوں کو قیامت کے دن سے ڈرایا گیا ہے۔

ا۔ اقسام انسان:

اللہ نے انسانوں کی تین اقسام پیدا فرمائی ہیں۔

ا۔ مومنین۔ ۲۔ منافقین۔ ۳۔ کافرین۔

مومنین کی پانچ صفات:

ا۔ ایمان بالغیب۔ ۲۔ اقامت الصلوۃ۔ ۳۔ انفاق۔ ۴۔ ایمان بالکتب۔ ۵۔ یقین بالآخرۃ۔

منافقین کے خصائل:

ا۔ جھوٹ۔ ۲۔ دھوکا۔ ۳۔ عدم شعور۔

۴۔ قلبی بیماریاں۔ ۵۔ سفاہت۔ ۶۔ احکام الٰہی کا مذاق۔

۷۔ فتنہ وفساد۔ ۸۔ جہالت۔ ۹۔ ضلالت۔ ۱۰۔ تذبذب۔

تاہم سورہ البقرہ میں منافقین کی اقسام اور ان سے نبٹنے کے احکامات کی وضاحت کی گئی ہے۔

کفار کے خصائل:

ا۔کفار کے دلوں اور کانوں پر مہر ہے اوران کی آنکھوں پر پردہ ہے۔

۲۔اعجاز قرآن:

جن سورتوں میں اللہ نے عظمت قرآن کو بیان فرمایا ہے ان سورتوں کی ابتداء حروف مقطعات سے ہوئی ہے۔حروف مقطعات پر تفصیلی بحث گزشتہ ابواب میں کی جا چکی ہے۔

۳۔حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ:

قرآن کریم کی سورہ البقرہ میں اللہ تعالی نے تخلیق حضرت آدم علیہ السلام کو بیان فرمایا ہے، اگر چہ فرشتوں نے آدم کی تخلیق پر کچھ سوالات اٹھائے لیکن اللہ کی مرضی یہ تھی کے آدم اوراس کی اولاد خلافت اور نیابت کی ذمہ داری اٹھائیں گے تاہم ان کی اکثریت زمین پر فتنہ اور فساد اور خونزریزی بھی کریں گے،لیکن دوسری جانب وہ کائنات کو تسخیر بھی کریں گے اوراسے ترقی دے کر زمین کی ساخت کو بدلتے ہوئے عظیم بھلائیوں کو پروان چڑھائیں گے بالفاظ دیگر اللہ تعالیٰ کی اس وسیع کائنات میں دائمی نشوونما، مسلسل تہذیب کی ترقی، تخریب وتعمیر کا دائمی عمل، پیہم جدوجہد، نہ رکنے والی جستجو، مسلسل تغیر وتبدیلی کے ذریعہ انسان عظیم ترین بھلائی اور بہبود کو بروئے کار لائے گا چنانچہ فرشتوں کی جانب سے کئے گئے سوالات کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو عالم الغیب اور علیم وخبیر ہیں یہ فیصلہ صادر ہوا۔قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ میں وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو علم الاسماء سیکھائے اور انھیں اپنی نیابت اور خلافت عطا فرمائی، پھر اللہ نے فرشتوں اور جنات کو حکم دیا کے وہ آدم کو سجدہ کریں لیکن ابلیس نے سجدہ سے انکار کیا، بعد ازاں ابلیس نے آدم کو بہکایا اور بلا آخر اس نے آدم کو جنت سے نکلوادیا۔

قرآن کریم میں آدم اور ابلیس کے قصے کو سات مرتبہ بیان کیا گیا ہے۔

۴۔قوم بنی اسرائیل کے حالات:

ا۔سورہ بقرہ کے ابتدائی پندرہ سولہ رکوع میں دعوت دین، یہودیوں کی تاریخ، یہودیوں کی اخلاقی ومذہبی حالت کی گراوٹ اوران پر تنقید شامل ہے۔

۲۔ہجرت مدینہ کے بعدایک نئی اسلامی ریاست کے خدوخال،تمدن،معاشرت،معیشت،قوانین اورسیاست سے متعلق اصولی ہدایات وغیرہ۔

۳۔ہجرت کے بعدحق وباطل کی کشمکش ایک نئے مرحلے میں داخل ہوگئی۔

اول۔مسلمانوں کودین اسلام کی تبلیغ واشاعت کاحکم۔

دوم۔باطل قوتوں کے بطل میں کسی کوکوئی ابہام نارہے۔

سوم۔مسلمانوں کونہایت صبرواستقامت سے دین پرجم کرحالات کے مقابلے کاحکم۔

چہارم۔پوری طاقت اوردلیری سے مسلح مزاحمت اورمقابلے کاحکم۔

پنجم۔اگرزمانہ جہالت کا ظالمانہ نظام مٹانا پڑے تو اس فاسد نظام زندگی کو بزور طاقت مٹانے کے لئے کسی بھی قسم کا کوئی تامل ناکیاجائے۔

۵۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ:

ا۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کااپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ تعمیر کعبہ میں حصہ لینا اورتوبہ واستغفار کرنا،حضرت ابراہیم علیہ السلام اورحضرت اسماعیل علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کے دوران اللہ سے تین دعائیں مانگیں۔

ا۔آخری پیغمبر میری نسل میں بھیجئے۔

۲۔مکہ کوامن کاشہر بنایئے۔

۳۔اس شہر میں رہنے والوں کوپھلوں سے روزی دیجئے۔

اگرچہ یہ تمام دعائیں آپ کے دنیاسے پردہ فرمانے کے بعد ہزاروں سال کے بعدمقبول ہوئیں۔

ا۔پہلی دعا۳۷۷۵(تین ہزارسات سوپچھتر) سال کے بعدقبول ہوئی،یعنی پہلی دعامانگنے کے

پونے چار ہزار سال کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں تشریف لائے۔
۲۔دوسری دعا مکہ کو امن کا شہر بنا دیجئے تاہم دنیا میں ہر جگہ خون خرابہ،جنگیں اور فتنہ وفساد ہوا لیکن اللہ نے اپنے مکہ شہر کو اس سے محفوظ فرمایا اور وہ امن کا شہر ہے۔
۳۔تیسری دعا کے اس شہر کے مکینوں کو پھلوں سے روزی عطا فرمایئے چنانچہ دنیا کا ہر پھل مکہ کے بازار میں دستیاب ہے،جبکہ مکہ کی ریتیلی زمین میں سبزہ، پھول پودے اور کاشت کاری نہیں ہوتی۔

قَالَ اِنِّیۡ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۔۲

ترجمہ۔(اللہ نے حضرت ابراہیم سے کہا) میں تجھے سب لوگوں کا امام (پیشوا) بنانے والا ہوں۔
سورہ البقرہ اور سورہ آل عمران کا جوڑ ہے اگرچہ سورہ البقرہ اور سورہ آل عمران کے مضامین میں اتنی مشابہت ہے کے صاف پتا چلتا ہے کے دونوں سورتیں ایک دوسرے کا جوڑا ہیں۔
سورہ البقرہ میں یہودیوں پر تبصرہ ہوا ہے۔
سورہ آل عمران میں عیسائیوں پر تبصرہ ہوا ہے۔
سورہ البقرہ میں احکامات زیادہ ہیں جبکہ سورہ آل عمران میں اخلاقی ہدایات زیادہ ہیں،سورہ بقرہ میں وہ چیزیں بتائی گئیں جو یہودیوں کے دین سے انحراف کا سبب بنیں تاکہ مسلمان ان سے بچیں اور سورہ آل عمران میں وہ ان باتوں کا ذکر کیا گیا جو عیسائیوں کے انحراف کا سبب بنیں تاکہ مسلمان ان سے بھی گریز کریں کیونکہ یہی دو بڑی اقوام ہیں جن سے آگے چل کر مسلمانوں کا واسطہ پڑنے والا ہے۔
اسی لئے کہا جاتا ہے کے سورہ البقرہ کی تکمیل سورہ آل عمران ہے،ایک میں نظام شریعت کے ظاہری پہلو پر زور دیا گیا ہے جبکہ دوسری میں اس کے داخلی پہلو پر بحث کی گئی ہے اس طرح سے یہ دونوں پہلو مل کر ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یقیناً شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس گھر میں سورہ البقرہ پڑھی جاتی ہے۔۳

حضرت امامہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سورہ البقرہ پڑھتے رہا کرو کیونکہ اس کا حاصل کرنا برکت ہے اوراس کا چھوڑ دینا حسرت ہے اور یہ اہل باطل کے بس کی نہیں۔ ۴؎

حضرت ابو ہرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر چیز کی ایک بلندی ہے اور قرآن کریم کی بلندی سورہ البقرہ ہے۔ ۵؎

حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص رات میں سورہ البقرہ پڑھ کر سوئے گا شیطان اس کے گھر میں تین دن تک داخل نہ ہو سکے گا اور جو شخص دن میں اس سورہ کو پڑھے گا تو تین دن تک شیطان اس کے گھر میں داخل نہ ہو سکے گا۔ ۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھے سورہ البقرہ، ذکر اول سے عطا فرمائی گئی۔ ۷؎

حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سورہ البقرہ کی آخری دو آیات جس گھر میں تین راتوں تک پڑھی جائے گی شیطان اس کے قریب بھی نہ آسکے گا۔ ۸؎

حضرت ابو ذرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سورہ البقرہ کی آخری دو آیات اللہ کے عرش کے نیچے موجود خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کے اس سورہ کو اپنی عورتوں اور بچوں کو سیکھاؤ کیونکہ یہ آیات رحمت اور دعا ہیں۔ ۹؎

حضرت ابو امامہ باہلیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قرآن پڑھا کرو کیونکہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کرے گی اور زہراوین

(سورہ البقرہ اور سورہ آل عمران) کو پڑھا کرو کیونکہ وہ قیامت کے روز بادلوں کی طرح آئیں گی یا پرندوں کی جماعتوں کی طرح آئیں گی اور اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے حجت پیش کریں گی اور سورہ البقرہ کو پڑھا کرو کیونکہ اس کا حاصل کرنا برکت ہے جبکہ اس کا چھوڑنا حسرت ہے اور جادو کرنے والے اس کو پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ۱۰؎

سورہ البقرہ اور سورہ آل عمران کا ایک نام سورہ الزہراء بھی ہے۔ ۱۱؎

زہراء کے معنی ہیں صاف اور روشن، چمک دار اور روشن کرنے والی چیز، سورہ البقرہ اور سورہ آل عمران میں جو نور اور ھدایت ہے اس کی وجہ سے آپ نے ان دونوں کو زہراء فرمایا ہے۔

آیت الکرسی کے فضائل:

سورہ البقرہ میں موجود آیت الکرسی فضیلت کے اعتبار سے نہایت بلند مقام رکھتی ہے، یہ آیت قرآن کریم کی طویل ترین آیت ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آیت الکرسی قرآن کریم کی آیات کی سردار ہے۔ ۱۲؎

حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے (امتحاناً) یہ سوال کیا! کتاب اللہ کی کون سی آیت سب سے زیادہ عظیم ہے؟ تو انھوں نے جواباً عرض کیا! آیت الکرسی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے ابومنذر! تم کو یہ علم مبارک ہو۔ ۱۳؎

حضرت ابن الاسقع بکریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک شخص نے پوچھا! قرآن کریم کی کون سی آیت سب سے عظیم ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۔ ۱۴؎

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی کو پڑھا، اللہ تعالی اس کو دوسری نماز تک اپنی حفاظت میں رکھتا ہے آیت الکرسی کی حفاظت صرف نبی، صدیق یا شہید ہی کرتے ہیں۔ ۱۵؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے گا، اس کو جنت میں داخل ہونے سے موت کے سوا کوئی چیز مانع نہیں ہوگی اور وہ مرتے کے ساتھ ہی جنت میں داخل ہو جائے گا۔ ۱۶؎

امام ابن الضریس نے قتادہ سے روایت کیا ہے! جو شخص بستر پر لیٹ کر آیت الکرسی پڑھتا ہے صبح تک دو فرشتے اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں۔ ۱۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! رات کو سونے سے پہلے آیت الکرسی پڑھنے والے کے لئے اللہ ایک محافظ فرشتہ مقرر فرما دیتے ہیں اور رات بھر کوئی بری بلا اسے تکلیف نہیں پہنچا سکتی ہے۔ ۱۸؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آیت الکرسی کو جس بچے یا مال پر رکھ دیا جائے یعنی پڑھ کر دم

کر دیا جائے یا لکھ کر رکھ دیا جائے تو شیطان اس کے قریب بھی نہیں آئے گا۔۱۹؎

حروف مقطعات:

حروف مقطعات کی تعداد(۱۴) ہے جن سے شروع ہونے والی سورتوں کی تعداد ۲۹ ہے۔
(11=2+9)یعنی (1+1) اب یہ(1+1) ظاہر کرتا ہے اللہ کے وجوداور رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس، تاہم اللہ کی ذات اپنی ذات وصفات میں یکتا اور ایک ہے اللہ ہی خالق کل کائنات اور رب اللعالمین ہے جبکہ اللہ کے بعد بزرگ ترین ہستی رسول اللہ ﷺ کی ہے آپ ﷺ رحمت اللعالمین اور امام الانبیاء ہیں۔
اہل علم حضرات کے نزدیک حروف مقطعات کو کائنات کا Controlling Word کہا جاتا ہے، کن اس کائنات کا Controlling Word ہے، کائنات میں موجود مختلف ارواح کا بھی ایک Controlling Word ہے، اللہ تعالیٰ نے شب معراج رسول اللہ ﷺ کو ۲۹ القابات عطا فرمائے، یہ ۲۹ القابات Law Book کا Code یا Key ہیں جب تک ہم ان ۲۹ احکامات پر عمل پیرا نہیں ہوں گے اس وقت ت ہم ہرگز قانون یا Constitution کو سمجھ نہیں سکیں گے۔
حروف مقطعات سے شروع ہونے والے ابجد دنیا میں ایک ارب اور غالباً ۱۸ کروڑ ہیں حروف مقطعات میں دو حروف نقطے والے ہیں ان سے جو حروف مرکب کی صورت میں بنتے ہیں ان کی تعداد ۷ ۸ ارب ۸۱ کروڑ سے زائد ہے۔۲۰؎
حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں! المص، الر، المر، کھیعص، طہ، طسم، یس، ص، حم، ق اور نون یہ قسمیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان سے قسم کھائی ہے، اور وہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہیں۔
امام جریر نے عکرمہؓ سے روایت کیا ہے کہ الم قسم ہے۔
امام ابن جریج نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بیان کیا ہے، الم اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے۔
حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، الم، حم اور طس اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے۔

الٓمٓ:

ا۔ سے مراد اللہ۔

ل۔ سے مراد لا یعنی نہیں۔

م۔ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور معرفت الٰہی کے ہیں۔

روحانیت یا ولایت کے دس درجات ہیں چنانچہ الم کا ذکر کرنے والا شخص روحانیت میں تیسرے درجے کا ولی بنتا ہے۔

ر:

ر۔ یہ حرف بھی حروف مقطعات میں شامل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخصوص ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کا پیغام حق بنی نوع انسانیت کو منتقل فرمایا چنانچہ امت پر لازم ہے کے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم احسانات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ہمہ وقت درود کی کثرت کرے۔

ک:

ک۔ یہ بھی حروف مقطعات میں سے ہے اور یہ لفظ کل کی جانب اشارہ کرتا ہے یعنی کل کائنات کے لئے کامل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی رحمت اللعالمین۔ک۔ کے معنی کافی۔

ہ:

ہ۔ یہ حروف مقطعات میں سے ہے اور اس سے مراد ہم یعنی (صحابہ کرام) کے لئے یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اور ہم جلیس تھے اور کل انسانیت میں یہ نہایت اچھے اوصاف و کمالات سے مزین اور بہترین انسان تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر و ہجر میں ساتھ رہے۔

ی:

ی۔ یہ حرف یوم حساب کی جانب اشارہ کرتا ہے، جہاں اللہ تعالی انسانوں سے پوچھے گا کے اس نے اپنی زندگی کیسے اور کن کاموں میں گزاری، تاہم اسی دن وہی لوگ کامیاب ہوں گے جو اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں زندگی گزارتے تھے۔

ع:

ع۔ یہ حرف عبد یعنی (انسان) کی جانب اشارہ کرتا ہے، عبد کے معانی غلام یا بندہ کے ہیں تاہم اگر انسان میں عاجزی اور بندگی ہے تو وہ یقیناً اپنی اسی عاجزی اور بندگی کے سبب فرشتوں سے بھی آگے نکل جاتا ہے، علماء کرام نے لکھا کے عجز میں ہی عظمت پوشیدہ ہے۔

ص:

ص۔ یہ حرف صلوۃ اور اللہ کی صفت صمدیت کی جانب اشارہ کرتا ہے، صلوۃ اللہ کی یاد، اس کا ذکر اور اس کے پیش نذر گزارشات، دعا اور درود کا نام ہے ، تاہم اللہ کی صفت صمدیت یعنی اللہ بے نیاز ہے، روحانیت میں ص کا ذکر کرنے والا آٹھویں درجے کا ولی بنتا ہے۔

ص۔ ۲۱ ترجمہ۔ ص۔ حروف مقطعات میں سے ہے۔

ضحاک نے کہا! ص ایک قسم ہے، جو اللہ نے اٹھائی ہے تاہم یہ اللہ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔ ۲۲

محمد بن کعب نے فرمایا! ص اللہ کے اسماء کی ایک کنجی ہے جو صمد، صانع المصنوعات اور صادق الوعد ہیں۔

قتادہ نے کہا! ص رحمن کے اسماء میں سے ایک اسم ہے تاہم ایک دوسرے قول کے مطابق!

ص کو قرآن کریم کا بھی ایک اسم بتایا گیا ہے

مجاہد نے بیان کیا، ص، سورہ کا آغاز ہے، ایک دوسری قول کے مطابق! یہ ان چیزوں میں سے ہے جس کو اللہ نے اپنے علم کے ساتھ خاص کیا ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کے ذی الذکر سے مراد

اللہ تعالیٰ کے اسماء اور اس کی عظمت کا ذکر ہے۔

ط:

ط۔ یہ حرف طاہر کے لئے استعمال ہوا ہے باالفاظ دیگر طہارت اور پاکیزگی۔
قرآن کریم کی کل آیات اور تعلیمات کو چار اقسام کی طہارت میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔
۱۔روحانی طہارت یا(پاکیزگی)۔ ۲۔اخلاقی طہارت یا(پاکیزگی)۔
۳۔جسمانی طہارت یا(پاکیزگی)۔ ۴۔غذائی طہارت یا(پاکیزگی)۔
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور ابوالعالیہ نے کہا! طٰہٰ اللہ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔
طا۔ سے طیب اور طاہر اور ھا سے ھادی مراد ہے۔
علی بن ابی طلحہ نے کہا! طٰہٰ اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور اللہ نے اپنے نام کی قسم کھائی ہے۔ ۲۳؎

س:

س۔ حرف س نہایت اہمیت کا حامل ہے اور ساجدین کے لئے استعمال کیا جاتا ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے فرمایا! معاذ ہر نماز کے بعد اللہ سے یہ دعا ضرور کیا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عبادت گزار، شکر گزار اور ذکر کرنے والا بنادے۔ ۲۴؎
(ساجدین، شاکرین، صابرین اور مساکین) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا فرماتے تھے کہ میرا حساب مساکین میں فرمانا تاہم مساکین کا تعلق صبر اور شکر سے ہے، اسی وجہ سے حرف س کو روحانیت میں خاص اہمیت اور درجہ حاصل ہے روحانیت میں سب سے زیادہ تیزی حرف س میں ہے یہ حرف ساجدین، صابرین اور شاکرین سے متعلق ہے اور جو لوگ راہ سلوک میں اس حرف سے جڑ جاتے ہیں وہ ولایت میں بہت اونچے مقام پر فائز ہوجاتے ہیں، ایسے افراد بے حد صابر اور شاکر ہوتے اور ان کے اندر قلندرانہ صفات پیدا ہوجاتی ہیں۔

ق:

ق۔ حروف مقطعات میں سے ہے لیکن ان کے قطعی معنی معلوم نہیں ہیں ان پر ایمان لانا برحق ہے

صحابہ کرام، فقہاء تابعین اور قدیم مفسرین نے ظنی طور پر ان حروف کے معانی بیان کیے ہیں۔
امام ابو اسحاق احمد بن ابراہیم ثعلبی (متوفی ۴۲۷ھ) لکھتے ہیں!
حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں، ق اللہ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے اور اللہ تعالی نے اس اسم کی قسم کھائی ہے۔
قتادہ نے کہا، ق قرآن کریم کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔ ق یہ حرف قیامت، قہر، قلم، قدرت اور قلب سے متعلق ہے یعنی جو شخص قیامت اور اللہ کے قہر سے ڈر گیا۔ علماء کرام لکھتے ہیں! تقویٰ سے مراد ڈرنا اور رکنا یعنی انسان کا اپنے قلب میں خشیت الٰہی کو محسوس کرتے ہوئے گناہوں کو ترک کرنا اور اچھے اعمال کی جانب بڑھنا ہے۔ تاہم قلب کا تعلق علم سے ہے۔ حرف ق کا ذکر بہت جلالی ہے اور اس حرف کا ذکر کرنے والے افراد عموماً مجذوبیت کی جانب چلے جاتے ہیں۔
حروف مقطعات میں ق اور ن دو ایسے حروف ہیں جو دریاء وحدت کے کنارے ہیں یعنی ایک کنارہ ق ہے تو دوسرا کنارا ن ہے۔
ق۔ حروف مقطعات میں سے ہے لیکن ان کے قطعی معنی معلوم نہیں ہیں ان پر ایمان لانا برحق ہے تاہم صحابہ کرام، فقہاء تابعین اور قدیم مفسرین نے ظنی طور پر ان حروف کے معانی بیان کیے ہیں۔
امام ابو اسحاق احمد بن ابراہیم ثعلبی (متوفی ۴۲۷ھ) لکھتے ہیں! حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں! ق اللہ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے اور اللہ تعالی نے اس اسم کی قسم کھائی ہے۔
قتادہ نے کہا، ق قرآن کریم کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔
قرطبی نے کہا! اللہ تعالی نے سورہ ق کا افتتاح اپنے اسم سے کیا ہے اور ق سے مراد قدیر، قادر قاہر، قاضی اور قابض کے ہیں۔
ق۔ قرآن مجید کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیغمبر خدا ہیں۔ ۲۵؎
ق۔ حروف مقطعات میں سے ایک ہے۔
حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں! ق اللہ تعالی کے اسماء میں سے ایک اسم ہے جس کے ساتھ اللہ رب العزت نے قسم اٹھائی ہے۔ ۲۶؎

ابن ابی حاتم نے عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے! اللہ تعالی نے زمین کے پیچھے ایک سمندر کو پیدا فرمایا جو اس ساری زمین کو گھیرے ہوئے ہے پھر اس کے پیچھے ایک پہاڑ کو پیدا فرمایا جس کا نام ق ہے اسی پہاڑ پر دنیا کا آسمان پھیلا ہوا ہے پھر اس پہاڑ کے پیچھے اس زمین سے سات گنا بڑی زمین کو پیدا فرمایا پھر اس کے پیچھے بھی ایک سمندر کو پیدا فرمایا جو اس کو گھیرے ہوئے ہے پھر اس کے پیچھے ایک اور پہاڑ پیدا فرمایا جو ق ہے اور یہ پہاڑ دوسرے آسمان تک پھیلا ہوا ہے یہاں تک آپ نے سات زمینیں اور سات سمندر اور سات پہاڑ اور سات آسمان شمار فرمائے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۔۲۷

ترجمہ۔ زمین میں جتنے بھی درخت ہیں اگر وہ سب قلم بن جائیں اور تمام سمندر سیاہی بن جائیں پھر سات سمندر اس میں اور شامل ہو جائیں تو اللہ کے کلمات ختم نہ ہوں گے، بے شک اللہ عزیز ہے حکیم ہے۔

ابن المنذر اور ابن مردویہ اور ابوالشیخ والحاکم نے عبداللہ بن بریدہ سے روایت کیا ہے، ق سے مراد زمرد کا ایک پہاڑ ہے جس نے ساری دنیا کو اپنے گھیرے میں گھیر رکھا ہے جبکہ اسی پہاڑ پر آسمان کے کنارے ہیں۔۲۸

یہ بھی منقول ہے کہ ق قرآن کریم کا ایک اسم صفاتی ہے۔

قتادہ کا قول ہے کہ ق اللہ کے اسماء قدیر، قاھر، قریب، قاضی اور قابض کا آغاز ہے۔۲۹

عکرمہ اور ضحاک نے کہا، ق سبز زمرد کا پہاڑ ہے اور لوگوں کو جو زمرد ملتا ہے وہ اسی پہاڑ سے جھڑنے والے زمرد کے ٹکڑے ہیں۔

فراء نے کہا، ق سے مراد! قضی ما ھو کائن۔ یعنی۔ جو کچھ پیدا ہونے والا تھا اس کا فیصلہ ہو چکا

ابوبکر وارق نے کہا! اس کے معنی۔ قف عند امرنا ونھیا ولا تعدھما۔

ترجمہ۔ ہم جو حکم دیں اور جس کام سے منع کریں اس پر توقف کرو اور اس پر عمل کرو اور اس سے تجاوز

نہ کرو۔

ابن عطاء نے کہا! ق سے مراد اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قلب کی قوت کی قسم کھائی ہے۔

جس قلب نے قرآن کریم کے نزول کے ثقل کو برداشت کیا۔

اس ثقل کو بڑے بڑے پہاڑوں نے بھی برداشت کرنے سے انکار کر دیا تھا اور اللہ نے قرآن کریم کی قسم کھائی ہے۔ ۳۰

امام ترمذی لکھتے ہیں! ق ایسے اسم کے ساتھ اللہ کی قسم ہے جو عظیم اسماء میں سے ایک اسم ہے اس اسم میں اللہ کی مخلوقات کی پیدائش، زمین و آسمان کی تخلیق، جنت و جہنم کی تخلیق، یوم قیامت کی صفات اور رزق سے متعلق احکامات بند ہیں۔ ۳۱

ابن زید، عکرمہ اور ضحاک کے مطابق! ق ایک ایسا سبز زمرد کا پہاڑ ہے جس نے روئے زمین کو ہر جانب سے گھیر رکھا ہے تاہم اسی کی وجہ سے آسمان بھی سبز ہے جبکہ آسمان کے دونوں کنارے بھی اسی پہاڑ پر قائم ہیں تاہم لوگوں کو جو بھی زمرد ملتا ہے وہ اسی پہاڑ کی وجہ سے ملتا ہے۔

(ابو جوزاء نے اسے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے)۔

ابن ابی الدنیا فی العقوبات وابوالشیخ نے العظمہ میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے! اللہ تعالیٰ نے ایک پہاڑ کو پیدا فرمایا جس کو ق کہا جاتا ہے یہ پہاڑ ساری دنیا پر محیط ہے اور اس کی جڑیں اس چٹان تک گہری ہیں جس پر زمین ہے تاہم جب اللہ تعالیٰ کسی شہر میں زلزلے کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس پہاڑ کو حکم دیا جاتا ہے اور وہ پہاڑ اللہ کے حکم کی پیروی میں اپنی اس رگ جس پر وہ شہر قائم ہے کو حرکت دیتا ہے جس کی وجہ سے اس شہر میں زلزلہ آتا ہے۔

وہیب نے کہا! ذولقرنین نے جبل قاف سے جھانکا تو اس نے اس کے نیچے چھوٹے پہاڑ دیکھے ذوالقرنین نے پوچھا تو کون ہے؟ تو اس نے کہا میں قاف ہوں، پوچھا یہ تیرے اردگرد کون سے پہاڑ ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کے یہ میری رگیں ہیں، دنیا میں کوئی شہر ایسا نہیں جہاں میری رگوں میں سے کوئی رگ موجود نہ ہوں پس جب اللہ تعالیٰ کسی شہر میں زلزلے کا ارادہ فرماتا ہے تو رب تعالیٰ مجھے حکم دیتا ہے تو میں حکم کی پیروی میں اپنی اس رگ کو حرکت دیتا ہوں جس کی وجہ سے

اس شہر میں زلزلہ آتا ہے۔

ذوالقرنین نے کہا! اۓ قاف تو مجھے اس رب تعالی کی عظمت کے بارے میں کچھ بتا اس نے کہا کے میرے رب کی شان عظیم ہے میرے نیچے زمین ہے جس کی مسافت پانچ سو سال ضرب پانچ سو سال ہے، یہ پہاڑ برف کے ہیں جو ایک دوسرے کو مٹا رہے ہیں اگر یہ برف کے پہاڑ درمیان میں نہ ہوتے تو جہنم کی آگ اس زمین کو جلا کر رکھ دیتی تاہم یہ تعبیر اس امر پر دلالت کرتی ہے کے جہنم روئے زمین پر ہی ہے جس کا علم رب کائنات کو ہے۔ ۳۲؎

اس نظریے کی توثیق امیر المومنین حضرت علیؑ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے! جب امیر المومنین حضرت علیؑ نے ایک یہودی سے پوچھا کے جہنم کہاں ہے؟ تو اس نے جواب دیا کے سمندر میں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا! میرا یہ گمان ہے کے وہ سچا ہے کیونکہ قرآن نے کہا ہے!

وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۔ترجمہ۔قسم ہے بھڑکائے ہوئے سمندر کی۔ ۳۳؎

واذا البحار سجرت ۔ترجمہ۔جب سمندر بھڑکا دئے جائیں گے۔ ۳۴؎

ن:

ن۔اس سے مراد نہی عن المنکر ہے یعنی گناہوں سے بچنا اور نیکی کا حکم دینا۔

ن۔(ن مچھلی کو کہتے ہیں) مچھلی والا۔یعنی۔ذوالنون۔(حضرت یونس)۔

ح:

ح۔اس سے مراد اللہ کی قائم کردہ حدود کی پابندی اور اللہ کی زمین پر اس کا نفاذ ہے۔ ۳۵؎

کھیعص:

ک۔کے معنی کافی۔

ہ۔کے معنی ہادی اور حکیم۔

عین۔کے معنی علیم۔

ص۔کے معنی صادق کے ہیں۔

کھیعص۔اللہ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔
امیر المومنین حضرت علیؓ کا بھی اسی پر اتفاق ہے۔
طہٰ۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ یہ کہتے ہیں کے یہ اللہ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔
ط۔سے مراد طیب اور طاہر کے ہیں۔
ہ۔کے معنی ہادی کے ہیں۔
ی۔یہ حرف یوم حساب کی جانب اشارہ کرتا ہے جہاں اللہ تعالی انسانوں سے پوچھے گا کے اس نے اپنی زندگی کیسے اور کن کاموں میں گزاری۔
ثعلبی کہتے ہیں کے طا کے نو عدد ہیں اور ھا کے پانچ عدد ہیں، اس طرح سے یہ کل ۱۴ اعداد ہو گئے یعنی چودہویں کا چاند لہٰذا اس کے ایک معنی یہ بھی ہیں !اۓ بدر کامل ! ہم نے آپ پر یہ قرآن اس لئے نازل نہیں فرمایا کے آپ مشقت میں پڑ جائیں۔
علی بن طلحہؓ نے کہا! طہٰ اللہ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے اور اللہ نے اپنے اس نام کی قسم کھائی ہے

حٰم کے معانی:

حٰم۔کے معانی میں اختلاف پایا جاتا ہے، جو درج ذیل ہے۔
حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا! الر۔حٰم۔ن۔الرحمٰن کا مجموعہ ہے۔
حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ایک دوسری روایت ہے کے حٰم سے اللہ نے قسم کھائی ہے اور یہ اللہ کے اسماء الحسنیٰ میں سے ایک اسم مبارک ہے۔۳۶؎
امام ابوداوٗد بن اشعث (متوفی ۲۷۵ھ) اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں!
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر دشمن تم پر شب خون مارے تو تم یہ کہو حٰم لا ینصرون (حٰم اللہ کے دشمنوں کی مدد نہ کی جائے)۔۳۷؎
حٰم سے اللہ کی حمایت کی جانب اشارہ ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ احد میں فرمایا تھا! حٰم لا ینصرون (اللہ کی حمایت کی وجہ سے دشمنوں کی مدد نہیں کی جائے گی) کیونکہ اللہ تعالی مومنین کا مولیٰ اور مددگار ہے اور مومنین کو اللہ کی مکمل عنایت اور حمایت حاصل رہے گی۔

نجم الدین دایہ نے لکھا ہے ! ح اور میم رحمٰن کے درمیانی حروف ہیں جبکہ محمد میں بھی ح اور میم درمیانی حروف ہیں لہٰذا حٰم اور تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں کے اسماء کے درمیانی حروف ہیں چنانچہ یہ ایک راز ہے جو اللہ اور اس کے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان ہے تاہم یہ ایک ایسا راز ہے جس تک نہ ہی کسی مقرب فرشتے کی اور نہ ہی کسی نبی مرسل کی رسائی ہے۔ ۳۸ے

علماء مفسرین کا ایک قول ہے ! ح سے حبیب اور م سے محبوب کی جانب اشارہ یا گیا ہے یعنی حبیب سے محبوب کا خطاب۔

دوسرا قول یہ ہے کہ ح سے حکمت اور م سے منت کی جانب اشارہ یعنی اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر اس حکمت سے معمور کلام یعنی (قرآن کریم) کے نزول کا احسان ہے۔

امام ابو اسحاق الثعلبی (متوفی ۴۲۷ھ)، حافظ ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ)، حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)، علامہ اسماعیل حقی (متوفی ۱۱۳۷ھ) اور علامہ سید محمود آلوسی (متوفی ۱۲۷۰ھ) نے بھی حضرت حذیفہ بن یمانؓ کی اس روایت کا ذکر کیا ہے۔ ۳۹ے

علامہ اسماعیل حقی نے لکھا ہے ! اس دریا سے مراد دجلہ ہے تاہم عراق میں دجلہ کے کنارے دجلہ اور دجیل نامی دو شہر تھے اللہ نے ان دونوں شہروں کو زمین میں دھنسا دیا۔

علامہ ابو الحسن بن محمد الماوردی (متوفی ۴۵۰ھ) نے ان حروف القطعات کی سات تاویلات لکھی ہیں۔

۱۔حٰم عسق ۔قرآن کریم کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔

۲۔حٰم عسق ۔کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا ! یہ اللہ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے جس کی اللہ نے قسم کھائی ہے۔

۳۔حٰم عسق ۔مجاہد نے کہا ! یہ اس سورہ کے افتتاحی الفاظ ہیں۔

۴۔حٰم عسق ۔عبداللہ بن بریدہ لکھتے ہیں ! یہ اس پہاڑ کا نام ہے جو تمام دنیا پر محیط ہے۔

۵۔حٰم عسق ۔محمد بن کعب لکھتے ہیں ! یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء کے قطعات ہیں۔

یعنی۔حا اور میم رحمٰن کا قطعہ ہے۔

عین علیم ۔سین قدوس کا اور قاف، قاہر کا قطعہ ہے۔

۶۔حٰم عسق۔عطاء نے لکھا!ان حروف میں مستقبل کے حوادث کی طرف اشار کیا گیا ہے۔
یعنی حا سے حرب یعنی (مستقبل کی جنگیں) میم سے ملکوں کے منتقل ہونے کی طرف اشارہ عین سے عدو (دشمن) کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔
سین۔سے سنین یعنی (قحط سالی)۔
قاف۔سے مرادزمین پر موجود بادشاہوں میں اللہ کی قدرت کی طرف اشارہ۔
۷۔حٰم عسق۔ان حروف سے حضرت حذیفہ بن یمانؓ کی بیان کردہ حکایت کی جانب اشارہ ہے یعنی مشرق میں دریا کے کنارے ایک شہر ہوگا جس کو اللہ تعالی زمین میں دھنسا دے گا۔
حٰم۔کی یہ تاویل ہے کے یہ اللہ کی جانب سے عزیمت ہے یعنی ایسا ہوکر ہی رہے گا۔
عین۔کی تاویل عدل ہے۔
اور سیکون یعنی ایسا عنقریب ہوکر ہی رہے گا۔
قاف۔کی تاویل یہ ہے کے یہ خبر واقع ہوکر ہی رہے گی۔۴۰؎
حا۔اللہ کی حیات پر دلالت کرتا ہے۔
م۔مجد اور بزرگی پر دلالت کرتی ہے۔
حا اور میم سے اللہ تعالی کے دو اسماء کی جانب اشارہ ہے یعنی حنان اور منان۔
علامہ فیروز آبادی لکھتے ہیں!
الحنان۔اللہ تعالی کا اسم ہے اس کے معانی رحیم کے ہیں یعنی اللہ تعالی اپنے اس بندے کی جانب بھی متوجہ ہے جو اس سے اعراض برتا ہے۔۴۱؎
المنان۔یہ اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے یعنی اللہ کی ذات وہ واحد ہے جو عطا کرتا ہے۔۴۲؎
حا۔حب ازلی۔
م۔معرفت۔حدیث قدسی ہے! میں ایک چھپا ہوا خزآنہ تھا پس میں نے پسند کیا کے میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔۴۳؎
معلوم ہوا کے محبت،معرفت پر مقدم ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔ ۴۴

ترجمہ۔ہم نے جنات اور انسان کو صرف اسی لئے پیدا کیا تا کہ وہ میری عبادت کریں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں! وہ (انس وجن) میری معرفت حاصل کریں۔ ۴۵

حا۔اہل توحید کی حمایت۔

م۔مزید رضا یعنی اللہ تعالی اپنے جن بندوں سے مزید راضی ہوگا انھیں جنت میں اپنا دیدار عطا فرمائے گا۔

حا۔زندہ دلوں کی حیات کیونکہ علوم اور معارف دلوں اور ارواح کی حیات کا سبب ہیں تاہم اس سے اللہ کی ان سات صفات کی جانب بھی اشارہ ہے جن پر اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا وہ سات صفات یہ ہیں۔

(ا۔حیات۔۲۔علم۔۳۔قدرت۔۴۔ارادہ۔۵۔سمع۔۶۔بصر۔۷۔کلام)۔

م۔سے مراد کلام یعنی قرآن کریم کا نزول اس لئے فرمایا گیا تا کہ اللہ کے اسماء اور صفات کی معرفت کو حاصل کیا جائے۔

حٰم عس۔ ۴۶

حٰم۔ح۔حلیم۔حافظ۔حکیم۔

م۔ملک۔ماجد۔مجید۔منان۔مومن۔مھیمن۔

عسق۔ع۔عالم۔علیم۔عدل۔عالی۔

س۔سید۔سمیع۔سریع الحساب۔

ق۔قادر۔قدیر۔قاہر۔قریب۔قدوس۔ ۴۷

امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ) نے حروف مقطعات کی تفسیر میں اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے! ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے حٰم عسق کی تفسیر پوچھی تو آپؓ نے منہ دوسری جانب پھیر لیا تاہم اس شخص نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے یہ سوال تین مرتبہ پوچھا

لیکن حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا وہیں قریب حضرت حذیفہ بن یمانؓ بیٹھے تھے انھوں نے اس شخص کہا کے میں تمھیں ان حروف مقطعات کی تفسیر بتا تا ہوں اور یہ بھی بتا تا ہوں کے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اس سوال کا برا کیوں مانا اصل میں حروف مقطعات ان کے اہل بیت میں سے ایک شخص کے متعلق نازل ہوئی اس شخص کو عبدالالہ یا عبداللہ کہا جائے گا وہ مشرق کے دریاؤں میں سے ایک دریا کے پاس اترے گا وہ وہاں دو شہر بسائے گا ان دوشہروں ے درمیان ایک دریا بہتا ہوگا جب اللہ تعالی اس شخص کے ملک اور اس کی حکومت کے زوال کا ارادہ فرمائے گا تو ان دونوں شہروں میں سے ایک شہر پر رات کے وقت ایک آگ آئے گی جو اس شہر کو جلا کر راکھ کر دے گی وہاں کے لوگ اس شہر کو دیکھ کر تعجب کریں گے اسے دیکھ کر یوں لگا جیسے یہاں پر کبھی کچھ تھا ہی نہیں اس شہر میں صبح کے وقت تمام سرکش اور متکبر لوگ جمع ہوں گے اور اللہ تعالی ان متکبرین سمیت اس شہر کے تمام لوگوں کو جلا کر راکھ کر دے گا۔

حٰم۔ کا معانی یہ ہے کے یہ عزیمت ہے اور ایسا ہونا ضروری ہے۔

عسق۔ میں عین سے مراد عدل ہے۔

سین۔ سے مراد سیکون ہے یعنی عنقریب ایسا ضرور ہوگا اور قاف سے مراد یہ واقعہ ہے۔

خلاصہ یہ ہے کے ان حروف مقطعات میں ان دوشہروں کی ہلاکت کی طرف اشارہ ہے۔ ۴۸؎

قرآن کریم کی سات سورتوں کی ابتداء حٰم سے ہوئی ہے جو درج ذیل ہیں۔

(۱۔ مومن (۴۰)۔ ۲۔ حٰم السجدہ (۴۱)۔ ۳۔ الشوریٰ (۴۲)۔ ۴۔ الزخرف (۴۳)۔

۵۔ دخان (۴۴)۔ ۶۔ الجاثیہ (۴۵)۔ ۷۔ احقاف (۴۶)

۱۔ حٰم۔ اس کتاب کو نازل کرنا اللہ کی طرف سے ہے جو بہت غلبہ والا ہے اور بے حد علم والا ہے

۲۔ حٰم۔ یہ الرحمن الرحیم کی طرف سے نازل کیا ہوا کلام ہے۔ ۴۹؎

۳۔ حٰم عسق۔ اللہ بہت غالب اور بہت حکمت والا ہے۔ ۵۰؎

۴۔ حٰم۔ **والکتٰب المبین** اور اس کی وضاحت کرنے والی کتاب کی قسم بے شک ہم نے اس کتاب کو عربی زبان میں بنایا تا کہ تم سمجھ سکو بے شک یہ لوح محفوظ میں ہمارے نزدیک بہت بلند مرتبہ، بہت حکمت والی ہے۔ ۵۱؎

۵۔حٰم ۔ وللکتٰب المبین ۔حٰم ۔قسم ہے اس کتاب مبین کی جس کو ایک بابرکت رات میں نازل کیا۔ ۵۲؎

۶۔حٰم ۔اس کتاب کا نازل کرنا اللہ کی جانب سے ہے جو بہت غالب اور بے حد حکمت والا ہے ۔ ۵۳؎

۷۔حٰم ۔اس کتاب کا نازل کرنا اللہ کی طرف سے ہے جو بہت غالب اور بے حد حکمت والا ہے ۔ ۵۴؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص ان پانچ کلمات کے ساتھ دعا مانگے گا اور اللہ سے جو بھی سوال کرے گا اللہ اس کے سوال کو ضرور پورا کرے گا۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ۔ واللَّهُ ا کبر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ۔ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ۔ ۵۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص اللہ سے تین بار جنت کا سوال کرتا ہے تو جنت کہتی ہے اے اللہ اس شخص کو جنت میں داخل فرمادے اور جو شخص دوزخ سے تین بار پناہ مانگتا ہے تو دوزخ اللہ سے کہتی ہے کے اے اللہ اس شخص کو دوزخ سے اپنی پناہ میں رکھیے۔ ۵۶؎

حروف مقطعات میں دراصل Controlling Words ہیں چنانچہ ان میں سے ایک حرف ایسا بھی ہے جس میں تمام بیماریوں کا علاج پوشیدہ ہے اگر کوئی شخص اس حرف کا ورد کرے تو اللہ تعالی اس شخص میں ایسی صلاحتیں بیدار فرمادیتے ہیں کے وہ شخص جس شخص پر بھی دم کرے گا وہ صحت مند اور تندرست ہوجائے گا تاہم اس ورد کا ایسا اثر بھی صاحب ورد پر قائم ہوجاتا ہے کے اگر وہ کسی بیمار سے صرف اس کا حال دریافت کرلے تو وہ بیماری چلی جاتی ہے پھر صاحب ورد اگلے مرحلے میں اس درجے پر فائز ہوجاتا ہے کے اگر وہ کسی بیمار کے کمرے میں داخل ہوجائے تو بیماروں کو شفا حاصل ہونا شروع ہوجاتی ہے یعنی اس صاحب ورد کے جسم سے ایسی طاقتور روشنیوں کا اخراج ہوتا ہے جو اطراف میں موجود بیماریوں کو ختم کرتے ہوئے بیماروں کو مکمل صحت عطا کرتی ہیں۔

ان ہی چودہ حروف مقطعات میں سے ایک حرف ایسا بھی ہے جو وسیع رزق کا ضامن ہے۔تاہم صاحب ورد جب مخصوص اوقات اور ایام میں ان تجویز کردہ حرف کا ورد کرتے ہیں تو اللہ تعالی اس پر رزق کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔۵۷ے

انھی حروف مقطعات میں سے ایک حرف کے ورد سے صاحب ورد پر کشف کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔

حروف مقطعات کے بارے میں کوئی قطعی بات کہنا بڑا مشکل ہے لیکن عربی ادب میں بطور تشبیہات ان حروف کا استعمال قدیم دور سے ہی ہو رہا ہے تمام کے تمام حروف مقطعات مکی سورتوں کی ابتداء میں استعمال کئے گئے ہیں، مدنی سورتوں میں ان حروف کا استعمال نہیں کیا گیا ہے لہٰذا یہ بات طے ہے کے یہ ایک مانوس اسلوب تھا جس کے اشارے کلام عرب میں ہمیں ملتے ہیں اور سب سے بڑھ کر کفار عرب نے کبھی اس حوالے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ استفسار کیا اور نہ ہی کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتراض کیا جو لوگ عربی رسم الخط سے واقف ہیں وہ یہ جانتے ہیں کے عربی زبان کے حروف عبرانی زبان سے لئے گئے ہیں اور عبرانی کے یہ حروف ان حروف سے ماخوذ ہیں جو عرب قدیم میں رائج تھے گو کہ عرب قدیم کے ان حروف کے معنی کا علم اب دنیا سے تقریباً مٹ چکا ہے تاہم ان کے لکھنے کے ڈھنگ میں اب بھی ان کی قدیم شکل کی کچھ نہ کچھ جھلک پائی جاتی ہے۔

امین اصلاحی نے تدبر قرآن میں حروف مقطعات سے متعلق کچھ تاریخی حوالے سے بحث کی ہے، آپ لکھتے ہیں! جو لوگ عربی رسم الخط کی تاریخ سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کے عربی زبان کے حروف عبرانی سے لئے گئے ہیں اور عبرانی کے یہ حروف ان حروف سے ماخوذ ہیں جو عرب قدیم میں رائج تھے۔عرب قدیم کے ان حروف کے متعلق استاذ امام رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ ہے کے یہ انگریزی اور ہندی کے حروف کی طرف صرف آواز ہی نہیں بتاتے تھے بلکہ یہ چینی زبان کے حروف کی طرف معانی اور اشیاء پر بھی دلیل ہوتے تھے اور جن معانی یا اشیاء پر وہ دلیل ہوتے تھے عموماً ان ہی کی صورت وہیت پر لکھے بھی جاتے تھے۔

مولانا کی تحقیق یہ ہے کہ یہی حروف ہیں جو قدیم مصریوں نے اخذ کئے اور اپنے تصورات کے مطابق ان میں ترمیم و اصلاح کر کے ان کو اس خط تمثالی کی شکل دی جس کے آثار اہرام مصر کے

کتبات میں موجود ہیں۔

ان حروف کے معانی کا علم اب اگرچہ مٹ چکا ہے تاہم بعض حروف کے معنی اب بھی معلوم ہیں اور ان کے لکھنے کے ڈھنگ میں بھی ان کی قدیم شکل کی کچھ نہ کچھ جھلک پائی جاتی ہے۔مثلاً:

الف۔ کے متعلق معلوم ہے کے وہ گائے کے معنی بتا تا تھا اور گائے کے سر کی صورت ہی پر لکھا جاتا ہے۔

ب۔کو عبرانی میں بَیت کہتے بھی ہیں اور اس کے معنی بھی بیت (گھر) کے ہیں۔

ج۔کا عبرانی تلفظ جمیل ہے جس کے معنی جمل (اونٹ) کے ہیں۔

ط۔سانپ کے معنی میں آتا تھا اور لکھا بھی کچھ سانپ ہی کی شکل پر جاتا تھا۔م پانی کی لہر پر دلیل ہوتا ہے اور اس کی شکل بھی لہر سے ملتی جلتی بنائی جاتی تھی۔

مولانا اپنے نظریہ کی تائید میں سورہ ن کو پیش کرتے ہیں۔

حرف **نون** اب بھی اپنے قدیم معنی ہی میں بولا جاتا ہے جس کے معنی مچھلی کے ہیں اور جو سورہ اس نام سے موسوم ہوئی ہے اس میں حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر صاحب الحوت، مچھلی والے، کے نام سے آیا ہے۔مولانا اس نام کو پیش کر کے فرماتے ہیں کہ اس سے ذہن قدرتی طور پر اس طرف جاتا ہے کہ اس سورہ کا نام "نون" (ن) اسی وجہ سے رکھا گیا ہے کہ اس میں صاحب الحوت، حضرت یونس علیہ السلام، کا واقعہ بیان ہوا ہے جن کو مچھلی نے نگل لیا تھا، پھر کیا عجب ہے کے بعض دوسری سورتوں کے شروع میں جو حروف آئے ہیں وہ بھی اپنے قدیم معانی اور سورتوں کے مضامین کے درمیان کسی مناسبت ہی کی بنا پر آئے ہوں۔

قران مجید کی بعض اور سورتوں کے ناموں سے بھی مولانا کے اس نظریہ کی تائید ہوتی ہے مثلاً:

حرف **ط**۔کے معنی، جیسا کے میں نے اوپر بیان کیا ہے، سانپ کے تھے اور اس کے لکھنے کی ہیت بھی سانپ کی ہیت سے ملتی جلتی ہوتی تھی۔اب قرآن میں سورہ طٰہٰ کو دیکھئے جو ط سے شروع ہوتی ہے، اس میں ایک مختصر تمہید کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی لٹھیا کے سانپ بن جانے کا قصہ بیان ہوتا ہے، اسی طرح طسم، طس وغیرہ بھی ط سے شروع ہوتی ہیں اور ان میں بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لٹھیا کے سانپ کی شکل اختیار کر لینے کا معجزہ مذکور ہے۔

الف۔ کے متعلق بیان کر چکے کے یہ گائے کے سر کی ہیت پر لکھا بھی جاتا تھا اور گائے کے معنی بھی بتاتا تھا تاہم اس کے دوسرے معنی اللہ واحد کے ہیں، دوسری جانب جب قرآن کریم کا مطالعہ کرتے ہیں تو سورہ بقرہ میں گائے کے ذبح کا قصہ بیان ہوا ہے جبکہ دوسری سورتیں جن کے نام **الف۔** سے شروع ہوئے ہیں توحید کے مضمون میں مشترک نظر آتی ہیں، یہ مضمون ان میں خاص اہتمام کے ساتھ بیان ہوا ہے ان ناموں کا یہ پہلو بھی خاص طور پر قابل لحاظ ہے کے جن سورتوں کے نام ملتے جلتے سے ہیں ان کے مضامین بھی ملتے جلتے ہیں بلکہ بعض سورتوں میں تو اسلوب بیان تک ملتا جلتا ہے۔

امین اصلاحی مزید لکھتے ہیں! کے اہل عرب اس اسلوب سے بخوبی واقف تھے جب ہی انھوں نے حروف مقطعات پر کسی قسم کی کوئی تنقید اور جرح نا کی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے! الم اللہ تعالیٰ کا بڑا نام ہے۔

روایت میں ہے! حم، طس اور الم یہ سب اللہ تعالیٰ کے بڑے نام ہیں۔

حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ دونوں سے یہ مروی ہے! یہ اللہ تعالیٰ کی قسم ہے اور اس کا نام بھی ہے۔

حضرت عکرمہ فرماتے ہیں! یہ قسم ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں! اس کے معنی انا اللہ اعلم ہیں یعنی میں ہی ہوں اللہ زیادہ جاننے والا۔

حضرت سعید بن جبیرؒ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور بعض دیگر صحابہ سے روایت ہے! یہ اللہ تعالیٰ کے ناموں کے الگ الگ حروف ہیں۔

ابو العالیہ فرماتے ہیں! یہ تین حرف الف اور لام اور میم انتیس حرفوں میں سے ہیں جو تمام زبانوں میں آتے ہیں۔۵۸؎

علماء اور صوفیاء کرام نے یہ لکھا ہے! رسول اللہ ﷺ کو معراج کے موقع پر ۱۹۹ اسماء عطا ہوئے تاہم ان میں سے ۱۲۹ اسماء وہ خاص عطا ہیں جو آپ ﷺ سے پہلے سی پیغمبر کو عطا نہ ہوئیں جبکہ بقیہ ۷۰ اسماء آپ ﷺ کے القابات ہیں کیونکہ جب آپ ﷺ کو معراج کے موقع پر مختلف

مقامات کی سیر کروائی گئی تو اس مقام کی مناسبت سے آپ ﷺ کو نئے القابات بھی عطا کئے گئے یا نئے القابات سے آپ ﷺ کو مخاطب کیا گیا بعدازاں یہ القابات بھی آپ ﷺ کے اسماء کا حصہ بنے۔

سفر معراج پر آپ ﷺ کو ۲۹ چیزیں عطا ہوئیں تاہم حروف مقطعات کی تعداد بھی ۲۹ ہے لہٰذا اہل علم کا یہ ماننا ہے کے اسماء مخصوص اور حروف مقطعات کے درمیان بھی کوئی رشتہ موجود ہے اگرچہ دین اسلام رسول اللہ ﷺ پر مکمل ہو چکا لہٰذا اللہ نے جو چاہا وہ آپ ﷺ کو عطا فرمایا جو آپ ﷺ سے قبل کسی دوسرے پیغمبر کے حصے میں نہ آیا تھا۔۵۹؎

ذیل میں وہ ۲۹ سنہری قواعد وضوابط پیش کئے جا رہے ہیں جو اہل علم کے مطابق آپ ﷺ کو سفر معراج پر عطا ہوئے تاہم ان قواعد وضوابط کا ایک خاص ربط اور تسلسل ہے جس سے استفادہ کے لئے ضروری ہے کے اس ترتیب کو بالخصوص ملحوظ رکھا جائے۔

۱۔توحید (شرک بالذات، شرک فی الصفات، شرک خفی سے اجتناب کیا جائے)۔

۲۔نیت (اخلاص)۔

۳۔ایمان۔

۴۔ایثار (قربانی) راہ سلوک پر چلنے والوں پر لازم ہے کے وہ ایثار وقربانی سے دریغ نہ کرے یہاں تک کے اپنے دشمنوں کے آرام، آسائشات، ضروریات اور تمناؤں کو بھی اپنی آرام وآسائشات پر مقدم رکھے۔

۵۔حقوق اللہ کا خاص اہتمام کرے۔

۶۔قرآن کریم کی کل تعلیمات پر عمل پیرا ہو۔

۷۔ذکر الٰہی (ذکر عملی۔ذکر قولی۔ذکر قلبی)۔۔۔انسان کو خود اپنے لئے دعا کرنی چاہیئے۔فقیروں کو دعا کی مشین نہیں سمجھنا چاہیئے، اللہ اپنے ہر بندے کی خوب سنتا ہے۔

۸۔کفر وشرک کی علیحدہ پہچان۔

۹۔عدل کا نفاذ (ہر شئے کو اس ی درست جگہ پر رکھنا) دشمن کے معاملے میں بھی عدل وانصاف سے پیش آنا۔

۱۰۔حلال اور حرام کے فرق کو پہچاننا۔

۱۱۔دل کو آئینے کی طرح شفاف رکھیں (حسد، جلن، بغض اور کینے سے دور رہیں تاہم جس دل میں کینہ ہوتا ہے اس پر علم نہیں اترتا)۔

۱۲۔چال میں عجز و انکساری، متانت اور سنجیدگی ہو (تکبر اور شان و شوکت سے گریز)۔

۱۳۔حقوق العباد کی ادائیگی کا خاص اہتمام کرے (زمین اور اس پر بسنے والی ہر شے اللہ کی مخلوق ہے)۔

۱۴۔اپنی اور دوسروں کی عزت کی حفاظت۔

۱۵۔والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری۔

۱۶۔اونچی آواز سے اجتناب۔

۱۷۔سوچ کی پاکیزگی۔

۱۸۔اتفاق (محبت اور بھائی چارہ)۔

۱۹۔خرافات سے اجتناب۔

۲۰۔علم کی تحصیل۔

۲۱۔امانت داری۔

۲۲۔منافقت سے اجتناب (قول و فعل کا صادق ہونا)۔

۲۳۔نفس کی پیروی سے گریز۔

۲۴۔ظاہری اور باطنی پاکیزگی کا حصول (گناہوں سے بچنا)۔

۲۵۔کسی بھی شخص کو برے نام سے نہ پکارنا۔

۲۶۔تانک جھانک اور جاسوسی سے گریز۔

۲۷۔حق بات کرنا۔ (بات کو توڑ مروڑ کر بیان نہ کرنا)۔

۲۸۔وعدے کی پابندی کرنا۔

۲۹۔لوگوں کی عیوب کی پردہ داری کرنا۔۶۰

سورہ البقرہ میں اللہ نے روزے کی فرضیت کے احکامات جاری فرمائے، اگرچہ دیگر احکامات اور

بھی ہیں لیکن اس فرض عبادت کو یہاں تفصیل سے بیان کیا جا رہا ہے۔

الصوم۔(روزہ):

الصوم۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ص۔و۔م) سے **مشتق** ہے۔

صام۔کے معنی رکنا، ٹھہر جانا، اور باز آجانا ہے۔

صام عن الکلام۔سے مراد بات کرنے سے روکنا یا خاموش رہنا۔

صام عن النکاح۔سے مراد نکاح سے رک جانا۔

صام عن السفر۔سے مراد سفر سے رکنا۔

صام الماء۔سے مراد پانی کھڑا ہو جانا۔

مصام۔سے مراد کھڑے ہونے کی جگہ۔

صوم کی جمع صیام ہے۔

صوم۔کے معنی ہیں روکے رکھنا یا اپنے آپ کو باز رکھنا۔۶۱؎

شرعی اصطلاح میں صبح صادق سے غروب آفتاب تک عبادت کی نیت سے کھانے پینے اور شہوانی خواہشات سے رکے رہنے کا نام روزہ ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ۔ ۶۲

ترجمہ۔صبح صادق سے غروب آفتاب تک اپنا روزہ مکمل کرو۔

علامہ علاؤ الدین حصکفی نے لکھا! ہجرت کے ڈیڑھ سال اور تحویل قبلہ کے بعد دس شعبان کو روزہ فرض کیا گیا۔۶۳؎

امام رازی لکھتے ہیں! مجاہد نے کہا! رمضان اللہ تعالی کا نام ہے اور رمضان کا مہینہ اللہ کا مہینہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ نہ کہو کے رمضان آیا اور رمضان چلا گیا بلکہ یہ کہو رمضان کا مہینہ آیا اور رمضان کا مہینہ چلا گیا کیونکہ رمضان اللہ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔

دوسرا قول یہ ہے رمضان رمضاء سے بنا ہے اور رمضاء خریف کی اس بارش کو کہتے ہیں جو زمین سے گرد وغبار کو دھو ڈالتی ہے، اسی طرح سے رمضان بھی اس امت کے گناہوں کو دھو ڈالتا ہے اور ان

کے دلوں کو گناہوں سے پاک کر دیتا ہے۔

تیسرا قول ہے رمضان 'رمض' سے بنا ہے اور رمض سورج کی تیز دھوپ کو کہتے ہیں تاہم اس مہینے روزے داروں کی بھوک اور پیاس کی شدت بھی تیز دھوپ کی مانند ہوتی ہے۔

ارشادات خداوندی:

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ ۶۴

ترجمہ۔اللہ تمہارے لئے آسانی کا ارادہ فرماتا ہے، دشواری کا ارادہ نہیں فرماتا اور تاکہ تم (روزے کی تعداد) گنتی پوری کرو، اور تاکہ تم اس پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جس نے تم کو ہدایت دی اور تاکہ تم شکر کرو۔

اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ ۶۵

ترجمہ۔یہ چند مقررہ دنوں کے روزے ہیں اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو جائے یا سفر میں ہو تو وہ دوسرے دنوں میں اس کی گنتی کو پورا کرے لیکن اگر کوئی روزہ رکھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کے وہ روزے کا فدیہ ادا کرے اور ایک روزہ کا فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔

ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ۔ ۶۶۔

ترجمہ۔تم روزے کو رات تک پورا کرو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ ۶۷

ترجمہ۔روزہ تم پر اسی لئے فرض کیا گیا ہے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ

الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ۔۶۸

ترجمہ۔رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا جو انسانوں کے لئے ہدایت ہے۔

وَ الصّٰٓئِمِیْنَ وَ الصّٰٓئِمٰتِ۔۔۔اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا۔۶۹

ترجمہ۔جو مرد روزہ رکھتے ہیں اور جو عورتیں روزہ رکھتی ہیں۔۔۔۔اللہ نے ان کے لئے بخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی رمضان کے مہینے میں ابن آدم کے ہر عمل کو (۱۰) گنا سے (۷۰۰) گنا تک بڑھا دیتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! جب رمضان المبارک کی پہلی رات آتی ہے تو شیاطین اور سرکش جنات کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے اور جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور پھر اس (جہنم) کا کوئی دروازہ بھی اختتام رمضان سے پہلے نہیں کھولا جاتا اور جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور (جنت) کا کوئی دروازہ اختتام رمضان سے پہلے بند نہیں کیا جاتا۔۷۰

اللہ تعالی فرماتے ہیں! روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔۷۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! رمضان اللہ کے بندوں کے گناہوں کو جلا دیتا ہے۔۷۲

روزہ جہنم سے ڈھال ہے۔۷۳

روزے دار کی دعا کو اللہ تعالی افطار کے وقت قبول فرماتے ہیں۔۷۴

روزے دار جنت کے 'ریان' نامی دروازے سے داخل کئے جائیں گے۔۷۵

جو شخص ایمان اور اللہ کی رضا کے لئے روزہ رکھتا ہے اللہ اس کے پچھلے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔۷۶

روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے یہاں مشک وعنبر سے زیادہ پسندیدہ ہے۔۷۷

روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ۱۔ افطار کے وقت۔ ۲۔ اللہ سے ملاقات کے وقت۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مومن کی بہترین سحری کھجور ہے۔ ۷۸؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس شخص کی ناخاک آلود ہو جس کی زندگی میں رمضان کا مہینہ آیا اور اس کی مغفرت ہوئے بغیر وہ مہینہ گزر جائے۔ ۷۹؎

روزہ رکھنے کا اصل مقصد ضبط نفس ہے یعنی دنیاوی خواہشات سے الگ ہو کر صرف اور صرف اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لئے بھوک، پیاس اور نفسانی خواہشات پر قابو پانا اللہ کی خاطر پرہیز گاری اختیار کرنا، برائیوں اور گناہوں سے بچنا اور دوسروں کی تکالیف کا احساس کرنا ہے روزہ ایک جسمانی عبادت ہے جسے اللہ تعالی نے مسلمانوں پر سال میں ایک ماہ کے لئے فرض کیا ہے اس پر عمل کر کے انسان اللہ کا قرب اور خوشنودی کو حاصل کرتا ہے۔

سب سے پہلے نماز فرض کی گئی اس کے بعد زکوۃ اور اس کے بعد روزہ کیونکہ احکام میں سب سے آسان نماز، اور اس کے بعد دشوار زکوۃ ہے جبکہ روزہ ایک مشکل عبادت ہے۔ قرآن کریم نے بھی اسی ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہا!

وَ الْخٰشِعِیْنَ وَ الْخٰشِعٰتِ وَ الْمُتَصَدِّقِیْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ وَ
الصَّآئِمِیْنَ وَ الصّٰٓئِمٰتِ وَ الْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ
الذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا
عَظِیْمًا۔ ۸۰

ترجمہ۔ نماز میں خشوع کرنے والے مرد و خواتین، صدقہ دینے والے مرد و عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد و عورتیں۔

فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْكِیْنٍ ؕ ۔ ۸۱؎

ترجمہ۔ جن لوگوں پر روزہ دشوار ہو (ان پر ایک روزہ) کا فدیہ ایک مسکین کا کھانا ہے۔

امام شافعی کہتے ہیں سفر میں (مطلقاً) روزہ نہ رکھنا افضل ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے! سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔ ۸۲؎

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے تمھارے لئے جو رخصت دی ہے اس رخصت پر عمل کرنا تم پر واجب ہے۔ ۸۳؎

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے سال، ماہ رمضان میں، جانب مکہ نکلے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ رکھا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "کراع الغمیم" تک پہنچے تو لوگوں نے بھی روزہ رکھ لیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا اور اسے اتنا اٹھایا کے لوگ دیکھ لیں اس کے بعد اسے نوش فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا کے بعض لوگ تو روزے سے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ لوگ نافرمان ہیں یہ لوگ نافرمان ہیں۔ ۸۴؎

حضرت انسؓ سے روایت ہے، ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے ہم میں سے بعض روزے سے تھے اور بعض نے افطار کیا تھا۔ سخت گرم دن تھا ہم ایک جگہ ڈیرہ ڈالا سب سے زیادہ سایہ اس کا تھا جس کے پاس چادر تھی، ہم میں سے بعض ایسے تھے کے وہ ہاتھ کا سایہ کر کے اپنے آپ کو سورج کی تپش سے بچاتے تھے روزہ دار تو گر پڑے اور جن کا روزہ نہ تھا وہ اٹھ کھڑے ہوئے انہوں نے خیمے لگائے، جانوروں کو پانی پلایا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آج تو افطار کرنے والوں نے ثواب لوٹ لیا۔ ۸۵؎

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کے ایک شخص کے پاس لوگ جمع ہیں اور اس پر سایہ کیا گیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا! اسے کیا ہو گیا ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ ایک روزہ دار ہے، اس پر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔ ۸۶؎

عمرو بن امیہ ضمریؓ بیان کرتے ہیں، میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ابوامیہ کھانے کا انتظام کرو، میں نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تو روزے سے ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو پھر سنئے مسافر سے متعلق، اللہ تعالیٰ نے اس کا روزہ معاف فرمایا ہے اور نصف نماز معاف فرمادی ہے۔ ۸۷؎

انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے نماز کا ایک حصہ مسافر کے لئے معاف فرمادیا ہے، سفر میں اس کے لئے افطار کی رخصت ہے، دودھ پلانے والی اور حاملہ

کے لئے بھی یہی رخصت ہے، اگر بچے کو نقصان پہنچنے کا خوف ہو ۸۸؎

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں، حمزہ بن عمر اسلمیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سفر میں روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا، یہ صاحب بہت روزے رکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! چاہو تو روزہ رکھو چاہو تو افطار کرو۔ ۸۹؎

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے ہم میں سے بعض روزے سے تھے اور بعض نے افطار کیا تھا۔ نہ روزہ دار افطار کرنے والے پر نکتہ چینی کرتا اور نہ افطار کرنے والا روزہ رکھنے والے کے طرز عمل کو معیوب سمجھتا۔ ۹۰؎

حضرت ابوالدرداءؓ بیان کرتے ہیں، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ماہ رمضان میں شدید گرمی میں نکلے، گرمی کی شدت کا یہ عالم تھا کے ہم تپش سے بچنے کے لئے سر پر ہاتھ رکھ دیتے ہم سب میں صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابن رواحہؓ روزے سے تھے۔ ۹۱؎

حضرت محمد بن کعبؒ بیان کرتے ہیں، میں رمضان میں انس بن مالکؓ کے پاس آیا آپ سفر پر نکلنے والے تھے، سواری تیار تھی، آپ نے سفر کا لباس پہن رکھا تھا آپ نے کھانا منگوایا اور کھایا، سب نے کہا! کیا یہ سنت ہے؟ آپ نے فرمایا! ہاں اس کے بعد سوار ہو گئے۔ ۹۲؎

عبیدؓ بن حبیرہؓ بیان کرتے ہیں، میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی ابو بصرہ غفاریؓ کے ساتھ کشتی میں تھا، ماہ رمضان میں کشتی کو پانی میں ڈال دیا گیا اور کھانا ان کے قریب لایا گیا انہوں نے فرمایا! قریب ہو جایئے، میں نے عرض کیا! آپ نہیں دیکھ رہے کے مکانات ابھی نظر آتے ہیں ؟ انہوں نے کہا! کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے منہ پھیرتے ہو؟ چنانچہ انہوں نے بھی کھانا کھایا اور میں نے بھی کھایا۔ ۹۳؎

منصور کلبی بیان کرتے ہیں، حضرت دحیہ ابن خلیفہؓ اپنے نواح دمشق کے ایک گاؤں سے ماہ رمضان میں سفر پر نکلے، سفر اس قدر تھا جس طرح فساط گاؤں سے عقبہ گاؤں ہے اور یہ فاصلہ بقدر تین میل ہے، آپ نے افطار کیا آپ کے ساتھ بیشمار لوگوں نے افطار کر لیا، لیکن بعض دوسرے لوگوں نے روزہ افطار کرنے میں کراہت محسوس کی، جب وہ اپنے گاؤں لوٹے تو فرمایا اللہ کی قسم میں نے آج وہ بات دیکھی ہے جو کبھی دیکھنے میں نہ آئی تھی لوگوں کے ایک گروہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھیوں کی سنت سے منہ پھیر لیا ہے، اے اللہ مجھے اپنی طرف اٹھا لے ۔ ۹۴ ۔

ان تمام احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ خوشگوار اور آرام دہ سفر میں بھی افطار کو ترجیح دی گئی ہے اور رخصت پر عمل کرنے کے لئے سفر کی مشقت یا دشواری کو ضروری شرط نہیں قرار دیا گیا جیسا کے آخری دو احادیث میں سے خاص طور پر معلوم ہوتا ہے۔

عبادات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لئے بعض خصوصیات ایسی تھیں جو امت کے لئے نہ تھیں۔ مثلاً لگا تار روزہ رکھنے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا حالانکہ آپ کبھی کبھی لگا تار روزے رکھتے تھے (لگا تار کا مطلب یہ ہے ایک دن کا روزہ دوسرے دن سے بلا افطار مل جائے) صحابہ کرام نے اس سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں تمہاری طرح نہیں ہوں، مجھے میرا رب ہر وقت کھلاتا پلاتا رہتا ہے۔ ۹۵ ۔

حضرت بریدہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تمھارا بہترین دینی عمل وہ ہے جو سب سے زیادہ آسان ہو۔ ۹۶ ۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ایک شخص فیصلہ کرنے اور تقاضا کرنے میں آسانی کی وجہ سے جنت میں داخل ہو گیا۔ ۹۷ ۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول۔

پیر اور جمعرات کا روزہ:

حضرت اسامہ بن زیدؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر اور جمعرات کا روزہ رکھتے تھے جب ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بندوں کے اعمال پیر اور جمعرات (بارگاہ الٰہی) میں پیش کئے جاتے ہیں۔ ۹۸ ۔

جمعہ کے دن روزہ رکھنے کی ممانیت:

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! کوئی بھی شخص جمعہ کے دن اس وقت تک روزہ نارکھے جب تک اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد روزہ نہ رکھتا ہو۔۹۹؎

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، ہم نے ۱۶ رمضان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معیت میں جہاد کیا ہم میں سے کچھ نے روزہ رکھا ہوا تھا اور کچھ نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا، روزہ دار نے روزہ نہ رکھنے والے کو معیوب سمجھا نا افطار کرنے والے نے روزہ دور کو معیوب سمجھا۔۱۰۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔۱۰۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص اللہ تعالی کے راستے میں ایک دن کا روزہ رکھتا ہے، اللہ تعالی اس کے چہرے کو جہنم کی آگ سے ستر سال دور رکھتے ہیں۔۱۰۲؎

حضرت زید بن خالد جہنیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو کوئی کسی روزے دار کو افطار کروائے گا تو اس کو روزے دار کے برابر ثواب ملے گا، اور روزے دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔۱۰۳؎

حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! لوگ برابر خیر میں رہیں گے جب تک وہ افطار میں جلدی کریں گے۔۱۰۴؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب افطار کرتے تو یہ دعا پڑھتے۔ترجمہ۔ پیاس چلی گئی اور رگیں تر ہوگئیں اور اجر ثابت ہوگیا۔ان شاء اللہ۔۱۰۵؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اگر کوئی روزے سے ہو تو اسے فحش گوئی نہیں کرنی چاہئے اور نا ہی شور مچانا چاہیئے، اگر کوئی شخص اس کو گالی دے یا لڑے تو اس کو جوب میں یہ کہنا چاہئے کے میں روزہ دار آدمی ہوں۔۱۰۶؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! روزہ ڈھال ہے، اس

لئے (روزہ دار) نافحش باتیں کرے اور نا ہی جہالت کی باتیں کرے اور اگر کوئی اس سے لڑے یا اس کو گالی دے تو اسے صرف یہ کہنا چاہئے کے میرا روزہ ہے، یہ الفاظ وہ دو مرتبہ کہہ دے۔۱۰۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہوتی ہے۔۱۰۸؎

حضرت انسؓ بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز (مغرب) پڑھنے سے پہلے چند تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کیا کرتے، اگر تازہ کھجوریں نا ملتیں تو خشک کھجوروں سے افطار کرلیا کرتے اور اگر خشک کھجوریں بھی نا ملتیں تو چند گھونٹ پانی کے نوش فرمالیا کرتے۔۱۰۹؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔۱۱۰؎

روزے کا تاریخی پس منظر:

صوم ایک قدیم عبادت ہے جس کی ادائے گی انبیاء سابقین اور ان کی امت بھی کیا کرتی تھیں تاہم دیگر مذاہب میں بھی روزہ رکھنے کی مثالیں موجود ہیں اور دنیا کے تقریباً تمام مذاہب میں روزہ کسی نہ کسی شکل وصورت میں رکھا جاتا ہے یعنی مسلمانوں کے علاوہ یہودی، عیسائی، سکھ، بدھ مت کے پیروکار، ہندو اور پارسی کسی نہ کسی شکل میں روزہ رکھتے ہیں۔

اہل یہود پورے دن یعنی (چوبیس گھنٹوں) کا روزہ رکھتے تھے اور جب وہ ایک بار، روزہ کھول لیتے تو اس کے بعد وہ چھ کھا پی نہ سکتے تھے اور اب ان کا اگلا روزہ شروع ہوجاتا اور اب وہ اگلے دن ہی اس روزے کو کھولیں گے۔۱۱۱؎

ہندوؤں کے یہاں روزہ کو برت کہا جاتا ہے یعنی ایک ایسی عبادت جو انسان کے اندرون کی صفائی کا کام کرتی ہو اسی وجہ سے ہندو سادھو جب روحانیت میں قدم رکھتے ہیں تو بکثرت روزے رکھتے ہیں۔

بدھ مت کے پیروکار بھی روزے کی اہمیت سے واقف ہیں چنانچہ ان کے یہاں بھی روحانیت میں کسی مقام تک پہنچنے کے لئے روزے رکھے جاتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بھی اللہ تعالی نے گرمی میں (۳۰) روزے فرض کئے تھے بعدازاں ان کے پادریوں نے اس روزے کی عبادت میں ردوبدل کرتے ہوئے اسے گرمیوں کے بجائے سردیوں میں ادا کرنے کا فیصلہ کیا اور ۳۰ کے بجائے ۴۰ روزے خود اپنے اوپر فرض کر لئے کچھ عرصے کے بعد ایک بادشاہ نے اپنے کسی دنیاوی معاملے کے لئے یہ منت مانی کے میرا فلاں کام جب ہوجائے گا تو عوام بجائے ۴۰ کے ۴۷ روزے رکھا کرے گی چنانچہ جب اس بادشاہ کی منت پوری ہوئی تو عیسائی قوم نے ۴۰ کے بجائے ۴۷ روزے رکھنے شروع کر دئے کچھ عرصہ کے بعد ایک دوسرے بادشاہ نے اپنے کسی دنیاوی کام کے لئے منت مانی اور یہ کہا کام ہوجانے کی صورت میں ہم تمام عیسائی قوم ۴۷ کے بجائے ۵۰ روزے رکھا کریں گے۔

۲۰۰۵ء میں پاپائے روم نے اپنے کرسمس کے خطاب میں عیسائی قوم سے کہا اگر عیسائی صحیح معنوں میں روزے رکھنا چاہتے ہیں تو انھیں چاہئے کے وہ مسلمانوں کی طرز پر اپنے روزے رکھیں تاہم پاپائے روم کے اس خطاب کے بعد پوری دنیا کی عیسائی برادری میں ایک اضطراب پیدا ہوگیا۔ تمام پیغمبروں نے روزے کا اہتمام کیا کیونکہ اس عبادت کے ذریعہ انسان تقویٰ اور پرہیز گاری حاصل کرتا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ ۱۱۲

ترجمہ۔ مسلمانو! تم پر روزہ اس طرح سے فرض کیا گیا ہے جس طرح سے تم سے پہلی امتوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔

مسلمانوں پر روزہ سن ۲ھ میں فرض ہوا جس کے لئے ماہ رمضان کا انتخاب کیا گیا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہوا!

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۔ ۱۱۳

ترجمہ۔ اب اس مہینے کو جو شخص پائے وہ اس کے پورے روزے رکھے۔

لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ۔ ۱۱۴

ترجمہ۔ کھاؤ پیو یہاں تک کے ظاہر ہوجائے تمھارے لئے سفید دھاگا، کالے دھاگے سے یعنی رات کی سفیدی اور سیاہی میں امتیاز ہوجائے۔ ۱۱۴؎

شب قدر کی اہمیت اور فضیلت:

رمضان کے آخری عشرے میں طاق راتوں (۲۹، ۲۷، ۲۵، ۲۳، ۲۱) میں شب قدر کو تلاش کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

بیشتر علماء کا اتفاق ۲۷ شب پر ہے اور وہ اس کو شب قدر سمجھتے ہیں کچھ علماء یہ کہتے ہیں ہر سال شب قدر مختلف تاریخوں میں گھومتی ہے۔

حضرت ابوالحسنؒ فرماتے ہیں کے جب سے میں بالغ ہوا ہوں ہر سال رمضان کی شب قدر پا تا ہوں اور میرا تجربہ یہ کہتا ہے!

اگر پہلا روزہ ہفتہ کا ہے تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شب قدر ۲۳ رمضان کی ہوگی۔

اگر پہلا روزہ اتوار کا ہے تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شب قدر ۲۹ رمضان کی ہوگی۔

اگر پہلا روزہ پیر کا ہوگا تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شب قدر ۲۱ رمضان کی ہوگی۔

اگر پہلا روزہ منگل کا ہوا تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شب قدر ۲۷ رمضان کی ہوگی۔

اگر پہلا روزہ بدھ کا ہوا تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شب قدر ۲۹ رمضان کی ہوگی۔

اگر پہلا روزہ جمعرات کا ہوا تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شب قدر ۲۵ رمضان کی ہوگی۔

اگر پہلا روزہ جمعہ کا ہوا تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شب قدر ۱۷ رمضان کی ہوگی۔

یہ رات اس قدر فضیلت کی حامل ہے کے اللہ تعالی نے اس رات کی اہمیت کے پیش نظر ایک سورہ (سورہ قدر) کو نازل فرمایا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۔ ۱۱۵

ترجمہ۔ اسے (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا ہے، اور تم کیا جانو شب قدر کیا ہے؟ (شب قدر ہزار مہینوں (۶۰۰۰۰ دن اور رات) سے بہتر ہے)۔

لیلتہ القدر کے حصول یعنی (حواس کی رفتار کے 60000 گنا تک اضافے کے نتیجے میں قرب خداوندی اور غیب کی دنیا سے آشنائی، اللہ کی نشانیاں اور روح اور فرشتوں سے ملاقات کی رات ہے۔

لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوۡحُ فِيۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ ۚ مِنۡ كُلِّ اَمۡرٍ سَلٰمٌ ۛ هِىَ حَتّٰى مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ۔۱۱۶

ترجمہ۔ یہ ہزار مہینوں سے افضل ہے ،اس رات میں روح الامین اور فرشتے اللہ کے حکم سے اترتے ہیں اور یہ رات طلوع صبح تک امن اور سلامتی ہے۔

معلوم ہوا کے جس دن قرآن کریم نازل ہوا وہ رات شب قدر کی تھی اور یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غار حرا میں جو ابتدائی آیات نازل ہوئیں وہ مہینہ رمضان کا تھا اور رات شب قدر کی تھی اس اعتبار سے رمضان کو یہ فضیلت ہے کے یہ اللہ کا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا جبکہ شب قدر وہ عظیم الشان رات تھی جس میں قرآن کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک پر نازل ہوا۔

لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوۡحُ فِيۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ ۚ مِنۡ كُلِّ اَمۡرٍ سَلٰمٌ هِىَ حَتّٰى مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ۔۱۱۷

ترجمہ۔شب قدر ہزار مہینوں (۶۰۰۰۰ دن اور رات) سے بہتر ہے اس رات میں اللہ کے حکم سے روح اور فرشتے اترتے ہیں ہر امر پر وہ رات امان ہے صبح کے نکلنے تک۔

لیلتہ القدر کے حصول یعنی (حواس کی رفتار کے ۶۰۰۰۰ گنا تک اضافے کے نتیجے میں قرب خداوندی اور غیب کی دنیا سے آشنائی ممکن ہوتی ہے۔

ایک رات ------------------------- ۸۳ برس کی عبادت کا ثواب۔

ایک گھنٹہ ---------------------- ۹ سال کی عبادت کا ثواب۔

ایک منٹ ------------------------ ۵۵ دن کی عبادت کا ثواب۔

ایک سیکنڈ ---------------------- ۲۲ گھنٹوں کی عبادت کا ثواب۔

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! عام دنوں کے برعکس روزہ ہمیں ایسے نکتے پر لے آتا

ہے جہاں سے مظاہر کی نفی ہو جاتی ہے یعنی انسان پر یہ عقدہ کھلتا ہے کے ظاہری حواس کے علاوہ اور بھی کئی حواس ہمارے اندر موجود ہیں جو انسان کو آزاد دنیا یعنی (غیب سے متعارف اور روشناس) کرواتے ہیں روزہ ظاہری حواس پر کاری ضرب لگا کر انھیں معطل کرتا ہے یعنی بھوک، پیاس کو برداشت کرنا، گفتگو میں کمی، نیند میں کمی اور نفسانی خواہشات پر کنٹرول سے انسان، مظاہر کی گرفت سے نکل کر غیب کی دنیا میں سفر کرتا ہے۔

کائنات میں موجود ہر ذی روح کے اندر دو حواس کام کرتے ہیں۔

۱۔وہ حواس جو انسان کو اللہ سے قریب کرتے ہیں۔

۲۔وہ حواس جو اللہ اور بندے کے درمیان دوری کا سبب ہیں تاہم اللہ سے دور کرنے والے تمام حواس کو مظاہر کہا جاتا ہے دوسری جانب جو حواس انسان کو اللہ سے قریب کرتے ہیں انھیں غیب کہا جاتا ہے۔۱۱۸؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ فرماتے ہیں! مجھے تمھاری دنیا کی تین چیزیں بے حد پسند ہیں۔

۱۔مہمان کی عزت۔ ۲۔سخت گرمی کے روزے۔ ۳۔راہ خدا میں جہاد۔

جو کوئی شب قدر میں سورہ القدر کی (سات) مرتبہ تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے ہر بلا سے محفوظ رکھے گا اور ستر ہزار فرشتے اس کے لئے جنت میں دعا کریں گے اور جو کوئی سارا سال جمعے کے دن نماز جمعہ سے قبل (تین) مرتبہ سورہ القدر کی تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اس دن تمام نمازیوں کی تعداد کے برابر اس شخص کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھ دے گا۔۱۱۹؎

کتنے ہی روزے دار ایسے ہیں جن کے روزے فاقے کے سوا کچھ نہیں اور کتنے ہی شب بیدار ایسے ہیں جنھوں نے صرف رت جگوں کی تھکن کے سوا کچھ حاصل نہیں کیا لیکن کتنے ہی اہل معرفت ایسے ہیں جن کے افطار اور نیند میں بھی عبادت ہے۔

ہر عید کے موقع پر آپؓ نے فرمایا! یہ عید صرف اس کی عید ہے جس کے روزوں کو اللہ نے قبول فرمایا۔روزہ بندے اور خالق کے درمیان ہونے والی ایک ایسی عبادت ہے جس سے کوئی مطلع

نہیں اور اس کا اجر بھی اللہ اپنی عطا سے جتنا چاہے عطا فرمائے گا۔صرف کھانا پینا ترک کرنے کا نام روزہ نہیں بلکہ روزے میں ہر اس کام کو ترک کرنا ہے جس سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روکا ہے۔ایام بیض (ہر مہینے کے ۱۳، ۱۴، ۱۵) تاریخ کے روزے بلند درجات اور عظیم ثواب کے حصول کا ذریعہ ہیں۔دو طرح کی صحت میں سے روزہ ایک طرح کی صحت ہے۔نفس کا روزہ تمام حواس خمسہ کو گناہوں سے بچانے اور ہر قسم کے شر سے قلوب کو پاک رکھنے کا نام ہے۔دل کا روزہ زبان کے روزے سے اور زبان کا روزہ پیٹ کے روزے سے زیادہ افضل ہے۔۱۲۰؎

اہم نکتہ:

حضرت شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! عام دنوں کے برعکس روزہ انسان کو ایسے نقطے پر لے آتا ہے، جہاں سے مظاہر کی نفی شروع ہوتی ہے مثلاً وقت معینہ تک ظاہری حواس سے توجہ ہٹا کر ذہن کو اس بات پر آمادہ کرنا کے ظاہری حواس کے علاوہ اور بھی حواس ہمارے اندر موجود ہیں جو ہمیں آزاد دنیا (غیب کی دنیا) سے روشناس کرتے ہیں، روزہ زندگی میں کام کرنے والے ظاہر حواس پر ضرب لگا کر ان کو معطل کر دیتا ہے، بھوک، پیاس پر کنٹرول، گفتگو میں احتیاط، نیند میں کمی اور چوبیس گھنٹے کسی نا کسی طرح یہ کوشش کی جاتی ہے کے مظاہر کی گرفت سے نکل کر غیب میں سفر کیا جائے، کائنات میں ہر ذی روح کے اندر دو حواس کام کرتے ہیں۔

۱۔وہ حواس جو اللہ سے قریب کرتے ہیں۔ ۲۔وہ حواس جو اللہ اور بندے کے درمیان فاصلہ بن جاتے ہیں۔

اللہ سے دور کرنے والے حواس سب کے سب مظاہر ہیں اور اللہ سے قریب کرنے والے سب کے سب غیب ہیں۔۱۲۱؎

روزے میں انسان اجتماعی شعور میں داخل ہو جاتا ہے اور دنیا بھر کے کروڑوں مسلمان سحر اور افطار بیک وقت کرتے ہیں چونکہ روزہ رکھنے سے انسان کا تزکیہ نفس ہوتا ہے لہٰذا اس کی روح میں اس قدر بالیدگی پیدا ہو جاتی ہے کے اس کے اوپر سے سفلی جذبات کی گرفت ٹوٹ جاتی ہے اور اعلیٰ حواس کا غلبہ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کے اندر دیکھنے، سننے، سمجھنے اور محسوس کرنے کی کی

صفات کی رفتار میں 60000 گنا اضافہ ہوجاتا ہے اسی 60000 گنا کی تیز رفتاری کو تلاش کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو شب قدر کا پروگرام عطا فرمایا تاکہ انسان غیب کی دنیا سے متعارف ہوسکے۔

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! روزہ رکھنے سے جسمانی کثافتیں دور ہوجاتی ہیں اور انسان کے اندر لطیف روشنیوں کا بہاؤ تیز تر ہوجاتا ہے، روشنیوں کے تیز بہاؤ سے انسان کے ذہن کی رفتار بڑھ جاتی ہے اور اتنی زیادہ بڑھ جاتی ہے کے اس کے سامنے فرشتے آجاتے ہیں۔ اور وہ غیب کی دنیا میں اپنی روح کو سیر کرتے دیکھتا ہے۔ ۱۲۲؎

شب قدر سال کی سب سے زیادہ قیمتی رات ہے۔ لیلۃ القدر کے حصول یعنی (حواس کی رفتار کے 60000) گنا تک اضافے کے نتیجے میں قرب خداوندی اور غیب کی دنیا سے آشنائی ممکن ہوتی ہے۔ روزہ رکھنے سے انسان میں تقویٰ اور پرہیز گاری پیدا ہوتی ہے۔

اس میں وقت کی پابندی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ وہ پاک صاف رہتا ہے اور اللہ کی خوشنودی کی خاطر عبادات بجالاتا ہے۔

وہ گناہوں اور برائیوں سے بچتا ہے۔ اس کی جسمانی، دماغی اور نفسیاتی صحت پر روزے کے اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

وہ بھوک اور پیاس کی شدت کو برداشت کرتے ہوئے صبر وتحمل کو سیکھتا ہے۔

وہ دوسروں کی بھوک اور پیاس کی تکالیف کو سمجھنے کے قابل ہوتا ہے تاہم اس میں دوسروں کی مدد کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ وہ ایثار اور قربانی سیکھتا ہے۔ عبادت کے ذریعے اللہ کا قرب اور دوستی حاصل کرتا ہے۔ روزہ رکھنے کی وجہ سے انسان میں نظم وضبط پیدا ہوتا ہے۔

اجتماعی عبادات کا شوق پیدا ہوتا ہے۔

اجتماعی سطح پر برائیوں اور گناہوں سے رکنے اور دوسروں کو روکنے کے احساسات بیدار ہوتے ہیں، باجماعت نماز کی ادائے گی، قرآن کریم پر غور وتفکر، تراویح اور اعتکاف کے ذریعے وہ اپنے گناہوں سے نجات اور اللہ کی خوشنودی کو حاصل کرتا ہے۔ رمضان کے مہینے کی خوشیاں، افطار وسحر کی گہما گہمی اور پاکیزہ اور روح پرور ماحول سے بچے بڑے سب ہی سرشار نظر آتے ہیں۔

غرباء اور فقراء کی مدد کا اجتماعی جذبہ بیدار ہوتا ہے جس کے لئے جگہ جگہ مخیر حضرات افطاری اور سحری کے انتظامات کرتے ہیں۔

غریبوں کو عید کی خوشیوں میں شامل کیا جاتا ہے اور زکوۃ، فطرہ اور فدیہ کے ذریعے ان کی مالی مدد کی جاتی ہے۔ طاق راتوں میں شب قدر کو تلاش کیا جاتا ہے۔

روزہ اللہ کے قرب کو حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔

اس عبادت کے ذریعے انسان صبر و تحمل سیکھتا ہے۔

انفرادی اور اجتماعی سطح پر انسان گناہوں اور برائیوں سے بچتا ہے۔

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! اللہ نے روزے کو مخلوقات کے اخلاص کو آزمانے کے لئے فرض کیا ہے۔ ۱۲۳ے

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! ہر شے کی ایک زکوۃ ہے اور جسم کی زکوۃ، روزہ ہے۔ ۱۲۴ے

مچھر کی مثال:

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے مچھر کی مثال بھی پیش کی ہے، اور اہل علم و دانش کو اس جانب تفکر کی دعوت دی ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیٖۤ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ وَ اَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَا ذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا وَّ یَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْرًا وَ مَا یُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ۔ ۱۲۵

ترجمہ۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس بات سے نہیں شرماتا کہ کوئی بھی مثال بیان فرمائے مچھر ہو، یا اس سے بھی بڑی ہوئی کوئی چیز ہو سو جو لوگ ایمان لائے وہ جانتے ہیں کہ بلاشبہ یہ مثال حق ہے ان کے رب سے اور رہے وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا سو وہ کہتے ہیں کیا ارادہ کیا اللہ نے اس کے ذریعہ مثال دینے کا۔ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ بہت سوں کو گمراہ کرتے ہیں اور بہت سوں کو ہدایت دیتے ہیں اور اس کے ذریعہ نہیں گمراہ کرتے مگر فرمانبرداری سے نکل جانے والوں کو۔

مچھروں کی اقسام:

مچھر کو انگریزی میں Mosquito کہا جاتا ہے، تاہم یہ مکھی کی ایک قسم ہے۔
ماہرین کے مطابق دنیا بھر میں اب تک مچھروں کی 3500 اقسام دریافت کی جا چکی ہیں۔
مچھر کی زندگی چار ارتقائی مراحل پر مشتمل ہوتی ہے۔
ا۔انڈہ۔ ۲۔لاروا۔ ۳۔پیوپا۔ ۴۔مکمل مچھر۔

مچھروں کی افزائش عموماً جوہڑوں، تالابوں، نالیوں یا پانی کی کسی بھی ذخیرے اور پودوں کے پتوں پر ہوتی ہے۔ان کی زندگی کے ابتدائی تین مراحل ایک سے دو ہفتے میں مکمل ہو جاتے ہیں۔ مادہ مچھر ایک ماہ تک زندہ رہ سکتی ہے مگر عام طور پر اس کی زندگی ایک سے دو ہفتے تک ہوتی، ان کی افزائش اور زندگی میں ماحول کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

مچھروں کی خوراک:

مچھروں کی اصل خوراک پھلوں پھولوں کا رس ہے۔خون کی ضرورت صرف مادہ مچھر کو ہوتی ہے۔ انڈے دینے کے لیے مادہ مچھر کو فولاد اور پروٹین کی ضرورت ہوتی جو یہ خون سے حاصل کرتی ہے۔خون حاصل کرنے کے بعد مادہ مچھر آرام کرتی ہے جب تک کے یہ خون ہضم نہ ہو جائے اور انڈے تیار نہ ہو جائیں۔مچھروں کی بعض اقسام مسلسل چار گھنٹے تک اڑ سکتی ہیں، تاہم رات بھر میں یہ مچھر اندازاً بارہ کلیومیٹر تک کا سفر طے کر لیتے ہیں۔ان کی زیادہ اقسام گرم مرطوب علاقوں میں پائی جاتی ہیں جہاں یہ سارا سال اپنی زندگی کا پہیا چلاتے رہتے ہیں۔
سرد موسم یہ اگرچہ غیر فعال ہو جاتے ہیں مگر مکمل ختم نہیں ہوتے۔

مؤجب امراض:

مچھر دنیا میں انسانوں کا سب سے بڑا قاتل ہے، چنانچہ سالانہ اس سے متاثرہ افراد کی تعداد کروڑوں تک جا پہنچتی ہے اور ایک اندازے کے مطابق ہر سال 20 لاکھ لوگ اس سے پیدا ہونے والی بیماریوں ڈینگی بخار، پیلا بخار، اور ملیریا سے موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں جن میں

زیادہ تعداد افریقی اور ایشائی لوگوں کی ہوتی ہے، تاہم مچھر کا خون پینے کا عمل ایڈز جیسی مہلک بیماری کا سبب نہیں بنتا دنیا کے تقریباً 150 ممالک میں مچھر ایک عام کیڑا ہے، یہ پریشان کن کیڑا ہمارے کانوں میں گونجنے کے علاوہ ملیریا، ڈینگی بخار، زرد بخار، چکن گونیا اور دیگر جیسی بیماریوں کو کاٹ سکتے ہیں اور لے جاسکتے ہیں۔ ہر سال، مچھر تقریبا 500 ملین انفیکشن اور 1 ملین اموات کی واحد وجہ ہیں۔ ہندوستان میں سالانہ تقریباً 40 ملین افراد مچھروں سے پھیلنے والی بیماریوں سے مرجاتے ہیں۔ گرم موسم میں مچھر باقاعدگی سے غیر متعدی بیماریاں لاتے ہیں۔

ماہرین طب کے مطابق مچھر انسانی جلد کی رنگت، پسینے کی بُو، خون کا گروپ اور بالوں کی ساخت کی جانب متوجہ ہوتے ہیں۔

کچھ طبی ماہرین کا کہنا ہے کے مچھروں کی تمام ہی اقسام کاربن ڈائی آکسائیڈ کا بہترین ادراک رکھتی ہیں اور جیسے ہی جسم سے خارج ہونے والی کاربن ڈائی آکسائیڈ فضا میں پھیلتی ہے، مچھر اندھیرے کے باوجود اپنے شکار تک پہنچ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ لیکٹک ایسڈ اور امونیا سے بھی مچھر اپنے شکار کو ٹارگٹ کر لیتا ہے۔

نئی تحقیق کے مطابق، انسانی جلد اور بالوں پر مختلف اقسام کے جراثیم اور بیکٹیریاز پائے جاتے ہیں چنانچہ مچھر ان کی جانب متوجہ ہوتے ہیں، اور ان جراثیموں کی وجہ سے انسانوں پر حملہ آور ہوتے ہیں۔

تحقیق سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کے انسانی جلد کے ہر ایک مربع انچ پر 10 لاکھ سے زیادہ بیکٹیریاز پائے جاتے ہیں جو 300 یا اس سے بھی زیادہ اقسام کے ہوسکتے ہیں۔ یہ بیکٹیریاز عام طور انسانوں کے لیے تو نقصان کا باعث نہیں بنتے لیکن مچھروں کو انسانوں کی جانب متوجہ کرنے کا موجب بن سکتے ہیں۔ بیکٹیریا سے انتہائی معمولی مقدار میں خارج ہونے والے بعض مادّے، بخارات کی شکل میں مچھروں تک پہنچتے ہیں اور ان کا حساس نظام انہیں بہ آسانی محسوس کر لیتا ہے، جس کے ردِعمل میں وہ یا تو کسی شخص کو کاٹنے کے لیے اس پر بھنبھنانا شروع کر دیتے ہیں یا پھر نظر انداز کرتے ہیں۔

ملیریا:

ملیریا ایک شدید بخار کی بیماری ہے جو متاثرہ مادہ اینوفلیس مچھروں کے کاٹنے سے لوگوں میں منتقل ہوتا ہے، یہ مچھر رات 9 بجے سے صبح 5 بجے کے درمیان سب سے زیادہ سرگرم رہتے ہیں۔ ملیریا کی ابتدائی علامات، جو عام طور پر بخار، سر درد، اور سردی لگتی ہیں، معمولی اور تشخیص کرنا مشکل ہوسکتی ہیں۔ یہ عام طور پر متاثرہ کیڑے کے کاٹنے کے 10 سے 15 دن بعد ظاہر ہوتے ہیں۔

ڈینگی بخار:

ڈینگی بخار، جسے ریڑھ کی ہڈی کا بخار" بھی کہا جاتا ہے، یہ ڈینگی وائرس مادہ مچھروں کے ذریعے پھیلتا ہے، زیادہ تر Aedes aegypti اور ایک حد تک A e کی نسلوں میں سے۔ albopictus، جو اکثر دن بھر کاٹتا ہے۔ یہ مچھر زیکا، زرد بخار اور چکن گونیا وائرس کو منتقل کر سکتے ہیں۔ ڈینگی بخار کی شدید علامات میں شدید خون بہنا، اعضاء کا نقصان، اور پلازما کا اخراج شامل ہے۔ شدید ڈینگی کا نامناسب انتظام اموات کے امکانات کو بڑھا دیتا ہے۔ اس بیماری کے پھیلاؤ پر کی گئی ایک تحقیق کے مطابق 3.9 بلین افراد کو ڈینگی وائرس سے متاثر ہونے کا خطرہ ہے۔

چکن گنیا:

چکن گونیا ایک متعدی بیماری ہے جو چکن گونیا وائرس (CHIKV) کی وجہ سے ہوتی ہے۔ مچھروں کی دو اقسام ایڈیس البوپکٹس اور ایڈیس ایجپٹی وائرس کو انسانوں میں منتقل کرتی ہیں۔ چکن گونیا کی علامات اکثر انفیکشن کے ایک ہفتے بعد ظاہر ہوتی ہیں۔ چکن گونیا بخار کے اچانک شروع ہونے سے پہچانا جاتا ہے، جو اکثر جوڑوں کی سوجن اور درد کے ساتھ ہوتا ہے۔ جوڑوں کا درد کچھ دنوں تک رہ سکتا ہے، لیکن یہ ہفتوں، مہینوں یا سالوں تک بھی رہ سکتا ہے۔ یہ عام طور پر کافی تکلیف دہ ہوتا ہے، بعض اوقات ڈینگی انفیکشن سے بھی بدتر ہوتا ہے۔ ڈینگی کے کیسز کے مقابلے چکن گنیا سے ہونے والا جسمانی درد زیادہ شدید ہوتا ہے، بعض اوقات پٹھوں میں درد، سر درد، تھکاوٹ اور خارش ہوسکتی ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۹۳۔
۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۲۴۔
۳۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۶۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۷۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۸۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۹۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔مطبوعہ دارا معرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۱۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۱۱۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۱۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۳۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۱۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۵۔
۱۵۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۶۔سنن نسائی۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۱۲ھ۔
۱۷۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔ج۔۴۔ص۔۱۷۶۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۱۹۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۲۰۔فقیر رنگ۔سید سرفراز اے شاہ۔ص۔۷۴۔جہانگیر بکس لاہور۔

۲۱۔سورہ ص۔آیت۔۱۔
۲۲۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۲۳۔زادالمیسر۔علامہ ابوالفرج عبدالرحمن بن علی بن محمد جوزی حنبلی (متوفی ۵۹۷ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔
۲۴۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۲۵۔سورہ ق۔آیت۔۱۔۲
۲۶۔الدرالمنثور رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔ج۔۴۔ص۔۱۷۶۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۷۔سورہ لقمان۔آیت۔۲۷
۲۸۔الدرالمنثور رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔ج۔۴۔ص۔۱۷۶۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۹۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۳۰۔الکشف والخفاء۔ج۔۹۔ص۔۹۲۔۹۳۔داراحیاء۔التراث۔العربی۔بیروت۔۱۴۲۲ھ۔
۳۱۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۳۲۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۳۳۔الجامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۳۴۔سورہ التکویر۔آیت۔۶۔
۳۵۔فقیر رنگ۔سید سرفراز اے شاہ۔ص۔۷۴۔جہانگیر بکس لاہور۔
۳۶۔الجامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۳۷۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۳۸۔التاویلات النجمیہ۔
۳۹۔روح المعانی۔علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی (متوفی ۱۲۷۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۔دارالفکر بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۴۰۔النکت والعیون۔علامہ ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب ماوردی شافعی (متوفی ۴۵۰ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۲۲ھ۔
۴۱۔القاموس المحیط۔علامہ مجدالدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی (متوفی ۸۱۷ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۔
۴۲۔القاموس المحیط۔علامہ مجدالدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی (متوفی ۸۱۷ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث

العربی بیروت۔
۴۳۔روح البیان۔ج۔۸۔ص۔۵۸۴۔داراحیاء التراث۔بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۴۴۔سورہ الذاریات۔آیت۔۵۶۔
۴۵۔الاخبار الموضوعۃ۔ص۔۱۷۹۔رقم الحدیث۔۶۹۸۔دارالکتب العلمیہ۔بیروت۔۱۴۰۵ھ)۔
۴۶۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۱۔۲۔
۴۷۔لطائف الاشارات۔ج۔۳۔ص۔۱۵۸۔دارالکتب العلمیہ۔بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۴۸۔الجامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۴۹۔سورہ حٰم السجدہ۔آیت۔۱۔
۵۰۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۱۔
۵۱۔سورہ الزخرف۔آیت۔۱۔۲۔
۵۲۔سورہ دخان۔آیت۔۱۔۲۔
۵۳۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۱۔۲۔
۵۴۔سورہ احقاف۔آیت۔۱۔۲۔
۵۵۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۵۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۷۔فقیر رنگ۔سید سرفراز اے شاہ۔ص۔۱۲۶۔جہانگیر بکس لاہور۔
۵۸۔تفسیر ابن کثیر۔حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۲۰ھ۔
۵۹۔فقیر رنگ۔سید سرفراز اے شاہ۔ص۔۷۴۔جہانگیر بکس لاہور۔
۶۰۔لیکچر نمبر۔۴۰۔سید سرفراز علی شاہ۔
۶۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۶۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۷۔
۶۳۔درالمختار علی ھامش ردالمختار۔علامہ علاءالدین محمد بن علی بن محمد حصکفی (متوفی ۱۰۸۸ھ)۔ ج۔۲۔ص ۸۰۔مطبوعہ داراحیاء۔التراث العربی۔بیروت۔۱۴۰۷ھ۔
۶۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۵۔
۶۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۴۔
۶۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۷۔
۶۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۳۔
۶۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۵۔
۶۹۔سورہ احزاب۔آیت۔۳۵۔
۷۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۷۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۷۲۔التفسیر الکبیر۔علامہ تقی الدین ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ)۔ج۔۲۔ص۔۱۲۰۔۱۲۱۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۷۳۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۷۴۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دار الفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۷۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۷۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۷۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۷۸۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۴ھ۔
۷۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۸۰۔سورہ احزاب۔آیت۔۳۵۔
۸۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۴۔
۸۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۸۳۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۴۱۷ھ۔
۸۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۴۱۷ھ۔
۸۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۸۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۸۷۔سنن نسائی۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۱۴۱۲ھ۔
۸۸۔سنن نسائی۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۱۴۱۲ھ۔
۸۹۔سنن نسائی۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۱۴۱۲ھ۔
۹۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۱۴۱۷ھ۔
۹۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۹۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۹۳۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۴ھ۔
۹۴۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۴ھ۔
۹۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۹۶۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۹۷۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۹۸۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۴ھ۔
۹۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۱۰۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۴۱۷ھ۔
۱۰۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۱۰۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۱۰۳۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۱۰۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۱۰۵۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۴ھ۔
۱۰۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۱۰۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۱۰۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔

۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۱۰۹۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤدسلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۴ھ۔
۱۱۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۱۱۱۔سیرت النبی۔
۱۱۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۳۔
۱۱۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۵۔
۱۱۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۷۔
۱۱۵۔ سیرت النبی۔
۱۱۶۔سورہ القدر۔آیت۔۱۔۳۔
۱۱۷۔سورہ القدر۔آیت۔۳۔۵۔
۱۱۸۔سورہ القدر۔آیت۔۳۔۵۔
۱۱۹۔اسم اعظم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔عظیمیہ پبلیکیشنز ناظم آباد کراچی۔
۱۲۰۔نزھت المجالس۔ج۔ا۔ص۔۲۲۳۔
۱۲۱۔اسم اعظم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۱۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۱۲۲۔اسم اعظم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۱۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۱۲۳۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۲۸۹۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۱۲۴۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۱۲۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۶۔

۳۔سورہ آل عمران (عمران کا خاندان)

نام:

آل عمران کا مطلب عمران کا خاندان اور حضرت عمران، حضرت مریم کے والد تھے۔
سورہ آل عمران کو زہرا، کنز اور طیبہ بھی کہتے ہیں۔

زمانہ نزول:

سورہ آل عمران مدنی سورہ ہے، جس میں ۲۰۰ آیات اور ۲۰ رکوع ہیں، سورہ آل عمران کا شمار سبع الطوال میں کیا جاتا ہے۔
ا۔مسلمانوں کو نہایت کٹھن حالات، آزمائش اور مصائب ومشکلات درپیش تھے، اگرچہ مسلمانوں کو غزوہ بدر میں کامیابی حاصل ہوئی تھی لیکن اس جنگ اور کفار کی شکست نے کفار کو مسلمانوں کی جانب مزید سختی اور دشمنی کی طرف آمادہ کیا۔

مضامین:

ا۔اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور قرآن کی صداقت پر دلائل دیئے گئے۔
۲۔اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول دین صرف اسلام ہے۔
۳۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان کے بارے جھگڑنے والے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کو جھٹلانے والے اور قرآن کریم کا انکار کرنے والے نجران کے عیسائیوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہونے والی گفتگو بیان کی گئی ہے۔
۴۔میثاق کے دن انبیاء کرام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں عہد لینے کا واقعہ بیان کیا گیا۔

۵۔مکہ مکرمہ اور خانۂ کعبہ کی فضیلت اور اس امت کے باقی تمام امتوں سے افضل ہونے کا بیان۔
۶۔یہودیوں پر ذلت وخواری مُسلَّط کئے جانے کا ذکر ہے۔
۷۔جہاد کی فرضیت اور سود کی حرمت سے متعلق شرعی احکام اور زکوٰۃ نہ دینے والوں کی سزا کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔
۸۔غزوۂ بدر اور غزوۂ اُحد کا تذکرہ اور اس سے حاصل ہونے والی عبرت ونصیحت کا بیان ہے۔
۹۔امت کی خیر خواہی میں مال خرچ کرنے ،لوگوں پر احسان کرنے اور بخل نہ کرنے کے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔
۱۰۔شہیدوں کے زندہ ہونے ،انھیں رزق ملنے اور ان کا اللہ تعالیٰ کا فضل حاصل ہونے پر خوش ہو نے کا بیان ہے۔
۱۱۔اس سورت کے آخر میں زمین وآسمان اور ان میں موجود عجائبات اور اَسرار میں غور وفکر کرنے کی دعوت دی گئی ہے، نیز جہاد پر صبر کرنے اور اسلامی سرحدوں کی نگہبانی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔
۱۔سورہ آل عمران کا خصوصی خطاب دو گروہ یعنی اہل کتاب (یہود ونصاریٰ)اور مسلمانوں سے ہے
۲۔یہود ونصاریٰ کی اعتقادی کمزوریوں کی نشاندہی کی گئی ،اور ان کی اخلاقی خرابیوں پر انھیں تنبیہ کی گئی۔
۳۔مسلمانوں کو بہترین امت ہونے کی حیثیت سے حق کا علمبردار اور دنیا کی اصلاح کا ذمہ دار بنایا گیا۔
ذیلی مضامین میں شامل ردعیسائیت، جہاد پر صبر واستقامت،سود کی حرمت،شکوک اور شبہات کا ازالہ،غزوہ بدر اور احد کا ذکر، زمین اور آسمان کی تخلیق پر غور وفکر، رسالت محمدی ﷺ کی میثاق، اہل ایمان پر انعامات کا ذکر وغیرہ۔

رسول اللہ ﷺ کے ارشادات:

حضرت ابو امامہ باہلیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! قرآن پڑھا کرو کیونکہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کرے گی اور زہراوین

(سورہ البقرہ اور آل عمران) کو پڑھا کرو کیونکہ وہ قیامت کے روز بادلوں کی طرح آئیں گی یا پرندوں کی جماعتوں کی طرح آئیں گی اور اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے حجت پیش کریں گی اور سورہ البقرہ کو پڑھا کرو کیونکہ اس کا حاصل کرنا برکت ہے جبکہ اس کا چھوڑنا حسرت ہے اور جادو کرنے والے اس کو پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔۱؎

سورہ البقرہ اور سورہ آل عمران کا ایک نام سورہ الزہراء بھی ہے۔۲؎

زہراء کے معنی ہیں صاف اور روشن، چمک دار اور روشن کرنے والی چیز۔

سورہ البقرہ اور سورہ آل عمران میں جو نور اور ہدایت ہے، اس کی وجہ سے آپ نے ان دونوں کو زہراء فرمایا ہے نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہود و نصاری کو جو شبہات تھے اور ان سے متعلق جو غلط عقائد ان میں پائے جاتے تھے اس سورہ سے اس کا ازالہ ہو جاتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اللہ کے برگزیدہ بندے اور معزز نبی ہونا واضح ہو جاتا ہے تو کیونکہ سورہ آل عمران ان کے مقام اور عظمت کو منکشف کرتی ہے اس لئے آپ ﷺ نے اس کو زہراء فرمایا ہے۔

سورہ آل عمران کا ایک نام سورہ الکنز بھی ہے۔(کنز کے معنی خزانہ کے ہیں)۔

امام درامی روایت کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، سورہ آل عمران فقیر کا کیا خوب کنز (خزانہ) ہے، وہ اس کو رات کے آخری حصے میں پڑھتا ہے۔۳؎

اس سورہ کو کنز اس لئے بھی فرمایا گیا کیونکہ اس میں عیسائیت کے اسرار کا خزانہ ہے اور رسول اللہ ﷺ نے نجران کے عیسائیوں سے جو مباحثہ فرمایا تھا اس سے متعلق اس میں زیادہ آیات ہیں، اس کا نام سورہ طیبہ بھی ہے۔

حافظ سیوطی بیان کرتے ہیں، امام سعید بن منصور نے ابو عطاف سے روایت کیا ہے! تورات میں آل عمران کا نام طیبہ ہے۔۴؎

نیز اس سورہ میں طیبین کے تمام اوصاف کو جمع کر کے ذکر فرمایا گیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

صبر کرنے والے، سچ بولنے والے، اللہ کی اطاعت کرنے والے، اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے اور رات کے آخری حصے میں استغفار کرنے والے۔۵؎

سود کی حرمت:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ ٦

ترجمہ۔اے ایمان لانے والو! یہ بڑھتا اور چڑھتا سود کھانا چھوڑ دو اور اللہ سے ڈرو امید ہے کہ فلاح پاؤ گے۔

رِبٰوا عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی زیادتی اور اضافے کے ہیں۔اصطلاحاً اہل عرب اس لفظ کو اس زائد رقم کے لیے استعمال کرتے تھے جو ایک قرض خواہ اپنے قرض دار سے ایک طے شدہ شرح کے مطابق اصل کے علاوہ وصول کرتا ہے، اسی کو ہماری زبان میں سود کہتے ہیں۔

نزول قرآن کے وقت سودی معاملات کی اور شکلیں رائج تھیں اور جنہیں اہل عرب رِبٰوا کے لفظ سے تعبیر کرتے تھے۔ ۷

جو لوگ سود کا مال کھاتے ہیں ان کا حال اس شخص کا سا ہوتا ہے جسے شیطان نے چھو کر باؤلا کر دیا ہو اور اس کی حالت میں ان کے مبتلا ہونے کی وجہ یہ ہے کے وہ کہتے ہیں! تجارت بھی تو آخر سود ہی جیسی چیز ہے حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے لہٰذا جس شخص کو اس کے رب کی طرف سے یہ نصیحت آ پہنچے اور آئندہ وہ سودخواری سے باز آ جائے تو جو کچھ وہ پہلے کھا چکا، سو کھا چکا اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے اور جو اس حکم کے بعد پھر اسی حرکت کا اعادہ کرے، وہ جہنمی ہے، جہاں وہ ہمیشہ رہے گا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔ ٨

ترجمہ جو شخص پھر عود کرے سو یہ لوگ دوزخ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اسلام نے جس قدر مذمت سودخوری کی کی ہے، اس قدر مذمت کسی دوسری برائی کی نہیں کی ہے۔ نیز اسلام نے سودخوری کے خلاف جس طرح لفظی اور معنوی دھمکی دی ہے، اس قدر کسی بھی دوسری برائی کے ارتکاب کرنے والے کو نہیں دی گئی۔اللہ سود کو مٹاتا اور صدقات کو نشوونما دیتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يَمۡحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ يُرۡبِي الصَّدَقٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيۡمٍ ۔۹

ترجمہ۔اللہ مٹاتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے صدقات کو، اور اللہ دوست نہیں رکھتا کسی کفر کرنے والے، گناہ کرنے والے کو۔

دنیا بھر میں موجود سودی نظام معیشت کی وجہ سے اقتصادی نظام درہم برہم ہو گیا اور سب سے بڑی خرابی یہ ہوئی کے اس سودی نظام نے دین کو بھی تباہ و برباد کر دیا، آج پوری انسانیت اس نظام کی چکی میں پس رہی ہے، سود کھلاتی ہے اور سود کھاتی ہے، ان پر مصائب و شدائد کے وہ پہاڑ ٹوٹ چکے ہیں، جنہوں نے اس کی کمر توڑ دی ہے اور انھیں پیس کر رکھ دیا ہے، اس سودی نظام نے انسانیت کے اخلاق کو بگاڑ کر رکھ دیا، انسانوں کی صحت کا معیار گر کر رہ گیا، اسلامی اور سودی نظام دونوں ایک دوسرے کے بالمقابل نظام ہیں تاہم اپنے اساسی فکر کے اعتبار سے یہ دونوں نظامات کبھی اور کسی بھی اساس پر نا تو متحد ہو سکتے ہیں اور نا ہی ایک جگہ جمع ہو سکتے، یہ دونوں نظامات ایک دوسرے سے متضاد ہیں جبکہ فرد اور معاشرے پر ان کے نتائج بھی مختلف ہیں۔

سودی نظام میں دولت ہمیشہ سود خواروں کی طرف لوٹتی ہے، چنانچہ اس وقت کرہ ارض کی پوری دولت کے اصل اور حقیقی مالک چند ہزار افراد اور ادارے ہیں۔۱۰

غزوہ بدر:

غزوہ بدر کو بدر کبریٰ یا بدر القتال بھی کہا جاتا ہے مسلمانوں کا مشرکین مکہ سے یہ پہلا غزوہ تھا جس میں جدال اور قتال کی نوبت آئی اور نتائج کے اعتبار سے اس جنگ کا شمار دنیا کی ان چند جنگوں میں کیا جاتا ہے جو کے فیصلہ کن ثابت ہوئیں اس جنگ میں مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ (۳۱۳) تھی، نہایت بے سروسامانی کا عالم تھا جبکہ کفار جنگی اسلحہ سے لیس اور بڑی تعداد میں میدان جنگ میں آئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو جنگ میں فتح کی خوشخبری سنا دی تھی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ لَقَدۡ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدۡرٍ وَّ اَنۡتُمۡ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ

تَشْكُرُوْنَ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ۔ ۱۱

ترجمہ۔ اللہ نے جنگ بدر میں تمھاری مدد کی اس وقت بھی تم بے سروسامان تھے پس اللہ سے ڈرو (اوران احسانات کو یاد کرو) تاکہ شکر کرو جب تم مومنوں سے یہ کہہ رہے تھے کے کیا یہ کافی نہیں ہے کے پروردگار 3000 فرشتے نازل کر کے تمھیں مدد دے۔

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ وَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَ لِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔ ۱۲

ترجمہ۔ وہ موقع کے جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے جواب میں اس نے فرمایا کے میں تمھاری مدد کے لئے پے در پے ایک ہزار فرشتے بھیج رہا ہوں یہ بات اللہ نے تمھیں صرف اس لئے بتادی تاکہ تمھیں خوشخبری ہو اور تمھارے دل اس سے مطمئن ہو جائیں ورنہ مدد تو جب بھی ہوتی ہے اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے یقیناً اللہ زبردست اور دانا ہے۔

غزوہ بدر کا پس منظر ملاء اعلی تک وسیع ہو جاتا ہے، اب یہ معرکہ یوم بدر سے بھی آگے، پوری انسانی تاریخ سے بھی آگے بڑھ کر، پوری دنیاوی زندگی کے دائرے سے بھی وسیع تر دار آخرت تک پہنچ جاتا ہے اور اس پیش منظر میں جماعت مسلمہ کو یہ شعور دیا جاتا ہے کہ اللہ کے ہاں اس کی کیا قدر و قیمت ہے، اس کے اعمال کس قدر اہم ہیں اور اس کی اقامت دین کی جدوجہد اور حرکت کس قدر مقدس ہے۔

رافع الرزقی سے، اس کے والد (جو بدری تھے) کہتے ہیں، حضرت جبرئیل علیہ السلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل بدر کے بارے میں کیا خیال کرتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہم ان کو افضل المسلمین سمجھتے ہیں، تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا اسی طرح ہم فرشتوں میں سے جو بدری تھے، ان کو افضل سمجھتے ہیں۔ ۱۳

یہ ایک معرکہ ہے جو اللہ کے امر اور اس کی مشیت کے مطابق چل رہا ہے۔ اللہ کا نظام قضا و قدر اور

اس کی تدبیر خود کر رہا ہے، اللہ کے خاص دستے اس میں شریک ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر کے میدان میں زمین پر ہاتھ رکھ رکھ کر بتا دیا تھا کے فلاں کافر یہاں مرے گا اور فلاں یہاں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ پیشن گوئی حرف بہ حرف سچ ثابت ہوئی اس معرکہ میں ۷۰ کفار قتل جبکہ ۷۰ قید ہوئے، مارے جانے والوں میں قریش کے ۲۴ بڑے سردار تھے جن میں قابل ذکر ابو جہل عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، عقبہ بن ابی معیط اور امیہ بن خلف ہیں، مسلمانوں کے ۱۴ مجاہدین شہید ہوئے جن میں سے آٹھ انصار تھے۔ ۱۴؎
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ طریقہ تھا کے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی قوم پر حملہ کرتے تو تین دن وہاں قیام کرتے پھر فتح اور اللہ کی مدد سے خوش و خرم واپس لوٹتے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر میں بھی تین دن قیام کیا اور اس کے بعد وہاں سے لوٹے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ قیدی اور مال غنیمت تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وادی صفراء کے مقام پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں مال غنیمت تقسیم فرمایا بدر کے قیدیوں میں سے کچھ کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا گیا جبکہ پڑھے لکھے قیدیوں کا فدیہ یہ تھا کہ وہ دس، دس مسلمانوں کو لکھنا اور پڑھنا سیکھائیں گے۔ (اس وقت ایک قیدی کا فدیہ ۴۰۰ درھم تھا)۔
غزوہ بدر وہ فیصلہ کن اور تاریخ ساز جنگ تھی کے جس نے مسلمانوں کی تقدیر اور ان کے مستقبل کا فیصلہ کر دیا اور اس کے بعد آج تک مسلمانوں نے جتنی بھی فتوحات یا جنگیں جیتی ہیں یا حکومتیں اور سلطنتیں قائم کیں ہیں وہ سب کی سب اسی جنگ کی مرہون منت ہیں اس فتح کو 'فتح مبین' بھی کہتے ہیں اس جنگ کے بعد قریش کے تقریباً ہر گھر میں صف ماتم بچھ گئی قریش کو مسلمانوں نے نہایت کاری ضرب لگائی تھی کے جس کی چوٹ کو وہ برسوں محسوس کرتے رہے۔

غزوہ احد:

عرب میں صرف ایک شخص کا قتل لڑائی جھگڑے کا ایک نا ختم ہونے والا سلسلہ چھیڑ دیتا جو کے سینکڑوں سال تک جاری رہتا طرفین میں سے جس کو شکست یا ان کی طرف کے لوگ قتل ہوئے ہوں تو انتقام لینا ان پر فرض ہوتا ہے اس قسم کی دشمنیوں میں خاندان کے خاندان ختم ہو جایا کرتے یہی کچھ بدر کے بعد ہوا کیونکہ قریش کے ہر گھر میں صف ماتم بچھ گئی تھی اور ایک دو نہیں بلکہ قریش

کے ۲۴ بااثر اور بڑے سردار بھی اس جنگ میں جہنم واصل ہوئے لہٰذا یہ بات طے شدہ تھی کے وہ اتنی خاموشی سے بیٹھنے والے نہیں پھر ابوسفیان نے بھی قسم کھائی کے وہ اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے گا، نہ غسل کرے گا نہ سر میں تیل ڈالے گا، نا صاف کپڑے پہنے گا اور نہ آرام کرے گا جب تک کے وہ دشمنوں سے بدلہ نہ لے لے، جنگ بدر کا بدلہ لینا اہل قریش کے نزدیک یوں بھی اہم تھا کیونکہ یہ ان کی عزت و وقار کا بھی اہم مسئلہ تھا انھوں نے ایک کمزور جماعت سے شکست کھائی تھی جس کے بارے میں انھوں نے کبھی اپنے خواب وخیال میں بھی نہ سوچا تھا جن لوگوں کو وہ حقیر سمجھ کر کچلنے کے لئے آئے تھے انھوں نے قریش کو شکست فاش دی چنانچہ غزوہ احد کا یہی محرک تھا پھر وہ قیدی کے جن سے فدیہ لے کر انھیں رہا کر دیا گیا جبکہ حضرت عمرؓ اہل عرب کی فطرت کو بخوبی سمجھتے تھے اسی لئے ان کی رائے یہ تھی کے ان قیدیوں کو بھی قتل کر دیا جائے کیونکہ اگلے سال یہ پھر مسلمانوں پر جنگ مسلط کریں گے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ نے ان کی اس تجویز کو رد کر دیا تھا کیونکہ یہ دونوں حضرات طبیعتاً خون خرابے کو ناپسند کرتے تھے۔ غزوہ احد سن ۳ھ میں احد کے مقام پر ہوئی یہ ایک مدافعتی جنگ تھی جو کے دشمنان اسلام نے مسلمانوں پر مسلط کی اس میں دشمن کی تعداد ۳۰۰۰ ہزار جبکہ مسلمانوں کی تعداد ۷۰۰ تھی۔ عبداللہ بن ابی جو کہ منافق اعظم تھا وہ اپنے ۳۰۰ افراد کو لے کر علیحدہ ہو گیا اور یہ کہنے لگا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری بات نہ مانی اور دوسروں کی بات مانی لہٰذا میں اور میرے ساتھی اپنی جانیں کیوں لڑائیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کو یہ تاکید کی تھی کے فتح کے باوجود تم لوگ اس گھاٹی سے نہ ہٹنا جب تک کہ میں تمھیں اس کا حکم نہ دوں اور اگر دشمن ہم پر غالب آجائے اور نوبت یہاں تک پہنچ جائے کہ پرندے ہمارا گوشت نوچ کر کھانے لگیں لیکن تم پھر اس جگہ سے نہ ہلنا جب تک کے میں تمھیں نہ بلالوں چنانچہ جنگ کا آغاز ہوا اور گھمسان کا رن پڑا، ابھی جنگ اپنے عروج پر ہی تھی کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت کی افواہ اڑ گئی جس کو سن کر مسلمان حواس باختہ ہو گئے اور ہمت چھوڑ گئے اور ان میں سے بیشتر میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اسی تناظر میں ارشاد خداوندی ہوا ہے!

وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ

قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ وَ مَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَیْهِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰهَ شَیْــٴًـا وَ سَیَجْزِی اللّٰهُ الشّٰكِرِیْنَ۔ ۱۵

ترجمہ۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس کے سوا کچھ بھی نہیں کے بس وہ ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور بھی رسول گزر چکے ہیں پھر کیا وہ مرجائیں یا قتل کردئے جائیں تو کیا تم لوگ الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ یادرکھو جوالٹا پھرے گا وہ اللہ کا کچھ نقصان نہیں کرے گا۔ البتہ جو اللہ کے شکر گزار بندے بن کر رہیں گے انھیں وہ اس کی جزادے گا۔

اس آیت میں اللہ تعالی نے یہ واضح کردیا کے کسی نبی کا کافروں کے ہاتھوں قتل ہوجانا اور ان پر موت کا وارد ہوجانا کوئی نئی بات نہیں ہے پچھلے انبیاء بھی قتل کئے جاتے رہے ہیں اگر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس صورت حال سے دوچار ہوں گے تو کیا تم الٹے پاؤ پھر جاؤ گے؟ بہر کیف اس جنگ میں چند مسلمانوں کی نافرمانی کا وبال سب پر پڑا اور بہت بڑا جانی نقصان ہوا ۷۰ کے قریب صحابہ کرام اس جنگ میں شہید ہوئے اور متعدد زخمی ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کی طرف کے دندان مبارک بھی اسی غزوہ میں شہید ہوئے تھے نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے پر زخم کے نشانات بھی آئے تھے اگر چہ کہ کفار کا لشکر لوٹ چکا تھا اور مسلمان جس گھاٹی پر متعین تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں ان کی جگہ سے ہلنے کے لئے بھی منع فرمایا تھا وہ اس بات کو بھول کر مال غنیمت سمیٹنے لگے اس وقت خالد بن ولید کفار کی طرف سے لڑ رہے تھے اور ابھی اسلام لے کر نہیں آئے تھے چنانچہ انھوں نے مسلمانوں پر پلٹ کر دوبارہ حملہ کردیا مسلمان اس حملہ کے لئے قطعاً تیار نہ تھے لہٰذا ان کا بڑا جانی نقصان ہوا لیکن پھر مسلمان پامردی سے لڑتے رہے اور کفار کے میدان چھوڑ کر بھاگنے کے بعد بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا! کون کفار کا تعاقب کرے گا؟ اگر چہ مسلمان زخموں سے چور تھے لیکن اس کے باوجود ۷۰ صحابہ کرام جن میں
حضرت ابوبکر صدیقؓ اور زبیر بن عوامؓ بھی تھے انھوں نے فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پر لبیک کہا اور دشمنوں کے تعاقب میں روانہ ہوئے ان ہی لوگوں سے متعلق ارشاد خداوندی ہے!

اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ؕ

لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ ۔۱۶

ترجمہ۔جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو مان لیا اس کے بعد کے ان کو زخم پہنچ چکا تھا، ان میں سے جنہوں نے نیکی کے کام کئے اور تقویٰ اختیار کیا ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔

لیکن کفار کو دوبارہ حملہ کرنے کی جراءت نہ ہوسکی مشرکین نے مسلمانوں کی لاشوں کا مثلہ کیا اس جنگ میں کفار کے ۲۲ افراد جہنم واصل ہوئے۔حقیقت ہے کے فتح اللہ کی جانب سے آتی ہے، وہ اللہ کی تقدیر کو ظاہر کرتی ہے، کسی رسول اور اس کے ساتھیوں کو فتح کی صورت میں کوئی ذاتی مفاد نہیں ملتا نہ اس میں ان کی کوئی ذاتی غرض ہوتی ہے۔نیز حصول فتح میں نہ رسول کا دخل ہوتا ہے نہ اس کے ساتھ اس میں دخیل ہوتے ہیں، وہ تو تقدیر الٰہی کے ظہور کے لئے ایک مظہر ہوتے ہیں، قدرت انہیں جس طرح چاہتی ہے' استعمال کرتی ہے، وہ اس فتح ونصرت کا نہ سبب حقیقی ہوتے ہیں نہ اس کے صانع ہوتے ہیں، وہ نہ فاتح ہوتے ہیں اور نہ ہی اس فتح کے نتیجے میں مفادات حاصل کرتے ہیں۔دست قدرت اپنے بعض اشخاص کو حرکت میں لاتا ہے، پھر خود ان کی تائید کرتا ہے تا کہ اللہ کے پیش نظر جو حکمتیں ہوں ان کا ظہور ہو اور جو مقاصد ہوں وہ بروئے کار لائے جائیں۔

لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۔۱۷

تا کہ کفر کی راہ چلنے والوں کا ایک بازو کاٹ دے، وہ قتل ہوں اور ان کی افرادی قوت کم ہو ان کی اراضی ان ہاتھوں سے نکلے اور ان کا رقبہ کم ہوتا جائے یا ان کی جابرانہ حکومت کا دائرہ تنگ ہوجائے ان کی دولت میں بوجہ مال غنیمت کمی آجائے اور ہزیمت اور شکست کے نتیجے میں ان کی سرگرمیوں میں کمی آجائے۔

أَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوا خَائِبِينَ ۔۱۸

یا ان کو ایسی ذلیل شکست دے کہ وہ نامرادی کے ساتھ پسپا ہوجائیں، یعنی ذلیل ہوکر ہزیمت اٹھائیں اور اپنے مقاصد میں ناکام ہوکر لوٹیں جبکہ وہ دبے ہوئے ہوں۔

فتح وہزیمت دونوں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکیمانہ پالیسی کے تابع ہوتی ہیں، کیونکہ پوری کائنات

میں اللہ کا امر جاری وساری ہے، اس لئے اللہ جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔

غزوہ احد میں مسلمانوں نے سخت چوٹ کھائی، ان کی بڑی تعداد قتل ہوئی، جس کے نتیجے میں انہیں سخت ہزیمت اٹھانی پڑی، نا صرف یہ بلکہ انہیں عظیم روحانی اور جسمانی اذیت سے دوچار ہونا پڑا، اس غزوہ میں ستر صحابی قتل ہوئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داندان مبارک شہید ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک زخمی ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشرکین نے گھیرے میں لے کر تنگ کیا اور صحابہ کرام کو گہرے زخم آئے۔ اس شکست سے اہل اسلام سخت جھنجھوڑ دیئے گئے، اس لئے یہ ایک ایسا صدمہ تھا جو جنگ بدر کی عجیب فتح کے بعد شاید بالکل ہی غیر متوقع تھا یہاں تک کے جب اہل اسلام کو یہ حادثہ پیش آیا تو وہ بے ساختہ کہنے لگے یہ سب کچھ کیسے ہوا؟ ہم مسلمان ہوتے ہوئے بھی ایسے حالات سے دوچار ہو سکتے ہیں؟ یہاں قرآن کریم اہل ایمان کو اس کرہ ارض پر سنت الٰہی کی طرف متوجہ کرتا ہے یہاں انہیں وہ اصول یاد دلایا جاتا ہے جس کے مطابق اس کرہ ارض پر واقعات کے فیصلے ہوتے ہیں۔

۞

حوالہ کتب:

۱۔ صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔

۲۔ صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔

۳۔ سنن درامی۔ امام عبداللہ بن عبدالرحمن درامی (متوفی ۲۵۵ھ)۔ مطبوعہ دار الکتاب العربی ۱۴۰۷ھ۔ دارالمعرفۃ بیروت ۱۴۲۰ھ۔

۴۔ الدر المنثور التفسیر بالمثور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔

۵۔ القرآن۔

۶۔ سورہ آل عمران۔ آیت۔ ۱۳۰۔

۷۔ تفہیم القرآن۔ مولانا ابوالعلیٰ مودودی (متوفی ۱۳۹۹ھ)۔ ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔

۸۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۲۷۵۔

۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۷۶۔
۱۰۔فی ظلال القرآن۔سید محمد قطب شہید (متوفی ۱۳۸۵ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۳۸۶ھ۔
۱۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۲۳۔۱۲۴۔
۱۲۔سورہ انفال۔آیت۔۹۔۱۰۔
۱۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۱۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۱۵۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۴۴۔
۱۶۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۷۲۔
۱۷۔سورہ آل عمران۔آیت،۔۱۲۷۔
۱۸۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۲۷۔

۴۔سورہ النساء (خواتین)

نام:

النساء۔عربی زبان کالفظ ہے،جس کے معانی خواتین کے ہیں۔
اس سورہ میں خواتین سے متعلق کئی احکامات کا ذکر ہے چنانچہ اس سورہ کا نام ہی سورہ النساء ہو گیا۔

شان نزول:

سورہ النساء مدنی سورہ ہے،جس میں ۱۷۶ آیات اور ۲۴ رکوع ہیں،سورہ النساء کا شمار سبع الطوال میں کیا جاتا ہے۔

مضامین:

۱۔والدین،رشتہ داروں،یتیموں،مسکینوں،قریبی اور دور کے پڑوسیوں،مسافروں اور لونڈی غلاموں کے ساتھ حسنِ سلوک اور بھلائی کرنے کا حکم دیا گیا۔
۲۔میراث کے احکام تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے۔
۳۔کن لوگوں کی توبہ مقبول ہے اور کن کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔
۴۔شوہر،بیوی کے ایک دوسرے پر حقوق اور ازدواجی زندگی کے رہنما اصول بیان کئے ہیں۔
۵۔مال اور خون میں مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کے احکام بیان کئے گئے۔
۶۔کبیرہ گناہوں سے بچنے کی فضیلت بیان کی گئی،حسد سے بچنے کا حکم دیا گیا نیز تکبر،بخل اور ریاکاری کی مذمت بھی بیان کی گئی۔
۷۔جہاد کے بارے میں احکامات بیان کئے گئے۔

۸۔قاتل کے بارے میں احکام، ہجرت کے بارے میں احکام اور نمازِ خوف کا طریقہ بیان کیا گیا
۹۔نیک اعمال کرنے اور گناہوں سے توبہ کرنے کی تلقین کی گئی ہے
۱۰۔اخلاقی اور ملکی معاملات کے اصول اور جنگ کے بعض احکام بیان کئے گئے ہیں۔
۱۱۔منافقوں، عیسائیوں اور بطور خاص یہودیوں کے خطرات سے مسلمانوں کو آگاہ کیا گیا ہے۔
۱۲۔اس سورت کے آخر میں حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے بارے میں عیسائیوں کی گمراہیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد:

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، جس نے سات سورتوں کو یاد کرلیا وہ بہت بڑا عالم ہے۔
(ان میں سورہ النساء بھی شامل ہے)۔[1]

حق وراثت:

مذاہب قدیم ہوں یا عرب کا دور جاہلیت ہو وہاں عورتوں کو قطعاً جائیداد اور وراثت میں حصہ دینے کے بارے میں نہیں سوچا جاتا تھا، دولت وجائیداد پرصرف اور صرف مرد کا ہی اجارہ ہوتا تھا اور باپ کی جائیداد کی تقسیم کے موقع پر بھی خاندان کے مرد اس کو حاصل کرلیا کرتے تھے لیکن اسلام کی تعلیمات اور احکامات میں میراث کو ایک مستقل حکم کی حیثیت حاصل ہے، مرد چاہے امیر ہو یا غریب ہو، وہ صاحب جائیداد ہو یا معمولی ذریعہ معاش رکھتا ہو ہر صورت میں اس کی پوری ملکیت میں اس کے تمام افراد خانہ شریک ہوں گے یعنی ماں، بہن، بیوی، بیٹی، بیٹا، بھائی وغیرہ پھر افراد خانہ کی کفالت کا ذمہ دار اور پابند بھی اللہ تعالی نے مرد کو ہی بنایا ہے، جب کے عورت کو اسلام نے افراد خانہ کی کفالت کی ذمہ داری سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوْضًا۔[2]

ترجمہ۔مردوں کا اس میں حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ کر مریں ہیں اور عورتوں کا بھی اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ چھوڑ کر مریں ہیں، مال تھوڑا ہو یا زیادہ اس میں ٹھہرایا ہوا حصہ ہے۔

وَ اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنُ
فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۔۳

ترجمہ۔جب (ترکہ کی) تقسیم کے وقت رشتہ دار (جن کا حصہ مقرر نہیں ہے) اور یتیم اور مسکین آموجود ہوں تو اپنے طور پر ان کو اس میں سے کچھ دو اور ان سے معقول بات کہو۔

وَ لْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا
عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۔۴

ترجمہ۔ایسے لوگ ڈریں کے اگر وہ اپنے پیچھے کمزور اولاد چھوڑ مریں تو ان کو اس کے بارے میں اندیشہ ہو تو ان کو چاہئے کے اللہ سے ڈریں اور سیدھی بات کہیں۔

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْۤ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۔۵

ترجمہ۔اللہ تم کو تمھاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے کے ایک لڑکے کا حصہ دولڑکیوں کے برابر ہے۔

فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۔۶

ترجمہ۔اگر لڑکیاں ہی ہوں (دو یا) دو سے زائد تو ان کے لئے اس کا مال دو تہائی ہے جو وہ چھوڑ کر مرا ہے۔

وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۔۷

ترجمہ۔اگر ایک ہی (لڑکی) ہو تو اس کے لئے آدھا مال ہے۔

وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ فَاِنْ
لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّ وَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ
فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ۔۸

ترجمہ۔اگر اولاد ہو تو ماں، باپ میں ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے۔۔۔اور میت کے ماں باپ کے

لئے ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے اس مال میں سے جو وہ چھوڑ مرا ہے اگر اس کے اولاد ہے۔

اگر اولاد نہ ہو تو ماں کا حصہ ایک تہائی ہوگا:

اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۔۹

ترجمہ۔ پھر اگر اس کی اولاد نہ ہو تو اور اس کے وارث اس کے ماں باپ ہی ہوں تو اس کی ماں کے لئے ایک تہائی ہے۔

بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ ہے:

اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۔۱۰

ترجمہ۔ اگر اس کے بھائی بھی ہوں تو اس کی ماں کے لئے چھٹا حصہ ہے۔

فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۔۱۱

ترجمہ۔ تمھارے باپ اور تمھارے بیٹے، تم نہیں جانتے کے تمھارے لئے ان میں سے کون نفع پہنچانے کے زیادہ قریب ہے، یہ اللہ کا مقرر کیا ہوا ہے۔ بے شک اللہ جاننے اور حکمت والا ہے۔

اگر اولاد نہ ہو تو شوہر کا نصف ہے:

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۔۱۲

ترجمہ۔ تمھارے لئے اس مال میں سے آدھا جو تمھاری بیویاں چھوڑ مریں اگر ان کی اولاد نہ ہو تو۔

اولاد ہو تو چوتھائی:

فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ
بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۔۱۳

ترجمہ۔ اگر ان کی اولاد ہو تو تمھارے لئے اس کا چوتھائی ہے جو وہ چھوڑ مریں۔

اولاد نہ ہوتو بیوی کا چوتھائی حصہ ہے:

وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ ۱۔ ۱۴

ترجمہ۔ان کے لئے اس مال میں سے چوتھائی ہے جوتم چھوڑ مرو اگر تمھاری اولاد نہیں ہے۔

اولاد ہوتو بیوی کا آٹھواں حصہ ہے:

وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّورَثُ كَلٰلَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَّلَهٗٓ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَإِنْ كَانُوٓا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوصٰى بِهَآ أَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ ۔ ۱۵

ترجمہ۔پھر اگر تمھاری اولاد ہے تو ان کے لئے اس مال میں سے آٹھواں حصہ ہے، جوتم چھوڑ مرو۔

مندرجہ بالا قانون میراث سے یہ بات ثابت ہوگئی کے میراث میں عورت کا حصہ مرد کے حصے سے کم رکھا گیا ہے لیکن اسلام نے اسے کسی بھی مقام پر دوسروں کو دینے کا پابند نہیں بنایا ہے پھر یہ کے عورت کو شادی کے بعد مہر کی صورت میں بھی تحفہ یا رقم ملتی ہے جو مرد اپنی بیوی کو دیات ہے لیکن عورت کو کچھ دینے کا پابند نہیں بنایا گیا ہے، دیکھنے میں ایسا ضرور معلوم ہوتا ہے کے مرد کو زیادہ یا دگنا حصہ ملتا ہے لیکن اگر دیکھا جائے تو مرد اپنے مال میں سے اپنے قریبی رشتہ داروں کو دینے کا بھی پابند ہے پھر سب سے بڑھ کر ان کی کفالت کی عظیم ذمہ داری بھی اسی کے کندھوں پر ہے لہٰذا خواتین کو اس پہلو کی جانب بھی توجہ کرنی چاہئے۔

حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں، جو شخص کسی وارث کی میراث سے بھاگا ،اللہ تعالی قیامت کے دن جنت سے اس کی وراثت کو منقطع کردیں گے۔۱۶

اسلام کا نظام وراثت ایک نہایت ہی عادلانہ اور فطرت انسانی کے ساتھ نہایت ہی ہم آہنگ نظام

ہے نیز خاندانی زندگی کے عملی حال احوال کے ساتھ نہایت ہی موزوں ہے، تاہم اس بات کی وضاحت اس وقت ہوتی ہے جب اس نظام کا تقابلی مطالعہ ان تمام نظاموں سے کرتے ہیں جو انسانی تاریخ میں کبھی رائج رہے ہیں یا اب ہیں جاہلیت قدیمہ میں یا جاہلیت جدیدہ میں دنیا کے خطے میں اور کسی بھی قوم وملت میں اس نظام میں خاندان کی اجتماعی کفالت کے تمام مقاصد کو پیش نظر رکھا گیا ہے، ہر شخص کا حصہ اور خاندان کے اندر اس کی ذمہ داریوں کو پیش نظر رکھ کر متعین کیا گیا ہے۔اس نظام کی اساس اس اصول پر ہے کے یہ خاندانی نظام ایک ہی نفس بشر سے وجود میں آیا ہے، اس لئے نہ اس میں بچے محروم ہوں گے اور نہ خواتین محروم ہوں گی، محض اس لئے کے وہ خواتین ہیں یا نابالغ ہیں، اسلام حقوق دیتے وقت اصناف مرد اور عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا جاتا، تاہم اگر فرق ہے تو اجتماعی ذمہ داریوں کو پیش نظر رکھ کر کیا گیا ہے جو ذمہ داریاں اجتماعی خاندانی کفالت کے حوالے سے عائد ہوتی ہیں۔

اس نظام کے اندر عام زندہ چیزوں کی فطرت اور خصوصا انسانی فطرت کو پوری طرح مدنظر رکھا گیا ہے چنانچہ ہر حصص اور حقوق کی ادائے گی کرتے وقت مرنے والے کی اولاد کو سب سے مقدم رکھا گیا یعنی والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے مقابلے میں اس فطری میلان کے علاوہ آنے والی نوخیز نسل اس لئے بھی زیادہ مستحق ہے کہ اس کرہ ارض پر وہی زندگی کے تسلسل کا ذریعہ ہے لیکن اس نوخیز نسل کی رعایت کے ساتھ ساتھ آباء کو بھی محروم نہیں رکھا گیا اور نہ ہی دوسرے رشتہ داروں کو محروم رکھا گیا ہے، ہر ایک کو حصہ دیا گیا ہے، تاہم اسلام کا نظام میراث کسی شخص کی جمع کردہ دولت کو اس وقت پاش پاش کر دیتا ہے جب وہ انتہاوں کو چھو لیتی ہے، اسلام اسے از سر نو تقسیم کر دیتا ہے، اس لئے یہ نظام دولت کو کسی ایک جگہ جمع ہونے نہیں دیتا اور نہ ہی چند ہاتھوں میں منجمد کر کے چھوڑتا ہے۔

انسان کی فطرت میں لالچ اور دولت کی محبت ودیعت کر دی گئی ہے، اسی لئے نفس انسانی اس تقسیم دولت کو بخوشی قبول کرتا ہے کیونکہ یہ نظام انسان کی فطرت اور اس کی فطری حب مال اور حرص و لالچ کے عین مطابق ہے تاہم یہی وہ اصل فرق وامتیاز ہے جو اس ربانی نظام زندگی اور دوسرے ان نظاموں کے مابین ہے جو انسانوں کے تجویز کردہ ہیں۔[۱۷]

حرمت شراب:

شرب۔ سے مراد پینا ہے۔

یشرب۔ سے مراد سیراب ہونا۔

الشراب۔ سے مراد ہر پینے کی چیز۔

المشرب۔ سے مراد پانی۔ پانی پینا۔ پانی پینے کا گھاٹ۔

خمر۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (خ۔م۔ر) سے مشتق ہے۔ ۱۸ے

الخمر۔ کے معنی ڈھانپ دینا یا چھپا دینا۔

الخمر۔ سے مراد اوٹ۔ آڑ۔ پردہ۔

عربی زبان میں خمار، اوڑھنی کو کہتے ہیں۔

الخمر۔ سے مراد ہر نشہ آور چیز جو عقل کو ڈھانپ دے۔

شراب کو الخمر اس لئے بھی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ انسانی عقل کو ڈھانپ دیتی ہے۔ ۱۹ے

خمر سے مراد عرب انگور کے شیرے سے شراب بناتے تھے چنانچہ اس شراب کو وہ خمر کہتے تھے عرب انگور کو بھی خمر کہتے ہیں۔ ۲۰ے

ارشادات خداوندی:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ۔۲۱

ترجمہ۔ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیے کے ان دونوں میں بڑا گناہ ہے، اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے (بھی) ہیں اور ان کا گناہ ان کے فائدہ سے زیادہ بڑا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ ۔۲۲

ترجمہ۔اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں تم نماز کے قریب نہ جاؤ حتیٰ کے تم یہ جان لو کے تم کیا کہہ رہے ہو۔

قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۔۲۳

ترجمہ۔صالح نے کہا یہ اونٹنی ہے، ایک دن اس کے (پانی) پینے کا ہے اور ایک مقررہ دن تمہارے (پانی) پینے کا ہے۔

فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ۔۲۴

ترجمہ۔پس تم سخت پیاسے اونٹ کی طرح پینے والے ہو گے۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى وَ لَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَ مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَ سُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ۔۲۵

ترجمہ۔اس جنت کا متقین سے وعدہ کیا گیا ہے اس میں ایسے دریا ہیں جن کا پانی متغیر نہیں ہوتا اور اس میں ایسے دودھ کے دریا ہیں جن کا ذائقہ متغیر نہیں ہوتا، اور اس میں ایسی شراب کے دریا ہیں جو پینے والوں کے لئے خوش ذائقہ ہیں اور اس میں صاف ستھرے شہد کے دریا ہیں اور اس میں ہر قسم کے پھل ہیں اور ان کے رب کی مغفرت ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

ترجمہ۔اے ایمان والو! خمر (شراب) جوا، بتوں کے چڑھاؤں کی جگہ اور بتوں کے پاس فال نکالنے کے تیر محض ناپاک ہیں ان سے اجتناب کرو تا کہ تم فلاح پاؤ، شیطان کا صرف یہ ارادہ ہے کے وہ شراب اور جوئے کے سبب سے تمہارے درمیان بغض اور عداوت پیدا کر دے اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے تو کیا تم باز آنے والے ہو؟ حضرت عمرؓ نے جب یہ آیت سنی تو کہا!

ہم باز آئے، ہم باز آئے۔۲۶؎

اس آیت میں شراب کی حرمت پر دس دلائل پیش کئے گئے ہیں:

۱۔شراب کا ذکر، جوئے، بتوں کے چڑھاؤوں کی جگہ اور بتوں کے پاس فال نکالنے کے تیروں کے ساتھ کیا ہے اور یہ سب حرام ہیں۔
۲۔شراب کو رجس یعنی (نجس) فرمایا اور ہر نجس چیز حرام ہے۔
۳۔شراب کو شیطانی کام فرمایا اور شیطانی کام حرام ہیں۔
۴۔شراب پینے سے اجتناب کا حکم دیا گیا چنانچہ اس سے اجتناب کرنا فرض ہے اور جس سے اجتناب فرض ہو اس کا ارتکاب حرام ہے۔
۵۔حصول فلاح کو شراب سے اجتناب پر معلق فرمایا، اس لیے اس سے اجتناب فرض اور اس کا ارتکاب حرام ہوا۔
۶۔شراب کے سبب سے شیطان عداوت پیدا کرتا ہے اور عداوت حرام ہے اور حرام کا سبب بھی حرام ہوتا ہے چنانچہ شراب حرام ہے۔
۷۔شراب کے سبب سے شیطان بغض پیدا کرتا ہے اور بغض حرام ہے۔
۸۔شراب کی تاثیر سے شیطان اللہ کے ذکر سے روکتا ہے اور اللہ کے ذکر سے روکنا حرام ہے۔
۹۔شراب کی تاثیر سے شیطان نماز سے روکتا ہے اور نماز سے روکنا حرام ہے۔
۱۰۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا! کیا تم (شراب نوشی سے) باز آنے والے ہو؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان! کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے دنیا میں خمر (شراب) پی وہ آخرت میں اس سے محروم رہے گا۔۲۷؎
حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، زنا کرتے وقت زانی میں ایمان (کامل) نہیں ہوتا اور خمر پیتے وقت شرابی میں ایمان (کامل) نہیں ہوتا اور چوری کرتے وقت چور میں ایمان (کامل) نہیں

ہوتا۔۲۸؎

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، میں حضرت ابوعبیدہؓ، حضرت ابوطلحہؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ کو آدھی پکی کھجوروں اور چھوہاروں کی شراب پلا رہا تھا کہ ایک آنے والے نے کہا کہ خمر کو حرام کر دیا گیا تو حضرت ابوطلحہؓ نے کہا، اے انسؓ اٹھو اور اس تمام شراب کو انڈیل دو۔

حضرت ابو مالک اشعریؓ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عنقریب میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو زنا، ریشم، خمر اور آلات موسیقی کو حلال کہیں گے اور عنقریب کچھ لوگ پہاڑ کے دامن میں رہیں گے جب شام کو وہ اپنے جانوروں کا ریوڑ لے کر لوٹیں گے اور ان کے پاس کوئی فقیر اپنی حاجت لے کر آئے گا تو کہیں گے کل آنا۔ اللہ تعالیٰ پہاڑ گرا کر ان کو ہلاک کر دے گا اور دوسرے لوگوں (زنا، شراب اور آلات موسیقی کو حلال کرنے والوں) کو مسخ کر کے قیامت کے دن بندر اور خنزیر بنا دے گا۔۲۹؎

حضرت عمر بن الخطابؓ بیان کرتے ہیں! عمرؓ نے دعا کی! اے اللہ! خمر کے متعلق شافی حکم بیان فرما تو سورہ البقرہ کی یہ آیت نازل ہوئی۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ ۔۳۰

حضرت عمرؓ نے پھر دعا کی تو یہ آیت نازل ہوئی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى ۔۳۱

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منادی نے نداء کی کہ کوئی شخص نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جائے۔ حضرت عمرؓ نے پھر دعا کی! اے اللہ! خمر کے متعلق شافی حکم نازل فرما تو یہ آیت نازل ہوئی

فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۔۳۲

حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہم باز آ گئے۔۳۳؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر وہ چیز جو عقل کو ڈھانپ لے وہ خمر ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جس شخص نے کسی نشہ آور چیز کو پیا اس کی چالیس دن کی نمازیں ناقص ہو جائیں گی اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لے گا

اور اگر اس نے چوتھی بار شراب پی تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کو طینۃ الخبال سے پلائے، پوچھا گیا کے طینۃ الخبال کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کے جہنمیوں کی پیپ۔ ۳۴؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے خمر پر لعنت فرمائی ہے اور خمر پینے والے پر، پلانے والے پر، بیچنے والے پر، خریدنے والے پر، خمر کو (انگوروں سے) نچوڑنے والے پر، اس کو بنانے والے پر،، خمر کو لادنے والے پر اور جس کے پاس لادکر لائی جائے۔ ۳۵؎

حضرت امیر معاویہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص خمر پیئے اس کو کوڑے مارو اگر وہ چوتھی بار پیئے تو اس کو قتل کردو۔ ۳۶؎

حسن بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خمر پینے کی بناء پر اسی کوڑے مارے۔ ۳۷؎

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص خمر پیئے اس کو اسی کوڑے مارو۔ ۳۸؎

ایک دفعہ ابوالقموس حالت نشہ میں تھا اور اس نے اسی حالت میں حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کے سر کو اونٹ کی ہڈی سے زخمی کردیا اس کے بعد وہ بدر کے مقتولین پر نوحہ کناں ہو گئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وقعہ کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غضب ناک ہو کر اپنی چادر کھینچتے ہوئے اٹھے اور ان صحابی سے سختی سے باز پرس فرمائی تاہم اس وقت یہ آیت نازل ہوئی!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ
رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ ۳۹

ترجمہ۔ اے ایمان والو! بات یہی ہے کے شراب اور جوا اور بت اور جوئے کے تیر گندی چیزیں ہیں شیطان کے کاموں میں سے ہیں لہٰذا تم ان سے بچو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

رسول للہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! شراب پینے والا اس بات کا اہل نہیں کے کوئی مسلمان اس کو لڑکی دے۔ ۴۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہمیشہ شراب پینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ ۴۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بتوں کی پرستش کے بعد اللہ نے شراب نوشی سے منع فرمایا ہے۔ ۴۲ے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے دنیا میں شراب پی، اللہ تعالی اس کو قیامت کے دن جہنم میں سیاہ سانپوں کا زہر پلائے گا (جس کے زہریلے اثرات سے) پینے سے قبل ہی اس شخص کے چہرے کا گوشت جھڑنے لگے گا اور اس شخص کے جسم سے ایسی بدبو آئے گی جس کو سونگھ کر جہنمی بھی تکلیف اٹھائیں گے۔ ۴۳ے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! شراب پینے والا، اس کو نچوڑنے والا، جس کے لئے اس کو نچوڑا جارہا ہے اس کے لئے، اس کو اٹھانے والا، اور جس کے لئے اس کو لے جایا جارہا ہے اس کے لئے اور اس کی قیمت کھانے والے سب گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔ ۴۴ے

حضرت ام سلمٰی روایت کرتی ہیں، ایک مرتبہ میری بیٹی بیمار ہوگئی چنانچہ میں نے ایک برتن میں نبیذ (شراب کی ایک قسم) تیاری، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے پوچھا! یہ کیا ہے؟ تو میں نے عرض کی، یہ نبیذ میں اپنی بیمار بیٹی کے لئے تیار کررہی ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے میری امت کے لئے کسی بھی حرام شے میں شفا نہیں رکھی۔ ۴۵ے

خمر کی تعریف میں آئمہ مذاہب کا نظریہ اور امام ابوحنیفہ کے مؤقف پر دلائل:

امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور اس کے پینے پر حد واجب ہے خواہ قلیل مقدار میں پیئے یا کثیر مقدار میں۔ ۴۶ے

امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کے متعلق شمس الائمہ سرخسیؒ لکھتے ہیں! قرآن کریم نے خمر کو حرام کیا ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک خمر اس کچے شیرے کا نام ہے جو پڑے پڑے جوش کھانے لگے اور جھاگ چھوڑ دے، اس کو دلیل یہ ہے کے قرآن کریم میں ہے!

أَرٰىنِيْٓ أَعْصِرُ خَمْرًا ۔ ۴۷

ترجمہ۔ میں نے خمر کو نچوڑ رہا ہوں۔ یعنی۔ انگوروں کو نچوڑ رہا ہوں جو خمر ہو جائیں گے۔ ۴۸ے

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں! امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک صرف خمر حرام قطعی ہے، اس کا پینا پلانا،

بیچنا، خریدنا، رکھنا سب حرام قطعی ہے۔ خمر کے علاوہ تین مشروبات اور حرام ہیں جن میں :
۱۔ بازق ۔ یعنی انگور کا پکا ہوا شیرہ جو پکنے کے بعد ایک تہائی رہ جائے یا جو پڑے پڑے جوش کھانے لگے اور جھاگ چھوڑ دے۔
۲۔ سکر۔ یعنی تازہ کھجوروں کا کچا شیرہ جب جھاگ چھوڑ دے۔
۳۔ نقیع الزبیب یعنی کشمش کا کچا شیرہ جو پڑے پڑے جھاگ چھوڑ دے۔ ۴۹؎
ان تینوں مشروبات کی حرمت ظنی ہے اور ان کی نجاست خفیفہ ہے جب کے نشہ آور مقدار میں پیا جائے اور اس سے کم مقدار میں یہ حرام ہیں نہ نجس۔
علامہ مرغینانی حنفی لکھتے ہیں ! خمر کا ایک قطرہ بھی پی لیا جائے تو حد واجب ہوگی اور باقی تین شرابوں کے پینے سے اس وقت حد واجب ہوگی جب نشہ ہو جائے۔ ۵۰؎
امام ابوحنیفہؒ کا مذہب یہ ہے کہ خمر تو بعینہ حرام ہے اور باقی نشہ آور مشروب اگر مقدار نشہ میں پیئے جائیں تو وہ بھی حرام ہیں اور اگر اس سے کم مقدار میں پیئے جائیں تو وہ حرام نہیں ہیں اور باقی آئمہ ثلاثہ کے نزدیک جو مشروب نشہ آور ہو وہ خمر ہو یا کوئی اور مشروب خواہ وہ قلیل مقدار میں پیا جائے یا کثیر مقدار میں وہ بہر حال حرام ہے' امام ابوحنیفہ کی دلیل یہ حدیث ہے۔

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا ! چار چیزیں اگر کسی گھر میں داخل ہو جائیں تو وہ گھر کو ویران کر کے چھوڑتی ہیں اور اس کے بعد وہ گھر کبھی آباد نہیں ہوتا۔
۱۔ خیانت ۔ ۲۔ چوری۔ ۳۔ شراب نوشی ۔ ۴۔ زنا۔ ۵۱؎

اہم نکتہ:

شراب کو ام الخبائث کہا جاتا ہے یعنی تمام خبائثات اور گناہوں کی ماں۔
اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہر مسلمان مرد و عورت کا شخصی وقار خاص اہمیت رکھتا ہے چنانچہ یہ نظریہ ہی اسلام کے خلاف ہے کے انسان کسی بھی مشکل یا تکلیف دہ حالات سے وقتی طور پر نجات حاصل کرنے

کے لئے شراب یا نشہ آور اشیا کا استعمال کرے۔
اثم کے معنی اضملال، افسردگی، تھکن، سستی اور بے حد کمزوری ہے جس کی وجہ سے انسان زندگی کی دوڑ میں بہت پیچھے رہ جاتا ہے اگرچہ شراب نوشی سے جسم میں حرارت ور خون کی روانی میں تیزی آجاتی ہے لیکن اس کے پینے سے انسان کی جسمانی، دماغی ذہنی، روحانی اور نفسیاتی صلاحیتوں میں شدت سے کمی واقع ہوجاتی ہے اور انسانی صحت پر اس کے نہایت برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔
مسلسل شراب نوشی سے انسانی قویٰ مضمحل ہوجاتے ہیں جس کی وجہ سے انسان میں محنت، سعی اور جدوجہدی صلاحیت ماند پڑجاتی ہے اور ایسا انسان کسی بھی معاشرے کا عضو معطل بن کر رہ جاتا ہے انسان کی زندگی میں اچھا یا برا وقت آتا ہے لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کے انسان دکھ، درد اور پریشانی سے آنکھیں چراتے ہوئے شراب کے نشے میں گم ہوجائے اور عملاً ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائے۔
اللہ نے انسان کو نہایت محبت سے تخلیق فرمایا ہے چنانچہ اللہ تعالی انسان کی جسمانی، ذہنی، نفسیاتی اور روحانی صحت کو بھی قابل رشک دیکھنا چاہتے ہیں اسی وجہ سے حرام اور نشہ آور اشیا کو اسلام نے مطلق حرام قرار دیا ہے تاکہ انسان ان چیزوں سے دور رہ کر اپنی صحت کی حفاظت کرے۔
دنیا انسان کے لئے آزمائش گاہ اور مومن کا قید خانہ ہے چنانچہ آزمائش گاہ اور قید خانے میں پے در پے آنے والی مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ نہایت ضروری ہے مشکلات کو دیکھ کر منہ چھپا لینے سے مشکلات ٹلا نہیں کرتیں بلکہ ان تکالیف کا آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ ۵۲؎
شراب نوشی کی عادت ایک انفرادی بدعملی نہ تھی بلکہ یہ تو اس سے زیادہ برا اور گہرا معاشرتی جرم تھا اور عادت بد تھی جبکہ اس کا تعلق اقتصادی امور سے بھی تھا اس لئے اس کا قلع قمع ایسے بالواسطہ اشارات کے ذریعے نہ کیا جا سکتا تھا۔
شراب نوشی کی حرمت کی وجہ سے ان کی اجتماعی زندگی کے اندر جو خلا پیدا ہو گیا تھا اسلام نے اس خلا کو بعض اونچے مقاصد عطا کر کے پر کر دیا اور ان کو اپنے خالی اوقات میں شراب کی مدہوشی اور جاہلانہ فخر ومباہات کے اظہار کے مواقع ہی نہ چھوڑے اور محافل میں کبر وغرور کرنے کی ضرورت

ہی باقی نہ رہنے دی۔

اسلام نے عربوں کی زندگی کے اس خلاء کوتر وتازہ ایمان سے بھر دیا عربوں کے دل میں ایک تازہ اورنوخیز شعور پیدا ہوا جوانکے لئے نہایت ہی پیارا تھا۔اس سے انہیں شراب نوشی کی آغوش میں پناہ لینے کی ضرورت ہی نہ رہی کہ وہ جھوٹے تخیلات میں گم ہوکرسکون پائیں' ان کے قلوب مشعل ایمان کے ساتھ ملاء اعلی کی روشن دنیا کی طرف محو پرواز ہوں اور اللہ جل شانہ کے نور میں اور اللہ کے وصال اوراس کی معرفت میں زندگی بسر کررہے ہوں وصال باری تعالیٰ سے لذت آشنا ہوں اور اس لذت کی وجہ سے وہ اپنے منہ کے اندر موجود جرعہ شراب کوبھی زمین پر پھینک رہے ہوں اور اس کے نشے اور مزے کونظر انداز کررہے ہوں اور آخر کار اس کے جوش اوراس کے سکون دونوں سے نفرت کررہے ہوں۔

اسلام نے ایک مسلمان کی شخصیت کو جاہلیت کی دبیز تہوں سے نکال دیا اس کے لئے ایسی راہیں کھول دیں جو اسلام کی کنجی کے بغیر کھل ہی نہ سکتی تھیں، وہ اس کے میلانات اور رجانات کے ساتھ چلا اور اسلام کے طریقوں اور راہوں پر چل کر پسندیدہ روش اختیار کی۔

قتل:

القتل۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو(ق۔ت۔ل) سے مشتق ہے۔ ۵۳؎

قتل۔ہتھیار، پتھر، زہر یا کسی جان لیوا چیز سے کسی انسان کو جان سے مارنے کو کہتے ہیں۔

قتل۔سے مراد کسی کو جھکا دینا اور ذلیل وحقیر کردینا۔ ۵۴؎

قتل۔سے مراد ذلیل کردینا اور مار ڈالنا۔ ۵۵؎

قتل۔تذلیل اور تحقیر کے حوالے سے کسی بھی انسان کو ایسا کردینا کے کوئی اس کی پرواہ نا کرے اور نا ہی کوئی اس کی بات پر دھیان دے اوراس شخص کا کوئی اثر باقی نا رہے۔

حق نفس اسلام میں انسان کی جان کی بہت قدر و قیمت ہے اوراس کو کسی طرح کا بھی نقصان پہنچانا اسلام میں جائز نہیں ہے۔

اسلام ملک میں امن وامان کے غرض سے کچھ شر پسند اور شدت پسند عناصر کوقتل کرنے کا حکم دیتا ہے

لیکن اس قتل میں عام شہری حصہ نہیں لیں گے بلکہ یہ قتل اسلامی ریاست کے اعلی عہدے دار یعنی چیف جسٹس کے فیصلے پر کئے جائیں گے بعض صورت حال میں اسلامی ریاست کے سربراہ کے حکم کے مطابق اس میں حصہ لیا جائے گا۔

ارشادات خداوندی:

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ۔ ۵۶

ترجمہ۔ جان کو جسے اللہ نے محترم قرار دیا ہے ناحق قتل نہ کرو۔

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا وَ مَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا ۔ ۵۷

ترجمہ۔ اسی وجہ سے بنی اسرائیل پر ہم نے یہ فرمان لکھ دیا تھا کہ جس نے انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے قتل کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا اور جس نے کسی کو زندگی بخشی تو گویا اس نے تمام انسانوں کو زندگی بخشی۔

وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ یَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّ دِیَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّصَّدَّقُوْا ۚ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ وَ اِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۭ بَیْنَكُمْ وَ بَیْنَهُمْ مِّیْثَاقٌ فَدِیَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖ وَ تَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ ۚ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ۔ ۵۸

ترجمہ۔ کسی مومن کی شان نہیں ہے کہ وہ کسی مومن کو قتل کرے مگر خطا کے طور پر اور جو شخص کسی مومن کو بطور خطا قتل کر دے تو اس پر واجب ہے کہ ایک مومن غلام آزاد کرے اور اس کے خاندان والوں کو دیت ادا کرے۔ الا یہ کہ وہ لوگ معاف کر دیں، اور اگر وہ مقتول ایسی قوم میں سے جو تمہارے مخالف ہیں اور وہ شخص خود مومن ہے تو ایک غلام آزاد کرنا واجب ہے، اور اگر وہ ایسی

قوم سے ہو کہ تمہارے اور ان کے درمیان معاہدہ ہو تو دیت بھی واجب ہے جو اس کے خاندان والوں کو سپرد کر دی جائے اور ایک مومن غلام آزاد کرنا بھی واجب ہے، پھر جس شخص کو غلام نہ ملے تو وہ لگاتار دو ماہ کے روزے رکھے بطریق توبہ کے جو اللہ کی طرف سے مقرر ہوئی ہے اور اللہ حلم والا اور حکمت والا ہے۔

وَ الَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا يَزْنُوْنَ ۚ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ يَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۔۵۹

ترجمہ۔اور وہ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی جان کو قتل نہیں کرتے جس کا قتل اللہ نے حرام قرار دیا ہے مگر حق کے ساتھ اور وہ زنا نہیں کرتے، اور جو شخص ایسے کام کرے گا تو وہ بڑی سزا سے ملاقات کرے گا، اس کے لیے قیامت کے دن عذاب بڑھتا چلا جائے گا اور وہ اس میں ذلیل ہو کر ہمیشہ رہے گا۔

وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّ دِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ؕ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ؕ وَ اِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖ وَ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۫ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۔۶۰

ترجمہ۔کسی مومن کی شان نہیں ہے کہ وہ کسی مومن کو قتل کرے مگر خطا کے طور پر اور جو شخص کسی مومن کو بطور خطا قتل کر دے تو اس پر واجب ہے کہ ایک مومن غلام آزاد کرے اور اس کے خاندان والوں کو دیت ادا کرے۔ الا یہ کہ وہ لوگ معاف کر دیں، اور اگر وہ مقتول ایسی قوم میں سے جو تمہارے مخالف ہیں اور وہ شخص خود مومن ہے تو ایک غلام آزاد کرنا واجب ہے، اور اگر وہ ایسی قوم سے ہو کہ تمہارے اور ان کے درمیان معاہدہ ہو تو دیت بھی واجب ہے جو اس کے خاندان

والوں کو سپرد کر دی جائے اور ایک مومن غلام آزاد کرنا بھی واجب ہے، پھر جس شخص کو غلام نہ ملے تو وہ لگاتار دو ماہ کے روزے رکھے بطریق توبہ کے جو اللہ کی طرف سے مقرر ہوئی ہے اور اللہ حلم والا اور حکمت والا ہے۔

اسلام کسی بھی اسلامی ریاست میں امن وامان کو قائم کرنے کے غرض سے سات (۷) قسم کے قتل کی اجازت دیتا ہے۔

۱۔قتل کے بدلے قتل۔

۲۔کفار سے میدان جنگ میں قتال۔

۳۔مرتد۔

۴۔شادی شدہ زانی۔

۵۔گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۶۔فسادی۔

۷۔لوطی۔

لیکن اس قتل میں عام لوگ شریک نہیں ہوں گے بلکہ اسلامی شرعی عدلیہ اور حکومت وقت کے تشکیل کردہ ادارے جن کا کام قانون کی پاسداری اور اس پر عملداری ہے وہ ادارے ہی ان مجرموں کو ان کے جرائم کی سزائیں دیں گے۔

۱۔قاتل کو مقتول کے بدلے میں قتل کر دینا:

اگر تمام ثبوت مہیا ہوں تو اسلامی ریاست میں بے گناہ کے قتل کے بدلے میں قاضی قاتل کو سزائے موت، پھانسی یا سر قلم کرنے کی سزا دے سکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب کوئی نفس ظلماً قتل کیا جاتا ہے تو اس کے گناہ کا ایک حصہ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے (قابیل) پر بھی ڈالا جاتا ہے کیونکہ وہ پہلا شخص تھا جس نے قتل کی

ابتداء کی تھی۔[۶۱]

حضرت زینب بنت جحشؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نیند سے یہ فرماتے ہوئے بیدار ہوئے! لا الہ الا اللہ عرب کے لئے تباہی ہو اس شر سے جو قریب آ پہنچا یاجوج ماجوج کی روکاوٹ کے ٹوٹنے سے آج روم فتح ہوگیا۔ سفیان نے اپنے ہاتھوں سے دس کا عقد بنایا میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا ہم ہلاک ہوجائیں گے؟ حالانکہ ہم میں نیک لوگ بھی موجود ہوں گے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا! جب برائیاں زیادہ ہوجائیں گی۔[۶۲]

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں! انصار کا ایک شخص یہود کی رہٹ والی زمین میں مقتول پایا گیا انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے یہود کے پچاس چنے ہوئے لوگوں کو طلب کیا اور ہر ایک سے قسم لی کے وہ اللہ کی قسم کھا کر یہ کہے! اس نے اس شخص کو قتل نہیں کیا اور نہ ہی مجھے اس کے قاتلوں کا کچھ علم ہے پھر ان پر دیت لازم کردی، یہود نے کہا! بخدا یہ وہی فیصلہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں تھا۔[۶۳]

دیت:

دیت وہ مال ہے جو کے مقتول کے ورثاء کو مقتول کی جان کے عوض دیا جاتا ہے لیکن اگر مسلمان مقتول کے والدین یا رشتہ دار کافر ہوں تو انھیں دیت نہیں دی جائے گی کیونکہ کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا۔

امام ابوحنیفہ کے نزدیک مسلمان مقتول کی دیت (۱۰۰) اونٹ یا (۱۰۰۰) دینار یا (۱۰۰۰۰) درہم ہیں اور یہ دیت تین سال کے اندر مقتول کے ورثاء کو ادا کی جائے گی جبکہ تمام آئمہ اربعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کے عورت کی دیت مرد کی دیت کے نصف ہوگی اگر مقتول کا کوئی وارث نہ ہو تو یہ دیت بیت المال میں جمع کی جائے گی۔

علامہ زبیدی نے علامہ مجد الدین کی اس تعریف کو ذکر کیا ہے کے عقل وہ قوت ہے کے جس سے اچھی اور بری چیزوں میں تمیز حاصل کی جاتی ہے۔[۶۴]

علامہ شرتونی نے لکھا! عقل ایک روحانی نور ہے۔[۶۵]

امام ابوحنیفہ نے فرمایا! عقل دماغ ہے اگر کوئی شخص کسی کے سر پر ضرب لگائے جس سے اس کی عقل چلی جائے تو عقل کے جانے کے اعتبار سے اس پر دیت لازم ہوگی۔٦٦ ؎

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہودی اور نصرانی کی دیت مسلم کی دیت کے مثل ہے۔٦٧ ؎

کسی مسلمان نے کسی مسلمان کو دار اسلام میں خطاء قتل کیا ہو یا کسی مسلمان کو دار الحرب میں خطاء قتل کیا ہو یا کسی ذمی کو دار اسلام میں قتل کیا ہو تو تینوں صورتوں میں اللہ تعالی نے مسلمان قاتل پر کفارہ لازم کیا ہے۔ اور وہ ایک مسلمان غلام یا باندی کی گردن چھڑانا ہے اب چونکہ غلاموں اور کنیزوں کا رواج بھی نہیں ہے یا کوئی شخص اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اس کو مسلسل دو ماہ کے روزے رکھنے ہوں گے لیکن یہ روزے رمضان کے علاوہ کسی مہینے میں اس ترتیب سے رکھنے ہوں گے کہ عیدین اور ایام تشریق کے دن ان میں حائل نہ ہوں لہذا یہ روزے ایام تشریق کے بعد ہی رکھنے چاہیے۔

ارشاد خداوندی ہے!

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۔٦٨

ترجمہ۔ جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کرے تو اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ کا غضب ہوگا اور اللہ اس پر لعنت کرے گا اور اللہ نے اس کے لئے عذاب عظیم تیار کر رکھا۔

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنے باپ، بھائیوں اور چچاؤں کو قتل کرتے تھے تو یہ صرف ہمارے ایمان میں اضافہ کا سبب ہوتا تھا اور ہم ان کو قتل کرنے کی وجہ سے حق کی وسیع شاہراہ پر درد کی تلخیوں پر صبر کرتے تھے۔ اور دشمن کے ساتھ جہاد میں سنجیدہ کوشاں رہتے تھے۔

آپؑ نے مزید کہا! خدا کی قسم اگر تمام عرب بھی میرے قتل کے لئے اکٹھا ہو جائیں تو میں تب بھی

انھیں پیٹھ نہ دکھاؤں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۭ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۔٩٤

ترجمہ۔اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے جاؤ تو خوب تحقیق کرلیا کرو اور تم کو جو سلام کرے اس سے یہ نہ کہو کے تم مسلمان نہیں ہو تم دنیاوی زندگی کا سامان طلب کرتے ہو اللہ کے پاس بہت غنیمتیں ہیں اس سے پہلے تم بھی اسی طرح تھے۔ پھر اللہ نے تم پر احسان فرمایا، سو تم خوب تحقیق کرلیا کر۔

اس آیت سے فقہ کا یہ عظیم ضابطہ معلوم ہوا! احکام شرعیہ کا مدار صرف ظاہری حال پر ہے۔

آپؑ نے جنگ صفین کے موقع پر فرمایا! اور تم لوگوں کا یہ کہنا کے میں جنگ میں متذبذب ہوں، تو خدا کی قسم میں جنگ میں ایک دن بھی تاخیر نہ کرتا مگر مجھے امید ہے! شاید ان میں سے کوئی گروہ مجھ سے ملحق ہوجائے اور میرے ذریعے سے ہدایت پا جائے، اور میرے نور کے سایے میں آجائے کیونکہ یہ صورت حال میرے لئے گمراہی کے عالم میں انھیں قتل کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے بھلے وہ گمراہی ان کے گناہوں کا نتیجہ ہی کیوں نہ ہو۔

ایک موقع پر آپؑ نے فرمایا! میں صلح وصفائی کو اگر اس سے اسلام کو کسی قسم کی ٹھیس نہ پہنچے جنگ سے زیادہ سودمند سمجھتا ہوں۔

آپؑ نے اپنے خادم مالک سے کہا! اے مالک! اپنے بادشاہوں کو حرام خون بہا کر ہرگز قوی نہ کرنا کیونکہ اس کا یہ عمل اس کو کمزور اور بے عزت تو کرے گا ہی لیکن اس کے ساتھ ہی اس کا یہ عمل اس کے لئے زوال اور معزولی کا سبب بھی ہوجائے گا اور اس طرح کے قتل عمد کے لئے اللہ کے اور نہ میرے سامنے اور نہ ہی تمھارے پاس کوئی عذر ہے کیونکہ قتل عمد میں قصاص ہے، آپؑ نے فرمایا! جو بغاوت کی تلوار کھینچتا ہے وہ اسی تلوار سے قتل کردیا جاتا ہے۔

آپ ؑ اس وقت تک جنگ شروع نا کرتے جب تک زوال شمس نا ہوجاتا کیونکہ زوال شمس کے بعد آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور رحمت کا نزول شروع ہوجاتا اور اللہ کی مدد اور فتح کا نزول آسمان سے شروع ہوجاتا تاہم یہ وقت رات سے زیادہ قریب ہوتا لہٰذا کم قتل کی امید ہوتی جنگ کے خواہاں اس وقت تک پلٹ جاتے اور بھاگنے والے بھاگ جاتے۔ بلاشبہ اللہ کے راستے میں دین کی سربلندی کے لئے قتل ہوجانا نہایت باعزت قتل ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں ابوطالب کے بیٹے کی جان ہے میرے نزدیک تلوار کی ہزار ضربتیں اللہ کی اطاعت سے ہٹ کر بستر پر مرجانے سے زیادہ آسان ہے۔ ۷۰؎

اہم نکتہ:

اللہ تعالی نے انسان کے خاکی وجود میں اپنی روح پھونکی ہے اور روح اللہ کا امر اور ارادہ ہے یعنی روح انسانی میں اللہ کی صفات کام کرتی ہیں۔ دنیا کے کسی بھی انسان کو یہ حق حاصل نہیں کے وہ اللہ کی پھونکی ہوئی روح کو نکال دے کیونکہ روح ڈالنے والا اللہ ہے اور روح کو نکالنے کا اختیار بھی اللہ کے پاس ہے سوائے جہاد، یا کسی کبیرہ گناہ کے نتیجے میں ملنے والی شرعی سزا کے اور اس سزا کا اختیار بھی اللہ نے قاضی وقت کو دیا ہے کے وہ پوری طرح سے مقدمے کی تحقیق کرکے، دونوں فریقین کے دلائل اور حقائق کو جاننے کے بعد مجرم کو سزا موت دے لیکن اگر کوئی شخص لوگوں کو قتل کرتا ہے تو یہ عمل گناہ کبیرہ ہے، کیونکہ قاتل اپنی نفسانی خواہش کی وجہ سے، یا غصے سے بے قابو ہوکر کسی بھی انسان کی جب جان لیتا ہے تو وہ اللہ کے شدید غضب کا شکار ہوتا ہے، قتل اسلام سمیت ہر مذہب میں ناقابل معافی جرم ہے اسلام اس جرم کی سزا میں قصاص یا دیت طلب کرتا ہے۔ انسان اس دنیا میں اپنی من مانی کرنے کے لئے نہیں بلکہ اللہ کے حکم کی اطاعت کے لئے بھیجا گیا ہے۔

اسلامی نظام کا نفاذ اور ریاست اسلامی کے اصول:

اسلامی نظام ایک ایسا نظام ہے، جو اس پوری کائنات کے ساتھ ہم آہنگ ہے، کیونکہ اسلامی نظام، اللہ کا دیا ہوا نظام ہے۔

اللہ تعالی نے انسان اور کائنات دونوں کو ہی تخلیق فرمایا، اور یہ دونوں ہی اللہ کی باشعور مخلوقات ہیں چنانچہ ان دونوں کے مابین ایک ضابطہ حیات بھی ہے، جن کی حفاظت اور نگہبانی اللہ کے ذمہ کرم پر ہے، کائنات کی ہر شے اللہ کی مطیع وفرمانبردار ہے سوائے چند سرکش انسان اور جنات کے، وگرنہ تمام نظام کائنات اللہ کے حکم اور اشارے پر قائم اور دائم ہے۔

تمام عناصر کائنات اپنے رب اور اس کے قوانین کو جانتے ہیں، یہی وجہ ہے کے اسلامی نظام میں ایک انسان اور اس کے اردگرد پھیلی ہوئی اس کائنات کے اندر ایک قسم کی ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔

اس طرح ضابطہ شریعت جو اس انسان کی زندگی کی تنظیم کرتا ہے ایک کائناتی مزاج اپنے اندر رکھتا ہے اور یہ ضابطہ صرف نفس انسانی کے ساتھ معاملات نہیں کرتا بلکہ کل اشیاء کائنات بھی اس کے دائرے میں اس کے زیر اثر ہیں۔

قرآن کریم میں نہایت وضاحت سے اصول وضع کرتے ہوئے فرمایا کے ایمان والوں پر لازم ہے کے وہ اللہ، اس کے رسول ﷺ اور اولو الامر کی فرمانبرداری کریں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۔۱۷

ترجمہ۔اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ کی، رسول ﷺ کی، اور اولو الامر کی، اگر تم آپس میں کسی چیز کے بارے میں جھگڑنے لگو تو اس کو لوٹا دو اللہ اور رسول ﷺ کی طرف، اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے بہت خوب تر ہے۔

مندرجہ بالا آیت اسلام کے مکمل مذہبی، سیاسی اور تمدنی نظام کی بنیاد ہے۔

اس آیت میں اسلامی ریاست کے دستور (آئین) کی پہلی دفعہ بیان کی گئی ہے، جس میں درج ذیل اصول کو مستقل بنیادوں پر شامل اور قائم کر دیا گیا ہے۔

ا۔اسلامی دستور(آئین) کی پہلی شق:

اللہ کی اطاعت:

قرآن کریم کی رو سے کائنات کا کل اقتدار اور اختیار اللہ کے پاس ہے اسی لئے اقتدار اعلی یعنی Sovereignty اللہ کی ہے۔
یہ اقتدار اعلیٰ قرآن کریم کے ذریعے نافذ العمل ہوگا اس اعتبار سے دنیا کی ہر اسلامی ریاست میں عملاً اور بالخصوص قرآن کریم کے ذریعے اللہ کے دین کا نفاذ عمل میں لایا جائے گا کیونکہ دنیا کی یہی وہ واحد کتاب ہے جس میں تمام شعبہ حیات کی بہتری اور کامیابی کے اصل اور حقیقی اصول بیان کئے گئے ہیں جس پر عمل کر کے وہ ملک، خطہ اور اس میں رہنے والی اقوام دنیا پر طاقت سے حکومت کے قیام کے میرٹ پر آجاتی ہے۔
اللہ مالک الملک ہے جس کا مطلب مکمل قوت، اختیار اور اقتدار کے ہیں یعنی اللہ کی بادشاہت، حکومت اور اقتدار کائنات کی ہر شے پر قائم ہے اس کے ایک ایک معنی مکمل Authority کے بھی ہیں۔ ۲؎
کائنات میں حاکمیت کا مقام صرف اور صرف اللہ کو حاصل ہے کیونکہ دین اسلام اللہ کی حاکمیت کی اساس پر قائم ہے، جسے اللہ نے صحیح طریقہ زندگی قرار دیا ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی

اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِيۡنَكُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِىۡ وَرَضِيۡتُ لَكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِيۡنًا ۔۳؎

ترجمہ۔آج ہم نے تمھارے لئے تمھارا دین مکمل کر دیا ہے، اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمھارے لئے دین اسلام کو بحیثیت دین کے پسند کیا ہے۔

اِنَّ الدِّيۡنَ عِنۡدَ اللّٰهِ الۡاِسۡلَامُ ۔۴؎

ترجمہ۔بے شک اللہ کے نزدیک تو اصل دین اسلام ہے۔

وَمَنۡ يَّبۡتَغِ غَيۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِيۡنًا فَلَنۡ يُّقۡبَلَ مِنۡهُ‌ ۚ وَهُوَ فِى الۡاٰخِرَةِ

مِنَ الْخَاسِرِيْنَ۔ ۷۵

ترجمہ۔ جو اسلام کے سوا کوئی اور دین تلاش کرے گا اس سے وہ دین ہرگز قبول نا کیا جائے گا، وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

اسلامی مملکت میں عملاً اقتدار اعلیٰ قرآن کریم کو حاصل ہے دوسری جانب اسلامی مملکت، قرآنی اصولوں کو دنیا میں نافذ کرنے کا ذریعہ یعنی Agency ہے، تاہم انسانی اعمال کی صحیح اور غلط کا معیار بھی قرآن کریم ہے چنانچہ جزا اور سزا یعنی اعمال کے نتائج بھی قرآن کریم کے معیار کے مطابق ہی متعین کئے جاتے ہیں، جس کو نظام عدل کہا جاتا ہے لیکن نظام عدل کا دائرہ محض عدالتوں تک محدود نہیں بلکہ یہ عدل و انصاف پوری زندگی اور اس میں کئے گئے اعمال اور تمام شعبہ حیات پر محیط ہے۔

اسلامی مملکت کا آئین یعنی Constitution قرآن کریم کے غیر متبدل اصولوں کا ہی دوسرا نام ہے چنانچہ تمام نظام مملکت انھی قرآنی اصولوں کی حدود میں سرانجام دئے جائیں گے جس کا مقصد نظام عدل کو مملکت میں توازن کے ساتھ قائم رکھنا ہے۔

دین سے مراد اللہ کا عطا کردہ نظام زندگی ہے جو انسان کی آزادی اور پابندی کی حدود کا تعین کرتی ہے، اور اسی کے تحت انسانی اعمال کے نتائج بھی مرتب ہوتے ہیں، تاہم جب بھی انسان اپنے آپ کو اللہ کے نظام کے تابع لے آئے گا وہ دوسرے انسانوں اور ان کے بنائے ہوئے نظام کی محکومی سے آزاد ہو جائے گا، اسی وجہ سے قرآن کریم میں مالک یوم الدین کی اصطلاح بھی استعمال کی گئی یعنی وہ تمام فیصلے جو قوانین خداوندی کے مطابق کئے گئے ہوں وہ دینی فیصلے کہلائے جاتے ہیں۔ ۷۶

ارشاد خداوندی ہے!

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ۔ ۷۷

ترجمہ۔ باطل کا رنگ چڑھا کر حق کو مشتبہ نہ بناؤ اور نہ جانتے بوجھتے حق کو چھپانے کی کوشش کرو۔

اسلامی شریعت ایک نہایت ہی سنجیدہ قانون ہے، لیکن کچھ منافقین باطل کو حق کا رنگ دے کر پیش

کرتے اور سچائی کو چھپاتے، حالانکہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کے وہ کیا کر رہے ہیں، ان کا مقصد یہ تھا کے اسلامی معاشرے کے اندر فکری انتشار پیدا ہو اور مسلمانوں کے دلوں میں شکوک وشبہات کا ایک طوفان کھڑا ہو جائے تاہم یہودیوں نے ہر موقع پر حق کو چھپاتے ہوئے اس میں باطل کی رنگ آمیزی کی اور جب بھی موقع ملا انہوں نے انسانیت کو دھوکہ دینے کی پوری کوشش کی۔

اس لئے قرآن کریم نے بار باران کی اس صفت اور عادت کو بیان کیا ہے کیونکہ وہ اسلامی معاشرہ اور اسلامی جماعت میں ہمیشہ فتنے اور اضطرابات پیدا کرتے رہتے۔ ارشاد خداوندی!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۔٥٩

ترجمہ۔اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ کی، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی، اور اولوالامر کی، اگر تم آپس میں کسی چیز کے بارے میں جھگڑنے لگو تو اس کو لوٹا دو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف، اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے بہت خوب تر ہے۔

اس مختصر آیت میں اللہ تعالیٰ ایمان کی شرط اور اسلام کی تعریف بیان کرتے ہیں' اور اس میں امت مسلمہ کا اساسی دستور بھی آجاتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ اسلام میں حاکمیت اور اقتدار کا منبع کونسا ہے۔ یہ سب کام اللہ سے شروع ہوتے ہیں اور اللہ کی ذات پر ہی ان کا اختتام ہوتا ہے۔

اگر شریعت میں کسی حکم کے بارے میں تفصیلات نہ ہوں تو پھر اہل اسلام اس دستوری اصول کی طرف رجوع کر کے اپنے تمام جزئی مسائل میں جواب حاصل کر سکتے ہیں اور قیامت تک یہ اساسی دستوری اصول قائم ودائم ہے۔ اس میں لوگوں کی آراء اور ان کی عقلی کاوشوں کے لئے اختلاف کی گنجائش بھی چھوڑی گئی ہے۔

انسانوں کی زندگی پر حاکمیت کا حق صرف اللہ کو حاصل ہے' چاہے ظاہری امر ہو یا پوشیدہ ہو' چاہے بڑا معاملہ ہو یا چھوٹا، ان معاملات میں اللہ تعالیٰ نے شریعت کا حکم مقرر فرمایا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اس کے بارے میں موجود ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام باتیں وحی پر مبنی ہیں یہی وجہ ہے

کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو قوانین بنائے وہ سب اللہ کے قوانین ہیں۔اللہ واجب الاطاعت ہے، اللہ کی الوہیت کا اہم خاصہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کے لئے شریعت بنائے، اس لئے اس کی شریعت واجب النفاذ ہے اور جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت کریں۔

۲۔اسلامی دستور(آئین) کی دوسری شق:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت:

اسلامی دستور کی دوسری شق میں میں اللہ نے قرآن کریم میں واشگاف انداز سے اعلان فرمادیا کے اور اطاعت کرو اللہ کے رسول کی، یعنی اسلامی ریاست میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی جائے گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس ایک مکمل معیار، قرینہ اور صراط مستقیم کی جانب مستقل رہنمائی ہے۔تمام پیغمبر دین اسلام کی ترویج واشاعت کے لئے دنیا میں تشریف لائے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہے!

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۔۷۹

ترجمہ۔ ہر امت کا ایک رسول ہے، پھر جب ان کے پاس ان کا رسول آجاتا ہے تو ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا۔

وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ۸۰

ترجمہ۔ ہر امت میں اللہ کے ڈرانے والے آئے ہیں۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ۚ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۔۸۱

ترجمہ۔ بے شک ہم نے ہر امت میں یہ پیغام دے کر رسولوں کو بھیجا ہے تا کہ وہ اللہ کی عبادت

کریں اور شیطان سے بچیں، پھر ان میں سے بعض کو اللہ نے ہدایت دی اور بعض پر گمراہی ثابت ہوئی، ملک میں چل پھر کر دیکھو کے جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا؟

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوۡمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمۡ ۔ ۸۲

ترجمہ۔ہم نے جو رسول بھی بھیجا وہ اسی قوم کی بولی بولتا ہوا بھیجا تا کہ وہ رسول ان کو سمجھا سکے۔

فَهَلۡ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ ۔ ۸۳

ترجمہ۔رسولوں کا ذمہ سوائے کھول کر بیان کرنے کے اور کچھ بھی نہیں۔

رسالت کا سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مکمل اور اختتام پذیر ہوا، اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو بہترین معیار یا نمونہ بیان فرمایا ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہے!

لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِىۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ ۔ ۸۴

ترجمہ۔بے شک تمھارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيۡمٍ ۔ ۸۵

ترجمہ۔(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخلاق کے بلند ترین مقام پر فائز ہیں

بِالۡبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ‌ؕ وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الذِّكۡرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيۡهِمۡ وَلَعَلَّهُمۡ يَتَفَكَّرُوۡنَ ۔ ۸۶

ترجمہ۔ہم نے انہیں معجزات اور کتابیں دے کر بھیجا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف قرآن نازل کیا تا کہ لوگوں کے لیے واضح کر دے جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے اور تا کہ وہ سوچ لیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اعلان نبوت کے بعد (۲۳) برسوں تک نہایت استقامت، صبر، مستقل مزاجی اور حکمت کے ساتھ دین اسلام کی دعوت دی۔ ابتداً تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار مکہ کو دعوت دین دی بعد ازاں اردگرد کے علاقوں سے ہوتا ہوا دین دیگر بڑی بڑی سلطنتوں کی حدود تک جا پہنچا اس مقصد کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی بادشاہوں کو دعوت دین کے حوالے سے مکتوبات بھی بھیجے، تاہم دعوت دین کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلسل برسر پیکار رہے کہیں جہاد بالسیف ،تو کہیں جہاد باللسان اور کہیں جہاد بالمال بھی کیا گیا الغرض اللہ کے دین کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی آخری

سانسوں تک لوگوں تک پہنچاتے رہے اور نہایت استقامت اور صبر وسکون کے ساتھ اس عظیم کام کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرانجام دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں کالے اور گورے سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔۸۷؎

عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں عمومیت کے ساتھ تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں جبکہ مجھ سے قبل جتنے انبیاء بھی بھیجے گئے وہ کسی قوم کی جانب بھیجے گئے تھے۔۸۸؎

میں ساری خلقت کی طرف بھیجا گیا ہوں اور ختم کردئے گئے میری آمد پر انبیاء۔۸۹؎

۳۔اسلامی دستور (آئین) کی تیسری شق:

اولوالامر کی اطاعت:

صاحب تفسیر المنار اور صاحب تفسیر فی ظلال القرآن کا اس پر اتفاق ہے کہ اولوا الامر سے مراد عوام کے نمائندے جن میں شامل حکام وقت، علماء کرام، قانون دان، پارلیمنٹرین اور وہ تمام افراد جو ایک اسلامی نظام سلطنت کا موثر حصہ ہیں، اور ان کے پاس اتنے اختیارات اور وسائل ہیں کے وہ دین کے نفاذ میں اپنا مثبت کردار ادا کریں۔

بعض علماء کے نزدیک اولوا الامر سے معنوی اور فکری حکّام یعنی علما اور دانشور مراد ہیں، ایسے دانشور جو عادل اور قرآن وسنت سے مکمل طور پر آگاہ ہوں۔

اسلام اُولِی الْاَمرِ کی اطاعت کا حکم دیتا ہے، اس میں امام، امیر، بادشاہ، حاکم، قاضی اور علماء سب شاملا اور جواب دہ ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ

وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۔۹۰

ترجمہ۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ نے لعنت فرمائی اور ان کے لئے رسوا کن عذاب مہیا کیا گیا ہے۔

درج بالا آیت سے اولوالامر کے کردار کی وضاحت ہوگئی کے انھیں کیسا ہونا چاہیئے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے میری اطاعت کی تو گویا اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی گویا اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی گویا اس نے میری نافرمانی کی۔ ۹۱؎

ابن جریر نے ابن زیدؒ سے آیت اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ کے بارے میں فرمایا! اس سے مراد سلاطین ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم پر اطاعت لازم ہے تم پر اطاعت لازم ہے اور اطاعت میں آزمائش ہے، پھر فرمایا! اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو حکومت کو انبیاء میں رکھتا یعنی لوگوں کے لئے حکمران اور انبیاء ساتھ ساتھ بھیجتا۔ کیا تم نہیں دیکھتے جب حکمران نے یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کے قتل کا حکم دیا۔ ۹۲؎

ابن مردویہ نے ابو لیلی اشعری سے روایت کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اپنے آئمہ کی اطاعت کو لازم پکڑلو اور ان کی مخالفت نہ کرو کیونکہ ان کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے وران کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے، اور اللہ نے مجھے بھیجا ہے تاکہ میں اس کے راستے کی جانب اچھی نصیحت کے ساتھ (تمھیں) بلاتا رہوں تاہم جس نے میری مخالفت کی وہ ہلاک ہوا، اور اس شخص سے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بری الذمہ ہے، اور جو شخص تمھارے کسی امر کا والی بنایا جائے تو اس کے خلاف اگر کوئی عمل کرتا ہے تو اس پر اللہ، فرشتوں اور سارے لوگوں کی لعنت ہے۔ ۹۳؎

ابو عثمان النھدیؒ بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے دریافت کیا! آپ یہ کہتے ہیں کے ایک نیکی کو بڑھا کر کروڑ درجے تک پہنچا دیا جائے گا؟ تو حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا! باخدا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے سنا ہے، اللہ تعالیٰ ایک نیکی کو ہزار ضرب ہزار (ایک کروڑ)

درجے تک پہنچا دے گا۔ ۹۴؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا۔ ۹۵

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جو رسول بھی ہم نے بھیجے، ان کے لیے بھی یہی دستور تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے دستور میں کوئی تبدیلی نہیں پائیں گے۔

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ۔ ۹۶

ترجمہ۔بے شک تم سے پہلے کئی واقعات ہو چکے، زمین میں سیر کرو اور دیکھو کے جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا؟

وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيَاتِنَا مُعَاجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ الْجَحِيْمِ۔ ۹۷

ترجمہ۔جن لوگوں نے ہماری آیات کی تکذیب میں سرتوڑ کوشش کی، وہی جہنمی ہیں۔

قرآن کریم کا یہ دعویٰ ہے باطل قوتیں چاہے کتنی بھی کوششیں کر لیں وہ حق اور قوانین خداوندی کو کبھی شکست نہیں دے سکتیں۔

قرآن کریم اور اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق مکمل نظام کی تبدیلی ہی تمام مسائل کا حل ہیں، جو انسان کو انسان کی غلامی سے نجات دلا کر اللہ کے دین کو غالب کرنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وارث امت پر اللہ کی طرف سے فرض کیا گیا ہے۔

اہل علم کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! ظالم کو اس کی تین نشانیوں سے پہچانو!

ا۔وہ اپنے بالا دست کی نافرمانی کرتا ہے۔ ۲۔اپنے سے پست لوگوں کی تحقیر، تسلط اور قہر کے ذریعے۔ ۳۔ظالموں کی پشت پناہی کے ذریعے۔ ۹۸؎

شیخ السلام امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں! جب تم کفار کو عروج پر دیکھو تو جان لو کے انھوں نے ضرور

مسلمانوں کے اوصاف کو اپنا لیا ہے، اور جب تم مسلمانوں کو ذلت و پستی میں دیکھو تو جان لو کے مسلمانوں نے ضرور کفار کے برے اوصاف کو اپنا لیا ہے۔

رومی لکھتے ہیں! وسائل کا برے ہاتھوں میں آ جانا گویا سانپ کا بل میں نکل جانا ہے، جب نادان اور جاہل حکمران بن جائیں تو ان کے کارندے سانپ اور بچھو بن کر لوگوں کو ڈستے ہیں، تاہم حاکم بھی تباہ ہوتا ہے اور اپنے ساتھ ساتھ وہ دوسروں کو بھی تباہ اور رسوا کرتا ہے۔

آپ مزید لکھتے ہیں! انسان اپنے اندر چھپی نفسانی خواہشات کے سبب برے لوگوں سے مغلوب ہوتا ہے۔

رومی کہتے ہیں! پہلی امتوں پر ہلاکت اسی وجہ سے آئی کیونکہ انھوں نے صحیح رہنما اور غلط رہنماؤں میں امتیاز نا کیا، اگرچہ اللہ نے ان کو امتیاز کرنے کی قوت دی تھی لیکن ان کی حرص وطمع نے انھیں اندھا اور بہرا بنا دیا تھا۔

کارل مارکس لکھتا ہے! ذہنی بتوں کو توڑنا عظیم دماغوں کا کام ہے۔

افلاطون لکھتا ہے! دنیا میں سب سے زیادہ نفرتوں کا سامنا سچ بولنے والوں کو کرنا پڑتا ہے۔

افلاطون لکھتا ہے! معاشرے کے ان دو طبقات میں سے اگر کوئی بھی حکمرانی پر قابض ہے تو یقیناً ریاست تباہی کی جانب گامزن ہے۔

ا۔ تاجر طبقہ۔ ۲۔ فوجی طبقہ۔

وہ مزید لکھتا ہے! سیاست میں کوئی دیانت دار انسان زیادہ دیر تک چل نہیں سکتا۔

فلاطون کہتا ہے! قانون سب کے لئے برابر ہے، یہ دنیا کا سب سے بڑا جھوٹ ہے، کیونکہ قانون مکڑی کا وہ جالا ہے جس میں کیڑے مکوڑے تو پھنستے ہیں لیکن بڑے جانور اس کو پھاڑ کر نکل جاتے ہیں۔

چی گویرا لکھتا ہے! غلام قوموں کو اتنا ذلیل کر کے وہ جینے کو ہی ترقی سمجھیں۔

جارج اورویل لکھتا ہے! وہ لوگ جو بدعنوان سیاست دانوں، چوروں، دھوکے بازوں اور غداروں کو منتخب کرتے ہیں وہ خود بھی شریک جرم ہوتے ہیں۔

مزدور کی حالت جب ہی بدلے گی جب اسلامی مساوات کا حامل نظام خلافت قائم ہوگا۔

سر با سورتھ سمتھ لکھتے ہیں! کائنات میں اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کر سکتا ہے کے اس نے منصفانہ طور پر ایمانداری سے حکومت کی ہے تو وہ صرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔سنن کبریٰ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔
۲۔سورہ النساء۔آیت۔۷۔
۳۔سورہ النساء۔آیت۔۸۔
۴۔سورہ النساء۔آیت۔۹۔
۵۔سورہ النساء۔آیت۔۱۱۔
۶۔سورہ النساء۔آیت۔۱۱۔
۷۔سورہ النساء۔آیت۔۱۱۔
۸۔سورہ النساء۔آیت۔۱۱۔
۹۔سورہ النساء۔آیت۔۱۱۔
۱۰۔سورہ النساء۔آیت۔۱۱۔
۱۱۔سورہ النساء۔آیت۔۱۱۔
۱۲۔سورہ النساء۔آیت۔۱۲۔
۱۳۔سورہ النساء۔آیت۔۱۲۔
۱۴۔سورہ النساء۔آیت۔۱۲۔
۱۵۔سورہ النساء۔آیت۔۱۲۔
۱۶۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۱۷۔فی ظلال القرآن۔سید محمد قطب شہید (متوفی ۱۳۸۵ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۳۸۶ھ۔
۱۸۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۹۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۸ھ۔
۲۰۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۱۹۔
۲۲۔سورہ النساء۔آیت۔۴۲۔۴۳۔
۲۳۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۱۵۵۔
۲۴۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۵۵۔

۲۵۔سورہ محمد۔آیت۔۱۵۔
۲۶۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۲۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دار ارقم بیروت۔
۲۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دار ارقم بیروت۔
۲۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دار ارقم بیروت۔
۳۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۱۹۔
۳۱۔سورہ النساء۔آیت۔۴۳۔
۳۲۔سورہ مائدہ۔آیت۔۹۰۔
۳۳۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۳۴۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۳۵۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۳۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۷۔المصنف۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۰ھ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۳۸۔شرح معانی الآثار۔امام ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی (متوفی ۳۲۱ھ)۔مطبوعہ مطبع المجتبائی۔پاکستان لاہور۔ ۱۴۰۴ھ۔
۳۹۔سورہ مائدہ۔آیت۔۹۰۔
۴۰۔دلائل النبوۃ۔امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی (متوفی ۴۳۰ھ)۔مطبوعہ دار النفائس بیروت۔
۴۱۔سنن کبریٰ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔
۴۲۔دلائل النبوۃ۔امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی (متوفی ۴۳۰ھ)۔مطبوعہ دار النفائس بیروت۔
۴۳۔سنن کبریٰ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔
۴۴۔دلائل النبوۃ۔امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی (متوفی ۴۳۰ھ)۔مطبوعہ دار النفائس بیروت۔
۴۵۔سنن کبریٰ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔
۴۶۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
۴۷۔سورہ یوسف۔آیت۔۳۶۔

۴۸۔المبسوط۔شمس الائمہ محمد بن سرخسی (متوفی ۴۸۳ھ)۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۴۹۔ردالمختار۔علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی (متوفی ۱۲۵۲ھ)۔ج۔۵۔ص۔۲۸۸۔۲۹۰۔مطبوعہ دارا حیاء التراث العربی بیروت۔۱۴۰۷ھ۔
۵۰۔ہدایہ اخیرین
۵۱۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۵۲۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۵۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۴۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۸ھ۔
۵۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۶۔سورہ انعام۔آیت۔۱۵۱۔
۵۷۔سورہ مائدہ۔آیت۔۳۲۔
۵۸۔سورہ النساء۔آیت۔۹۲۔
۵۹۔سورہ فرقان۔آیت۔۶۸۔۶۹۔
۶۰۔سورہ النساء۔آیت۔۹۲۔
۶۱۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۶۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۶۳۔سنن دارقطنی۔امام علی بن عمر دارقطنی (متوفی ۳۸۵ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۶۴۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضی حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔
۶۵۔اقرب الموارد۔ج۔۲۔ص۔۸۱۲۔مطبوعہ۔ایران.
۶۶۔المبسوط۔شمس الائمہ محمد بن سرخسی (متوفی ۴۸۳ھ)۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۶۷۔مسند امام اعظم۔امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت (متوفی ۱۵۰ھ)۔مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز۔کراچی۔
۶۸۔سورہ النساء۔آیت۔۹۳۔
۶۹۔سورہ النساء۔آیت۔۹۴۔
۷۰۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۷۱۔سورہ النساء۔آیت۔۵۹۔
۷۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۷۳۔سورہ المائدہ۔آیت۔۳۔

۷۴۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۹۔

۷۵۔سورہ آل عمران۔آیت۔۸۵۔

۷۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۷۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۴۴۔

۷۸۔سورہ النساء۔آیت۔ن ۵۹۔

۷۹۔سورہ یونس۔آیت۔۴۷۔

۸۰۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۴۔

۸۱۔سورہ نحل۔آیت۔۳۶۔

۸۲۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۴۔

۸۳۔سورہ نحل۔آیت۔۳۵۔

۸۴۔سورہ احزاب۔آیت۔۲۱۔

۸۵۔سورہ قلم۔آیت۔۴۔

۸۶۔سورہ النحل۔آیت۔۴۴۔

۸۷۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی۔بیروت۔۱۳۹۸ھ۔

۸۸۔ صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۸۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۹۰۔سورہ احزاب۔آیت۔۵۷۔

۹۱۔ صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۹۲۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔

۹۳۔الدرالمنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۹۴۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔ج۔۵۔ص۔۵۸۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت

۹۵۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۷۷۔

۹۶۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۳۷۔

۹۷۔سورہ الحج۔آیت۔۵۱۔

۹۸۔نہج البلاغہ (خطبات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم)۔ص۔۳۵۰۔مطبوعہ ایران ومطبوعہ کراچی۔

۵۔سورہ المائدہ (دسترخوان)

نام:

مائدہ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی دسترخوان کے ہیں۔
اس سورہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کے حضرت عیسیٰ ابن مریم سے ان کی قوم نے آسمان سے دسترخوان کے اترنے کو طلب کیا تھا۔

شان نزول:

سورہ المائدہ مدنی سورۃ ہے اس میں آیات کی تعداد ۱۲۰ ہے جبکہ اس میں ۱۶ رکوع ہیں،
سورہ المائدہ کا شمار سبع الطوال میں کیا جاتا ہے۔

مضامین:

۱۔مسلمانوں کو تمام جائز معاہدے پورا کرنے کا حکم دیا گیا اور ان جانوروں کے بارے میں بتایا گیا جو مسلمانوں پر حرام ہیں اور جو مسلمانوں کے لئے حلال ہیں۔
۲۔ وضو، غسل اور تیمم کے احکام بیان کئے گئے اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے اور ناانصافی کرنے سے بچنے کا حکم دیا گیا۔
۳۔بنی اسرائیل سے عہد لینے، ان کے عہد کی خلاف وزری کرنے اور اس کے انجام کو بیان کیا۔
۴۔بنی اسرائیل کا جبارین سے جہاد نہ کرنے کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔
۵۔چوری کرنے اور ڈاکہ ڈالنے کی سزا کا بیان، شراب اور جوئے کی حرمت کا بیان، قسم کے کفّارے کا بیان، احرام کی حالت میں شکار کے احکام۔

قرآن کے احکامات پر عمل کو ترک کرنے کی وعید، یہودیوں، عیسائیوں، منافقوں اور مشرکوں سے ہونے والی بحث کا بیان ہے۔

۶۔ مسلمانوں کو اپنی اصلاح کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اصلاح کا طریقہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ یہ بھی فرمایا گیا کہ نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں پر ایک دوسرے کی مدد کی جائے اور گناہ و سرکشی کے کاموں پر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون حرام ہے، کفار کے ساتھ دوستی کرنا حرام ہے نیز گواہی کے متعلق فرمایا کہ گواہی دینے والا عادل ہو اور انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے اور مسلمانوں کے درمیان مساوات قائم کی جائے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کا دین ایک ہی ہے اگرچہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شریعت اور ان کے طریقے مختلف تھے۔

۸۔ نبی کریم ﷺ کی نبوت پوری مخلوق کو عام ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عام تبلیغ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

۹۔ عبرت اور نصیحت کے لئے اس سورت میں یہ تین واقعات بھی بیان کئے گئے ہیں۔

الف۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کا واقعہ۔

ب۔ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں قابیل اور ہابیل کا واقعہ۔

ج۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزے ”کھانے کے دسترخوان“ کے نازل ہونے کا واقعہ۔

طہارت اور پاکیزگی

قرآن کریم کی کل آیات اور تعلیمات کو چار اقسام کی طہارت میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ روحانی طہارت یا (پاکیزگی)۔ ۲۔ اخلاقی طہارت یا (پاکیزگی)۔

۳۔ جسمانی طہارت یا (پاکیزگی)۔ ۴۔ غذائی طہارت یا (پاکیزگی)۔

جسمانی طہارت یا پاکیزگی

اسلام میں جسمانی پاکیزگی کا بھی تاکیدی حکم اور اہتمام موجود ہے فطری طور پر انسان پاکی اور

طہارت کے بعد سکون، خوشی اور اطمینان کی کیفیات سے ہم آہنگ ہوتا ہے جسم، لباس، گھر، اپنے اطراف کی پاکی و طہارت اور خوشبو کے استعمال سے انسان کے اندر مثبت روشنیوں کا بہاؤ تیز تر ین ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے عبادت میں دلجمعی قائم رہتی ہے دوسری جانب روحانیت کے سفر میں بھی ان محرکات سے سرف نظر آسان نہیں پاکی اختیار کرنے والا انسان شیطانی اور سفلی حملوں سے محفوظ و مامون رہتا ہے تاہم جسمانی پاکیزگی بندے سے اللہ کے تعلق میں نہایت اہم کردار ادا کرتی ہے اور انسان کا رابطہ بہت جلد اللہ سے قائم ہو جاتا ہے اسی لئے اسلام انسان کو غسل، وضو اور تیمم کے احکامات دیتا ہے تیمم کا حکم پانی کی عدم دستیابی یا نقصان پہنچانے کی صورت میں موجود ہے تا کہ بندے روحانی جسمانی، ذہنی اور نفسیاتی طور پر پرسکون رہ سکیں کیونکہ اکثر پانی کے نہ ہونے کی صورت میں لوگوں میں اضطراب، بے چینی، مایوسی، غم وغصہ اور چڑ چڑا پن بڑھ جاتا ہے اگر چہ یہ ایک فطری تقاضا ہے جبکہ ہر انسان کی فطرت میں پاکی اور طہارت کی خواہش موجود ہے۔

وضو:

ارشادات خداوندی ہیں!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ۔١

ترجمہ۔اے ایمان والو! جب تم نماز کی طرف اٹھو تو اپنے مونہوں کو اپنے ہاتھ کی کہنیوں تک دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرلو اور دھولو اور اپنے پیروں کو ٹخنوں تک، اور اگر حالت جنابت میں ہو تو اچھی طرح سے پاک ہو جاؤ۔

اور اگر تم مریض ہو یا سفر میں ہو تو تم میں سے کوئی شخص قضائے حاجت کی جگہ سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے قربت کی ہو پھر تم پانی کو نہ بہاؤ تو ارادہ کرلو پاک مٹی کا سو اس سے اپنے چہروں کا اور اپنے ہاتھوں کا مسح کرلو اللہ ارادہ نہیں فرماتا کہ تم پر کوئی تنگی ڈالے لیکن وہ ارادہ فرماتا ہے تا کہ تم کو پاک کرے اور تا کہ تم پر اپنی نعمت پوری کرے تا کہ تم شکر کرو۔

وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ
اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا
فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ۭ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ
عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ ۲

ترجمہ۔ اگر تم مریض ہو یا سفر میں ہو تو تم میں سے کوئی شخص قضائے حاجت کی جگہ سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے قربت کی ہو پھر تم پانی کو نہ پاؤ تو ارادہ کرلو پاک مٹی کا سو اس سے اپنے چہروں کا اور اپنے ہاتھوں کا مسح کرلو اللہ ارادہ نہیں فرماتا کہ تم پر کوئی تنگی ڈالے لیکن وہ ارادہ فرماتا ہے تا کہ تم کو پاک کرے اور تا کہ تم پر اپنی نعمت پوری کرے تا کہ تم شکر کرو۔

حضرت ابو مالک اشعریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وضو نصف ایمان ہے اور الحمد اللہ میزان کو بھر دیتا ہے۔ ۳؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا!

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سمندر میں سفر کرتے ہیں اور ہمارے پاس بہت تھوڑا پانی ہوتا ہے اور اگر ہم اس سے وضو کرلیں تو پیاسے رہ جائیں گے، تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کرلیا کریں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سمندر کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مرا ہوا جانور حلال ہے۔ ۴؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری امت کو قیامت کے دن غرمحجل (جس کا منہ اور ہاتھ پیر سفید ہوں) کہہ کر پکارا جائے گا، اس کا سبب وضو کے آثار ہیں سو تم میں سے جو شخص بھی اپنی سفیدی زیادہ کرنا چاہتا ہو وہ اعضاء وضو کو مقررہ حد سے زیادہ دھو کو اپنی سفیدی کو زیادہ کرلے۔ ۵؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب بندہ مسلم یا مومن وضو کرتا ہے اور جب وہ چہرے کو دھوتا ہے تو پانی کے قطروں کے ساتھ اس کے چہرے سے ہر وہ گناہ دھل جاتا ہے جو اس نے آنکھوں سے کیا تھا اور جب وہ ہاتھوں کو دھوتا ہے تو پانی کے قطروں کے ساتھ

اس کا ہر وہ گناہ بھی دھل جاتا ہے جو اس نے ہاتھوں سے کیا تھا حتیٰ کے وہ گناہوں سے صاف ہوجاتا ہے۔٦؎

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ۔٧

ترجمہ۔اے بنی آدم! ہر نماز کے وقت اپنی زینت اپنے ساتھ رکھو۔

افضل ہے کے اعضاء وضو کو تین تین بار دھویا جائے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعضاء وضو کو ایک بار اور دو دو بار بھی دھویا ہے۔٨؎

وضو کے بعد کی دعا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص اچھی طرح سے وضو کرے اور پھر اشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له واشهدان محمداً عبده ورسوله پڑھ لے تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دئے جاتے ہیں اب وہ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہوجائے۔٩؎

تیمم:

تیمم کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔١٠

ترجمہ۔اے ایمان والو! جب تم نماز کی طرف اٹھو تو اپنے مونہوں کو اپنے ہاتھ کی کہنیوں تک دھولو

اور اپنے سروں کا مسح کرلو اور دھولو اور اپنے پیروں کو ٹخنوں تک، اور اگر حالت جنابت میں ہوتو اچھی طرح سے پاک ہوجاؤ اور اگر تم مریض ہو یا سفر میں ہوتو تم میں سے کوئی شخص قضائے حاجت کی جگہ سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے قربت کی ہو پھر تم پانی کو نہ پاؤ تو ارادہ کرلو پاک مٹی کا سو اس سے اپنے چہروں کا اور اپنے ہاتھوں کا مسح کرلو اللہ ارادہ نہیں فرماتا کہ تم پر کوئی تنگی ڈالے لیکن وہ ارادہ فرماتا ہے تاکہ تم کو پاک کرے اور تاکہ تم پر اپنی نعمت پوری کرے تاکہ تم شکر کرو۔

امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث (متوفی ۲۷۵ھ) روایت کرتے ہیں، حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، ہم ایک سفر میں گئے ہم میں سے ایک شخص کو پتھر لگ گیا جس سے اس کا سر پھٹ گیا پھر اس کو احتلام ہوگیا اس نے اپنے اصحاب سے پوچھا کے کیا میرے لئے تیمم کرنے کی اجازت ہے؟ انھوں نے کہا کے نہیں کیونکہ پانی دستیاب ہے لہٰذا تم اس کو استعمال کرو، تمھارے لئے تیمم کی اجازت نہیں ہے اس شخص نے پاکی حاصل کرنے کے لئے غسل کیا لیکن اس کے بعد اس کا انتقال ہوگیا جب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کے بارے میں بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! انھوں نے اس کو مار ڈالا، اللہ انھیں ہلاک کرے، جب ان کو مسئلہ کا علم نہیں تھا تو انھوں نے کسی سے سوال کیوں نہ کیا؟ کیونکہ جہالت کی شفا سوال کرنا ہے، اس کے لئے تیمم کرنا کافی تھا یا وہ اپنے زخم پر پٹی باندھ کر اس پر مسح کرلیتا اور باقی جسم پر پانی بہالیتا۔ ۱۱

عمران بن حسین خزاعیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کے ایک شخص الگ کھڑا ہوا ہے وہ لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم نماز کیوں نہیں پڑھ رہے؟ تو اس نے جواب دیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے غسل کی حاجت ہے جبکہ پانی نہیں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! پاک مٹی سے تیمم کرلو تمھارے لئے یہی کافی ہے۔ ۱۲

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ ۱۳

ترجمہ۔ اگر تم نہیں جانتے تو علم والوں سے سوال کرو۔

حضرت عمرو بن عاصؓ بیان کرتے ہیں، غزوہ ذات السلاسل کی ایک سرد رات میں انھیں

(احتلام ہوگیا) یعنی وہ ناپاک ہوگئے اگرچہ پانی موجود تھا لیکن وہ بہت سرد پانی تھا انھیں یہ خطرہ تھا کے اگر میں نے اتنے سرد پانی سے غسل کیا تو میں ہلاک ہوجاؤں گا چنانچہ انھوں نے تیمم کیا پھر اگلی صبح انھوں نے اپنے اصحاب کو نماز بھی پڑھا دی لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس واقعے کا ذکر کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے عمرو! کیا تم نے جنبی ہونے کی حالت میں لوگوں کو نماز پڑھا دی ہے؟ تب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے غسل نہ کرنے کی وجہ بیان فرمائی، جس کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۔ ۱۴

ترجمہ۔ تم اپنے نفسوں کو قتل نہ کرو، بے شک اللہ تم پر بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

فقہاء نے اس آیت کہ تین معنی بیان کئے ہیں۔

۱۔ تیمم کی رخصت۔

۲۔ مسلمان ایک دوسرے کو قتل نہ کریں کیونکہ تمام مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں اور مسلمان کا قتل دراصل اپنے آپ کو قتل کرنے کے مترادف ہے۔

۳۔ اور اسی آیت کی بنیاد پر خودکشی بھی حرام ہے۔

تیمم کا طریقہ:

تیمم صرف چہرے اور ہاتھ پر کیا جاتا ہے، اس کے لئے پاک مٹی پر دو دفعہ ضربیں ماری جاتی ہیں، ایک ضرب سے چہرہ جبکہ دوسری ضرب سے کہنیوں تک ہاتھ کا مسح کیا جاتا ہے۔

اللہ کی دی ہوئی رخصت پر عمل کرنا واجب ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ نے تمھارے لئے جو رخصت دی ہے اس رخصت پر عمل کرنا تمھارے لئے واجب ہے۔ ۱۵

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے اللہ کی دی ہوئی رخصت کو قبول نہیں کیا، اس کو میدان عرفات کے پہاڑوں کے برابر گناہ ہوگا۔ ۱۶

حوالہ کتب:

۱۔سورہ المائدہ۔آیت۔٦۔

۲۔المائدہ۔آیت۔٦۔

۳۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔

۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔

۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵٦ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

٦۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔

۷۔سورہ اعراف۔آیت۔۳۱۔

۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵٦ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔

۱۰۔سورہ المائدہ۔آیت۔٦۔

۱۱۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔

۱۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵٦ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۱۳۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۷۔

۱۴۔سورہ النساء۔آیت۔۲۹۔

۱۵۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔

۱٦۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔

۶۔سورہ انعام (جانور)

نام:

انعام۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معنی چوپائے اور جانور کے ہیں۔

شان نزول:

سورہ انعام مکی سورہ ہے،جس میں آیات کی تعداد ۱۶۵ ہے اور اس میں کل رکوع ۲۰ ہیں۔
سورہ انعام کا شمار سبع الطوال میں کیا جاتا ہے۔

مضامین:

۱۔زمین میں گھوم پھر کر سابقہ لوگوں کی اجڑی بستیاں، ویران گھر اور ان پر کئے ہوئے اللہ تعالیٰ کے عذاب کے آثار دیکھ کر ان کے انجام سے عبرت حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

۲۔جانور ذبح کرنے اور ذبح شدہ جانور کا گوشت کھانے کے احکام بیان کئے گئے اور اپنی طرف سے حلال جانوروں کو حرام قرار دینے کا رد کیا گیا ہے۔

۳۔والدین کے ساتھ احسان کرنے، ظاہری اور باطنی بے حیائیوں سے بچنے، تنگدستی کی وجہ سے اولاد کو قتل نہ کرنے اور کسی کو ناحق قتل نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

۴۔حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی قوم کا واقعہ بیان کیا گیا اور آخر میں قرآن اور دین اسلام کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سورہ انعام کو پڑھنے والوں کو ایک منادی ندا کرتی ہے کے اس سورہ کی تلاوت اور محبت کی وجہ سے جنت کی طرف آؤ۔ ۱؎

صور کا پھونکا جانا:

وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ۔ ۲

ترجمہ۔جس دن صور پھونکا جائے گا، اس دن اسی کی حکومت ہوگی۔

زازان بیان کرتے ہیں، میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس گیا انھوں نے فرمایا! قیامت کے دن اللہ تعالی تمام اولین اور آخرین کو جمع فرمائیں گے پھر اللہ کی طرف سے ایک منادی یہ ندا کرے گا کے جس شخص نے اپنا حق لینا ہو تو آئے اور اپنا حق لے لے، بخدا اگر بچے اپنے باپ پر یا کسی کا اپنے بیٹے یا بیٹی یا اپنی بیوی پر جو بھی حق ہو گا وہ لے لے گا، خواہ وہ چھوٹا حق ہو۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب اللہ تعالی آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے فارغ ہوا تو اس نے صور کو پیدا فرمایا اور وہ صور حضرت اسرافیل کو عطا فرمایا گیا جسے وہ اپنے منہ میں رکھے عرش کی جانب دیکھ رہے ہیں کے انھیں کب حکم دیا جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے پوچھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صور کیا چیز ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اس کی گولائی اتنی بڑی ہے جتنی آسمانوں کی چوڑائی ہے۔ ۳؎

راوی نے لکھا ہے، زمین میں تین بار صور پھونکا جائے گا۔ ۱۔پہلی مرتبہ میں لوگ دہشت زدہ ہوجائیں گے۔ ۲۔دوسری دفعہ میں سب لوگ مر جائیں گے۔ ۳۔تیسری دفعہ میں سب لوگ اللہ رب اللعالمین کے سامنے کھڑے ہو جائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دو بار صور پھونکا جائے گا۔ اوران دونوں صوروں کے درمیان ۴۰ کا وقفہ ہو گا لوگوں نے پوچھا، اے ابو ہریرہ!

۴۰ دن انھوں نے کہا کے میں نہیں کہہ سکتا لوگوں نے پوچھا ۴۰ ماہ؟ انھوں نے کہا کے میں نہیں کہہ سکتا لوگوں نے پوچھا ۴۰ سال انھوں نے کہا کے میں نہیں کہہ سکتا پھر اللہ تعالی آسمان سے پانی نازل فرمائے گا جس سے لوگ اس طرح سے اگیں گے جس طرح سے سبزہ اگتا ہے۔ ۴ے

ارشادات خداوندی:

وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ۔ ۵

ترجمہ۔ وہ ایک زبردست چیخ کا انتظار کررہے ہیں، جس کے درمیان سانس لینے کی بھی مہلت نہیں ہوگی۔

پھر اللہ تعالی پہاڑوں کو اڑا دے گا تو وہ بادلوں کی طرح چل رہے ہوں گے، پھر وہ خاک کا ڈھیر ہوجائیں گے اور زمین اپنے ساکنوں کے ساتھ لرز رہی ہوگی۔

وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ۔ ٦ے۔ ترجمہ۔ جس دن صور پھونکا جائے گا، اس دن اسی کی حکومت ہوگی۔

ترجمہ۔ جس دن صور پھونکا جائے گا، اس دن اسی کی حکومت ہوگی۔

وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ۔ ۷

ترجمہ۔ جس دن صور میں پھونکا جائے گا تو جو آسمانوں میں ہیں اور زمین ہیں سب گھبرا جائیں گے سوائے اس کے جسے اللہ چاہے اور سب اس کے حضور میں عاجزی کے ساتھ حاضر ہوجائیں گے۔

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا۔ ۸

۔ جس دن صور پھونکا جائے گا، ہم گناہ گاروں کو اس دن نیلی آنکھوں کے ساتھ اکھٹا کریں گے۔

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا۔ ۹

ترجمہ۔ جس دن صور پھونکا جائے گا، تو تم فوج در فوج چلے آوگے۔

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ۔ ۱۰

ترجمہ۔صور پھونکا جائے گا،تو جو آسمان اور زمین میں ہیں وہ سب فنا ہو جائیں گے مگر جن کو اللہ چاہے، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا۔تو وہ اچانک دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔

وَ اسۡتَمِعۡ یَوۡمَ یُنَادِ الۡمُنَادِ مِنۡ مَّکَانٍ قَرِیۡبٍ ۙ یَّوۡمَ یَسۡمَعُوۡنَ الصَّیۡحَۃَ بِالۡحَقِّ ؕ ذٰلِکَ یَوۡمُ الۡخُرُوۡجِ اِنَّا نَحۡنُ نُحۡیٖ وَ نُمِیۡتُ وَ اِلَیۡنَا الۡمَصِیۡرُ ۔ ۱۱

ترجمہ۔اے مخاطب غور سے سن ! جب منادی قریب کی جگہ سے پکارے گی ،جس دن لوگ چیخ کی آواز کو برحق سنیں گے، یہ قبروں سے نکلنے کا دن ہے، بے شک ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے،جس دن زمین پھٹ جائے گی تو وہ دوڑتے ہوئے نکلیں گے یہ حشر بپا کرنا ہم پر بہت آسان ہے،ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ یہ کفار کر رہے ہیں اور آپ ان پر جبر کرنے والے نہیں پس آپ ان کو قرآن سے نصیحت فرمائے۔جو میرے عذاب کی وعید سے ڈرتا ہو۔

وَ نُفِخَ فِی الصُّوۡرِ فَاِذَا ہُمۡ مِّنَ الۡاَجۡدَاثِ اِلٰی رَبِّہِمۡ یَنۡسِلُوۡنَ ۔ ۱۲

ترجمہ۔صور پھونکا جائے گا،تو وہ اس وقت اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف تیز تیز چلنے لگیں گے۔

حضرت ابراہیم نے بھی موت کے بعد دوبارہ اٹھنے کے بارے میں جب اللہ سے سوال کیا تو اللہ تعالی نے فرمایا! کیا تمھیں اس پر یقین نہیں ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کے یقین تو ہے لیکن پھر بھی میں یہ جاننا چاہتا ہوں کے یہ کس طرح سے ہوگا؟ ارشاد خداوندی!

وَ اِذۡ قَالَ اِبۡرٰہٖمُ رَبِّ اَرِنِیۡ کَیۡفَ تُحۡیِ الۡمَوۡتٰی ؕ قَالَ اَوَ لَمۡ تُؤۡمِنۡ ؕ قَالَ بَلٰی وَ لٰکِنۡ لِّیَطۡمَئِنَّ قَلۡبِیۡ ؕ قَالَ فَخُذۡ اَرۡبَعَۃً مِّنَ الطَّیۡرِ فَصُرۡہُنَّ اِلَیۡکَ ثُمَّ اجۡعَلۡ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنۡہُنَّ جُزۡءًا ثُمَّ ادۡعُہُنَّ یَاۡتِیۡنَکَ سَعۡیًا ؕ وَ اعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰہَ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ ۔ ۱۳

ترجمہ۔پس چار پرندے لے لو اور انھیں اپنے سے مانوس کر لو پھر (ذبح کر کے) ان کے جز کو

چاروں طرف پہاڑ پر ڈال دو پھر انھیں بلاؤ تو وہ (اللہ کے حکم سے) تمھارے پاس دوڑے چلے آئیں گے اور تم جان لو کے اللہ بے شک غالب اور حکمت والا ہے۔

يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلَى نُصُبٍ
يُوفِضُونَ۔ ۱۴

ترجمہ۔جس دن وہ اپنی قبروں سے دوڑتے ہوئے نکلیں گے گویا کے وہ کسی مطلوب کی طرف تیز تیز جارہے ہیں۔

وَإِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَإِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ
أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ وَ أُولٰٓئِكَ الْأَغْلٰلُ فِيٓ أَعْنَاقِهِمْ وَ
أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ۔ ۱۵

ترجمہ۔اگر تم تعجب کرو تو باعث تعجب تو ان کا یہ قول ہے، کیا ہم مٹی ہو جانے کے بعد از سر نو پیدا ہوں گے؟ یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا اور یہی وہ لوگ ہیں کے جن کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور یہی دوزخی ہیں۔

اللہ جب تک چاہے گا لوگ اس عذاب میں مبتلا رہیں گے اور ایک طویل عرصہ تک لوگوں کی یہ حالت رہے گی پھر اللہ تعالی حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیں گے کے وہ موت کا صور پھونکیں تو اللہ کے حکم کے مطابق حضرت اسرافیل علیہ السلام موت کا صور پھونک دیں گے جس کے نتیجے میں آسمانوں اور زمینوں کے لوگ ہلاک ہو جائیں گے ماسوا ان کے جنھیں اللہ چاہے گا اور جب وہ سب ہلاک ہو جائیں گے ملک الموت اللہ کے سامنے حاضر ہو کر عرض کریں گے کے تو خوب جاننے والا ہے، اےئ میرے رب! تو باقی ہے جو زندہ ہے اور تیرے عرش کو اٹھانے والے، جبرائیل و میکائیل اور میں باقی ہوں، اللہ تعالی حکم کرے گا کے جبرائیل اور میکائیل کو بھی فوت ہونا چاہئے کیونکہ میں نے اپنے عرش کے نیچے ہر ایک کے لئے موت مقرر کر دی ہے چنانچہ حضرت جبرائیل اور میکائیل علیہ السلام پر بھی موت واقع ہو جائے گی اس کے بعد حاملین عرش اور سب سے آخر میں ملک الموت پر بھی موت واقع ہو جائے گی اور صرف اللہ کی ذات پاک جو ہمیشہ سے

ہے اور ہمیشہ رہے گی وہ باقی رہ جائے گی اس وقت اللہ تبارک تعالیٰ کے سوا کوئی باقی نہ رہے گا، پھر آسمان اور زمین کو اس طرح سے لپیٹ دیا جائے گا جس طرح سے اوراق کو لپیٹ دیا جاتا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں جبار اور قھار ہوں، آج کس کی بادشاہی ہے؟ پھر اللہ فرمائیں گے کے جس نے میرے لئے شریک بنایا ہو وہ لے آئے پھر اللہ تبارک تعالیٰ دوسری آسمان اور زمین پیدا فرما کر انھیں دراز کریں گے جس میں کوئی نقص اور کجی نہ ہوگی اس کے بعد اللہ اپنی مخلوق کو زبردست آواز کے ساتھ جھڑکے گا تاہم لوگ اس نو پیدا شدہ زمین میں پہلے کی طرح ہوجائیں گے پھر اللہ تعالیٰ تمھارے اوپر عرش کے نیچے سے پانی نازل فرمائے گا پھر تم پر چالیس دن تک آسمان سے بارش ہوتی رہے گی، حتیٰ کے تم پر بارہ ہاتھ پانی بلند ہوجائے گا پھر اللہ تعالیٰ تمھارے جسموں کو اگنے کا حکم دے گا تو وہ سبزیوں کی طرح اگنا شروع ہوجائیں گے جب اجسام پہلے کی طرح مکمل ہوجائیں گے تو اللہ تعالیٰ حاملین عرش کو زندہ فرمائے گا پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام کو صور پکڑنے کا حکم دے گا، حضرت جبرائیل اور میکائیل علیہ السلام کو دوبارہ زندہ فرمائے گا اور تمام ارواح کو بلایا جائے گا تاہم مسلمانوں کی ارواح نور کی طرح چمک رہی ہوں گی جبکہ دیگر ارواح تاریک ہوں گی پھر حضرت اسرافیل کو صور پھونکنے کا حکم دیا جائے گا اور تمام ارواح شہد کی مکھیوں کی طرح نکلیں گی جس کی وجہ سے زمین اور آسمان بھر جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ ان ارواح کو ان کے اجسام میں داخل ہونے کا حکم فرمائیں گے چنانچہ ارواح اپنے اجسام میں ناک کے نتھنوں کے راستے داخل ہوں گی، اس کے بعد زمین پھٹے گی اور سب سے پہلے میں ﷺ اس میں سے نکلوں گا اور لوگ نہایت سرعت کے ساتھ اپنے رب کی طرف نکلیں گے تاہم تم سب تیس (۳۰) سال کی عمر میں اٹھو گے اور اس دن سب کی زبان سریانی ہوگی۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی!

خُشَّعًا اَبۡصَارُهُمۡ يَخۡرُجُوۡنَ مِنَ الۡاَجۡدَاثِ كَاَنَّهُمۡ جَرَادٌ مُّنۡتَشِرٌ
مُّهۡطِعِيۡنَ اِلَى الدَّاعِ‌ؕ يَقُوۡلُ الۡكٰفِرُوۡنَ هٰذَا يَوۡمٌ عَسِرٌ ۔ ١٦

ترجمہ۔ وہ نیچی آنکھیں کئے ہوئے قبروں سے نکلیں گے، گویا وہ زمین پر پھلیے ہوئے ٹڈی دل

ہیں، بلانے والے کی طرف دوڑتے ہوئے، کافرکہیں گے کے یہ بڑا سخت دن ہے۔
یہ قبروں سے نکلنے کا دن ہے، جس دن اللہ تم سب کو جمع کرے گا پھر تمام لوگ ایک جگہ ستر سال تک کھڑے رہیں گے اور اللہ اپنی مخلوق کی جانب نہ دیکھے گا اور نہ ہی کوئی فیصلہ کرے گا۔
تاہم خلقت روئے گی اور پریشانی ے عالم میں پسینے سے شرابور ہوجاتے ہوئے شفاعت طلب کرے گی اور حضرت آدم علیہ السلام سے شفاعت کی گزارش کرے گی لیکن وہ بھی منع فرمادیں گے اس کے بعد خلقت باری باری ہر نبی کے پاس شفاعت کی گزارشات لے کر جائیں گے اور وہ سب بھی انکار کردیں گے، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! پھر یہ خلقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے گی اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرش کے نیچے سجدہ ریز ہوں گے حتیٰ کے اللہ عزوجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک فرشتہ بھیجے گا جو انھیں بازوں سے اٹھائے گا اور اللہ رب العزت جو سب باتوں کا جاننے والا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھے گا! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا بات ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے! اللہ تعالی تو نے مجھ سے شفاعت کا وعدہ فرمایا تھا، پس اپنی مخلوق کے متعلق میری شفاعت قبول فرماتے ہوئے ان کا فیصلہ فرما تاہم اس وقت آسمان سے ایک زبردست آواز آئے گی اور ایک بہت بڑی تعداد میں آسمان سے فرشتوں کا نزول ہوگا حتیٰ کے زمین ان کے نور سے روشن ہوجائے گی اور یہ فرشتے اپنی صفیں بنائیں گے اور نہایت بلند آواز سے اللہ کی حمد وثناء پڑھتے ہوئے یہ کہہ رہے ہوں گے!

سبحان ذی الملك والملكوت ۔سبحان ذی العزة والجبروت ۔سبحان الحی الذی لايموت ۔ سبحان الذی يميت الخلائق ولا يموت ۔ سبوح قدوس رب الملائكة ولروح قدوسا قدوسا ۔ سبحان ربنا الاعلیٰ ۔ سبحان ذی الملكوت والجبروت والكبرياء والسلطان والعظمة سبحانه ابد الاباد ۔

پھر اللہ کا عرش رکھا جائے گا اور اعمال اور صحائف کھول کر پڑھ کر سنائے جائیں گے جو شخص نیکیاں پائے گا وہ اللہ کی حمد وثناء کرے گا اور جس کے اعمال اس کے مخالف ہوں گے وہ اپنے نفس کو ملامت

کرے گا پھر اللہ دوزخ کو حکم دے گا اور اس میں سے ایک چمکتی ہوئی سیاہ گردن نمودار ہوگی پھر اللہ فرمائے گا!

وَ امۡتَازُوا الۡیَوۡمَ اَیُّهَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ اَلَمۡ اَعۡهَدۡ اِلَیۡکُمۡ یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّیۡطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَکُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ۔

ترجمہ۔اے مجرموں! آج (نیکیوں سے) الگ ہوجاؤ، اے آدم کی اولاد! کیا میں نے تم سے یہ عہد نہیں لیا تھا کے تم شیطان کی عبادت نہ کرنا، بے شک وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔ ۱۷

اس کے بعد تمام انس وجن کے سوا کل مخلوقات کے درمیان فیصلہ ہوجائے گا حتیٰ کے بعض کا بعض سے قصاص لیا جائے گا اور سینگھ والی بکری سے قصاص لیا جائے گا جب ہر کسی کا حق ادا ہوجائے گا اس وقت اللہ فرمائے گا! تم سب مٹی ہوجاؤ۔

وَ یَقُوۡلُ الۡکٰفِرُ یٰلَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ تُرٰبًا۔ ۱۸

ترجمہ۔اس وقت کافر کہے گا، اے کاش میں مٹی ہوتا۔

پھر اللہ عزوجل تمام انس وجن کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور سب سے پہلے اللہ کی راہ میں قتل ہونے والے یعنی قاتل اور مقتول کو پیش کیا جائے گا اور ان کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا۔

حلال اور حرام جانور:

فَکُلُوۡا مِمَّا ذُکِرَ اسۡمُ اللّٰهِ عَلَیۡهِ اِنۡ کُنۡتُمۡ بِاٰیٰتِهٖ مُؤۡمِنِیۡنَ۔ ۱۹

ترجمہ۔پھر اگر تم لوگ اللہ کی آیات پر ایمان رکھتے ہو تو جس جانور پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اس کا گوشت کھاؤ۔

وَ مَا لَکُمۡ اَلَّا تَاۡکُلُوۡا مِمَّا ذُکِرَ اسۡمُ اللّٰهِ عَلَیۡهِ وَ قَدۡ فَصَّلَ لَکُمۡ مَّا حَرَّمَ عَلَیۡکُمۡ اِلَّا مَا اضۡطُرِرۡتُمۡ اِلَیۡهِ ؕ وَ اِنَّ کَثِیۡرًا لَّیُضِلُّوۡنَ بِاَهۡوَآئِهِمۡ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ ؕ اِنَّ رَبَّکَ هُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُعۡتَدِیۡنَ۔ ۲۰

ترجمہ۔تمہارے لئے اس کا کیا باعث ہوسکتا ہے کہ اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا حالانکہ اس نے تمہیں تفصیل سے بتادیا ہے جو تم پر حرام کیا گیا۔مگر اس صورت میں کہ تمہیں سخت

مجبوری ہو۔ بلاشبہ بہت سے لوگ اپنی خواہشوں کے ذریعہ بغیر علم کے گمراہ کرتے ہیں، بے شک تمھارا رب خوب جانتا ہے، حد سے آگے بڑھنے والوں کو۔

وَ لَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ اِنَّهٗ لَفِسْقٌ وَ اِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ وَ اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ۔۲۱

ترجمہ۔اور جس جانور کو اللہ کا نام لے کر ذبح نہ کیا گیا ہو اس کا گوشت نہ کھاؤ، ایسا کرنا فسق ہے۔ شیاطین اپنے ساتھیوں کے دلوں میں شکوک و اعتراضات القاء کرتے ہیں تا کہ وہ تم سے جھگڑا کریں لیکن اگر تم نے ان کی اطاعت قبول کر لی تو یقیناً تم مشرک ہو۔

چیزوں کی حلت اور حرمت کا مسئلہ جن پر ذبح کے وقت اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔ اس مسئلہ کی اہمیت اسلام کے اس اولین اصول کی وجہ سے ہے کے اسلام میں حق حاکمیت صرف اللہ کو حاصل ہے اور اقتدار اعلی کا مستحق صرف اللہ ہے کسی انسان کو اللہ کے حق حاکمیت کو کسی صورت میں بھی استعمال نہیں کرنا چاہیے اور اگر مسئلہ اصولی اور نظریاتی ہو تو اس میں چھوٹی سی بات بھی ایک نہایت ہی عظیم معاملے کی طرح اہم ہو جاتی ہے یہ بات اہم نہیں ہے کہ یہ ایک ذبیحہ کا مسئلہ ہے یا یہ کے یہ اس قدر معمولی مسئلہ ہے کے ایک متعین جانور کا گوشت کھانا جائز ہے یا ناجائز ہے یا یہ معاملہ ہے کہ ایک مملکت کا اقتدار اعلی کس کو حاصل ہو یا کسی معاشرے میں اقتدار اعلی کس کو حاصل ہو یا کسی معاشرے میں اقتدار اعلی کس کا ہوگا۔ اصولوں کے اس معاملے میں دونوں باتوں کی اہمیت برابر ہے کیونکہ دونوں میں ایک شخص اس بات کا اعتراف کرتا ہے کے حاکمیت کس کو حاصل ہے اللہ کو یا کسی اور کو یا یہ کے اقرار حاکمیت الٰہیہ ہے یا اس کا انکار ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حلت اور حرمت کے معاملے میں کسی کو بات کرنے کا کوئی اختیار نہیں دیا ہے۔ اس لئے کوئی شخص یہ نہیں کر سکتا کے وہ اپنی مرضی سے بعض چیزوں کو حلال سمجھتے ہوئے کھائے اور بعض کو حرام سمجھتے ہوئے ترک کر دے۔

جو لوگ اپنی خواہشات سے متاثر ہو کر اور بغیر علم کے قانون سازی کرتے ہیں اور یوں وہ اللہ تعالیٰ

کے حق حاکمیت پر دست درازی کرتے ہیں، اس طرح وہ ان حدود کار میں داخل ہوتے ہیں جو اللہ کے لئے مخصوص ہیں حالانکہ وہ اللہ کے بندے اور غلام ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مسلم کا ذبیحہ حلال ہے اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو یا نہ لیا گیا ہو، اس لئے کے اگر وہ نام لیتا تو صرف اللہ ہی کا لیتا اور اس مرسل روایت کی تائید دارقطنی کی روایت سے ہوتی ہے جبکہ ایک مسلمان ذبح کرے اور اس ذبح کے وقت اللہ کا نام نہ لے تو چاہیے کے اس کا گوشت کھایا جائے اس لئے کے مسلمان کے اندر اللہ کے ناموں میں سے کوئی نام ہوتا ہی ہے۔ ۲۲؎

کہتے ہیں یہ جانور اور یہ کھیت محفوظ ہیں، انہیں صرف وہی لوگ کھا سکتے ہیں جنہیں ہم کھلانا چاہیں حالانکہ یہ پابندی ان کی خود ساختہ ہے

وَ قَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّ حَرْثٌ حِجْرٌ لَّا یَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَ اَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَ اَنْعَامٌ لَّا یَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهَا افْتِرَآءً عَلَیْهِ سَیَجْزِیْهِمْ بِمَا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ۔ ۲۳

۔ پھر کچھ جانور ہیں جن پر سواری اور بار برداری حرام کر دی گئی ہے اور کچھ جانور ہیں جن پر اللہ کا نام نہیں لیتے اور یہ سب کچھ انہوں نے اللہ پر افتراء کیا ہے، عنقریب اللہ انہیں ان کی افتراء پر دازیوں کا بدلہ دے گا۔

وَ قَالُوْا مَا فِیْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَ مُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ۚ وَ اِنْ یَّكُنْ مَّیْتَةً فَهُمْ فِیْهِ شُرَكَآءُ سَیَجْزِیْهِمْ وَصْفَهُمْ اِنَّهٗ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ۔ ۲۴

ترجمہ۔ کہتے ہیں کے جو کچھ ان جانوروں کے پیٹ میں ہے یہ ہمارے مردوں کیلئے مخصوص ہے اور ہماری عورتوں پر حرام لیکن اگر وہ مردہ ہوں تو دونوں اس کھانے میں شریک ہو سکتے ہیں یہ باتیں جو انہوں نے گھڑ لی ہیں ان کا بدلہ اللہ انہیں دے کر رہے گا، یقیناً وہ حکیم ہے اور سب باتوں کی اسے خبر ہے۔

وَ مِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّ فَرْشًا كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعُوْا

خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ۔ ۲۵

ترجمہ۔(اللہ) نے مویشیوں میں سے وہ جانور بھی پیدا کئے جن سے سواری و بار برداری کا کام لیا جاتا ہے اور وہ بھی جو کھانے اور بچھانے کے کام آتے ہیں، کھاؤان چیزوں میں سے جو اللہ نے تمہیں بخشی ہیں اور شیطان کی پیروی نہ کرو کے وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

ثَمٰنِیَةَ اَزْوَاجٍ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَیْنِ وَ مِنَ الْمَعْزِ اثْنَیْنِ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَیْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَیَیْنِ نَبِّـُٔوْنِیْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔ ۲۶

ترجمہ۔ یہ آٹھ نر و مادہ ہیں' دو بھیڑ کی قسم سے دو بکری کی قسم سے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے پوچھو کے اللہ نے ان کے نر حرام کئے ہیں یا مادہ' یا وہ بچے جو بھیڑوں اور بکریوں کے پیٹ میں ہوں؟ ٹھیک ٹھیک علم کے ساتھ مجھے بتاؤ اگر تم سچے ہو۔

وَ مِنَ الْاِبِلِ اثْنَیْنِ وَ مِنَ الْبَقَرِ اثْنَیْنِ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَیْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَیَیْنِ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّیُضِلَّ النَّاسَ بِغَیْرِ عِلْمٍ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ۔ ۲۷

ترجمہ۔اسی طرح دو اونٹ کی قسم سے ہیں اور دو گائے کی قسم سے پوچھو ان کے نر حرام کئے ہیں یا مادہ یا وہ بچے جو اونٹنی اور گائے کے پیٹ میں ہوں کیا تم اس وقت حاضر تھے جب اللہ نے ان کے حرام ہونے کا حکم دیا تھا؟" پھر اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا جو اللہ کی طرف منسوب کر کے جھوٹی بات کہے تا کہ علم کے بغیر لوگوں کی راہنمائی کرے یقینا اللہ ظالموں کو راہ راست نہیں دکھاتا۔

وَ عَلَى الَّذِیْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِیْ ظُفُرٍ وَ مِنَ الْبَقَرِ وَ الْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَیْهِمْ شُحُوْمَهُمَاۤ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَاۤ اَوِ الْحَوَایَاۤ اَوْ مَا

اخۡتَلَطَ بِعَظۡمٍ ذٰلِكَ جَزَيۡنٰهُمۡ بِبَغۡيِهِمۡ وَاِنَّا لَصٰدِقُوۡنَ ۔۲۸

ترجمہ۔جن لوگوں نے یہودیت اختیار کی ان پر ہم نے سب ناخن والے جانور حرام کر دیئے تھے اور گائے اور بکری کی چربی بھی بجز اس کے جو ان کی پیٹھ یا آنتوں سے لگی ہوئی ہو یا ہڈی سے لگی رہ جائے۔یہ ہم نے ان کی سرکشی کی سزا دی تھی اور یہ جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں بالکل سچ کہہ رہے ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوۡا مِمَّا فِى الۡاَرۡضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّيۡطٰنِ‌ ؕ اِنَّهٗ لَـكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ۔۲۹

ترجمہ۔اے لوگو! کھاؤ ان چیزوں میں سے جو زمین میں حلال پاکیزہ ہیں اور مت چلو شیطان کے قدموں کے۔بے شک وہ تمہارے لئے کھلا ہوا دشمن ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ لوگ گوشت لاتے ہیں لیکن ہمیں پتا نہیں کے انھوں نے ذبح کے وقت اس پر اللہ کا نام لیا یا نہیں ،تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!تم اس پر بسم اللہ پڑھ کر کھالیا کرو،حضرت عائشہؓ نے فرمایا!اس وقت لوگ نئے نئے کفر سے نکلے تھے۔۳۰؎

کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت سے لوگ ہمارے یہاں گوشت لاتے ہیں لیکن ہمیں یہ معلوم نہیں کے انھوں نے اس کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا یا نہیں؟اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!تم اسے بسم اللہ پڑھ کر کھالیا کرو۔۳۱؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مسلمان کے لئے اللہ کا نام کافی ہے، اگر وہ ذبیحہ کے وقت اللہ کا نام لینا بھول جائے تو وہ کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھ لے۔(اس حدیث کی سند حسن ہے)۔۳۲؎

حضرت علیؓ نے بیان کیا کے خیبر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت اور نکاح متعہ کو حرام کر دیا۔۳۳؎

كُلُوۡا مِنۡ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰكُمۡ وَلَا تَطۡغَوۡا فِيۡهِ فَيَحِلَّ عَلَيۡكُمۡ

غَضَبِیۡ وَ مَنۡ یَّحۡلِلۡ عَلَیۡهِ غَضَبِیۡ فَقَدۡ هَوٰی ۔ ۳۴

ترجمہ۔تم ہمارا دیا ہوا پاک رزق کھاؤ اوراس میں حد سے آگے نہ بڑھو ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا اور جس پر میرا غضب نازل ہوا وہ تباہ ہوا۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورہ انعام کے وقت سبحان اللہ فرما اور کہا اس سورہ کو اس قدر کثیر تعداد میں فرشتوں نے رخصت کیا ہے اور انھوں نے آسمان کا کنارا ڈھانپ دیا۔ ۳۵؎

امام عبد بن حمید نے راشد بن سعدؓ سے روایت کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مسلمانوں کا ذبیحہ حلال ہے چاہے اس پر اللہ کا نام لے یا نہ لے، جبکہ وہ جان بوجھ کر ایسا نہ کرے اور اسی طرح شکار (کا حکم ہے)۔ ۳۶؎

عبد بن حمید نے عروہؓ سے روایت کیا ہے، کچھ نئے مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ میں گوشت بیچنے کے لئے آئے، تاہم کچھ صحابہ کرام کے دلوں میں یہ خیال گزرا کے نجانے ذبیحہ کے وقت بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھی یا نہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم خود بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھ کر کھالو۔ ۳۷؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، جب کوئی مسلمان ذبیحہ کے وقت اللہ کا نام لینا بھول جائے ،تو وہ اس گوشت کو کھالے کیونکہ مسلمان کے اندر اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ ۳۸؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا، اگر مسلمان ذبیحہ کے وقت اللہ کا نام لینا بھول جائے تو پھر کیا کرے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

اس گوشت کو کھالے کیونکہ ہر مسلمان کے دل میں اللہ کا نام موجود ہے)۔ ۳۹؎

عبد بن حمید نے طاؤسؒ سے روایت کیا ہے، مسلمان کے ساتھ اللہ کا ذکر ہے، اگر وہ ذبیحہ کے وقت بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ بھول جائے تو اس کو چاہئے کے وہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھ کر کھالے لیکن اگر مجوسی اپنے ذبیحہ پر اللہ کا نام لے تب بھی

وہ کھایا نہیں جاتا۔ ۴۰

امام عبد بن حمید نے عبداللہ بن یزید خطمی سے روایت کیا ہے، مسلمانوں اور اہل کتاب کے وہ ذبیحہ کھاؤ جن پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ ۴۱

۞

حوالہ کتب:

۱۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۲۔سورہ انعام۔آیت۔۷۳۔

۳۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۴۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۵۔سورہ ص۔آیت۔۱۵۔

۶۔سورہ انعام۔آیت۔۷۳۔

۷۔سورہ النمل۔آیت۔۸۷۔

۸۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۱۰۲۔

۹۔سورہ النباء۔آیت۔۱۸۔

۱۰۔سورہ الزمر۔آیت۔۶۸۔

۱۱۔سورہ ق۔آیت۔۴۱۔۴۵۔

۱۲۔سورہ یٰسین۔آیت۔۵۱۔

۱۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۶۰۔

۱۴۔سورہ المعارج۔آیت۔۴۳۔

۱۵۔سورہ رعد۔آیت۔۵۔

۱۶۔سورہ قمر۔آیت۔۷۔۸۔

۱۷۔سورہ یٰسین۔آیت۔۵۹۔۶۰۔

۱۸۔سورہ النباء۔آیت۔۴۰۔

۱۹۔سورہ انعام۔آیت۔۱۱۸۔

۲۰۔سورہ انعام۔آیت۔۱۱۹۔

۲۱۔سورہ انعام۔آیت۔۱۲۱۔

۲۲۔سنن دارقطنی۔امام علی بن عمر دارقطنی (متوفی ۳۸۵ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔

۲۳۔سورہ انعام۔آیت۔۱۳۸۔

۲۴۔سورہ انعام۔آیت۔۱۳۹۔
۲۵۔سورہ انعام۔آیت۔۱۴۲۔
۲۶۔سورہ انعام۔آیت۔۱۴۳۔
۲۷۔سورہ انعام۔آیت۔۱۴۴۔
۲۸۔سورہ انعام۔آیت۔۱۴۶۔
۲۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۸۔
۳۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۲۔سنن دارقطنی۔امام علی بن عمر دارقطنی (متوفی ۲۸۵ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۳۳۔تہذیب الاحکام۔ج۔۷۔ص۔۳۵۱۔الاستبصار۔ج ۳۔ص۔۱۴۲۔مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران
۳۴۔سورہ طحہ۔آیت۔۸۱۔
۳۵۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دار الباز مکہ مکرمہ۔
۳۶۔ الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۷۔المصنف۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۰ھ
۳۸۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۳۹۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۴۰۔المصنف۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۰ھ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۴۱۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۷۔سورہ اعراف

(جنت اور دوزخ کے درمیان حائل ایک دیوار)

نام:

اعراف ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جس سے مراد عالم اعراف ہے، اعراف جنت اور دوزخ کی درمیانی سرحد کا نام ہے۔

یہ (جنتیوں اور دوزخیوں) کے درمیان ایک حجاب ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ ۚ وَنَادَوْا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ۚ لَمْ يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ وَإِذَا صُرِفَتْ أَبْصَارُهُمْ تِلْقَاءَ أَصْحَابِ النَّارِ قَالُوا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۔١

ترجمہ۔دونوں کے درمیان پردہ حائل ہوگا اور اعراف پر بہت سے لوگ ہوں گے جو ہر ایک کو اس کی نشانی سے پہچانتے ہوں گے اور وہ جنت والوں کو پکار کر کہیں گے کہ تم پر سلام ہو۔یہ لوگ جنت میں داخل نہ ہوئے ہوں گے اور امید کر رہے ہوں گے، اور جب ان کی نظریں دوزخ والوں کی طرف پھیر دی جائیں گی تو کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں ظالم قوم کے ساتھ شامل نہ فرمائیے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا! اعراف بلند چیز ہے اور لغت میں اعراف کا معنی ہے بلند جگہ۔

علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) نے لکھا ہے !اعراف جنت اور دوزخ کے درمیان ایک دیوار ہے۔ ۲ ؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، اعراف سے مراد پل صراط پر ایک بلند جگہ کے ہیں

حیات کا قدم:

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں !فرشتے، انسان، جنات اجرام فلکی کہکشانی نظام اور تمام انواع کی ابتدا اور انتہا شعور کے ردوبدل پر قائم ہے ہم ابتدا کو پیدائش کا مرحلہ کہتے ہیں تو انتہا کو موت کا مرحلہ کہیں گے لیکن جب موت کے مرحلے پر تفکر کرتے ہیں تو موت کا مرحلہ بھی حیات کا ایک قدم ہے ایسی حیات کا قدم جس قدم کے بعد دوسرا قدم بھی حیات ہے کائنات جن حواس اور جن شعور میں حیات کے مراحل طے کر رہی ہے وہ مختلف کیفیات ہیں یعنی مختلف کیفیات کے ردوبدل کا نام کائنات ہے۔ ۳ ؎

تصوف میں جان کنی کے عالم کی وضاحت اور مرنے والے کے قریب سورہ یٰسین پڑھنے کی وجہ کو اس طرح سے بیان کیا گیا ہے، اصل میں جان کنی کا عالم، دنیاوی شعور کا اعراف کے شعور میں تبدیل ہونے کا عمل ہے اس وقفے کے دوران فرد کو اعراف کی روشنیوں کی ضرورت ہوتی ہے تا کہ اعراف کا شعور جلد از جلد دنیاوی شعور پر غالب آ جائے اور موت کی کشمکش سے نجات ملے۔

سورہ یٰسین، اعراف کے نور کا خزانہ ہے، جیسے جیسے ان انوار کی لہریں مرنے والے کے اندر جذب ہوتی جاتی ہیں اسے موت کی تکلیف پر قابو پانے کے لئے قوت و ہمت مل جاتی ہے۔ ۴ ؎

علماء کرام نے اصحاب اعراف سے متعلق دس اقوال ذکر کئے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت حذیفہ بن یمانؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے کہا وہ لوگ جن کی نیکیاں اور گناہ برابر ہوں۔

مجاہد نے کہا یہ صالح فقہاء اور علماء ہیں۔

مہدوی نے کہا یہ شہداء ہیں۔

قشیری نے کہا یہ وہ فاضل مومن اور شہداء ہیں جو اپنے کاموں سے فارغ ہو کر لوگوں کے احوال کا

مطالعہ کرنے کے لئے فارغ ہوگئے یہ لوگ جب اہل دوزخ کو دیکھتے ہیں تو اللہ تعالی سے پناہ طلب کرتے ہیں کے ان کو دوزخ کی طرف لوٹا یا جائے کیونکہ اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے اور جب یہ ان اہل جنت کو دیکھتے ہیں جو ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے تو ان کے دخول کی امید رکھتے ہیں

ثعلبی نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے کے الاعراف پل صراط پر ایک بلند جگہ ہے جس پر حضرت عباسؓ، حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ، حضرت جعفرؓ بن ابی طالب ہیں وہ اپنے محبین کو سفید چہرے سے پہچانتے ہیں۔

زاہروی نے کہا یہ وہ نیک لوگ ہیں جو قیامت کے دن لوگوں کے اعمال کی گواہی دیں گے اور یہ ہر امت میں ہیں۔

زجاج نے کہا یہ انبیاء ہیں۔

ایک قول یہ بھی ہے کے یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے کے کبیرہ گناہ کئے اور ان کے صغیرہ گناہ بھی تھے جو مصائب اور آلام کی وجہ سے معاف نہیں ہو سکے یعنی یہ گناہ گار لوگ ہیں۔

قشیری نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے کے یہ زنا سے پیدا شدہ لوگ ہیں۔

ابومجلز نے ذکر کیا ہے کے یہ ملائکہ ہیں۔ ۵؎

عالم برزخ ایک ٹرانزٹ کیمپ (Transit Camp) ہے جو لوگ انتقال کر چکے ان کی ارواح ایک مقام جس کو عالم برزخ کہتے ہیں وہاں قیام پذیر رہتی ہے یہ ارواح متحرک اور فعال یعنی (active) ہوتی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مومن کی جان ایک پرندے کی صورت جنت کے درختوں سے پھل کھاتی ہے حتیٰ کے قیامت کے دن وہ دوبارہ اپنے جسم میں چلی جائی گی۔ ٦؎

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! صاحب کشف القبور اس بات سے بخوبی واقف ہیں کے دنیا سے جانے والا ہر شخص اعراف میں رہتا ہے اور وہاں اس دنیا کی طرح کی زندگی گزارتا ہے وہاں کے لوگ اپنے رشتے داروں سے ملنے آتے ہیں اور ان کے لئے اللہ سے دعائیں بھی کرتے

ہیں۔ ۷؎

غیب کی دنیا:

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! انسان جب اس دنیا میں مرجاتا ہے تو دراصل وہ عالم اعراف میں اسی دن پیدا ہوتا ہے عالم اعراف ایک ایسا مقام ہے جہاں انسان کے اوپر سے زمان ومکان کی گرفت ٹوٹ جاتی ہے تاہم زمان ومکان کی گرفت کو ٹوٹنا اور ختم ہونا دو الگ باتیں ہیں انسان عالم اعراف میں اپنے رشتے داروں سے ملاقات کرتا ہے، کھاتا پیتا، سوتا جاگتا ہے گھومتا پھرتا ہے تاہم دنیا کے جو رنج والم اور خوشیاں تھیں اسے وہ احساسات بھی وہاں حاصل رہتے ہیں فرق صرف اتنا ہے کے انسان اس گوشت پوست کے جسم سے آزاد ہوتا ہے لیکن اس کے وہ تمام دنیاوی تقاضے وہاں بھی اس کے ساتھ ہی رہتے ہیں اس کو بھوک اور پیاس بھی لگتی ہے جس کے تدارک کے لئے وہ کھاتا پیتا ہے اس پر غم اور خوشی کی کیفیات بھی طاری ہوتی ہیں بادی النظر میں اس دنیا اور عالم اعراف میں بظاہر کوئی فرق نہیں اگر فرق ہے تو صرف اتنا کے انسانی شعوری رفتار بڑھ جاتی ہے اور یہ رفتار اس قدر تیز ہوتی ہے جیسے دنیا کا مہینوں کا سفر اور وہی سفر عالم اعراف میں منٹوں میں طے ہو جاتا ہے۔ ۸؎

حضرت شمس الدین عظیمی مزید فرماتے ہیں! عالم اعراف کی دنیا اس قدر خوبصورت ہے کے اگر آدم زاد اس دنیا کو دیکھ لے تو اس تنگ وتاریک مادی دنیا کی حیثیت اس کے سامنے کچھ نہیں رہتی جب کوئی بندہ عالم مشاہدہ میں داخل ہونے کے بعد عالم اعراف کا نظارہ کر لیتا ہے تو اس کے اوپر سے کشش ثقل ٹوٹ جاتی ہے، کشش ثقل کے ٹوٹ جانے سے مراد یہ نہیں ہے کے بندہ لطیف ہو کر ہوا میں اڑ جائے بلکہ کشش ثقل کے ٹوٹنے سے مراد انسان کے اندر دولت کی حرص وحوص اور مال وزر کی محبت اس کے دل سے نکل جاتی ہے دوسری جانب مال وزر کی فراوانی سے جو کبر ونخوت اور شیطانیت انسان کے اندر پیدا ہوتی ہے انسان عالم اعراف کی دنیا سے واقفیت کے بعد اس دنیاوی حرص وحوس کی کیفیت سے آزاد ہو جاتا ہے اور یہ حقیقت اس بندے کا یقین بن جاتی ہے کے بہر حال مجھے اس فانی دنیا سے اس باقی دنیا میں منتقل ہونا ہے۔ ۹؎

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! موت تمھاری راہ میں حائل ہے اس کے آتے ہی تمھارے لئے جنت یا دوزخ ہے۔۱۰؎

پروفیسر رفیق احمد کہتے ہیں! قبر حیات برزخی ہے لوگ مرتے نہیں ہیں بلکہ وہ اگلی دنیاؤں میں منتقل ہوتے ہیں چنانچہ اس گوشت پوست کے جسم کے ساتھ اگلی ایڈوانس دنیا میں سفر ناممکن ہے چنانچہ جسم جو روح کا لباس ہے اس کو اسی دنیا میں چھوڑنا پڑتا ہے جسم جس کو روح کا لباس بھی کہتے ہیں وہ عمر گزرنے کے ساتھ ساتھ بوسیدہ، کمزور اور پھٹا پرانا ہو جاتا ہے چنانچہ اس پھٹے پرانے لباس کے ساتھ اگلی دنیا میں سفر ناممکن ہے وہ موت کے بارے میں کہتے ہیں کہ It is a gate way to galaxies یعنی جیسے انسان کی موت واقع ہوتی ہے اس انسان کا Time and Space تبدیل ہو جاتا ہے۔

حضور قلندر بابا اولیاؒ فرماتے ہیں !اس رنگ و بو کی طرح ایک اور دنیا بھی ہے جو مرنے کے بعد ہمارے اوپر منکشف ہوتی ہے انسان کتنا بدنصیب ہے کہ اس نے کبھی اس نادیدہ دنیا کی طرف سفر ہی نہیں کیا اگر انسان اس دنیا سے روشناسی حاصل کر لے تو اس بات کی توقع کی جاسکتی ہے کہ ناشاد و نامراد زندگی کو مسرت و شادمانی میسر آجائے۔۱۱؎

شان نزول:

سورہ اعراف مکی سورہ ہے، اس میں ۲۰۶ آیات اور ۲۴ رکوع ہیں۔

مضامین:

۱۔قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی نعمت ہے اور قرآنِ پاک کی تعلیمات کی پیروی ضروری ہے۔
۲۔قیامت کے دن اعمال کا وزن ضرور کیا جائے گا۔
۳۔حضرت آدم علیہ السلام اور ابلیس کا واقعہ بیان کیا گیا، اس میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق، فرشتوں کا انہیں سجدہ کرنا، شیطان کا سجدہ کرنے سے تکبر کرنا، شیطان کا مردود ہونا، سیدنا آدم علیہ السلام کے ساتھ اس کی دشمنی اور حضرت آدم علیہ السلام کی جنت سے زمین کی طرف آمد کا بیان۔

۴۔کفار و مشرکین کے اخروی انجام کو بیان کیا گیا ہے۔

۵۔قیامت کے دن ایمان والوں کے حالات، جہنمیوں اور اَعراف والوں سے ہونے والی گفتگو اوراہلِ جہنم کی آپس میں کی جانے والی گفتگو کا بیان ہے۔

۶۔اللہ تعالیٰ نے اپنی عطا کردہ نعمتوں سے اپنے وجود اور اپنی وحدانیت پر استدلال فرمایا ہے۔

۷۔اس سورت میں حضرت آدم علیہ السلام کے واقعے کے علاوہ مزید یہ 7 واقعات بیان کئے گئے:

۱۔حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کا واقعہ۔

۲۔حضرت ہود علیہ السلام اور ان کی قوم کا واقعہ۔

۳۔حضرت صالح علیہ السلام اور ان کی قوم کا واقعہ۔

۴۔حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کا واقعہ۔

۵۔حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم کا واقعہ۔

۶۔حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا واقعہ۔

۷۔حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بلعم بن باعور کا واقعہ۔

۸۔سورت کے آخر میں شرک کا تفصیلی رد، اخلاقی تعلیمات، وحی کی پیروی کرنے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کا بیان ہے۔

لباس کی اہمیت:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَ رِيْشًا وَ لِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ۔ ۱۲

ترجمہ۔اے اولاد آدم! بے شک ہم نے تم پر ایسا لباس نازل کیا ہے جو تمھاری شرم گاہوں کو چھپاتا ہے اور وہ تمھاری زینت بھی ہے اور تقویٰ کا لباس ہی سب سے بہتر لباس ہے یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ وہ اس سے نصیحت حاصل کریں۔

لباس عربی زبان کا لفظ ہے، جو لبس سے ماخوذ ہے، لبس کے اصل معنی کسی چیز کو چھپا لینا۔ ہر وہ چیز جو انسان کی قبیح چیز کو چھپالے وہ لباس کہلاتی ہے، شوہر اور بیوی بھی ای دوسرے کی قبیح چیزوں کو چھپاتے ہیں اس لئے ان کے لئے بھی کہا گیا!

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ۔ ۱۳؎۔ ترجمہ۔ وہ تمھارے اور تم ان کا لباس ہو۔

لباس جس کو چھپانے، موسم کی سختیوں سے بچنے اور زینت کے لئے بھی پہنا جاتا ہے جبکہ لباس کی تراش خراش میں تہذیب وتمدن حالات وواقعات اور رسم ورواج بھی اہم کردار ادا رتے ہیں۔

ریش عربی زبان کا لفظ ہے جو پرندوں کے پر کے لئے بولا جاتا ہے، جس طرح ریش (پر) پرندے میں خوبصورتی پیدا کرتے ہیں بالکل اسی طرح سے انسان کا لباس بھی اس کی زیب وزینت کا ایک سبب ہے۔ انسان کو لباس جیسی نعمت پر اللہ کا شکر گزار ہونا چاہئے۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ روایت کرتے ہیں، حضرت علیؓ نے تین درھم کا ایک لباس خرید کر اسے پہنا اور اللہ کی حمد بیان کرتے ہوئے فرمایا! اللہ نے مجھے ایسا لباس عطا فرمایا کے جس سے میں لوگوں میں جمال حاصل کروں اور میں اس سے اپنی شرم گاہ کو چھپاتا ہوں، پھر آپ نے مزید کہا! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی طرح سے فرماتے سنا ہے۔ ۱۴؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم محشر میں ننگے پیر اور ننگے بدن اور غیر مختون اٹھائے جاؤ گے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی!

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ وَعْدًا عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ۔ ۱۵

ترجمہ۔ وہ دن یاد رکھنے کے قابل ہے جس روز ہم آسمانوں کو اس طرح لپیٹ دیں گے جس طرح لکھے ہوئے مضمونوں کا کاغذ لپیٹ دیا جاتا ہے۔ ہم نے جس طرح پہلی بار مخلوق کی پیدائش کی ابتداء کی تھی اسی طرح ہم اسے لوٹا دیں گے ہمارے ذمہ وعدہ ہے بلاشبہ ہم کرنے والے ہیں۔

حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا عورتیں اور مرد ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے ہوں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے عائشہؓ! وہ دن اس سے

بہت ہولناک ہوگا کے وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھیں۔۱۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سب سے پہلے جس کو لباس پہنایا جائے گا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔۱۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کھاؤ، پیو اور لباس پہنو اور صدقہ کرو اور بغیر فضول خرچی اور تکبر کے۔۱۸؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے کہا! تم جو چاہو کھاؤ اور جو چاہو پہنو جب تک فضول خرچ اور تکبر نہ ہو۔۱۹؎

حضرت ابوسعیدؓ خدری بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کوئی نیا لباس پہنتے تو اس کا نام لیتے خواہ وہ قمیض ہوتا یا عمامہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا کرتے، اے اللہ! تمام حمد وثناء تیرے لئے ہے، تو نے مجھے یہ لباس پہنایا میں تجھ سے اس لباس کی خیر طلب کرتا ہوں اور اس کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔۲۰؎

حضرت ام خالدؓ بیان کرتی ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کچھ کپڑے آئے تو ان میں سے ایک چھوٹی اونی چادر بھی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کے تمھاری رائے میں اس کو کون زیادہ مستحق ہے؟ لوگ خاموش رہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میرے پاس ام خالد کو لاؤ، جب وہ تشریف لائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ چادر ان کو پہنا دی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے دو بار فرمایا! تم اس کو پرانا کرو اور دوسروں کے لئے چھوڑو۔۲۱؎

حضرت ام سلمٰی بیان کرتی ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام کپڑوں میں قمیض سب سے زیادہ پسند تھی۔۲۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نیا لباس پہنتے تو یہ دعا فرماتے!

الحمد للہ الذی کسانی ھذا الثوب ورزقنیہ من غیر حولٍ منی ولا قوۃٍ

ترجمہ۔تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے یہ لباس پہنایا اور میری طاقت اور قوت کے بغیر

مجھے یہ لباس عنایت فرمایا۔

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ الْاِثْمَ وَ الْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ اَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ ٢٣

ترجمہ۔اے نبی ﷺ ان سے کہو کہ میرے رب نے جو چیزیں حرام کی ہیں وہ تو یہ ہیں ، بے شرمی کے کام..... خواہ کھلے ہوں یا چھپے.....اور گناہ اور حق کے خلاف زیادتی اور یہ کے اللہ کے ساتھ تم کسی ایسے کو شریک کرو جس کے لئے اس نے کوئی سند نازل نہیں کی اور یہ کے اللہ کے نام پر کوئی ایسی بات کہو جس کے متعلق تمہیں علم نہ ہو (کے وہ حقیقت میں اسی نے فرمائی ہے)۔

قوم عاد پر عذاب الٰہی:

وَ اِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ۔ ٢٤

ترجمہ۔عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو بھیجا، اس نے کہا اے برادران قوم، اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے پھر کیا تم غلط روی سے پرہیز کرو گے؟۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ۔ ٢٥

ترجمہ۔اس کی قوم کے سرداروں نے جو اس کی بات ماننے سے انکار کر رہے تھے جواب میں کہا! ہم تو تمہیں بے عقلی میں مبتلا سمجھتے تھے اور ہمیں گمان ہے کے تم جھوٹے ہو۔

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّ لٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ ٢٦

ترجمہ۔اس نے کہا! اے برادران قوم میں بے عقلی میں مبتلا نہیں ہوں بلکہ میں رب العالمین کا رسول ہوں۔

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَ اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ۔ ٢٧

ترجمہ۔تم کو اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہارا خیر خواہ ہوں جس پر بھروسہ کیا جا سکتا

ہے۔

اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَ اذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ زَادَكُمْ فِى الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ ۲۸

ترجمہ۔کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہوا کے تمہارے پاس خود تمہاری اپنی قوم کے ایک آدمی کے ذریعے تمہارے رب کی یاددہانی آئی تا کہ وہ تمہیں خبردار کرے؟ بھول نہ جاؤ کے تمہارے رب نے نوح (علیہ السلام) کی قوم کے بعد تم کو اس کا جانشین بنایا اور تمہیں خوب تنومند کیا پس اللہ کی قدرت کے کرشموں کو یاد رکھو' امید ہے کہ فلاح پاؤ گے۔

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَ نَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ۔ ۲۹

ترجمہ۔انہوں نے جواب دیا،کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کے ہم اکیلے اللہ ہی کی عبادت کریں اور انہیں چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے آئے ہیں؟ اچھا تو لے آوہ عذاب جس کی تو ہمیں دھمکی دیتا ہے اگر تو سچا ہے۔

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّ غَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ۔ ۳۰

ترجمہ۔اس نے کہا! تمہارے رب کی پھٹکار تم پر پڑ گئی اور اس کا غضب ٹوٹ پڑا،کیا تم مجھ سے ان ناموں پر جھگڑتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا رکھ لئے ہیں' جن کے لئے اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی ہے؟ اچھا تو تم بھی انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔

فَاَنْجَيْنٰهُ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ قَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ ۳۱

ترجمہ۔آخر کار ہم نے اپنی مہربانی سے ہود اور اس کے ساتھیوں کو بچا لیا اور ان لوگوں کی جڑ کاٹ

دی جو ہماری آیات کو جھٹلا چکے تھے اور ایمان لانے والے نہ تھے۔
سورہ اعراف کی آیت ۶۵ سے ۷۲ تک اللہ تعالیٰ قوم عاد کا ذکر فرماتے ہوئے اس قوم کی سرکشی کو بیان فرما رہے ہیں۔

احقاف:

احقاف کا واحد 'الحقف' ہے جس کے معنی طویل اور بلند ٹیلہ کے ہیں جو کے قدرے ٹیڑھا بھی ہو اس کے معنی قوم عاد کے گھر سے ہے یہ ٹیلے یمن میں ہیں جہاں قوم عاد رہتی ہے۔
الاحقاف کے ایک معنی ریگستان کے بھی ہیں۔علامہ جوہری نے کہا! احقاف عاد کا وطن ہے۔
ازہری نے کہا! یہ یمن کے شہروں کا ایک ریگستان ہے جہاں قوم عاد رہتی تھی۔ ۳۲؎
علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ) لکھتے ہیں، حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا! الاحقاف ارض مہرہ اور عمان کے درمیان ایک وادی ہے۔
ابن اسحاق نے کہا! الاحقاف عمان سے لے کر حضرموت تک ایک وادی ہے۔
قتادہ نے کہا! الاحقاف ارض یمن میں بلندی پر ایک ریگستان ہے۔ ۳۳؎
علامہ پیر کرم شاہ الازہری (متوفی ۱۱۸۴ھ) لکھتے ہیں ،قرآن کریم میں احقاف سے مراد وہ ریگستان ہے جو عمان سے حضرموت تک پھیلا ہوا ہے ،اس کا کل رقبہ تین لاکھ مربع میل بتایا جاتا ہے اسے الربع الخالی بھی کہا جاتا ہے بعض مقامات پر ریت اس قدر باریک ہے کے جو چیز وہاں پہنچتی ہے وہ اس ریت میں دھنستی ہی چلی جاتی ہے، بڑے بڑے مہم جو سیاح بھی اس علاقے کو عبور کرنے کی جرأت نہیں کرتے تاہم یہی وہ علاقہ ہے جہاں کسی عہد میں ایک نہایت طاقتور اور زبردست قوم آباد تھی۔ ۳۴؎
سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں، الاحقاف صحرائے عرب (الربع الخالی) کے جنوب مغرب میں واقع ہے جہاں کوئی آبادی نہیں۔
ابن اسحاق کا بیان ہے عاد کا علاقہ عمان سے یمن تک پھیلا ہوا تھا اور قرآن کریم نے یہ بتایا کے ان کا اصل وطن الاحقاف تھا جہاں سے یہ قوم نکل کر گردوپیش کے کئی ممالک میں نا صرف پھیل گئی بلکہ

کمزور قوموں پر اپنا اقتدار بھی مسلط کر دیا موجودہ شہر سے تقریباً ۱۵۲ میل کے فاصلہ پر شمال کی جانب حضر موت میں ایک مقام ہے جہاں حضرت ھود علیہ السلام کی قبر مبارک موجود ہے اور ہر سال پندرہ شعبان کو یہاں ان کا عرس بھی منایا جاتا ہے جس میں عرب کے مختلف علاقوں اور قبائل کے ہزاروں افراد شریک ہوتے ہیں۔

تاریخی اعتبار سے اگر چہ اس قبر مبارک کے حوالے سے اختلاف پایا جاتا ہے لیکن لوگوں کی کثیر تعداد کا اس بات پر اتفاق ہے، تاہم مقامی روایات کے مطابق یہی وہ علاقہ ہے جو قوم عاد کے علاقے کے نام سے موسوم ہے۔

الاحقاف کی موجودہ حالت کو دیکھ کر کوئی شخص یہ گمان نہیں کر سکتا ہے کے کبھی کسی زمانے میں یہاں ایک متمدن اور طاقت ور قوم آباد تھی تاہم آج یہاں ہر طرف اداسی اور مایوسی کا راج ہے دوسری جانب یہ ایک بنجر، پتھریلا اور بے آب و گیاں لق دق ریگستان ہے جو ماضی میں سرسبز و شاداب علاقہ سمجھا جاتا تھا۔ یہ اس قدر ہیبت ناک ریگستان ہے جہاں بڑے سے بڑا بہادر بھی جانے کی ہمت نہیں کر پاتا۔ ۱۸۴۳ء میں بویریا کا ایک فوجی اس ریگستان کے جنوبی کنارے تک پہنچا، اس نے بتایا کے حضر موت کے شمالی سطح مرتفع پر کھڑے ہو کر اگر اس صحرا کو دیکھا جائے تو یہ صحرا ایک ہزار فیٹ نشیب میں نظر آتا ہے جہاں جگہ جگہ سفید قطعات ہیں جس میں اگر کوئی چیز گر جائے تو وہ ریت میں ہی غرق ہو کر بوسیدہ ہو جائے گی۔ عرب کے قدآور بدو بھی اس صحرا سے خوف زدہ رہتے ہیں اور اچھے اچھے کڑیل جوان بھی یہاں جانے کی ہمت اور جرات نہیں کرتے، فوجی مزید لکھتا ہے کے یہاں کی ریت بالکل سفوف کی مانند ہے جس میں اس نے دور سے ایک شاقول پھینکا تاہم پانچ منٹ میں وہ شاقول ریت میں دھنس گیا اور وہ رسی جس سے اس شاقول کو باندھا گیا تھا اس کا سرا بھی بری طرح سے جل کر راکھ ہو گیا۔ مفصل معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے۔ ۳۵ے

Arabia And The Isles Harold ingrams,London,1946

قوم عاد کا مرکزی مقام سرزمین احقاف ہے یہ حضر موت کے شمال میں اس طرح واقع ہے کے اس کے مشرق میں عمان ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ۔٣٦؎۔ترجمہ۔آپ انھیں عاد کے بھائی (ہود) کا قصہ سنائیے۔
(اس سے مراد قوم عاد کے نسبی بھائی سے ہیں) ان کے دینی بھائی سے نہیں ہے۔

حضرت ہود علیہ السلام:

حضرت ھود علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔

حضرت ہود علیہ السلام کا شجرہ نسب:

ھود بن عبداللہ بن ریاح بن الجارود بن عاد بن عوض بن ارم بن سام بن نوح (نبی اللہ)۔
حضرت ہود کی تدفین کے حوالے سے تین اقوال ہیں۔
ا۔حضرت ہود علیہ السلام جامع دمشق کے ایک باغ میں مدفون ہیں۔
۲۔حضرت ہود علیہ السلام کی قبر مبارک مکہ مکرمہ میں ہے۔
۳۔حضرت ہود علیہ السلام ی قبر مبارک یمن میں ہے۔
حضرت ھود علیہ السلام کا تعلق قبیلہ الخلو د سے تھا، آپ دراز قد نہایت وجیہ، مکرم ومحترم تھے۔
حضرت ھود کو اللہ تعالی نے بچپن سے ہی پیغمبرانہ اور قائدانہ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔
حضرت ھود علیہ السلام کو اللہ نے دو نعمتیں بالخصوص عطا فرمائیں۔
ا۔حضرت نوح علیہ السلام کی زمین کا انھیں وارث بنایا۔ ۲۔قوم نوح سے بھی زیادہ قوت قوم ھود کو عطا کی گئی، حضرت ھود علیہ السلام کی قوم قوی الجثہ اور طویل قامت تھی۔
امام بغوی نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا کے قوم ھود کی قامت اسی ذراع (ایک سو بیس فٹ) تھی۔
وہب نے کہا ان میں سے ہر ایک انسان کا سر بڑے گنبد کی طرح کا تھا۔٣٧؎
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ

زَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْطَةً فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ ۳۸
ترجمہ۔ یاد کرو جب قوم نوح کے بعد اللہ نے تم کو ان کا جانشین بنا دیا اور تمھاری جسامت کو بڑھا دیا سو تم اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو۔

آپ کی قوم 'ھبار' اور 'صمود' نامی بتوں کی پوجا کیا کرتی جبکہ آپ بتوں سے بے زار تھے۔ آپ نے اپنی قوم کو اللہ کی بندگی کا حکم دیا اور انھیں جہالت اور گمراہی سے نکالنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن قوم ان کے پیغام کو مسلسل مسترد کرتی رہی اور حسب سابق آپ پر الزامات لگائے جس پر آپ نے کہا!

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔
ترجمہ۔ اے میری قوم مجھ میں حماقت نہیں ہے، میں رب العالمین کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔

اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ۔ ۴۰
ترجمہ۔ یہ تمھارا کیا حال ہے کے ہر اونچے مقام پر لاحاصل ایک یادگار عمارت بنا ڈالتے ہو اور بڑے بڑے قصر تعمیر کرتے ہو گویا تمھیں یہاں ہمیشہ رہنا ہے اور جب کسی پر ہاتھ ڈالتے ہو جبار بن کر ڈالتے ہو پس تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو، ڈرو اس سے جس نے وہ کچھ تمھیں دیا ہے جو تم جانتے ہو تمھیں جانور دئے اولادیں دیں، باغ دئے اور چشمے دئے۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ ۴۱
ترجمہ۔ مجھے تمھارے حق میں ایک بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے، انھوں نے جواب دیا، تو نصیحت نا کیا کر، ہمارے لئے سب یکساں ہیں، یہ باتیں تو یونہی چلی آئی ہیں اور ہم عذاب میں مبتلا ہونے والے نہیں آخر کار انھوں نے اسے جھٹلا دیا اور ہم نے انھیں ہلاک کر دیا۔

اس آیت میں ریع کا لفظ ہے، ریع کے معنی ٹیلے کے ہیں یعنی ایسی اونچی جگہ جو دور سے نظر آئے۔ ۴۲ے

اس آیت میں ایک لفظ تعبثون بھی آیا ہے، جو عبث سے بنا ہے جس کے معنی کھیل کود کے ہیں۔ یا بیکار کام میں مشغول ہونا یعنی ایسا کام جس کی کوئی غرض وغایت نہ ہو اس کو عبث کہتے

ہیں۔ ۴۳

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کے اقوم ہود اونچی جگہ پر اپنے مکان بناتے اور وہ اس میں رہائش پذیر ہوتے تھے۔

سعید بن جبیرؒ اور مجاہدؒ نے کہا، قوم ہود اپنی عمارتوں پر برج بناتے اور اس برج میں وہ کبوتر پالا کرتے۔

ضحاکؒ نے کہا قوم ہود بلند جگہ پر عمارتیں بناتے تھے اور بلندی پر کھڑے ہو کر آنے جانے والوں پر نظر رکھتے اور ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ ۴۴

امام رازیؒ نے اس حوالے سے دو اقوال ذکر کئے ہیں۔

۱۔ قوم ہود اونچی عمارتیں بنا کر اس پر فخر کیا کرتے تھے اور ایک اعتبار سے یہ اونچی عمارتیں ان کی خوشحالی کی طرف بھی اشارہ ہے۔

۲۔ قوم ہود کی یہ اونچی عمارتیں انھیں ستاروں سے رہنمائی میں مدد دیتیں۔

اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۔ ۴۵

ترجمہ۔ (ہود) نے اپنی قوم سے فرمایا! بے شک مجھے تم پر بڑے دن کے عذاب کا خطرہ ہے۔

اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِیْنَ وَ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ۔ ۴۶

ترجمہ۔ (قوم ہود) نے حضرت ھود علیہ السلام سے کہا تو نصیحت کر یا نہ کر، ہمارے لئے یکساں ہے یہ باتیں تو یوں ہی چلی آ رہی ہیں اور ہم عذاب میں مبتلا ہونے والے نہیں۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۔ ۴۷

ترجمہ۔ (قوم ھود) نے انھیں جھٹلایا اور ہم نے انھیں ہلاک کر دیا۔

قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ٘ وَ اُبَلِّغُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَ لٰكِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِیَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ؕ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِیْحٌ فِیْهَا عَذَابٌ

اَلِیۡمٌ ۔۴۸

ترجمہ۔حضرت ہود علیہ السلام نے کہا اس کا علم تو صرف اللہ کے پاس ہے میں تو تمھیں صرف وہ پیغام پہنچا رہا ہوں جیسے دے کر مجھے بھیجا گیا ہے لیکن میں تمھارے بارے میں یہ گمان رکھتا ہوں کے تم جاہل لوگ ہو پھر جب انھوں نے اس عذاب کو بادل کی طرح اپنی وادیوں میں آتے دیکھا تو انھوں نے کہا یہ تو ہم پر برسنے والا بادل ہے (نہیں) بلکہ یہ وہ عذاب ہے کہ جس کو تم نے جلدی طلب کیا تھا یہ زبردست آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے۔

فَاَنۡجَیۡنٰهُ وَ الَّذِیۡنَ مَعَهٗ بِرَحۡمَةٍ مِّنَّا وَ قَطَعۡنَا دَابِرَ الَّذِیۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَمَا كَانُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ ۔۴۹

ترجمہ۔ہم نے ھود کو اور ان کے اصحاب کو اپنی رحمت سے نجات دی اور ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی جنھوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا تھا اور وہ ایمان والے نہ تھے۔

قوم عاد:

عاد ایک شخص کا نام تھا جو کے عمالیق سے تھا یہ کثیر الاولاد شخص تھا جس کی اولادیں کئی قبائل میں منقسم تھیں جو یمن کے احقاف (ٹیلوں، ریگستان) میں رہتے تھے یہ حضرت ہود علیہ السلام کی قوم تھی، قوم عاد جہاں پر آباد تھی یہ علاقہ ایک طرف یمن اور حضر موت سے ملتا ہے جبکہ دوسری جانب اس کے عقب میں ربع الظالی کا صحرا ہے۔

یورپی محققین کی تلاش کے نتیجے میں اس علاقہ میں بہت سے شہاب ثاقب دریافت ہوئے اور قرین قیاس یہ ہے کے قوم عاد پر جب عذاب نازل ہوا تو سردیوں کا زمانہ تھا ایک بہت بڑا شہاب ثاقب اور اس کے ساتھ چھوٹے چھوٹے شہاب ثاقب قوم عاد کی رہائش سے کچھ فاصلہ پر گرے جس سے بہت زبردست زلزلے کے جھٹکے محسوس ہوئے، گرد و غبار اٹھنے لگا گھروں میں سوئے ہوئے لوگ زلزلے کی آوازوں سے گھروں سے نکل کر میدان میں آ گئے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَفِیۡ عَادٍ اِذۡ اَرۡسَلۡنَا عَلَیۡهِمُ الرِّیۡحَ الۡعَقِیۡمَ مَا تَذَرُ مِنۡ شَیۡءٍ اَتَتۡ

عَلَيۡهِ اِلَّا جَعَلَتۡهُ كَالرَّمِيۡمِ ۔۵۰

ترجمہ۔قوم عاد میں بھی حیرت انگیز نشانیاں ہیں جب ہم نے ان پر رحمت سے خالی آندھی بھیجی جو کسی چیز کو نہ چھوڑتی وہ جس پر سے بھی گزرتی اس کو ریزہ ریزہ کر دیتی۔

اس آیت میں لفظ رمیم استعمال کیا گیا ہے کیونکہ جب گھاس سوکھ کر چور چور ہو جائے تو اس کو 'رمیم' اور 'ھشیم' کہا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا جو چیز بوسیدہ ہو کر ہلاک ہو جائے اس کو 'رمیم' کہتے ہیں۔ابو العالیہ کہتے ہیں کے جن پتھروں کو کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے اس کو 'رمیم' کہتے ہیں۔

قطرب نے کہا 'رمیم' کے معنی راکھ کے ہیں۔اسی طرح سے جو ہڈی بوسیدہ ہو کر ریزہ ریزہ ہو جائے اس کو بھی 'رمیم' کہتے ہیں لہٰذا اس آیت کے معنی یہ ہوئے کے اس تند و تیز آندھی نے قوم عاد کے اجسام کو توڑ پھوڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا۔

شہاب ثاقب:

شہاب ثاقب جب زمین کی حدود اور فضاء میں داخل ہوتے ہیں تو ان کی رفتار بہت زیادہ ہو جاتی ہے شہاب ثاقب ہوا میں رگڑ کھانے کی وجہ سے یہ جلنے لگتے ہیں جبکہ بہت چھوٹے شہاب ثاقب اکثر جل کر ہوا ہی میں ختم ہو جاتے ہیں اور زمین تک پہنچ ہی نہیں پاتے البتہ بہت بڑے بڑے شہاب ثاقب زمین تک پہنچ جاتے ہیں جن کے گرنے سے شدید دھماکے ہوتے ہیں ان دھماکوں سے زلزلے کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے یہ شہاب ثاقب کئی دنوں کے بعد ٹھنڈے ہوتے ہیں شہاب ثاقب میں شدید حرارت کی وجہ سے ہوا گرم ہو جاتی ہے جب یہ گرم ہوا اوپر کی جانب اٹھتی ہے تو زمین پر ہوا کا دباؤ کم ہو جاتا ہے اور زمین میں خلاء بڑھ جاتا ہے پھر یہ دباؤ اتنا کم ہو جاتا ہے کہ ہوا بہت تیزی کے ساتھ خالی جگہ کو پر کرنے کے لئے خلاء میں داخل ہو جاتی ہے چونکہ یہ عذاب الٰہی قوم عاد پر سردیوں کے موسم میں آیا تھا لہٰذا تیز سرد ہوائیں چلنے لگیں جس کی وجہ سے شہاب ثاقب کو ٹھنڈا ہونے میں کم و بیش ایک ہفتہ سے زیادہ کا وقت لگا اسی لئے سرد ہوا سات دن اور آٹھ راتوں تک چلتی رہی قوم عاد نہایت تندرست و توانا اور بڑے قد آور لوگ تھے جب انھیں ان سرد

طوفانی ہواؤں نے اٹھا، اٹھا کر پٹخنا شروع کیا تو ان کی ہڈیاں کھجور کے بکھرے ہوئے تنے کی مانند ہو گئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری مدد صبا سے کی گئی ہے جبکہ قوم عاد کو دبور سے ہلاک کیا گیا ہے۔۵۱؎

جو ہوا مشرق سے مغرب کی طرف چلے اس کو صبا کہتے ہیں جبکہ جو ہوا مغرب سے مشرق کی جانب چلے اس کو دبور کہا جاتا ہے۔۵۲؎ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَفِيْ عَادٍ إِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ۔ ۵۳

ترجمہ۔قوم عاد میں عبرت ہے جب ہم نے ان پر خیر و برکت سے خالی آندھی بھیجی جو کسی چیز کو خالی نہیں چھوڑتی تھی وہ جس پر سے بھی گزرتی تھی اس کو ریزہ ریزہ کر دیتی تھی یعنی (رمیم، ریزہ ریزہ کرنے والی)۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، قرآن کریم میں اکثر طور پر 'ریح' کا لفظ ضرر پہنچانے والی آندھی کے لئے آیا ہے اور 'ریاح' کا لفظ نفع پہنچانے والی اور برسانے والی ہواؤں کے لئے آیا ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا کرتے تھے! اے اللہ تو اس آندھی کو ریاح بنادے اور ریح نہ بنا۔۵۴؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمان سے ہمیں بادل دکھاتے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کام چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہو جاتے اور یہ دعا کرتے اے اللہ! میں کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور اگر بادل چھٹ جاتے تو اللہ تعالی کی حمد ثناء کرتے اور کہتے کے اے اللہ! اس کو نفع پہنچانے والا پانی بنادے۔۵۵؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بادل گرجنے اور بجلی کڑکنے کی آواز سنتے تو یہ دعا کرتے اے اللہ ہمیں اپنے غضب سے ہلاک نہ کر اور نہ ہی ہمیں اپنے عذاب سے ہلاک کر اور اس سے پہلے ہمیں اپنی عافیت میں رکھ۔۵۶؎

قوم عاد پر آندھی کے عذاب کی کیفیت:

مفسرین نے بیان کیا ہے کے بہت دنوں سے قوم عاد پر بارش نہیں ہوئی تھی اللہ تعالی نے ان کی طرف سیاہ بادل بھیجے وہ بادل جب ان کی وادی کی جانب آنے لگے تو ان بادلوں کو دیکھ کر وہ خوش ہو گئے اور کہنے لگے کے یہ بادل تو ہم پر برسنے کے لئے آیا ہے حضرت ہود اپنی قوم کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے آپ نے ان بادلوں کو دیکھ کر فرمایا! نہیں یہ عذاب ہے جس کو تم لوگوں نے بہت جلد طلب کیا ہے پھر بہت زور کی آندھی چلنے لگی جس میں دردناک عذاب تھا حضرت ہود اپنی قوم کے درمیان سے اٹھ کر چلے گئے آندھی اتنی تیز تھی کے اس کی شدت سے خیمے اکھڑ گئے، پھر اس کی شدت سے وہ لوگ اور ان کے مویشی زمین اور آسمان کے درمیان پرندوں کی طرح اڑنے لگے پھر زمین پر گرنے لگے پھر وہ لوگ خوف زدہ ہو کر اپنے گھروں میں گھس گئے اور اپنے گھروں کے دروازوں کو بند کر لیا لیکن اس آندھی نے ان کے گھروں کے دروازوں کو توڑ ڈالا اور ان کو اوندھا کر دیا اللہ تعالی نے ہوا کو حکم دیا کے ریت سے انھیں ڈھانپ دیا جائے چنانچہ اس سات راتیں اور آٹھ دن اس زور کی آندھی چلی کے وہ اس ریت میں دفن ہو گئے پھر اللہ تعالی نے ہوا کو حکم دیا اور وہ اس زور سے چلی کے ان کے جسموں پر سے ریت ہٹ گئی اور ہوا نے انھیں اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا اللہ تعالی اس عذاب کی کیفیت کو ان الفاظ میں بیان کر رہے ہیں!

تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۭ بِأَمْرِ رَبِّهَا فَأَصْبَحُوا لَا يُرَىٰٓ إِلَّا مَسَٰكِنُهُمْ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ۝ وَلَقَدْ مَكَّنَّٰهُمْ فِيمَآ إِن مَّكَّنَّٰكُمْ فِيهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَأَبْصَٰرًا وَأَفْـِٔدَةً فَمَآ أَغْنَىٰ عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ أَبْصَٰرُهُمْ وَلَآ أَفْـِٔدَتُهُم مِّن شَيْءٍ إِذْ كَانُوا يَجْحَدُونَ بِـَٔايَٰتِ اللَّهِ وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِۦ يَسْتَهْزِءُونَ ۔۵۷

ترجمہ۔ یہ اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو برباد کر دے گی پھر وہ اس طرح سے ہو گئے کے ان کے گھروں کے سوا اور کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔۔۔ ہم مجرموں کو اسی طرح سے سزا دیتے ہیں اور

بے شک ہم نے ان کو ان چیزوں پر اقتدار عطا کیا تھا جن چیزوں پر تمھیں قدرت دی ہے اور ہم نے ان کے کان، آنکھیں اور دل بنائے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے دل ان کے کسی کام نہ آسکے کیونکہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے اور اس عذاب نے ان کا احاطہ کر لیا جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔

مسروق بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! حضرت جبرائیل آئے اور انھوں نے کہا کے بدھ کا دن ہمیشہ منحوس ہوتا ہے لیکن امام ابن جوزی اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں بدھ کا دن کفار، فساق، فجار اور مفسدین پر منحوس ہوتا ہے اور مسلمانوں اور نیک لوگوں پر منحوس نہیں ہوتا ہے، کیونکہ ان ایام میں عاد پر آندھی چل رہی تھی اور ان کو ہلاک کر رہی تھی لیکن ان ہی ایام میں ہود علیہ السلام اور دیگر مومنین بھی موجود تھے لیکن ان صالحین کے لئے یہ آندھی ضرر کا سبب نہ بنی۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا صَرْصَرًا فِیْٓ اَیَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِیْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْیِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰی وَ هُمْ لَا یُنْصَرُوْنَ۔۵۸

ترجمہ۔سو ہم نے تند و تیز آندھی منحوس ایام میں بھیج دی تاکہ انھیں دنیا کی زندگی میں ذلت کے عذاب کا مزا چکھا دیں۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آسمان پر بادل دیکھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گھبرا جاتے کبھی باہر اور کبھی اندر آتے اور جب وہ بادل برس جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گھبراہٹ دور ہو جاتی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے کے مجھے از خود پتا نہیں ہے شاید یہ بادل وہی ہو جیسا کے قوم عاد کے متعلق اللہ نے فرمایا! پھر جب انھوں نے اس عذاب کو بادل کی طرح اپنی طرف وادیوں میں دیکھا تو انھوں نے کہا یہ ہم پر برسنے والا بادل ہے۔۵۹

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میری بادصبا

(مشرق سے چلنے والی ہوا) سے مدد کی گئی ہے جبکہ قوم عاد کو باد دبور (مغرب سے چلنے والی ہوا) نے ہلاک کر دیا تھا۔ ٦٠ ؎

وَ كَمۡ اَهۡلَكۡنَا قَبۡلَهُمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ هُمۡ اَحۡسَنُ اَثَاثًا وَّ رِءۡيًا۔ ٦١

ترجمہ۔ ہم اس سے پہلے کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جو ساز وسامان اور شان وشوکت میں ان سے بہت بڑھ کر تھیں۔

اَفَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَيَنۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ كَانُوۡۤا اَكۡثَرَ مِنۡهُمۡ وَ اَشَدَّ قُوَّةً وَّ اٰثَارًا فِى الۡاَرۡضِ فَمَاۤ اَغۡنٰى عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ۔ ٦٢

ترجمہ۔ کیا انھوں نے زمین میں سفر کر کے اپنی سے پہلی قوموں کا حال نہیں دیکھا؟ جو ان سے تعداد میں زیادہ تھے اور قوت میں بھی زیادہ تھے اور انھوں نے زمین میں بہت یادگاریں چھوڑی تھیں سو ان کے کئے ہوئے کام ان کو اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکے۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلۡنَا فِىۡ كُلِّ قَرۡيَةٍ اَكٰبِرَ مُجۡرِمِيۡهَا لِيَمۡكُرُوۡا فِيۡهَا وَ مَا يَمۡكُرُوۡنَ اِلَّا بِاَنۡفُسِهِمۡ وَ مَا يَشۡعُرُوۡنَ۔ ٦٣

ترجمہ۔ اسی طرح سے ہم نے ہر بستی میں اس کے بڑے بڑے مجرم پیدا کئے تا کہ وہ اس بستی میں فساد پھیلائیں اور جو فساد پھیلاتے ہیں وہ اپنے ہی نقصان کے لئے پھیلاتے ہیں اور وہ اس بات کو نہیں سمجھتے ہیں۔

وَ مَا كُنَّا مُعَذِّبِيۡنَ حَتّٰى نَبۡعَثَ رَسُوۡلًا۔ ٦٤

ترجمہ۔ جب تک ہم رسولوں کو نہ بھیج دیں ہم (کفار) پر عذاب بھیجنے والے نہیں ہیں۔

وَ كَمۡ اَهۡلَكۡنَا قَبۡلَهُمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ هُمۡ اَشَدُّ مِنۡهُمۡ بَطۡشًا فَنَقَّبُوۡا فِى الۡبِلَادِ هَلۡ مِنۡ مَّحِيۡصٍ۔ ٦٥

ترجمہ۔ اے نبی مکرم ہم آپ سے پہلے کتنی ہی ایسی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جو اہل مکہ سے زیادہ طاقت ور تھے انھوں نے ہمارے ہلاک آفرین عذاب سے بچنے کے لئے بہت سے شہروں میں

پناہ ڈھونڈنی چاہی لیکن ان کو کسی بھی جگہ ہمارے عذاب سے پناہ نہ مل سکی

آندھیوں سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آندھی اللہ تعالی کے خوشی کے آثار سے ہے آندھی رحمت کو بھی لاتی ہے اور آندھی عذاب کو بھی لاتی ہے تم آندھی کو برا نہ کہو اور اللہ تعالی سے اس کے خیر کا سوال کرو اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ کو طلب کرو۔٦٦؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آندھی پر لعنت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آندھی پر لعنت نہ کرو کیونکہ یہ اللہ کے حکم کے تابع ہے اور جو شخص کسی ایسی چیز پر لعنت کرے جو لعنت کی اہل نہ ہو تو لعنت اس شخص کی طرف لوٹ جاتی ہے۔٦٧؎

حضرت ابی بن کعبؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آندھی کو برا نہ کہو اور جب تم کوئی ناگوار چیز دیکھو تو کہو اے اللہ ہم تجھ سے اس آندھی کی خیر کا سوال کرتے ہیں اور جو اس میں خیر ہے اس کا سوال کرتے ہیں اور جس چیز کا اس کو حکم دیا گیا ہے اس کی خیر کا سوال کرتے ہیں اور ہم اس آندھی کے شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں اور جو شر اس میں ہے اور جس شر کا اس کو حکم دیا گیا ہے اس سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔٦٨؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، جب بھی آندھی چلتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتے اور یہ دعا کرتے! اے اللہ اس آندھی کو رحمت بنا دے اور اس کو عذاب نہ بنا
اے اللہ اس کو ریاح (خوشگوار) بنا دے اس کو ریح (ناگوار آندھی) نہ بنا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا، قرآن کریم میں آندھی کے متعلق یہ آیات ہیں۔

كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِىْ وَ نُذُرِ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِىْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ۔٦٩

ترجمہ۔ جھٹلایا قوم عاد نے سو کیا ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرانا، بے شک ہم نے ان پر (ان کے حق میں) منحوس دن میں تیز لگاتار چلنے والی آندھی بھیجی۔

اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ۔۷۰

ترجمہ۔کیا تم نے نہیں دیکھا تمھارے رب نے اونچی عمارتوں والے عادارم سے کیا سلوک کیا۔قوم عاد پر بدھ کی شام کو سخت سرد آندھی چلنی شروع ہوئی پھر لگا تار سات راتیں اور آٹھ دن چلتی رہی یہ آندھی گھروں میں بند انسانوں کو ان کے گھر کے دروازے توڑ کر اٹھاتی اور انھیں زمین پر اس طرح پٹختی کے ان کے سر دھڑ سے الگ ہوجاتے اس آندھی کو دبور کہا جاتا ہے۔قوم عاد دراز قد اور مضبوط قد کاٹھ کے،قوی ہیکل افراد تھے۔

وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً۔۷۱

ترجمہ۔قوم عاد نے کہا ہم سے زیادہ بدنی قوت والا کون ہے؟۔

وہ پہاڑوں میں گھر بناتے،حضرت ہودعلیہ السلام انھیں اللہ کے غضب سے ڈراتے مگر وہ بعض نہ آتے اور غرور وتکبر میں ڈوبے رہتے تب اللہ تعالی نے ان پر ایک سخت آندھی بھیجی۔

گردبار (Twister Tornado):

گردبار ہوا کو آندھی یا طوفان بھی کہتے ہیں اس میں گردش کرنے والی ہوا کی رفتار ۳۰۰ میل فی گھنٹہ ہوتی ہے جبکہ ایک سمت میں چلنے کی رفتار ۵۰ میل فی گھنٹہ تک ہوتی ہے یہ طوفان اتنے شدید ہوتے ہیں کے مکانوں کی چھتیں اڑ جاتی ہیں پکے مکانات زمین بوس ہوجاتے ہیں بڑے بڑے ٹریلرز کو یہ ہوائیں میلوں دور پھینک دیتی ہیں حتیٰ کے جانور تک ہوا میں اڑنے لگ جاتے ہیں اس طوفان میں بجری یا پتھر راکٹ کی رفتار سے حرکت کرتے ہیں جس کی زد میں آنے والی ہر شے تباہ وبرباد ہوجاتی ہے جاندار ملبے میں دب کر مرجاتے ہیں ان طوفانوں کے ساتھ عام طور پر بارش بھی ہوتی ہے جس سے مٹی کیچڑ میں تبدیل ہوجاتی ہے بعض طوفان کڑک اور بجلی کی چمک کے ساتھ آتے ہیں جبکہ بجلی کی چمک اتنی شدید ہوتی ہے کے بڑے بڑے محلات اور درخت زمین بوس ہوجاتے ہیں ایک اندازے کے مطابق ایک طوفان میں تقریباً ۵۰ سے ۱۰۰ مرتبہ بجلی چمکتی ہے متوسط قسم کے طوفان بادوباراں میں دس ایٹم بم کے برابر طاقت ہوتی ہے جبکہ بجلی کے ایک فلیش میں میں اتنا کرنٹ ہوتا ہے کے چھوٹے شہر میں ایک سال کی بجلی کی ضروریات پوری ہوسکتی ہیں ایک فلیش

میں تقریباً 3000 (ایمپریئر کرنٹ) ہوتا ہے اوراس کا فلو 60000 فارن ہائیٹ تک پہنچ جاتا ہے جو کے سورج میں پیدا ہونے والی گرمی سے بھی زیادہ درجہ حرارت زیادہ ہونے کی وجہ سے ہوا کی رفتار آواز سے بھی زیادہ ہوجاتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ الْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًاۙ وَّ النّٰشِرٰتِ نَشْرًاۙ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۔۴۲

ترجمہ۔قسم ہے ان ہوؤاں کی جو مسلسل بھیجی جاتی ہیں، پھر قسم ہے ان ہواؤں کی جو بہت تیز چلتی ہیں، پھر قسم ہے ان ہواؤں کی جو بادلوں کو پھیلاتی ہیں، پھر قسم ہے ان فرشتوں کی جو حق و باطل کو جدا کرنے والے ہیں۔

قوم ثمود پر عذاب الہی:

وَ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًاۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۔۴۳

ترجمہ۔ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالح کو بھیجا، اس نے کہا! اے برادران قوم، اللہ کی بندگی کرؤاس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے۔تمہارے پاس تمہارے رب کی کھلی دلیل آ گئی ہے، یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے ایک نشانی کے طور پر ہے لہٰذا اسے چھوڑ دو تا کہ یہ خدا کی زمین میں چرتی پھرے، اس کو کسی برے ارادے سے ہاتھ نہ لگانا ورنہ ایک دردناک عذاب تمہیں آلے گا۔

وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّ بَوَّاَكُمْ فِی الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّ تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُیُوْتًاۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَ لَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ۔۴۴

ترجمہ۔یاد کرو وہ وقت جب اللہ نے قوم عاد کے بعد تمہیں اس کا جانشین بنایا اور تم کو زمین یہ

منزلت بخشی کہ آج تم ان کے ہموار میدانوں میں عالیشان محل بناتے اور اس کے پہاڑوں کو مکانات کی شکل میں تراشتے ہو۔ پس اس کی قدرت کے کرشموں سے غافل نہ ہوجاؤ اور زمین میں فساد برپا نہ کرو۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ۔ ۷۵

ترجمہ۔ ان کی قوم کے جو متکبر سردار تھے انہوں نے ضعیفوں سے کہا جو ان میں سے ایمان لائے تھے کیا تم اس بات کا یقین کرتے ہو کہ صالح اس کے رب کی طرف سے بھیجا ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا بیشک جو کچھ ان کو دے کر بھیجا گیا ہے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔

قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا بِالَّذِیْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ۔ ۷۶

ترجمہ۔ متکبر سرداروں نے کہا اس میں شک نہیں کہ تم جس پر ایمان لائے ہو ہم اس کے منکر ہیں۔

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَ عَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَ قَالُوْا یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ ۷۷

ترجمہ۔ انہوں نے اونٹنی کو کاٹ ڈالا اور اپنے رب کا حکم ماننے سے سرکشی کی، اور کہنے لگے کہ اے صالح! اگر تم پیغمبروں میں سے ہو تو جس چیز کی تم ہمیں دھمکی دیتے ہو وہ لے آؤ۔

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ۔ ۷۸

ترجمہ۔ آخر کار ایک دہلا دینے والی آفت نے انہیں آلیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے کے پڑے رہ گئے۔

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ۔ ۷۹

ترجمہ۔ صالح یہ کہتا ہوا بستی سے نکل گیا کے اے میری قوم، میں نے اپنے رب کا پیغام تجھے پہنچا دیا اور میں نے تیری بہت خیرخواہی کی مگر میں کیا کروں کے تجھے اپنے خیرخواہ پسند ہی نہیں

ہیں۔

قوم ثمود کی اجمالی تاریخ:

حضرت صالح علیہ السلام جس قوم میں پیدا ہوئے اس قوم کا نام قوم ثمود تھا، قوم ثمود سامی اقوام کی ایک شاخ ہے، عاد اولیٰ کی ہلاکت کے وقت جو اہل ایمان حضرت ھود علیہ السلام کے ساتھ بچ گئے تھے، یہ قوم ان ہی کی نسل سے تعلق رکھتی ہے اس قوم و عاد ثانیہ بھی کہا جاتا ہے۔قوم ثمود، ثمود نامی ایک شخص ی طرف بھی منسوب کی جاتی ہے۔

امام بغوی قوم ثمود کا شجرہ نسب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں، ثمود بن عابر بن ارم بن سام بن نوح۔قوم ثمود مقام الحجر میں سکونت پذیر تھی جو حجاز اور شام کے درمیان وادی القریٰ میں واقع ہے۔۸۰؎

حجاز اور شام کے درمیان وادی القریٰ تک جو میدان نظر آتا ہے یہ سب الحجر ہے۔آج کل یہ جگہ 'فج الناقۃ' کے نام سے مشہور ہے، ثمود کی بستیوں کے کھنڈرات اور آثار آج تک موجود اور محفوظ ہیں کئی مصری محققین نے ان آثار کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اس کے بارے میں لکھا ہے ان کا بیان ہے کے انھوں نے ایسے مکانات دیکھے ہیں جن کو پہاڑ کاٹ کر بنائے گئے ان مکانات میں متعدد کمرے اور ایک بڑا حوض بھی ہے۔

مشہور مورخ مسعودی لکھتے ہیں کے الحجر کا یہ مقام جو حجر ثمود کہلاتا ہے شہر مدین سے جنوب مشرق میں اس طرح واقع ہے کے خلیق عقبہ اس کے مدمقابل ہے، جس طرح سے عاد کو ارم کہا گیا بالکل اسی طرح سے ثمود کی ہلاکت کے بعد انھیں ثمود ارم یا عاد ثانیہ کہا گیا اگرچہ ابھی تک قوم ثمود کے زمانے کا درست تعین نہیں کیا گیا لیکن مورخین کی یہ رائے ہے کے قوم ثمود حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہت پہلے صفحہ ہستی سے مٹ چکی تھی۔تاہم قوم ثمود بھی اپنے پیشرو کی طرح بت پرست تھے چنانچہ ان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے اللہ تعالی نے اپنے برگزیدہ بندے حضرت صالح علیہ السلام کو ان کی اصلاح کے لئے بھیجا۔

حضرت صالح علیہ السلام کا نسب اور قوم ثمود کی جانب آپ کی بعثت:

امام بغوی (متوفی ۵۱۶ھ) نے حضرت صالح علیہ السلام کا سلسلہ نسب بیان کرتے ہوئے لکھا ہے صالح بن عبید بن آصف بن ماسح بن عبید بن خاور بن ثمود۔۸۱؎

حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو بت پرستی سے روکتے ہوئے انھیں اللہ کی وحدانیت کا پیغام دیا لیکن قوم اپنی گزشتہ روش پر قائم رہی۔قوم نے حضرت صالح سے کہا کے اگر ہم غلط روش یا باطل دین پر ہوتے تو کبھی بھی ہم پر دھن ، دولت، سرسبز وشاداب باغات اور مال ودولت کی کثرت نہ ہوتی اور تم خود اپنے اور اپنے پیرواروں کے حال کی جانب دیکھو جہاں ہر طرف غربت اور افلاس نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں اب یہ بتاؤ کے خدا کے نزدیک ہم مقبول ہیں یا تم؟ حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں،ایک دن ثمود اپنی مجلس میں جمع ہوئے وہاں حضرت صالح علیہ السلام بھی آ گئے۔حضرت صالح علیہ السلام نے حسب معمول ان کو اللہ پر ایمان لانے اور بت پرستی ترک کرنے کی دعوت دی آپ نے ان کو وعظ ونصیحت کی اور اللہ کے عذاب سے ڈرایا تاہم قوم ثمود نے پتھر کی ایک چٹان کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا،اگر آپ اس چٹان سے ایسی صفت کی اونٹنی نکال دیں جو دس ماہ کی گھابن ہو اور فوراً بچہ دے دے تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔

حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے پختہ عہد لیا کے اونٹنی کے نکلنے کے بعد وہ ایمان لے آئیں گے۔

حضرت صالح علیہ السلام نے اللہ کے حضور نماز قائم کی اور بعد از نماز آپ نے اللہ سے دعا فرمائی چنانچہ اللہ نے حضرت صالح علیہ السلام کی دعا منظور فرماتے ہوئے چٹان میں سے ایسی اونٹنی نکال دی جو طلب کردہ صفات کی مکمل حامل تھی اگر چہ یہ ایک عظیم معجزہ تھا جس کو دیکھ کر کئی لوگ ایمان لے آئے لیکن اکثر اپنے کفر اور گمراہی پر ہی جمے رہے۔

حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا، یہ اللہ کی اونٹنی ہے جو تمھارے لئے نشانی ہے اس کو اللہ کی زمین پر کھانے دو وہ جہاں چاہے چرے ایک دن وہ پانی پیئے گی اور ایک دن قوم ثمود کی

پانی کی باری ہے۔اسی حوالے سے ارشادخداوندی ہے!

وَ نَبِّئۡهُمۡ اَنَّ الۡمَآءَ قِسۡمَةٌۢ بَيۡنَهُمۡ‌ۚ كُلُّ شِرۡبٍ مُّحۡتَضَرٌ ۔ ۸۲

ترجمہ۔آپ انھیں بتادیجئے ان کے اوراونٹنی کے درمیان پانی تقسیم کیا ہوا ہے، ہرایک اپنے پانی کی باری پر حاضر ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں ،جس دن ثمود پانی پیتے تھے اس دن اونٹنی بالکل پانی نہیں پیتی تھی اوران کو اپنا دودھ پلاتی تھی اوروہ بہت عیش وآرام میں تھے اورجس دن اونٹنی کی باری ہوتی تھی تو وہ سارا پانی پی جاتی تھی اوران کے لئے پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں بچتا تھا۔قوم ثمود کچھ عرصہ کے بعد پانی کی اس تقسیم اور باری سے تنگ آگئے اوراونٹنی کوقتل کرنے کے بارے میں منصوبہ بندی کرنے لگے اگرچہ وہ اونٹنی کوقتل کرنے سے ڈرتے تھے لیکن قوم ثمود کا ایک سردار قیدار بن سالف بن جندع جونہایت شقیق القلب تھا اس نے اپنی قوم کواس اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ کر ہلاک کرنے کا مشورہ دیا۔

ایک روایت کے مطابق اونٹنی کے قتل کی سازش میں قوم ثمود کے نوافراد شامل تھے بعدازاں ان کی منصوبہ بندی میں حضرت صالح علیہ السلام اوران کے اہل خانہ کاقتل بھی تھا۔

قوم ثموداونٹنی کی تاک میں گھات لگا کر بیٹھ گئے اور جیسے ہی وہ نمودار ہوئی مصدع نے اونٹنی کو تیر مارااورقیدار نے اس کی ٹانگیں کاٹ کراس کو ہلاک کردیا تاہم اونٹنی کے بچے نے جب اپنی ماں کا یہ حال دیکھاتو وہ بچہ پہاڑی میں کہیں غائب ہوگیا۔

حضرت صالح علیہ السلام کواس واقع کی خبر ہوئی توآپ نے فرمایا آخروہی ہواجس کا مجھے ڈر تھااب اللہ کے عذاب کاانتظار کروجوتین دن کے بعدتم کوتباہ کردے گا۔

آخرکا تین دن کے بعدقوم ثمودکوایک کڑک نے آلیااوروہ سب ہلاک کردئے گئے۔ ۸۳؎

اسی حوالے سے ارشادخداوندی ہے!

وَ فِىۡ ثَمُوۡدَ اِذۡ قِيۡلَ لَهُمۡ تَمَتَّعُوۡا حَتّٰى حِيۡنٍ‏ فَعَتَوۡا عَنۡ اَمۡرِ رَبِّهِمۡ

فَاَخَذَتۡهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمۡ يَنۡظُرُوۡنَ‏ فَمَا اسۡتَطَاعُوۡا مِنۡ قِيَامٍ وَّ

مَا كَانُوا مُنْتَصِرِينَ۔ ۸۴

ترجمہ۔قوم ثمود کے واقعے میں بھی عبرت انگیز نشانیاں موجود ہیں جب ان سے کہا گیا کے تم ایک عارضی مدت تک فائدہ اٹھالوتو انھوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی تو ان کو ایک ہولناک کڑک نے پکڑلیا اور وہ دیکھ رہے تھے۔ پس وہ نہ کھڑے ہو سکتے تھے اور نہ کسی سے مدد حاصل کر سکتے تھے۔

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر جب بھی 'صا ئقہ' کا لفظ آیا ہے تو اس سے مراد مہلک عذاب کے ہی ہیں جبکہ اس کے ایک معنی کڑک کے بھی ہیں جس وقت ان پر عذاب آیا وہ اس کو دیکھ رہے تھے لیکن اس کے سامنے اٹھنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور جس وقت وہ عذاب میں مبتلا ہوکر ہلاک ہوئے اس وقت ان کی مدد کو بھی کوئی نہ آیا۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، جب ہم غزوہ تبوک میں مقام حجر میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ائے لوگو معجزات کا سوال نہ کیا کرو کیونکہ یہ صالح علیہ السلام کی قوم تھی جس نے اپنے نبی سے سوال کیا تھا کوئی معجزہ دکھائے تو اللہ تعالی نے ان کے لئے اونٹنی بھیج دی پس وہ اس راستہ سے آتی تھی اور اپنی باری پر ان کا تمام پانی پی جاتی تھی اور اس دن وہ اس اونٹنی سے اتنا دودھ، دودھ لیتے تھے، جتنا وہ اس دن پانی پیتے تھے پھر وہ اونٹنی اسی راستے سے واپس چلی جاتی تھی پھر انھوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور اس اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں اس کے بعد انھیں ایک ہولناک چیخ نے پکڑ لیا اور آسمان کے نیچے ان میں سے کوئی نہ بچا سوائے ایک شخص کے جو اللہ کی حرم میں تھا، لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون سا شخص تھا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ ابو رغال تھا لیکن جب وہ حرم سے نکلا تو اس پر بھی وہ عذاب الہی آ گیا جو اس کی قوم پر آیا تھا۔ ۸۵

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَى فَعَقَرَ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ۔ ۸۶

ترجمہ۔انھوں نے اپنے ساتھی کو پکارا تو (اس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں، پس کیسا تھا میرا

عذاب اور کیسا تھا میرا ڈرانا۔

امام محمد بن اسحاق نے کہا پس وہ شخص اونٹنی کے آنے کے راستے میں ایک درخت کی جڑ میں گھات لگا کر بیٹھ گیا پھر تاک کر اونٹنی کی پنڈلی کے پٹھوں میں تیر مارا پھر تلوار سے اس کی ٹانگیں کاٹ دیں اور اس اونٹنی کو ذبح کر دیا جبکہ اس اونٹنی کا بچہ پہاڑ کی چوٹی کی طرف بھاگ گیا اور پھر وہ بچہ وہیں کہیں غائب ہوگیا، اس کے بعد جب حضرت صالح علیہ السلام آئے اور انھوں نے دیکھا کے اونٹنی کی کونچیں کاٹ دی گئیں ہیں اور اس کو ذبح کر دیا گیا ہے تو وہ رونے لگے اور کہا تم نے اللہ کی حدود کو توڑ دیا ہے پس تمھیں اللہ کے عذاب کی بشارت ہو۔ حضرت صالح علیہ السلام نے نافرمان قوم کو بتادیا کے اب مہلت ختم ہوگئی ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَعَقَرُوهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوبٍ۔ ۸۷

ترجمہ۔ تب کہا برت لو اپنے گھروں میں تین دن یہ وعدہ ہے جھوٹا نہ ہوگا۔

حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے فرمایا، تم پر عذاب کی علامت یہ ہے کے پہلے دن جب تم صبح اٹھو گے تو تمھارے چہرے زرد ہوں گے، دوسری صبح تمھارے چہرے سرخ ہوں گے اور تیسری صبح تمھارے چہرے سیاہ ہوں گے۔ ۸۸ے

قوم ثمود پر بجلی کا عذاب:

حضرت صالح علیہ السلام کی عذاب سے متعلق پیشن گوئی حرف بہ حرف سچ ثابت ہوئی اور پہلے روز قوم ثمود کے چہرے خوف سے زرد پڑ گئے، دوسرے روز ان سب کے چہرے ڈر اور شدید خوف سے سرخ ہو گئے جبکہ تیسرے روز ان کی دہشت کا عالم یہ تھا کے ان سب کے چہرے سیاہ ہو گئے، تین دن کے بعد بجلی کی چمک اور کڑک سے آل ثمود پر عذاب نازل ہوا۔

سوائے حضرت صالح علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے افراد کے پوری قوم ہلاک ہوگئی عذاب سے بچ جانے والے یہی لوگ ثمود ثانیہ کہلاتے ہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ۔ ۸۹

ترجمہ۔ پکڑا ان ظالموں کو چنگھاڑ نے، پھر صبح کو وہ رہ گئے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے، جیسے کبھی بھی رہے نہ تھے ان میں سن لو ثمود منکر ہوئے اپنے رب سے اور سن لو پھٹکار ہے ثمود پر۔

قرآن کریم نے قوم ثمود کو کھجور کے بوسیدہ تنوں سے تشبیہ دی ہے جو سوکھ کر جھڑ جاتی ہے اور جانوروں کی آمدورفت سے پامال ہوکر برادہ راہ بن جاتی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے!

اَلْحَآقَّةُ ۙ مَا الْحَآقَّةُ ۚ وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ۗ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَ عَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ وَ اَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّ ثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا ۙ فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ۔ ۹۰

ترجمہ۔ ہونی شدنی کیا ہے؟ وہ ہونی شدنی؟ اور تم کیا جانو کے وہ کیا ہے ہونی شدنی؟ ثمود اور عاد نے اس اچانک ٹوٹ پڑنے والی آفت کو جھٹلا دیا، تو ثمود ایک سخت حادثہ سے ہلاک کئے گئے اور عاد ایک بڑی شدید طوفانی آندھی سے تباہ کر دئے گئے، اللہ تعالی نے مسلسل سات رات اور آٹھ دن ان پر عذاب مسلط رکھا (تم وہاں ہوتے تو دیکھتے) کے وہ وہاں اس طرح بکھرے پڑے تھے جیسے کھجور کے بوسیدہ تنے ہوں اب تمھیں ان میں سے کوئی باقی بچا نظر آتا ہے؟۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ مِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ۔ ۹۱

ترجمہ۔ پھر جب حکم پہنچا ہمارا تو بچا دیا ہم نے صالح کو اور جو یقین لائے آخرت پر۔

صبح کے سورج نے شہر میں ہر طرف تباہی اور بربادی دیکھی بڑے بڑے عالیشان محل کھنڈر بن چکے تھے سرسبز باغوں کا نام ونشان تک نہیں تھا، حجر کا پررونق علاقہ ٹوٹ پھوٹ کر آثار قدیمہ کا منظر پیش کر رہا تھا قوم کی ہلاکت کے بعد حضرت صالح اپنے حواریوں کے ساتھ شام کی طرف ہجرت کر گئے جب عذاب کی وجہ سے آپ تباہ حال بستی سے گزرے اور انھوں نے جگہ جگہ بکھری ہوئی لاشوں کو دیکھا تو نہایت افسوس کے ساتھ ہلاک شدگان کو مخاطب کر کے کہا!

فَتَوَلّٰی عَنۡهُمۡ وَ قَالَ یٰقَوۡمِ لَقَدۡ اَبۡلَغۡتُكُمۡ رِسَالَةَ رَبِّیۡ وَ نَصَحۡتُ لَكُمۡ وَ لٰكِنۡ لَّا تُحِبُّوۡنَ النّٰصِحِیۡنَ ۔ ۹۲

ترجمہ۔اے میری قوم بلاشبہ میں نے اپنے پروردگار کا پیغام تم کو پہنچا دیا اور تم کو نصیحت کی ،لیکن تم نصیحت کرنے والوں کو دوست نہ رکھتے تھے۔

فلسطین کے علاقہ رملہ کے قریب کچھ عرصہ قیام کے بعد آپ مکہ ہجرت کر گئے ،وہیں آپ کا انتقال ہوا اور حرم کعبہ کے اندر کعبہ کے مغربی سمت میں آپ مدفون ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں ،جس شخص نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں اس کا رنگ سرخ تھا اور اس کی آنکھیں نیلی تھیں جبکہ اس کا نام قدار بن سالف تھا۔

قوم ثمود کی تباہی کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنَا عَلَیۡهِمۡ صَیۡحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوۡا كَهَشِیۡمِ الۡمُحۡتَظِرِ ۔ ۹۳

ترجمہ۔بے شک ہم نے ان پر ایک ہولناک آواز بھیجی تو وہ باڑ بنانے والے کی گھاس کی طرح چورا چورا ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب الحجر کے متعلق فرمایا!اس قوم کے پاس سے سوائے روتے ہوئے نہ گزرنا اگر تم رو نہ سکو تو پھر ان کے پاس سے نہ گزرنا ورنہ تم پر بھی ویسا ہی عذاب نازل ہوگا جیسا ان پر نازل ہوا تھا۔ ۹۴

كَذَّبَتۡ ثَمُوۡدُ بِطَغۡوٰىهَاۤ اِذِ انۡۢبَعَثَ اَشۡقٰىهَا فَقَالَ لَهُمۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَ سُقۡیٰهَا فَكَذَّبُوۡهُ فَعَقَرُوۡهَا ۟ۙ فَدَمۡدَمَ عَلَیۡهِمۡ رَبُّهُمۡ بِذَنۡۢبِهِمۡ فَسَوّٰىهَا وَ لَا یَخَافُ عُقۡبٰهَا ۔ ۹۵

ترجمہ۔ثمود نے اپنی سرکشی سے اپنے رسول کو جھٹلایا جب ان کا سب سے بدبخت اٹھا تو اللہ کے رسول نے ان سے کہا اللہ کی اونٹنی کو ایذا پہنچانے اور اس کے پانی کی باری کو بند کرنے) سے احتراز کرو تو انھوں نے (رسول) کو جھٹلایا اور (اونٹنی) کی کونچیں کاٹ دیں تو ان کے رب نے ان کے گناہ کے سبب ان کو ہلاک کر دیا اور اس بستی کو پیوند خاک کر دیا وہ ان کو سزا دینے سے نہیں ڈرتا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ وادی الحجر میں ٹھہرے جو قوم ثمود کی سرزمین ہے مسلمانوں نے ان کے کنویں سے پانی پیا اور اس کنویں کے پانی سے آٹا گوندھا جب رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے حکم دیا کے جو پانی نکالا گیا ہے اس کو الٹ دو اور جو آٹا گوندھا گیا ہے اس کو اونٹوں کو کھلا دو پھر آپ ﷺ نے انھیں یہ حکم دیا کے اس کنویں سے پانی نکالیں جس کنویں پر حضرت صالح کی اونٹنی آیا کرتی تھی۔۹۶؎

العلا اور الحجر:

عذاب الٰہی سے ہلاک ہونے والے آل ثمود ڈیڑھ ہزار گھرانوں پر مشتمل تھے جبکہ حضرت صالح علیہ السلام کے ساتھ بچ جانے والوں کی تعداد ایک سو بیس بتائی جاتی ہے عبرت کے لئے ثمود کی عمارتوں میں سے اب بھی کچھ باقی ہیں مدینہ طیبہ اور تبوک کے درمیان حجاز کے مشہور مقام العلاء (جیسے عہد نبوی میں وادی القری کہتے تھے) سے چند میل دور شمال کی طرف ثمود کی تباہی کے آثار موجود ہیں، العلاء اب بھی سرسبز و شاداب وادی ہے جبکہ الحجر کے گرد و پیش تباہی اور نحوست کے آثار موجود ہیں ہر طرف ایسے پہاڑ ہیں جو سطح زمین پر دھنکی ہوئی روئی کی مانند ہیں یہ تقریباً ۴۰۰ میل لمبا اور ۱۰۰ میل چوڑا علاقہ ہے جسے ایک عظیم زلزلے نے ہلا کر رکھ دیا۔ محققین نے یہ تحقیق کی ہے کے ثمود کی تباہی ایک آتش فشاں پہاڑ کے پھٹنے سے ہوئی جس کے لاوے کے نشانات آج بھی مدائن صالح کے مغرب میں موجود ہیں۔

چنگھاڑ یا صور آواز کی ایسی لہر ہے جو انفرادی شعور کی سکت سے زیادہ ہے، تیز اور کرخت دار آواز جب چنگھاڑ بنتی ہے تو وہ دراصل ایسی آوازوں اور لہروں کا مجموعہ ہوتی ہے جو انسان کی زندگی میں کام کرنے والی لہروں کو درہم برہم کر دیتی ہے جس کے نتیجے میں ہر ذی شعور بکھر کر رہ جاتا ہے اور انسان سوکھے ہوئے بھس کی مانند ہو جاتا ہے پھر جب یہ لہری نظام ٹوٹ جاتا ہے تو زندگی موت میں تبدیل ہو جاتی ہے دراصل چنگھاڑ آواز کی ایک ایسی لہر ہے جو سماعت کے سسٹم کو توڑ دیتی ہے اور سسٹم کا ٹوٹنا حواس کا ٹوٹنا ہے عام حالات میں بھی ہم یہ مشاہدہ کرتے ہیں کے اگر تیز دھماکہ کسی

جگہ ہو جائے تو وقوعہ پر قریب موجود افراد حس سماعت سے محروم ہو جاتے ہیں جبکہ بسا اوقات انسانی کان کے پردے بھی پھٹ جاتے ہیں۔

وادی حجر اور دیگر ممنوعہ علاقوں میں نماز پڑھنے سے متعلق فقہاء کرام کی رائے:

قاضی ابوبکر ابن العربی (متوفی ۵۴۳ھ) نے کہا وادی الحجر میں نماز پڑھنا بھی جائز نہیں ہے کیونکہ یہ وہ جگہ ہے جہاں اللہ تعالی کی ناراضگی اور اس کا عذاب نازل ہوا تھا یہاں کی مٹی میں تیمم کرنا بھی جائز نہیں اور نہ ہی یہاں کنویں سے وضو کرنا جائز ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب حجر کے متعلق فرمایا! ان عذاب دی ہوئی قوم پر سے روئے بغیر نہ گزرنا اور اگر تم رو نہ سکو تو پھر یہاں سے ہرگز نہ گزرنا، کہیں تم کو بھی ان کی مثل عذاب نہ پہنچے۔۹۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر اصحاب حجر (قوم ثمود) پر سے ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جن لوگوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ان کے پاس سے روئے بغیر نہ گزرنا کہیں تم پر بھی وہ عذاب نہ آئے جو انھیں آیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سواری کو ڈانٹ کر جلدی آگے بڑھایا حتیٰ کے حجر پیچھے رہ گیا۔۹۸؎

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الحجر کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! نشانیوں کا سوال نہ کرنا کیونکہ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے نشانیوں کا سوال کیا تھا وہ اس راستہ سے آتے تھے اور اس راستہ سے لوٹتے تھے انھوں نے اپنے رب کی حکم عدولی کی انھوں نے اس اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں ایک دن وہ اونٹنی ان کا پانی پیتی تھی اور ایک دن وہ اس کا دودھ پیتے تھے تو انھوں نے اس کی کونچیں کاٹ دیں پھر ایک ہولناک آواز نے ان کو پکڑ لیا آسمان کے نیچے جتنے بھی لوگ تھے ان سب کو اللہ نے ہلاک کر دیا سوائے ایک شخص کے جو اللہ کے حرم میں تھا، صحابہ نے عرض کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ شخص کون تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ابورغال، جب وہ حرم سے باہر آیا تو وہ بھی عذاب میں گرفتار ہو گیا۔۹۹؎

امام ابوداؤد نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت کیا ہے، جب ہم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ طائف گئے تو ہم ایک قبر کے پاس سے گزرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ ابورغال کی قبر ہے اس حرم کی وجہ سے اس سے عذاب دور ہو گیا تھا تاہم جب وہ حرم سے نکلا تو اس جگہ اس کو وہی عذاب آ پہنچا تو اس کو دفن کر دیا گیا اور اس کی علامت یہ ہے کے اس کے ساتھ سونے کی ایک شاخ بھی دفن کی گئی تھی اگر تم اس کی قبر کو کھودو گے تو اس شاخ کو پا لو گے چنانچہ لوگوں نے ابورغال کی قبر کو کھود کر اس میں موجود سونے کی شاخ کو نکال لیا۔١٠٠ ؎

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر عذاب الٰہی:

وَ اِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيْزَانَ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔١٠١

ترجمہ۔ مدین والوں کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیب کو بھیجا اس نے کہا! اے برادران قوم اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے، تمہارے پاس تمہارے رب کی صاف راہنمائی آ گئی ہے لہٰذا وزن اور پیمانے پورے کرو لوگوں کو انکی چیزوں میں گھاٹا نہ دو اور زمین میں فساد برپا نہ کرو جب کے اس کی اصلاح ہو چکی ہے، اس میں تمہاری بھلائی ہے اگر تم واقعی مومن ہو۔

وَ لَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۪ وَ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ۔١٠٢

ترجمہ۔ ہر راستے پر رہزن بن کر نہ بیٹھ جاؤ کہ لوگوں کو خوفزدہ کرنے اور ایمان لانے والوں کو خدا کے راستے سے روکنے لگو اور سیدھی راہ کو ٹیڑھا کرنے کے درپے ہو جاؤ، یاد کرو وہ زمانہ جبکہ تم تھوڑے تھے پھر اللہ نے تمہیں بہت کر دیا آنکھیں کھول کر دیکھو دنیا میں مفسدین کا کیا انجام ہوا۔

وَ اِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَ طَآئِفَةٌ لَّمْ

يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۔ ۱۰۳

ترجمہ۔ اگر تم میں ایک گروہ اس تعلیم پر جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں ایمان لاتا ہے اور دوسرا ایمان نہیں لاتا تو صبر کے ساتھ دیکھتے رہو یہاں تک کے اللہ ہمارے درمیان فیصلہ کر دے اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَ لَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ۔ ۱۰۴

ترجمہ۔ اس کی قوم کے سرداروں نے، جو اپنی بڑائی کے گھمنڈ میں مبتلا تھے، اس سے کہا! اے شعیب ہم تجھے اور ان لوگوں کو جو تیرے ساتھ ایمان لائے ہیں اپنی بستی سے نکال دیں گے ورنہ تم لوگوں کو ہماری ملت میں واپس آنا ہوگا، شعیب (علیہ السلام) نے جواب دیا! کیا زبردستی ہمیں پھیرا جائے گا خواہ ہم راضی نہ ہوں۔

قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَ مَا يَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَاۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ۔

ترجمہ۔ ہم اللہ پر جھوٹ گھڑنے والے ہوں گے اگر تمہاری ملت میں پلٹ آئیں جبکہ اللہ ہمیں اس سے نجات دے چکا ہے ہمارے لئے تو اس طرف پلٹنا اب کسی طرح ممکن نہیں الا یہ کہ ہمارا رب ہی ایسا چاہے ہمارے رب کا علم ہر چیز پر حاوی ہے۔ اس پر ہم نے اعتماد کرلیا۔ اے رب، ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان ٹھیک فیصلہ کر دے اور تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ ۱۰۵؁

وَ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۔ ۱۰۶

ترجمہ۔اس کی قوم کے سرداروں نے جو اس کی بات ماننے سے انکار کر چکے تھے آپس میں کہا! اگر تم نے شعیب کی پیروی قبول کر لی تو برباد ہو جاؤ گے۔

فَاَخَذَتۡهُمُ الرَّجۡفَةُ فَاَصۡبَحُوۡا فِىۡ دَارِهِمۡ جٰثِمِيۡنَ ۔۱۰۷

ترجمہ۔مگر ہوا یہ ایک دہلا دینے والی آفت نے ان کو آلیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے کے پڑے رہ گئے۔

الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا شُعَيۡبًا كَاَنۡ لَّمۡ يَغۡنَوۡا فِيۡهَا ‌ۛۚ اَلَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا شُعَيۡبًا كَانُوۡا هُمُ الۡخٰسِرِيۡنَ ۔۱۰۸

ترجمہ۔جن لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا وہ ایسے مٹے کے گویا کبھی ان گھروں میں ہی نہ تھے۔شعیب کے جھٹلانے والے ہی آخرکار برباد ہو کر رہے۔

فَتَوَلّٰى عَنۡهُمۡ وَقَالَ يٰقَوۡمِ لَقَدۡ اَبۡلَغۡتُكُمۡ رِسٰلٰتِ رَبِّىۡ وَنَصَحۡتُ لَـكُمۡ‌ۚ فَكَيۡفَ اٰسٰى عَلٰى قَوۡمٍ كٰفِرِيۡنَ ۔۱۰۹

ترجمہ۔شعیب یہ کہہ کر ان کی بستیوں سے نکل گیا کے اے برادران قوم میں نے اپنے رب کے پیغامات تمہیں پہنچا دیئے اور تمہاری خیر خواہی کا حق ادا کر دیا، اب میں اس قوم پر کیسے افسوس کروں جو قبول حق سے انکار کرتی ہے۔

مدین اور اصحاب ایکہ دو الگ الگ اقوام ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مدین اور اصحاب الایکہ دو امتیں ہیں جن کی جانب حضرت شعیب علیہ السلام کو بھیجا گیا۔

انبیاء علیہ السلام کے قصص میں ساتواں قصہ حضرت شعیب علیہ السلام کا ہے۔

عکرمہ نے کہا اللہ نے حضرت شعیب علیہ السلام کے سوا کسی نبی کو دو مرتبہ نہیں بھیجا یعنی حضرت شعیب علیہ السلام کو پہلی بار اہل مدین کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے بھیجا گیا جبکہ دوسری بار انھیں اصحاب الایکہ کی جانب بھیجا گیا تاہم اہل مدین کی نافرمانیوں کی بناء پر انھیں ایک سخت گرج دار آواز کے ذریعے ہلاک کیا گیا، اور اصحاب الایہ کو سائبان والے عذاب سے ہلاک کیا گیا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَّ اَصۡحٰبُ الۡاَیۡکَۃِ وَ قَوۡمُ تُبَّعٍ ؕ کُلٌّ کَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِیۡدِ۔۱۱۰

ترجمہ۔ ایکہ (جنگل) والوں نے اور تبع کی قوم نے، ان میں سے ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا۔

ایکہ اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں بہت زیادہ جنگل اور گھنے درخت ہوں یعنی درختوں کا جھنڈ ہو بعض لوگوں نے یہ کہا کے یہ کسی خاص شہر کا نام ہے حضرت شعیب علیہ السلام اصحاب ایکہ اور اہل مدین کی طرف مبعوث کئے گئے تھے اور دونوں ہی قوم پر عذاب الہی آیا، اہل مدین ایک خوفناک چیخ سن کر ہلاک ہو گئے جبکہ اصحاب ایکہ جس جنگل میں تھے ان پر بادل کا عذاب آیا تھا اس آیت میں قوم تبع کا ذکر بھی کیا گیا ہے تبع عرب کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا۔

قتادہ کہتے ہیں کے تبع کی قوم سے مراد قوم سبا ہے اور سبا میں حمیر نامی ایک قبیلہ تھا جو کے اپنے بادشاہ کو تبع کہا کرتے تھے جس طرح سے روم کے بادشاہ کو قیصر کہا جاتا ہے یا فارس کے بادشاہ کو کسری کہا جاتا ہے۔ قوم سبا اپنے وقت کی ایک عظیم قوم تھی۔

حافظ ابن کثیر نے کہا کے دو تبع تھے جن میں سے ایک پہلے کافر تھا جو بعد میں مسلمان ہو گیا جبکہ حضرت سہل بن سعد ساعدی نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تبع کو برا نہ کہو کیونکہ وہ مسلمان ہو چکا تھا۔۱۱۱

حضرت شعیب علیہ السلام کا نام ونسب:

حافظ علی بن حسن بن عساکر (متوفی ۵۷۱ھ) لکھتے ہیں حضرت شعیب علیہ السلام بویب بن مدین بن براہی کے بیٹے ہیں۔

ایک دوسرے قول کے مطابق حضرت شعیب بن صیحون بن عنقا بن ثابت بن مدین بن ابراہیم ہیں۔

ایک تیسرے قول کے مطابق شعیب بن سحر بن لادی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم ہیں۔

ایک روایت کے مطابق آپ کی والدہ حضرت لوط علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں تاہم اس خاندان نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ عراق سے شام کی جانب ہجرت کے دوران دمشق سے

گزرے۔

وہب بن منبہ نے بیان کیا حضرت شعیب علیہ السلام اور بلعم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اس دن ایمان لائے جس دن انھیں آگ میں ڈالا گیا بعد ازاں انھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ شام کی جانب ہجرت بھی کی پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت لوط کی بیٹیوں سے ان دونوں کے نکاح کروادئے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا نام تورات میں میکائیل ہے، سریانی میں آپ کا نام حری بن یسحر ہے جبکہ عبرانی میں آپ کا نام شعیب مذکور ہے۔ حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) کی تحقیق کے مطابق مدین اس قوم کا نام ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے مدین کی نسل سے ہے اور حضرت شعیب علیہ السلام کا تعلق بھی اسی نسل سے تھا۔ ۱۱۲؎

حضرت ابوذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! چار نبی عرب تھے۔

۱۔ھود۔ ۲۔صالح۔ ۳۔شعیب۔ ۴۔تمھارے نبی ﷺ۔ ۱۱۳؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، مسجد حرام میں صرف دو قبریں ہیں۔

۱۔حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر مبارک حطیم میں ہے۔

۲۔حضرت شعیب علیہ السلام کی قبر مبارک حجر اسود کے بالمقابل واقع ہے۔ ۱۱۴؎

ابوالمنذر نے کہا حضرت شعیب علیہ السلام اپنی بیٹی کا نکاح حضرت موسیٰ علیہ اسلام سے کرنے کے بعد مکہ روآنہ ہوگئے جہاں ۱۴۰ برس کی عمر میں ان کا وصال ہوگیا اور ان کو حجر اسود کے سامنے مسجد حرام میں دفن کیا گیا۔ ۱۱۵؎

حضرت شعیب علیہ السلام کا مقام بعثت:

حضرت شعیب علیہ السلام کے مقام بعثت کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ۔ ۱۱۶

ترجمہ۔قوم لوط اور مدین دونوں بڑی شاہراہ پر آباد تھیں۔

مفسرین اور مورخین نے یہ لکھا ہے، ایک بڑی شاہراہ جو حجاز کے قافلوں کو شام، فلسطین، یمن اور

مصر تک لے جاتی ہے یہ شاہراہ بحر قلزم کے مشرقی کنارے سے ہوکر گزرتی تھی جس کو قرآن کریم میں امماً مبین فرمایا گیا تاہم یہ شاہراہ قریشی قافلوں کے لئے بہت متعارف اور تجارتی گزرگاہ کی حیثیت سے جانی جاتی تھی اگرچہ مدین کا قبیلہ بحر قلزم کے مشرقی کنارے اور عرب کے شمال مغرب میں شام سے متصل حجاز کا آخری حصہ ہے۔

بعض متاخرین یہ لکھتے ہیں کے مدین کا اصل علاقہ حجاز کے شمال مغرب اور فلسطین کے جنوب میں بحر احمر اور خلیق عقبہ کے کنارے پر واقع ہے جزیرہ نمائے سینا کے مشرقی ساحل پر بھی اس کا کچھ سلسلہ پھیلا ہوا تھا تاہم یہ ایک بڑی اور معروف تجارتی شاہراہ تھی زمانہ قدیم میں جو تجارتی شاہراہ بحر احمر کے کنارے یمن سے مکہ اور ینبوع ہوتی ہوئی شام تک جاتی تھی تاہم ایک دوسری شاہراہ عراق سے مصر کی جانب بھی جاتی تھی جس کے عین چوراہے پر اس قوم کی بستیاں واقع تھیں اسی وجہ سے عرب کا بچہ بچہ مدین سے واقف تھا اگرچہ مدین کے آثار مٹ چکے تھے لیکن اس کے باوجود عرب میں اس علاقے کی شہرت برقرار تھی کیونکہ عربوں کے تجارتی قافلے مصر اور شام کی جانب جاتے ہوئے انھی مقامات اور آثار قدیمہ کے پاس سے گزرتے تھے۔

اہل مدین:

اہل مدین، مدین نام کے ایک شہر میں رہتے تھے جو حجاز کی اس جانب آباد تھا جہاں اس کی سرحد شام سے ملتی ہے اس شہر کے قریب بحیرہ قوم لوط واقع ہے (یہ شہر خلیج عقبہ کے شرقی اور غربی ساحلوں پر آباد تھا) یہ سارا علاقہ مدین کہلاتا تھا اور اس علاقے کے مرکزی شہر کا نام مدین تھا تاہم اس شہر میں جو قبیلہ آباد تھا وہ بھی مدین کے نام سے ہی جانا جاتا تھا۔

اہل مدین کفار تھے اور راستوں میں ڈاکے ڈالا کرتے، مسافروں کو ڈراتے، دھمکاتے اور انھیں خوفزدہ کیا کرتے جبکہ یہ روایت بھی عام ہے کے اہل مدین اہل ایمان سے بھتہ وصول کرتے اور انھیں راہ حق سے روکتے۔ ۱۱۷ ؎

اللہ تعالی نے حضرت شعیب علیہ السلام کو اہل مدین کی جانب بھیجا تا کہ وہ ان کی ہدایت اور رہنمائی کریں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ
اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيْزَانَ
وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ
اِصْلَاحِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ ۱۱۸

ترجمہ۔اہل مدین کی جانب ہم نے ان کے (ہم قبیلہ) بھائی شعیب کو بھیجا (شعیب) نے کہا! اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ، بے شک تمھارے پاس تمھارے رب کی واضح دلیل آ چکی ہے، پس تم پورا پورا ناپ اور تول کرو اور لوگوں کو کم تول کر ان کی چیزیں نہ دو اور زمین کی اصلاح کے بعد اس میں فساد نہ کرو اگر تم ایمان لانے والے ہو تو یہ تمھارے لئے بہتر ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم مدین شاہراہوں اور گزرگاہوں پر بیٹھ جایا کرتی اور اہل ایمان آنے جانے والوں کو ڈرایا اور دھمکایا کرتیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ لَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَ اذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا
فَكَثَّرَكُمْ ۪ وَ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ۔ ۱۱۹

ترجمہ۔ ہر راستہ پر اس لئے نہ بیٹھو کے ایمان والوں کو ڈراؤ اور اللہ کے راستے پر چلنے سے روکو اور اس (سیدھے) راستہ کو ٹیڑھا کرنے کی کوشش کرو اور یاد کرو جب تم تعداد میں کم تھے تو اللہ نے تم کو زیادہ کر دیا اور غور سے دیکھ لو مفسدوں کا کیا انجام ہوا۔

حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کو اس طرح سے راستے میں بیٹھنے سے منع فرماتے کیونکہ اہل مدین، اہل ایمان کو ڈراتے دھمکاتے اور انھیں راہ خدا پر چلنے سے روکتے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ ، قتادہ اور مجاہد نے بیان کیا ہے کے اہل مدین راستوں پر بیٹھ کر اہل ایمان کو دھمکاتے اور ان کا مال لوٹ لیا کرتے اور اہل ایمان سے کہتے کے تم شعیب کے پاس نہ جاؤ کیونکہ وہ کذاب ہے۔

مفسرین نے لکھا کے اہل مدین راستے میں بیٹھ کر اہل ایمان سے ناجائز ٹیکس اور بھتہ جبراً وصول کرتے ،انھیں طرح طرح سے دھمکیاں دیتے اور برے نتائج کے لئے انھیں خبردار کرتے تاہم اہل مدین جمع شدہ ناجائز رقوم اور بھتے کو اپنی عیاشیوں پر خرچ کرتے ۔

علامہ ابوالفراج عبدالرحمن بن علی الجوزی (متوفی ۵۹۷ھ) لکھتے ہیں ،جس وقت حضرت شعیب علیہ السلام کو مدین بھیجا گیا اس وقت ان کی عمر مبارک بیس برس تھی آپ کی قوم ناپ تول میں کمی کیا کرتی ،آپ نے اپنی قوم کو بارہا سمجھایا کے ناپ تول میں کمی نہ کریں اور اپنے ترازو کو ٹھیک رکھیں اور ایمانداری سے تول کر لوگوں کو ان کی چیزیں دیں لیکن قوم پر آپ کی نصیحتوں کا کوئی اثر نہ ہوا اور وہ حسب عادت اپنی پرانی روش پر قائم رہیں ۔حضرت شعیب علیہ السلام کو خطیب الانبیاء بھی کہتے ہیں اور اس لقب کی وجہ یہ تھی کے آپ کا انداز گفتگو اور خطاب ایسا تھا جو کے مدمقابل کے دل میں اتر جائے لیکن اس کے باوجود آپ کی قوم آپ کی بات کو سنی ان سنی کرتی رہی یہاں تک کے اس قوم پر عذاب الٰہی کا فیصلہ ہو گیا۔

قتادہ نے لکھا کے اہل مدین کو ایک چنگھاڑ نے ہلاک کیا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ۔۱۲۰

ترجمہ۔(شعیب کی قوم) کے کافر سرداروں نے کہا اے لوگو! اگر تم نے شعیب کی اتباع کی تو تم ضرور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گے سو ان کو ایک ہولناک آواز (زلزلہ) نے پکڑ لیا اور صبح کے وقت وہ اپنے گھروں میں اوندھے منہ مردہ (حالت) میں پڑے ہوئے تھے۔

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ۔۱۲۱

ترجمہ۔جن لوگوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی (وہ صفحہ ہستی سے اس طرح سے مٹ گئے) گویا کے وہ کبھی ان گھروں میں بسے ہی نہ تھے ،جن لوگوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی وہ نقصان

اٹھانے والوں میں سے تھے۔

ایکہ والے:

جب اہل مدین پر عذاب الٰہی آیا تو حضرت شعیب علیہ السلام اصحاب الایکہ کی جانب تبلیغ دین کے غرض سے روآنہ ہوئے اللہ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو اصحاب الایکہ پر بھی مبعوث فرمایا۔ آپ نے اپنی بقیہ عمر اصحاب الایکہ کے ساتھ گزاری۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۔ ۱۲۲

ترجمہ۔ پھر شعیب ان سے کنارہ کش ہو گئے اور کہا اے میری قوم! میں نے تمھیں اپنے رب کے پیغامات پہنچا دئے تھے اور میں نے تمھاری خیر خواہی کی تھی تو اب میں کافروں (کے عذاب) پر کیوں کر افسوس کروں؟ اصحاب الایکہ، ایکہ نامی ایک درخت کی پوجا کیا کرتے تھے اور اس درخت کے گرد گھنے جنگلات اور سرسبز و شاداب زمین تھی تاہم اصحاب الایکہ انتہائی درجے کے بدمعاملہ اور ناپ تول میں کمی کے مرتکب تھے۔ اللہ تعالی نے جب حضرت شعیب علیہ السلام کو اس قوم پر رسول بنا کر بھیجا تو حضرت شعیب نے اپنی قوم اصحاب الایکہ کی ہدایت اور رہنمائی فرماتے ہوئے کہا کہ تم سب صرف ایک اللہ کی عبادت کرو کیونکہ صرف وہی عبادت کے لائق ہے اور ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو، پورا تولو اور اپنے ترازو کو صحیح رکھو لیکن آپ کی قوم بدستور اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہی۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَوْفُوا الْكَيْلَ وَ لَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ لَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۔ ۱۲۳

ترجمہ۔ پیمانہ پورا بھر کر دو اور کم تولنے والوں میں سے نہ بن جاؤ اور صحیح ترازو سے تول کر دیا کرو اور لوگوں کی چیزیں کم نہ کرو اور زمین میں فساد پھیلاتے ہوئے حد سے تجاوز نہ کرو۔

وَ مَآ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ‌ۚ اِنۡ اَجۡرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۔۱۲۴

ترجمہ۔(شعیب نے کہا) میں امانت دار رسول ہوں، سوتم ڈرواور میری اطاعت کرواور میں تم سے اس (تبلیغ دین) پر کوئی اجرت طلب نہیں کرتا میرا اجرتو صرف رب اللعالمین پر ہے۔

اصحاب الایکہ کی سرکشی اور گمراہی وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی گئی انھوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کی تکذیب اور تضحیک کی۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَآ اَنۡتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا وَاِنۡ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ ۔۱۲۵

ترجمہ۔(قوم شعیب نے حضرت شعیب سے کہا) تم صرف ہماری مثل بشر ہواور بے شک ہم تم کو ضرور جھوٹوں میں ہی گمان کرتے ہیں۔

فَاَسۡقِطۡ عَلَيۡنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ ۔۱۲۶

ترجمہ۔اگر تم سچوں میں سے ہوتو ہمارے اوپر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرادو۔

قوم شعیب کی بے راہ روی کے باعث ان پر عذاب الہی کا فیصلہ ہوگیا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قَالَ رَبِّىۡۤ اَعۡلَمُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ۔۱۲۷

ترجمہ۔شعیب نے کہا! میرا رب خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

فَكَذَّبُوۡهُ فَاَخَذَهُمۡ عَذَابُ يَوۡمِ الظُّلَّةِ‌ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيۡمٍ ۔۱۲۸

ترجمہ۔جب (قوم شعیب) نے شعیب کی تکذیب کی تو ان کو سائبان والے دن کے عذاب نے پکڑلیا بے شک وہ بہت بھاری دن کا عذاب تھا۔

وَ مَآ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ‌ۚ اِنۡ اَجۡرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۔۱۲۹

ترجمہ۔اصحاب الایکہ (سرسبز جنگل والوں) نے رسولوں کی تکذیب کی جب ان سے شعیب نے

کہا کیا تم نہیں ڈرتے ؟ بے شک میں تمھارے لئے امانت دار رسول ہوں سوتم ڈرو اور میری اطاعت کرو، اور میں تم سے اس (تبلیغ دین) پر کوئی اجرت طلب نہیں کرتا میرا اجر تو صرف رب اللعالمین پر ہے۔

اللہ نے اس قوم کی سرکشی کی وجہ سے ان پر سخت گرمی مسلط کردی چنانچہ قوم اس گرمی سے بچنے کے لئے اپنے گھروں میں پناہ لی لیکن وہاں بھی ان کا برا حال ہوا پھر انھوں نے جنگل کی جانب اپنا رخ کیا اور وہاں اس شدید گرمی سے بچنے کے لئے پناہ لی تاہم اللہ نے جنگل میں ایک بادل بھیج دیا جس میں بے حد ٹھنڈک اور سکون تھا چنانچہ قوم شعیب نے اس ٹھنڈے بادل سے راحت حاصل کی اور اپنی باقی قوم کے لوگوں کو بھی یہیں اکھٹا کرلیا تا کہ سب راحت اور سکون حاصل کرسکیں، جب ساری قوم ایک جگہ جمع ہوگئی تو اللہ تعالی نے آسمان سے ایک آگ بھیجی جس نے اس قوم کو جلا کر رکھ دیا اسی وجہ سے اس دن کو یوم الظلہ (سائبان یا بادل کے دن) کا عذاب بھی کہا جاتا ہے قتادہ نے لکھا کے اصحاب الا یکہ کی طرف اللہ نے سات دن تک مسلسل سخت گرمی مسلط کی پھر اللہ نے ان پر ایک آگ بھیجی جس آگ نے اس قوم کو جلا کر راکھ کر دیا۔ ۱۳۰؎

عہد روز الست:

وَ اِذۡ اَخَذَ رَبُّكَ مِنۡۢ بَنِيۡۤ اٰدَمَ مِنۡ ظُهُوۡرِهِمۡ ذُرِّيَّتَهُمۡ وَ اَشۡهَدَهُمۡ عَلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ اَلَسۡتُ بِرَبِّكُمۡؕ قَالُوۡا بَلٰى ۛۚ شَهِدۡنَا ۛۚ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنۡ هٰذَا غٰفِلِيۡنَ۔ ۱۳۱

ترجمہ۔اے نبی لوگو کو یاد دلاؤ وہ وقت جب کہ تمہارے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسل کو نکالا تھا اور انہیں خود ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا تھا! کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں ؟ انہوں نے کہا! بے شک آپ ہی ہمارے رب ہیں، ہم اس پر گواہی دیتے ہیں یہ ہم نے اس لیے کیا کہ کہیں تم قیامت کے روز یہ نہ کہہ دو کے ہم تو اس بات سے بے خبر تھے۔

اللہ نے تمام انسانوں کی ارواح کو تخلیق کرنے کے بعد انھیں عالم ارواح میں رکھا، وہ کب سے ہیں؟ ان کے سوا اور یہاں کون کون ہے؟ وہ اس سے بے خبر تھیں، پھر ایک دن اللہ نے ارواح کو

مخاطب کر کے فرمایا! الست بربکم ۔ ترجمہ ۔ کیا میں تمھارا رب ہوں؟ تو جیسے ہی اللہ نے یہ کلام تمام ارواح سے کیا تو سب سے پہلے ان کی حس سماعت متحرک ہوئی اور انھوں نے کائنات میں سب سے پہلی آواز اللہ کی سنی، چونکہ سوال کیا گیا تھا لہٰذا تمام ارواح کے ذہن میں جو سب سے پہلا خیال آیا وہ بھی اللہ کا تھا، پھر تمام ارواح نے ایک ساتھ جواب دیا بقالو بلیٰ ۔

ترجمہ ۔ بے شک آپ ہمارے رب ہیں ۔ تو تمام ارواح انسانی نے سب سے پہلے شرف کلام بھی اللہ سے حاصل کیا اور علماء باطن لکھتے ہیں کے اس کے بعد تمام ارواح نے اپنے رب کے جمال کا مشاہدہ کیا، اللہ نے انسان کی ارواح کو پیدا فرمانے کے بعد سب سے پہلے اپنا تعارف کروایا۔

حوالہ کتب:

۱۔ سورہ اعراف ۔ آیت ۔ ۴۶ ۔ ۴۷ ۔

۲۔ المفردات ۔ علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۸ ھ

۳۔ لوح و قلم ۔ ابدال حق حضور قلندر بابا اولیاء ۔ ص ۔ ۲۸۰ ۔ عظیمیہ پبلیکیشنز ناظم آباد کراچی ۔

۴۔ قندیل ۔ محترمہ سیدہ سعیدہ خاتون ۔ ص ۔ ۳۰۷ ۔ عظیمیہ پبلیکیشنز ناظم آباد کراچی ۔

۵۔ الجامع القرآن ۔ ج ۔ ۸ ۔ ص ۱۹۱ ۔ مطبوعہ دار الفکر ۔ بیروت ۔ ۱۴۱۵ ھ ۔

۶۔ سنن ابن ماجہ ۔ امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ ھ ۔

۷۔ تذکرہ خواجہ شمس الدین عظیمی ۔ خواجہ شمس الدین عظیمی ۔ عظیمیہ پبلیکیشنز ناظم آباد کراچی ۔

۸۔ پیراسائیکلوجی ۔ خواجہ شمس الدین عظیمی ۔ ص ۔ ۴۳ ۔ عظیمیہ پبلیکیشنز ناظم آباد کراچی ۔

۹۔ پیراسائیکلوجی ۔ خواجہ شمس الدین عظیمی ۔ ص ۔ ۴۳ ۔ عظیمیہ پبلیکیشنز ناظم آباد کراچی ۔

۱۰۔ نہج البلاغہ (خطبات حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم) ۔ خطبہ ۔ ۴۲ ۔ مطبوعہ ایران و مطبوعہ کراچی ۔

۱۱۔ صدائے جرس ۔ خواجہ شمس الدین عظیمی ۔ عظیمیہ پبلیکیشنز ناظم آباد کراچی ۔

۱۲۔ سورہ اعراف ۔ آیت ۔ ۲۶ ۔

۱۳۔ سورہ البقرہ ۔ آیت ۔ ۱۸۷ ۔

۱۴۔ المسند ۔ امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ ھ) ۔ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ ھ ۔ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۳ ھ ۔

۱۵۔ سورہ الانبیاء ۔ آیت ۔ ۱۰۴ ۔

۱۶۔ صحیح بخاری ۔ امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ ھ) ۔ مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت ۔ ۱۴۱۲ ھ ۔ دار ارقم بیروت ۔

۱۷۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۱۸۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۲۰۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۲۲۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۲۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۳۳۔
۲۴۔سورہ اعراف۔آیت۔۶۵۔
۲۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۶۶۔
۲۶۔سورہ اعراف۔آیت۔۶۷۔
۲۷۔سورہ اعراف۔آیت۔۶۸۔
۲۸۔سورہ اعراف۔آیت۔۶۹۔
۲۹۔سورہ اعراف۔آیت۔۷۰۔
۳۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۷۱۔
۳۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۷۲۔
۳۲۔لسان العرب۔علامہ جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور افریقی (متوفی ۷۱۱ھ)۔ج۔۴۔ص۔۱۷۵۔ مطبوعہ نشر ادب الحوزہ قم ایران۔ ۲۰۰۳ء۔
۳۳۔۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضی حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔ج۔۶۔ص۔۴۷۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ۔مصر۔۱۳۰۶ھ۔
المعجم البلدان۔ج۔۱۔ص۔۱۱۵۔مطبوعہ داراحیاء۔التراث العربی۔بیروت۔۱۳۹۹ھ۔
۳۴۔ضیاء القرآن۔علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری۔ج۔۴۔ص۔۴۹۰۔مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز۔لاہور ۱۳۹۹ھ۔
۳۵۔تفہیم القرآن۔سید ابوالاعلیٰ مودودی۔ج۔۴۔ص۔۶۱۵۔مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔ ۱۹۸۳ء۔
۳۶۔سورہ احقاف۔آیت۔۲۱۔
۳۷۔معالم التنزیل۔امام ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ۵۱۶ھ)۔ج۔۲۔ص۔۱۴۲۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۳۸۔سورہ اعراف۔آیت۔۶۹۔

۳۹۔سورہ اعراف۔آیت۔۶۷۔
۴۰۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۲۸۔
۴۱۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۳۹۔
۴۲۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) ج۔۲۔ص۔۲۷۴۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز۔مکہ مکرمہ۔۱۴۱۸ھ۔
۴۳۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ)۔ج۔۲۔ص۔۲۱۴۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز۔مکہ مکرمہ۔۱۴۱۸ھ۔
۴۴۔زادالمیسر۔ج۔۶۔ص۔۲۶۳۲۔مطبوعہ مکتب اسلامی۔بیروت۔۱۴۰۷ھ۔
۴۵۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۳۵۔
۴۶۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۳۷۔
۴۷۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۳۹۔
۴۸۔سورہ احقاف۔۲۳۔۲۴۔
۴۹۔سورہ اعراف۔آیت۔۷۲۔
۵۰۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۱۔۴۲۔
۵۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث۔۳۳۴۳۔مطبوعہ دارا لکتاب العربی۔۱۴۰۷ھ۔
۵۲۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ)۔ج۔۲۔ص۔۳۶۱۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز۔مکہ مکرمہ۔۱۴۱۸ھ۔
۵۳۔سورہ الذاریات۔آیت ۴۱۔۴۲۔
۵۴۔المسند۔امام محمد بن ادریس شافعی (متوفی ۲۰۴ھ)۔رقم الحدیث۔۵۰۲۔ص۔۱۷۵۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔بیروت۔۱۴۲۵ھ۔
۵۵۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔رقم الحدیث ۵۰۹۹۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۶۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔رقم الحدیث۔۵۰۹۹۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۷۔سورہ احقاف۔آیت۔۲۵۔۲۶۔
۵۸۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۶۔
۵۹۔سورہ الاحقاف۔آیت۔۲۴۔صحیح بخاری۔امام انوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث۔۳۲۰۶۔مطبوعہ دارالکتاب العربیہ۔
۶۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث۔۹۰۰۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز۔مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۶۱۔سورہ مریم۔آیت۔ ۷۴۔
۶۲۔سورہ المومن۔آیت۔ ۸۲۔
۶۳۔سورہ الانعام۔آیت۔ ۱۲۳۔
۶۴۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔ ۱۵۔
۶۵۔سورہ ق۔آیت۔ ۳۶۔
۶۶۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤدسلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔رقم الحدیث۔۵۰۹۷۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۶۷۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤدسلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔رقم الحدیث۔۴۹۰۸۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۶۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔ ۲۲۵۲۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۶۹۔سورہ القمر۔آیت۔۱۸۔۱۹۔
۷۰۔سورہ فجر۔آیت۔۷۔
۷۱۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔ ۱۵۔
۷۲۔سورہ المرسلات۔آیت۔۱۔ ۴۔
۷۳۔سورہ اعراف۔آیت۔ ۷۳۔
۷۴۔سورہ اعراف۔آیت۔ ۷۴۔
۷۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۷۵۔
۷۶۔سورہ اعراف۔آیت۔۷۶۔
۷۷۔سورہ اعراف۔آیت۔۷۷۔
۷۸۔سورہ اعراف۔آیت۔۷۸۔
۷۹۔سورہ اعراف۔آیت۔۷۹۔
۸۰۔معالم التنزیل۔امام ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ۵۱۶ھ)۔ج۔۲۔ص۔ ۱۴۵۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۸۱۔معالم التنزیل۔امام ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ۵۱۶ھ)۔ج۔ ۲۔ص۔ ۱۴۵۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۸۲۔ سورہ القمر۔آیت۔۲۸۔
۸۳۔البدایہ والنہایہ۔حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی (متوفی ۷۷۴ھ)۔ج۔۱۔ص۔۱۳۵۔ مطبوعہ دار الفکر۔بیروت۔۱۴۱۸ھ۔
۸۴۔سورہ الذاریات۔آیت۔ ۴۳۔۴۵۔
۸۵۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔رقم الحدیث۔ ۱۴۱۶۰۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔

۱۳۹۸ھ۔
۸۶۔سورہ القمر۔آیت۔۲۹۔۳۰۔
۸۷۔سورہ ہود۔آیت۔۶۵۔
۸۸۔تفسیر القرآن العزیز۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔ج۔۱۔رقم الحدیث۔۹۱۱۔مطبوعہ دارالمعرفہ۔بیروت۔
۸۹۔سورہ ہود۔آیت۔۶۷۔
۹۰۔سورہ الحاقہ۔آیت۔۱۔۷۔
۹۱۔سورہ ہود۔آیت۔۶۶۔
۹۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۷۹۔
۹۳۔سورہ القمر۔آیت۔۳۱۔
۹۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث۔۴۷۰۲۔مکتبہ دارالکتاب العلمیہ۔بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۹۵۔سورہ الشمس۔آیت۔۱۱۔۱۵۔
۹۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث ۳۳۷۹۔مکتبہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۹۷۔شرح مسلم۔مولف۔حافظ محمد غلام رسول سعیدی۔ج۔۷۔کتاب الزھدورقاق۔رقم الحدیث۔۸۶۵۔پبلیشر کراچی۔
۹۸۔شرح مسلم۔مولف۔حافظ محمد غلام رسول سعیدی۔ج۔۷۔کتاب الزھدورقاق۔رقم الحدیث۔۸۶۵۔پبلیشر کراچی۔
۹۹۔تفسیر القرآن العزیز۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔ج۔۱۔رقم الحدیث۔۹۱۵۔مطبوعہ دارالمعرفہ۔بیروت۔
۱۰۰۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔رقم الحدیث۔۳۰۸۸۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۰۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۵۔
۱۰۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۶۔
۱۰۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۷۔
۱۰۴۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۸۔
۱۰۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۹۔
۱۰۶۔سورہ اعراف۔آیت۔۹۰۔
۱۰۷۔سورہ اعراف۔آیت۔۹۱۔
۱۰۸۔سورہ اعراف۔آیت۔۹۲۔

۱۰۹۔سورہ اعراف۔آیت۔۹۳۔
۱۱۰۔سورہ ق۔آیت۔۱۴۔
۱۱۱۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔ج۔۵۔ص۔۳۴۰۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ
۱۱۲۔البدایہ والنہایہ۔حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی (متوفی ۷۷۴ھ)۔ج۔ا۔ص۔۱۹۰۔ مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۸ھ۔
۱۱۳۔الاحسان بہ ترتیب صحیح ابن حبان۔امام ابوحاتم محمد بن حبان البستی (متوفی ۳۵۴ھ)۔رقم الحدیث۔ مطبوعہ موسسۃ الرسالہ بیروت۔۱۴۰۷ھ۔
۱۱۴۔تاریخ دمشق الکبیر۔امام ابوالقاسم علی ابن الحسن ابن عساکر (متوفی ۵۷۱ھ) ج۔۲۵۔ص۔۵۴۔ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔بیروت۔
۱۱۵۔المنتظم۔ج۔ا۔ص۔۲۰۹۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۱۱۶۔سورہ الحجر۔آیت۔۷۹۔
۱۱۷۔البدایہ والنہایہ۔حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی (متوفی ۷۷۴ھ)۔ج۔ا۔ص۔۲۶۷۔ مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۸ھ۔
۱۱۸۔سورہ اعراف۔۸۵۔
۱۱۹۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۵۔۸۶۔
۱۲۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۹۰۔۹۱۔
۱۲۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۹۲۔
۱۲۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۹۳۔
۱۲۳۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۸۱۔۱۸۳۔
۱۲۴۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۸۰۔
۱۲۵۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۸۶۔
۱۲۶۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۸۷۔
۱۲۷۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۸۸۔
۱۲۸۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۸۹۔
۱۲۹۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۸۰۔
۱۳۰۔المنتظم۔ج۔ا۔ص۔۲۱۰۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۱۳۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۷۲۔

۸۔سورہ انفال (مال غنیمت)

نام:

انفال۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ن۔ف۔ل) سے مشتق ہے۔ا؎

النفل۔ ہر اس عمل کو کہتے ہیں جو واجب سے زیادہ ہو۔

النفل۔سے مراد مال غنیمت، ھبا اور عطیہ کو کہتے ہیں۔نفل کی جمع انفال ہے۔

نافلۃ۔عربی زبان میں پوتے کو بھی کہتے ہیں یہاں اس سے مراد بیٹا تو اصل ہے لیکن پوتا زائد ہے یعنی اضافی ہے۔

النوافل۔سے مراد دریا، سمندر، عطیہ اور بہت زیادہ عطا کرنے والا انسان۔

نفل۔کے بنیادی معانی عطا کرنا یا عطیہ کے ہیں۔۲؎

شان نزول:

سورہ انفال مدنی سورہ ہے، اس میں ۷۵ آیات اور دس رکوع ہیں، سورہ انفال کا شمار مثانی سورتوں میں کیا جاتا ہے۔

مضامین:

۱۔انفال اور غنائم، بیت المال سے متعلق احکامات۔

۲۔غزوہ بدر اور مومنین کی خصوصیات اور صفات کا تذکرہ۔

۳۔جہاد کے احکامات اور دشمن کے مقابلے میں مسلمانوں کی ذمہ داریاں۔

۴۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مدینہ کی جانب ہجرت۔

۵۔قبل از اسلام مشرکین کے حالات اور ان کے خرافات۔
۶۔احکام خمس اور تقسیم کی کیفیت۔
۷۔جہاد کے لیے جنگی، سیاسی اور معاشرتی تیاری۔
۸۔ظاہری اعتبار سے افرادی قوت کم ہونے کے باوجود دشمن پر مسلمانوں کی معنوی برتری۔
۹۔جنگی قیدوں کے احکام اور ان کے ساتھ برتاؤ۔
۱۰۔عہد و پیمان کی پابندی۔
۱۱۔منافقین سے مقابلہ اور ان کی شناخت کا طریقہ۔

مال غنیمت:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں، سورہ انفال غزوہ بدر کے بارے میں اتری ہے، انفال سے مراد غنیمتیں ہیں جو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تھیں ان میں سے کوئی چیز کسی اور کے لئے نہ تھی آپؐ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا گھوڑا بھی انفال میں شامل ہے اور دیگر سامان بھی۔
حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں، مال غنیمت کی تقسیم سے جو چیزیں الگ کر لی جائیں وہ انفال ہیں۔
اس سورہ کا موضوع انفال اور اموال غنیمت کی تقسیم ہے۔ اموال غنیمت اور انفال میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں جو میدان جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھ لگیں جبکہ یہ جنگ جہاد فی سبیل اللہ ہو۔
سب سے پہلے اہل بدر کے درمیان اموال غنیمت کی تقسیم کے بارے میں اختلافات پھوٹ پڑے، تو اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو خوف خدا اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاملے کی طرف متوجہ کیا اور لوگوں کے دلوں میں ایمان اور تقویٰ کے جذبات ابھارے گئے۔
اللہ تعالیٰ نے انہیں یاد دلایا کے تم تو شروع سے ہی یہ چاہتے تھے کے قافلے پر حملہ کر کے مال غنیمت حاصل کر لو لیکن اللہ کی حکمت کا تقاضا یہ تھا کے تمہیں نصرت اور عزت سے نوازے۔
پھر انہیں اس غزوہ کے مراحل پر غور کرنے، کم سپاہ اور کم جنگی ساز و سامان کے حوالے سے انھیں بتایا گیا کے وہ دشمن کے مقابلے میں بہت کمزور تھے، دوسری جانب دشمن ان سے کہیں زیادہ طاقتور

تھا، پھر ایسے سخت مشکل وقت میں اللہ نے اہل ایمان کی مدد فرشتوں کے ذریعے کی اور ان کے قدموں کو مضبوطی سے جمائے رکھا، یہی نہیں بلکہ میدان جنگ میں اپنی رحمت سے بارش برسائی تاکہ زمین ہموار ہوجائے اور مسلمانوں کے لئے جنگ آسان ہوجائے، تاہم مسلمانوں نے اس بارش کے پانی سے اپنے مویشیوں کو سیراب کیا، خود پاکی طہارت اور غسل کیا اور رات کو نہایت پر سکون نیند بھی سوئے جس نے اگلے دن جنگ کو جیتنے کے لئے نہایت معاونت کی، دوسری جانب اللہ نے دشمنوں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب و دبدبہ بھی ڈال دیا اور ان پر شدید عذاب نازل کیا۔

مسند احمد میں حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ کہتے ہیں، غزوہ بدر میں میرا بھائی عمیر قتل ہوا، اور میں نے سعید بن عاص کو قتل کیا اور اس کی تلوار ذوالکثیفہ لے کر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جاؤ اس تلوار کو باقی مال کے ساتھ رکھ دو، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل تو کر لی لیکن اس وقت میرے دل پر جو گزر رہی تھی وہ میں ہی جانتا تھا ایک طرف بھائی کے قتل کا صدمہ دوسری طرف اپنا حاصل کردہ سامان واپس ہونے کا صدمہ، ابھی میں چند قدم ہی چلا تھا کے سورہ انفال نازل ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا جاؤ اور وہ تلوار جو تم نے ابھی رکھی تھی لے لو۔ ارشاد خداوندی ہے!

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِكُمْ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔ ۳

ترجمہ۔ اے پیغمبر لوگ تم سے غنیمتوں کے بارے میں پوچھتے ہیں؟ کہہ دو کے یہ غنیمتیں اللہ اور اس کے رسول کی ہیں، پس اللہ سے ڈرو اور آپس کے باہمی تعلقات کو ٹھیک رکھو۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی اس جماعت کی عملی اور لسانی تربیت فرمائی، چنانچہ اموال غنیمت کی تقسیم کے اختیارات ان سے لے لیے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مال غنیمت کے تمام اختیارات سونپ دئے گئے، یہاں تک کہ تقسیم غنائم کے بارے میں تفصیلی احکامات نازل ہوئے لہٰذا اس معاملے

میں ان کے لیے کسی تنازعے کا کوئی حق ہی نہ رہا یہ اللہ کا فضل تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان ان کی تقسیم اس طرح فرمائی جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہدایت فرمائی اس عملی اصلاح کے ساتھ ساتھ یہ طویل اور مسلسل ہدایت بھی ان کو دی گئیں اور یہ ہدایت اس سورہ میں دور تک چلی گئیں۔

حقیقت یہ ہے کے تقویٰ دلوں کی لگام ہے اور تقویٰ ہی کے ذریعے دلوں کی قیادت کی جاسکتی ہے اور بڑی ہی سہولت کے ساتھ کی جاسکتی ہے، قرآن کریم اول سے آخر تک انسان کی قیادت اسی تقویٰ اور تعلق باللہ کی لگام کے ذریعے کرتا ہے، جب ہی قرآن کریم کو اصلاح کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔

غزوہ بدر کا پس منظر ملاء اعلی تک وسیع ہوتا ہے، کیونکہ اب یہ معرکہ یوم بدر سے بھی آگے، پوری انسانی تاریخ سے بھی آگے بڑھ کر، پوری دنیاوی زندگی کے دائرے سے بھی وسیع تر دار آخرت تک پہنچ جاتا ہے اور اس پیش منظر میں جماعت مسلمہ کو یہ شعور دیا جاتا ہے کے اللہ کے ہاں انسان اور اس کے اعمال کی کیا قدر و قیمت ہے جبکہ اقامت دین کی خاطر جدو جہد اور حرکت اللہ کی نظر میں کس قدر مقدس ہے۔

یہ ایک معرکہ ہے جو اللہ کے امر اور اس کی مشیت کے مطابق تھا، جس کی کل تدبیر اللہ خود کر رہا تھا یہی نہیں بلکہ اللہ کے خاص دستے اس غزورہ میں مسلمانوں کے ساتھ شریک تھے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد:

رافع الرزقی ؓ سے، ان کے والد ؓ (جو بدری تھے) کہتے ہیں، حضرت جبرئیل علیہ السلام، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا، آپ ﷺ اہل بدر کے بارے میں کیا خیال کرتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ہم ان کو افضل المسلمین سمجھتے ہیں، تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا اسی طرح ہم فرشتوں میں سے جو بدری تھے، ان کو افضل سمجھتے ہیں۔ [۴]

ارشادات خداوندی!

اِذۡ یُوۡحِیۡ رَبُّکَ اِلَی الۡمَلٰٓئِکَۃِ اَنِّیۡ مَعَکُمۡ فَثَبِّتُوا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا

سَاُلۡقِیۡ فِیۡ قُلُوۡبِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوا الرُّعۡبَ فَاضۡرِبُوۡا فَوۡقَ الۡاَعۡنَاقِ وَ
اضۡرِبُوۡا مِنۡهُمۡ کُلَّ بَنَانٍ۔ ۵

ترجمہ۔ وہ وقت جب تمہارا رب فرشتوں کو اشارہ کر رہا تھا کے میں تمہارے ساتھ ہوں، تم اہل ایمان کو ثابت قدم رکھو، میں ابھی ان کافروں کے دلوں میں رعب ڈالے دیتا ہوں، پس تم ان کی گردنوں پر ضرب اور جوڑ جوڑ پر چوٹ لگاؤ۔

فَلَمۡ تَقۡتُلُوۡهُمۡ وَ لٰکِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمۡ ۪ وَ مَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَ لٰکِنَّ
اللّٰهَ رَمٰی ۚ وَ لِیُبۡلِیَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡهُ بَلَآءً حَسَنًا اِنَّ اللّٰهَ سَمِیۡعٌ
عَلِیۡمٌ۔ ۶

ترجمہ۔ پس حقیقت یہ ہے کے تم نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کو قتل کیا اور اے نبی تو نے نہیں پھینکا بلکہ اللہ نے پھینکا (اور مومنوں کے ہاتھ جو اس کام میں استعمال کیے گئے) تو یہ اس لیے تھا کے اللہ مومنین کو ایک بہترین آزمائش سے کامیابی کے ساتھ گزار دے، یقیناً اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔

ذٰلِکُمۡ وَ اَنَّ اللّٰهَ مُوۡهِنُ کَیۡدِ الۡکٰفِرِیۡنَ۔ ۷

ترجمہ۔ یہ معاملہ تو تمہارے ساتھ ہے اور کافروں کے ساتھ معاملہ یہ ہے کے اللہ ان کی چالوں کو کمزور کرنے والا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ وَ لَا تَوَلَّوۡا عَنۡهُ وَ اَنۡتُمۡ
تَسۡمَعُوۡنَ۔ ۸

ترجمہ۔ اے ایمان والو، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور حکم سننے کے بعد اس سے سرتابی نہ کرو۔

حق اور باطل میں فرق:

جنگ بدر ایک دوسرے زاویئے سے بھی حق و باطل کے درمیان فرقان تھا اور اس پہلو کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا۔

وَاِذۡ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحۡدَى الطَّآٮِٕفَتَيۡنِ اَنَّهَا لَـكُمۡ وَتَوَدُّوۡنَ اَنَّ غَيۡرَ ذَاتِ الشَّوۡكَةِ تَكُوۡنُ لَـكُمۡ وَيُرِيۡدُ اللّٰهُ اَنۡ يُّحِقَّ الۡحَـقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقۡطَعَ دَابِرَ الۡـكٰفِرِيۡنَ لِيُحِقَّ الۡحَـقَّ وَيُبۡطِلَ الۡبَاطِلَ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ۔۹

ترجمہ۔ یاد کرو وہ موقع جب اللہ تم سے وعدہ کر رہا تھا کے دونوں گروہوں میں سے ایک تمہیں مل جاے گا، تم یہ چاہتے تھے کے کمزور گروہ تمہیں ملے، مگر اللہ کا ارادہ یہ تھا کے اپنے ارشادات سے حق کو حق کر دکھائے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے تا کہ حق حق ہو کر رہے اور باطل باطل ہو کر رہ جائے خواہ مجرموں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔

جو لوگ بدر کے لیے نکلے تھے وہ صرف اس ارادے سے نکلے تھے کے ابوسفیان کے قافلے کو لے لیں جو غیر مسلح تھا لیکن اللہ نے ان کی آرزو کو پورا نہ کیا، اللہ نے ابوسفیان کے قافلے کو بچ کر نکل کر جانے کا موقعہ دیا اور اہل اسلام کو ابوجہل کے پر شوکت لشکر سے ٹکرا دیا جس کے نتیجے میں جنگ ہوئی اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی دوسری جانب کفار قید اور قتل ہوئے۔

یہ سب اس لئے نہیں ہوا کے مسلمان قافلے پر قابض ہو کر آسان طریقے سے مال غنیمت حاصل کر لیں بلکہ اللہ حق اور باطل کے فرق کو بتانا چاہتے تھے۔ ارشاد داوندی ہے!

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا لَقِيۡتُمۡ فِئَةً فَاثۡبُتُوۡا وَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَثِيۡرًا لَّعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ۔۱۰

ترجمہ۔ اے ایمان والو! جب کسی گروہ سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بکثرت یاد کرو، توقع ہے تمہیں کامیابی نصیب ہوگی۔

جہاں تک ثبات اور جم جانے کا تعلق ہے تو یہ فتح و نصرت کی راہ میں پہلا قدم ہے، کیونکہ قاعدہ یہ ہے کے جو بھی میدان میں جم جائے گا وہی نصرت پائے گا، دوسری جانب مسلمانوں کو اس کا بھی علم نہیں کے اگر ان کا دشمن ان کے لئے مشکلات کھڑی کر رہا ہے تو دوسری جانب وہ خود بھی مشکلات، تکالیف اور ہزیمت سے گزر رہا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے!

يَآأَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ ١١

ترجمہ۔اے نبی! تمہارے اور اہل ایمان کے لیے تو بس اللہ ہی کافی ہے۔

ان آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل ایمان کو اطمینان دلایا جاتا ہے کہ اللہ تمہارا دوست، ولی ہے اور تمہارے لیے کافی ہے، لہٰذا تم راہ خدا میں لڑنے کے لیے حریص بن جاؤ، چنانچہ اس جذبہ اور قوت ایمانی کی وجہ سے تم میں سے ایک شخص دس انسانوں کے برابر قوت کا مالک بن جائے گا، اور اسی قوت ایمانی کے سبب وہ اپنے سے دگنے دشمنوں کو با آسانی شکست فاش دینے میں کامیاب ہوجائیں گے۔ یہ وہ نکتہ ہے جہاں عقل انسانی حیران اور ششدر رہ جاتی ہے کہ بھلا ایک عام سا انسان اپنی قوت ایمانی کے بل پر اللہ کے یہاں کس قدر انعامات کا مستحق ٹھہرتے ہوئے نا قابل تسخیر ہوجاتا ہے اور اپنے سے کئی گنا طاقتور دشمن جو جنگی تربیت یافتہ، جدید اوزار و ہتھیار سے لیس اور دگنی سے زائد قوت کے مالک کو میدان کارزار میں پچھاڑ کر رکھ دیتا ہے،

بے شک یہ معرکہ یقینی طور پر محفوظ انجام رکھتے ہوئے واضح نتائج کی ضمانت دیتا ہے اور یہ ضمانت اللہ کی دی ہوئی ضمانت ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

يَآأَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ ١٢

ترجمہ۔اے نبی! تمہارے اور اہل ایمان کے لیے تو بس اللہ ہی کافی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد مومنین کو کہا گیا کہ وہ اللہ کی راہ میں قتال کے لیے حریص بن جائیں، یہ حکم ایسے حالات میں دیا جاتا ہے جب ہر شخص مستعد، اور جنگ کے لئے حریص ہو، ایک جانب ان کے رگ و ریشے اس جنگ کے لیے آمادہ ہوں دوسری جانب ان کے قلوب ایمان، اطمینان اور اللہ پر بھروسے سے بھر جائیں۔

يَآأَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۔ ١٣

ترجمہ۔اے نبی مومنین کو جنگ پر ابھاریئے، ان کو آمادہ کیجئے، کیونکہ وہ اللہ کے دشمنوں اور اپنے

دشمنوں کے ہم پلہ ہیں اگرچہ تعداد میں وہ کم ہیں اور دشمن زیادہ ہے اور ارد گرد پھیلا ہوا ہے۔

اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ [۱۴]

ترجمہ۔ اگر تم میں سے بیس آدمی صابر ہوں تو وہ دوسو پر غالب آئیں گے اور اگر سو آدمی ایسے ہوں تو منکرین حق میں سے ہزار آدمیوں پر بھاری رہیں گے۔ ایسا کیوں ہے؟ یہ بات نہایت ہی اچانک اور عجیب ہے لیکن اس کے اندر گہرائی اور سچائی ہے۔

بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ کیونکہ وہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھ نہیں رکھتے بظاہر فقاہت اور جنگ میں غلبے کے درمیان کوئی تعلق نظر نہیں آتا لیکن ان کے درمیان حقیقی اور نہایت ہی مضبوط تعلق ہے، مومن افواج اچھی طرح جانتی ہے کے ان کی راہ کیا ہے؟ ان کا منہاج کیا ہے؟

اور اس ذات کی حقیقت کیا ہے؟ ان کا مقصد وجود کیا ہے؟ دراصل اہل ایمان کا دستہ اچھی طرح جانتا ہے کے الوہیت کا مقام کیا ہے اور بندگی کے آداب کیا ہیں؟ وہ جانتے ہیں کے الوہیت منفرد اور بلند ہوتی ہے اور بندگی کے آداب یہ ہیں کے بندگی صرف اللہ کی، کی جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنایا جائے، اگرچہ اہل ایمان کا دستہ یہ بھی جانتا ہے، وہی امت مسلمہ ہے، وہی اللہ کی ہدایت کا حامل ہے اور یہ دستہ دنیا میں اس لیے تخلیق کیا گیا ہے تا کہ انسانوں کو دوسرے انسانوں کی بندگی اور غلامی سے نکال کر اللہ وحدہ کی بندگی میں داخل کر دیا جائے، ان تجربات کی روشنی میں قرآن ان کو حکم دیتا ہے کے تم ہر جنگ میں ثابت قدمی اختیار کرو۔

مومنین کی صفات:

سورہ انفال میں اللہ تعالی نے مومنین کی درج ذیل خصوصیات کا ذکر فرمایا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ

حَقًّا ۚ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ مَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۔ ١٥

ترجمہ۔ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو ان کے ایمان کو زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں، جو نماز کو قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو سچے ایمان والے ہیں ان کے لئے ان کے رب کے پاس درجات ہیں اور مغفرت ہے اور رزق کریم ہے۔

المومن۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ا۔م۔ن) سے مشتق ہے۔

ابن فارس نے کہا امن کی ضد خیانت ہے تاہم امن سے انسان کو اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔

امن۔کے ایک معنی تصدیق کے بھی ہیں۔

تاج العروس امن کے معانی بتاتے ہوئے کہتے ہیں بے فکری، حفاظت کی ذمہ داری اور امن کو قائم کرنا۔

امن۔سے ہی ائتمان، امانت، امون، امین، امنین، ایمان، امنو، اور مومن نکلے ہیں۔

ائتمان۔سے مراد بھروسہ اور اعتماد کے ہیں۔

ناقۃ امون۔سے مراد وہ اونٹنی جو قویٰ اور عادت کے اعتبار سے قابل اطمینان یعنی جس کے بارے میں یہ بھروسہ ہو کے وہ طویل سفر سے نہ تھکے گی اور نہ ہی وہ کسی کمزوری کا اظہار کرے گی۔

امانۃ۔سے مراد کسی بھروسے دار شخص کو کوئی اہم چیز سونپنا۔

امین۔سے مراد قابل اعتماد انسان جس سے انسان بے خوف ہو۔

قرآن کریم میں '**بلد امین**' کے الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں یعنی امن اور سلامتی کا شہر جہاں مکمل اطمینان اور سامان حفاظت موجود ہو۔١٦

مومنین:

اللہ پر ایمان لانے والوں کو بھی مومن کہا جاتا ہے لیکن ایک لطیف نکتہ کو سمجھنا ضروری ہے وہ شخص جو حلقہ اسلام میں داخل ہو گیا وہ مسلم ہے لیکن جس کے قلب میں ایمان داخل ہو گیا وہ علیحدہ ہیں۔

ہر انسان کے اندر بھی نیکی اور بدی کے رجحانات موجود ہیں چنانچہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے دنیا میں آنے کے یہی مقاصد تھے کے وہ بنی نوع انسانیت کو یہ بتا سکیں کے اپنے اندر کی نیکیوں کو معاشرے میں عام کریں اور برائیوں سے خود بھی بچیں اور اپنی ذات میں موجود برائی سے دوسروں کو بھی کوئی نقصان نا پہنچائیں۔

مومنین کی خصوصیات:

مومنین کی درج ذیل صفات اور خصوصیات ہوتی ہیں۔

۱۔مومنین کے دل میں اللہ کا خشوع ہوتا ہے:

عائشہؓ بیان کرتی ہیں، مومنین کے دل کا کانپنا پھنسی کی جلن کی طرح ہوتا ہے جب تم میں سے کسی کو یہ کیفیت حاصل ہو تو اس کو چاہئے کے وہ اس وقت دعا کرے۔۱۷

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا ایمان کو جمع کرتا ہے۔۱۸

حضرت سعید بن جبیرؒ بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا آدھا ایمان ہے۔۱۹

۲۔خشوع اور خضوع سے نماز کی ادائے گی:

کامل مومنین کی صفات میں نماز کی حفاظت اور اس کا خاص اہتمام شامل ہے،خضوع کے معنی ظاہری اعضاء کو اللہ کے حضور ادب سے جھکا دینا جبکہ خشوع کے معنی دل کو اللہ کی طرف جھکانا۔

۳۔لغویات سے اجتناب:

مومنین فضولیات ،لغویات ، بے حیائی ،لایعنی ، بے کار اور بے فائدہ باتوں اور کاموں سے خود کو بہت بچاتے ہیں،یعنی وقت کے قدردان ہوتے ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۔۲۰

ترجمہ۔(عباد الرحمن) جب بیہودہ کاموں کے پاس سے گزرتے ہیں تو شرافت کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اسلام کی خوبی یہ ہے کے انسان بے فائدہ باتوں اور بیکار کاموں کو چھوڑ دے۔۲۱؎

۴۔تزکیہ باطن:

مومنین ہر وقت اپنے نفس کے تزکیہ کی جانب متوجہ رہتے ہیں، اور اصلاح باطن کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰىهَا ۔۲۲

ترجمہ۔بے شک وہ کامیاب ہوا جس نے اپنی روح کو پاک کرلیا۔

۵۔شہوات سے دوری:

مومنین شہوتوں سے دور رہتے ہیں۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَلَا تَقۡرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِيۡلًا ۔۲۳

ترجمہ۔زنا قریب بھی نہ جاؤ، بے شک یہ بے حیائی ہے اور برا راستہ ہے۔

إِنَّمَا يَأۡمُرُكُم بِٱلسُّوٓءِ وَٱلۡفَحۡشَآءِ۔۲۴

ترجمہ۔شیطان تمہیں برائی اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔

إِنَّ ٱلَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ ٱلۡفَٰحِشَةُ فِي ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَهُمۡ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي ٱلدُّنۡيَا وَٱلۡأٓخِرَةِ۔۲۵

ترجمہ۔بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کے اہل ایمان میں بے حیائی پھیلے، ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

۶۔امانت داری:

مومن کی صفت یہ ہے کے وہ کبھی امانت میں خیانت نہیں کرتا اور نا ہی اپنے قول و اقرار سے پھرتا ہے، وہ امانت دار ہوتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ۔۲۶

ترجمہ۔ بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں امانت والوں کو پہنچا دو، اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو، بے شک اللہ تمہیں نہایت اچھی نصیحت کرتا ہے، بے شک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ۔۲۷

ترجمہ۔ جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدہ کا لحاظ رکھنے والے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خطبات میں ارشاد فرماتے! جو امانت دار نہیں، وہ دین دار نہیں۔ ۲۸؎

حضرت عبادہ بن صامت ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم مجھے 6 چیزوں ضمانت دے دو، میں تمھیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

۱۔ سچ بولو۔

۲۔ وعدہ پورا کرو۔

۳۔ امانت ادا کرو۔

۴۔ شرم گاہوں کی حفاظت کرو۔

۵۔ نگاہوں کو غیر محرم سے بچاؤ۔

۶۔ اور ظلم سے اپنے آپ کو روکو۔ ۲۹؎

۷۔ معاہدے کی پاسداری:

مومنین اپنے معاہدوں اور وعدوں کے بہت پکے ہوتے ہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی!

وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ ۖ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا ۔۳۰

ترجمہ۔ عہد کو پورا کرو، بے شک عہد کی باز پرس ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! چار صفات جس شخص میں ہوں گی وہ پکا منافق ہے۔

۱۔جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

۲۔جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

۳۔جب معاہدہ کرے تو خلاف ورزی کرے گا۔

۴۔جب کوئی جھگڑا ہوگا تو گالی گلوچ پر اتر آئے۔۱۳؎

۞

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔سورہ انفال۔آیت۔۱۔

۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دار ارقم بیروت۔

۵۔سورہ انفال۔آیت۔۱۲۔

۶۔سورہ انفال۔آیت۔۱۷۔

۷۔سورہ انفال۔آیت۔۱۸۔

۸۔سورہ انفال۔آیت۔۲۰۔

۹۔سورہ انفال۔آیت۔۷۔۸۔

۱۰۔سورہ انفال۔آیت۔۴۵۔

۱۱۔سورہ انفال۔آیت۔۶۴۔

۱۲۔سورہ انفال۔آیت۔۶۴۔

۱۳۔سورہ انفال۔آیت۔۶۵۔

۱۴۔سورہ انفال۔آیت۔۶۵۔

۱۵۔سورہ انفال۔آیت۔۲۔۴۔

۱۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۱۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۸۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ۔

۱۹۔حاتم
۲۰۔سورہ فرقان۔آیت۔۲۷۔
۲۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۲۔سورہ الشمس۔آیت۔۹۔
۲۳۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۳۲۔
۲۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۶۸۔
۲۵۔سورہ النور۔آیت۔۱۹۔
۲۶۔سورہ النساء۔آیت۔۵۸۔
۲۷۔سورہ المومنون۔آیت۔۸۔
۲۸۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۲۹۔ابن حبان، امام ابوحاتم محمد بن حبان تمیمی بستی (متوفی) مکتبہ دارالعلم بیروت۔
۳۰۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۳۴۔
۳۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۹۔سورہ توبہ (البراۃ)

نام:

توبہ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معنی اللہ کی جانب رجوع کرتے ہوئے اپنے سابقہ گناہوں کی اللہ سے معافی طلب کرنا ہے۔
سورہ التوبہ کے کئی اور نام بھی ہیں جن میں سے البراۃ، البحوث، المنقرۃ، الحافرۃ اور المشردۃ ہے، توبہ کے معنی البراۃ ہے۔

شان نزول:

سورہ التوبہ مدنی سورہ ہے،اس میں ۱۲۹ آیات اور ۱۶ رکوع ہیں،سورہ التوبہ مئین سوہ میں شمار کی جاتی ہے،سورہ التوبہ میں غزوہ تبوک کا ذکر ہے۔

مضامین:

۱۔مشرکین سے برائت کا اعلان۔
۲۔جنگ حنین میں کامیابی اور اللہ تعالی کی نصرت۔
۳۔ہجرت مدینہ کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غار ثور میں قیام۔
۴۔مسجد ضرار کی حقیقت۔
۵۔مسجد قباء اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت کا بیان۔
۶۔آزر کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا استغفار کرنا۔
۷۔تین اصحاب کا جنگ تبوک میں جانے سے انکار۔

دین اسلام کی سربلندی:

الدین۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (د۔ی۔ن) سے مشتق ہے۔ا؎

دین کثیر المعانی لفظ ہے جس کے معنی ،غلبہ، اقتدار،حکومت ،مملکت ،آئین ،قانون ،نظم ونسق ،فیصلہ، ٹھوس نتیجہ،سزا جزا، بدلہ اور اختیار کے ہیں۔دوسری جانب دین اطاعت اور فرمانبرداری کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔اہل لغات نے دین کے معانی حساب، غلبی ،تدبیر اور عادت بھی لکھے ہیں قرآن کریم میں مندرجہ بالا تمام معانی میں دین استعمال ہوا ہے۔

دین کے ایک معنی عادت مستمرہ کے بھی ہیں چنانچہ دین اس بارش کو بھی کہتے ہیں جو عادتاً ہمیشہ ایک ہی جگہ برستی ہے۔۲؎

اسلامی مما لک کا منشور دراصل قرآن کریم کے غیر متبدل اصولوں کا نام ہے تاہم تمام مما لک اسلامیہ کے کل کاروبار زندگی انھی اصولوں کے ماتحت ہونا چاہئے اسی کو دین کہتے ہیں۔

دین سے مراد اللہ کا عطا کردہ نظام زندگی جو بنی نوع انسانیت کی آزادی اور پابندی کی حدود کو متعین کرتی ہے۔

دین کے مطابق انسانی زندگی اعمال کے نتائج مرتب ہوتے ہیں۔

جس دن انسان اللہ کے دین کا تابع اور فرمانبردار ہوجائے گا وہ ہر قسم کی محکومی سے آزاد ہوجائے گا

ماہرین لغات کے مطابق مدینہ منورہ وہ ریاست ہے جہاں اللہ کا دین قائم ہوا۔

مدینہ کے معانی شہر کے ہیں یعنی ایسا شہر جہاں حکومت کی اطاعت کی جائے

دین سے مراد ضابطہ حیات ہے۔۳؎

ارشادات خداوندی:

اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ۔ ۴

ترجمہ۔تمھارے لئے دین اسلام کو پسند کیا، کے تم اس کو اپناؤ۔

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ ۵ ۔ ترجمہ۔ روز جزاء کا مالک ہے۔

ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۔ ۶ ۔ ترجمہ۔ یہی دین مستقیم ہے۔

ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ۔ ۷ ۔ ترجمہ۔ پھر آپ نے کیا سمجھا روز جزاء کیا ہے؟

يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ۭ وَالْاَمْرُ يَوْمَىِٕذٍ لِّلّٰهِ۔ ۸

ترجمہ۔ جس دن کوئی شخص کسی شخص کے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوگا، اوراس دن تمام احکام اللہ ہی کے لیے ہوں گے۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِــُٔـوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔ ۹

ترجمہ۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کے اللہ کی روشنی کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں، مگر اللہ اپنی روشنی کو مکمل کیے بغیر ماننے والا نہیں ہے خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی نا گوار ہو۔ وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تا کہ اسے پوری جنس دین پر غالب کردے خواہ مشرکوں کو یہ کتنا ہی نا گوار ہو۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔ ۱۰

ترجمہ۔ وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تا کہ اسے پوری جنس دین پر غالب کردے خواہ مشرکوں کو یہ کتنا ہی نا گوار ہو۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا۔ ۱۱

ترجمہ۔ اللہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا کہ اسے تمام دینوں پر غالب کردے اور اللہ کافی گواہ ہے۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ۔ ۱۲

ترجمہ۔ آج کفار تمہارے دین (کی ناکامی) سے مایوس ہو گئے سو تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ ہی سے

ڈرو۔

وَ مَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡہُ ۚ وَ ہُوَ فِی الۡاٰخِرَۃِ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ۔ ۱۳

ترجمہ۔جس شخص نے اسلام کے سوا کسی اور دین کو طلب کیا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔

دین کا لغوی معنی:

علامہ زبیدی لکھتے ہیں، دین کا معنی عادت ہے۔

ما زال ذالك ديني۔سے مراد میری ہمیشہ سے یہ عادت ہے۔

دین۔کے معنی اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔

دین۔کے معنی اطاعت ہے۔

دین اور مذہب کا فرق:

دین وہ قانون، دستور اور ضابطہ حیات ہے جو اللہ کی طرف سے ملا ہو اور دین اپنی اصل شکل میں قرآن کریم کی شکل میں قیامت تک دنیا میں موجود رہے گا جبکہ مذاہب مختلف انسانوں کے بنائے ہوئے قواعد وضوابط کا مجموعہ ہوتا ہے تاہم مذاہب میں کئی فرقے بھی ہوتے ہیں۔دین، شریعت اور مذہب وغیرہ کی تعریفات: میر سید شریف لکھتے ہیں! دین ایک الٰہی دستور ہے تاہم دین اللہ کی طرف منسوب ہے، ملت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہے اور مذہب مجتہد کی طرف منسوب ہے۔ ۱۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچویں دور کی بشارت دی جس میں کرہ ارض کے ہر حصے تک اسلام پہنچ اور پھیل جائے گا یہاں تک کے کوئی کچا گھر باقی نہ بچے گا جس میں اسلام کی روشنی نہ پہنچ جائے اور اللہ کا فرمان پورا ہو کر رہے گا یعنی!

ہُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡہُدٰی وَ دِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ

كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۔۱۵

ترجمہ۔اللہ نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ وہ اسے غالب کر دے تمام ادیان پر اگرچہ مشرک ناپسند کریں۔

اسی حوالے سے حضرت ثوبانؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! اللہ تعالی نے میرے لئے ساری زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے اس کے تمام مشارق اور مغارب کا مشاہدہ کرلیا اور سنو! میری امت کی حکومت ان تمام علاقوں پر قائم ہوکر رہے گی جو مجھ کو لپیٹ کر دکھائے گئے۔۱۶

حضرت مقداد بن اسودؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! اس زمین پر کوئی کچا گھر نہ بچے گا اور نہ ہی کوئی خیمہ بچے گا جہاں دین اسلام داخل نہ ہوجائے، اس پر حضرت مقداد بن اسودؓ نے کہا یہ سننے کے بعد میرے ذہن میں سورہ انفال کی یہ آیت آ گئی،

وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۔۱۷

ترجمہ۔اے ایمان لانے والو! ان کافروں سے جنگ کرو یہاں تک فتنہ باقی نہ رہے اور دین پورا کا پورا اللہ کے لئے ہوجائے۔

تکمیل دین:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ نے دین کو مکمل کر دیا چنانچہ قیامت تک اب کوئی دوسرا نبی یا رسول نہیں آئے گا کیونکہ جتنا دین دنیا اور آخرت کو سنوارنے کے لئے بتانا تھا وہ تمام تعلیمات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں مکمل کر دی گئیں تاہم دیگر انبیاء کرام کے مقابلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ امتیاز اور خصوصیت حاصل ہے کے گزشتہ انبیاء اور پیغمبر مخصوص قوم اور خطے پر بھیجے گئے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات پوری بنی نوع انسانیت کے لئے ہے رسول اللہ کی دو بعثتیں ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ

يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ
وَّ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔١٨

ترجمہ۔وہی ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک عظیم رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیات تلاوت کرتا ہے اور ان کے باطن کو صاف کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور بے شک اس سے پہلے وہ کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا تھے اور ان میں سے دوسروں کو بھی جو ابھی تک ان پہلوں سے نہیں ملے ہیں اور وہ بہت غالب اور بے انتہا حکمت والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی بعثت تو عرب امیوں کی طرف تھی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری بعثت ان لوگوں کی طرف ہے جو کے ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے ان دونوں بعثتوں کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔

ایک براہ راست بعثت جس کی سعادت عربوں اور صحابہ کرام کو حاصل ہوئی جبکہ دوسری بعثت کا تعلق قیامت تک آنے والی بنی نوع انسانیت سے ہے، یہ بات طے شدہ ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت، نبوت اور رسالت تمام انسانیت کے لئے قیامت تک کے لئے ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔١٩

ترجمہ۔اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے آپ کو سب لوگوں کے لئے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ۔٢٠

ترجمہ۔اے نبی کہہ دو! اے انسانوں! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔٢١

ترجمہ۔اے نبی! ہم نے آپ کو تمام جہان والوں پر رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۔٢٢

ترجمہ۔ بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل کیا ہے تا کہ وہ جہان والوں کے لئے متنبہ کرنے والا ہو۔ اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ہیں!

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں کالے اور گورے سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ ۲۳؎

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں عمومیت کے ساتھ تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں حالانکہ مجھ سے پہلے جتنے نبی بھی آئے وہ اپنی (مخصوص) قوم کی جانب بھیجے جاتے تھے۔ ۲۴؎

حضرت جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! پہلے ہر نبی اپنی خاص قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا لیکن میں تمام انسانوں کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔ ۲۵؎

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری بعثت اور قیامت اس طرح سے ہے پھر یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دو انگلیوں کو (جوڑ کر) اٹھایا۔ ۲۶؎

اب نہایت اہم سوال یہ ہے کے جب تک پوری انسانیت پر دین اسلام کا غلبہ طاری نہ ہو جائے تو اس وقت تک نا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد اور بعثت کا مقصد پورا ہوگا اور نہ ہی اس سے قبل دنیا کا خاتمہ ممکن ہے۔

بقول اقبال!

ہم تو جیتے ہیں کہ دنیا میں تیرا نام رہے
کہیں ممکن ہے کہ ساقی نہ رہے جام رہے!

یہ بات درست ہے کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ظاہری میں جزیرہ نمائے عرب میں اسلام پھیلا اور خلفاء راشدین کے دور میں بھی دین اسلام کی ترویج واشاعت دور دراز مقامات تک ہوئی جبکہ دیگر مسلمان خلفاء کے ادوار میں آدھی سے زائد دنیا جبکہ تین براعظموں تک پرچم اسلامی لہرا دیا گیا لیکن دین ابھی پورا کا پورا کامل نہ ہوا لہذا تکمیل دین کا مشن اس وقت مکمل ہوگا جب پوری دنیا نور نبوت اور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منور نہ ہو جائے یعنی ایک عالمگیر اسلامی انقلاب ابھی باقی ہے۔

بقول اقبال!

وقت فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نور توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص کسی کاہن کے پاس گیا اور اس کے قول کی تصدیق کی یا جس شخص نے حائضہ عورت کے ساتھ جنسی عمل کیا یا جس شخص نے کسی عورت کے ساتھ عمل معکوس کیا' تو وہ اس (دین) سے بری ہو گیا جو محمد ﷺ پر نازل کیا گیا۔ ۲۷؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر بچہ دین فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اس کو یہودی' نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ ۲۸؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

جو انسان دین اسلام کے لئے کام کرتا ہے اللہ تعالی اس انسان کے دنیاوی معاملات کی کفایت فرماتے ہیں، لوگ کسی بھی دینی امر کے لئے اپنے دنیاوی بھلائی کو ترک نہیں کرتے یہاں تک کے اللہ ان کے لئے کوئی اور نقصان دہ شے کا راستہ کھول دیتا ہے۔

آپؓ نے اپنے بیٹے محمد بن حنیفہؓ سے فرمایا! اے بیٹے میں تمھارے لئے فقر سے ڈرتا ہوں لہٰذا فقر سے اللہ کی پناہ طلب کرو کیونکہ فقر دین کی مشکل، عقل کی حیرانگی اور غیظ و غضب کا باعث ہے۔ اللہ نے حج کو اپنے دین کی تقویت اور اپنے قرب کے لئے واجب فرمایا ہے۔ دین کی ابتداء اللہ کی معرفت ہے۔ اس شخص کی قربت سے بچو جو تمھارے دین اور تمھاری عزت کے لئے خطرہ ہو۔

دین محض پیروی ہے اس میں انسان کی اپنی ذاتی رائے کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔

بہت سے ایسے امور ہیں جنھیں تم انجام پذیر کرنا چاہتے ہو، جبکہ ان امور کے وقوع پذیر ہونے میں تمھارے دین کی تباہی مضمر ہے۔ دین میں متلون مزاجی سے ڈرو۔ جو دین کو ہلکا سمجھتا ہے وہ ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے۔ دین میں یقین کا ہونا سرفہرست ہے۔

دین کا بہترین معاون صبر ہے۔ حسد دین کی آفت ہے۔

جس شخص کی کوئی نیت نہیں اس کا کوئی دین نہیں۔ دین کو ہلکا سمجھنا دین کی آفت ہے۔

بد بخت ہے وہ شخص جو دوسروں کی دنیا کی خاطر اپنے دین کو بیچ دے۔
آپؑ نے فرمایا! دین کے راستے کی مصیبت سب سے سخت ترین ہے۔
جو شخص جنگ وجدل اور کٹ حجتی کے ذریعے دین کو طلب کرے گا وہ زندیق ہو جائے گا۔
اس شخص کے پاس کوئی دین نہیں جس نے مخلوق کی اطاعت کے لئے اللہ کی نافرمانی کو اختیار کیا۔ بدعت جیسا کسی نے دین کو برباد نا کیا اور طمع اور لالچ سے زیادہ کسی شے نے مردوں کو خراب نا کیا۔ تمھارا بھائی، تمھارا دین ہے لہٰذا اپنے دین کے لئے جس طرح سے چاہو احتیاط کر لو۔
دین داروں کی کچھ علامات ہیں جس کے ذریعے سے انھیں پہچانا جا سکتا ہے۔
۱۔ سچی بات۔ ۲۔ ادائے امانت۔ ۳۔ وعدوں کو وفا کرنا۔ ۴۔ صلہ رحمی۔ ۵۔ کمزوروں پر رحم۔
۶۔ نیکی انجام دینا۔ ۷۔ خوش اخلاقی۔ ۸۔ علم اور ہر اس چیز کی پیروی جو اللہ کی قربت کا سبب ہو۔
دین سب سے زیادہ با فضیلت مطلوب ہے۔ دین ایک ایسا درخت ہے جس کی جڑ تسلیم ورضا ہے۔
جس کا دین خراب ہو گیا وہ خسارے میں ہے۔ دین دو نسبوں میں شریف ترین نسب ہے۔
دین کی اصلاح عقل کے سوا کوئی چیز نہیں کر سکتی۔
دین کو اپنی پناہ گاہ اور عدل کو اپنی تلوار بنا لو تو تم ہر برائی سے بچے رہو گے اور تم ہر دشمن پر غالب آجاؤ گے۔ بہترین ہے وہ انسان جس کی شہوت اس کے دین کو خراب نا کرے۔
یقیناً دین کا با فضیلت ترین جز۔ ۱۔ اللہ کی محبت۔ ۲۔ اللہ کے لئے بغض۔ ۳۔ اور اللہ کے لئے لین دین کرنا ہے۔
اللہ تبارک تعالی دین کو صرف اپنے چنے ہوئے خاص بندوں اور اپنی مخلوقات میں سے نہایت چنے ہوئے افراد کو عطا فرماتا ہے۔
جان لو کے دین کا اول تسلیم اور اس کا آخر اخلاص ہے۔
اللہ تعالی دنیا تو اسے بھی دیتا ہے جسے وہ دوست رکھتا ہے اور اسے بھی دیتا ہے جسے دوست نہیں رکھتا لیکن دین وہ صرف اسے دیتا ہے جسے وہ دوست رکھتا ہے۔ اگر تم نے اپنی دنیا کو اپنے دین کے تابع کر لیا تو سمجھ لو کے تم نے اپنی دین اور دنیا دونوں کو محفوظ کر لیا اور آخرت میں تم کامیاب ہو گئے
دین کا ثمر امانت داری ہے۔

تین چیزیں دین کی بنیاد ہیں۔۱۔پاک دامنی۔۲۔تقویٰ۔۳۔حیاء۔
تین چیزیں کمال دین ہیں۔۱۔اخلاص۔۲۔یقین۔۳۔قناعت۔
دین کو دنیا کے ذریعے مضبوط کرو لیکن دنیا کو دین کے ذریعے پائیدار نا کرو۔
دین کا بلند ترین مقام صبر، یقین اور نفسانی خواہشات سے مقابلہ ہے۔
تقویٰ کا سبب دین کی قوت ہے۔
دین کو اپنی حکومت کا قلعہ اور شکر کو اپنی نعمتوں کا محافظ بناؤ کیونکہ ہر وہ حکومت جس کا دین نے احاطہ کرلیا وہ مغلوب نہیں ہوسکتی اور ہر وہ نعمت جسے دین نے گھیر لیا وہ سلب نہیں ہوگی۔
دین کا مقصد امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور اللہ کی حدود کے قیام میں ہے۔
دین کو کھو دینے والا کفر و گمراہی میں سرگرداں ہوجاتا ہے۔ ہر وہ عزت جس کی تائید دین نا کرے وہ ذلت ہے۔
اپنے دین کی امور میں عقل منداور دنیاوی امور میں جاہل بن جاؤ۔
جس انسان کی دیانت داری درست ہوجائے گی اس انسان کی امانت داری بھی درست اور قوی ہوجائے گی۔جس انسان کے پاس دین نہیں اس کے پاس مروت نہیں۔
جس انسان کو دین عطا ہوجاتا ہے اس انسان کو دین و دنیا کی بھلائیاں عطا ہوجاتی ہیں۔
جو دین میں احتیاط سے کام لیتا ہے وہ قیامت کے دین عظیم المرتبت ہوجائے گا۔
جس انسان پر دین حق کا غلبہ ہوجاتا ہے وہ انسان نرم ہوجاتا ہے۔
شک اور شبہ میں مبتلا رہنے والے کے پاس کوئی دین نہیں اور غیبت کرنے والے کے پاس کوئی مروت نہیں۔
دین کا تھوڑا حصہ بھی دنیا کے بڑے حصے سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔۲۹؎

اہم نکتہ:

ابدال حق حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں ! مذہب اور لا مذہب میں بنیادی فرق یہ ہے کے لا مذہبیت انسان کے اندر شکوک وشبہات ، وسوسے اور غیر یقینی احساسات کو جنم دیتی ہے جبکہ

مذہب، احساسات، خیالات، تصورات اور زندگی کے اعمال وحرکات کو قائم بالذات اور مستقل ہستی سے وابستہ کر دیتا ہے۔ انسان کے نفس کو سدھارنے اور سدھانے کے لئے کسی نا کسی سبق کی لازمی ضرورت ہوتی ہے اور اللہ نے انسان کو تخلیق کرنے کے بعد اس کو یونہی تنہا بے یارو مددگار نہیں چھوڑا بلکہ اس کی تعلیم وتربیت کا بھی مکمل انتظام فرمایا۔ تمام پیغمبر جن کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار بیان کی جاتی ہے وہ بنی نوع انسانیت کے معلم ہیں اور ان سب نے انسانوں کی پہلی تربیت یہی کی کے اس کل کائنات کا خالق و مالک صرف اور صرف اللہ کی ذات ہے چنانچہ اللہ کی زمین پر اللہ کا ہی نظام نافذ ہوگا اور اللہ کی کل مخلوقات کو اللہ کے ہی بنائے ہوئے آئین کی پاسداری کرنا ہوگی کیونکہ کائنات میں کل غلبہ، حکومت، نظم ونسق، فیصلہ اور اختیار اللہ کا ہی قائم ہے چنانچہ جب انسان اللہ کے بنائے ہوئے قاعدے قوانین کا پابند ہوجاتا ہے تو سکون، اطمینان، آسودگی اور دائمی خوشی اس کے قدم چومنے لگتی ہے کیونکہ اللہ نے انسان کو اپنی اطاعت، عبادت اور فرمانبرداری کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ اس اعتبار سے دین کی ضرورت لازمی امر ہے کیونکہ یہی وہ آئین ہے جس پر عمل کر کے انسان حق اور باطل کے فرق کو سمجھتے ہوئے انسانیت کے منصب پر فائز ہوتا ہے۔

زکوۃ:

زکوۃ۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ز۔ک۔و) سے مشتق ہے۔

زکا۔ سے مراد نشونما پانا، بڑھنا، پھلنا پھولنا۔

الزکوۃ۔ نشونما، بالیدگی، پھلنے اور پھولنے کو کہتے ہیں۔ ۳۰

زکوۃ۔ ایک مالی عبادت ہے جس کے معنی ہیں مال کو پاک کرنا۔

زکوٰۃ سن ۲ ھ میں فرض کی گئی یہ عبادت بھی انبیاء سابقین پر فرض تھی جس طرح سے ہم پر فرض کی گئی ہے۔

قرآن کریم میں زکوۃ کا ذکر ۳۲ مرتبہ آیا ہے تو برکت (برکہ) کا ذکر بھی ۳۲ مرتبہ ہی آیا ہے۔

زکوۃ کا پس منظر اور ارشادات خداوندی:

زکوۃ ایک قدیم عبادت ہے جو دیگر انبیاء کرام کی قومیں بھی دیا کرتی تھیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں تین اقسام کی زکوۃ تھیں ایک آدھا مثقال سونا، چاندی یہ رقم جماعت کے خیمہ یا پھر بیت المقدس کی تعمیر میں خرچ کی جاتی اور قربان کی طلائی اور نقرئی ظروف کو بنانے میں کام آتی دوسری خیرات کھیت کاٹنے کے وقت اور پھل توڑنے کے وقت ادا کی جاتی یعنی انھیں یہ حکم تھا کے کونوں اور کھدروں میں موجود پھلوں اور اناج کو نہ اٹھایا جائے بلکہ یہ مسافروں کے حصے کے طور پر چھوڑ دیا جائے۔

تیسری خیرات یہ تھی کے ہر تیسرے سال کے بعد پیداوار اور جانوروں کا دسواں حصہ اللہ کے نام پر خیرات کیا جائے، یہ صدقات بیت المقدس کے مجاوروں، لادیوں اور موروثی کاہنوں کے لئے ہوتی اور اگر اس میں سے بچ جائے تو پھر وہ بیت المقدس کے خزآنے میں جمع کر دیا جائے جس سے مسافروں، یتیموں، بیواؤں اور غرباء کی وقت ضرورت مدد اور انھیں کھانا کھلانے کا انتظام یا جائے۔۳۱

۱۔اسماعیل علیہ السلام:

وَ كَانَ يَأْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ وَ كَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ۔۳۲

ترجمہ۔(اسماعیل) وعدے کے سچے اور ہمارے بھیجے ہوئے رسول تھے، جو اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوۃ کا حکم دیتے تھے۔

۲۔عیسیٰ علیہ السلام:

وَ اَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۔۳۳

ترجمہ۔(عیسیٰ نے کہا) مجھے نماز اور زکوۃ کا حکم دیا گیا ہے۔

۳۔اہل کتاب:

وَ مَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ
وَ مَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ۬ حُنَفَآءَ وَ يُقِيْمُوا
الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَ ذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ۔ ۳۴

ترجمہ۔اور جولوگ اہل کتاب تھے وہ اس واضح دلیل کے آنے ہی کے بعد مختلف ہو گئے، حالانکہ ان لوگوں کو یہی حکم ہوا تھا کہ اللہ کی اس طرح عبادت کریں کہ عبادت کو اسی کے لیے خاص رکھیں، یکسو ہو کر اور نماز کی پابندی رکھیں اور زکوٰۃ دیا کریں، یہی درست دین ہے۔

۴۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر:

وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ۔ ۳۵

ترجمہ۔نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرو، رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔

۵۔زکوۃ دینے والوں پر اللہ کی رحمت:

وَ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَ يُؤْتُوْنَ
الزَّكٰوةَ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ۔ ۳۶

ترجمہ۔میری رحمت ہر شے پر حاوی ہے،تو میں اس کو ان لوگوں کے لئے لکھ لونگا جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں۔

وَ مَاۤ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَاۡ فِيْۤ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَ
مَاۤ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُضْعِفُوْنَ۔ ۳۷

ترجمہ۔جولوگ اللہ کی خوشنودی کی خاطر زکوۃ دیتے ہیں تو ایسے ہی لوگ اپنے مال کو دگنا کرنے والے ہیں۔

۷۔زکوۃ نہ دینا مشرکوں کی صفت ہے:

الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ ھُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ ھُمۡ کٰفِرُوۡنَ۔۳۸

ترجمہ۔خرابی ہے مشرکوں کے لئے جو زکوۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے بھی منکر ہیں۔

وَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتُ بَعۡضُھُمۡ اَوۡلِیَآءُ بَعۡضٍ ۘ یَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ یَنۡھَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ یُطِیۡعُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ ؕ اُولٰٓئِکَ سَیَرۡحَمُھُمُ اللّٰہُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ۔۳۹

۸۔مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں، وہ اچھے کاموں کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں وہ نماز پڑھتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے پیغمبروں کی اطاعت کرتے ہیں۔

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوۡلُہٗ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ ھُمۡ رٰکِعُوۡنَ۔۴۰

۹۔تمھارے دوست تو بس خدا اور اس کے پیغمبر ہیں اور مومنین تو وہ ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ کے آگے جھکتے ہیں۔

اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَھُمۡ بِالَّیۡلِ وَ النَّھَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً فَلَھُمۡ اَجۡرُھُمۡ عِنۡدَ رَبِّھِمۡ وَ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡھِمۡ وَ لَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ۔۴۱

۱۰۔اور وہ لوگ جو اپنا مال رات اور دن، پوشیدہ اور ظاہر اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کا صلہ تو ان کے پروردگار کے پاس ہے ان کو قیامت کے دن نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی کوئی غم ہوگا۔

وَ لَا یَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ یَبۡخَلُوۡنَ بِمَاۤ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖ ھُوَ خَیۡرًا لَّھُمۡ ؕ بَلۡ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمۡ ؕ سَیُطَوَّقُوۡنَ مَا بَخِلُوۡا بِہٖ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ؕ وَ لِلّٰہِ مِیۡرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ وَ اللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ۔۴۲

۱۱۔ جولوگ ان چیزوں کو خرچ کرنے میں بخل کرتے ہیں جو ان کو اللہ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی ہے وہ ہرگز یہ گمان نہ کریں کے یہ بخل ان کے حق میں بہتر ہے بلکہ وہ ان کے حق میں بہت برا ہے۔ وہ مال قیامت کے دن ان کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۟ الَّذِىْ جَمَعَ مَالًا وَّ عَدَّدَهٗ ۟ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۟ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِى الْحُطَمَةِ ۟ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۟ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۟ الَّتِىْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۟ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۟ فِىْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۔۴۳

۱۲۔ ہر طعنہ دینے والے اور غیبت کرنے والے کے لئے تباہی ہے جس نے مال جمع کیا اور اس کو گن گن کر رکھا وہ گمان کرتا ہے کے وہ مال اس کو ہمیشہ زندہ رکھے گا۔ ہرگز نہیں وہ چورا چورا کرنے والی میں ضرور پھینک دیا جائے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا جانیں کے چورا چورا کرنے والی کیا ہے؟ وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے، جو دلوں پر چڑھ جائے گی، بے شک وہ ان پر ہر طرف سے بند کی گئی ہوگی۔ بھڑکتے ہوئے شعلوں کے ستونوں میں،

وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ۔۴۴

۱۳۔ نماز پڑھتے رہو اور زکوۃ ادا کرتے رہو اور اللہ کو اچھا قرض دو۔

وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۔۴۵

۱۴۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سائل کو مت جھڑکیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب لوگ اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کرتے تو اللہ تعالی آسمان سے بارش کو روک دیتا ہے اور اگر زمین پر چوپائے نا ہوں تو آسمان سے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ گرے۔۴۶

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مسلمان کے گھوڑے اور اس کے غلام کی زکوۃ نہیں ہے۔۴۷

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! زکوۃ سے اپنے اموال کی حفاظت کرو اور صدقات سے اپنے بیماروں کی دوا کرو اور مصائب کے لئے دعا کو تیار رکھو۔ ۴۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! فقیر کی ہتھیلی پر آنے سے پہلے صدقہ رحمن کے ہاتھ میں آتا ہے۔
عطار بن یسارؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کسی غنی کے لئے صدقہ لینا جائز نہیں مگر پانچ کے لئے۔
۱۔ جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہو۔ ۲۔ یا وہ صدقہ جس کو وصول کرنے والا عامل ہو۔
۳۔ یا مقروض ہو۔ ۴۔ یا جس نے صدقہ کو اپنے مال سے خرید لیا ہو۔ ۵۔ یا جس شخص کا کوئی مسکین پڑوسی ہو اور اس پر کوئی چیز صدقہ کی گئی ہو اور وہ مسکین غنی کو وہ چیز ہدیہ کر دے۔ ۴۹

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص بھی کسی پاک چیز کو صدقہ کرتا ہے اور اللہ کسی پاک چیز کے سوا کسی اور چیز کو قبول نہیں کرتا تو رحمٰن اس کو اپنے ہاتھوں میں لے لیتا ہے خواہ وہ ایک کھجور ہی کیوں نہ ہو پھر وہ کھجور رحمٰن کے ہاتھ میں بڑھتی رہتی ہے حتیٰ کے وہ پہاڑ سے بھی زیادہ بڑی ہو جاتی ہے جیسا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے گھوڑے یا اس کے بچھڑے کو بڑھاتا رہتا ہے۔ ۵۰

ترمذی کی ایک دوسری روایت میں ہے ایک لقمہ بھی پہاڑ جتنا ہو جاتا ہے اور اس کی تصدیق اللہ کی کتاب میں ہے۔

أَلَمْ يَعْلَمُوٓا أَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَأْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۔۵۱

ترجمہ۔ بے شک اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتے ہیں، اور صدقات قبول فرماتا ہے، بے شک اللہ خوب زیادہ توبہ قبول کرنے والا ہے مہربان ہے۔

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ يُرْبِي الصَّدَقٰتِ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ ۔۵۲

ترجمہ۔ اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا رہتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کون سا صدقہ سب سے زیادہ افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تنگ دست کی کمائی اور فرمایا! اپنے عیال سے ابتدا کرو۔ ۵۳؎

حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا! تم اپنی تھیلی کا منہ بند نہ کرنا ورنہ اللہ تعالیٰ بھی اپنے خزآنے کا منہ تم پر بند کر دے گا تم جس قدر بھی خرچ کر سکتی ہو خرچ کیا کرو۔ ۵۴؎

حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! صدقہ، صدقہ دینے والوں کی قبروں سے گرمی کو دور کرتا ہے اور مسلمان قیامت کے دن صرف اپنے صدقے کے سایے میں ہوگا۔ ۵۵؎

حضرت عمرو بن عوفؓ بیان کرتے ہیں، مسلمان کا صدقہ عمر میں زیادتی کرتا ہے بری موت کو دور کرتا ہے اور اللہ اس کی وجہ سے تکبر اور فخر کو دور کرتا ہے۔ ۵۶؎

حبان بن ابی جمیلہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو صدقہ سب سے زیادہ سرعت کے ساتھ آسمان پر چڑھتا ہے وہ یہ ہے کے انسان بہت عمدہ کھانا تیار کرے اور پھر اپنے مسلمان بھائیوں کو کھلائے۔ ۵۷؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

اللہ نے زکوۃ رزق کے سبب کے طور پر واجب کی ہے۔

بے شک نماز کے ساتھ ہی زکوۃ فرض کی گئی ہے جو اللہ کے قرب کا ایک سبب ہے۔

زکوۃ گناہوں کا کفارہ اور جہنم سے نجات ہے۔

بظاہر تو یہ نظر آتا ہے کے زکوۃ دینے سے مال گھٹ گیا لیکن زکوۃ مال میں اضافے کا سبب ہے

جو انسان اپنے مال کی زکوۃ نکالتا ہے اللہ اس انسان کے نفس کو حرص وہوس سے بچا لیتے ہیں۔ ۵۸؎

اہم نکتہ:

حضرت شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں ! جب کوئی انسان زکوۃ کے پروگرام کے ساتھ منسلک ہوکر اللہ کی مخلوق کی خدمت کرتا ہے تو ایسا شخص اکئناتی نظام میں ایک فعال یونٹ کی حیثیت اختیار کرلیتا ہے کیونکہ اللہ کی عادت ہے کے وہ اپنے بندوں کی خدمت کرتا ہے ہے چنانچہ جب کوئی بندہ اللہ کی عادت اور سنت کو اپناتا ہے تو اس پر عرفان اور آگہی کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔۵۹ے

اللہ کی یہ سنت ہے کے وہ غربت، افلاس، بے روزگاری، گداگری، دکھ درد اور بیماری کو پسند نہیں کرتے ہیں، اللہ چاہتے ہیں کے امیر امیر تر نہ ہوجائے اور غریب غریب تر نہ ہوجائے لہٰذا ملکی معیشت کو مستحکم بنیادوں پر استوار کیا جائے، لوگ مال کی محبت میں گرفتار ہوکر زندگی نہ گزاریں بلکہ اس کو اپنے ہاتھوں سے ضرورت مندوں پر دل کھول کر خرچ بھی کریں اگر مال تجوریوں اور بنکوں میں بند رہے گا تو وہ متعفن ہوجائے گا افراد کی فلاح کے لئے یہ لازمی ہے کے روپیہ گردش میں رہے، جب وہ گردش میں رہے گا تو لوگوں کے مسائل حل ہوں گے اقتصادی نظام مضبوط بنیادوں پر استوار ہوگا اور لوگوں کا معیار زندگی بھی بہتر ہوگا۔

حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں زکوۃ کا اتنا منظم اور موثر نظام قائم ہو چکا تھا کہ زکوۃ دینے والے تو بے شمار تھے پر لینے والے نہیں تھے۔

(عمر لاز) حضرت عمرؓ ۲۲ لاکھ مربع میل کے وسیع رقبے پر حکومت کرتے تھے جس میں 26000 بڑے شہر اور بے شمار بستیاں اور گاؤں شامل تھے)۔

زکوۃ کے چند معاشی فوائد درج ذیل ہیں۔

۱۔معاشرے سے غربت اور افلاس کا خاتمہ ہوتا ہے۔

۲۔معیشت مضبوط ہوگی۔

۳۔ملک میں ترقیاتی کام زیادہ سے زیادہ ہوں گے۔

۴۔روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے جس کی وجہ سے بے روزگاری کا خاتمہ ہوگا۔
۵۔اسکول، کالجز، یونیورسٹیز اور شیلٹرز ہومز کا قیام عمل میں آئے گا۔
۶۔رفاہ عامہ کے زیادہ سے زیادہ کام ہوسکیں گے۔
۷۔لوگوں کا معیار زندگی بہتر ہوگا۔
۸۔انھیں بنیادی ضروریات روٹی، کپڑا، مکان، تعلیم اور بہتر صحت حاصل ہوسکے گی۔

اسلام اپنے ماننے والوں کو مال کی محبت میں گرفتار نہیں دیکھنا چاہتا ہے۔اللہ کو یہ پسند ہے کے اس کے بندے ایک دوسرے کے کام آئیں اور اپنے ہاتھ سے کمائے ہوئے مال کو ضرورت مندوں پر خرچ کریں تا کہ ان کے دل سے مال کی محبت کم یا ختم ہو کیونکہ اپنے ہاتھ سے مال کو ضرورت مندوں پر خرچ کر کے انسان کو ایک روحانی سکون حاصل ہوتا ہے ذیل میں زکوۃ کے چند معاشرتی فوائد بیان کئے جارہے ہیں۔معاشرتی ناہمواریوں کا خاتمہ ہوتا ہے۔

لوگ اللہ کی خوشنودی کی خاطر جب زکوۃ نکالتے ہیں تو اللہ ان کے مال میں خیر و برکت پیدا کرتے ہیں اور ان کا مال اللہ کے قانون کے مطابق دگنا کر دیا جاتا ہے۔ارشاد خداوندی ہے!

اِنۡ تُقۡرِضُوا اللّٰہَ قَرۡضًا حَسَنًا یُّضٰعِفۡہُ لَکُمۡ وَ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ وَ اللّٰہُ
شَکُوۡرٌ حَلِیۡمٌ ۔۶۰

ترجمہ۔اگر تم اللہ کو قرض حسنہ دو تو وہ تم کو کئی گنا بڑھا کر دے گا ،اور تمھارے گناہ بھی معاف فرمادے گا۔

معاشرتی سطح پر پیار، محبت، ہمدردی اور جذبہ قربانی کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔

لوگ ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں۔

معاشرے میں اعتماد اور یقین کی فضاء پیدا ہوتی ہے۔ زکوۃ ایک فرض مالی عبادت ہے۔

اور اس کا فلسفہ یہی ہے کے معاشرے میں دولت کی گردش مستقل اور مسلسل ہوتی رہے اور کوئی ایک طبقہ امیر سے امیت تر اور غریب سے غریب تر نہ ہوجائے۔زکوۃ کی ادائے سے ملک معاشی طور پر مستحکم ہوتا ہے۔غربت کا خاتمہ ہوتا ہے۔لوگوں کا معیار زندگی بہتر ہوتا ہے۔خیر و برکت اور

اللہ کا نظام زمین پر رائج ہوتا ہے جس میں سب کے لئے خیر اور بھلائی ہے۔

مسجد ضرار:

اسلام کو ضرر پہنچانے کے لئے تقریباً بارہ افراد نے ایک مسجد بنائی جس کا نام قرآن کریم میں مسجد ضرار بیان کیا گیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادت خداوندی ہیں!

وَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ كُفْرًا وَّ تَفْرِيْقًاۢ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَ لَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَ اللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ۔ ۶۱

ترجمہ۔ کچھ اور لوگ ہیں جنہوں نے ایک مسجد بنائی اس لئے کے (دعوت حق کو) نقصان پہنچائیں، اور (خدا کی بندگی کرنے کے بجائے) کفر کریں اور اہل ایمان میں پھوٹ ڈالیں اور (اس بظاہر عبادت گاہ کو) اس شخص کے لئے کمین گاہ بنائیں جو اس سے پہلے خدا اور اس کے رسول کے خلاف برسر پیکار ہو چکا ہے، وہ ضرور قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کے ہمارا ارادہ تو بھلائی کے سوا کسی دوسری چیز کا نہ تھا مگر اللہ گواہ ہے کے وہ قطعی جھوٹے ہیں۔

لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ۔ ۶۲

ترجمہ۔ تم ہرگز اس عمارت میں کھڑے نہ ہونا جو مسجد اول روز سے تقویٰ پر قائم کی تھی وہی اس کے لئے زیادہ موزوں ہے کے تم اس میں (عبادت کے لئے) کھڑے ہو، اور اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ کو پاکیزگی اختیار کرنے والے ہی پسند ہیں۔

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ۔ ۶۳

ترجمہ۔ اپنی عمارت کی بنیاد اللہ سے ڈرنے اور اللہ کی خوشنودی پر رکھی ہو وہ بہتر ہے یا وہ بہتر ہے جس کی بنیاد کسی گھاٹی کے کنارے پر رکھی گئی ہو جو گرنے والی ہے پھر وہ اسے لے کر دوزخ کی آگ میں گر پڑے، اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۔۶۴

ترجمہ۔ یہ عمارت جو انہوں نے بنائی ہے، ہمیشہ ان کے دلوں میں بے یقینی کی جڑ بنی رہے گی (جس سے نکلنے کی اب کوئی صورت نہیں) بجز اس کے ان کے دل ہی پارہ پارہ ہو جائیں۔ اللہ نہایت باخبر اور حکیم و دانا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا ۔۶۵

ترجمہ۔ بعض لوگ ایسے ہیں جنہوں نے (اسلام کو) ضرر پہنچانے کیلئے مسجد بنائی ہے۔

ابن اسحاق نے لکھا کے بارہ آدمیوں نے مسجد ضرار کی تعمیر کی، جن کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ حذام بن خالد۔ ۲۔ ثعلبہ بن حاطب۔ ۳۔ معتب بن قشیر۔ ۴۔ حبیبہ بن ازعر۔

۵۔ نبتل بن حارث۔ ۶۔ نجاد بن عثمان۔ ۷۔ عباد بن حنیف۔ ۸۔ حارثہ بن عامر اور اس کے دونوں بیٹے۔ ۹۔ مجمع بن حارثہ اور۔ ۱۰۔ زید بن حارثہ۔ ۱۱۔ ودیعہ بن ثابت۔ ۱۲۔ بخرج۔

ان تمام افراد نے یہ مسجد اسی لئے تعمیر کی تھی تاکہ وہ مسجد قبا کو ضرر پہنچانے کے ساتھ دین کے نام پر مسلمانوں کے درمیان اختلافات پیدا کر سکیں۔ امام بغویؒ نے لکھا!

مَنْ حَارَبَ اللّٰهَ سے مراد ابو عامر راہب ہے جو حضرت حنظلہ غسیل الملائکہ کا باپ تھا اور قبیلہ بنی عمرو بن عوف کا ایک فرد تھا، اسلام آنے سے پہلے یہ شخص کمبل پوش عیسائی راہب ہو گیا تھا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ابو عامر نے پوچھا! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون سا مذہب لے کر آئے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ خالص دین توحید ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین تھا، یہ سن کر ابو عامر نے کہا، دین ابراہیمی پر تو میں ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم دین ابراہیمی پر نہیں ہو، ابو عامر نے کہا، کیوں نہیں (میں یقیناً دین ابراہیمی پر ہوں) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

دین ابراہیمی کے اندر دوسری چیزوں کو شامل کرلیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے ایسا نہیں کیا بلکہ میں تو روشن شریعت لے کر آیا ہوں، یہ سن کر ابو عامر نے کہا تو ہم میں سے جو جھوٹا ہو خدا کرے وہ تن تنہا، دربدر اور حالت مسافرت میں مرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ ایسا ہی کرے تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (بجائے راہب کے) اس کا نام ابو عامر فاسق رکھ دیا۔

احد کی لڑائی کے دن ابو عامر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا، جو قوم بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑے گی میں اس کے ساتھ مل کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑوں گا چنانچہ جنگ حنین تک وہ برابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف دوسری قوموں سے مل کر لڑتا رہا، پھر ہوازن کی شکست کے بعد شام بھاگ گیا اور منافقوں کو یہ پیام بھیجا گیا کہ تم لوگ تیار رہنا۔ ایک مسجد بنا کر جس قدر اسلحہ ہو سکے اس میں جمع کرو، میں قیصر روم کے پاس جا رہا ہوں اور وہاں سے رومیوں کا ایک لشکر لا کر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کو نکال باہر کردوں گا۔ ابو عامر کے مشورہ کے مطابق ان لوگوں نے مسجد قبا کے برابر ایک مسجد بنائی۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہوا!

وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَآ إِلَّا الْحُسْنٰى ۔۶۶

ترجمہ۔ یہ لوگ قسمیں کھائیں گے کے سوائے بھلائی کے ہماری اور کچھ نیت نہیں۔

الحسنٰی بھلائی یعنی سخت گرمی اور بارش میں مسلمانوں کا آرام اور جو ضعیف و کمزور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد تک نہ پہنچ سکتے ہوں' ان کیلئے سہولت ہمارے پیش نظر تھی۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مسجد قبا تعمیر کرائی تو کچھ انصار جن میں سے ایک شخص بخرج بھی تھا گئے اور انہوں نے مسجد نفاق بنائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بخرج سے فرمایا! اس مسجد کی تعمیر سے تمھارا کیا مقصد ہے؟ تو وہ کہنے لگا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا مقصد تو صرف بھلائی ہے۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۔ ترجمہ۔ اللہ شاہد ہے یہ لوگ اپنے قول و قسم میں جھوٹے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے!

لَا تَقُمْ فِيْهِ أَبَدًا ۔ ترجمہ۔ آپ (نماز کیلئے) اس میں کبھی نہ کھڑے ہوں۔

منافقین نے مسجد ضرار، مسجد قبا کے مقابلہ میں بنائی جہاں وہ سب جمع ہوتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برائی اور آپ کا مذاق بناتے، تاہم جب غزوہ تبوک سے واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام ذی اوان میں تھے تو اس مسجد کو ڈھانے کے احکامات آ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی سالم بن عوف کے مالک بن دخشم سے فرمایا! منافقین کی بنائی ہوئی اس مسجد کو ڈھا کر جلا دو چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق، لوگ تیزی کے ساتھ سالم بن عوف کے محلہ میں پہنچے اور کھجور کی خشک ٹہنیاں لے کر ان میں آگ لگائی، پھر سب دوڑ کر مغرب وعشاء کے درمیان مسجد میں پہنچے، اس وقت مسجد والے مسجد میں موجود تھے ان حضرات نے مسجد کو آگ لگا کر ڈھا دیا اور مسجد کو زمین بوس کر دیا، اہل مسجد ادھر ادھر منتشر ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا! اس جگہ کوڑا گھر بنا دیا جائے جہاں مردار، جانور اور غلاظتیں پھینکی جائیں۔

ابو عامر فاسق ملک شام میں تن تنہا اور حالت مسافرت میں مر گیا۔

محمد بن یوسف صالحی کا بیان ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عاصم بن عدی کو پیشکش کی کے اس مسجد کے مقام پر وہ اپنا مکان بنا لیں۔ حضرت عاصم نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مسجد کے بارے میں اللہ نے جو حکم نازل فرمایا ہے، اس کے بعد تو میں اس میں مکان نہیں بنا سکتا البتہ ثابت بن اقرم کو یہ جگہ عنایت فرما دیجئے ان کے پاس کوئی مکان نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثابت کو وہ جگہ عطا فرما دی لیکن اس مکان میں ثابت کی کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی، نہ ہی اس جگہ کسی کبوتر اور مرغی نے انڈے دئے۔

لَا یَزَالُ بُنْیَانُهُمُ الَّذِیْ بَنَوْا رِیْبَةً فِیْ قُلُوْبِهِمْ ۔۶۷

ترجمہ۔ وہ عمارت جو انہوں نے بنائی، ہمیشہ ان کے دلوں میں (کانٹا بن کر) کھٹکتی رہے گی۔

رِیْبَةً سے مراد شک اور نفاق کے ہیں یعنی یہ عمارت ان کے دلوں میں شک ونفاق کا سبب بنی رہے گی، اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ۔۶۸ ۔ ترجمہ۔ ان کے دل پارہ پارہ ہو جائیں گے۔

یعنی شک ونفاق کے سبب ان کے دل پھٹ کر پارہ پارہ ہو جائیں گے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۔سورہ المائدہ۔آیت۔۳۔
۵۔سورہ الفاتحہ۔آیت۔۲۔
۶۔سورہ التوبہ۔آیت۔۳۶۔
۷۔سورہ الانفطار۔آیت۔۱۸۔
۸۔سورہ الانفطار۔آیت۔۱۹۔
۹۔سورہ التوبہ۔آیت۔۳۲۔
۱۰۔سورہ التوبہ۔آیت۔۳۳۔
۱۱۔سورہ فتح۔آیت۔۲۸۔
۱۲۔سورہ مائدہ۔آیت۔۲۔
۱۳۔سورہ آل عمران۔آیت۔۸۵۔
۱۴۔کتاب التعریفات۔علامہ میر سید شریف علی بن محمد جرجانی (متوفی ۸۱۶ھ)۔ص۔۷۴۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر ۱۳۰۶ھ۔
۱۵۔سورہ الصّف۔آیت۔۹۔
۱۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۱۷۔سورہ انفال۔آیت۔۳۹۔
۱۸۔سورہ الجمعہ۔آیت۔۲۔۳۔
۱۹۔سورہ سبا۔آیت۔۲۸۔
۲۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۵۸۔
۲۱۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۱۰۷۔
۲۲۔سورہ الفرقان۔آیت۔۱۔
۲۳۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۳ھ۔داراحیاء التراث العربی۔
۲۴۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۳ھ۔داراحیاء التراث العربی۔
۲۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔

۱۴۱۲ھ۔ دارارقم بیروت۔ اور صحیح مسلم۔
۲۶۔ صحیح بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔ دارارقم بیروت۔ اور صحیح مسلم۔
۲۷۔ سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۴ھ۔
۲۸۔ صحیح بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔ دارارقم بیروت۔
۲۹۔ تجلیات حکمت۔ مرتب۔ آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔ مترجم۔ سید قمر عباس۔ ص۔ ۱۹۳۔ مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔ ۱۴۲۴ھ۔
۳۰۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔
۳۱۔ سیرت النبی۔ ج۔ ۵۔ ص۔ ٦٦٨۔
۳۲۔ سورہ مریم۔ آیت۔ ۵۵۔
۳۳۔ سورہ مریم۔ آیت۔ ۳۱۔
۳۴۔ سورہ البینہ۔ آیت۔ ۴۔ ۵۔
۳۵۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۴۳۔
۳۶۔ سورہ اعراف۔ آیت۔ ۱۵٦۔
۳۷۔ سورہ روم۔ آیت۔ ۳۹۔
۳۸۔ سورہ حم السجدہ۔ آیت۔ ٦۔ ۷۔
۳۹۔ سورہ التوبہ۔ آیت۔ ۷۱۔
۴۰۔ مائدہ۔ آیت۔ ۵۵۔
۴۱۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۲۷۴۔
۴۲۔ سورہ آل عمران۔ ۱۸۰۔
۴۳۔ سورہ الھمزہ۔ آیت۔
۴۴۔ سورہ مزمل۔ آیت۔ ۲۰۔
۴۵۔ سورہ الضحیٰ۔ آیت۔ ۱۰۔
۴٦۔ ابن ماجہ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔ مطبوعہ دارالفکر۔ بیروت۔ ۱۴۱۵ھ۔
۴۷۔ صحیح بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵٦ھ)۔ مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔ دارارقم بیروت۔
۴۸۔ المعجم الکبیر۔ امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳٦۰ھ)۔ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۔
۴۹۔ سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

۱۴۱۴ھ۔
۵۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۵۱۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۰۴۔
۵۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۷۶۔
۵۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۵۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۵۵۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۔
۵۶۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۔
۵۷۔کنز العمال۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ)۔مطبوعہ موسستہ الرسالہ بیروت۔
۵۸۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۲۲۲۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۵۹۔شرح لوح وقلم۔ابدال حق حضور قلندر بابا اولیاء۔ص۔۲۰۱۔عظیمیہ پبلیکیشنز ناظم آباد کراچی۔
۶۰۔سورہ التغابن۔آیت۔۱۷۔
۶۱۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۰۷۔
۶۲۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۰۸۔
۶۳۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۰۹۔
۶۴۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۱۰۔
۶۵۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۰۷۔
۶۶۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۰۷۔
۶۷۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۱۰۔
۶۸۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۱۰۔

۱۰۔سورہ یونس (حضرت یونس علیہ السلام)

نام:

یونس۔عربی زبان کا لفظ ہے،اور یہ حضرت یونس کے نام پر سورہ ہے،تاہم یونس کو عبرانی زبان میں یوحنا کہتے ہیں لیکن قرآن کریم میں حضرت یونس علیہ السلام کو ذولنون یعنی صاحب الحوت کہا گیا ہے۔

شان نزول:

سورہ یونس مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۱۰۹ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۱۱ ہے، حضرت یونس علیہ السلام کو صاحب الحوت بھی کہا جاتا ہے کیونکہ انھیں مچھلی نے نگل لیا تھا اور وہ چالیس دن تک مچھلی کے پیٹ میں رہے تھے، جہاں انھوں نے اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے یہ دعا پڑھی!

لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۔

مضامین:

۱۔مظاہر قدرت کا بیان۔

۲۔وجود باری تعالی کے دلائل۔

۳۔وحی۔

۴۔نبوت اور بعثت انبیاء۔

۵۔آیات تکوینی اور علوم طبیعی۔

۶۔خلقت اور آفرینش کے اسرار و رموز اور دنیا اور آخرت کی حقیقت سے متعلق ایک تمثیل نیز دنیا کی ناپائیداری کا ذکر کرتے ہوئے آخرت کی طرف دعوت دی گئی ہے۔

۷۔حضرت نوح علیہ السلام۔حضرت موسیٰ علیہ السلام۔

حضرت یونس علیہ السلام کے حالات وواقعات کا بیان۔

۸۔تخلیق کائنات اور عظمت خداوندی کے دلائل۔

۹۔خشکی اور سمندر میں اللہ کی نشانیاں۔

۱۰۔دنیا کی نعمتوں کے زوال اور اخروی نعمتوں کی بقاء کا بیان۔

۱۱۔قرآن کی بے مثلیت پر چیلنج۔

۱۲۔اولیاء اللہ کی عظمتوں کا بیان۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (تمام تعریفیں رب اللعالمین کے لئے):

ارشاد خداوندی ہے!

دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَ اٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔۱

ترجمہ۔(جنت میں) ان کی صدا یہ ہوگی، پاک ہے تو اے خدا ان کی دعا یہ ہوگی کے سلامتی ہو، اور ان کی ہر بات کا خاتمہ اس پر ہوگا کے ساری تعریف اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے۔

قرآن کریم میں اسم صفاتی الحمد اور الحمید (۷۰) مرتبہ دوسری صفات کے ساتھ آیا ہے۔۲

الحمید، ایک ایسی قابل تعریف ہستی جو کے نادر اور شاہکار ہو اور جس کی صناعی کو دیکھ کر انسان بے ساختہ اس کی تحسین وستائش یعنی Appreciation کرے۔۳

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۔۴

ترجمہ۔کیا تو رحمٰن کی آفرینش میں کوئی نقص دیکھتا ہے؟

الحمید اللہ کا اسم صفاتی ہے یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، جو واقعی مدح وثناء کے لائق ہے۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ
كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۔ ۵

ترجمہ۔آپ فرما دیجئے کہ اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لئے روشنائی ہو تو میرے رب کی باتیں ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جائے، اگرچہ ہم اس سمندر میں بڑھانے کے لئے اسی جیسا دوسرا سمندر لے آئیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ:

ارشاد خداوندی ہے!
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ ۶ ۔ترجمہ۔تمام تعریفیں اس کے لئے جو عالمین کا رب ہے۔
یعنی اس رب کے لئے تمام تعریفیں ہیں جو عالمین کا رب ہے اب عالمین کی وسعت کا ادراک فہم انسانی سے بالاتر ہے نجانے کتنی کہکشائیں، کتنے ستارے اور سیارے اور ان میں بسنے والی بے شمار مخلوقات جن کا خالق، مالک، رازق اللہ کی ذات بابرکات ہے اور اصل تعریف وتوصیف کا سزاوار بھی وہی ہے۔
کائنات کی وسعت کے بارے میں حضرت قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں!
ایک کتاب المبین۔
ایک کتاب المبین میں تیس کروڑ لوح محفوظ۔
ایک لوح محفوظ میں اسی (۸۰) ہزار حضیرے۔
ایک حضیرے میں ایک کھرب سے زائد مستقل آباد نظام اور بارہ کھرب غیر مستقل نظام۔
ایک نظام کسی ایک سورج کا دائرہ وسعت ہوتا ہے۔اور ہر سورج (Stars) کے گرد نو، بارہ، یا تیرہ سیارے گردش کرتے ہیں۔
یہ محض قیاس آرائی ہے کے انسانوں کی آبادی صرف زمین یعنی ہمارے نظام شمسی میں پائی جاتی

ہے انسانوں اور جنات کی آبادیاں ہر حضیرے پر موجود ہیں تاہم ہر آبادی میں زندگی کی طرزیں اسی طرح سے قائم ہیں جس طرح سے زمین پر موجود ہیں وہاں بھی بھوک، پیاس، خواب و بیداری، نفرت، محبت اور افزائش نسل کے تمام معاملات اسی طرح سے قائم ہیں جس طرح سے اس زمین پر باالفاظ دیگر زندگی کا ہر تقاضا اور جذبہ ہر سیارے میں جاری ہے۔

ایک حضیرے پر ایک کھرب سے زائد آباد نظام واقع ہیں ایک آباد نظام کو قائم رکھنے کے لئے غیر مستقل نظام اسٹور کی حیثیت رکھتے ہیں تاہم غیر مستقل نظام سے مراد یہ ہے کے پورے کے پورے نظام بنتے اور ٹوٹتے ہیں اس ٹوٹ پھوٹ سے آباد مستقل نظام فیڈ ہوتے رہتے ہیں اگرچہ ہر نظام میں الگ الگ ارض وسماوات، حیوانات، نباتات اور انس وجن ہیں۔ ۷؎

لہٰذا ایک سپر اسمارٹ کمپیوٹر سے بھی کتاب المبین کی زمینوں اور کہشانی نظام کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا حضرت قلندر بابا اولیاء مزید فرماتے ہیں! ہماری زمین ی طرح بے شمار اور بھی زمینیں کائنات میں موجود ہیں جہاں آبادیاں قائم اور وہاں بھی انسان اور دیگر مخلوقات موجود ہیں نیز وہاں بھی انسانوں کو زندگی گزارنے کے تمام اسباب ووسائل مہیا ہیں۔ ۸؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ۔ ۹

ترجمہ۔ اللہ کے لئے ہر چیز جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور ہر قسم کے جاندار اور فرشتے سب سجدہ کرتے ہیں۔

امام احمد رضا بریلوی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں!

ان بے شمار زمینوں میں بھی وحی اترتی ہے۔ ۱۰؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا۔ ۱۱؎۔ ترجمہ۔ ہر آسمان میں اس کا قانون وحی کر دیا۔

روحانی علوم کے ماہرین کے مطابق! ہمیں جو سیارے نظر آتے ہیں ان میں کھربوں مخلوقات آباد

ہیں البتہ ان کی حرکات وسکنات اور شکل وصورت میں مقداروں کا فرق ہے۔ یہ مخلوقات مختلف گیسیز، دھات، لکڑی، کرسٹل اور لوہے کی ہوسکتی ہیں۔

حضرت قلندر بابا اولیاءؒ مزید فرماتے ہیں! کائنات کا سارا یکجائی پروگرام لوح محفوظ پر منقوش ہے جو خالق کائنات کی تجلی سے بے شمار زمینوں پر ڈسپلے ہورہا ہے تقریباً ساڑھے گیارہ ہزار نواع اور انسانی شماریات سے زیادہ ان انواع کے افراد کائنات کے کل پرزے ہیں یہ کائناتی مشین ایک دائرے میں چل رہی ہے جس کی حرکت جزلاتجزیٰ سے شروع ہوتی ہے اور ماوریٰ ہستی ی طرف لوٹ جاتی ہے تاہم زمین وآسمان، درخت، پہاڑ، چرند پرند، حشرات الارض، فرشتے، جنات اور انسان اس عظیم الشان نظام کے اجزاء ہیں جن کے اشتراک سے حرکت کا منظم سلسلہ جاری وساری ہے البتہ انسان وہ فرد واحد ہے جو نظام کائنات کے میکنزم سے واقف ہے۔ ۱۲؎

کائناتی زمین اور اس میں پائی جانے والی مخلوقات کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ۔۱۳

ترجمہ۔آسمان اور زمین میں جتنے لوگ بھی ہیں سب اسی سے مانگتے ہیں۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۔۱۴

ترجمہ۔اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور زمینوں کی قسمیں بھی اسی کی مانند ان کے درمیان حکم نازل ہوتا ہے (یہ بات تمھیں اس لئے بتائی جارہی ہے) تاکہ تم جان لو کے اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور اللہ کا علم ہر شے پر محیط ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اس آیت کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے لکھا!

ومن الارض مثلھن۔ ۱۵؎ یہ سات زمینیں ہیں اور ہر زمین تمھارے نبی کے مثل ایک نبی ہے اور آدم کی مثل آدم ہیں اور نوح کے مثل نوح ہیں اور ابراہیم کی مثل ابراہیم ہیں اور عیسیٰ کی مثل عیسیٰ ہیں۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں کے ابن بابویہ نے امام جعفر صادقؑ سے کتاب التوحید میں طویل حدیث سے روایت کیا ہے کے شاید تجھے یہ گمان ہے کے اللہ نے تمھارے سوا کسی بشر کو پیدا نہیں فرمایا؟ کیوں نہیں اللہ کی قسم اللہ نے ایک لاکھ آدم پیدا فرمائے اور تم ان آدم کے آخری آدم کی اولاد ہو۔ ۱۶؎ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی!

وَ الَّتِيۡۤ اَحۡصَنَتۡ فَرۡجَهَا فَنَفَخۡنَا فِيۡهَا مِنۡ رُّوۡحِنَا وَ جَعَلۡنٰهَا وَ ابۡنَهَاۤ اٰيَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ۔ ۱۷

ترجمہ۔ (مریم) کو یاد کیجئے، جس نے اپنے ناموس کو محفوظ رکھا، تو ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی، اور اسے اور اس کے بیٹے کو جہان والوں کے لئے نشانی بنا دیا۔

اس آیت میں لفظ تمام جہانوں کا استعمال کیا گیا ہے جو کے قابل غور امر ہے۔

فتوحات مکیہ میں شیخ محی الدین ابن عربی حج کے موقع پر اپنے مشاہدات اور مکاشفات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں! طواف کعبہ کے دوران انھیں ایک اور جماعت بھی طواف کرتی نظر آئی تاہم اس جماعت کے ایک فرد نے محی الدین ابن عربی سے یہ کہا! میں تمھارے اجداد میں سے ہوں

ابن عربی نے ان سے پوچھا کے آپ کو فوت ہوئے کتنا عرصہ گزر چکا؟ تو انھوں نے کہا کے میری وفات کو چالیس ہزار (40000) سال بیت گئے یہ سن کر محی الدین ابن عربی کو حیرت ہوئی انھوں نے کہا کے ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت کو تو ابھی صرف سات ہزار (7000) سال سے زائد نہیں گزرے پھر آپ کی وفات کو چالیس ہزار برس کیسے گزر سکتے ہیں؟ اس پر اس شخص نے محی الدین ابن عربی سے پوچھا کے تم کون سے آدم کی بات کر رہے ہو؟۔ ۱۸؎

اسی حوالے سے حضرت علیؑ کا قول اپنے اندر نہایت گہرے معنی رکھتا ہے! آسمان کے ستاروں میں اسی طرح سے شہر آباد ہیں جس طرح سے کرہ ارض پر آباد ہیں۔

اسی نظریے کی توثیق میں امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں! تمھارے اس پر جوش سورج اور چاند کے علاوہ بھی کئی سورج اور چاند نظام شمسی میں موجود ہیں جن میں کثیر مخلوقات آباد ہیں نا تمھیں ان کا ادراک ہے اور نہ ہی وہ تمھارے بارے میں جانتی ہیں جب تک کے تمھارا علم اس مقام پر نہ پہنچ

جائے۔

اسی حوالے سے علماء، صوفیاء اور اہل کشف لکھتے ہیں! اس کائنات میں 70000 (ستر ہزار) عالمین پائے جاتے ہیں جہاں انسانوں کی کثیر آبادیاں پائی جاتی ہیں۔۱۹ے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی تفسیر کے مطابق! اللہ نے ہر زمین پر بنی نوع انسانیت کے لئے پیغمبر بھیجے۔یعنی۔

وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۔۲۰

یہ سات زمینیں ہیں اور ہر زمین تمھارے نبی کے مثل ایک نبی ہے اور آدم کی مثل آدم ہیں اور نوح کے مثل نوح ہیں اور ابراہیم کی مثل ابراہیم ہیں اور عیسیٰ کی مثل عیسیٰ ہیں۔

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَ يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ شَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۔۲۱

ترجمہ۔اے جنات اور انسان کے گروہ! کیا تمھاری جنس میں تمھارے پاس رسول نہیں آئے؟ کے وہ تم کو ہماری آیات پڑھ کر سناتے اور تمھیں اس دن کے آنے سے ڈراتے، وہ جواب دیں گے کے ہم جانوں پر گواہی دیتے ہیں، اور ان کو دنیا والی زندگی نے دھوکہ میں ڈالا اور وہ اپنی جانوں پر گواہی دیں گے کہ بلاشبہ وہ کافر تھے۔

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ۔۲۲

ترجمہ۔اللہ اپنی رسالت رکھنے کی جگہ کو خوب جانتا ہے۔

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۔۲۳

ترجمہ۔اللہ چن لیتا ہے رسولوں کو فرشتوں اور انسانوں میں سے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ

اَجۡنِحَةٍ مَّثۡنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ یَزِیۡدُ فِی الۡخَلۡقِ مَا یَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡر ۔۲۴

ترجمہ۔سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے،فرشتوں کو رسول بنانے والا ہے جن کے دو دو تین تین اور چار چار بازو ہیں اور وہ پیدائش میں جو چاہتا زیادہ کر دیتا ہے۔

وَ لِکُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوۡلٌ فَاِذَا جَآءَ رَسُوۡلُهُمۡ قُضِیَ بَیۡنَهُمۡ بِالۡقِسۡطِ وَ هُمۡ لَا یُظۡلَمُوۡنَ ۔۲۵

ترجمہ۔ ہر امت کے لئے ایک رسول ہے سو جب ان کے پاس ان کا رسول آجاتا ہے تو ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا۔

وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیۡهَا نَذِیۡر ۔۲۶

ترجمہ۔ ہر امت میں اللہ کے ڈرانے والے آئے ہیں۔

وَ لَقَدۡ بَعَثۡنَا فِیۡ کُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَ اجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡت ۔۲۷

ترجمہ۔ بے شک ہم نے ہر امت میں ایک رسول یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کے اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچتے رہو۔

وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوۡمِهٖ لِیُبَیِّنَ لَهُمۡ فَیُضِلُّ اللّٰهُ مَنۡ یَّشَآءُ وَ یَهۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ وَ هُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡم ۔۲۸

ترجمہ۔ہم نے جو رسول بھی بھیجا وہ اسی قوم کی بولی بولتا ہوا بھیجا تاکہ وہ رسول ان سے بیان کرے

آسمانی راستوں کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الۡحُبُکِ ۔۲۹ ۔ترجمہ۔قسم ہے آسمان کی جس میں راستے ہیں۔

عربی زبان میں حبک سے مراد راستوں کے ہیں ،اللہ نے اس آیت میں آسمانی لہردار اور بل کھاتے ہوئے راستوں کی قسم کھائی ہے۔

وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۔۳۰ ۔ ترجمہ۔قسم ہے بارش برسانے والے آسمان کی۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ وَ اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ۔۳۱

ترجمہ۔قسم ہے ستاروں کی منازل کی،اگر تم سمجھوتو یہ بہت بڑی قسم ہے۔

وَّ فُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ۔۳۲

ترجمہ۔آسمان کھول دیا جائے گا حتیٰ کے وہ دروازے ہی دروازے بن کر رہ جائے گا۔

حضرت علیؓ نے آسمانی راستوں کے حوالے سے فرمایا! اے لوگو! مجھ سے پوچھ لو میں زمین کے راستوں سے زیادہ آسمان کے راستوں سے واقف ہوں۔۳۳

امام غزالی لکھتے ہیں ! آسمانوں میں موجود ستاروں اور سیاروں میں جانے کے لئے راستے بنے ہوئے ہیں جہاں ایک ستارے کے افراد دوسرے ستارے کے افراد سے ملتے جلتے اور آتے جاتے ہیں۔۳۴

پھر قرآن میں اللہ نے اپنے لئے رَبِّ الْمَشْرِقِ اور رب الْمَغْرِبِ کی اصطلاح بھی اپنائی ہے دنیا میں تو ایک ہی مغرب اور مشرق ہے لیکن کائناتی دنیاؤں میں بے شمار مشارق اور مغارب ہیں اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَ الْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَ مَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ۔۳۵

ترجمہ۔قسم ہے رب المشرقین اور رب المغربین کی، بے شک ہم اس پر قدرت رکھنے والے ہیں، کے ان لوگوں سے بہتر اور لوگ بدل لائیں گے اور ہم اس سے عاجز نہیں۔۳۵

رَبِّ الْمَشْرِقِين اور رَبِّ الْمَغْرِبِين۔۳۶

ترجمہ۔(اللہ) تمام مشرقین اور مغربین کا رب ہے۔

تمام کائنات میں اللہ کی حمد ثناء کا بیان ہمہ وقت جاری وساری ہے۔کل اشیاء کائنات اپنے رب کو جانتی، پہچانتی، اس کی حمد وثناء بیان کرتی اور صبح وشام اپنے رب کو سجدہ بھی کرتی ہیں، ماسوائے چند سرکش انسان اور جنات کے جو اللہ سے روگردانی کرتے ہیں ورنہ کائنات کی تمام مخلوقات انسان

سے زیادہ اللہ کی شکر گزار اور اس کی عارف ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَسۡجُدُ لَہٗ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَنۡ فِی الۡاَرۡضِ وَ الشَّمۡسُ وَ الۡقَمَرُ وَ النُّجُوۡمُ وَ الۡجِبَالُ وَ الشَّجَرُ وَ الدَّوَآبُّ وَ کَثِیۡرٌ مِّنَ النَّاسِ۔ ۳۷

ترجمہ۔کیا تم نے نہیں دیکھا کے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور سورج، چاند، ستارے، پہاڑ اور درخت، اور بہت سے انسان اللہ کو سجدہ کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! انسان سے زیادہ ہر شے اللہ کی مطیع ہے۔۳۸؎

ارشادات خداوندی:

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔۳۹؎ ترجمہ۔تمام تعریفیں اس کے لئے جو عالمین کا رب ہے۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔۴۰؎ ترجمہ۔سب تعریفیں اللہ کے لئے جو تمام عالمین کا رب ہے

یہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب پر ایک امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے۔۴۱؎

وَ اٰخِرُ دَعۡوٰىهُمۡ اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۔۴۲

ترجمہ۔جنتیوں کا آخری قول یہی ہوگا کے سب تعریفیں عالمین کے رب کے لئے ہیں۔

وَ قِیۡلَ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۔۴۳؎ ترجمہ۔کہا جائے گا کے سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوۡرَ ثُمَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِرَبِّہِمۡ یَعۡدِلُوۡنَ۔۴۴

ترجمہ۔سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اور اندھیروں اور روشنی کو بنایا۔

وَ قَالُوا الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ ہَدٰىنَا لِھٰذَا ۔۴۵

ترجمہ۔جنتی یہ کہیں گے کے سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں (سیدھی) راہ دکھائی۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ وَهَبَ لِیۡ عَلَی الۡكِبَرِ اِسۡمٰعِیۡلَ وَ اِسۡحٰقَ اِنَّ رَبِّیۡ
لَسَمِیۡعُ الدُّعَآءِ۔۴۶

ترجمہ۔سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق بخشے۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ بَلۡ اَكۡثَرُهُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ۔۴۷ ترجمہ۔سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں لیکن اکثر اس بات کو نہیں جانتے۔

وَ قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ لَمۡ یَتَّخِذۡ وَلَدًا وَّ لَمۡ یَكُنۡ لَّهٗ شَرِیۡكٌ فِی
الۡمُلۡكِ وَلَمۡ یَكُنۡ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ كَبِّرۡهُ تَكۡبِیۡرًا۔۴۸

ترجمہ۔اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے! سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے لئے کوئی اولاد نہیں بنائی اور نہ اس کے لئے ملک میں کوئی شریک ہے اور نہ ایسی بات ہے کہ کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی ولی ہو، اور خوب اچھی طرح سے اس کی بڑائی بیان کیجئے۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلٰی عَبۡدِهِ الۡكِتٰبَ وَلَمۡ یَجۡعَلۡ لَّهٗ عِوَجًا۔۴۹

ترجمہ۔سب تعریفیں اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری اور اس میں کوئی کمی یا کجی نہیں رکھی۔

فَاِذَا اسۡتَوَیۡتَ اَنۡتَ وَ مَنۡ مَّعَكَ عَلَی الۡفُلۡكِ فَقُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ
نَجّٰىنَا مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ۔۵۰

ترجمہ۔نوح نے کہا! جب تم اور وہ لوگ جو تمہارے ساتھ ہیں ٹھیک طرح کشتی میں بیٹھ جائیں تو یوں کہنا، سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے ہمیں ظالم قوم سے نجات دی۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ جَاعِلِ الۡمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِیۡۤ
اَجۡنِحَةٍ مَّثۡنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ یَزِیۡدُ فِی الۡخَلۡقِ مَا یَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ
شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ۔۵۱

ترجمہ۔سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو آسمان کا اور زمین کا پیدا فرمانے والا ہے، وہ فرشتوں کو پیغام رساں بنانے والا ہے جن کے دو دو اور تین تین اور چار چار بازو ہیں وہ پیدائش میں جو

چاہے زیادہ کردیتا ہے، بلاشبہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَ اَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ

ترجمہ۔وہ کہیں گے کہ سب تعریف ہے اللہ کے لئے جس نے ہم سے سچا وعدہ کیا، اور ہمیں زمین کا وراث بنادیا، ہم جنت میں جہاں چاہیں قیام کریں، سو اچھا بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا۔ ۵۲

وَ هُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَ الْاٰخِرَةِ ۡ وَ لَهُ الْحُكْمُ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ ۵۳

ترجمہ۔اللہ وہی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کے لیے سب تعریف ہے دنیا میں اور آخرت میں اور اسی کے لیے حکم ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ عَشِيًّا وَّ حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ۔ ۵۴

ترجمہ۔(اللہ) کے لیے سب تعریف ہے، آسمانوں میں اور زمین اور دن کے پچھلے اوقات میں اور دوپہر کے وقت اس کی تسبیح بیان کرو وہ جاندار کو بے جان سے باہر لاتا ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ ۵۵

ترجمہ۔جو آسمانوں میں ہیں اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں اس کی سلطنت ہے اور وہی تعریف کے لائق ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ۔ ۵۶

ترجمہ۔اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے بلاشبہ وہ بے نیاز ہے سب خوبیوں والا ہے۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ ۚ وَ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ۚ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا۔ ۵۷

ترجمہ۔ساتوں آسمان اورزمین اور جو کچھ اس مین ہے سب اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان نہ کرے لیکن تم ان کی پاکی بیان کرنے کو نہیں سمجھتے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔۵۸

ترجمہ۔اللہ کی تسبیح کی ہے ہراس شے نے جو زمین اور آسمانوں میں ہے وہی زبردست دانا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔۵۹

ترجمہ۔اللہ ہی کی تسبیح کی ہے ہراس چیز نے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی غالب حمت والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَ لَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۔۶۰

ترجمہ۔جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے، وہ سب اللہ کی تسبیح کرتی ہے، وہی غالب اور حکیم ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۔۶۱

ترجمہ۔ ہر وہ شے جو آسمانوں اور زمین میں ہے، وہ اللہ کی تسبیح کرتی ہے، وہ بادشاہ، قدوس، زبردست اور حکیم ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ ۡ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّ مِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۡ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۔۶۲

ترجمہ۔اللہ کی تسبیح کررہی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اسی کی بادشاہی ہے اسی کے لئے تعریف ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے، وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا، تم میں بعض کافر اور بعض کو مومن پیدا کیا، اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت اسود بن سریعؓ بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کو اپنی ثناء اور تعریف میں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے زیادہ

کوئی کلمہ پسند نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالی نے خود الحمد اللہ سے اپنی ثناء کی ہے۔ ۶۳ ؎

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس کلام کی ابتداء اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے نہ کی جائے وہ ناتمام رہے گا۔ ۶۴ ؎

حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کھاتے یا پیتے تو دعا کرتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (تمام تعریفیں اللہ کے لئے) ہے جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور مسلمان بنایا۔ ۶۵ ؎

حضرت معاذ بن انسؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے کھانا کھا کر کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (کے تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں) جس نے مجھے کھانا کھلایا اور مجھ کو بغیر کوشش اور طاقت کے یہ رزق عطا فرمایا تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دئے جائیں گے۔ ۶۶ ؎

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب تم میں سے کوئی اپنا پسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اللہ کی طرف سے ہے اور وہ اس پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے۔ ۶۷ ؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے۔ ۶۸ ؎

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی بلندی یا ٹیلے پر چڑھتے تو فرماتے! اے اللہ! ہر بلندی سے زیادہ بلندی تیرے لئے ہے اور ہر حمد سے بالا حمد تیرے لئے ہے۔ ۶۹ ؎

حضرت حکم بن عمیرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہا تو تم نے اللہ کی نعمت کا شکر ادا کر دیا اور اللہ تعالی تمھاری نعمت میں زیادتی کرے گا۔ ۷۰ ؎

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے درخت کے پاس سے گزرے جس کے پتے سوکھ چکے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درخت پر لاٹھی ماری تو سوکھے پتے زمین پر گرنے لگے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور سُبْحَانَ اللّٰہِ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اللّٰہِ اکبر کہنے سے بندے کے گناہ اسی طرح سے جھڑتے ہیں جس طرح سے اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۔ ۷۱ ؎

میزان پر بھاری کلمات: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ ۷۲ ؎

وضو نصف ایمان ہے اور الحمداللہ میزان کو بھر لیتا ہے۔ ۷۳

حدیث ہے کے جب کوئی بندہ بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالی فرشتوں کی طرف وحی فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کے دیکھو میرے بندے کی طرف کے وہ اپنی عیادت کرنے والوں سے کیا کہتا ہے؟ اگر وہ اللہ کی حمد وثناء اور کلمہ خیر کہتا ہے تو اس کے لئے دعا کرو اور اگر وہ شکایت اور برے کلمات کہتا ہے تو پھر اس طرح نہ کرنا۔ ۷۴

حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں، میں عرض کیا کے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے وصیت کیجئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم سے جس قدر ہو سکے تم اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر پتھر اور درخت کے پاس اللہ کا ذکر کرو اور تم جو برا کام کرو اس کے بعد توبہ کرو پوشیدہ گناہ کی توبہ پوشیدہ کرو اور کھلم کھلا گناہ کی توبہ کھلم کھلا کرو۔ ۷۵

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے فرمایا کے میرا مومن بندہ ہر خیر کے مرتبہ میں ہے وہ اس وقت بھی میری حمد کرتا ہے جب میں اس کی پیشانی سے روح نکال رہا ہوتا ہوں۔ ۷۶

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جس کی مدح تک لوگوں کی رسائی نہیں جس کی نعمتوں کو گننے والے گن ہی نہیں سکتے اور نہ ہی کوشش کرنے والے اس کا حق ادا کر سکتے ہیں نہ بلند پرواز ہمتیں اس کو پا سکتی ہیں عقل وفہم کی گہرائیاں اس کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتیں۔ ۷۷

ذکر الہیٰ خدا کا نور ہے عافیت کے دس جز ہیں جن میں سے ذکر الہی کے علاوہ نو اجزاء خاموشی میں ہیں اور ایک جز بے وقوفوں کی صحبت سے پرہیز میں ہے ہر وہ بات جو ذکر الہی سے خالی ہو وہ لغو ہے۔ ۷۸

امت میں اختلاف/تفرقہ:

ارشاد خداوندی ہے!

وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّآ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ۔

ترجمہ۔ابتداء میں سارے انسان ایک ہی امت تھے ، بعد میں انہوں نے مختلف عقائد اور مسالک بنالیے اور اگر تیرے رب کی طرف سے پہلے ہی ایک بات طے نہ کرلی گئی ہوتی تو جس چیز میں وہ باہم اختلاف کررہے ہیں اس کا فیصلہ کردیا جاتا۔۷۹؎

فَاخْتَلَفُوْا یا اختلاف۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (خ۔ل۔ف) سے مشتق ہے۔۸۰؎

خلف۔کے معانی پیچھے کے ہیں نیز یہ بعد کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔

الخلف۔سے مراد ایک قرن کے بعد دوسرا قرن۔

الخالف۔سے مراد ایسا شخص جو کسی کے بعد اس کی جگہ پر بیٹھے۔

خلف اباہ۔سے مراد باپ کا جانشین۔

خلفاء۔سے مراد جانشین۔

اخلاف۔سے مراد وعدہ خلافی کرنا۔

اختلاف۔سے مراد مخالفت کرنا۔

اختلاف۔کی ضد اتفاق ہے۔۸۱؎

فرقہ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ف۔ر۔ق) سے مشتق ہے۔۸۲؎

الفرق۔کے معانی الگ الگ ہونا۔

قرآن کریم کا ایک اسم الفرقان ہے جس کے معنی حق اور باطل میں فرق کرنے والا۔

فارق۔سے مراد چھوڑ دینا یا علیحدہ ہوجانا۔۸۳؎

ارشادات خداوندی:

إِنَّ هٰذِهٖٓ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّ أَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ۔ ۸۴

ترجمہ۔بے شک یہ تمہارا دین ہے جو ایک ہی طریقہ ہے اور میں تمہارا رب ہوں سو تم میری عبادت کرو۔

وَ مَا كَانَ النَّاسُ اِلَّاۤ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ
مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِیَ بَیْنَهُمْ فِیْمَا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ۔

ترجمہ۔ابتداء میں سارے انسان ایک ہی امت تھے، بعد میں انہوں نے مختلف عقائد اور مسالک بنالیے اوراگر تیرے رب کی طرف سے پہلے ہی ایک بات طے نہ کرلی گئی ہوتی تو جس چیز میں وہ باہم اختلاف کررہے ہیں اس کا فیصلہ کردیا جاتا۔۸۵؎

اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ اِنَّمَاۤ
اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ یُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ۔۸۶

ترجمہ۔بے شک جنھوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اورفرقہ فرقہ ہوگئے۔

وَ یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ وَ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَ لٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ
یَّفْرَقُوْنَ۔۸۷

ترجمہ۔وہ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کے بے شک وہ ضرور تم میں سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں لیکن وہ تقیہ کرتے ہیں (کے تم ان سے مشرکوں جیسا سلوک نہ کرو)۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّ یُكَفِّرْ
عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔۸۸

ترجمہ۔اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو وہ تمہیں کفار سے الگ اور ممتاز کردیگا۔

مِنَ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِیَعًا كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَیْهِمْ
فَرِحُوْنَ۔۸۹

ترجمہ۔ان لوگوں میں سے (نہ ہوجاؤ) جنہوں نے اپنے دین کوٹکڑے ٹکڑے کردیا اور وہ گروہ درگروہ ہوگئے، ہر گروہ اسی سے خوش ہوتا ہے جو اس کے پاس ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابوالدرداءؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آپس کی لڑائی اور پھوٹ تو سر منڈنے والی ہے یعنی نیکیوں کا صفایا کردینے والی ہے۔۹۰؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہود کے ۷۱ یا ۷۲ فرقے تھے نصاریٰ کے بھی تقریباً اتنے ہی فرقے تھے اور میری امت کے ۷۳ فرقے ہوں گے۔ ۹۱؎
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! فرقہ فرقہ مت بنو، جس شخص کو اللہ نے تمھارے لئے معاملات کا نگران بنایا ہے اس کی اطاعت کرو۔ ۹۲؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! میری جان کی قسم! مستقبل میں ایسے فتنے اٹھ کھڑے ہوں گے جن کی آگ میں مومن ہلاک ہوں گے اور غیر مسلم ان سے بچے رہیں گے۔
اے لوگو! امت کے بڑے حصے کے پابند رہو۔ بلاشبہ اللہ کی حمایت جماعت کے ساتھ ہے اور تفرقہ سے دور رہو، کیونکہ لوگوں سے الگ تھلگ رہنے والا شیطان کے لئے اسی طرح ہوتا ہے جیسے گلے سے الگ ہو جانے والی بھیڑ، بھیڑیے کے لئے ہوتی ہے۔
شیطان تمھارے مستحکم اجتماعات میں تفرقہ ڈال دیتا ہے اور تفرقہ کے ذریعہ فتنہ اور فساد پیدا کر دیتا ہے۔ آپ نے ایک دستے کو دشمن کی طرف بھیجتے ہوئے یہ نصیحت کی کے تفرقہ اور اختلاف سے پرہیز کرنا، جب منزل اختیار کرنا تو ایک ہی جگہ اترنا اور جب کوچ کرنے کا وقت ہو تو سب ایک ساتھ کوچ کرنا۔
تفرقہ اہل باطل کا شیوہ ہے بھلے ہی وہ تعداد میں کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں جبکہ اتحاد و ہم آہنگی اہل حق کا طریقہ ہے اگرچہ وہ تعداد میں کم ہی کیوں نہ ہوں۔
حضرت علیؓ نے جب عبداللہ بن عباسؓ کو خوارج سے بحث کرنے کے لئے بھیجا تو انھیں بھیجتے ہوئے یہ فرمایا! تم ان سے قرآن کے ذریعے بحث نہ کرنا کیونکہ قرآن بہت سی جہات کو لئے ہوئے ہے، تم کچھ کہو گے وہ کچھ کہیں گے بلکہ ان کے سامنے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ استدلال کرنا کیونکہ وہ اس سے راہ فرار اختیار نہ کر پائیں گے۔
جس گھر کے افراد آپس میں متحد (متفق) ہوں اور ایک دوسرے سے صلہ رحمی کرتے ہوں، تو اللہ تعالیٰ ان کو رزق دیتا ہے خواہ وہ گناہ گار ہی کیوں نہ ہوں اور جس گھر کے افراد آپس میں لڑتے

ہوں اور قطع رحمی کرتے ہوں ، اللہ ان کو رزق سے محروم کردیتا ہے خواہ وہ متقی ہی کیوں نہ ہوں۔ ۹۳؎

اختلاف ، رائے کو ڈھادیتا ہے۔بہت زیادہ اختلافات آپس میں پھوٹ کا سبب بنتے ہیں۔اختلافات کے ساتھ باہمی محبت اور الفت ممکن نہیں۔اگر نا جاننے والا جاہل خاموش رہے تو اختلاف ختم ہوجائے۔بغض وکینہ ہی اختلافات کا سبب ہیں۔

اختلاف،تفرقہ کی وجہ اور تفرقہ کمزوری کا باعث ہے تاہم کمزوری ذلت کا سبب ہے اور ذلت زوال حکومت ونعمت کا باعث ہے۔منظم امور کو بھی اختلاف برباد کردیتا ہے۔

اختلافات کے سبب افراد میں جدائی اور دوری پیدا ہوتی ہے۔ ۹۴؎

اہم نکتہ:

افراد یا اقوام کا اختلاف اور ان کا گروہوں میں منتشر اور منقسم ہوجانا کئی قسم کے امراض، بلا، وبا اور آسمانی وزمینی آفات کا ایک اہم سبب ہے، اس کی فلسفیانہ اور نفسیاتی وجہ تو یہ ہے کے کیونکہ گروہوں کا یقین مختلف ہوتا جس کی وجہ سے شک مضبوط ہوجاتا ہے جو زمین کے چاروں اطراف پھیل جاتا ہے چنانچہ شک کا زمین کے چاروں اطراف پھیل جانا اس بات کی جانب اہم اشارہ ہے کے اس شک کے انتشار کے سبب آفات ارضی و سماوی کا حرکت میں آجانا عین فطری تقاضا ہے۔ ۹۵؎

اللہ نے ہر امت کے لئے ایک رسول بھیجا ہے:

ہر امت کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے اللہ نے اپنے برگزیدہ پیغمبر اور انبیاء بھیجے تا کہ یہ دنیا اور آخرت میں سرخرو ہوسکیں اور پھر قانون قدرت کے مطابق ان کی بھی موت واقع ہوجاتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۔ ۹۶

ترجمہ۔ ہر امت کے لئے ایک رسول ہے، پھر جب کسی امت کے پاس اس کا رسول آجاتا ہے تو اس کا فیصلہ پورے انصاف کے ساتھ چکا دیا جاتا ہے اور اس پر ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جاتا۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ۔ ۹۷

ترجمہ۔ ہم، تم سے پہلے بہت سی گزری ہوئی اقوام میں رسول بھیج چکے ہیں۔

وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ۔ ۹۸

ترجمہ۔ ہر قوم کے لئے ایک مدت مہلت مقرر ہے پھر جب کسی قوم کی مدت آن پہنچتی ہے تو گھڑی بھر کی تاخیر اور تقدیم نہیں ہوتی (اور یہ بات اللہ نے آغاز تخلیق میں ہی صاف صاف بیان فرما دی تھی)۔

تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ وَ لَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ۔ ۹۹

ترجمہ۔ یہ قومیں جن کے قصے ہم تمھیں سنا رہے ہیں (تمھارے سامنے بطور مثال کے موجود ہیں) ان کے رسول ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آئے۔

وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْم مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ۔ ۱۰۰

ترجمہ۔ ہر (بستی) کے لئے ایک خاص مہلت عمل لکھی جا چکی ہے اور کوئی قوم اپنے مقررہ وقت سے پہلے نا تو ہلاک ہو سکتی ہے اور نا ہی اس کے بعد چھوٹ سکتی ہے۔

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ ۱۰۱

ترجمہ۔ لوگو! ہم نے تمھاری طرف ایک ایسی کتاب بھیجی ہے جس میں تمھارا ہی ذکر ہے، کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ

مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ وَ ثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ وَ فِرْعَوْنَ ذِي
الْأَوْتَادِ الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ فَصَبَّ
عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ۔ ۱۰۲

ترجمہ۔تم نے نہیں دیکھا کے تمھارے رب نے اونچے ستونوں والے عادوارم کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ ان کی مانند کوئی قوم دنیا کے ملکوں میں پیدا نہیں کی گئی اور ثمود کے ساتھ جنھوں نے وادی میں چٹانیں تراشی تھیں اور میخوں والے فرعون کے ساتھ یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے دنیا میں بڑی سرکشی اور فساد پھیلایا، آخر کار تمھارے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا حقیقت یہ ہے کے تمھارا رب گھات لگائے بیٹھا ہے۔

أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ مَا
لَمْ نُمَكِّنْ لَكُمْ وَ أَرْسَلْنَا السَّمَاءَ عَلَيْهِمْ مِدْرَارًا وَ جَعَلْنَا الْأَنْهَرَ
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُمْ بِذُنُوبِهِمْ وَ أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا
آخَرِينَ۔ ۱۰۳

ترجمہ۔کیا انھوں نے دیکھا نہیں کے ان سے پہلے کتنی ایسی قوموں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں جن کا اپنے اپنے زمانے میں دور دورہ تھا؟ ان کو ہم نے زمین میں وہ اقتدار بخشا تھا جو تمھیں بھی نہیں بخشا ان پر ہم نے آسمان سے خوب پانی برسایا اور ان کے نیچے نہریں بہادیں لیکن جب انھوں نے کفران نعمت کیا تو آخر کار ہم نے ان کے گناہوں کی پاداش میں انھیں تباہ و برباد کر دیا اور ان کی جگہ دوسرے دور کی اقوام کو اٹھا دیا۔

أَوَ لَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا وَ اللّٰهُ يَحْكُمُ لَا
مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ وَ هُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ۔ ۱۰۴

ترجمہ۔کیا تم اس حقیقت پر غور نہیں کرتے کے ہم کس طرح سے زمین کو بڑے بڑے سرداروں کے ہاتھوں سے چھین کر کم کرتے چلے جا رہے ہیں۔

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ۔ ۱۰۵

ترجمہ۔پچھلی اقوام کی جڑ کاٹ کر رکھ دی گئی جنھوں نے ظلم کیا،اور(تمام) تعریفیں ہیں اللہ رب اللعالمین کے لئے ہے۔

تاریخ انسانی کے ہر دور میں زمین پر انسانوں کی اصلاح کے لئے ہمیشہ ہی نوح،موسیٰ،عیسیٰ اور ابراہیم جیسے کردار موجود رہے جن کا مقابلہ اپنے دور کے قارون،فرعون،نمرود اور ہامان سے رہا۔ بقول اقبال!

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الہ الا اللہ

تاریخ انسانوں کی اجتماعی زندگی کا خلاصہ ہے دوسری جانب تاریخ ایک عبرت انگیز سبق بھی ہے کیونکہ اللہ تعالی جب کسی قوم کو خیر،علم وفضل،دولت وثروت سے نوازتا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ بندے اللہ کے اس احسان کو جانیں اور سمجھیں اور اللہ سے اپنے قرب اور تعلق میں اضافہ کرتے ہوئے اس کی عبادت کریں لیکن انسان بجائے اللہ کے احسانات کی شکر گزاری کے اللہ کی زمین پر اکڑ کے چلتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کے جیسے یہ تمام علم وفضل،دولت وثروت اور نعمتیں اس کے اپنے ہی زور بازو سے حاصل ہوئیں لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے کیونکہ انسان تو اتنا بے بس پیدا کیا گیا کے اسے اپنی آتی جاتی سانسوں پر بھی اختیار نہیں چہ جائیکہ باقی باتیں تو خواب وخیال ہیں چنانچہ ایسی سرکش مخلوق کو اللہ تعالی ان کی مسلسل نافرمانیوں اور سرکشی کی وجہ سے دنیا اور آخرت میں مقام عبرت بنا دیتے ہیں پھر اس قوم میں کوئی فرد بھی ایسا باقی نہیں بچتا جو اپنی کہانی یا علم کسی دوسری قوم کو منتقل کر سکے کیونکہ مرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کے مطابق!

جب کسی قوم پر عذاب کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے تو تین دن کے اندر اندر اس قوم کے ایک ایک فرد کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جاتا ہے اور اللہ اس قوم کی نسل کو جاری نہیں رکھتا۔۱۰۶

حضرت علیؓ ابن طالب روایت کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! قرآن کریم میں اقوام گزشتہ کے حالات بھی درج ہیں اور تمھارے بعد آنے والوں کے حالات کا بھی اس میں ذکر موجود ہے تاہم تمھارے مابین رونما ہونے والے جملہ نزاعات کا فیصلہ بھی اس میں موجود

ہے۔۱۰۷

حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ:

سورہ یونس میں حضرت یونس علیہ السلام کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَلَوْ لَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ مَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ۔۱۰۸

ترجمہ۔پھر کیا ایسی کوئی مثال ہے کہ ایک بستی عذاب دیکھ کر ایمان لائی ہو اور اس کا ایمان اس کے لئے نفع بخش ثابت ہوا ہو؟ یونس اور اس کی قوم کے سوا (اس کی کوئی نظیر نہیں) وہ قوم جب ایمان لے آئی تھی تو البتہ ہم نے اس پر دنیا کی زندگی میں رسوائی کا عذاب ٹال دیا تھا اور اس کو ایک مدت تک زندگی سے بہرہ مند ہونے کا موقع دے دیا تھا۔

قوم اشور پر حضرت یونس علیہ السلام کی بعثت:

حضرت یونس علیہ السلام کا بائبل میں نام 'یوناہ' ہے جو کے یونس کا عبرانی تلفظ ہے آپ اللہ کے برگزیدہ بندے، نبی اور رسول تھے اور آپ کو اللہ تعالی نے اشوریوں کی اصلاح کے غرض سے ان کے شہر 'اشور' میں جو کے اس دور میں ان کا دارالحکومت بھی تھا میں دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے منتخب فرمایا آپ حضرت ہود علیہ السلام کی اولادوں میں سے ہیں اللہ تعالی نے آپ کو ۲۸ برس کی عمر میں نبوت اور رسالت سے بھی سرفراز فرمایا آپ پر ایک صحیفہ بھی نازل ہوا جو کے 'یوناہ نبی کی کتاب' کے نام سے تورات میں موجود ہے جو چار مختصر ابواب پر مشتمل ہے مورخین کے مطابق! آپ کا زمانہ ۸۶۰۔۷۸۴ ق م کے درمیان کا ہے اسی لئے کتب تاریخ میں اشوریوں کو 'قوم یونس' بھی کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالی نے آپ کو قوم اشور کی رہنمائی کے لئے نینوا یعنی (موجودہ عراق) بھیجا چونکہ اس قوم کا مرکز اس زمانے میں نینوا کا مشہور شہر تھا جس کے وسیع کھنڈرات آج بھی دریائے دجلہ کے مشرقی

کنارے پر پائے جاتے ہیں جو کے موجودہ شہر موصل کے عین مد مقابل ہے لہٰذا اس شہر میں 'یونس نبیؑ' کے نام سے ایک مقام بھی موجود ہے اس زمانے میں دریائے دجلہ کے کنارے نینوا ایک چھوٹی سی بستی تھی جس میں دیگر دیوی دیوتاؤں کے علاوہ ان کے سب سے بڑے 'دیوتا اشور' کی عبادت کی جاتی جبکہ اسی دیوتا کے نام پر اس شہر کا نام 'اشور' اور یہاں کے رہنے والے 'اشوری' کہلائے یہی نہیں بلکہ اس قوم نے نہایت عقیدت سے اپنے دیوتا کے نام کا ایک بڑا اور عظیم الشان مندر بھی تعمیر کروایا اس قوم کے تمام تر سیاسی اور انتظامی امور کی انجام دہی بھی اسی 'دیوتا اشور' کے نام پر کی جاتی اس کے ساتھ ہی بادشاہ کو خدا کا سایہ بھی تصور کیا جاتا۔

حضرت یونس علیہ السلام اللہ کے حکم سے نینوا تشریف لے گئے اور بادشاہ 'پال' کو پیغام حق سنایا جیسے سن کر بادشاہ غضبناک ہوا اور آپ کی جان کا دشمن ہوا اور حسب روایت قوم اشور اور بادشاہ وقت نے اپنے تیئں دین حق کی مکمل مخالفت کی اور وہ سب مل کے حضرت یونس علیہ السلام کے جان کے در پہ ہو گئے لیکن حضرت یونس علیہ السلام نہایت تحمل اور مستقل مزاجی سے دعوت دین کے کٹھن ترین کام میں لگے رہے ایک روایت کے مطابق آپ اپنی قوم کے درمیان تقریباً ۳۱ برس تک دین حق کی تبلیغ و اشاعت کرتے رہے آپ کی قوم کی تعداد قرآن و حدیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ایک لاکھ سے زیادہ تھی قرآن کریم میں حضرت یونس علیہ السلام کے قصے کو تین مقامات یعنی (سورہ الانبیاء، سورہ الصافات اور سورہ القلم) میں بیان کیا گیا ہے۔ اسی حوالے سے قرآن کریم میں ارشادات خداوندی

وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ۔ ۱۰۹ ۔ ترجمہ۔ یقیناً یونس بھی رسولوں میں سے تھا۔

وَأَرْسَلْنَٰهُ إِلَىٰ مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ۔ ۱۱۰

ترجمہ۔ ہم نے اسے (یونس کو) ایک لاکھ یا اس سے زائد لوگوں کی طرف بھیجا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ روایت کرتے ہیں جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کی تعداد کے حوالے سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ان کی قوم کی تعداد ایک لاکھ سے زائد تھی۔

قصہ مختصر حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کو مستقل مزاجی سے دین اسلام کی تعلیم دیتے رہے لیکن ان کی قوم بھی نہایت مستقل مزاجی سے ان کا انکار کرتی رہی چنانچہ ایک روز حضرت یونس علیہ السلام نے غصے میں آ کر بادشاہ وقت اور اپنی قوم کو عذاب کی وعید سنائی اور کہا اگر تم نے تین دن کے اندر اندر بت پرستی اور شرک کو نہ چھوڑا اور توبہ کر کے ایک اللہ کی عبادت نہ کی تو تم پر قہر خداوندی نازل ہو جائے گا جس کے نتیجے میں تم اور تمھارا پورا شہر تباہ و برباد ہو جائے گا' عذاب کی یہ وعید سن کر آپ کی قوم نے آپ کا حسب روایت مذاق اڑایا اور آپ سے کہا! ہم تمھارے رب کی طرف سے آنے والے عذاب کے منتظر رہیں گے۔

اللہ کے اذن کے بغیر حضرت یونس علیہ السلام کی از خود ہجرت:

جہاں تک رسولوں کی خصوصیات کا تعلق ہے تو ان کی بے شمار خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کے وہ تمام رسول، اللہ کے حکم سے اپنی قوم کی سرکشی کے باعث مجبوراً ہجرت بھی کرتے ہیں لیکن اس ہجرت میں حکم الٰہی کا ہونا ضروری ہے لیکن حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے تئیں خود ہی ہجرت کا فیصلہ کر لیا اور اپنی قوم کو تین دن کے اندر اندر سدھرنے کا انتباہ کرتے ہوئے اس شہر کو چھوڑ کر نکل گئے جب آپ شہر سے باہر نکلے تو آپ نے ایک کشتی کو ساحل کے قریب دیکھا جس میں کئی مسافر بھی سوار تھے چنانچہ آپ اس کشتی میں سوار ہو گئے لیکن جب یہ کشتی بیچ سمندر میں پہنچی تو اس کشتی کو چاروں طرف سے ایک شدید طوفان نے گھیر لیا اس صورت حال کو دیکھ کر مسافر خوفزدہ ہو گئے اس کشتی میں ایک پرہیز گار شخص بھی موجود تھا اس نے کہا میرے علم کے مطابق اس کشتی میں ایک ایسا غلام سوار ہے جو کے اپنے آقا کی مرضی کے خلاف بھاگ کر اس میں سوار ہوا ہے لہٰذا اس طوفان سے محفوظ رہنے کا واحد طریقہ یہ ہے کے وہ غلام سمندر میں کود جائے تا کہ ہم سب پر سے یہ طوفان ٹل جائے یہ سنتے ہی حضرت یونس علیہ السلام کو احساس ہوا کے وہ غلام میں ہی ہوں جو کے اپنے مالک کی مرضی کے بغیر اس کشتی میں سوار ہو گیا مجھے سمندر میں کود جانا چاہیے لیکن مسافروں نے کہا کے قرعہ اندازی ہونا چاہیے تا کہ جس شخص کا نام نکلے وہ ہی سمندر میں کودے چنانچہ تین مرتبہ قرعہ اندازی کی گئی اور ہر دفعہ حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا جس کے بعد آپ سمندر میں

کود گئے اور ایک بڑی مچھلی نے آپ کو نگل لیا اس پوری صورت حال کو قرآن کریم میں اس طرح سے بیان کیا گیا ہے!

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا ۔ ۱۱۱

ترجمہ۔ اس مچھلی والے (یونس) کو یاد کرو جب وہ غصے میں لڑ کر چلا پھر وہ یہ سمجھا کے ہم اسے پکڑ نہ سکیں گے۔

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَ لَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ اِذْ نَادٰى وَ هُوَ مَكْظُوْمٌ ۔ ۱۱۲

ترجمہ۔ تم اپنے رب کے حکم کا انتظار کرو اور مچھلی والے (یونس) کی طرح نہ ہو جاؤ جب وہ غصے میں بھرا ہوا تھا اور اس نے دعا کی۔

وَ اِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَ هُوَ مُلِيْمٌ فَلَوْ لَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۔ ۱۱۳

ترجمہ۔ بے شک یونس رسولوں میں سے تھا جب وہ اس بھری کشتی کی طرف بھاگا اور پھر قرعہ اندازی میں شریک ہوا اور اس میں اس نے مات کھائی اور آخر کار مچھلی نے اسے نگل لیا اور وہ ملامت زدہ تھا اب اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتا تو روز قیامت تک وہ اسی مچھلی کے پیٹ میں ہی رہتا۔

حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی کے پیٹ میں دعا:

حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نے سالم نگل لیا انھیں اپنی غلطی کا احساس ہوا اور انھوں نے مچھلی کے پیٹ میں ہی اللہ تعالی سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کی اور اللہ تعالی نے ان کی معافی قبول فرمائی اور مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو ساحل سمندر پر اگل دیا پھر اللہ تعالی نے وہاں ایک بیل دار پودا اگا دیا زیادہ تر روایت میں اس بیل دار پودے کو کدو کا پودا بتایا جاتا ہے لہٰذا حضرت یونس علیہ السلام اس پودے کے سایے میں رہتے اور اس پودے کے پھل کو کھا کر طاقت

حاصل کرتے علامہ آلوسی اس آیت کی تفسیر کچھ اس طرح سے کرتے ہیں حضرت یونس علیہ السلام موصل کے ایک علاقے نینوا کے لوگوں کی جانب بحیثیت پیغمبر کے بھیجے گئے جب ان کی قوم نے ان کا انکار کیا تو حضرت یونس نے غصے میں آ کر انھیں تین دن بعد عذاب کی وعید سنائی اور خود بستی سے نکل گئے پھر جب عذاب کے آثار اس قوم کے سر پر پہنچ گئے اور انھیں اس بات کا یقین ہو گیا کے اب یہ عذاب نہیں ٹلے گا اور وہ یقیناً اس کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے تو اس قوم نے اپنے نبی کو تلاش کرنا شروع کیا مگر انھیں حضرت یونس علیہ السلام کہیں نظر نہ آئے پھر آخر کار وہ سب لوگ اپنے بال بچوں اور مال مویشیوں کے ساتھ ایک صحرا (یا میدان) میں نکل آئے اور انھوں نے اللہ کے حضور ایمان اور توبہ و استغفار کا اظہار کیا پس اللہ تعالی کو اس قوم کی حالت پر رحم آ گیا اور اللہ تعالی نے ان کی دعاؤں کو قبول کر لیا۔ ۱۱۴ ارشادات خداوندی ہیں!

وَ ذَا النُّوۡنِ اِذۡ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنۡ لَّنۡ نَّقۡدِرَ عَلَيۡهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنۡ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنۡتَ سُبۡحٰنَكَ اِنِّىۡ كُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ فَاسۡتَجَبۡنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيۡنٰهُ مِنَ الۡغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُـنۡجِى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ۔ ۱۱۵

ترجمہ۔ اس نے تاریکیوں (مچھلی کے تاریک پیٹ میں) میں پکارا کے تیرے سوا میرا کوئی معبود نہیں ہے میں ظالموں میں تھا سو ہم نے اس کی سنی اور اسے غم سے نجات دی اور یونہی ہم مومنین کو نجات دیں گے۔

فَنَبَذۡنٰهُ بِالۡعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيۡمٌ ۚ وَاَنۡۢبَتۡنَا عَلَيۡهِ شَجَرَةً مِّنۡ يَّقۡطِيۡنٍ ۚ وَاَرۡسَلۡنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلۡفٍ اَوۡ يَزِيۡدُوۡنَ ۚ فَاٰمَنُوۡا فَمَتَّعۡنٰهُمۡ اِلٰى حِيۡنٍ۔ ۱۱۶

ترجمہ۔ بالآخر ہم نے اسے ایک سقیم حالت میں ایک چٹیل زمین پر پھینک دیا اور اس پر ایک بیل دار درخت اگا دیا اس کے بعد ہم نے اسے ایک لاکھ یا اس سے زائد لوگوں کی جانب بھیجا پھر وہ لوگ ایمان لائے اور ہم نے انھیں ایک وقت خاص تک باقی رکھا۔

لَوۡلَاۤ اَنۡ تَدٰرَكَهٗ نِعۡمَةٌ مِّنۡ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالۡعَرَآءِ وَهُوَ مَذۡمُوۡمٌ۔ ۱۱۷

ترجمہ۔ اگر اس پر (یونس) اس کے رب کا فضل نہ ہوتا تو وہ چٹیل میدان میں ہی پڑا رہتا اور بدحال

ہوتا پھراس کے رب نے اسے نوازا اور اسے نیک لوگوں میں شامل کر دیا۔
مندرجہ بالا آیات کی تشریح میں امام رازی یہ لکھتے ہیں!
حضرت یونس علیہ السلام کا قصور یہ تھا کے جب ان کی قوم نے انھیں جھٹلایا تو انھوں نے اذن الٰہی کے بغیر ہی اپنی قوم کو عذاب کی وعید سناڈالی نیز صبر نہ کیا اور اپنی قوم کو چھوڑ کر نکل گئے جبکہ انھیں تبلیغ واشاعت کا کام جاری رکھنا چاہئے تھا کیونکہ اس امر کا امکان بہر حال موجود تھا کے اللہ ان کی قوم کی خطا معاف کر دے اور انھیں ہلاک نہ کرے۔۱۱۸؎
علامہ آلوسی یہاں 'اذا ابق الى الفلك المشحون' کے حوالے سے یہ لکھتے ہیں بق کے اصل معانی آقا کے یہاں سے غلام کا فرار ہوجانا چونکہ حضرت یونس علیہ السلام اذن الٰہی کے بغیر ہی اپنی قوم کو چھوڑ کر نکل گئے چنانچہ جب قوم نے عذاب الٰہی کے آثار دیکھے تو وہ خوفزدہ ہو کر اپنے بیوی بچوں اور مال مویشیوں کے ساتھ ایک میدان میں جمع ہو گئے اور انھوں نے اللہ کے حضور سچے دل سے معافی کا اقرار کیا لہٰذا اللہ تعالیٰ اس قوم کے گناہوں کو معاف کر دیا۔۱۱۹؎
علامہ شبیر احمد عثمانی 'وهو مليم' کی تشریح میں یہ لکھتے ہیں حضرت یونس علیہ السلام پر الزام یہی تھا

۱۔خطائے اجتہادی سے حکم الٰہی کا انتظار کئے بغیر وہ بستی سے نکل پڑے اور عذاب کے دن کا تعین بھی خود ہی کر دیا۔ ۲۔دوسرے یہ کے اذن الٰہی کے بغیر خود ہی ہجرت کا فیصلہ بھی کر لیا۔
۳۔تیسرے یہ کے جب ان کی قوم پر سے عذاب الٰہی ٹل گیا تو وہ اپنی قوم میں واپس نہیں گئے۔
مشہور مفسر قتادہ سورہ یونس کی آیت نمبر ۹۸ کی تفسیر میں یہ فرماتے ہیں!
کوئی بستی بھی ایسی نہیں گزری ہے جو کے کفر کر چکی ہو اور عذاب کے آثار آجانے کے بعد ایمان لائی ہو اور پھر اللہ نے انھیں اپنی رحمت خاص سے معاف کر دیا ہو چنانچہ اس سے مراد صرف قوم یونس ہی ہے جو کے اس عذاب سے مستثنیٰ ہوئی لہٰذا عذاب کے آثار دیکھ کر جب قوم نے اپنے نبی کو تلاش کیا اور انھیں نہ پایا تو اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان اور توبہ کی توفیق ڈال دی۔۱۲۰؎
قرآن کریم کے مطابق یہ بھی ایک خدائی دستور اور مستقل دفعہ ہے کے اللہ تعالیٰ کسی قوم کو اس وقت تک عذاب نہیں دیتے ہیں جب تک کہ ان پر اتمام حجت قائم نہ ہو جائے پس حضرت یونس علیہ

السلام کی قوم کے حوالے سے یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کے حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو دین اسلام پہنچانے کے سلسلے میں اتمام حجت نہ کی اور اللہ تعالی کے مقرر کردہ وقت سے پہلے ہی اپنی قوم کو چھوڑ کر ہجرت کر لی چنانچہ اللہ تعالی کے انصاف نے اس قوم کو عذاب الہی سے بچا لیا اور انھیں ایمان اور توبہ کی توفیق عطا فرما دی۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَلَوْ لَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ مَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ۔ ۱۲۱

ترجمہ۔ پھر کیا کوئی ایسی مثال ہے کے ایک بستی عذاب دیکھ کر ایمان لائی ہو اور اس کا ایمان اس کے لئے نفع بخش ثابت ہوا ہو؟ یونس کی قوم کے سوا اس کی کوئی نظیر نہیں ہے وہ قوم جب ایمان لائی تھی تو ہم نے اس پر دنیا کی زندگی میں رسوائی کے عذاب کو ٹال دیا تھا اور اس کو ایک مدت تک زندگی سے بہرہ مند ہونے کا موقع بھی دیا تھا۔

جب حضرت یونس کی قوم اللہ پر ایمان لے آئی تو اللہ تعالی نے اپنے فضل خاص سے نا صرف ان کی مہلت عمر میں اضافہ کیا بلکہ انھیں ایمان کی دولت سے بھی سرفراز فرمایا۔

قوم اشور کا انجام:

قوم اشور کچھ عرصہ تک تو اللہ کی عبادت کرتے رہے اور انھوں نے اس کے احکامات کی بجا آوری بھی نہایت نیک نیتی سے کی لیکن پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کا ایمان بھی کمزور پڑ گیا اور وہ طرح طرح کی گمراہیوں میں بھی مبتلا ہو گئے لیکن اللہ تعالی نے وقتاً فوقتاً ان کی ہدایت کے لئے اپنے برگزیدہ بندوں کو بھیجا جن میں سے ایک ناحوم نبی (۷۲۰۔ ۶۹۸ ق م) تھے انھوں نے اشوریوں کو متنبہ کیا اور انھیں اللہ سے ڈرایا لیکن اس قوم کی سرکشی بدستور جاری رہی لیکن پھر اشوریوں پر آخری ہدایت صفیاہ نبی (۶۴۰۔ ۶۰۹ ق م) کے ذریعے بھیجی گئی انھوں نے اللہ کے حکم سے اشوریوں کو دین اسلام کا پیغام پہنچایا لیکن یہ قوم اپنی روش سے پیچھے ہٹنے کے لئے قطعاً تیار نہ تھی۔

۶۱۲ ق م کے لگ بھگ اللہ تعالی نے اشوریوں کو اہل میڈیا کے ذریعے پامال کیا لہٰذا اہل میڈیا نے بابلیوں کی مدد سے اشوریوں پر اپنا تسلط قائم کیا اور ان کے کئی علاقوں پر قابض ہو گئے جبکہ اشوری فوج کو جو کبھی اپنی مثال آپ تھی کو سخت ہزیمت اور شکست سے دوچار ہونا پڑا ساتھ ہی وہ میڈیا والوں کے ہاتھوں محصور بھی ہو گئے پھر کچھ عرصے کے بعد دریائے دجلہ میں شدید طغیانی ہوئی جس کے باعث دریا کا پانی شہر کی فصیل توڑ کر شہر میں جا گھسا چنانچہ حملہ آور بھی اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شہر میں جا گھسے اور انھوں نے شہر میں لوٹ مار کا بازار گرم کیا نا صرف یہ بلکہ شہر کو جلا کر خاک بھی کر دیا جبکہ بادشاہ نے بھی اپنے محل میں جل کر خودکشی کر لی اس طرح سے اشوری سلطنت اور اس کی عظیم تہذیب ہمیشہ کے لئے اپنے انجام کو پہنچی تاہم آج بھی آثار قدیمہ کی کھدائی کے دوران جو باقیات برآمد ہوتی ہیں ان میں آتش زدی کے نشانات خاصے نمایاں نظر آتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَآ اَهۡلَكۡنَا مِنۡ قَرۡيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعۡلُوۡمٌ مَا تَسۡبِقُ مِنۡ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ۔ ۱۲۲

ترجمہ۔ہم نے اس سے پہلے جس بستی کو بھی ہلاک کیا ہے اس کے لئے ایک خاص مہلت عمل لکھی جا چکی ہے کوئی قوم نہ اپنے مقررہ وقت سے پہلے ہلاک ہوسکتی ہے اور نا ہی اس کے بعد چھوٹ سکتی ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔سورہ یونس۔آیت۔۱۰۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۴۔سورہ الملک۔آیت۔۳۔

۵۔سورہ کہف۔آیت۔۱۰۹۔

۶۔سورہ الفاتحہ۔آیت۔۱۔

۷۔قلندر شعور۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۸۔۹۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ۔کراچی۔۱۹۸۸ء۔

۸۔قلندر شعور۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۰۰۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ۔کراچی۔۱۹۸۸ء۔
۹۔سورہ النحل۔آیت۔۴۹۔
۱۰۔کنزایمان۔احمد رضا بریلوی۔ص۔۴۳۴۔ناشر۔پیر بھائی کمپنی اردو بازار لاہور۔۱۹۹۰۔
۱۱۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۲۔
۱۲۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۳۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔۱۹۹۹۰ء۔
۱۱۳۔سورہ الرحمن۔آیت۔۲۹۔
۱۴۔سورہ لطلاق۔آیت۔۱۲۔
۱۵۔سورہ الطلاق۔آیت۔۱۲۔((روح المعانی فی التفسیر القرآن العظیم واسبع المنانی۔علامہ ابوالفضل شہاب الدین السید محمود آلوسی البغدادی (متوفی۔)۔جز۔اول۔ص۔۹۷۔ادارہ الطباعہ المغیر یہ المصر یہ۔۱۳۵۳ھ۔
۱۶۔روح المعانی فی التفسیر القرآن العظیم واسبع المنانی۔علامہ ابوالفضل شہاب الدین السید محمود آلوسی البغدادی (متوفی۔)۔جز۔اول۔ص۔۱۸۱۔ادارہ الطباعہ المغیر یہ المصر یہ۔۱۳۵۳ھ۔
۱۷۔سورہ الانبیا۔آیت۔۹۱۔
۱۸۔فتوحات مکیہ۔الشیخ ابوعبداللہ محمد بن علی العربی (متوفی۔)۔ص۔۱۲۶۔مطبع دارالکتب مصر۔۱۳۳۹ھ۔
۱۹۔فقیر رنگ۔سید سرفراز اے شاہ۔ص۔۱۱۸۔جہانگیر بکس لاہور۔۲۰۱۱ء۔
۲۰۔سورہ الطلاق۔آیت۔۱۲۔
۲۱۔سورہ انعام۔آیت۔۱۳۰۔
۲۲۔سورہ انعام۔آیت۔۱۲۴۔
۲۳۔سورہ الحج۔آیت۔۷۵۔
۲۴۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۔
۲۵۔سورہ یونس۔آیت۔۴۷۔
۲۶۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۴۔۲۵۔
۲۷۔سورہ النحل۔آیت۔۳۶۔
۲۸۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۴۔
۲۹۔سورہ الذاریات۔آیت۔۷۔
۳۰۔سورہ طارق۔آیت۔۱۱۔
۳۱۔سورہ واقعہ۔آیت۔۷۶۔
۳۲۔سورہ النبا۔آیت۔۱۹۔
۳۳۔نہج البلاغہ۔خطبات حضرت علیؓ۔مترجم۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔مکتبہ۔امامیہ کتب خانہ لاہور۔ص۔۵۰۴۔خطبہ نمبر۔۱۸۷۔سن ندارد۔
۳۴۔الحکمۃ فی الخلوقاتات اللہ۔امام غزالی۔مترجم۔مولوی محمد علی لطفی۔ص۔۲۲۔مکتبہ۔۳۰ نیو کراچی اہوسنگ سوسائٹی کراچی۔۱۹۶۰ء۔

۳۵۔سورہ المعارج۔آیت۔۴۰۔۴۱۔
۳۶۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۸۔
۳۷۔سورہ الحج۔آیت۔۱۸۔
۳۸۔کنز العمال۔علامہ علی تقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ)۔مطبوعہ موسستہ الرسالہ بیروت۔
۳۹۔سورہ الفاتحہ۔آیت۔۱۔
۴۰۔سورہ انعام۔آیت۔۴۵۔
۴۱۔سورہ الشعرا۔آیت۔۱۹۲۔۱۹۴۔
۴۲۔سورہ یونس۔آیت۔۱۰۔
۴۳۔سورہ الزمر۔آیت۔۷۵۔
۴۴۔سورہ انعام۔آیت۔۱۔
۴۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۴۳۔
۴۶۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۳۹۔
۴۷۔سورہ النحل۔آیت۔۷۵۔
۴۸۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۱۱۔
۴۹۔سورہ کہف۔آیت۔۱۔
۵۰۔سورہ ھود۔آیت۔۴۱۔
۵۱۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۔
۵۲۔سورہ الزمر۔آیت۔۷۴۔
۵۳۔سورہ القصص۔آیت۔۷۰۔
۵۴۔سورہ روم۔آیت۔۱۸۔
۵۵۔سورہ التغابن۔آیت۔۱۔
۵۶۔سورہ لقمان۔آیت۔۲۶۔
۵۷۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۴۴۔
۵۸۔سورہ الحدید۔آیت۔۱۔
۵۹۔سورہ الحشر۔آیت۔۱۔
۶۰۔سورہ کہف۔آیت۔۱۔
۶۱۔سورہ الجمعہ۔آیت۔۱۔
۶۲۔سورہ التغابن۔آیت۔۱۔۲۔
۶۳۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۶۴۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۱۴۱۴ھ۔
۶۵۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۶۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۶۹۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۷۰۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔ج۔۱۔ص۔۹۰۔مطبوعہ دارالمعرفہ
بیروت۔۱۴۰۹ھ۔
۷۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۷۳۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۷۴۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
۷۵۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ج۔۲۰۔رقم الحدیث۔
۱۵۹۔مطبوعہ داراحیاالتراث العربی۔بیروت۔
۷۶۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔رقم الحدیث۔۴۴۹۴۔مطبوعہ داع
الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۰۱ھ۔
۷۷۔نہج البلاغہ۔مرتب۔ڈاکٹر تصدق حسین۔خطبہ۔۱۔ص۔۲۹۔رومیل ہاؤس آف پبلیکیشنز راولپنڈی۔
۷۸۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر
تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۷۹۔سورہ یونس۔آیت۔۱۹۔
۸۰۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۸۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۸۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۸۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۸۴۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۹۲۔
۸۵۔سورہ یونس۔آیت۔۱۹۔
۸۶۔سورہ انعام۔آیت۔۱۵۹۔
۸۷۔سورہ التوبہ۔آیت۔۵۶۔
۸۸۔سورہ انفال۔آیت۔۲۹۔

۸۹۔سورہ روم۔آیت۔۳۲۔
۹۰۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤدسلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۹۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۹۲۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ
۹۳۔الاصول من الکافی۔شیخ ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی (متوفی ۳۲۹ھ)۔ج۔۲۔ص۔۳۴۸۔مطبوعہ دارالکتب الاسلامیہ تہران۔
۹۴۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۱۷۰۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۹۵۔بڑے بچوں کے لئے۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۴۹۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۹۶۔سورہ یونس۔آیت۔۷۔۴۔
۹۷۔سورہ الحجر۔آیت۔۱۰۔
۹۸۔سورہ اعراف۔آیت۔۳۴۔
۹۹۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۰۱۔
۱۰۰۔سورہ الحجر۔آیت۔۴۔۵۔
۱۰۱۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۱۰۔
۱۰۲۔سورہ فجر۔آیت۔۱۴۔
۱۰۳۔سورہ انعام۔آیت۔۶۔
۱۰۴۔سورہ رعد۔آیت۔۴۱۔
۱۰۵۔سورہ انعام۔آیت۔۴۵۔
۱۰۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۰۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۱۰۸۔سورہ یونس۔آیت۔۹۸۔
۱۰۹۔سورہ الصفات۔آیت۔۱۳۹۔
۱۱۰۔سورہ الصفٰات۔آیت۔۱۴۷۔
۱۱۱۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۸۷۔
۱۱۲۔سورہ القلم۔آیت۔۴۸۔
۱۱۳۔سورہ الصفٰت۔آیت۔۱۳۹۔۱۴۴۔
۱۱۴۔روح المعانی۔علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی (متوفی ۱۲۷۰ھ)۔ج۔۱۱۔ص۔۱۷۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۔دارالفکر بیروت.
۱۱۵۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۸۷۔۸۸۔
۱۱۶۔سورہ الصفٰات۔آیت۔۱۴۵۔۱۴۸۔

۱۱۷۔سورہ القلم۔آیت۔۴۹۔
۱۱۸۔تفسیر کبیر۔امام فخرالدین محمد بن ضیاءالدین عمر رازی (متوفی ٦٠٦)۔ج۔۷۔ص۔۱۵۸۔مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۱۱۹۔روح المعانی۔علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی (متوفی ۱۲۷۰ھ)،ج۔۲۳۔ص۔۱۳۔مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔دارالفکر بیروت.
۱۲۰۔تفسیر القرآن۔حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی (متوفی ۷۷۴ھ)۔ج۔۴۔ص۔۴۳۳۔مطبوعہ ادارہ اندلس بیروت ۱۳۸۵ھ۔
۱۲۱۔سورہ یونس۔آیت۔۹۸۔
۱۲۲۔سورہ الحجر۔آیت۔۴۔۵۔

۱۱۔سورہ ہود (پیغمبر کا نام)

نام:

ہود۔عربی زبان کا لفظ ہے اور یہ حضرت ہود کا نام ہے، جس پر قرآن کریم کی یہ سورہ کا نام رکھا گیا ہے،سورہ ہود میں حضرت ہود کا نام پانچ مرتبہ آیا ہے، حضرت ہود کی قوم کا نام قوم عاد تھا۔

شان نزول:

سورہ ہود مکی سورہ ہے جس میں کل آیات کی تعداد ۱۲۳ ہے، اور اس سورہ میں کل رکوع ۱۰ ہیں۔

مضامین:

۱۔کفار اور مشرکین کا رد۔

۲۔مومنین کون ہیں؟

۳۔دین ذاتی معاملہ نہیں۔

۴۔نیکی کی دعوت دینے والے چند لوگ۔

۵۔انسان کی آزمائش کا تذکرہ۔

۶۔انسانی طبائع کا دین قبول کرنے میں مختلف ہونا۔

۷۔انبیاءسابقین کے قصص کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دلجوئی وغیرہ۔

۸۔سورہ ہود میں حضرت ہود کے علاوہ، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت شعیب علیہ السلام کا ذکر بھی موجود ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ:

سورہ ہود میں حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ تقریباً ۲۵ آیات پر مشتمل ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ۔ ۱

ترجمہ۔ جب ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تھا (اس نے کہا) میں تم لوگوں کو صاف صاف خبردار کرتا ہوں۔

اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ۔ ۲

ترجمہ۔ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ تم پر ایک روز دردناک عذاب آئے گا۔

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَ
مَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَ مَا نَرٰى
لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۢ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ۔ ۳

ترجمہ۔ جواب میں اس کی قوم کے سردار، جنہوں نے اس کی بات ماننے سے انکار کیا تھا، بولے! ہماری نظر میں تو تم اس کے سوا کچھ نہیں ہو کے بس ایک انسان ہو ہم جیسے اور ہم دیکھ رہے ہیں کے ہماری قوم میں سے بس ان لوگوں نے جو ہمارے ہاں ارذل تھے، بے سوچے سمجھے تمہاری پیروی اختیار کر لی ہے اور ہم کوئی چیز بھی ایسی نہیں پاتے جس میں تم لوگ ہم سے کچھ بڑھے ہوئے ہو، بلکہ ہم تو تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ
عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ۭ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ۔ ۴

ترجمہ۔ اس نے کہا! اے برادران قوم، ذرا سوچو تو سہی کے اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک کھلی شہادت پر قائم تھا اور پھر اس نے مجھ کو اپنی خاص رحمت سے بھی نواز دیا مگر وہ تم کو نظر نہ آئی تو آخر ہمارے پاس کیا ذریعہ ہے کے تم ماننا نہ چاہو اور ہم زبردستی اس کو تمہارے سر پر چپک دیں؟

وَ یٰقَوۡمِ لَاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ مَالًا ؕ اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ وَ مَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ؕ اِنَّہُمۡ مُّلٰقُوۡا رَبِّہِمۡ وَ لٰکِنِّیۡۤ اَرٰىکُمۡ قَوۡمًا تَجۡہَلُوۡنَ ۔۵

ترجمہ۔ برادران قوم، میں اس کام پر تم سے کوئی مال نہیں مانگتا، میرا اجر تو اللہ کے ذمہ ہے اور میں ان لوگوں کو دھکے دینے سے بھی رہا جنہوں نے میری بات مانی ہے، وہ آپ ہی اپنے رب کے حور جانے والے ہیں مگر میں دیکھتا ہوں کے تم لوگ جہالت برت رہے ہو۔

وَ یٰقَوۡمِ مَنۡ یَّنۡصُرُنِیۡ مِنَ اللّٰہِ اِنۡ طَرَدۡتُّہُمۡ ؕ اَفَلَا تَذَکَّرُوۡنَ ۔٦

ترجمہ۔اے قوم، اگر میں ان لوگوں کو دھتکار دوں تو خدا کی پکڑ سے کون مجھے بچانے آئے گا؟ تم لوگوں کی سمجھ میں کیا اتنی بات بھی نہیں آتی؟

وَ لَاۤ اَقُوۡلُ لَکُمۡ عِنۡدِیۡ خَزَآئِنُ اللّٰہِ وَ لَاۤ اَعۡلَمُ الۡغَیۡبَ وَ لَاۤ اَقُوۡلُ اِنِّیۡ مَلَکٌ وَّ لَاۤ اَقُوۡلُ لِلَّذِیۡنَ تَزۡدَرِیۡۤ اَعۡیُنُکُمۡ لَنۡ یُّؤۡتِیَہُمُ اللّٰہُ خَیۡرًا ؕ اَللّٰہُ اَعۡلَمُ بِمَا فِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ ۚۖ اِنِّیۡۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیۡنَ ۔٧

ترجمہ۔ میں تم سے نہیں کہتا کے میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، نہ یہ کہتا ہوں کے میں غیب کا علم رکھتا ہوں، نہ یہ میرا دعویٰ ہے کے میں فرشتہ ہوں اور یہ بھی میں نہیں کہہ سکتا کے جن لوگوں کو تمہاری آنکھیں حقارت سے دیکھتی ہیں انہیں اللہ نے کوئی بھلائی نہیں دی، ان کے نفس کا حال اللہ ہی بہتر جانتا ہے، اگر میں ایسا کہوں تو ظالم ہوں گا۔

قَالُوۡا یٰنُوۡحُ قَدۡ جٰدَلۡتَنَا فَاَکۡثَرۡتَ جِدَالَنَا فَاۡتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنۡ کُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ۔٨

ترجمہ۔آخر کار ان لوگوں نے کہا! اے نوح، تم نے ہم سے جھگڑا کیا اور بہت کرلیا اب تو بس وہ عذاب لے آؤ جس کی تم ہمیں دھمکی دیتے ہو، اگر سچے ہو۔

قَالَ اِنَّمَا یَاۡتِیۡکُمۡ بِہِ اللّٰہُ اِنۡ شَآءَ وَ مَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِیۡنَ ۔٩

ترجمہ۔نوح نے جواب دیا وہ تو اللہ ہی لائے گا اگر چاہے گا اور تم اتنا بل بوتا نہیں رکھتے کے اسے

روک دو۔

وَ لَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ
اَنْ يُّغْوِيَكُمْ هُوَ رَبُّكُمْ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ ۱۰

ترجمہ۔اب اگر میں تمہاری کچھ خیر خواہی کرنا بھی چاہوں، تو میری خیر خواہی تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتی جب کے اللہ ہی نے تمہیں بھٹکا دینے کا ارادہ کرلیا ہو، وہی تمہارا رب ہے اور اسی کی طرف تمہیں پلٹنا ہے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَ اَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا
تُجْرِمُوْنَ۔ ۱۱

ترجمہ۔اے نبی کیا یہ لوگ کہتے ہیں کے اس شخص نے یہ سب کچھ خود گھڑ لیا ہے؟ ان سے کہو، اگر میں نے یہ خود دھڑا ہے تو مجھ پر اپنے جرم کی ذمہ داری ہے اور جو جرم تم کررہے ہو اس کی ذمہ داری سے میں بری ہوں۔

وَ اُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا
تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ۔ ۱۲

ترجمہ۔نوح پر وحی کی گئی کے تمہاری قوم میں سے جو لوگ ایمان لا چکے، بس وہ لا چکے، اب کوئی ماننے والا نہیں ہے۔ان کے کرتوتوں پر غم کھانا چھوڑ و۔

وَ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَ وَحْيِنَا وَ لَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ۔ ۱۳

ترجمہ۔ہماری نگرانی میں ہماری وحی کے مطابق ایک کشتی بنانی شروع کردو اور دیکھو جن لوگوں نے ظلم کیا ہے ان کے حق میں مجھ سے کوئی سفارش نہ کرنا، یہ سارے کے سارے اب ڈوبنے والے ہیں۔

وَ يَصْنَعُ الْفُلْكَ وَ كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ قَالَ
اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ۔ ۱۴

ترجمہ۔نوح کشتی بنا رہا تھا اور اس کی قوم کے سرداروں میں سے جو کوئی اس کے پاس سے گزرتا تھا وہ اس کا مذاق اڑاتا تھا اس نے کہا! اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم بھی تم پر ہنس رہے ہیں۔

فَسَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ۙ مَنۡ يَّاۡتِيۡهِ عَذَابٌ يُّخۡزِيۡهِ وَ يَحِلُّ عَلَيۡهِ عَذَابٌ مُّقِيۡمٌ ۔۱۵

ترجمہ۔عنقریب تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ کس پر وہ عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کر دے گا اور کس پر وہ بلا ٹوٹ پڑتی ہے جو ٹالے نہ ٹلے گی۔

حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَمۡرُنَا وَ فَارَ التَّنُّوۡرُ ۙ قُلۡنَا احۡمِلۡ فِيۡهَا مِنۡ كُلٍّ زَوۡجَيۡنِ اثۡنَيۡنِ وَ اَهۡلَكَ اِلَّا مَنۡ سَبَقَ عَلَيۡهِ الۡقَوۡلُ وَ مَنۡ اٰمَنَ ؕ وَ مَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِيۡلٌ ۔۱۶

ترجمہ۔یہاں تک جب ہمارا حکم آ گیا اور وہ تنور ابل پڑا تو ہم نے کہا ہر قسم کے جانوروں کا ایک ایک جوڑا کشتی میں رکھ لو، اپنے گھر والوں کو بھی سوائے ان اشخاص کے جن کی نشاندہی پہلے کی جا چکی ہے، اس میں سوار کرادو اور ان لوگوں کو بھی بٹھا لو جو ایمان لائے ہیں

وَ قَالَ ارۡكَبُوۡا فِيۡهَا بِسۡمِ اللّٰهِ مَجۡرٖٮهَا وَ مُرۡسٰٮهَا ؕ اِنَّ رَبِّىۡ لَـغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۔۱۷

ترجمہ۔نوح نے کہا سوار ہو جاؤ اس میں، اللہ ہی کے نام سے ہے اس کا چلنا بھی اور اسکا ٹھہرنا بھی، میرا رب بڑا غفور و رحیم ہے۔

وَ هِىَ تَجۡرِىۡ بِهِمۡ فِىۡ مَوۡجٍ كَالۡجِبَالِ وَ نَادٰى نُوۡحُ اۨبۡنَهٗ وَ كَانَ فِىۡ مَعۡزِلٍ يّٰبُنَىَّ ارۡكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنۡ مَّعَ الۡكٰفِرِيۡنَ ۔۱۸

ترجمہ۔کشتی ان لوگوں کو لیے چلی جا رہی تھی اور ایک ایک موج پہاڑ کی طرح اٹھ رہی تھی۔نوح کا بیٹا دور فاصلے پر تھا۔نوح نے پکار کر کہا بیٹا ہمارے ساتھ سوار ہو جا، کافروں کے ساتھ نہ رہ۔

قَالَ سَاٰوِىۡۤ اِلٰى جَبَلٍ يَّعۡصِمُنِىۡ مِنَ الۡمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الۡيَوۡمَ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنۡ رَّحِمَ ۚ وَ حَالَ بَيۡنَهُمَا الۡمَوۡجُ فَكَانَ مِنَ

الْمُغْرَقِيْنَ۔ ۱۹

ترجمہ۔اس نے پلٹ کر جواب دیا میں ابھی ایک پہاڑ پر چڑھ جاتا ہوں جو مجھے پانی سے بچا لے گا۔نوح نے کہا آج کوئی چیز اللہ کے حکم سے بچانے والی نہیں ہے سوائے اس کے کہ اللہ ہی کسی پر رحم فرمائے۔ اتنے میں ایک موج دونوں کے درمیان حائل ہوگئی اور وہ بھی ڈوبنے والوں میں شامل ہوگیا۔

وَ قِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَ يٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَ غِيْضَ الْمَآءُ وَ قُضِيَ الْاَمْرُ وَ اسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَ قِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔ ۲۰

ترجمہ۔حکم ہوا، اے زمین اپنا سارا پانی نگل جا اور اے آسمان رک جا، چنانچہ پانی زمین میں بیٹھ گیا، فیصلہ چکا دیا گیا، کشتی جودی پر ٹک گئی اور کہہ دیا گیا کے دور ہوئی ظالموں کی قوم۔

وَ نَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَ اِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَ اَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ۔ ۲۱

ترجمہ۔نوح نے اپنے رب کو پکارا، کہا! اے رب، میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب حاکموں سے بڑا اور بہتر حاکم ہے۔

قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنِّيْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ۔ ۲۲

ترجمہ۔جواب میں ارشاد ہوا، اے نوح وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں ہے، وہ تو ایک بگڑا ہوا کام ہے، لہذا تو اس بات کی مجھ سے درخواست نہ کر جس کی حقیقت نہیں جانتا، میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کے اپنے آپ کو جاہلوں کی طرح نہ بنا لے۔

قَالَ رَبِّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ وَ اِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَ تَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ ۲۳

ترجمہ۔نوح نے فوراً عرض کیا اے میرے رب، میں تیری پناہ مانگتا ہوں، اس سے کے وہ چیز تجھ سے مانگوں جس کا مجھے علم نہیں اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا اور رحم نہ فرمایا تو میں برباد ہو جاؤں گا۔

قِيۡلَ يٰنُوۡحُ اهۡبِطۡ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ بَرَكٰتٍ عَلَيۡكَ وَ عَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنۡ مَّعَكَ‌ؕ وَ اُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمۡ ثُمَّ يَمَسُّهُمۡ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۔ ۲۴

ترجمہ۔حکم ہوا اے نوح، اتر جا، ہماری طرف سے سلامتی اور برکتیں ہیں تجھ پر اوران گروہوں پر جو تیرے ساتھ ہیں اور کچھ گروہ ایسے بھی ہیں جن کو ہم کچھ مدت سامان زندگی بخشیں گے، پھر انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا۔

تِلۡكَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الۡغَيۡبِ نُوۡحِيۡهَاۤ اِلَيۡكَ‌ۚ مَا كُنۡتَ تَعۡلَمُهَاۤ اَنۡتَ وَلَا قَوۡمُكَ مِنۡ قَبۡلِ هٰذَا‌ ؕۛ فَاصۡبِرۡ‌ ؕۛ اِنَّ الۡعَاقِبَةَ لِلۡمُتَّقِيۡنَ ۔ ۲۵

ترجمہ۔اے نبی یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کررہے ہیں، اس سے پہلے نہ تم ان کو جانتے تھے اور نہ تمہاری قوم پس صبر کرو، انجام کار متقیوں ہی کے حق میں ہے۔

قوم نوح:

حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی (متوفی ۷۷۴ھ) حضرت نوح علیہ السلام کا شجرہ نسب لکھتے ہیں۔نوح بن مالک بن متوشلح بن خنوخ (ادریس) ابن یرد بن صلابیل بن قنین بن انوش بن شیث بن آدم علیہ السلام (ابوالبشر)۔

امام ابن جریر نے لکھا! حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کے ایک سو چھبیس برس کے بعد حضرت نوح علیہ السلام پیدا ہوئے تاہم اہل کتاب لکھتے ہیں کے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے تقریباً ایک سو چھیالیس برس کے بعد حضرت نوح علیہ السلام پیدا ہوئے۔

امام ابن حبان اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں، حضرت امامہ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا حضرت آدم علیہ السلام نبی تھے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کے ہاں وہ ایسے نبی تھے جن سے کلام کیا گیا پھر پوچھنے والے نے پوچھا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان کتنا عرصہ ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دس قرن یعنی (۱۰ صدیاں)۔۲۶؎

امام محمد بن سعد (متوفی ۲۳۰ھ) اپنی سند کے ساتھ عکرمہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت آدم

علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان دس قرن یعنی (۱۰ صدیاں) ہیں اور اس درمیان جو نسلیں تھیں وہ سب کی سب اسلام پر تھیں۔ ۲۷؎

جس طرح سے کفار مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کی بالکل اسی طرح سے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے بھی آپ کی تکذیب کی۔ حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو سال تک اپنی قوم میں رہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہیں!

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ۔

ترجمہ۔ بے شک ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا پھر وہ ان میں ۵۰ سال کم ایک ہزار سال تک رہے، مگر ان کی قوم انھیں جھٹلاتی رہی پھر بلا آخر ان کو ایک طوفان نے آ پکڑا، اس لئے کے وہ ظالم تھے۔ ۲۸؎

حضرت نوح علیہ السلام کی والدہ کا نام سخا بنت انوش تھا، حضرت نوح کو ابوالبشر ثانی یا آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے جبکہ حدیث میں حضرت نوح کو 'اول الرسل' بھی کہا گیا ہے، آپ کا وطن کلدانیہ یا Chaldea ہے جو موجودہ عراق کا قدیم نام ہے۔ آپ جس قوم کی طرف مبعوث کئے گئے وہ بت پرستی کے قبیح گناہ میں ملوث تھی اور انھوں نے اپنی عبادت کے لئے پانچ قوی الجبثہ بت تراش لئے تھے۔ ایک تحقیق کے مطابق ان کے نام ود، سواع، یعوق، یغوث اور نسر تھے۔

امام ابن جریر نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن قیس سے روایت کیا ہے، حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان کچھ نیک لوگ تھے اور ان کے پیروکاران کی اقتداء کرتے تھے جب وہ نیک لوگ فوت ہو گئے تو ان کے پیروکاروں نے کہا کے کیوں نہ ہم اپنے ان بزرگوں کی تصاویر اور مجسمے بنالیں؟ چنانچہ انھوں نے ان بزرگ ہستیوں کی عزت وتکریم کے غرض سے ان کی تصاویر اور مجسمے بنالئے بعدازاں ان کی اگلی نسلوں کے دلوں میں شیطان نے وسوسہ ڈالا اور اس نے انھیں ان کی عبادت کی ترغیب دی لہٰذا آئندہ آنے والی نسلوں نے ان کی عبادت شروع کر دی اور جب ان کے یہاں بارش نہیں ہوتی تو وہ ان کی عبادت رکے بارش طلب کرتے اور بارش

ہو جایا کرتی اس طرح سے ان کے دلوں میں یہ خیال مزید پختہ ہوتا چلا گیا اور انھوں نے دل وجان سے ان بتوں کی عبادت شروع کر دی۔

امام ابن ابی حاتم نے عروہ بن زبیر سے روایت کی ہے کے ان بتوں کے نام ود۔ یغوث۔ یعوق۔ سواع اور نسر تھے اور یہ سب حضرات حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد تھے جبکہ وہ ان میں سب سے زیادہ نیک اور پارسا تھا۔۲۹؎

امام ابن ابی حاتم نے باقر سے روایت کی ہے کے ود ایک نیک اور اپنی قوم میں نہایت محبوب شخص سمجھا جاتا تھا جب اس کا انتقال ہو گیا تو اس کی قوم کے لوگوں نے بابل کی سرزمین میں اس کی قبر کے گرد بیٹھ کر گریہ شروع کر دیا جب ابلیس نے یہ دیکھا تو اس نے انسانی شکل میں آکر انھیں ود کی تصویر اور مجسمہ بنانے کی ترغیب دی اور ان سے کہا تمھیں جب ود کی یاد آئے تو تم اپنی مجالس میں اس کی تصویر اور مجسمہ کو دیکھ کر اسے یاد کر لیا کرو ابلیس کے اس وسوسہ کو اس قوم نے قبول کیا اور ود کے مجسمے کو تراش کر پہلے تو اس کی یاد منائی بعد ازاں اس کی عبادت بھی شروع کر دی گئی پھر ابلیس نے یہ وسوسہ بھی اس قوم کے دل میں ڈالا کے ہر گھر میں ود کا مجسمہ ہونا چاہیئے تا کہ ہر وقت آسانی سے اس کی یاد منائی جا سکے چنانچہ ہر گھر میں ود کا مجسمہ رکھا گیا۔ پھر ود کی یاد اس قوم کی اگلی نسلوں میں عبادت کی شکل میں متشکل ہوئی اور اگلی نسلیں یہ بھول گئیں کے ود ایک انسان تھا بلکہ وہ اسے خدا کی طرح عزت اور تکریم دیتے اور انھوں نے اللہ کو چھوڑ کو ان بتوں کو اپنا معبود بنا لیا تاہم اللہ کو چھوڑ کر جس بت کی سب سے پہلے عبادت کی گئی وہ ود نام کا بت تھا۔۳۰؎

۱۔ود (ایک دراز قد مرد کی شکل کا بت)۔ ۲۔سواع (عورت کی شکل کا بت)۔

۳۔یعوق (گھوڑے کی شکل کا بت)۔ ۴۔یغوث (شیر کی شکل کا بت)۔

۵۔نسر (گدھ کی شکل کا بت) تھا۔

حضرت نوح علیہ السلام نے جب اپنی قوم کا یہ حال دیکھا تو انھیں اللہ کے حکم سے دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کی۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، حضرت ام حبیبہؓ اور حضرت ام سلمیٰؓ نے حبشہ میں ایک گرجا دیکھا جس کا نام ماریہ تھا انھوں نے اس گرجا کی خوبصورتی اور اس میں رکھی تصاویر کا ذکر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب ان میں کوئی نیک شخص مرجاتا تو وہ اس کی قبر کو سجدہ گاہ بنالیتے اور اس میں یہ تصاویر رکھ دیتے یہ لوگ اللہ عزوجل کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔ ۳۱ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہے!

وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِهٖ فَقَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمۡ
مِّنۡ اِلٰهٍ غَیۡرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ۔ ۳۲

ترجمہ۔ بے شک ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا، تو انھوں نے ان سے کہا، اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو کیونکہ اس کے سوا تمھارا کوئی بھی معبود نہیں ہے۔

لیکن آپ کی قوم بت پرستی، شرک اور گمراہی میں مبتلا رہی اور آپ کی تعلیمات کا مسلسل انکار کرتی رہی ان کی قوم کے با اثر افراد کے اشارے پر آپ کو تکالیف اور اذیتیں دی جاتیں اور اوباش قسم کے نوجوان آپ کی محافل میں گھس کر اسے تہس نہس کر دیا کرتے اور ان اہل ایمان کو تنگ کیا کرتے جو آپ کے ہاتھوں پر ایمان لا چکے تھے (ایک روایت کے مطابق ان کی تعداد ۴۰ یا ۸۰ تھی) ان ایذا رسانی کرنے والوں میں آپ کی بیوی اور بیٹا بھی پیش پیش تھے، پھر ان کی قوم نے حضرت نوح سے کہا!

فَقَالَ الۡمَلَؤُا الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِهٖ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ ۙ
یُرِیۡدُ اَنۡ یَّتَفَضَّلَ عَلَیۡكُمۡ وَ لَوۡ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنۡزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۖۚ مَّا سَمِعۡنَا
بِهٰذَا فِیۡۤ اٰبَآئِنَا الۡاَوَّلِیۡنَ۔ ۳۳

ترجمہ۔ پس ان کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے! (لوگو) یہ تمھارے جیسا ایک انسان ہی تو ہے جو تم پر برتری حاصل کرنا چاہتا ہے اور اللہ اگر نبی ہی بھیجنا چاہتا تو کوئی فرشتہ ہی اتار دیتا اور ہم نے تو اپنے باپ داداوں سے یہ نہیں سنا یہ تو بس ایک دیوانہ آدمی ہے۔

قَالُوۡا لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَهِ یٰنُوۡحُ لَتَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡمَرۡجُوۡمِیۡنَ۔ ۳۴

ترجمہ۔ وہ بولے اے نوح اگر تو نہ چھوڑے گا تو ہم تجھے سنگسار کر دیں گے۔

كَذَّبَتۡ قَبۡلَهُمۡ قَوۡمُ نُوۡحٍ فَكَذَّبُوۡا عَبۡدَنَا وَ قَالُوۡا مَجۡنُوۡنٌ وَّ

ازْدُجِرَ ۔۳۵

ترجمہ۔ پھر جھوٹا اور دیوانہ کہا ہمارے بندے کو اور جھڑک دیا۔

ان تمام باتوں کے باوجود حضرت نوح علیہ السلام نے نہایت استقامت، صبر و تحمل اور نیک نیتی سے اپنی قوم کی اصلاح کی کوششیں جاری رکھیں لیکن آپ کی قوم ایذا رسانی، ضد، باطل کشی ہٹ دھرمی اور اپنے آبائی دین کو چھوڑنے کے لئے کسی قیمت پر تیار نہ تھی۔ ارشاد خداوندی ہے!

وَ قَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَ لَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّ لَا سُوَاعًا ۙ وَّ لَا یَغُوْثَ وَ یَعُوْقَ وَ نَسْرًا ۚ ۔۳۶

ترجمہ۔ انھوں نے کہا کے ہم ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑیں گے نہ ہم ود، کو نہ سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو چھوڑیں گے۔

قَالُوْا یٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۔۳۷

ترجمہ۔ (قوم نوح نے) نے کہا! اے نوحؑ، تم نے ہم سے جھگڑا کیا اور بہت کر لیا اب تو بس وہ عذاب لے آؤ جس کی تم ہمیں دھمکی دیتے ہو اگر تم سچے ہو۔

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۔۳۸

ترجمہ۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی، ائے میرے رب! تو میری مدد فرما انھوں نے میری تکذیب کی ہے۔

اللہ تعالی نے حضرت نوح علیہ السلام کی دعا قبول فرمالی اور انھیں ایک کشتی بنانے کا حکم دیا گیا جس کی کل پیمائش اور طریقہ کار اللہ تعالی کی طرف سے بذریعہ وحی حضرت نوح علیہ السلام کو منتقل کیا جارہا تھا ان کی قوم حیرت اور تمسخر سے کشتی کو دیکھتی اور پوچھتی کے آخر یہ کس کام آئے گی؟

آپ انھیں بتاتے کے ایک عظیم طوفان آئے گا اور صرف اہل ایمان ہی اس میں سوار ہو کر اپنی جان بچا ئیں گے۔ اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا وَ وَحْیِنَا وَ لَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۚ

اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۔۳۹

ترجمہ۔اے نوح ہماری نگرانی اور حکم کے مطابق میں ایک کشتی تیار کرو، اب ان ظالموں کے حق میں مجھ سے کوئی بات نہ کرنا، بے شک یہ غرق ہوکر رہیں گے۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَ اَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۔۴۰

ترجمہ۔پھر بھی ان لوگوں نے ان کی تکذیب کی تو ہم نے نوح کو اور جو لوگ ان کے ساتھ کشتی میں سوار تھے ان کو بچا لیا اور ہم نے ان لوگوں کو جو ہماری آیات کو جھٹلاتے تھے غرق کر دیا بے شک وہ ایک اندھی قوم تھی۔

ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِيْنَ ۔۴۱

ترجمہ۔پھر اس کے بعد باقی رہنے والے لوگوں کو ہم نے ڈبو دیا۔

فَاَنْجَيْنٰهُ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ قَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ مَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۔۴۲

ترجمہ۔پھر ہم نے ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ تھے اپنی رحمت سے بچا لیا اور جنھوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور جو مومن نہ تھے ہم نے ان کی جڑ کاٹ کر رکھ دی۔

فَاَنْجَيْنٰهُ وَ مَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۔۴۳

ترجمہ۔ہم نے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو بھری ہوئی کشتی میں بچا لیا۔

فَاَنْجَيْنٰهُ وَ اَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَ جَعَلْنٰهَاۤ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔۴۴

ترجمہ۔ہم نے (نوح) کو اور کشتی والوں کو بچا لیا، اور عالمین انھیں ایک نشانی بنا دیا۔

کعب احبار سے روایت ہے کے وہ بہتر (۷۲) نفوس تھے۔حضرت نوح علیہ السلام بیوی جوان کی کل اولاد حام، سام، یافث اور یام کی ماں تھیں اور یام کو اہل کتاب کنعان کہتے ہیں تاہم حضرت نوح علیہ السلام کی کافر بیوی اور بیٹا طوفان نوح میں غرق ہو گئے۔

مفسرین کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے کے یہ طوفان زمین کے پہاڑوں سے پندرہ

ذراع (ساڑھے بائیس فٹ) تک بلند تھا اور یہ طوفان تمام روئے زمین پر کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہاں یہ طوفان نہ آیا ہو۔

طوفان عظیم:

بعض مورخین اور محققین کا اس بات پر اتفاق ہے کے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم جس علاقے میں رہتی تھی وہ علاقہ آج ملک عراق کے نام سے جانا جاتا ہے تاہم اس علاقے کی جائے وقوع موصل کے نواح میں واقع ہے اگرچہ بیشتر روایات تواتر کے ساتھ زمانہ قدیم سے کردستان اور آرمینیا سے چلی آرہی ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کے طوفان نوح کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی اس علاقے میں کس مقام پر ٹھہری تھی۔

طوفان نوح نے اس وقت کی ایک عظیم تہذیب کو آناً فاناً صفحہ ہستی سے نیست ونابود کر دیا یہ ایک ہولناک اور انتہائی خوفناک طوفان تھا جس نے زمین کے طبقات کو تہہ وبالا کر کے کرہ ارض کی تاریخ اور جغرافیہ پر اپنے گہرے اثرات مرتب کئے، کتب تاریخ میں وادی دجلہ وفرات یعنی (Mesopotamia) کے میدانی علاقے طوفان نوح کے علاقے بتائے جاتے ہیں اور اگر دیکھا جائے تو یہ علاقہ کئی قدیم ترین تہذیب، تاریخی واقعات اور حوالوں کے اعتبار سے اہمیت کے حامل تصور کئے جاتے ہیں، چونکہ یہ علاقہ دریائے دجلہ اور فرات کے درمیان میں واقع تھا لہٰذا طوفان نوح کے لئے بھی اس وقت موزوں ترین تھا پھر سیلاب کے حوالے سے اگر تجزیہ کیا جائے تو یہ کہا جاسکتا ہے کے دونوں ہی دریاؤں میں شدید طغیانی نے اس پورے علاقے اور اس سے ملحقہ کئی علاقوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا پھر یہی نہیں بلکہ اس علاقے اور اس سے ملحقہ کئی علاقوں کے تہذیبی ریکارڈ، زمین کی گہری کھدائی سے حاصل ہونے والے نمونوں، آثار قدیمہ کے حیرت انگیز انکشافات اور کئی مضبوط شواہد اور دلائل کی بناء پر یہ کہا جاسکتا ہے کے اس دور میں یہاں ایک شدید طوفان اور سیلاب آیا تھا جس کے نتیجے میں عرصہ دراز تک زمین کے اس حصے میں زندگی کے آثار معطل رہے جبکہ دیگر مدلل قرائین تو یہ بھی اشارہ کرتے ہیں کے ڈائنوسارز اور اس جیسی دیگر عظیم الجثہ مخلوق بھی اسی طوفان کی زد میں آکر دنیا سے ناپید ومعدوم ہوگئیں کیونکہ سائنسدانوں کے

مطابق جب بھی کبھی کسی سالم مردہ جانور یا ڈائنوسار کی باقیات کا تجزیہ کیا جاتا ہے تو ان میں کرب اور تکلیف کے آثار نمایاں نظر آتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کے ان کی موت دم گھٹنے کے سبب واقع ہوئی ہے، سائبیریا سے دستیاب ایک ایسا جسیم اور سالم جانور کے جو ہزاروں سال قبل دنیا سے ناپید ہو چکا گہری برف میں اپنے جسم، بال اور کھال کے ساتھ دفن ہو گیا تھا جب اس کا تجزیہ کیا گیا تو یہ معلوم ہوا کے اس کی موت اچانک دم گھٹنے سے واقع ہوئی نیز اس کے معدے سے برآمد ہونے والی گھاس جو وہ اپنی موت سے قبل کھا رہا تھا وہ گھاس بھی گرم علاقوں میں پائی جاتی ہے۔

وادی دجلہ وفرات میں ہونے والی کھدائیوں سے یہ معلوم ہوا ہے کے تاریخ بعید میں یہ علاقہ کئی عظیم طوفانوں کا مرکز رہا ہے روایت ہے کے وادی دجلہ وفرات کے جنوب میں ایک بڑی قوم 'ار' (Ur) کے حکمران ابی سین کے دور میں جو تقریباً دو ہزار قبل مسیح کا دور مانا جاتا ہے وہاں ایک عظیم طوفان آیا تھا جس کی خوفناک لہریں آسمان کو چھو رہی تھیں۔ ۴۵؎

پھر ۱۷ سو سال قبل مسیح میں بھی زمین پر جب عظیم الشان حمورابی تہذیب کا دور دورہ تھا اس سال بھی ایک شدید طوفان نے اس علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اس سال کو کتب تاریخ میں ایشنونا کے سال کے نام سے جانا جاتا ہے پھر دسویں قبل مسیح میں نیبومکن ایپال کے دور حکومت میں بھی بابل شہر ایک بڑے طوفان کی زد میں رہا۔ ۴۶؎

تاہم اس علاقے میں بارہا کئی بلند بالا اور ہیبت ناک طوفان آتے رہے۔ ماہرین آثار قدیمہ کے مطابق جو اقوام اور تہذیبیں اچانک کسی حادثے، سانحے، قدرتی آفات یا عذاب الٰہی کا شکار ہوتی ہیں ان کے آثار بھی کافی حد تک مکمل اور بہتر حالات میں محفوظ ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ اقوام اس سانحے کے وقت اپنے روزمرہ کے معمولات زندگی میں مصروف ہونے کے سبب نابود ہوئیں لہٰذا جب بھی کبھی کسی ایسی تہذیب تک ماہرین پہنچتے ہیں تو انھیں زیر زمین وہ اقوام اور ان کے آثار اپنی اصل حالت میں دستیاب ملتے ہیں اور ماہرین کی زیادہ بیش بہا معلومات اور خزانے تک رسائی ممکن ہو پاتی ہے اگرچہ اس قسم کے واقعات آنے والی نسلوں کے لئے کسی عبرت سے کم نہیں، گزشتہ تہذیبوں کی طرح اللہ تعالیٰ نے طوفان نوح کے آثار کو بھی زمین پر ہزاروں سال تک محفوظ رکھا تا کہ بنی نوع انسانیت اللہ کے نافذ کردہ قوانین کی خلاف ورزیاں کرنے والوں کے انجام

سے بخوبی واقف ہوجائے اوران سے سبق حاصل کرے،اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسانیت کوطوفان نوح کی خبراپنے منتخب انبیاء کرام اورالہامی کتب کے ذریعے دی خودقرآن کریم سمیت عہد نامہ قدیم وجدید میں اس پرتفصیلاً بحث کی گئی ہے نیز یونان،مصر، ہندوستان،چین، برما،ملایا،ویلز، سکینڈے نیویا،لتھونیا،یونان، جزائرشرق الہند،آسٹریلیا، نیوگنی، امریکہ اور یورپ کے مختلف حصوں میں ایسی روایات کاتسلسل پایا جاتا ہے جبکہ دنیا کی بڑی اورقدیم تہذیبوں میں خصوصاً حمیری،سمیری،آشوری،یونانی دیو مالائی اور ہندوتہذیب میں کشتی نوح اورطوفان نوح کوخاص اہمیت حاصل ہے، ہندوؤں کے یہاں اس واقع کو'جل پریان' کے نام سے یادکیا جاتا ہے۔

سائنسدانوں کا یہ خیال ہے کے پانی اچانک چڑھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے بلندترین پہاڑ کی چوٹیوں تک جا پہنچا یہاں تک کے پہاڑ کی چوٹیاں بھی زیرآب آگئیں ہمالیہ، انڈیز، الپس اور امریکہ کے سلسلہ کوہ راکیز پرآج تک اس طوفان کے اثرات ثبت ہیں۔

قتادہ نے بیان کیا کے حضرت نوح علیہ السلام اوران کے متبعین دس رجب کوکشتی میں سوار ہوئے اورتقریباً (۱۵۰) دن کے سفر کے بعددس محرم کوان کی کشتی کنارے لگی جس کے شکرانے کے طور پر انھوں نے دس محرم کاروزہ رکھا۔

• امام احمد بن حنبل اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہود کے پاس سے گزرہواتو اہل یہود نے دس محرم کاروزہ رکھا ہوا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل یہود سے پوچھا! یہ کیسا روزہ ہے؟ توانھوں نے جواب دیا کے اس دن اللہ نے حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل کوغرق سے نجات دی تھی اوراسی دن حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ سے جالگی تھی جس کے شکرانے کے طور پرہم نے یہ روزہ رکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! حضرت موسیٰ علیہ السلام اوراس روزے کے ہم تمھاری بہ نسبت زیادہ حقدار ہیں۔

امام ابن جریر،امام ازرقی اوردیگر مورخین کااس بات پراتفاق ہے کے حضرت نوح علیہ السلام کی قبرمبارک مسجدحرام میں ہے۔ ۴۷؂

طوفان نوح میں پیغام:

نظام کائنات کے تجزیے سے یہ معلوم ہوا کے اس نظام میں پانی کو ایک اہم اور کلیدی حیثیت حاصل ہے، ہر قسم کی حیات کی بقاء کے لئے پانی ایک ناگزیر جز ہے جس طرح سے حیات کو قائم رکھنے میں اس کے کردار سے انکار ممکن نہیں بالکل اسی طرح سے یہ اپنے اندر ہلاکت و بربادی کی تمام تر صفات سے بھی متصف ہے۔قوم نوح نے بھی ہماری قوم کی طرح مادیت سے اپنا رشتہ نہ صرف جوڑ لیا تھا بلکہ وہ اس کو ہر گزرتے دن کے ساتھ مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر استوار بھی کرتے رہے، لہٰذا قانون قدرت نے ایسی سرکش قوم کو صفحہ ہستی سے ہمیشہ کے لئے ہی مٹا دیا اور ان کی وادی کے گرد موجود پانی کے عظیم ذخائر کو ان کے لئے وجہ عذاب بنا دیا جو کبھی ان کے لئے وجہ حیات تھے، تحقیق ہمیں یہ بتاتی ہے کے سمندر میں مدوجزر سورج اور چاند کی کشش سے پیدا ہوتے ہیں پھر کائنات میں موجود بلیک ہولز بھی اپنے اندر اتنی طاقت اور کشش رکھتے ہیں کہ وہ زمین کے نظام کو درہم برہم کر سکیں کیونکہ جب وہ زمین کے قریب سے گزرتے ہیں تو زیر زمین موجود لاوے میں ایک کشش اور اضطراب پیدا ہوتا ہے جس سے کرہ ارض پر عظیم الشان تباہی آتی ہے اور یہ تباہی اپنے ساتھ بہت کچھ مٹا دیتی ہے۔

Environmental Sciences کے ماہرین نے جب قطبین پر سے برف کے ایک لاکھ ساٹھ ہزار نمونے حاصل کئے جن میں کاربن ڈائی آکسائیڈ، آکسیجن اور سلفر سے بننے والی گیسیز کے مرکبات موجود تھے ان نمونوں کا لیبارٹری سے تجزیہ کرنے کے بعد یہ معلوم ہوا کے ہر دس ہزار سال کے بعد ہوا میں موجود ان گیسیز کی مقدار اپنی انتہاء کو پہنچ کر اچانک نیچے گر جاتی ہے اور یہ سائیکل ہر دس ہزار سال کے بعد دہرایا جاتا ہے وہ اس زمانے کو Ice age کہتے ہیں، آئس ایج کی وجہ سے زمین پر گیسیز کا اخرج کم ہو جاتا ہے لہٰذا دنیا بھر کے ماہرین ماحولیات کا اس بات پر اتفاق ہے کے فضائی اور موسمی تبدیلیوں کے باعث دنیا بھر کے موسم نہایت تیزی سے تبدیل ہو رہے ہیں لہٰذا اس تبدیلی کے پیش نظر یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کے آئندہ آنے والے تیس سالوں میں دنیا دوبارہ Ice age میں جاسکتی ہے، کیونکہ گزشتہ Ice age کو گزرے تقریباً دس

ہزار سال مکمل ہو گئے۔

روحانی سائنسدان یہ کہتے ہیں کے زمین پر ہر دس ہزار سال کے بعد ایسی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں کے جہاں سمندر تھا وہاں خشکی ظاہر ہو جاتی ہے اور جہاں خشکی تھی وہاں سمندر نمودار ہو جاتا ہے کیونکہ ۲۰۰۶ء میں طوفان نوح کو پورے دس ہزار سال گزر رچکے لہٰذا پے در پے آنے والے سمندری طوفانوں اور فضائی آلودگی کے پیش نظر جب فضاء میں کاربن ڈائی آکسائیڈ، آکسیجن اور سلفر کی مقدار روز بروز بڑھتی ہی جا رہی ہے اور پھر یہ اپنی انتہاء کو پہنچ کر اچانک نیچے گر جائے گی اور پھر زمین پر طوفان نوح جیسا ایک اور طوفان آئے گا جس کی وجہ سے صنعتی ترقی ختم ہو جائے گی اور انسانوں کی آبادی چھ ارب سے کم ہو کر صرف ایک چوتھائی رہ جائے گی اور انسان پھر دوبارہ Stone age میں چلا جائے گا۔۴۸؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد:

حضرت کعبؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جمعہ کے دن سورہ ہود پڑھا کرو۔

حوالہ کتب:

۱۔سورہ ہود۔آیت۔۲۵۔

۲۔سورہ ہود۔آیت۔۲۶۔

۳۔سورہ ہود۔آیت۔۲۷۔

۴۔سورہ ہود۔آیت۔۲۸۔

۵۔سورہ ہود۔آیت۔۲۹۔

۶۔سورہ ہود۔آیت۔۳۰۔

۷۔سورہ ہود۔آیت۔۳۱۔

۸۔سورہ ہود۔آیت۔۳۲۔

۹۔سورہ ہود۔آیت۔۳۳۔

۱۰۔سورہ ہود۔آیت۔۳۴۔

۱۱۔سورہ ہود۔آیت۔۳۵۔

۱۲۔سورہ ہود۔آیت۔۳۶۔

۱۳۔سورہ ہود۔آیت۔۳۷۔
۱۴۔سورہ ہود۔آیت۔۳۸۔
۱۵۔سورہ ہود۔آیت۔۳۹۔
۱۶۔سورہ ہود۔آیت۔۴۰۔
۱۷۔سورہ ہود۔آیت۔۴۱۔
۱۸۔سورہ ہود۔آیت۔۴۲۔
۱۹۔سورہ ہود۔آیت۔۴۳۔
۲۰۔سورہ ہود۔آیت۔۴۴۔
۲۱۔سورہ ہود۔آیت۔۴۵۔
۲۲۔سورہ ہود۔آیت۔۴۶۔
۲۳۔سورہ ہود۔آیت۔۴۷۔
۲۴۔سورہ ہود۔آیت۔۴۸۔
۲۵۔سورہ ہود۔آیت۔۴۹۔
۲۶۔الاحسان بہ ترتیب صحیح ابن حبان۔امام ابوحاتم محمد بن حبان البستی (متوفی ۳۵۴ھ) مطبوعہ موسسۃ الرسالہ
۲۷۔الطبقات الکبری۔امام محمد بن سعد (متوفی ۲۳۰ھ)۔ج۔۱۔ص۔۴۲۔مطبوعہ دار صادر بیروت۔
۲۸۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۱۴۔
۲۹۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔ج۔۲۹۔ص۔۱۲۲۔مطبوعہ دار المعرفہ.
۳۰۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز۔
۳۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۲۔سورہ المومنون۔آیت۔۲۳۔
۳۳۔سورہ المومنون۔آیت۔۲۴۔۲۵۔
۳۴۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۱۶۔
۳۵۔سورہ القمر۔آیت۔۹۔
۳۶۔سورہ نوح۔آیت۔۲۳۔
۳۷۔سورہ ہود۔آیت۔۳۲۔
۳۸۔سورہ المومنون۔۲۶۔
۳۹۔سورہ ہود۔آیت۔۳۷۔
۴۰۔سورہ اعراف۔۶۴۔
۴۱۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۲۰۔
۴۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۷۲۔
۴۳۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۱۹۔

۴۴۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۱۵
Max Mallowan,Nuh's Flood Reconsidered,Ira xxvi۴۵
۴۶۔عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب یاسر جواد۔ج۔۲۔ص۔۔مرتب الفیصل پبلیشر لاہور۔
۴۷۔البدایہ والنہایہ۔حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی (متوفی ۷۷۴ھ)۔ج۔۱۔ص۔۱۰۰۔
۴۸۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ج۔۳۔ص۔۸۳۔الکتاب پبلیشرز کراچی۔۲۰۰۳ء۔

۱۲۔سورہ یوسف (پیغمبر کا نام)

نام:

یوسف۔عربی زبان کا لفظ ہے، یہ سورہ حضرت یوسف علیہ السلام کے نام پر رکھی گئی ہے،جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ موجود ہے،سورہ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کا نام ۲۵ مرتبہ آیا ہے،حضرت یوسف علیہ السلام ،حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے ،حضرت اسحاق علیہ السلام کے پوتے اورحضرت ابراہیم علیہ السلام کے پر پوتے ہیں،آپ کنعان میں اپنے والد کے ساتھ رہتے تھے قرآن کریم میں حضرت یوسف علیہ السلام کو احسن القصص کہا گیا ہے۔

شان نزول:

سورہ یوسف مکی سورہ ہے جس میں کل آیات کی تعداد ۱۱۱ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۱۲ ہے۔

مضامین:

۱۔حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ
۲۔خوابوں کی تعبیر کا علم۔
۳۔حضرت یوسف علیہ السلام کا ان کے بھائیوں کا کنویں میں دھکا دینا۔
۴۔مصر کے بازار میں ان کی فروخت۔
۵۔قید ہونا۔
۶۔زنداں میں دعوت توحید۔

۷۔ بادشاہ کا خواب۔

۸۔ مصر میں قحط سالی۔

۹۔ مصر کی بادشاہت ملنا۔

۱۰۔ اپنے اہل خانہ سے ملاقات۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ:

سورہ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ تقریباً ۱۰۰ آیات پر مشتمل اور پھیلا ہوا ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں

اِذْ قَالَ يُوسُفُ لِاَبِيهِ يٰۤاَبَتِ اِنِّىْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِىْ سٰجِدِيْنَ ۔۱

ترجمہ۔ یہ اس وقت کا ذکر ہے جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا ابا جان میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گیارہ ستارے ہیں اور سورج اور چاند ہیں اور وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔

قَالَ يٰبُنَىَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰۤى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۔۲

ترجمہ۔ جواب میں اس کے باپ نے کہا بیٹا اپنا یہ خواب اپنے بھائیوں کو نہ سنانا ورنہ وہ تیرے درپے آزار ہو جائیں گے، حقیقت یہ ہے کے شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔

وَ كَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَ يُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَ عَلٰۤى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَاۤ اَتَمَّهَا عَلٰۤى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۔۳

ترجمہ۔ اور ایسا ہی ہوگا، تیرا رب تجھے منتخب کرے گا اور تجھے باتوں کی تہہ تک پہنچنا سکھائے گا اور تیرے اوپر اور آل یعقوب پر اپنی نعمت اسی طرح پوری کرے گا جس طرح اس سے پہلے وہ تیرے بزرگوں ابراہیم اور اسحاق پر کر چکا ہے، یقینا تیرا رب علیم و حکیم ہے۔ ۳؎

لَقَدْ كَانَ فِىْ يُوْسُفَ وَ اِخْوَتِهٖۤ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ۔۴

ترجمہ۔حقیقت یہ ہے کے یوسف اور اس کے بھائیوں کے قصے میں ان پوچھنے والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔

اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَ اَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَ نَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ۔ ۵

ترجمہ۔یہ قصہ یوں شروع ہوتا ہے کے اس کے بھائیوں نے آپس میں کہا یہ یوسف اور اس کا بھائی دونوں ہمارے والد کو ہم سب سے زیادہ محبوب ہیں، حالانکہ کے ہم پورا جتھا ہیں، سچی بات یہ ہے کے ہمارے ابا جان بالکل بہک گئے ہیں۔

اُقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا مِنْ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ۔ ۶

ترجمہ۔چلو یوسف کو قتل کردو یا اسے کہیں پھینک دو تا کہ تمہارے والد کی توجہ صرف تمہاری ہی طرف ہو جائے یہ کام کر لینے کے بعد نیک بن رہنا۔

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَ اَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ۔ ۷

ترجمہ۔اس پر ان میں سے ایک بولا یوسف کو قتل نہ کرو، اگر کچھ کرنا ہی ہے تو اسے کسی اندھے کنویں میں ڈال دو کوئی آتا جاتا قافلہ اسے نکال لے جائے گا۔

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَ اِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ۔ ۸

ترجمہ۔اس قرارداد پر انہوں نے اپنے باپ سے کہا ابا جان کیا بات ہے، آپ یوسف کے معاملے میں ہم پر بھروسہ نہیں کرتے حالانکہ ہم اس کے سچے خیر خواہ ہیں۔

اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَ يَلْعَبْ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ ۹

ترجمہ۔کل اسے ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تا کہ وہ کھیل کود سے دل بہلائے، اور ہم اس کی حفاظت کو موجود ہیں۔

قَالَ اِنِّيْ لَيَحْزُنُنِيْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَ اَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَ

اَنۡتُمۡ عَنۡهُ غٰفِلُوۡنَ ۔۱۰

ترجمہ۔(یعقوب) نے کہا تمہارا (یوسف) کو اپنے ساتھ لے جانا مجھے شاق گزر رہا ہے، کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کے کہیں اسے بھیڑیا نا کھا جائے، اگر تم اس سے غافل ہو۔

قَالُوۡا لَئِنۡ اَكَلَهُ الذِّئۡبُ وَنَحۡنُ عُصۡبَةٌ اِنَّاۤ اِذًا لَّخٰسِرُوۡنَ ۔۱۱

ترجمہ۔انہوں نے جواب دیا اگر ہمارے ہوتے اسے بھیڑیئے نے کھالیا تو ہم بڑے نکمے ہونگے

فَلَمَّا ذَهَبُوۡا بِهٖ وَ اَجۡمَعُوۡۤا اَنۡ يَّجۡعَلُوۡهُ فِىۡ غَيٰبَتِ الۡجُبِّ‌ ۚ وَ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡهِ لَـتُنَـبِّئَـنَّهُمۡ بِاَمۡرِهِمۡ هٰذَا وَهُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ ۔۱۲

ترجمہ۔اس طرح اصرار کر کے جب وہ اسے لے گئے اور انہوں نے طے کرلیا کے اسے ایک اندھے کنوئیں میں چھوڑ دیں تو ہم نے یوسف کو وحی کی کے ایک وقت آئے گا جب تو ان لوگوں کو ان کی یہ حرکت جتائے گا یہ اپنے فعل کے نتائج سے بے خبر ہیں۔

وَجَآءُوۡۤ اَبَاهُمۡ عِشَآءً يَّبۡكُوۡنَ ۔۱۳

ترجمہ۔شام کو وہ روتے پیٹتے اپنے باپ کے پاس آئے۔

قَالُوۡا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّا ذَهَبۡنَا نَسۡتَبِقُ وَتَرَكۡنَا يُوۡسُفَ عِنۡدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئۡبُ‌ ۚ وَمَاۤ اَنۡتَ بِمُؤۡمِنٍ لَّنَا وَلَوۡ كُنَّا صٰدِقِيۡنَ ۔۱۴

ترجمہ۔کہا ابا جان ہم دوڑ کا مقابلہ کرنے لگ گئے تھے اور یوسف کو ہم نے اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا تھا کے اتنے میں بھیڑیا آکر اسے کھا گیا، آپ ہماری بات کا یقین نہ کریں گے چاہے ہم سچے ہی ہوں۔

وَجَآءُوۡ عَلٰى قَمِيۡصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ‌ ؕ قَالَ بَلۡ سَوَّلَتۡ لَـكُمۡ اَنۡفُسُكُمۡ اَمۡرًا‌ ؕ فَصَبۡرٌ جَمِيۡلٌ‌ ؕ وَاللّٰهُ الۡمُسۡتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوۡنَ ۔۱۵

ترجمہ۔وہ یوسف کی قمیص پر جھوٹ موٹ کا خون لگا کر لے آئے، یہ سن کر ان کے باپ نے کہا! تمہارے نفس نے تمہارے لیے ایک بڑے کام کو آسان بنا دیا، اچھا صبر وں کروں گا اور بخوبی صبر کروں گا، جو بات تم بنا رہے ہو، اس پر اللہ ہی سے مدد مانگی جا سکتی ہے۔

وَ جَآءَتْ سَیَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰی دَلْوَهٗ ؕ قَالَ یٰبُشْرٰی هٰذَا غُلٰمٌ ؕ وَ اَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَعْمَلُوْنَ۔۱۶

ترجمہ۔ادھر ایک قافلہ آیا اور اس نے اپنے سقے کو پانی لانے کے لیے بھیجا۔سقے نے جو کنوئیں میں ڈول ڈالا تو (یوسف کو دیکھ کر) پکار اٹھا،مبارک ہو یہاں تو ایک لڑکا ہے ان لوگوں نے مال تجارت سمجھ کر اسے چھپا لیا حالانکہ جو کچھ وہ کر رہے تھے خدا اس سے باخبر تھا۔

وَ شَرَوْهُ بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَ كَانُوْا فِیْهِ مِنَ الزّٰهِدِیْنَ۔۱۷

ترجمہ۔آخر کار انہوں نے تھوڑی سی قیمت پر چند درہموں کے عوض اسے بیچ ڈالا اور وہ اس کی قیمت کے معاملہ میں کچھ زیادہ کے امیدوار نہ تھے۔

وَ قَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤی اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ؗ وَ لِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ؕ وَ اللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤی اَمْرِهٖ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔مصر کے جس شخص نے اسے خریدا اس نے اپنی بیوی سے کہا! اس کو اچھی طرح رکھنا، کچھ بعید نہیں کے یہ ہمارے مفید ثابت ہو یا ہم اسے بیٹا بنا لیں، اس طرح ہم نے یوسف کے لیے اس سرزمین میں قدم جمانے کی صورت نکالی اور اسے معاملہ فہمی کی تعلیم دینے کا انتظام کیا۔اللہ اپنا کام کر کے رہتا ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔۱۸؎

وَ لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ۔۱۹

ترجمہ۔جب وہ اپنی پوری جوانی کو پہنچا تو ہم نے اسے قوت فیصلہ اور علم عطا کیا، اس طرح ہم نیک لوگوں کو جزا دیتے ہیں۔

وَ رَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَ غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَ قَالَتْ

هَيۡتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيۡۤ اَحۡسَنَ مَثۡوَايَ اِنَّهٗ لَا يُفۡلِحُ
الظّٰلِمُوۡنَ۔۲۰

ترجمہ۔جس عورت کے گھر میں وہ تھا وہ اس پر ڈورے ڈالنے لگی اور ایک روز دروازے بند کر کے بولی "آ جا" یوسف نے کہا! خدا کی پناہ، میرے رب نے تو مجھے اچھی منزلت بخشی (اور میں یہ کام کروں گا) ایسے ظالم کبھی فلاح نہیں پایا کرتے۔

وَ لَقَدۡ هَمَّتۡ بِهٖ وَ هَمَّ بِهَا لَوۡ لَاۤ اَنۡ رَّاٰ بُرۡهَانَ رَبِّهٖ كَذٰلِكَ لِنَصۡرِفَ
عَنۡهُ السُّوۡٓءَ وَ الۡفَحۡشَآءَ اِنَّهٗ مِنۡ عِبَادِنَا الۡمُخۡلَصِيۡنَ۔۲۱

ترجمہ۔وہ اس کی طرف بڑھی اور یوسف بھی اس کی طرف بڑھتا اگر اپنے رب کی برہان نہ دیکھ لیتا۔ایسا ہوا، تاکہ ہم اس سے بدی اور بے حیائی کو دور کر دیں، درحقیقت وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھا۔

وَ اسۡتَبَقَا الۡبَابَ وَ قَدَّتۡ قَمِيۡصَهٗ مِنۡ دُبُرٍ وَّ اَلۡفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا
الۡبَابِ قَالَتۡ مَا جَزَآءُ مَنۡ اَرَادَ بِاَهۡلِكَ سُوۡٓءًا اِلَّاۤ اَنۡ يُّسۡجَنَ اَوۡ
عَذَابٌ اَلِيۡمٌ۔۲۲

ترجمہ۔آخر کار یوسف اور وہ آگے پیچھے دروازے کی طرف بھاگے اور اس نے پیچھے سے یوسف کی قمیص (کھینچ کر) پھاڑ دی۔دروازے پر دونوں نے اس کے شوہر کو موجود پایا۔اسے دیکھتے ہی عورت کہنے لگی، کیا سزا ہے اس شخص کی جو تیری گھر والی پر نیت خراب کرے؟ اس کے سوا اور کیا سزا ہو سکتی ہے کے وہ قید کیا جائے یا اسے سخت عذاب دیا جائے۔

قَالَ هِيَ رَاوَدَتۡنِيۡ عَنۡ نَّفۡسِيۡ وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۡ اَهۡلِهَا اِنۡ كَانَ
قَمِيۡصُهٗ قُدَّ مِنۡ قُبُلٍ فَصَدَقَتۡ وَ هُوَ مِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ۔۲۳

ترجمہ۔یوسف نے کہا، یہی مجھے پھانسنے کی کوشش کر رہی تھی، اس عورت کے اپنے کنبہ والوں میں سے ایک شخص نے (قرینے کی) شہادت پیش کی اگر یوسف کی قمیض آگے سے پھٹی ہو تو عورت سچی ہے اور یہ جھوٹا۔

وَاِنۡ كَانَ قَمِيۡصُهٗ قُدَّ مِنۡ دُبُرٍ فَكَذَبَتۡ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ ۔ ۲۴

ترجمہ۔ اگر اس کی قمیض پیچھے سے پھٹی ہو تو عورت جھوٹی ہے اور یہ سچا۔

فَلَمَّا رَاٰ قَمِيۡصَهٗ قُدَّ مِنۡ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنۡ كَيۡدِكُنَّ اِنَّ كَيۡدَكُنَّ عَظِيۡمٌ ۔ ۲۵

ترجمہ۔ جب شوہر نے دیکھا کے یوسف کی قمیض پیچھے سے پھٹی ہے تو اس نے کہا! یہ تم عورتوں کی چالاکیاں ہیں، واقعی بڑے غضب کی ہوتی ہیں تمہاری چالیں۔

يُوۡسُفُ اَعۡرِضۡ عَنۡ هٰذَا وَاسۡتَغۡفِرِىۡ لِذَنۡۢبِكِ اِنَّكِ كُنۡتِ مِنَ الۡخٰطِـئِيۡنَ ۔ ۲۶

ترجمہ۔ یوسف اس معاملے سے درگزر کر اور اے عورت تو اپنے قصور کی معافی مانگ، تو ہی اصل میں خطا کار تھی۔

وَقَالَ نِسۡوَةٌ فِى الۡمَدِيۡنَةِ امۡرَاَتُ الۡعَزِيۡزِ تُرَاوِدُ فَتٰٮهَا عَنۡ نَّـفۡسِهٖ‌ۚ قَدۡ شَغَفَهَا حُبًّا‌ؕ اِنَّا لَـنَرٰٮهَا فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ۔

ترجمہ۔ شہر کی عورتیں آپس میں چرچا کرنے لگیں کے عزیز کی بیوی اپنے نوجوان غلام کے پیچھے پڑی ہوئی ہے، محبت نے اس کو بے قابو کر رکھا ہے، ہمارے نزدیک تو وہ صریح غلطی کر رہی ہے۔ ۲۷

فَلَمَّا سَمِعَتۡ بِمَكۡرِهِنَّ اَرۡسَلَتۡ اِلَيۡهِنَّ وَاَعۡتَدَتۡ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتۡ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنۡهُنَّ سِكِّيۡنًا وَّقَالَتِ اخۡرُجۡ عَلَيۡهِنَّ‌ ۚ فَلَمَّا رَاَيۡنَهٗۤ اَكۡبَرۡنَهٗ وَقَطَّعۡنَ اَيۡدِيَهُنَّ وَقُلۡنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيۡمٌ ۔ ۲۸

ترجمہ۔ اس نے جوان کی یہ مکارانہ باتیں سنیں تو ان کو بلاوا بھیج دیا اور ان کے لیے تکیہ دار مجلس آراستہ کی اور ضیافت میں ہر ایک کے آگے ایک چھری رکھ دی (پھر عین اس وقت جبکہ وہ پھل کاٹ کاٹ کر کھا رہی تھیں) اس نے یوسف کو اشارہ کیا کہ ان کے سامنے نکل آ جب ان عورتوں کی

نگاہ اس پر پڑی تو وہ دنگ رہ گئیں اور اپنے ہاتھ کاٹ بیٹھیں اور بے ساختہ پکار اٹھیں "حاشاللہ" یہ شخص انسان نہیں ہے، یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے۔

قَالَتۡ فَذٰلِكُنَّ الَّذِىۡ لُمۡتُنَّنِىۡ فِيۡهِ‌ؕ وَلَقَدۡ رَاوَدْتُّهٗ عَنۡ نَّفۡسِهٖ فَاسۡتَعۡصَمَ‌ؕ وَلَئِنۡ لَّمۡ يَفۡعَلۡ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَيُسۡجَنَنَّ وَلَيَكُوۡنًا مِّنَ الصّٰغِرِيۡنَ۔ ۲۹

ترجمہ۔ عزیز کی بیوی نے کہا! دیکھ لیا، یہ ہے وہ شخص جس کے معاملہ میں تم مجھ پر باتیں بناتی تھیں۔ بے شک میں نے اسے رجھانے کی کوشش کی تھی مگر یہ بچ نکلا، اگر یہ میرا کہنا نہ مانے گا تو قید کیا جائے گا اور بہت ذلیل وخوار ہوگا۔

قَالَ رَبِّ السِّجۡنُ اَحَبُّ اِلَىَّ مِمَّا يَدۡعُوۡنَنِىۡۤ اِلَيۡهِ‌ۚ وَاِلَّا تَصۡرِفۡ عَنِّىۡ كَيۡدَهُنَّ اَصۡبُ اِلَيۡهِنَّ وَاَكُنۡ مِّنَ الۡجٰهِلِيۡنَ۔

ترجمہ۔ یوسف نے کہا! اے میرے رب! قید مجھے منظور ہے بہ نسبت اس کے میں وہ کام کروں جو یہ مجھ سے چاہتی ہیں اور اگر تو نے ان کی چالوں کو مجھ سے دفع نہ کیا تو میں ان کے دام میں پھنس جاؤں گا اور جاہلوں میں شامل ہو رہوں گا۔ ۳۰

فَاسۡتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنۡهُ كَيۡدَهُنَّ‌ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ۔ ۳۱

ترجمہ۔ اس کے رب نے اس کی دعا قبول کی اور ان عورتوں کی چالیں اس سے دفع کر دیں، بے شک وہی ہے جو سب کی سنتا اور سب کچھ جانتا ہے۔

ثُمَّ بَدَا لَهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا رَاَوُا الۡاٰيٰتِ لَيَسۡجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيۡنٍ۔ ۳۲

ترجمہ۔ پھر ان لوگوں کو یہ سوجھی کے ایک مدت کے لیے اسے قید کر دیں حالانکہ وہ اس (اس کی پاک دامنی اور خود اپنی عورتوں کے برے اطوار کی) صریح نشانیاں دیکھ چکے تھے۔

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجۡنَ فَتَيٰنِ‌ؕ قَالَ اَحَدُهُمَاۤ اِنِّىۡۤ اَرٰٮنِىۡۤ اَعۡصِرُ خَمۡرًا‌ۚ وَقَالَ الۡاٰخَرُ اِنِّىۡۤ اَرٰٮنِىۡۤ اَحۡمِلُ فَوۡقَ رَاۡسِىۡ خُبۡزًا تَاۡكُلُ الطَّيۡرُ مِنۡهُ‌ؕ

نَبِّئۡنَا بِتَاۡوِیۡلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۔۳۳

ترجمہ۔قید خانے میں دو غلام اور بھی اس کے ساتھ داخل ہوئے، ایک روز ان میں سے ایک نے کہا میں نے خواب دیکھا ہے کے میں شراب کشید کر رہا ہوں دوسرے نے کہا میں نے دیکھا کے میرے سر پر روٹیاں رکھی ہیں اور پرندے ان کو کھا رہے ہیں، دونوں نے کہا ہمیں اس کی تعبیر بتائیے، ہم دیکھتے ہیں کے آپ ایک نیک آدمی ہیں۔

قَالَ لَا یَاۡتِیۡكُمَا طَعَامٌ تُرۡزَقٰنِهٖۤ اِلَّا نَبَّاۡتُكُمَا بِتَاۡوِیۡلِهٖ قَبۡلَ اَنۡ یَّاۡتِیَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیۡ رَبِّیۡ ؕ اِنِّیۡ تَرَكۡتُ مِلَّةَ قَوۡمٍ لَّا یُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَ هُمۡ بِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ كٰفِرُوۡنَ ۔۳۴

ترجمہ۔یوسف نے کہا یہاں جو کھانا تمہیں ملا کرتا ہے اس کے آنے سے پہلے میں تمہیں ان خوابوں کی تعبیر بتا دوں گا، یہ ان علوم میں سے ہے جو میرے رب نے مجھ عطا کیے ہیں۔واقعہ یہ ہے کے میں نے ان لوگوں کا طریقہ چھوڑ کر، جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور آخرت کا انکار کرتے ہیں۔

وَ اتَّبَعۡتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیۡۤ اِبۡرٰهِیۡمَ وَ اِسۡحٰقَ وَ یَعۡقُوۡبَ ؕ مَا كَانَ لَنَاۤ اَنۡ نُّشۡرِكَ بِاللّٰهِ مِنۡ شَیۡءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنۡ فَضۡلِ اللّٰهِ عَلَیۡنَا وَ عَلَی النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا یَشۡكُرُوۡنَ ۔۳۵

ترجمہ۔میں نے اپنے بزرگوں ابراہیم، اسحاق، اور یعقوب کا طریقہ اختیار کیا ہے، ہمارا یہ کام نہیں کے اللہ کے سوا کسی کو شریک ٹھہرائیں، درحقیقت یہ اللہ کا فضل ہے ہم پر اور تمام انسانوں پر (کے اس نے اپنے سوا ہمیں کسی اور کا بندہ نہیں بنایا) مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

یٰصَاحِبَیِ السِّجۡنِ ءَاَرۡبَابٌ مُّتَفَرِّقُوۡنَ خَیۡرٌ اَمِ اللّٰهُ الۡوَاحِدُ الۡقَهَّارُ ۔۳۶

ترجمہ۔اے زندان کے ساتھیو، تم خود ہی سوچو کے بہت سے متفرق رب بہتر ہیں یا وہ ایک اللہ جو سب پر غالب ہے؟۔

مَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسۡمَآءً سَمَّیۡتُمُوۡهَاۤ اَنۡتُمۡ وَ اٰبَآؤُكُمۡ مَّاۤ

اَنۡزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنۡ سُلۡطٰنٍ اِنِ الۡحُكۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ
ذٰلِكَ الدِّيۡنُ الۡقَيِّمُ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۔۳۷

ترجمہ۔اس کو چھوڑ کر تم جن کی بندگی کر رہے ہو، وہ اس کے سوا کچھ نہیں ہیں کہ بس چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباء واجداد نے رکھ لیے ہیں ، اللہ نے ان کے لیے کوئی سند نازل نہیں کی۔ فرمانروائی کا اقتدار اللہ کے سوا کسی کے لیے نہیں ہے اس کا حکم ہے کے خود اس کے سوا تم کسی کی بندگی نہ کرو، یہی سیدھا طریقہ زندگی ہے، مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔

يٰصَاحِبَىِ السِّجۡنِ اَمَّاۤ اَحَدُكُمَا فَيَسۡقِىۡ رَبَّهٗ خَمۡرًا‌ ۚ وَاَمَّا الۡاٰخَرُ
فَيُصۡلَبُ فَتَاۡكُلُ الطَّيۡرُ مِنۡ رَّاۡسِهٖ‌ؕ قُضِىَ الۡاَمۡرُ الَّذِىۡ فِيۡهِ
تَسۡتَفۡتِيٰنِ ؕ۔۳۸

ترجمہ۔اے زنداں کے ساتھیو، تمہارے خواب کی تعبیر یہ ہے کے تم میں سے ایک تو اپنے رب (شاہ مصر) کو شراب پلائے گا، اور دوسرا سولی پر چڑھا جائے گا اور پرندے اس کا سر نوچ نوچ کر کھائیں گے فیصلہ ہو گیا اس بات کا جو تم پوچھ رہے تھے۔

وَقَالَ لِلَّذِىۡ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنۡهُمَا اذۡكُرۡنِىۡ عِنۡدَ رَبِّكَ فَاَنۡسٰٮهُ
الشَّيۡطٰنُ ذِكۡرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِى السِّجۡنِ بِضۡعَ سِنِيۡنَ ۔۳۹

ترجمہ۔پھر ان میں سے جس کے متعلق خیال تھا کے وہ رہا ہو جائے گا اس سے یوسف نے کہا! اپنے رب (شاہ مصر) سے میرا ذکر کرنا مگر شیطان نے اسے ایسا غفلت میں ڈالا کے وہ اپنے رب (شاہ مصر) سے اس کا ذکر کرنا بھول گیا اور یوسف کئی سال قید خانے میں پڑے رہے۔

وَقَالَ الۡمَلِكُ اِنِّىۡۤ اَرٰى سَبۡعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاۡكُلُهُنَّ سَبۡعٌ عِجَافٌ وَّ
سَبۡعَ سُنۡۢبُلٰتٍ خُضۡرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ‌ؕ يٰۤاَيُّهَا الۡمَلَاُ اَفۡتُوۡنِىۡ فِىۡ رُءۡيَاىَ
اِنۡ كُنۡتُمۡ لِلرُّءۡيَا تَعۡبُرُوۡنَ ۔۴۰

ترجمہ۔ایک روز بادشاہ نے کہا! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ سات موٹی گائیں ہیں جن کو سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور اناج کی سات بالیں ہری ہیں اور دوسری سات سوکھی۔

اے اہل دربار مجھے اس خوب کی تعبیر بتاؤ اگر تم خوابوں کا مطلب سمجھتے ہو۔

قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ۔ ۴۱

ترجمہ۔لوگوں نے کہا یہ تو پریشان خوابوں کی باتیں ہیں اور ہم اس طرح کے خوابوں کا مطلب نہیں جانتے۔

وَ قَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا وَ ادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ۔ ۴۲

ترجمہ۔ان دو قیدیوں میں سے جو شخص بچ گیا تھا اور اسے ایک مدت دراز کے بعد اب بات یاد آئی اس نے کہا میں آپ حضرات کو اس کی تاویل بتاتا ہو، مجھے ذرا (قید خانے میں یوسف کے پاس) بھیج دیجئے۔

يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ يٰبِسٰتٍ لَّعَلِّيْٓ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ۔ ۴۳

ترجمہ۔اس نے جا کر کہا! یوسف، اے سراپا راستی، مجھے اس خواب کا مطلب بتا کے سات موٹی گائیں ہیں جن کو سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات بالیں ہری ہیں اور سات سوکھی، شاید کے میں ان لوگوں کے پاس واپس جاؤں اور شاید وہ جان لیں۔

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ۔ ۴۴

ترجمہ۔یوسف نے کہا سات برس تک لگا تار تم کھیتی باڑی کرتے رہو گے، اس دوران میں جو فصلیں تم کاٹو ان میں سے بس تھوڑا سا حصہ جو تمہاری خوراک کے کام آئے، نکالو اور باقی کو اس کی بالیوں ہی میں رہنے دو۔

ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ۔ ۴۵

ترجمہ۔ پھر سات برس بہت سخت آئیں گے۔ اس مانے میں وہ سب غلہ کھالیا جائے گا جو تم اس برے وقت کے لیے جمع کرو گے، اگر کچھ بچے گا تو بس وہی جو تم نے محفوظ کر رکھا ہو۔

ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ۔ ۴۶

ترجمہ۔ اس کے بعد پھر ایک سال ایسا آئے گا جس میں باران رحمت سے لوگوں کی فریادرسی کی جائے گی اور وہ رس نچوڑیں گے۔

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهٖ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَسْئَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ۔ ۴۷

ترجمہ۔ بادشاہ نے کہا اسے میرے پاس لاؤ مگر جب شاہی فرستادہ یوسف کے پاس پہنچا تو اس نے کہا اپنے رب کے پاس واپس جا اور اس سے پوچھ کے ان عورتوں کا کیا معاملہ ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے؟ میرا رب تو ان کی مکاری سے واقف ہی ہے۔

قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوٓءٍ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَإِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِينَ۔ ۴۸

ترجمہ۔ اس پر بادشاہ نے ان عورتوں سے دریافت کیا تمہارا کیا تجربہ ہے اس وقت کا جب تم نے یوسف کو رجھانے کی کوشش کی تھی؟ سب نے یک زبان ہو کر کہا" حاشاللہ" ہم نے تو اس میں بدی کا شائبہ تک نہ پایا عزیز کی بیوی بول اٹھی اب حق کھل چکا ہے، وہ میں ہی تھی جس نے اس کو پھسلانے کی کوشش کی تھی، بے شک وہ بالکل سچا ہے۔

ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ أَنِّي لَمْ أَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَأَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَآئِنِينَ۔ ۴۹

ترجمہ۔ یہ اس لیے کے عزیز مصر جان لے کے میں نے در پردہ اس کی خیانت نہیں کی اور یہ کے جو خیانت کرتے ہیں، اللہ ان کی چالوں کو کامیابی کی راہ پر نہیں ڈالتا۔

وَ مَآ اُبَرِّئُ نَفۡسِیۡ ۚ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ
غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ۔۵۰

ترجمہ۔ میں کچھ اپنے نفس کی براءت نہیں کرتی۔ نفس بدی پر اکساتا ہی ہے الا یہ کے کسی پر میرے رب کی رحمت ہو، بے شک میرا رب بڑا غفور ورحیم ہے۔

وَ قَالَ الۡمَلِکُ ائۡتُوۡنِیۡ بِہٖۤ اَسۡتَخۡلِصۡہُ لِنَفۡسِیۡ ۚ فَلَمَّا کَلَّمَہٗ قَالَ اِنَّکَ
الۡیَوۡمَ لَدَیۡنَا مَکِیۡنٌ اَمِیۡنٌ ۔۵۱

ترجمہ۔ بادشاہ نے کہا! انہیں میرے پاس لاؤ تا کہ میں ان کو اپنے لئے مخصوص کرلوں، جب یوسف نے اس سے گفتگو کی تو اس نے کہا! اب آپ ہمارے ہاں قدرومنزلت رکھتے ہیں اورہمیں آپ کی امانت پر پورا بھروسہ ہے۔

قَالَ اجۡعَلۡنِیۡ عَلٰی خَزَآئِنِ الۡاَرۡضِ ۚ اِنِّیۡ حَفِیۡظٌ عَلِیۡمٌ ۔۵۲

ترجمہ۔ یوسف (علیہ السلام) نے کہا! ملک کے خزانے میرے سپرد کیجئے میں حفاظت کرنے والا بھی ہوں اور علم بھی رکھتا ہوں۔

وَ کَذٰلِکَ مَکَّنَّا لِیُوۡسُفَ فِی الۡاَرۡضِ ۚ یَتَبَوَّاُ مِنۡہَا حَیۡثُ یَشَآءُ ؕ
نُصِیۡبُ بِرَحۡمَتِنَا مَنۡ نَّشَآءُ وَ لَا نُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۔۵۳

ترجمہ۔اس طرح ہم نے اس سرزمین میں یوسف کے لئے اقتدار کی راہ ہموار کی، وہ مختار تھا کے اس میں جہاں چاہے اپنی جگہ بنائے، ہم اپنی رحمت سے جس کو چاہتے ہیں، نوازتے ہیں، نیک لوگوں کا اجر ہمارے ہاں مارا نہیں جاتا۔

وَ لَاَجۡرُ الۡاٰخِرَۃِ خَیۡرٌ لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ کَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ ۔۵۴

ترجمہ۔ آخرت کا اجر ان لوگوں کے لئے زیادہ بہتر ہے جو ایمان لے آئے اور خدا ترسی کے ساتھ کام کرتے رہے۔

وَ جَآءَ اِخۡوَۃُ یُوۡسُفَ فَدَخَلُوۡا عَلَیۡہِ فَعَرَفَہُمۡ وَ ہُمۡ لَہٗ
مُنۡکِرُوۡنَ ۔۵۵

ترجمہ۔ یوسف (علیہ السلام) کے بھائی مصر آئے اور اس کے ہاں حاضر ہوئے، اس نے انہیں پہچان لیا مگر وہ اس سے نا آشنا تھے۔

وَ لَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِیْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِیْكُمْ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّیْۤ اُوْفِی الْكَیْلَ وَ اَنَا خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ۔ ۵۶

ترجمہ۔ پھر جب اس نے ان کا سامان تیار کروا دیا تو چلتے وقت ان سے کہا اپنے سوتیلے بھائی کو میرے پاس لانا، دیکھتے نہیں ہو کے میں کس طرح نہ بھر کر دیتا ہوں اور کیسا اچھا مہمان نواز ہوں۔

فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِیْ بِهٖ فَلَا كَیْلَ لَكُمْ عِنْدِیْ وَ لَا تَقْرَبُوْنِ۔ ۵۷

ترجمہ۔ اگر تم اسے نہ لاؤ گے تو میرے پاس تمہارے لیے کوئی غلہ نہیں ہے بلکہ تم میرے قریب بھی نہ پھٹکنا۔

قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَ اِنَّا لَفٰعِلُوْنَ۔ ۵۸

ترجمہ۔ انہوں نے کہا! ہم کوشش کریں گے کہ والد صاحب اسے بھیجنے پر راضی ہو جائیں اور ہم ایسا ضرور کریں گے۔

وَ قَالَ لِفِتْیٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِیْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ یَعْرِفُوْنَهَاۤ اِذَا انْقَلَبُوْۤا اِلٰۤى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ۔

ترجمہ۔ یوسف (علیہ السلام) نے اپنے غلاموں کو اشارہ کیا، ان لوگوں نے غلے کے عوض جو مال دیا ہے وہ چپکے سے ان کے سامان ہی میں رکھ دو، یہ یوسف (علیہ السلام) نے اس امیر پر کیا کے گھر پہنچ کر وہ اپنا واپس پایا ہوا مال پہچان جائیں گے یا اس فیاضی پر احسان مند ہوں گے اور عجب نہیں کہ پھر پلٹیں۔ ۵۹

فَلَمَّا رَجَعُوْۤا اِلٰۤى اَبِیْهِمْ قَالُوْا یٰۤاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَیْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَاۤ اَخَانَا نَكْتَلْ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ ۶۰

ترجمہ۔ جب وہ اپنے باپ کے پاس گئے تو کہا! ابا جان، آئندہ ہم کو غلہ دینے سے انکار کر دیا گیا

ہے، لہٰذا آپ ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تا کہ ہم غلہ لے کر آئیں اور اس کی حفاظت کے ہم ذمہ دار ہیں۔

قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ فَاللّٰهُ
خَيْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ۔ ٦١

ترجمہ۔ باپ نے جواب دیا کیا میں اس کے معاملہ میں تم پر ویسا ہی بھروسہ کروں جیسا اس سے پہلے اس کے بھائی کے معاملہ میں کر چکا ہوں؟ اللہ ہی بہتر محافظ ہے اور وہ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔

وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ۭ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا
مَا نَبْغِيْ ۭ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَ
نَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ۭ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ۔ ٦٢

ترجمہ۔ پھر جب انہوں نے اپنا سامان کھولا تو دیکھا کے ان کا مال بھی انہیں واپس کر دیا گیا ہے، یہ دیکھ کر وہ پکار اٹھے، ابا جان، اور ہمیں کیا چاہئے، دیکھئے یہ ہمارا مال بھی ہمیں واپس دے دیا گیا ہے، اب ہم جائیں گے اور اپنے اہل وعیال کے لئے رسد لے کر آئیں گے، اپنے بھائی کی حفاظت بھی کریں گے اور ایک بار شتر اور زیادہ بھی لے آئیں گے، اتنے غلہ کا اضافہ آسانی کے ساتھ ہو جائے گا۔

قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ اِلَّآ
اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰي مَا نَقُوْلُ
وَكِيْلٌ۔ ٦٣

ترجمہ۔ ان کے باپ نے کہا! میں اس کو ہرگز تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا، جب تک کہ تم اللہ کے نام سے مجھ کو نہ دے دو کے اسے میرے پاس ضرور واپس لے کر آؤ گے الا یہ کہ تم گھیر ہی لیے جاؤ جب انہوں نے اس کو اپنے اپنے۔۔۔ دے دیئے تو اس نے کہا" دیکھو، ہمارے اس قول پر اللہ نگہبان ہے۔

وَ قَالَ یٰبَنِیَّ لَا تَدۡخُلُوۡا مِنۡۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّ ادۡخُلُوۡا مِنۡ اَبۡوَابٍ مُّتَفَرِّقَۃٍ ؕ وَ مَاۤ اُغۡنِیۡ عَنۡکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ مِنۡ شَیۡءٍ ؕ اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰہِ ؕ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ ۚ وَ عَلَیۡہِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُتَوَکِّلُوۡنَ ۔ ۶۴

ترجمہ۔ پھراس نے کہا! میرے بچو، مصر کے دار السلطنت میں ایک دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ مختلف دروازوں سے جانا مگر میں اللہ کی مشیت سے تم کو نہیں بچا سکتا، حکم اس کے سوا کسی کا بھی نہیں چلتا، اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور جس کو بھی بھروسہ کرنا ہو، اسی پر کرے۔

وَ لَمَّا دَخَلُوۡا مِنۡ حَیۡثُ اَمَرَہُمۡ اَبُوۡہُمۡ ؕ مَا کَانَ یُغۡنِیۡ عَنۡہُمۡ مِّنَ اللّٰہِ مِنۡ شَیۡءٍ اِلَّا حَاجَۃً فِیۡ نَفۡسِ یَعۡقُوۡبَ قَضٰہَا ؕ وَ اِنَّہٗ لَذُوۡ عِلۡمٍ لِّمَا عَلَّمۡنٰہُ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ۔ ۶۵

ترجمہ۔ واقعہ بھی یہی ہوا کے جب وہ اپنے باپ کی ہدایت کے مطابق شہر میں (متفرق دروازوں سے) داخل ہوئے تو اس کی یہ احتیاطی تدابیر اللہ کی مشیت کے مقابلے میں کچھ بھی کام نہ آسکی۔ ہاں پس یعقوب (علیہ السلام) کے دل میں جو ایک کھٹک تھی اسے دور کرنے کے لئے اس نے اپنی سی کوشش کرلی، بے شک وہ ہماری دی ہوئی تعلیم سے صاحب علم تھا مگر اکثر لوگ معاملہ کی حقیقت کو نہیں جانتے۔

وَ لَمَّا دَخَلُوۡا عَلٰی یُوۡسُفَ اٰوٰۤی اِلَیۡہِ اَخَاہُ قَالَ اِنِّیۡۤ اَنَا اَخُوۡکَ فَلَا تَبۡتَئِسۡ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ۔ ۶۶

ترجمہ۔ یہ لوگ یوسف (علیہ السلام) کے حضور پہنچے تو اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس الگ بلا لیا اور اسے بتا دیا کہ میں تیرا وہی بھائی ہوں (جو کھویا گیا تھا) اب تو ان باتوں کا غم نہ کر جو یہ لوگ کرتے رہے ہیں۔

فَلَمَّا جَہَّزَہُمۡ بِجَہَازِہِمۡ جَعَلَ السِّقَایَۃَ فِیۡ رَحۡلِ اَخِیۡہِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَیَّتُہَا الۡعِیۡرُ اِنَّکُمۡ لَسٰرِقُوۡنَ ۔ ۶۷

ترجمہ۔ جب یوسف (علیہ السلام) ان بھائیوں کا سامان لدوانے لگا تو اس نے اپنے بھائی کے

سامان میں اپنا پیالہ رکھ دیا۔ پھر ایک پکارنے والے نے پکارا،" اے قافلے والو،تم لوگ چور ہو۔"

قَالُوْا وَ اَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّا ذَا تَفْقِدُوْنَ۔ ۶۸

ترجمہ۔انہوں نے پلٹ کر پوچھا،تمہاری کیا چیز کھوئی گئی ؟۔

قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَ لِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّ اَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ۔ ۶۹

ترجمہ۔سرکاری ملازموں نے کہا! بادشاہ کا پیمانہ ہم کو نہیں ملتا (اور ان کے جمعدار نے کہا) جو شخص لا کر دے گا اس کے لئے ایک بار شتر انعام ہے،اس کا میں ذمہ لیتا ہوں۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَ مَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ۔ ۷۰

ترجمہ۔ان بھائیوں نے کہا! خدا کی قسم،تم لوگ خوب جانتے ہو کے ہم اس ملک میں فساد کرنے نہیں آئے اور نا ہم چور ہیں۔

قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ۔ ۷۱

ترجمہ۔ انہوں نے کہا! اچھا،اگر تمہاری بات جھوٹی نکلی تو چور کی کیا سزا ہے؟

قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ۔ ۷۲

ترجمہ۔انہوں نے کہا! اس کی سزا؟ جس کے سامان میں سے چیز نکلے وہ آپ ہی اپنی سزا میں رکھ لیا جائے،ہمارے ہاں تو ایسے ظالموں کو سزا دینے کا یہی طریقہ ہے۔

فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ وَ فَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ۔ ۷۳

ترجمہ۔تب یوسف (علیہ السلام) نے اپنے بھائی سے پہلے ان کی خرجیوں کی تلاشی لینی شروع کی، پھر اپنے بھائی کی خرجی سے گم شدہ چیز برآمد کر لی اس طرح ہم نے یوسف (علیہ السلام) کی تائید

اپنی تدبیر سے کی اس کا یہ کام نہ تھا کے بادشاہ کے دین یعنی (مصر کے شاہی قانون) میں اپنے بھائی کو پکڑ تا الا یہ کے اللہ ہی ایسا چاہے ہم جس کے درجے چاہتے ہیں، بلند کر دیتے ہیں اور ایک علم رکھنے والا ایسا ہے جو ہر صاحب علم سے بالاتر ہے۔

قَالُوْٓا اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا یُوْسُفُ فِیْ نَفْسِهٖ وَ لَمْ یُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ۔ ۷۷

ترجمہ۔ان بھائیوں نے کہا! یہ چوری کرے تو کچھ تعجب کی بات بھی نہیں، اس سے پہلے اس کا بھائی یوسف (علیہ السلام) بھی چوری کر چکا ہے، یوسف (علیہ السلام) ان کی یہ بات سن کر پی گیا، حقیقت ان پر نہ کھولی، بس (زیر لب) اتنا کہہ کر رہ گیا! بڑے ہی برے ہو تم لوگ، (میرے منہ در منہ مجھ پر) جو الزام تم لگا رہے ہو اس کی حقیقت خدا خوب جانتا ہے۔

قَالُوْا یٰۤاَیُّهَا الْعَزِیْزُ اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَیْخًا كَبِیْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ۔ ۷۸

ترجمہ۔انہوں نے کہا! اے سردار ذی اقتدار (عزیز) اس کا باپ بہت بوڑھا آدمی ہے، اس کی جگہ آپ ہم میں سے کسی کو رکھ لیجئے، ہم آپ کو بڑا ہی نیک نفس انسان پاتے ہیں۔

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ۔ ۷۹

ترجمہ۔یوسف نے کہا! پناہ بخدا، دوسرے کسی شخص کو ہم کیسے رکھ سکتے ہیں، جس کے پاس ہم نے اپنا مال پایا ہے اس کو چھوڑ کر دوسرے کو رکھیں گے تو ہم ظالم ہوں گے۔

فَلَمَّا اسْتَایْــٴَـسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِیًّا ؕ قَالَ كَبِیْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَیْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَ مِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِیْ یُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى یَاْذَنَ لِیْۤ اَبِیْۤ اَوْ یَحْكُمَ اللّٰهُ لِیْ ۚ وَ هُوَ خَیْرُ الْحٰكِمِیْنَ۔ ۸۰

ترجمہ۔جب وہ یوسف (علیہ السلام) سے مایوس ہو گئے تو ایک گوشے میں جا کر آپس میں مشورہ کرنے لگے۔ان میں جو سب سے بڑا تھا وہ بولا تم جانتے نہیں ہو کے تمہارے والد تم سے خدا کے نام پر عہد و پیمان لے چکے ہیں؟ اس سے پہلے یوسف (علیہ السلام) کے معاملہ میں جو تم کر چکے ہو وہ بھی تم کو معلوم ہے اب میں یہاں سے ہرگز نہ جاؤں گا جب تک میرے والد مجھے اجازت نہ دیں، یا پھر اللہ ہی میرے حق میں کوئی فیصلہ فرما دے وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

اِرْجِعُوْۤا اِلٰۤى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَ مَا شَهِدْنَاۤ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَ مَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ۔۸۱

ترجمہ۔تم جا کر اپنے والد سے کہو کے ابا جان، آپ کے صاحبزادے نے چوری کی ہے، ہم نے اسے چوری کرتے ہوئے نہیں دیکھا جو کچھ ہمیں معلوم ہوا ہے بس وہی ہم بیان کر رہے ہیں اور غیب کی نگہبانی تو ہم نہ کر سکتے تھے۔

وَ سْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَ الْعِيْرَ الَّتِيْۤ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ؕ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۔۸۲

ترجمہ۔آپ اس بستی کے لوگوں سے پوچھ لیجئے جہاں ہم تھے اس قافلے سے دریافت کر لیجئے جس کے ساتھ ہم آئے ہیں ہم اپنے بیان میں بالکل سچے ہیں۔

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۔۸۳

ترجمہ۔باپ نے یہ داستان سن کر کہا! دراصل تمہارے نفس نے تمہارے لیے ایک اور بڑی بات کو سہل بنا دیا اچھا میں اس پر بھی صبر کروں گا اور بخوبی کروں گا، کیا بعید کے اللہ ان سب کو مجھ سے لا ملائے، وہ سب کچھ جانتا ہے اور اس کے سب کام حکمت پر مبنی ہیں۔

وَ تَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ يٰۤاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَ ابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ۔۸۴

ترجمہ۔(یعقوب) منہ پھیر کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا! ہائے یوسف، اور اس کی آنکھیں سفید پڑ گئی اس

کے دل میں غم گھٹا جارہا تھا۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ۔ ۸۲

ترجمہ۔ بیٹوں نے کہا! خدارا! آپ تو بس یوسف ہی کو یاد کیے جاتے ہیں، نوبت یہ آ گئی ہے کے اس کے غم میں اپنے آپ کو گھلا دیں گے یا اپنی جان ہلاک کر ڈالیں گے۔

قَالَ اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَ حُزْنِيْۤ اِلَى اللّٰهِ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ ۸۳

ترجمہ۔ اس نے کہا! میں اپنی پریشانی اور اپنے غم کی فریاد اللہ کے سوا کسی سے نہیں کرتا اور اللہ سے جیسا میں واقف ہوں، تم نہیں ہو۔

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَ اَخِيْهِ وَ لَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ۔ ۸۴

ترجمہ۔ میرے بچو، جا کر یوسف (علیہ السلام) اور اس کے بھائی کی کچھ ٹوہ لگاؤ، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، اس کی رحمت سے تو بس کافر ہی مایوس ہوا کرتے ہیں۔

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ وَ جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ تَصَدَّقْ عَلَيْنَا اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ۔ ۸۵

ترجمہ۔ جب یہ لوگ مصر جا کر یوسف (علیہ السلام) کی پیشی میں داخل ہوئے تو انہوں نے عرض کی، اے سردار با اقتدار، ہم اور ہمارے اہل و عیال سخت مصیبت میں مبتلا ہیں، اور ہم کچھ حقیر سی پونجی لے کر آئے ہیں، آپ ہمیں بھرپور غلہ عنایت فرمائیں اور ہم کو خیرات دیں اللہ خیرات دینے والوں کو جزا دیتا ہے۔

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَ اَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ۔ ۸۶

ترجمہ۔ یہ سن کر یوسف (علیہ السلام) سے نہ رہا گیا، اس نے کہا! تمہیں کچھ یہ بھی معلوم ہے کے تم

نے یوسف (علیہ السلام) اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا جب کے تم نادان تھے۔

قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَ هٰذَآ اَخِيْ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَ يَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ۔ ۸۷

ترجمہ۔ وہ چونک کر بولے، ہائیں! کیا تم یوسف (علیہ السلام) ہو؟ اس نے کہا! ہاں، میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے، اللہ نے ہم پر احسان فرمایا، حقیقت یہ ہے کے اگر تم کوئی تقویٰ اور صبر سے کام لے تو اللہ کے ہاں ایسے نیک لوگوں کا اجر مارا نہیں جاتا۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ۔ ۸۸

ترجمہ۔ انہوں نے کہا! بخدا کہ تم کو اللہ نے ہم پر فضیلت بخشی اور واقعی ہم خطا کار تھے۔

قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَ هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ۔ ۸۹

ترجمہ۔ اس نے جواب دیا، آج تم پر کوئی گرفت نہیں، اللہ تمہیں معاف کرے، وہ ارحم الراحمین ہے۔

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا وَ اْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ

ترجمہ۔ جاؤ! میری یہ قمیض لے جاؤ اور میرے والد کے منہ پر ڈال دو، ان کی بینائی پلٹ آئے گی اور اپنے سب اہل و عیال کو میرے پاس لے آؤ۔

وَ لَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْ لَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ۔ ۹۱

ترجمہ۔ جب یہ قافلہ (مصر سے) روانہ ہوا تو ان کے باپ نے (کنعان میں) کہا! میں یوسف کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں، تم لوگ کہیں یہ نہ کہنے لگو کے میں بڑھاپے میں سٹھیا گیا ہوں۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ۔ ۹۲

ترجمہ۔ گھر کے لوگ بولے، خدا کی قسم آپ ابھی تک اپنے اسی پرانے خبط میں پڑے ہوئے

ہیں۔

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔ پھر جب خوشخبری لانے والا آیا تو اس نے یوسف کا قمیض یعقوب (علیہ السلام) کے منہ پر ڈال دیا اور یکا یک اس کی بینائی عود کر آئی، تب اس نے کہا "میں تم سے کہتا نہ تھا؟ میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔" ۹۳

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ۔ ۹۴

ترجمہ۔ سب بول اٹھے ابا جان، آپ ہمارے گناہوں کی بخشش کے لئے دعا کریں، ہم خطا کار تھے۔

قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ ۹۵

ترجمہ۔ اس نے کہا، میں اپنے رب سے تمہارے لیے معافی کی درخواست کروں گا وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰي يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ۔ ۹۶

ترجمہ۔ پھر جب یہ لوگ یوسف (علیہ السلام) کے پاس پہنچے تو اس نے اپنے والدین کو اپنے ساتھ بٹھا لیا اور اپنے سب کنبے والوں سے کہا چلو، اب شہر چلو، اللہ نے چاہا تو امن وچین سے رہو گے۔

وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَي الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۡ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ۭ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَاۗءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ۔ ۹۷

ترجمہ۔ (شہر میں داخل ہونے کے بعد) اس نے اپنے والدین کو اٹھا کر اپنے پاس تخت پر بٹھایا

اور سب اس کے آگے بے اختیار سجدے میں جھک گئے، یوسف (علیہ السلام) نے کہا! ابا جان، یہ تعبیر ہے میرے اس خواب کی جو میں نے پہلے دیکھا تھا۔ میرے رب نے اسے حقیقت بنا دیا۔ اس کا احسان ہے کے اس نے مجھے قید خانے سے نکالا، اور آپ لوگوں کو صحرا سے لا کر مجھ سے ملایا، حالانکہ شیطان میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈال چکا تھا واقعہ یہ ہے کہ میرا رب غیر محسوس تدبیروں سے اپنی مشیت پوری کرتا ہے، بے شک وہ علیم اور حکیم ہے۔

رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ وَ عَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِۚ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ۔ ۹۸

ترجمہ۔ اے میرے رب، تو نے مجھے حکومت بخشی اور مجھ کو باتوں کی تہہ تک پہنچنا سکھایا۔ زمین و آسمان کے بنانے والے، تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا سرپرست ہے، میرا خاتمہ اسلام پر کر اور انجام کار مجھے صالحین کے ساتھ ملا۔

حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے اور حضرت اسحاق علیہ السلام کے پوتے جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پڑپوتے تھے، حضرت یعقوب علیہ السلام کی چار بیویاں تھیں جن سے ان کے بارہ بیٹے تھے جن میں سے حضرت یوسف اور بن یامین ایک بیوی راحیل بنت لابان سے تھے جبکہ باقی دس بیٹے دوسری بیویوں سے پیدا ہوئے حضرت یوسف کا ذکر قرآن کریم میں ۲۴ مرتبہ آیا ہے۔ قرآن نے آپ کے قصے کو احسن القصص بھی کہا فلسطین میں

حضرت یعقوب کی جائے قیام جبرون (موجودہ الخیل) کی وادی تھی جہاں حضرت اسحاق اور ان سے پہلے حضرت ابراہیم رہا کرتے تھے اس کے علاوہ حضرت یعقوب کی کچھ زمینیں سکم

(موجودہ نابلس) میں بھی تھیں، بائبل کے علماء کی تحقیق کو اگر درست مان لیا جائے تو حضرت یوسف کی پیدائش ۱۹۰۶ ق م کے لگ بھگ زمانے میں ہوئی ۱۸۹۰ ق م کے قریب زمانہ میں وہ واقعہ پیش آیا جس کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔

مصر میں اس زمانے میں پندرہویں خاندان کی حکومت قائم تھی جسے مصر کی تاریخ میں ہائیکسوس

(KingHyksos) یا چرواہا خاندان بھی کہا جاتا ہے یہ لوگ عربی النسل تھے اور فلسطین اور شام سے مصر جا کر دو ہزار ق م میں کے لگ بھگ مصر پر قابض ہو گئے تھے عرب مورخین اور مفسرین نے انھیں 'عمالیق' کا نام دیا ہے جو موجودہ مصریات کی تحقیقات سے درست مطابقت بھی رکھتا ہے یہ لوگ مصر میں اجنبی حملہ آور کی حیثیت رکھتے تھے اور مصر کی خانہ جنگی کے پیش نظر انھیں وہاں کامیاب حملے اور اپنی بادشاہت کو قائم کرتے ہوئے اپنے قدموں کو مضبوطی سے جمانے میں بہت مدد ملی یہی وجہ تھی کے ان کے دور کمال میں حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی عروج حاصل ہوا اور مصر میں بنی اسرائیل کو بھی ہاتھوں ہاتھ لیا گیا مصر کے زرخیز حصوں پر بھی انھیں دسترس حاصل ہوئی یہی نہیں بلکہ انھیں یہاں خاصا اثر ورسوخ بھی ملا کیونکہ وہ ان غیر ملکی حکمرانوں کے ہی علاقوں سے متعلق تھے۔

پندرہویں صدی ق م کے اواخر تک یہ لوگ مصر پر قابض رہے ان کے زمانے میں مصر کا سارا اقتدار عملاً بنی اسرائیل کے ہاتھ میں ہی رہا اس کے بعد ملک میں ایک قوم پرست تحریک چلی جس نے ہائیکسوس کے اقتدار کا تختہ الٹ دیا ایک اندازے کے مطابق ڈھائی لاکھ سے زائد عمالقہ مصر سے نکال دئے گئے جبکہ ایک نہایت متعصب اور قبطی نسل خاندان کے ہاتھ میں اقتدار آ گیا جنھوں نے عمالقہ کے عہد کی یادگاروں کو مٹا دیا اور بنی اسرائیل پر بے پناہ مظالم ڈھائے جن کا ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں آئے گا، مصری تاریخ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ان چرواہے بادشاہوں نے مصری دیوتاؤں کو ماننے سے بھی انکار کیا بلکہ وہ اپنے دیوتا شام سے مصر لائے جبکہ ان کی پوری کوشش یہی تھی کے مصر کے طول وعرض میں انھی کا مذہب قائم ہو جائے جب ہی قرآن کریم حضرت یوسف کے ہم عصر بادشاہ کو فرعون کہہ کر مخاطب نہیں کرتا کیونکہ فرعون مصر کی ایک مذہبی اصطلاح تھی جسے وہ اپنے بادشاہوں کے لئے استعمال کیا کرتے تھے تاہم یہ چرواہے بادشاہ مصر کے قدیم مذہب کے ہی قائل نہ تھے۔

مصر کا دارالسلطنت اس زمانے میں ممفس (منف) تھا جس کے کھنڈرات آج بھی قاہرہ کے جنوب میں واقع ہیں حضرت یوسف علیہ السلام سترہ یا اٹھارہ برس کی عمر میں مصر پہنچے دو تین سال تک ان کا قیام عزیز مصر کے یہاں بھی رہا پھر تقریباً آٹھ نو سال تک انھیں قید خانے میں بھی قید کیا گیا آپ

نے عزیز مصر کے خواب کی تعبیر بیان کی اور عزیز مصر آپ کی علمی قابلیت جاہ وجلال، عظمت وہیبت، حسن وجمال اور وجاہت ودیانت سے بے پناہ متاثر ہوا اور نتیجہ عزیز مصر نے مصر کے تمام خزآنے آپ کے حوالے کردئے اور تقریباً تیس برس کی عمر میں حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے فرمانروا مقرر ہوئے اور اسی برس تک بلاشرکت غیرے مصر پر حکمرانی کرتے رہے اس واقعہ کو قرآن اس طرح سے بیان کرتا ہے!

وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْاَرْضِ وَ لِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَ اللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ ۹۹

ترجمہ۔اس طرح ہم نے یوسف کے لئے اس سرزمین (مصر) پر قدم جمانے کی صورت نکالی اور اسے معاملہ فہمی کی تعلیم دینے کا بھی انتظام کیا۔

قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ۔ ۱۰۰

ترجمہ۔یوسف نے کہا ملک کے خزآنے میرے حوالے کردیجئے میں حفاظت کرنے والا بھی ہوں اور علم بھی رکھتا ہوں۔

توریت میں لکھا ہے عزیز مصر نے حضرت یوسف سے کہا تو میرے گھر کا مختار ہوگا اور ساری رعایا پر تیرا حکم چلے گا فقط تخت کا مالک ہونے کے سبب سے میں بزرگ تر رہوں گا دیکھ میں تجھے سارے مصر کا حاکم بناتا ہوں اور تیرے حکم کے بغیر کوئی شخص اس ملک میں اپنا ہاتھ پاؤں نہ ہلا سکے گا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی حکومت کے نویں یا دسویں سال حضرت یعقوب علیہ السلام کو پورے خاندان کے ساتھ فلسطین سے مصر بلوالیا ایک روایت کے مطابق آپ کے خاندان کی تعداد ستر افراد پر مشتمل تھی پھر آپ نے اپنے خاندان کو اس علاقے میں آباد کیا جو دمیاط اور قاہرہ کے درمیان واقع ہے بائیبل میں اس علاقے کا نام جشن یا گوشن بتایا گیا ہے پھر یہ لوگ (بنی اسرائیل) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے تک یہیں آباد رہے بائبل کا یہ بیان ہے! حضرت یوسف علیہ السلام کا وصال ایک سودس (۱۱۰) برس کی عمر میں ہوا۔۱۰۱

مرنے سے قبل آپ نے وصیت کی کے آپ کو مصر میں دفن نہ کیا جائے بلکہ آپ کے آباؤ اجداد کی زمین فلسطین میں دفن کیا جائے لہٰذا آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی لاش کو حنوط کیا گیا اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں بنی اسرائیل مصر سے واپس اسرائیل گئے تو اپنے ساتھ
حضرت یوسف علیہ السلام کا جسم مبارک بھی اپنے ساتھ لے گئے تاہم فلسطین میں آپ کو دفنایا گیا جبکہ حموی یہ کہتے ہیں کے آپ کی قبر مبارک فلسطین کے ایک علاقے نابلس میں ایک گاؤں بلاطہ میں ہے اور قبر کے پاس ایک درخت بھی ہے۔ ۱۰۲؎
قرآن کریم کے مطالعہ سے بائبل کی کئی روایات کی نفی ہوتی ہے۔
محققین اب تک یہ فیصلہ نہیں کر سکے کے آیا ان عظیم الشان اہرام کی تعمیرات کب، کیسے اور کس کے ہاتھوں انجام پائی؟ نیز اہرام کی تعمیرات کے اصل مقاصد کیا تھے؟ لیکن قرآن کریم میں تفکر سے ہم پر اس راز کی عقدہ کشائی ہوتی ہے کیونکہ سورہ یوسف علیہ السلام میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کے قصے کو بیان کیا ہے جس پر غور فکر سے کئی الجھی گتھیاں سلجھتی ہیں لیکن اس سلسلے میں مختصراََ تاریخی حقائق کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے۔
حضرت یوسفؑ حضرت یعقوبؑ کے بیٹے، حضرت اسحاق علیہ السلامؑ کے پوتے اور حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کے پر پوتے تھے، حضرت یعقوبؑ علیہ السلام کی چار ازواج تھیں جن سے ان کے بارہ بیٹے تھے یعنی حضرت یوسفؑ علیہ السلام اور ان کے چھوٹے بھائی بن یامین ایک زوجہ سے جبکہ باقی دس دیگر ازواج سے تھے حضرت یعقوبؑ علیہ السلام فلسطین کی وادی حَبرون (موجودہ الخیل) میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ رہائش پذیر تھے جہاں پہلے ان کے والد اسحاق علیہ السلامؑ اور دادا حضرت ابراہیم علیہ السلامؑ بھی رہا کرتے اگر بائبل کے علماء کی تحقیق کو درست مان لیا جائے تو حضرت یوسف علیہ السلام کی پیدائش ۱۹۰۶ ق م میں ہوئی ۱۰؎
جب آپ سن شعور کو پہنچے تو آپ کو سچے خواب آنا شروع ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو سچے خواب کی تعبیر کا خصوصی علم اپنی رحمت خاص سے عنایت فرمایا تھا یہ علم دراصل لاشعوری حواس کا علم ہے اور یہ امر طے شدہ ہے کے انسان کا شعور اور لاشعور زمان و مکان کی حد بندیوں سے ماوراء ہوتے ہیں، جب حضرت یوسفؑ علیہ السلام کی عمر سترہ سال کی ہوئی تو ان کے بھائیوں نے آپ کو بہانے سے

ایک کنویں میں پھینک دیا اور اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ ہم کھیل کود میں یوسف علیہ السلام کا صحیح طور پر خیال نہ رکھ سکے اور ایک بھیڑیا انھیں کھا گیا جس قافلے نے انھیں کنویں سے نکالا وہ اردن کے مشرق سے آ رہا تھا جبکہ مصر میں اس وقت پندرہویں خاندان کی حکمرانی تھی جو مصر میں چرواہے بادشاہ کے نام سے جانے جاتے ہیں یہ لوگ عربی النسل تھے اور انھی چرواہے بادشاہوں میں جس کا نام 'اپوفیس' تھا وہی حضرت یوسفؑ کا ہم عصر بھی تھا

حضرت یوسف علیہ السلامؑ کو بہ حیثیت غلام کے عزیز مصر کے ہاتھوں فروخت کر دیا گیا جہاں اس کی بیوی زلیخا آپ پر فریفتہ ہوئی اور پھر ایک الزام میں آپ کو قید کر لیا گیا لیکن قید خانے میں بھی آپ ہر وقت عبادت الٰہی میں مشغول رہا کرتے اور اکثر قیدیوں کو ان کے خواب کی تعبیر بھی بتایا کرتے تھے انھی قیدیوں میں سے ایک قیدی کو جب آپ نے اس کے خواب کی تعبیر کے جواب میں کہا کے تم عنقریب رہا ہو جاو گے لیکن جب تم رہا ہونا تو اپنے بادشاہ سے میرا ذکر ضرور کرنا لیکن وہ قیدی رہائی کے بعد اس بات کو بھول گیا اور اس طرح سے مزید اور کئی سال بیت گئے پھر بادشاہ وقت نے ایک خواب دیکھا جس کا قرآن کریم میں اس طرح سے ذکر موجود ہے!

وَ قَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْۤ اَرٰی سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ یٰبِسٰتٍؕ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۚ وَ مَا نَحْنُ بِتَاْوِیْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِیْنَ وَ قَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا وَ ادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِیْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ۔ ۱۰۳

ترجمہ۔ ایک روز بادشاہ نے کہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے کے سات موٹی گائیں ہیں جن کو سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور اناج کی سات بالیاں ہری ہیں اور دوسری سات سوکھی ہیں اے اہل دربار مجھے اس خواب کی تعبیر بتاو اگر تم خوابوں کا مطلب سمجھتے ہو؟ لوگوں نے کہا یہ تو پریشان خوابوں کی باتیں ہیں اور ہم اس طرح کے خوابوں کا مطلب نہیں جانتے ہیں۔ ان دو قیدیوں میں سے جو شخص بچ گیا تھا اور اسے ایک مدت دراز کے بعد اب بات یاد آئی اس نے کہا میں آپ

حضرات کو اس کی تاویل بتاتا ہوں، مجھے ذرا قید خانے میں یوسف علیہ السلامؑ کے پاس بھیج دیجئے

يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ
عِجَافٌ وَّ سَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ يٰبِسٰتٍ١ۙ لَّعَلِّيْۤ اَرْجِعُ اِلَى
النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا١ۚ فَمَا
حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ
ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ
ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَ فِيْهِ يَعْصِرُوْنَ

۱۰۴۔

ترجمہ۔اس نے جا کر کہا یوسفؑ اے صدیق مجھے اس خواب کا مطلب بتا کے سات موٹی گائیں ہیں جن کو سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات بالیاں ہری ہیں اور سات سوکھی شاید کے میں ان لوگوں کے پاس واپس جاوں اور شاید کے وہ جان لیں یوسفؑ نے کہا!

سات سال تک لگا تار تم لوگ کھیتی باڑی کرتے رہو گے اس دوران میں تم لوگ جو فصلیں کاٹو ان میں سے بس تھوڑا سا حصہ جو تمھاری خوراک میں کام آئے نکالو اور باقی کو اس کی بالیوں میں ہی رہنے دو پھر سات برس بہت سخت آئیں گے اس زمانے میں وہ سب غلہ کھا لیا جائے گا جو تم اس وقت کے لئے جمع کرو گے اگر کچھ بچے گا تو وہی جو تم نے محفوظ کر رکھا ہے اس کے بعد پھر ایک سال ایسا آئے گا جس میں باران رحمت سے لوگوں کی فریاد رسی کی جائے گی اور وہ رس نچوڑیں گے اس شخص نے جب بادشاہ مصر کو حضرت یوسفؑ علیہ السلام کی بتائی ہوئی تعبیر بتائی تو بادشاہ اس تعبیر کو سن کر مطمئن ہو گیا اس نے حضرت یوسفؑ کی معاملے کی تحقیق کروائی اور انھیں باعزت بری کیا، وہ ان کے حسن و جمال، بزرگی، خدا ترسی، قدر و منزلت اور رعب و دبدبے سے بے حد متاثر ہوا پھر اس نے آپ کو اپنے دربار میں بلوا کر آپ کی بہت عزت افزائی فرمائی۔

خواب کی تعبیر کو جان لینے کے بعد بادشاہ مصر نے اپنے دربار میں تمام ماہرین کو طلب کیا اور ان سے پوچھا کے آخر ہم اس مشکل سے کس طرح سے عہدہ براء ہو سکتے ہیں لیکن پورے دربار میں

کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں تھا جو اس مشکل کا حل بتا سکتا پھر ایسے میں حضرت یوسفؑ علیہ السلام نے قحط سالی سے بچنے کے لئے کچھ تجاویز پیش کیں جن کو سن کر بادشاہ بہت خوش ہوا، اس نے حضرت یوسفؑ کو ان تجاویز پر عمل کرنے کی مکمل اجازت دے دی پھر حضرت یوسف علیہ السلامؑ نے عرض کیا !قَالَ اجۡعَلۡنِیۡ عَلٰی خَزَآئِنِ الۡاَرۡضِ ۚ اِنِّیۡ حَفِیۡظٌ عَلِیۡمٌ ۔۱۰۵؎

ترجمہ۔ یوسف نے کہا! ملک کے خزانے میرے سپرد کردیجئے، میں حفاظت کرنے والا ہوں اور علم بھی رکھتا ہوں، یہ سن کر بادشاہ نے کہا تو میرا نائب ہے آج سے تیرا حکم میری رعایا پر چلے گا اور اس نے فیصلہ کیا کے جو تجاویز حضرت یوسف علیہ السلامؑ نے قحط سالی کے لئے دی ہیں وہ خود ہی اس پر عمل درآمد بھی کروائیں اس سلسلے میں بادشاہ نے شاہی کونسل سے منظوری بھی لے لی اور بادشاہ نے حضرت یوسفؑ علیہ السلام سے نہایت عزت واحترام سے کہا! آپ اس مسئلے سے نبٹنے کے لئے پیش بندی کریں۔۱۰۶؎ اس کے ساتھ ہی بادشاہ نے سوائے تخت شاہی کے بقیہ تمام اختیارات حضرت یوسفؑ کو سونپ دیئے، اختیارات کے حصول کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے انتظامی امور کی نگرانی شروع کردی اور اپنی قائدانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے پہلے مرحلے میں زیادہ سے زیادہ اور اچھی فصل اگانے اور بنجر زمین کو زرخیز بنانے کی پالیسی اختیار کی اور اس طرح سے کچھ ہی عرصے میں بہت اچھی فصلیں تیار کرلی گئیں پھر اگلا مرحلہ جو سب سے زیادہ پیچیدہ تھا کے اتنے لمبے عرصے تک اناج کے اتنے بڑے ذخیرے کی آخر کس طرح سے حفاظت کی جائے کے وہ موسم اور کیڑے مکوڑوں کے اثرات سے بھی محفوظ رہ سکے اور اس کے ساتھ ہی اس کی تازگی بھی برقرار رہ سکے۔

اس پیچیدہ ترین مسئلے کے حل کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلامؑ کو بذریعہ وحی اہرام بنانے کی مکمل ٹیکنالوجی کا وہ علم منتقل فرمایا کے آج ہزاروں سال گزر جانے کے باوجود بھی دنیا حیران ہے کے آخر یہ حیرت انگیز تعمیر کیونکر وجود میں آئی یعنی جو اہرام آج تک ایک معمہ بنے ہوئے ہیں کے اس کے اصل معمار کون تھے؟ تو اس کا سادہ سا جواب ہے کہ دنیا کے پہلے اہرام کی بنیاد حضرت یوسف علیہ السلامؑ نے رکھی، تاکہ اناج کو تادیر اس کی اصل شکل وصورت میں محفوظ کیا

جا سکے اس غرض کے لئے مخروطی شکل کے اہرام تعمیر کئے گئے اور یہ حضرت یوسف علیہ السلام کے علم نبوت کا اعجاز تھا کے آپ علیہ السلام نے مصر کے اس قدیم معاشرے میں ایسی جدید سائنسی عمارت کی بنیاد رکھی جو ہزاروں سال سے قائم ہے۔۱۰۷؎

قرآن کریم میں تفکر سے یہ معلوم ہوا کے اللہ تعالیٰ نے ہر سیارے کے لئے مخصوص مقداریں متعین کر دی ہیں جبکہ ان مقداروں کا علم ہی جیومیٹری کا علم کہلاتا ہے، دراصل جیومیٹری ایسے فارمولوں کا علم ہے جس میں تمام کہکشانی نظام اور لاشمار دنیاؤں کی زمین شامل ہیں شمالاً جنوباً لہروں کا چلنا اور ایک دوسرے سے ٹکرائے بغیر اپنا 'تعامل' برقرار رکھنا جیومیٹری یا مقداروں کا علم کہلاتا ہے، حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے خواب اور کشش کا قانون سیکھا یا یہی نہیں بلکہ کشش ثقل اور جن لہروں نے زمین کی بیلٹ کو سنبھالا ہوا ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلامؑ کے تابع کر دیا لہٰذا اسی قانون، علم اور ٹیکنالوجی کے ذریعے سے جو کے وحی الٰہی کے ذریعے سے انھیں ودیعت کی گئی تھی انھوں نے اہرام تعمیر کئے، بعد میں جب یہ علم سینہ بہ سینہ منتقل ہوتا گیا تو دنیا میں جا بجا اہرام نظر آنے لگے۔۱۰۸؎

اہرام کی ساخت میں ایک نامعلوم مگر انتہائی طاقتور توانائی موجود ہے دوسری جانب اس کی مخصوص مخروطی شکل ان برقی مقناطیسی لہروں کو مسلسل اپنی جانب کھینچتی ہیں اور اس طرح اس میں Cosmic Rays کا ایک بڑا ذخیرہ جمع ہو جاتا ہے اس اعتبار سے یہ کہا جا سکتا ہے کے اہرام اپنے اندر انتہائی توانائی کی ایک قطعی نامعلوم قسم کو نا صرف مجتمع رکھتا ہے بلکہ وہ اس کو برقرار بھی رکھتا ہے چونکہ اہرام میں ہمہ وقت Electric and Megnatic توانائیوں کا اخراج ہوتا رہتا ہے اور اس قوت کی سب سے زیادہ اثر پذیری اہرام کے اندر نوک کے عین نیچے ایک تہائی (۱/۳) اونچائی پر ہوتی ہے۔۱۰۹؎

اس قانون کی وضاحت میں ڈاکٹر غلام جیلانی برق کہتے ہیں کے کائنات کی ہر شے سے خواہ وہ زمینی ہو یا آسمانی، اس میں سے ہر وقت غیر مرئی لہروں کا اخراج ہوتا رہتا ہے جبکہ یہ لہریں اپنے اندر مختلف منفی اور مثبت اثرات بھی رکھتی ہیں۔۱۱۰؎

زمین کی بیلٹ محوری اور طولانی حرکات پر قائم ہیں، محوری حرکات شمالاً جنوباً حرکت کرتی ہیں جو اپنے

اندر ٹھنڈک کے اثرات رکھتی ہیں اس کے ساتھ ہی یہ محوری حرکات طولانی حرکات پر غالب بھی ہوتی ہیں یہی نہیں بلکہ یہ محوری حرکات مسلسل ہوتی ہیں جن میں سیکنڈ کے ہزارویں حصے کے برابر بھی توقف کا امکان نہیں ہے۔ اہرام کے معماران زمینی حرکات کے قانون اور فارمولوں سے مکمل واقف تھے لہٰذا انھوں نے اس قانون کو اہرام کی تعمیر میں بڑی کامیابی سے استعمال بھی کیا اگر آج کے اس ترقی یافتہ دور میں اس قانون کو ملحوظ رکھتے ہوئے عمارات کی تعمیر کی جائے تو یقیناً اس کے بھی ۱۰۰ فیصد مثبت نتائج مرتب ہوں گے۔

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کے حضرت یوسفؑ علیہ السلام کے دور میں سائنس اور ٹیکنالوجی ہمارے آج کے اس دور سے کہیں زیادہ فعال اور ترقی یافتہ تھی اگر اہرام میں لگے ہوئے پتھروں کے بلاک کا جائزہ لیں تو یہ جان کر حیرت ہوگی کے ان میں سے ہر ایک کا وزن ۹۰ سے ۶۰۰ ٹن تک تھا، اتنے وزنی پتھروں کو پہاڑوں سے کاٹنا، انھیں دور دراز مقام سے لانا پھر انھیں اونچائی میں کئی منزلوں تک پہنچانا بظاہر ناممکن لگتا ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کے ایسے ۲۳ لاکھ پتھروں سے بنے ہوئے، انسانی محنت کے اس فلک رفعت ہمالیہ کو دیکھ کر بے اختیار اقبال کے یہ اشعار یاد آجاتے ہیں!

اس دشت جگر تاب کی خاموش فضاء
فطرت نے فقط ریت کے ٹیلے کیئے تعمیر!
اہرام کی عظمت سے نگوں سار ہیں افلاک
کس ہاتھ نے کھینچی ابدیت کی یہ تصویر۔ ۱۱۱؎

لیکن اس دور کے عظیم سائنس دانوں نے کشش ثقل کو کم سے کم کرنے یا اسے بالکل ختم کرنے کا فارمولا دریافت کرلیا تھا۔ ۱۱۲؎

اور اس علم پر دسترس کا مطلب یہ ہوا کے اشیاء چاہے کتنی بھی وزنی ہوں وہ انسانی ہاتھوں میں محض کاغذ کے ایک ٹکڑے کے برابر ہی محسوس کی جائیں گی یعنی وزنی شے کا تمام وزن نفی کردینے کا فارمولا وہ جان چکے تھے۔

قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے!

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً ؕ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۔١١٣

ترجمہ۔تم نہیں دیکھتے کے اللہ نے زمین اور آسمانوں کی ساری چیزیں تمھارے لئے مسخر کر رکھی ہیں اور اپنی کھلی اور چھپی نعمتیں تم پر تمام کردی ہیں؟ اس پر حال یہ ہے کے انسانوں میں سے کچھ لوگ ہیں جو اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں بغیر اس کے ان کے پاس کوئی علم ہو، یا ہدایت، یا کوئی روشنی دکھانے والی کتاب قرآن کریم میں اس جیسی ۷۵۶ آیات ہیں جو بنی نوع انسان کو کائنات میں غور فکر کی دعوت دے رہی ہیں لیکن افسوس صد افسوس کے انسان اب تک قرآن کریم جیسے عظیم سرمائے سے استفادہ نہیں کر پایا۔

ایک ماہر اہرامیات 'چارلس لیٹی مر' نے تو اہرام کی سحر انگیزی میں مبتلا ہوکر یہاں تک کہہ دیا کے بلاشبہ یہ درست ہے کے ہمارے اوزان اور پیائش کی اکائیوں میں موجودہ دور میں ترمیم کی ضرورت ہے، ہمیں درجہ کمال تک پہنچی ہوئی قدیم ومقدس تاریخ کی طرف لوٹنا پڑے گا اس مذہب کی طرف جو یہ ثابت کرتا ہے کے نسل انسانی خود بخود ترقی کی منازل طے کرتی ہوئی موجودہ صورت تک نہیں پہنچی ہے بلکہ خالق کائنات نے انسان کو اسی موجودہ صورت میں پیدا کیا ہے لیکن ایسا کمال کہاں سے مل سکتا ہے؟ میرا جواب ہے کے گیزا کے عظیم اہرام سے، کیونکہ ان سنگی ستونوں میں معیاری اوزان و پیائش کے پیمانے موجود ہیں اس میں زمین و آسمان کی ہم معیاریت اور تناسب پوشیدہ ہیں ہمارے قدیم اور جدید موروثی نظام کا ایک ایسا انجذاب موجود ہے کے لگتا ہے جیسے خود خالق کائنات نے ہمیں اسے ودیعت کیا ہے... میں اپنے امریکی ہم وطنوں سے درخواست کرتا ہوں کے وہ بڑی احتیاط سے اس موضوع کا مطالعہ کریں اور اسے سمجھنے اور پھر کام میں لانے کی کوشش کریں۔ ۱۱۴ے

بے شک اس زمین پر موجود یہ اہرام کائناتی شعور کی نمائندگی کرتے ہیں جس کی راہداریوں میں

پوشیدہ اور موجود عظیم علوم کو دنیا ایک نہ ایک دن سمجھنے میں ضرور کامیاب ہوجائے گی۔

حوالہ کتب:

۱۔سوہ یوسف۔آیت۔۴۔

۲۔سوہ یوسف۔آیت۔۵۔

۳۔سوہ یوسف۔آیت۔۶۔

۴۔سوہ یوسف۔آیت۔۷۔

۵۔سوہ یوسف۔آیت۔۸۔

۶۔سوہ یوسف۔آیت۔۹۔

۷۔سوہ یوسف۔آیت۔۱۰۔

۸۔سوہ یوسف۔آیت۔۱۱۔

۹۔سوہ یوسف۔آیت۔۱۲۔

۱۰۔سوہ یوسف۔آیت۔۱۳۔

۱۱۔سوہ یوسف۔آیت۔۱۴۔

۱۲۔سوہ یوسف۔آیت۔۱۵۔

۱۳۔سوہ یوسف۔آیت۔۱۶۔

۱۴۔سوہ یوسف۔آیت۔۱۷۔

۱۵۔سوہ یوسف۔آیت۔۱۸۔

۱۶۔سوہ یوسف۔آیت۔۱۹۔

۱۷۔سوہ یوسف۔آیت۔۲۰۔

۱۸۔سوہ یوسف۔آیت۔۲۱۔

۱۹۔سوہ یوسف۔آیت۔۲۲۔

۲۰۔سوہ یوسف۔آیت۔۲۳۔

۲۱۔سوہ یوسف۔آیت۔۲۴۔

۲۲۔سوہ یوسف۔آیت۔۲۵۔

۲۳۔سوہ یوسف۔آیت۔۲۶۔

۲۴۔سوہ یوسف۔آیت۔۲۷۔

۲۵۔سوہ یوسف۔آیت۔۲۸۔

۲۶۔سوہ یوسف۔آیت۔۲۹۔

۲۷۔سوہ یوسف۔آیت۔۳۰۔

۲۸۔سوہ یوسف۔آیت۔۳۱۔

۲۹۔سوہ یوسف۔آیت۔۳۲۔

۳۰۔سوہ یوسف۔آیت۔۳۳۔

۳۱۔سوہ یوسف۔آیت۔۳۴۔

۳۲۔سوہ یوسف۔آیت۔۳۵۔

۳۳۔سوہ یوسف۔آیت۔۳۶۔

۳۴۔سوہ یوسف۔آیت۔۳۷۔

۳۵۔سوہ یوسف۔آیت۔۳۸۔

۳۶۔سوہ یوسف۔آیت۔۳۹۔

۳۷۔سوہ یوسف۔آیت۔۴۰۔

۳۸۔سوہ یوسف۔آیت۔۴۱۔

۳۹۔سوہ یوسف۔آیت۔۴۲۔

۴۰۔سوہ یوسف۔آیت۔۴۳۔

۴۱۔سوہ یوسف۔آیت۔۴۴۔

۴۲۔سوہ یوسف۔آیت۔۴۵۔

۴۳۔سوہ یوسف۔آیت۔۴۶۔

۴۴۔سوہ یوسف۔آیت۔۴۷۔

۴۵۔سوہ یوسف۔آیت۔۴۸۔

۴۶۔سوہ یوسف۔آیت۔۴۹۔

۴۷۔سوہ یوسف۔آیت۔۵۰۔

۴۸۔سوہ یوسف۔آیت۔۵۱۔

۴۹۔سوہ یوسف۔آیت۔۵۲۔

۵۰۔سوہ یوسف۔آیت۔۵۳۔

۵۱۔سوہ یوسف۔آیت۔۵۴۔

۵۲۔سوہ یوسف۔آیت۔۵۵۔

۵۳۔سوہ یوسف۔آیت۔۵۶۔

۵۴۔سوہ یوسف۔آیت۔۵۷۔

۵۵۔سوہ یوسف۔آیت۔۵۸۔

۵۶۔سوہ یوسف۔آیت۔۵۹۔

۵۷۔سوہ یوسف۔آیت۔۶۰۔

۵۸۔سوہ یوسف۔آیت۔۶۱۔

۵۹۔سوہ یوسف۔آیت۔۶۲۔

۶۰۔سوہ یوسف۔آیت۔۶۳۔

۶۱۔سوہ یوسف۔آیت۔۶۴۔

۶۲۔سوہ یوسف۔آیت۔۶۵۔

۶۳۔سوہ یوسف۔آیت۔۶۶۔

۶۴۔سوہ یوسف۔آیت۔۶۷۔

۶۵۔سوہ یوسف۔آیت۔۶۸۔

۶۶۔سوہ یوسف۔آیت۔۶۹۔

۶۷۔سوہ یوسف۔آیت۔۷۰۔

۶۸۔سوہ یوسف۔آیت۔۷۱۔

۶۹۔سوہ یوسف۔آیت۔۷۲۔

۷۰۔سوہ یوسف۔آیت۔۷۳۔

۷۱۔سوہ یوسف۔آیت۔۷۴۔

۷۲۔سوہ یوسف۔آیت۔۷۵۔

۷۳۔سوہ یوسف۔آیت۔۷۶۔

۷۴۔سوہ یوسف۔آیت۔۷۷۔

۷۵۔سوہ یوسف۔آیت۔۷۸۔

۷۶۔سوہ یوسف۔آیت۔۷۹۔

۷۷۔سوہ یوسف۔آیت۔۸۰۔

۷۸۔سوہ یوسف۔آیت۔۸۱۔

۷۹۔سوہ یوسف۔آیت۔۸۲۔

۸۰۔سوہ یوسف۔آیت۔۸۳۔

۸۱۔سوہ یوسف۔آیت۔۸۴۔

۸۲۔سوہ یوسف۔آیت۔۸۵۔

۸۳۔سوہ یوسف۔آیت۔۸۶۔

۸۴۔سوہ یوسف۔آیت۔۸۷۔

۸۵۔سوہ یوسف۔آیت۔۸۸۔

۸۶۔سوہ یوسف۔آیت۔۸۹۔

۸۷۔سوہ یوسف۔آیت۔۹۰۔

۸۸۔سوہ یوسف۔آیت۔۹۱۔

۸۹۔سوہ یوسف۔آیت۔۹۲۔
۹۰۔سوہ یوسف۔آیت۔۹۳۔
۹۱۔سوہ یوسف۔آیت۔۹۴۔
۹۲۔سوہ یوسف۔آیت۔۹۵۔
۹۳۔سوہ یوسف۔آیت۔۹۶۔
۹۴۔سوہ یوسف۔آیت۔۹۷۔
۹۵۔سوہ یوسف۔آیت۔۹۸۔
۹۶۔سوہ یوسف۔آیت۔۹۹۔
۹۷۔سوہ یوسف۔آیت۔۱۰۰۔
۹۸۔سوہ یوسف۔آیت۔۱۰۱۔
۹۹۔سورہ یوسف۔آیت۔۲۱۔
۱۰۰۔سورہ یوسف۔آیت۔۵۵۔
۱۰۱۔تفہیم القرآن۔سیدابوالاعلیٰ مودودی۔جلد۔دوم۔ص۔۳۸۲۔ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔۲۰۰۷ء۔
۱۰۲۔عہدنامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب پیدائش۔باب۔۵۔آیات۔۲۲۔آیت۔۲۶۔اورخروج باب۔۱۳۔آیت۔۱۹۔
۱۰۳۔سورہ یوسف۔آیت۔۔۴۳۔۴۵۔۔
۱۰۴۔سورہ یوسف۔آیت۔۴۶۔۴۹۔
۱۰۵۔سورہ یوسف۔آیت۔ ۵۵۔
۱۰۶۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (جلدسوم)۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۸۶۔الکتاب پبلی کیشنز کراچی۔اشاعت سوم ۲۰۰۳ء۔
۱۰۷۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (جلدسوم)۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۸۷۔الکتاب پبلی کیشنز کراچی۔اشاعت سوم ۲۰۰۳ء۔
۱۰۸۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (جلدسوم)۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۰۸۔الکتاب پبلی کیشنز کراچی۔
۱۰۹۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (جلدسوم)۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۰۱۔الکتاب پبلی کیشنز کراچی۔
۱۱۰۔من کی دنیا۔ڈاکٹر غلام جیلانی برق۔ص۔۲۱۶۔شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیوٹ) لمیٹڈ لاہور۔۱۹۶۰ء۔
۱۱۱۔ضرب کلیم (کلیات اقبال)۔علامہ اقبال۔ص۔۶۰۷۔خزینہ علم وادب لاہور۔۲۰۰۶ء۔
۱۱۲۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (جلدسوم)۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۰۵۔الکتاب پبلی کیشنز کراچی۔
۱۱۳۔سورہ لقمان۔آیت۔ ۲۰۔
۱۱۴۔اہرام مصراورفرعونوں کے عجائب۔راجپوت اقبال احمد۔ص۔۸۹۔۹۰۔سائنس ڈائجسٹ پبلی کیشنز کراچی۔

۱۳۔سورہ رعد (بادلوں پر متعین فرشتوں کا نام)

نام:

رعد۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معنی کڑک کے ہیں۔

شان نزول:

سورہ رعد کے مکی یا مدنی میں اختلاف پایا جاتا ہے،سورہ رعد میں ۴۳ آیات اور ۶ رکوع ہیں۔

مضامین:

۱۔وقوع قیامت کا بیان۔

۲۔متقین کو جنت کی بشارت۔

۳۔تمام رسول انسان تھے۔

۴۔اللہ تعالی ہر ظاہر اور باطن کا جاننے والا ہے۔

۵۔فرشتے انسانی اعمال کو لکھتے ہیں۔

۶۔اشیاء کائنات کے ذریعے توحید پر دلائل۔

۷۔مشرکین کے اعتراضات۔

۸۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حوصلہ افزائی۔

۹۔ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے۔

ملائکہ/فرشتے:

سورہ رعد میں فرشتوں کا ذکر ہے۔فرشتے اللہ کی نوری مخلوقات ہیں جو کائنات میں بکثرت ہیں۔

نظام کائنات میں ملائکہ کا کردار:

اس وسیع کائنات میں اللہ کی بے شمار مخلوقات پائی جاتی ہیں لیکن ان بے شمار مخلوقات میں سے تین مخلوقات ایسی ہیں جو تمام کہکشانی نظام میں پائی جاتی ہیں جن میں۔

۱۔انسان ۔ ۲۔فرشتے ۔اور جنات شامل ہیں جنھیں اس کائناتی نظام میں مرکزی حیثیت حاصل ہے ان مخلوقات میں انسان اور جنات مکلف جبکہ فرشتے غیر مکلف مخلوق ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں، مخلوقات کے چار گروہ ہیں جس میں سے:

۱۔فرشتے (مطلق جنتی ہیں)۔

۲۔شیاطین (مطلق جہنمی ہیں)۔

۳۔انسان (ان میں سے کچھ جنتی اور کچھ جہنمی ہیں)۔

۴۔جنات (ان میں سے کچھ جنتی اور کچھ جہنمی ہیں)۔

ذیل میں کائنات کے ہر کہکشانی نظام میں موجود مخلوقات فرشتوں اور جنات پر اختصار سے بحث کی جائے گی۔

کروموسوم:

ابدال حق حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں! کروموسومز کی تین اقسام ہیں۔

۱۔فرشتوں کا کروموسوم اکیلا ہوتا ہے جس میں جنسی خواہشات نہیں ہوتی ہیں یہ کروموسوم روح کے ساتھ ازل میں پیدا ہوتا ہے اور روح کے ساتھ ابد تک رہتا ہے یہ کروموسوم انسان کو نظر نہیں آتا کیونکہ جس طرح سے روح نظر نہیں آتی بالکل اسی طرح سے فرشتے بھی انسانوں کو نظر نہیں آتے۔

۲۔ جنات کے کروموسوم میں جنسی خواہشات اور تناسل دونوں ہی پائے جاتے ہیں لیکن فرق صرف یہ ہے کے جنات بھی انسانوں کو نظر نہیں آتے، جنات کے کروموسوم کی زندگی محدود ہے۔

۳۔ انسانوں کے کروموسوم میں جنسی خواہشات اور تناسل دونوں پائے جاتے ہیں انسانوں کی زندگی محدود ہوتی ہے، انسان نظر آتے ہیں جب ان کی روح جسم سے نکل جاتی ہے تو وہ مٹی میں مل جاتے ہیں۔

حقیقت میں کروموسوم کو illusion یا نظر کا دھوکہ کہہ سکتے ہیں کروموسوم میں روح مستور ہوتی ہے۔ا ے

کروموسوم کے اجزاء ترکیبی:

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! کروموسوم کے اجزائے ترکیبی میں نمک کو جزو اعظم کی حیثیت حاصل ہے جبکہ مٹھاس کی حیثیت دوسرے درجے میں ہے نمک کی معین مقدار خلیات کو صحت مند رکھتی ہیں جبکہ اگر نمک کی زیادتی ہوجائے تو خلیات متاثر ہونا شروع ہوجاتے ہیں نمک کے اندر بھی دو اجزا نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ ا۔ سوڈیم کلورائیڈ۔ ۲۔ پوٹاشیئم کلورائیڈ۔

نمک میں موجود سوڈیم کلورائیڈ کے چار حصے جبکہ پوٹاشیئم کلورائیڈ کا ایک حصہ ہوتا ہے، سوڈیم کلورائیڈ نمک کا جزو اعظم ہے جو انسانی خلیات کو سب سے زیادہ متاثر کرتا ہے دماغی خلیات میں سوڈیم کلورائیڈ کی مقررہ مقدار دماغی صحت اور روحانی علوم کو سیکھنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اگر ان کی زیادتی ہوجائے تو کھانے میں نمک کم کرنے کی سخت ہدایت دی جاتی ہے۔ ۲ ے

ا۔ ملائکہ یا (فرشتے):

ملک یا ملائکہ۔ عربی زبان کا لفظ ہے جو (ا۔ل۔ک) سے مشتق ہے۔ ۳ ے

الک۔ کے معنی پیغام رسانی کرنے والا۔

ملک یا ملائکہ۔ کے الفاظ فرشتوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

الکنی الی زید۔ یعنی زید کو میری طرف سے یہ پیغام دے دو۔

ابن فارس نے **الک** کی وضاحت میں لکھا ہے کہ 'الک' سے مراد کسی چیز کو منہ میں چبانا لہٰذا پیغام کو اسی لئے 'الاء لوکۃ' کہا جاتا ہے کیونکہ اسے منہ میں چبا کر باہر نکالا جاتا ہے۔ ۴ ے

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں کے ملائکہ کا مادہ 'ملک' سے ہے جس کے معنی قوت، قدرت، اختیار، ارادہ اور Authority کے ہیں۔
فرشتوں میں اگر کسی کے سپرد انتظامات کئے جاتے ہیں تو انھیں ملک (زبر کے ساتھ)۔
انسانوں میں اگر کسی کے ذمہ انتظامات سپرد کئے جائیں تو انھیں ملک (زیر کے ساتھ) کہتے ہیں۔۵۔

امور تکونی میں ملائکہ کا کردار:

اس کائنات کے امور تکونی کی انجام دہی میں ملائکہ کے اہم کردار سے انکار ناممکن ہے اللہ تعالی نے اپنی اس نوری مخلوق کے ذمہ کئی اہم امور کی انجام دہی سپرد کر رکھی ہے جیسے یہ نوری مخلوق نہایت چابک دستی سے انجام دیتے ہیں۔
مفتی محمد عبدہ اپنی تفسیر المنار میں لکھتے ہیں 'یہ امر ثابت ہے کے کائنات کی ہر شے کے اندر ایک ایسی قوت ہے جس پر اس شے کا دارو مدار اور انحصار ہے اور جس کے ساتھ اس شے کا قوام اور نظام قائم ہے جو لوگ وحی پر ایمان نہیں رکھتے وہ ان قوتوں کو طبعی قوتیں یا Physical Forces کہتے ہیں جبکہ شریعت کی زبان میں انھیں ملائکہ کہا جاتا ہے اصل میں کائناتی قوتیں اور ملائکہ ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں۔٦۔
فرشتوں کی پیغام رسانی کے حوالے سے قرآن میں ارشادات خداوندی ہیں!

اَللّٰهُ يَصۡطَفِىۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌۢ بَصِيۡرٌ ۔۷

ترجمہ۔اللہ پیغام رسانی کے لئے فرشتوں اور انسانوں میں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ جَاعِلِ الۡمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِىۡۤ اَجۡنِحَةٍ مَّثۡنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ‌ؕ يَزِيۡدُ فِى الۡخَلۡقِ مَا يَشَآءُ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۔۸

تمام حمد اللہ کے لائق ہے جو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا اور وہ فرشتوں کو پیغام رساں

بنانے والا ہے۔

فَالۡمُقَسِّمٰتِ اَمۡرًا ۔۹

(فرشتے) ایک بڑے کام بارش کی تقسیم کرتے ہیں۔ رزق کی تقسیم کرنے والے فرشتوں کی قسم۔
الۡمُقَسِّمٰتِ اَمۡرًا سے مراد وہ فرشتے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس کی مخلوقات کے نصیب کی چیزیں ان میں تقسیم کرتے ہیں۔
(فرشتے) حکم الٰہی کے مطابق معاملات کا انتظام چلاتے ہیں۔

وَ النّٰزِعٰتِ غَرۡقًا وَّ النّٰشِطٰتِ نَشۡطًا وَّ السّٰبِحٰتِ سَبۡحًا فَالسّٰبِقٰتِ سَبۡقًا فَالۡمُدَبِّرٰتِ اَمۡرًا ۔۱۰

ترجمہ۔ قسم ہے اُن (فرشتوں کی) جو ڈوب کر کھینچتے ہیں، قسم ہے ان فرشتوں کی جو آہستگی جان نکالتے ہیں، قسم ہے ان فرشتوں کی جو کائنات میں تیزی سے تیرتے پھرتے ہیں، پھر حکم بجالانے میں سبقت کرتے ہیں، اور احکامات الٰہی کے مطابق معاملات کا انتظام کرتے ہیں۔
ثابت ہوا کے تکونی امور میں ان ملکوتی قوتوں کا ایک اہم کردار ہے جیسے وہ اللہ کے حکم سے بخوبی نبھاتے ہیں اور اللہ کے قائم کردہ قاعدے اور قوانین کے مطابق وہ ان تدبیرات کو بروئے کار لاتے ہیں جن کا انھیں حکم ہوتا ہے لہٰذا تحقیق سے یہ ثابت ہوا کے ملائکہ کا مادہ 'الک' کی بہ نسبت 'ملک' سے زیادہ صحیح ثابت ہوگا کیونکہ یہ نوری مخلوقات نظام کائنات میں اپنی مرضی کو نہیں بلکہ حکم الٰہی کو بروئے کار لاتی ہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

یَخَافُوۡنَ رَبَّہُمۡ مِّنۡ فَوۡقِہِمۡ وَ یَفۡعَلُوۡنَ مَا یُؤۡمَرُوۡنَ ۔۱۱

ترجمہ۔ وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں جو ان پر بالا دست ہے اور جو ان کو حکم دیا جاتا ہے وہ اس کو بجالاتے ہیں۔
قانون قدرت یہ ہے کے یہ ملکوتی قوتیں اللہ کے حکم کے مطابق مادی کائنات میں بھی مسلسل سرگرم عمل رہتی ہیں اور انسان چونکہ انبیاء کے علوم کا وارث ہے لہٰذا اس میں یہ امکانی صلاحیت پائی جاتی ہے کے وہ ان نوری مخلوقات کو بھی تسخیر کر کے ان سے مستفید ہو سکے کیونکہ اللہ تعالی نے انسان کے

لئے اس کائنات کو مسخر کردیا ہے اس اعتبار سے روز ازل تمام ملائکہ نے حضرت آدم کو اللہ کے حکم سے سجدہ کیا تھا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَ اسْتَكْبَرَ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ۔ ۱۲

ترجمہ۔ جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو تو سوائے ابلیس کے سب نے سجدہ کیا۔

لیکن یہاں ایک اور قابل غور نکتہ بھی پایا جاتا اور وہ یہ ہے کے ملائکہ سے مراد خارجی کائنات میں تدبیری امور سرانجام دینے والی نوری مخلوق ہی نہیں ہے بلکہ اس سے مراد انسانی نفسیات پر مرتب ہونے والی مثبت قوتیں بھی ہیں جو ہر انسان کی داخلی دنیا (انر) پر بھی براہ راست اثر انداز ہوتی ہیں جیسا کے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ وَ لَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَ لَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ۔ ۱۳

ترجمہ۔ جن لوگوں نے کہا کے اللہ ہمارا رب ہے اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے تو یقیناً ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کے نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو جاؤ اس جنت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے ہم اس دنیا کی زندگی میں بھی تمھارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی۔

اس آیت میں نزول ملائکہ سے مراد مومنین کے قلوب کی گہرائی میں سکینیت کے نزول سے ہے یعنی انسان کے اندرون میں ایسا مثبت نفسیاتی تغیر وتبدل کہ جس میں اطمینان اور سکون کے گہرے احساسات پوشیدہ ہوں اور جس سے انسان میں یقین محکم، سرشاری، طمانیت قلب، فرحت و انبساط اور راحت و سرور کی جان فزاء کیفیات اپنی پوری رعنائیوں کے ساتھ موجود ہوں کیونکہ بدر و حنین میں بھی جب مسلمانوں کا اپنے سے کہیں زیادہ زور آور دشمنوں سے مقابلہ تھا اور ایسے میں

وہ کہیں خوف و ہراس کا شکار بھی تو ان کی طمانیت قلبی کے لئے ارشادات خداوندی ہیں!

اِذْ يُوحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَ اضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ۔ ۱۴

ترجمہ۔تمہارے ربّ نے فرشتوں کواشارہ کیا، میں تمہارے ساتھ ہوں، تم اہلِ ایمان کو ثابت قدم رکھو، میں ابھی ان کافروں کے دلوں میں رُعب ڈالے دیتا ہوں، پس تم ان کی گردنوں پر ضرب اور جوڑ جوڑ پر چوٹ لگاؤ۔

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَ عَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ۔ ۱۵

ترجمہ۔پھر اللہ نے اپنی سکینیت اپنے رسول اور مومنین پر نازل فرمائی اور وہ لشکر اتارے جو تم کو نظر نہ آتے تھے۔

لہٰذا اس قسم کی بے شمار کائناتی قوتیں اور امداد ہر وقت انسان کے شامل حال رہتی ہیں جس کا ذکر قرآن کریم میں کئی مقامات پر موجود ہے پھر ان نادیدہ قوتوں سے انسان کے طبعی جسم پر بالخصوص اس کے قلب وجان پر سکینیت کے گہرے اثرات مرتب ہوتے رہتے ہیں اگر چہ ملائکہ کی بے شمار ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کے وہ انسانی اعمال کا ریکارڈ متعین کریں۔

اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ۔ ۱۶

ترجمہ۔ان سے کہو اللہ اپنی چال میں تم سے زیادہ تیز ہے اس کے فرشتے تمھاری سب مکاریوں کو قلم بند کررہے ہیں۔

اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوٰىهُمْ بَلٰى وَ رُسُلُنَا لَدَيْهِمْ

يَكْتُبُوْنَ ۔ ۱۷

ترجمہ۔کیا انھوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کے ہم ان کی راز کی باتیں اوران کی سرگوشیاں سنتے نہیں ہیں ہم سب کچھ سن رہے ہیں اور ہمارے فرشتے ان کے پاس ہی لکھ رہے ہیں۔

كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَ نَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۔ ۱۸

ترجمہ۔اگر چہ ایک جانب ان کتابت اعمال کو فرشتہ مرتب کرر ہے ہیں لیکن دوسری جانب اللہ تعالی یہ بھی فرماتے ہیں! پھر تو نے دیکھا اس شخص کو جو ہماری آیات کو ماننے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کے میں تو مال اوراولاد سے نوازا ہی جاتا رہوں گا کیا اس کو غیب کا پتہ چل گیا ہے؟ یا اس نے رحمن سے کوئی عہد لے رکھا ہے؟ ہرگز نہیں جو کچھ یہ بکتا ہے اسے ہم لکھ لیں گے اوراس کے لئے سزا میں اور زیادہ اضافہ کریں گے۔اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا کے یہ اعمال نامہ انسان کے گلے میں لٹکا رہتا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ وَ نُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۔ ۱۹

ترجمہ۔جوکوئی راہ راست اختیار کرے گا اس کی راست روی اس کے اپنے لئے ہی مفید ہوگی اور جو گمراہ ہوگا اس کی گمراہی کا وبال اسی پر ہوگا کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ مندرجہ بالا آیات کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوگئی کے کائنات میں موجود نوری اور ملکوتی مخلوقات اللہ کے حکم اور قانون مکافات کے مطابق انسان کے تمام اعمال کے نتائج کو نہایت سرعت سے مرتب کرتی ہیں جس کے اثرات انسانی ذات پر مرتب ہوتے ہیں۔

ملائکہ کے خدوخال:

ملائکہ کو اللہ تعالی نے نور سے تخلیق فرمایا ہے لہٰذا یہ نوری مخلوقات ہیں جو تشخص رکھتی ہیں ان کی شکل وصورت اور جسمانی خدوخال بھی ہوتے ہیں۔ان کی آنکھیں مشروم کی طرح ، ناک گل دستہ کی طرح، ان کا چہرہ پورے چاند کی طرح گول ہوتا ہے ان کا قد بھی پانچ سے چھ فٹ تک ہوتا ہے

فرشتے چونکہ نوری مخلوق ہیں لہٰذا یہ روشنیوں سے مرکب ہیں لہٰذا ان کے حواس بھی لامحدود ہوتے ہیں ان کی پرواز ایک سو اسی ہزار میل ہے جبکہ فرشتے ایک لاکھ چھیاسی ہزار دو بیاسی میل فی سیکنڈ روشنی کی رفتار میں مقید ہیں اور ان کی بساط سمٰوٰت اور بیت المعمور ہے ان کی اشتہاء کا تقاضا بے رنگ روشنیاں ہوتی ہیں۔ ۲۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ا ارشاد ہے! مجھے یہ اجازت دی گئی کے میں اللہ کے عرش کو اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک فرشتے کے بارے میں بتاؤں، اس کے کان سے لے کر کاندھے تک کا فاصلہ سات سو سال کی مسافت کا ہے۔

کائناتی نظام:

فرشتوں کے کئی طبقات ہیں جن میں شامل جبرائیل، میکائیل، عزرائیل، اسرافیل، کراماً کاتبین، منکر نکیر، ملائکہ رضوان، ملائکہ زمانیا اور بے شمار کائناتی نظام میں اللہ تعالیٰ نے انھیں کئی ذمہ داریاں سونپی ہیں ان کی تعداد بھی ناقابل فہم اور لاشمار ہے ایک اندازے کے مطابق ہر انسان کے ساتھ تقریباً 20000 فرشتے اس کی حفاظت اور اس کے اعمال کی نگرانی پر مامور ہوتے ہیں جبکہ ایک محتاط اندازے کے مطابق اس وقت دنیا میں موجود افراد کی تعداد ساڑھے چھ ارب کے قریب ہے یہی نہیں بلکہ ہماری دنیا کی طرح کروڑوں دنیائیں اس کائنات میں آباد اور موجود ہیں دوسری دنیاؤں کے مقابلے میں ہماری زمین سب سے چھوٹا کرہ ہے جیسے روحانی علوم کے ماہرین ایک بڑے گنبد پر سوئی کی نوک کے برابر ایک نہایت باریک نشان سے تشبیہ دیتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا ۔۲۱

ترجمہ۔ اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو انھیں گن نہ سکو گے۔

ملائکہ کی اقسام:

ملائکہ کی کئی اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ملائکہ نورانی۔ ۲۔ملاء اعلی۔ ۳۔ملائکہ سماوی۔ ۴۔ملائکہ عنصری۔ ۵۔حضیرۃ القدس۔
۶۔ملائکہ اسفل وغیرہ۔

۱۔ملائکہ نورانی:

ان کی نسبت اللہ تعالی کے علم میں مقرر ہے کائنات کے مجموعی تقاضوں کے مطابق نظام چلانا ان کی ڈیوٹی ہے۔

۲۔ملاء اعلیٰ:

یہ فرشتے نورانی فرشتوں کے مقابلے میں اللہ تعالی سے زیادہ قریب ہیں اور ان کا مقام سدرۃ المنتھیٰ کے نیچے بیت المعمور میں ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام مانا جاتا ہے ملاء اعلیٰ اسی مقام پر رہتے ہیں ان سے نیچے ملائکہ سماوی اور ان سے نیچے ملائکہ عنصری مقیم ہیں۔

۳۔ملائکہ سماوی:

اللہ تعالی کا حکم سب سے پہلے حظیرۃ القدس میں آتا ہے جہاں ملاء اعلی اس حکم کو سن کر بتدریج اپنے سے نیچے درجے کے فرشتوں تک پہنچاتے رہتے ہیں اور پھر ہوتے ہوتے یہ پیغام مختلف فرشتوں سے ہوتا ہوا ملائکہ سماوی اور اس کے بعد بلا آخر ملائکہ عنصری تک جا پہنچتا ہے۔

۴۔ملائکہ عنصری:

ملائکہ عنصری اللہ تعالی کے حکم کو سن کر خلق خدا تک اس پیغام کو Inspire کرتے ہیں مثلاً اگر دو جماعتوں میں کسی قسم کا کوئی تنازعہ ہو جائے تو یہ ملائکہ عنصری حالات اور واقعات کے پیش نظر ایک جماعت کے دل میں ثابت قدمی اور بہادری کے جذبات کو بیدار کرتے ہیں جبکہ مخالف جماعت کے دل میں ہیبت، بزدلی، خوف اور کمزوری کے جذبات کو کو بڑھاتے اور Inspire کرتے ہیں تاکہ اللہ کی مرضی کے مطابق نتائج مرتب ہوں۔ ۲۲؎
اللہ تعالی نے انھیں مختلف ذمہ داریاں تفویض فرمائی ہیں جن کی اقسام اور تعداد بے شمار ہیں اور جن

کا شمار ناممکن ہے پوری کائنات میں کوئی ذی نفس اور ذی شعور بشمول انسان ایسا نہیں ہے جس پر کوئی نگہبان (فرشتہ) نہ ہو اللہ تعالی نے اس فرشتہ کو اس ذی نفس کی حفاظت اور اس کے اعمال کو مرتب کرنے کے لئے مقرر کیا ہے انسانوں پر نگہبان فرشتوں کی تعداد کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے اکثر روایات میں ان نگہبان فرشتوں کی تعداد ۲۰ سے لے کر 20000 تک بیان کی گئی ہے لیکن اہل روحانیت کے مطابق ہر انسان کے اوپر 20000 نگہبان فرشتے مامور ہیں جو اس کی ہمہ وقت حفاظت کی ذمہ داریوں کو انتہائی چابک دستی کے ساتھ ادا کر رہے ہیں تاہم آج کی معروف اصطلاح میں انسان کو اللہ تعالی کا بنایا ہوا ایک کمپوٹر بھی کہا جا سکتا ہے جس میں 20000 غیر مرئی نوری ارکان بطور چپ (Chip) کسی نہ کسی اعتبار سے منسلک ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ۔ ۲۳

ترجمہ۔اس کے پہرے دار (فرشتے) مقرر ہیں آگے پیچھے جو اللہ کے حکم سے اس کی نگہبانی کرتے

فرشتوں کی کثیر تعداد کے حوالے سے یہاں ایک حدیث کا ذکر ضروری ہے!

حضرت انس بن مالک ؓ نے فرمایا' البیت المعمور' جو ساتویں آسمان پر ہے اس میں ہر روز 70000 فرشتے داخل ہوتے ہیں اور جو فرشتہ یہاں ایک بار داخل ہوتا ہے وہ دوبارہ قیامت تک یہاں دوبارہ نہیں آسکے گا۔ ۲۴۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا' البیت المعمور' جو ساتویں آسمان پر' بیت الحرام' کی مثل ہے اور اس کی سیدھ میں ہے اس میں ہر روز ایسے 70000 فرشتے داخل ہوتے ہیں جنھوں نے اس سے پہلے اسے نہیں دیکھا اور آسمان میں اس کی ایسی حرمت ہے جیسے زمین میں مکہ کی حرمت ہے۔ ۲۵۔

انسانی ارواح:

انسانی ارواح جو ملاء اعلی سے علم سیکھتی ہیں یہ ارواح ان لوگوں کی ہوتی ہیں جن کے ذہن وقلب مصفاء ہوتے ہیں اور پاکیزگی اور نور کی وجہ سے وہ ملاء اعلی کی باتوں کو سمجھتے ہیں اور بعد از موت وہ

فرشتوں کی جماعت میں شامل ہوجاتے ہیں جہاں ان کے علاوہ دیگر نیک ارواح اور فرشتوں کا اجتماع ہوتا ہے اس مقام کو 'حظیرۃ القدس' کہا جاتا ہے۔

۵۔حظیرۃ القدس:

حظیرۃ القدس میں جمع ہونے والے فرشتے اور ارواح زمین پر ہونے والی مصیبت اور تباہی سے انسانوں کو بچانے کے طریقوں پر غور وخوص کرتی ہیں پھر وہ متفق ہوکر یہ طریقے انسانوں تک پہنچاتے ہیں اس کام کے لئے وہ انسان منتخب کیا جاتا ہے جو سب انسانوں میں سب سے زیادہ پاکیزہ ہو پھر پاکیزہ شخص کے لئے لوگوں کو Inspire کیا جاتا ہے کے وہ اس انسان کی پیروی کریں یہاں تک ایک جماعت بن جاتی ہے جو انسانیت کی خدمت کو اپنا مشن بنالیتی ہے پھر اس پاکیزہ بندے کی روح کو بذریعہ الہام، القاء یا سچے خواب کے ذریعے وہ پیغامات منتقل کئے جاتے ہیں جس میں بنی نوع انسانیت کی بھلائی مضمر ہوتی ہے اور اس پاکیزہ روحانی بندے سے ملاء اعلیٰ روبرو باتیں بھی کرتے ہیں۔

٦۔ملائکہ اسفل:

اسفل کے فرشتے، ملاء اعلی کی بہ نسبت ایک درجہ کم ہوتے ہیں یہ اپنی طرف سے کچھ نہیں سوچتے ہیں بلکہ اوپر والوں کے احکامات کے منتظر ہوتے ہیں اور یہ اتنی ہی بات جانتے اور سمجھتے ہیں جتنی انھیں اوپر کے فرشتے سمجھاتے اور بتاتے ہیں یہ کسی ربوٹ کی طرح حکم کی بجا آوری کرتے ہیں۔

قرآن کریم کے مطالعے سے یہ معلوم ہوا کے اللہ تعالی انسانوں سے بہت زیادہ محبت اور شفقت کرتے ہیں اور اس پر بہت مہربان ہیں۔قرآن کریم میں تقریباً ۱۰۰ سے زائد مقامات پر اللہ تعالی نے ملائکہ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ذیل میں اس حوالے سے کچھ آیات بیان کی جارہی ہیں۔

وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ۔۲٦

ترجمہ۔نیکی تو یہ ہے کے انسان اللہ پر یقین رکھے، روز قیامت، فرشتوں پر اور کتاب اور نبیوں پر۔

فرشتوں پر یقین، ایمان کا لازمی تقاضا ہے اسی لئے قرآن کریم میں بارہا اس کی یقین دہانی کروائی گئی ہے۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الۡعِلۡمِ قَآئِمًۢا بِالۡقِسۡطِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۔۲۷

ترجمہ۔ اللہ اور فرشتے شہادت دے چکے ہیں کے وہ صرف ایک ہی معبود ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ وَ الۡكِتٰبِ الَّذِىۡ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ وَ الۡكِتٰبِ الَّذِىۡۤ اَنۡزَلَ مِنۡ قَبۡلُ ؕ وَ مَنۡ يَّكۡفُرۡ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيۡدًا ۔۲۸

ترجمہ۔ جس کسی نے بھی اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں اور قیامت کے دن کا انکار کیا تو بے شک وہ بڑی دور کی گمراہی میں پڑ گیا۔

لَا يَسۡبِقُوۡنَهٗ بِالۡقَوۡلِ وَ هُمۡ بِاَمۡرِهٖ يَعۡمَلُوۡنَ ۔۲۹

ترجمہ۔ (فرشتے) اس کے معزز بندے ہیں۔

وَ كَمۡ مِّنۡ مَّلَكٍ فِى السَّمٰوٰتِ لَا تُغۡنِىۡ شَفَاعَتُهُمۡ شَيۡـئًا اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ اَنۡ يَّاۡذَنَ اللّٰهُ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَ يَرۡضٰى ۔۳۰

ترجمہ۔ آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے موجود ہیں، اُن کی شفاعت کچھ بھی کام نہیں آسکتی جب تک کہ اللہ کسی ایسے شخص کے حق میں اس کی اجازت نہ دے جس کے لیے وہ کوئی عرضداشت سننا چاہے اور اس کو پسند کرے۔

اَلَّذِيۡنَ يَحۡمِلُوۡنَ الۡعَرۡشَ وَ مَنۡ حَوۡلَهٗ يُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّهِمۡ وَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِهٖ وَ يَسۡتَغۡفِرُوۡنَ لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ۚ رَبَّنَا وَسِعۡتَ كُلَّ شَىۡءٍ رَّحۡمَةً وَّ عِلۡمًا فَاغۡفِرۡ لِلَّذِيۡنَ تَابُوۡا وَ اتَّبَعُوۡا سَبِيۡلَكَ وَ قِهِمۡ عَذَابَ الۡجَحِيۡمِ ۔۳۱

ترجمہ۔ جو فرشتے عرش الٰہی کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں وہ اپنے رن کی تسبیح وتحمید
کرتے رہتے ہیں، اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لئے استغفار کرتے ہیں کے ائے
ہمارے پروردگار! تیری رحمت عام اور تیرا علم ہر چیز پر محیط ہے پس ایسے لوگوں کو بخش دے جنھوں
نے توبہ کی اور تیرے راستے پر چلتے ہیں تو ان کو دوزخ سے بچا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ
اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ ۳۲

ترجمہ۔ تمام حمد اللہ کے لئے ہے جو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے جو فرشتوں کو پیغام
رساں بنانے والا جن کے دودو، تین تین چار چار پر دار بازو ہیں اللہ جو چاہے پیدائش میں زیادہ
کرتا رہتا ہے۔

وَ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ
عِبَادَتِهٖ وَ لَا يَسْتَحْسِرُوْنَ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ۔ ۳۳

ترجمہ۔ جو فرشتے اس کے نزدیک ہیں وہ کبھی عبادت سے سرتابی نہیں کرتے ہیں اور نہ ہی وہ تھکتے
ہیں وہ شب روز اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور کسی وقت بھی نہیں رکتے۔

يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۔ ۳۴

ترجمہ۔ وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں جو ان پر بالا دست ہے، ان کو جو حکم دیا جاتا ہے وہ اسے بجا
لاتے ہیں۔

وَ الْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ
وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۔ ۳۵

ترجمہ۔ (جہنم) پر نہایت تند خُو اور سخت گیر فرشتے مقرر ہوں گے جو کبھی اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں
کرتے اور جو حکم انہیں دیا جاتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔ ۳۵

اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ يُسَبِّحُوْنَهٗ وَ لَهٗ

يَسْجُدُوْنَ ۔۳۶

ترجمہ۔فرشتے تیرے رب کے نزدیک مقرب ہیں اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے ہیں اور اس کی تسبیح اور تحمید بیان کرتے ہیں اور اس کو سجدہ کرتے ہیں۔

وَ تَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَ قِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔۳۷

ترجمہ۔اور تم دیکھو گے کہ فرشتے عرش کے گرد حلقہ بنائے ہوئے اپنے ربّ کی حمد اور تسبیح کر رہے ہونگے، اور لوگوں کے درمیان ٹھیک ٹھیک حق کے ساتھ فیصلہ چُکا دیا جائے گا، اور پُکار دیا جائے گا کہ حمد ہے اللہ ربّ العالمین کے لیے۔

اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۔۳۸

ترجمہ۔کوئی نفس ایسا نہیں ہے جس پر نگہبان (فرشتہ) نہ ہو۔

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۔۳۹

ترجمہ۔اس کے پہرے دار (فرشتے) تو آگے پیچھے مقرر ہیں جو اللہ کے امر سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں۔

هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ۔۴۰

ترجمہ۔(اللہ) وہ ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تا کہ وہ تمھیں کفر کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لائے۔اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۔۴۱

ترجمہ۔بے شک اللہ اور اس کے فرشتے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود اور سلام بھیجتے ہیں تو اے ایمان والوں تم بھی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجا کرو۔

فَلَوْ لَاۤ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ

مُقۡتَرِنِیۡنَ ۔ ۴۲

ترجمہ۔ کیوں نہ اس پر سونے کے کنگن اُتارے گئے؟ یا فرشتوں کا ایک دستہ اس کی اردلی میں نہ آیا؟

تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرۡنَ مِنۡ فَوۡقِہِنَّ وَ الۡمَلٰٓئِکَۃُ یُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّہِمۡ وَ یَسۡتَغۡفِرُوۡنَ لِمَنۡ فِی الۡاَرۡضِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ اللّٰہَ ہُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ۔ ۴۳

ترجمہ۔ قریب ہے کے آسمان اُوپر سے پھٹ پڑیں، فرشتے اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ اُس کی تسبیح کر رہے ہیں، اور زمین والوں کے حق میں درگزر کی درخواستیں کیے جاتے ہیں، آگاہ رہو، حقیقت میں اللہ غفور و رحیم ہی ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَۃِ لَیُسَمُّوۡنَ الۡمَلٰٓئِکَۃَ تَسۡمِیَۃَ الۡاُنۡثٰی ۔ ۴۴

ترجمہ۔ مگر جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے وہ فرشتوں کو دیویوں کے ناموں سے موسوم کرتے ہیں۔

اَفَاَصۡفٰکُمۡ رَبُّکُمۡ بِالۡبَنِیۡنَ وَ اتَّخَذَ مِنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ اِنَاثًا ؕ اِنَّکُمۡ لَتَقُوۡلُوۡنَ قَوۡلًا عَظِیۡمًا ۔ ۴۵

ترجمہ۔ کیا تمھارے رب نے تم کو بیٹوں سے خاص کیا اور خود فرشتوں کو بیٹیاں بنایا، بڑی جھوٹی بات ہے جو تم زبان سے نکالتے ہو۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ مَاتُوۡا وَ ہُمۡ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ عَلَیۡہِمۡ لَعۡنَۃُ اللّٰہِ وَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ وَ النَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَ ۔ ۴۶

ترجمہ۔ جن لوگوں نے کفر کا رویہ اختیار کیا اور کفر کی حالت ہی میں جان دی، ان پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔

وَ یَعۡلَمُ مَا فِی الۡبَرِّ وَ الۡبَحۡرِ وَ مَا تَسۡقُطُ مِنۡ وَّرَقَۃٍ اِلَّا یَعۡلَمُہَا وَ لَا حَبَّۃٍ فِیۡ ظُلُمٰتِ الۡاَرۡضِ وَ لَا رَطۡبٍ وَّ لَا یَابِسٍ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ

مُّبِيۡنٍ ۔۴۷

ترجمہ۔ بحر و بر میں جو کچھ ہے سب سے وہ واقف ہے درخت سے گرنے والا کوئی پتہ ایسا نہیں جس کا اسے علم نہ ہو زمین کے تاریک پردوں میں کوئی دانہ ایسا نہیں جس سے وہ باخبر نہ ہو خشک و تر سب کچھ ایک کھلی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

اَلَّذِيۡنَ يَحۡمِلُوۡنَ الۡعَرۡشَ وَ مَنۡ حَوۡلَهٗ يُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّهِمۡ وَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِهٖ وَ يَسۡتَغۡفِرُوۡنَ لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ۚ رَبَّنَا وَسِعۡتَ كُلَّ شَىۡءٍ رَّحۡمَةً وَّعِلۡمًا فَاغۡفِرۡ لِلَّذِيۡنَ تَابُوۡا وَ اتَّبَعُوۡا سَبِيۡلَكَ وَقِهِمۡ عَذَابَ الۡجَحِيۡمِ رَبَّنَا وَ اَدۡخِلۡهُمۡ جَنّٰتِ عَدۡنِ ِالَّتِىۡ وَعَدْتَّهُمۡ وَ مَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِهِمۡ وَ اَزۡوَاجِهِمۡ وَ ذُرِّيّٰتِهِمۡ ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۔۴۸

ترجمہ۔ عرش کو اٹھانے والے فرشتے اور جو ان کے ارد گرد ہیں اپنے رب کی تسبیح، حمد کے ساتھ کرتے ہیں، اس پر ایمان لاتے ہیں، مومنوں کے لئے مغفرت کرتے ہیں اور کہتے ہیں! اے ہمارے رب! تونے ہر چیز کا اپنی مغفرت اور اپنے علم سے احاطہ کیا ہوا ہے سو تو ان کو بخش دے تو جو توبہ کریں اور تیرے راستے کی اتباع کریں تو، تو انھیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ اے ہمارے رب! تو ان کو جنتوں میں داخل فرما جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے باپ، دادا اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو نیک ہوں بے شک تو بہت غالب اور حکمت والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالی نے ہمیں یہ خبر دی ہے کے فرشتے مومنین کے لئے دعا مغفرت کرتے ہیں جبکہ ان فرشتوں کی دعا کسی بھی مرنے والے کا ذاتی عمل نہیں ہے لیکن اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کے کسی بھی انسان کے مرنے کے بعد اس کے لئے کسی بھی غیر کا عمل بھی قابل قبول ہوتا ہے اسی طرح سے اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا ہے!

فَاعۡلَمۡ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اسۡتَغۡفِرۡ لِذَنۡۢبِكَ وَ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ يَعۡلَمُ مُتَقَلَّبَكُمۡ وَ مَثۡوٰٮكُمۡ ۔۴۹

ترجمہ۔ پس اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، خوب جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے، اور معافی

مانگو اپنے قصور کے لیے بھی اور مومن مردوں اور عورتوں کے لیے بھی، اللہ تمہاری سرگرمیوں کو بھی جانتا ہے اور تمہارے ٹھکانے سے بھی واقف ہے۔

وَ الَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا
الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۔۵۰

ترجمہ۔ (وہ اُن لوگوں کے لیے بھی ہے) جو اِن اَگلوں کے بعد آئے ہیں، جو کہتے ہیں، اے ہمارے رب، ہمیں اور ہمارے اُن سب بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں ہمارے دلوں میں اہلِ ایمان کے لیے کوئی بغض نہ رکھ، اے ہمارے رب تُو بڑا مہربان اور رحیم ہے۔

فرشتوں کے کام:

فرشتوں کو اللہ تعالی نے کئی اہم ذمہ داریاں تفویض فرمائی ہیں جن میں درج ذیل یہ ہیں۔
۱۔انبیاء علیہ السلام پر وحی لانا۔ ۲۔انبیاء علیہ السلام کی نصرت کرنا۔ ۳۔مومنین کی نصرت کرنا۔ ۴۔مومنین کے دشمنوں کو تباہ کرنا۔ ۵۔لوگوں کے اعمال کا ریکارڈ مرتب کرنا۔ ۶۔روحوں کو قبض کرنا ۷۔قیامت کے دن لوگوں کی شفاعت کرنا۔ ۸۔اعمال صالحہ کی جانب تحریکات پیدا کرنا۔ وغیرہ۔

وہ ملائکہ جن کا قرآن کریم میں بالخصوص ذکر آیا ہے:

فرشتوں کے مختلف گروہ یا جماعتیں ہیں جنھیں اللہ تعالی نے الگ الگ ذمہ داریوں اور صلاحیتوں سے متصف فرمایا ہے۔

۱۔حضرت جبرائیل علیہ السلام:

جبرائیل عبرانی زبان کا لفظ ہے۔
حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، جبر کے معنی عبد اور وائل کا معنی اللہ۔
حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، سے روایت کیا کہ جبرائیل کے معنی ہیں عبداللہ۔

امام دیلمی نے ابوامامہؓ سے روایت کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جبرئیل کا نام عبداللہ ہے۔ اور ہر چیز جو ایل کی طرف راجع ہے وہ اللہ عزوجل کی عبادت کرنے والی ہے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جبرائیل علیہ السلام کے دونوں کندھوں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے اس پرندے کے لیے جو تیز اڑنے والا ہے۔

قرآن کریم میں اس سے مراد خدا کی وہ قوت جو قلب نبوی پر بصورت وحی الٰہی کے القا ہوا کرتی، حضرت جبرائیل کو قرآن کریم میں روح الامین اور روح القدس کہہ کر بھی پکارا گیا ہے اس قوت یعنی (حضرت جبرائیل) کو روح الامین اور روح القدس کہنے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کے وحی الٰہی جو قلب نبوی پر نازل ہوتی ہے وہ ہر قسم کی آمیزش اور خیانت سے پاک ہوتی ہے جس میں اس نبی کے اپنے جذبات کا شائبہ تک بھی موجود نہیں ہوتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ۔ ۵۱

ترجمہ۔ بے شک یہ قرآن ایک معزز فرشتے کا قول ہے جو قوت والا مالک عرش کے قریب ذی مرتبہ ہے وہاں اس کا کہنا مانا جاتا ہے اور وہ امین ہے۔

للہ تعالی نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کئی ذمہ داریاں سونپ رکھی ہیں جن میں شامل انبیاء علیہ السلام پر وحی کے ذریعے اللہ تعالی کے پیغامات کو پہنچانا اس کے علاوہ ہوا کی رفتار کو کنٹرول کرنا اور دیگر فرشتوں کو ان کی ذمہ داریاں سونپنا اور انھیں ان ذمہ داریوں کا پابند بنانا وغیرہ ہے،

حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالی کے یہاں نہایت امین اور ذی عزت ہیں جنھیں اللہ تعالی نے بڑی طاقت اور قوت سے نوازا ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کے بارے میں ارشادات خداوندی

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ۔

ترجمہ۔ان سے کہو جو کوئی جبرائیل سے عداوت رکھتا ہے اسے معلوم ہونا چاہئے کے جبرائیل نے اللہ ہی کے اذن سے یہ قرآن تمھارے قلب پر نازل کیا ہے جو پہلے آئی ہوئی کتابوں کی تصدیق و تائید کرتا ہے اور ایمان والوں کے لئے ہدایت اور کامیابی کی بشارت بن کر آیا ہے۔ ۵۲

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى۔ ۵۳

ترجمہ۔وہ اپنی خواہش نفس سے کچھ نہیں بولتا ہے بلکہ وہ وہی کچھ کہتا ہے جو اس پر وحی کی جاتی ہے۔

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ۔ ۵۴ ۔ترجمہ۔کسی نبی کا یہ کام نہیں کے وہ خیانت کرے۔

یہ بات طے شدہ ہے کے کسی قسم کی بھی کائناتی قوت وحی الٰہی میں تبدیلی پیدا نہیں کر سکتی ہے۔

عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى۔ ۵۵

ترجمہ۔اس کو ایک فرشتے نے تعلیم دی جو بڑا طاقت ور اور زبردست ہے۔

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ ۵۶

ترجمہ۔اُن متقیوں کو جن کی روحیں پاکیزگی کی حالت میں جب ملائکہ قبض کرتے ہیں تو کہتے ہیں"سلام ہو تم پر، جاؤ جنت میں اپنے اعمال کے بدلے۔

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ۔ ۵۷

ترجمہ۔اس شب روح القدس اور فرشتے اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر کو لے کر زمین پر اترتے ہیں۔

وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔ ۵۸

ترجمہ۔عیسیٰ ابن مریم کو ہم نے کھلم کھلا نبوت کے دلائل عطا کئے اور روح القدس سے اس کی مدد کی

عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى۔ ۵۹

ترجمہ۔اس نے اس فرشتے کو ایک دفعہ دیکھا، سدرۃ المنتھی کے پاس۔

۲۔حضرت میکائیل علیہ السلام:

حضرت عبداللہ بن عباس بیان کرتے ہیں، میکائیل کا مطلب ہے عبیداللہ اور ہر نام جس میں ایل

ہے عبداللہ کے معنی میں ہے۔ ہر چیز جوایل کی طرف راجع ہے وہ اللہ کی عبادت کرنے والی ہے۔
حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا! کیا بات ہے میں نے میکائیل کو کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا؟ یہ سن کر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا! جب سے اللہ نے دوزخ کو پیدا فرمایا، اس کے بعد سے میکائیل نہیں ہنسے۔
حضرت میکائیل کو اللہ تعالی نے بارش، رزق اور نباتات پر فائز فرمایا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے!

مَنۡ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جِبۡرِيۡلَ وَ مِيۡكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلۡكٰفِرِيۡنَ۔ ۶۰

ترجمہ۔ جو اللہ، اس کے فرشتوں، اس کے رسولوں، جبرائیل اور میکائیل کا دشمن ہے تو اللہ ایسے کافروں کا دشمن ہے۔

وَ النّٰزِعٰتِ غَرۡقًاۙ وَّ النّٰشِطٰتِ نَشۡطًاۙ وَّ السّٰبِحٰتِ سَبۡحًاۙ فَالسّٰبِقٰتِ سَبۡقًاۙ فَالۡمُدَبِّرٰتِ اَمۡرًا۔ ۶۱

ترجمہ۔ قسم ہے اُن (فرشتوں کی) جو ڈوب کر کھینچتے ہیں، اور آہستگی سے نکال لے جاتے ہیں، قسم ہے ان فرشتوں کی جو کائنات میں تیزی سے تیرتے پھرتے ہیں پھر حکم بجالانے میں سبقت کرتے ہیں پھر احکام الہی کے مطابق معامالت کا انتظام چلاتے ہیں۔
روایت میں آتا ہے کے یہودی حضرت میکائیل کو اپنا دوست سمجھتے ہیں۔

۳۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام:

امام دیلمی نے ابوامامہؓ سے روایت کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اسرافیل کا نام عبدالرحمن ہے۔ ہر چیز جوایل کی طرف راجع ہے وہ اللہ عزوجل کی عبادت کرنے والی ہے۔
حضرت اسرافیل کو اللہ تعالی نے دیگر فرشتوں تک پیغام پہنچانے، روز قیامت میں صور پھونکنے اور قیامت سے متعلق دیگر ذمہ داریاں سونپی ہیں۔ ارشادات خداوندی ہیں!

قَوۡلُهُ الۡحَقُّ وَلَهُ الۡمُلۡكُ يَوۡمَ يُنۡفَخُ فِى الصُّوۡرِ۔

ترجمہ۔ اس کا فرمودہ سچا ہے اور اس دن صور پھونکا جائے گا۔

وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ
شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ۔ ۶۳

ترجمہ۔ جب صور پھونکا جائے گا تو جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہیں سوائے اس کے جسے اللہ چاہے سب بے ہوش ہو جائیں گے۔

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَ نَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا۔ ۶۴

ترجمہ۔ جس دن صور پھونکا جائے گا ہم گناہ گاروں کو اس دن نیلی آنکھوں کے ساتھ اکھٹا کریں گے

وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ قَالُوْا
يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَ صَدَقَ
الْمُرْسَلُوْنَ۔ ۶۵

ترجمہ۔ جب صور پھونکا جائے گا تو اسی دم وہ قبروں سے نکل کر اپنے پروردگار کی طرف دوڑیں گے اور کہیں گے کے ہائے ہماری خرابی ہمیں ہماری خواب گاہوں میں سے کس نے اٹھا دیا یہ وہ ہے جس کا رحمن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا۔

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا۔ ۶۶

ترجمہ۔ جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم فوج در فوج چلے آؤ گے۔

۴۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام:

حضرت عزرائیل کو ملک الموت بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے ہر ذی روح کی روح قبض کرنے کی ذمہ داری آپ کے سپرد کی ہے۔ اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَ يُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ
اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَ هُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ۔ ۶۷

ترجمہ۔ اپنے بندوں پر وہ پوری قدرت رکھتا ہے اور تم پر نگرانی کرنے والے مقرر کر کے بھیجتا ہے، یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آ جاتا ہے تو اس کے بھیجے ہوئے فرشتے اس کی جان نکال لیتے ہیں اور اپنا فرض انجام دینے میں ذرا کوتاہی نہیں کرتے۔

کافروں کی ارواح:

وَ النّٰزِعٰتِ غَرْقًاۙ وَّ النّٰشِطٰتِ نَشْطًاۙ وَّ السّٰبِحٰتِ سَبْحًاۙ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًاۙ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا۔ ۶۸

ترجمہ۔ قسم ہے اُن (فرشتوں کی) جو ڈوب کر کھینچتے ہیں، اور آہستگی سے نکال لے جاتے ہیں، قسم ہے ان ان فرشتوں کی جو کائنات میں تیزی سے تیرتے پھرتے ہیں پھر حکم بجالانے میں سبقت کرتے ہیں پھر احکام الٰہی کے مطابق معاملات کا انتظام چلاتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں ملک الموت کافروں کی روح کو ہر بال، ناخن اور قدموں کی جڑوں کے نیچے سے کھینچتا ہے اور اس کے جسم میں بار بار لوٹا کر نکالتا ہے۔

مقاتل نے کہا ملک الموت اور اس کے مددگار فرشتے کفار کی روحوں کو اس طرح سختی سے کھینچتے ہیں جیسے لوہے کی سیخ میں بہت سے کانٹے ہوں اور ان میں گیلا اون پھنسا ہوا اور اس کو سختی سے کھینچ کر نکالا جائے پھر اس کی جان ایسے نکلتی ہے جیسے پانی میں ڈوبا ہوا شخص نکلتا ہے۔ ۶۹

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں یہ کافروں کی روحیں ہیں جنھیں کھینچ کر نکالا جاتا ہے پھر انھیں آگ میں غرق کر دیا جاتا ہے۔ ۷۰ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْؕ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ وَ كُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ۔ ۷۱

ترجمہ۔ اگر تو اس وقت دیکھے جب یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں مبتلا ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے اور کہیں گے کے جلدی اپنی روحوں کو نکالو۔

الَّذِیْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ ظَالِمِیْۤ اَنْفُسِهِمْ۪ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍؕ بَلٰۤى اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ ۷۲

ترجمہ۔ اُنہی کافروں کے لیے جو اپنے نفس پر ظلم کرتے ہوئے جب ملائکہ کے ہاتھوں گرفتار ہوتے

ہیں، تو (سرکشی چھوڑ کر) فوراً ڈَگیں ڈال دیتے ہیں اور کہتے ہیں" ہم تو کوئی قصور نہیں کرتے، ملائکہ جواب دیتے ہیں، کیسے نہیں کررہے تھے؟ اللہ تمہارے کرتوتوں سے خوب واقف ہے۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ۔ ۴۳

ترجمہ۔ اگر تم دیکھو فرشتے ان کافروں کی جان قبض کرتے ہیں تو ان کے منہ اور پشت پر مکے مارتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُجْرِمِيْنَ۔ ۴۴

ترجمہ۔ کافروں کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے، اور وہ جنت میں داخل نہیں کئے جائیں گے حتی کے اونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل ہو جائے۔

فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۙ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ۔ ۴۵

ترجمہ۔ (کافرین سے کہا جائے گا) جاؤ، جہنّم کے دروازوں میں گھس جاؤ، جہاں تم کو ہمیشہ رہنا ہے۔ پس حقیقت یہی ہے کے بڑا ہی بُرا ٹھکانہ ہے متکبّروں کے لیے۔

مومنین کی ارواح:

مومنین کی اروح کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہے!

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُم ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ ۴۶

ترجمہ۔ اللہ شرک سے بچنے والوں کو جزا دے گا جن کی روح فرشتے ان کے شرک سے پاک ہونے کی صورت میں قبض کرتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کے السلام علیکم تم جنت میں داخل ہو جاؤ اپنے اعمال کے سبب جو تم کرتے رہے ہو۔

جَنّٰتُ عَدۡنٍ یَّدۡخُلُوۡنَہَا وَ مَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِہِمۡ وَ اَزۡوَاجِہِمۡ وَ
ذُرِّیّٰتِہِمۡ وَ الۡمَلٰٓئِکَۃُ یَدۡخُلُوۡنَ عَلَیۡہِمۡ مِّنۡ کُلِّ بَابٍ ۔۷۷

ترجمہ۔ ایسے باغ جو اُن کی ابدی قیام گاہ ہوں گے وہ خود بھی ان میں داخل ہوں گے اور ان کے آباؤ اجداد اور اُن کی بیویوں اور اُن کی اولاد میں سے جو جو صالح ہیں، وہ بھی اُن کے ساتھ وہاں جائیں گے، ملائکہ ہر طرف سے اُن کے استقبال کے لیے آئیں گے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ
اَلَّا تَخَافُوۡا وَ لَا تَحۡزَنُوۡا وَ اَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ۔۷۸

ترجمہ۔ جن لوگوں نے کہا! اللہ ہمارا ربّ ہے اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے، یقیناً اُن پر فرشتے نازل ہوتے ہیں، اور ان سے کہتے ہیں نا ڈرو، نا غم کرو، اور خوش ہو جاؤ اُس جنّت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

تَعۡرُجُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَ الرُّوۡحُ اِلَیۡہِ فِیۡ یَوۡمٍ کَانَ مِقۡدَارُہٗ خَمۡسِیۡنَ اَلۡفَ
سَنَۃٍ ۔۷۹

ترجمہ۔ فرشتے اور اہل ایمان کی روحیں اس کی طرف چڑھ کر جاتی ہیں اور یہ ایسے دن جس کی مقدار دنیا کے 50000 سال کے برابر ہے۔

جَنّٰتُ عَدۡنٍ یَّدۡخُلُوۡنَہَا وَ مَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِہِمۡ وَ اَزۡوَاجِہِمۡ وَ
ذُرِّیّٰتِہِمۡ وَ الۡمَلٰٓئِکَۃُ یَدۡخُلُوۡنَ عَلَیۡہِمۡ مِّنۡ کُلِّ بَابٍ ۔۸۰

ترجمہ۔ ہمیشہ رہنے والی جنتیں جن میں وہ لوگ بھی داخل ہوں گے اور ان کے ماں، باپ اور بیویوں اور اولادوں میں سے جو جنت کے لائق ہوں گے اور فرشتے ان کے پاس ہر دروازے سے آتے ہوں گے اور کہیں گے کے تم صحیح سلامت رہو گے، بدولت اس کے تم دین پر ثابت قدم رہے تھے سو اس جہان میں تمھارا انجام بہت اچھا ہے۔

۵۔ کراماً کاتبین:

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے اعمال کو لکھنے اور اس کا درست حساب کتاب رکھنے کے لئے

کراماً کاتبین نامی فرشتے ہر انسان پر مقرر فرمائے ہیں۔

اس حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ۔۸۱

ترجمہ۔ بے شک تم پر نگہبان ہیں اور وہ کراماً کاتبین ہیں جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب جانتے ہیں۔

وَ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَ يُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ
اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَ هُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ۔ ۸۲

ترجمہ۔اپنے بندوں پر وہ پُوری قدرت رکھتا ہے اور تم پر نگرانی کرنے والے مقرر کر کے بھیجتا ہے،40 یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی مَوت کا وقت آجاتا ہے تو اس کے بھیجے ہوئے فرشتے اس کی جان نکال لیتے ہیں اور اپنا فرض انجام دینے میں ذرا کوتاہی نہیں کرتے

اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ مَا يَلْفِظُ
مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ وَ جَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ
ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ وَ
جَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّ شَهِيْدٌ۔ ۸۳

ترجمہ۔ جب دو لینے والے دائیں بائیں بیٹھے رہتے ہیں وہ کوئی لفظ منہ سے نہیں نکالتے ہیں ان کے پاس نگہبان نہ ہو اور موت کی سختی آ پہنچی جس کا آنا برحق ہے یہ وہ ہے جس سے تو بدکتا تھا اور صور پھونکا جائے گا، یہی وعید کا دن ہوگا اور ہر شخص اس طرح سے آئے گا کے اس کے ساتھ ایک فرشتہ اسے لانے والا اور ایک گواہ ہوگا۔

لیکن ان فرشتوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے کے مومنین اگر نیکی کا ارادہ بھی کریں تو اس کو لکھ لیں اور اگر وہ برائی کا ارادہ کرتے ہیں اس کو اس وقت تک نہ لکھو جب تک کے وہ شخص اس کا ارتکاب نہ کر لے اسی بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث میں اس طرح سے پیش کیا گیا ہے ،حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں جب میرا بندہ کسی گناہ کا ارادہ کرے تو اس کو نہ لکھو اور اگر وہ اس پر عمل کرے تو اس کا ایک گناہ لکھ لو

اور اگر وہ نیکی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو ایک نیکی لکھ لو اور اگر وہ اس پر عمل کرے تو پھر دس نیکیاں لکھ لو۔ ۸۴؎

امیر المومنین حضرت علیؑ فرماتے ہیں! تم میں سے ہر شخص کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں جو ان مصائب سے تمھاری حفاظت کرتے ہیں جو تمھارے لئے مقدر نہیں کئے گئے پھر جب تقدیر آجاتی ہے تو وہ مصائب کا راستہ چھوڑ دیتے ہیں اور موت بہت مضبوط ڈھال ہے۔ ۸۵؎

نامہ اعمال:

انسان اس دنیا فانی میں جتنے بھی اقوال اور اعمال سرانجام دیتا ہے چاہے وہ رائی کے دانے کے برابر نیکی یا بدی ہو وہ سب کے سب اعمال ایک فلم کی شکل میں کراماً کاتبین ریکارڈ کرتے رہتے ہیں جیسے انسان اپنی موت کے بعد دیکھتا رہتا ہے مثلاً کسی شخص نے کسی کو قتل کرنے کا ارادہ کیا لیکن نیکی کی ترغیب دینے والے فرشتے اس کے دل میں یہ خیال ڈالتے ہیں کے قتل گناہ کبیرہ ہے اور اس کی سزا خون کے بدلے خون یعنی قصاص ہے لیکن اس قاتل نے فرشتوں کی اس ترغیب کو رد کرتے ہوئے اقدام قتل کرلیا اب مذہبی اعتبار سے چونکہ اس کو یہ بات معلوم ہے کہ قتل کا بدلہ قتل ہے لہٰذا مرنے کے بعد جب اس کو اپنی اس وارادات کی فلم دیکھائی جائے گی تو اس کے نتیجے میں اس فلم میں اس کی گردن کاٹ دی جائے گی اور قاتل جب اپنی ذات سے متعلق یہ فلم دیکھے گا تو وہ یہ بھول جائے گا کے میں فلم دیکھ رہا ہوں بلکہ اس کو حقیقی معنوں میں اپنی گردن کے کاٹے جانے کی شدید تکلیف محسوس ہوگی، اسی طرح سے ایک نیک اور پارسا انسان جو نہایت عبادت گزار بھی ہے اور اس کو دوران عبادت سکون، اطمینان، مسرت اور لذت بھی حاصل ہوتی ہے وہ جب بھی عبادت کرتا ہے اسے ان روحانی لہروں سے جو کائنات میں ہمہ وقت اور ہمہ جہت رواں دواں ہیں ان سے وہ سیراب ہوتا ہے اور اس کو ان نورانی لہروں سے آسودگی اور گہرا سکون حاصل ہوتا ہے لہٰذا اس کیفیت کی بھی ایک فلم بنتی رہتی ہے اور جب وہ اس عالم فنا سے عالم بقا کی جانب کوچ کرتا ہے تو وہاں اس کو یہ فلم دکھائی جاتی ہے جیسے دیکھ کر اس کی روح خوش، مطمین اور آسودہ ہو جاتی ہے لہٰذا قبر ہی وہ پہلی منزل ہے جہاں منکیر نکیر اس شخص کو یہ بتا دیتے ہیں کے اس کے دنیاوی اعمال کے اعتبار

سے اللہ تعالیٰ نے اس کا کیا ٹھکانہ مقرر فرمایا ہے اگر وہ نیک اور صالح ہوگا تو پھر وہ ہمیشہ ہمیشہ جنت کے حسین نظاروں اور نعمتوں سے لطف اندوز ہوتا رہے گا بصورت دیگر دوزخ کا جلا دینے والا عذاب اس کا منتظر ہوگا۔

۶۔ہاروت وماروت:

ہاروت وماروت ایک عجمی لفظ ہے یہ بابل میں مقید دوفرشتوں کے نام ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں بھی موجود ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّیٰطِیْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَیْمٰنَ ۚ وَ مَا كَفَرَ سُلَیْمٰنُ وَ لٰكِنَّ الشَّیٰطِیْنَ كَفَرُوْا یُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَ مَاۤ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَیْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ ؕ وَ مَا یُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى یَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ فَیَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا یُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ ؕ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّیْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ یَتَعَلَّمُوْنَ مَا یَضُرُّهُمْ وَ لَا یَنْفَعُهُمْ ؕ وَ لَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۫ؕ وَ لَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ۔۸۶

ترجمہ۔اور لگے ان چیزوں کی پیروی کرنے جو شیاطین سلیمان کی سلطنت کا نام لے کر پیش کیا کرتے تھے حالانکہ سلیمان نے کبھی کفر نہیں کیا، کفر کے مرتکب تو شیاطین تھے جو لوگوں کو جادوگری کی تعلیم دیتے تھے وہ پیچھے پڑے اس چیز کے جو بابل میں دوفرشتوں ہاروت وماروت پر نازل کی گئی تھی حالانکہ وہ (فرشتے) جب بھی کسی کو اس کی تعلیم دیتے تھے تو پہلے صاف طور پر متنبہ کردیا کرتے تھے کے 'دیکھو' ہم محض ایک آزمائش ہیں تم فکر میں مبتلا نہ ہو پھر بھی یہ لوگ ان سے وہ چیزیں سیکھتے تھے جس سے شوہر بیوی میں جدائی ڈال دیں ظاہر تھا کے اذن الٰہی کے بغیر وہ اس ذریعے سے کسی کو بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے تھے مگر اس کے باوجود وہ ایسی چیزیں سیکھتے تھے جو خود ان کے لئے نفع بخش نہیں بلکہ نقصان دہ تھی اور انھیں خوب معلوم تھا کے جو اس چیز کا خریدار بنا اس کے

لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں کتنی بری متاع تھی جس کے بدلے انھوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا کاش انھیں معلوم ہوتا۔

۷۔رضوان (داروغہ جنت):

جنت میں اللہ تعالی نے بے شمار فرشتوں کو ذمہ داریاں سونپ رکھی ہیں جنت میں موجود فرشتے نیک بندوں کے لئے سلامتی کی دعائیں کریں گے۔اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

جَنّٰتُ عَدۡنٍ یَّدۡخُلُوۡنَهَا وَ مَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِهِمۡ وَ اَزۡوَاجِهِمۡ وَ ذُرِّیّٰتِهِمۡ وَ الۡمَلٰٓئِكَةُ یَدۡخُلُوۡنَ عَلَیۡهِمۡ مِّنۡ كُلِّ بَابٍ سَلٰمٌ عَلَیۡكُمۡ بِمَا صَبَرۡتُمۡ فَنِعۡمَ عُقۡبَی الدَّارِ۔ ۸۷

ترجمہ۔ہمیشہ رہنے کی جنتیں جن میں وہ لوگ بھی داخل ہوں گے اوران کے ماں، باپ اور اولاد میں سے جو جنت کے لائق ہوں گے اور وَ كَمۡ مِّنۡ مَّلَكٍ فِی السَّمٰوٰتِ لَا تُغۡنِیۡ شَفَاعَتُهُمۡ شَیۡـًٔا اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ اَنۡ یَّاۡذَنَ اللّٰهُ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَ یَرۡضٰی۔۸۸؎

ترجمہ۔فرشتے ان کے پاس ہر دروازے سے آتے ہوں گے اور کہیں گے کہ تم صحیح سلامت رہو گے بدولت اس کے تم دین پر ثابت قدم رہے سو اس جہان میں تمھارا انجام بہت اچھا ہے، اور بہت سے فرشتے آسمان میں موجود ہیں۔

۸۔مالک (داروغہ دوزخ):

اللہ تعالی نے دوزخ پر بھی فرشتے مقرر کئے ہوئے ہیں اور اس کے داروغہ کا 'مالک' کے نام سے قرآن کریم میں موسوم کیا گیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ وَ اَهۡلِیۡكُمۡ نَارًا وَّ قُوۡدُهَا النَّاسُ وَ الۡحِجَارَةُ عَلَیۡهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعۡصُوۡنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمۡ وَ یَفۡعَلُوۡنَ مَا یُؤۡمَرُوۡنَ۔ ۸۹

ترجمہ۔اے ایمان والوتم اپنے اوراپنے گھر والوں کوآگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے جس پر تند خواور مضبوط فرشتے ہیں جو اللہ کی کسی بات میں جو ان کو حکم دیتا ہے نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کچھ کرتے ہیں جس کا اللہ ان کو حکم دیتا ہے۔

وَ نَادَوْا یٰمٰلِكُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّكَ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ۔ ۹۰

ترجمہ۔پکاریں گے اے مالک (داروغہ جہنم) تو ہی دعا کر، کے اللہ ہمارا کام تمام کردے۔

۹۔زبانیہ (دوزخ کے فرشتوں کا نام):

دوزخ پر اللہ تعالی نے ۱۹ فرشتوں کو مقرر فرمایا ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

عَلَیْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ وَ مَا جَعَلْنَاۤ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓىِٕكَةً وَّ مَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا ۙ لِیَسْتَیْقِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَ یَزْدَادَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِیْمَانًا وَّ لَا یَرْتَابَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَ لِیَقُوْلَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْكٰفِرُوْنَ مَا ذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ؕ كَذٰلِكَ یُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ مَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ؕ وَ مَا هِیَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ۔ ۹۱

ترجمہ۔دوزخ پر (۱۹) فرشتے مقرر ہیں، ان کی تعداد کو کافرین کے لیے فتنہ بنادیا ہے، تاکہ اہلِ کتاب کو یقین آجائے، اور مومنین کا ایمان بڑھے، اور اہلِ کتاب اور مومنین کسی شک میں نہ رہیں، اور دل کے بیمار اور کفّار یہ کہیں کے بھلا اللہ کا اِس عجیب بات سے کیا مطلب ہوسکتا ہے، اِس طرح اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کردیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت بخش دیتا ہے، اور تیرے ربّ کے لشکروں کو خود اُس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اس دوزخ کا ذکر اِس کے سوا کسی غرض کے لیے نہیں کیا گیا کے لوگوں کو اس سے نصیحت ہو۔

سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ۔ ۹۲

ترجمہ۔عنقریب عذاب کے فرشتوں کو بلالیں گے۔

۱۰۔رعد(بادلوں پر مامور فرشتے):

بادلوں کی آواز اور کڑک کو رعد کہتے ہیں، رعد دراصل ایک فرشتہ ہے جو بادلوں کو ہنکاتا ہے۔
حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پاس کچھ یہود آئے اور کہنے لگے یا ابالقاسم ہمیں بتائے کے رعد کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! وہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے جو بادلوں کے ساتھ مقرر ہے اس کے پاس آگ کے کوڑے ہیں جن سے وہ جہاں اللہ چاہتا ہے بادلوں کو ہنکاتا ہے پھر انھوں نے پوچھا یہ آواز کیسی ہے جسے ہم سنتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! یہ بادلوں کو ڈانٹنا اور جھڑکنا ہے جب وہ فرشتے بادلوں کو ڈانٹتے اور جھڑکتے ہیں تو پھر بادل وہاں پہنچتے ہیں جہاں پہنچنے کا انھیں فرشتے حکم دیتے ہیں۔ ۹۳؎

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی!

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۔۹۴

ترجمہ۔ قسم ہے ان فرشتوں کی قسم جو صف باندھے عبادت کرر ہے ہیں، قسم ہے ان فرشتوں کی قسم جو بادلوں کو جھڑک کر ہنکار ہے ہیں، قسم ہے ان کی جو کلامِ نصیحت سُنانے والے ہیں۔

وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَ هُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَ هُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ۔۹۵

ترجمہ۔ بادلوں کی گرج اُس کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتی ہے، اور فرشتے اُس کی ہیبت سے لرزتے ہوئے اُس کی تسبیح کرتے ہیں، وہ کڑکتی ہوئی بجلیوں کو بھیجتا ہے اور (بسا اوقات) اُنہیں جس پر چاہتا ہے عین اس حالت میں گرا دیتا ہے جب کے لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑ رہے ہوتے ہیں، فی الواقع اس کی چال بڑی زبردست ہے۔

فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۔۹۶

مگراس تنبیہ پر بھی انھوں نے اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی، آخرکار ان کے دیکھتے دیکھتے ایک اچانک ٹوٹ پڑنے والے عذاب نے ان کو آلیا۔

فَاَخَذَتۡهُمُ الصَّيۡحَةُ بِالۡحَقِّ فَجَعَلۡنٰهُمۡ غُثَآءً‌ ۚ فَبُعۡدًا لِّلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ۔۹۷

ترجمہ۔ ہمارے وعدہ برحق کے مطابق ظالمین کو کڑک نے آلیا، پس ان کو خس وخاشاک کر دیا۔

فَاَخَذَتۡهُمُ الصَّيۡحَةُ مُصۡبِحِيۡنَ۔۹۸ ۔ترجمہ۔صبح ہوتے ہی انھیں کڑک نے آلیا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں، اربد بن قیس اور عامر بن الطفیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس مدینہ آئے، ان کا ارادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نقصان پہنچانے کا تھا چنانچہ کچھ دیر انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بحث ومباحثہ کیا اور بلاآخر انھوں نے یہ طے کیا کے عامر بن الطفیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو باتوں میں لگائے گا جبکہ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اربد بن قیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قتل کر دے گا لیکن جب اربد بن قیس نے قتل کرنا چاہا تو اس کا ہاتھ مفلوج ہوگیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے ارادے کو بھانپ لیا جب یہ دونوں واپس جانے لگے تو راستے میں اربد بن قیس پر آسمان سے بجلی گری جبکہ عامر بن الطفیل کے پورے جسم پر حتیٰ کے اس کے حلق تک میں پھوڑے نکل آئے اور وہ مرگیا۔اسی موقع پر سورہ رعد کا نزول ہوا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی!

وَيُرۡسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيۡبُ بِهَا مَنۡ يَّشَآءُ وَهُمۡ يُجَادِلُوۡنَ فِى اللّٰهِ‌ۚ وَهُوَ شَدِيۡدُ الۡمِحَالِ۔۹۹

ترجمہ۔اللہ کڑک کو بھیجتا ہے پھر ان سے جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گرج کڑک کو سن کر یہ دعا پڑھتے!

(اَللّٰهُمَّ لَا تَقۡتُلۡنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهۡلِكۡنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبۡلَ ذٰلِكَ)۔۱۰۰

ترجمہ۔اے اللہ! ہمیں اپنے غضب اور اپنے عذاب سے ہلاک نہ کرنا، ہمیں اپنا عذاب سے پہلے عافیت عطا فرما۔

روایت میں یہ دعا ہے (سُبۡحَانَ من يُسَبِّحُ الرَّعۡدُ بِحَمۡدِهٖ) حضرت علی گرج سن کر پڑھتے

سبحان من سبحت لہ۔
ابن ابی زکریا فرماتے ہیں جو شخص گرج کڑک سن کر کہے دعا (سبحان اللہ وبحمدہ) اس پر بجلی نہیں گرے گی۔
عبداللہ بن زبیرؓ گرج کڑک کی آواز سن کر باتیں چھوڑ دیتے اور دعا فرماتے:
(وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ) اور فرماتے!
بے شک یہ زمین والوں کے لئے شدید وعید ہے۔۱۰۱؎
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، تمہارا رب العزت فرماتا ہے اگر میرے بندے میری پوری اطاعت کرتے تو راتوں کو بارشیں برساتا اور دن کو سورج چڑھاتا اور انہیں گرج کی آواز تک نہ سناتا۔۱۰۲؎
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں! گرج سن کر اللہ کا ذکر کرو کیونکہ ذکر کرنے والوں پر کڑا کا نہیں گرتا وہ بجلی بھیجتا ہے جس پر چاہے اس پر گراتا ہے اسی لئے آخر زمانے میں بکثرت بجلیاں گریں گی۔۱۰۳؎
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قیامت کے قریب بجلی بکثرت گرے گی یہاں تک کے ایک شخص اپنی قوم سے آکر پوچھے گا کے صبح کس پر بجلی گری؟ وہ کہیں گے فلاں فلاں پر۔۱۰۴؎
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو ایک مغرور سردار کے بلانے کو بھیجا اس نے کہا! کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ اللہ سونے کا ہے یا چاندی کا؟ یا پیتل کا؟ قاصد واپس آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ ذکر کیا کے دیکھئے میں نے تو آپ سے پہلے ہی کہا تھا کے وہ متکبر، مغرور شخص ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے نہ بلوائیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دوبارہ جاؤ اور اس سے یہی کہو اس نے جا کر پھر بلایا لیکن اس ملعون نے یہی جواب اس مرتبہ بھی دیا۔ قاصد نے واپس آکر پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیسری مرتبہ بھیجا اب کی مرتبہ بھی اس نے پیغام سن کر وہی جواب دینا شروع کیا کہ ایک بادل اس کے سر پر آ گیا کڑکا اور اس میں سے بجلی گری اور اس کے سر سے کھوپڑی اڑا لی گئی۔۱۰۵؎ اس کے بعد یہ آیت اتری۔
ایک روایت میں ہے، ایک یہودی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کے اللہ تعالیٰ تانبے کا

ہے یا موتی کا یا یاقوت کا ابھی اس کا سوال پورا نہ ہوا تھا جو بجلی گری اور وہ تباہ ہوگیا اور یہ آیت اتری۔

قتادہ کہتے ہیں! مذکور ہے کہ ایک شخص نے قرآن کو جھٹلا یا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت سے انکار کیا اسی وقت آسمان سے بجلی گری اور وہ ہلاک ہوگیا اور یہ آیت اتری۔

بِحَمْدِهٖ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَ يُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَ هُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَ هُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ۔ ۱۰۶

ترجمہ۔ بادلوں کی گرج اس کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتی ہے اور فرشتے اس کی ہیبت سے لرزتے ہوئے اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ وہ کڑکتی ہوئی بجلیوں کو بھیجتا ہے اور (بسا اوقات) انہیں جس پر چاہتا ہے عین اس حالت میں گرا دیتا ہے جبکہ لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑ رہے ہوتے ہیں، فی الواقع اس کی چال بڑی زبردست ہے۔

وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ۔ ۱۰۷

ترجمہ۔ ملائکہ ہر طرف سے ان کے استقبال کے لئے آئیں گے اور ان سے کہیں گے۔

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔ ۱۰۸

ترجمہ۔ تم پر سلامتی ہے، تم نے دنیا میں جس طرح صبر سے کام لیا اس کی بدولت آج تم اس کے مستحق ہوئے ہو، پس کیا ہی خوب ہے یہ آخرت کا گھر۔

۱۱۔ مومنین کی مدد اور مغفرت کرنے والے فرشتے:

اللہ تعالی نے اس کائنات میں بے شمار ایسے فرشتے بھی تخلیق فرمائے ہیں جو نیک انسانوں کے لئے مغفرت کی دعائیں مانگتے ہیں لیکن ہمارے یہاں ایک مکتبہ فکر ایسا بھی پایا جاتا ہے جو اس بات کا منکر ہے کے کوئی کسی کی طرف سے بھلا کیسے نیک عمل کرسکتا ہے؟ اس کا ذکر خود قرآن کریم میں بار ہا

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ ۱۰۹

ترجمہ۔قریب ہے کے آسمان ان کے اوپر ٹوٹ جائے ،فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ پاکی بیان کرتے ہیں،اوران کے لئے جو زمین میں ہیں اوراستغفار کرتے ہیں۔

هُوَ الَّذِىۡ يُصَلِّىۡ عَلَيۡكُمۡ وَ مَلٰٓـئِكَتُهٗ لِيُخۡرِجَكُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ‌ؕ وَكَانَ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَحِيۡمًا ۔۱۱۰

ترجمہ۔(اللہ) خودبھی اورفرشتے بھی تجھ پررحمت بھیجتے رہتے ہیں تاکہ اللہ تم کوتاریکیوں سے نور کی طرف لے آئے،وہ مومنوں پر بہت مہربان ہے۔

حضرت مالک بن ربیعہؓ جنگ بدر کے دن حاضر تھے(بہت دنوں کے بعد جب ان کی بینائی واپس چلی گئی) تو ایک دن انھوں نے کہا اگر میں تمھارے ساتھ اس وقت بدر میں ہوتا تو میں تمھیں وہ گھاٹی دیکھا تاجہاں سے فرشتے مومنین کی مدد کے لئے نکلے تھے۔۱۱۱

امام ابن جوزی لکھتے ہیں،حضرت ابوداؤد مازنی نے کہا میں جنگ بدر میں مشرکین میں سے ایک کا پیچھا کرر ہاتھا تاکہ میں اسے قتل کردوں پھر ایسا ہوا کے میری تلوار مارنے سے پہلے ہی اس مشرک کا سرکٹ کرگر گیا یہ دیکھ کر میں جان گیا کہ میرے علاوہ کسی اور نے اس کو قتل کیا ہے۔۱۱۲

مقسم بیان کرتے ہیں،حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا یوم بدر کے سوا ملائکہ نے کسی بھی دن قتال نہیں کیا باقی ایام میں وہ عددی قوت اورمدد کے لئے آتے تھے لیکن قتال نہیں کرتے تھے

اس حوالے سے آیت اللہ مکارم شیرازی لکھتے ہیں!

اگر کفار کوفرشتوں نے قتل کیا تھا تو پھر مجاہدین بدر کی کیا فضیلت رہ جاتی ہے؟ جنگ بدر میں ۷۰ کفار قتل ہوئے تھے جن میں سے کچھ کو حضرت علیؑ نے جہنم واصل کیا تھا جبکہ باقی کو دوسرے مجاہدین نے اور تاریخ میں یہ بات محفوظ ہے کے کس کافر کوکس نے قتل کیا تھا تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کے فرشتوں نے کس کو قتل کیا تھا؟۔۱۱۳

آسمانی مدد کے حوالے سے ذیل میں ارشادات خداوندی نقل کئے جارہے ہیں۔

اور جب تو مسلمانوں سے یوں کہہ رہا تھا کے کیا تم کو یہ امر کافی نہ ہوگا کے تمھارا رب 3000 فرشتوں سے جو آسمان سے اتریں گے تمھاری مدد کرے ہاں کیوں نہیں اگر صابر اور متقی رہو گے اور

وہ لوگ ایک دم تم پر آ پہنچیں گے تو تمھارا رب 5000 سے جو ایک وضع بنائے ہوں گے تمھاری امداد کرے گا۔ ۱۱۴

بَلٰٓی ۙ اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَ تَتَّقُوۡا وَ یَاۡتُوۡکُمۡ مِّنۡ فَوۡرِہِمۡ ھٰذَا یُمۡدِدۡکُمۡ رَبُّکُمۡ بِخَمۡسَۃِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ مُسَوِّمِیۡنَ۔ ۱۱۵

ترجمہ۔ بے شک، اگر تم صبر کرو اور خدا سے ڈرتے ہوئے کام کرو تو جس آن دشمن تمہارے اوپر چڑھ کر آئیں گے اُسی آن تمہارا رب (تین ہزار نہیں) پانچ ہزار صاحب نشان فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا۔

امام بخاری کے مطابق!، رافع الرزقی سے، اس کے والد (جو بدری تھے) کہتے ہیں،

حضرت جبرئیل علیہ السلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل بدر کے بارے میں کیا خیال کرتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہم ان کو افضل المسلمین سمجھتے ہیں، تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا اسی طرح ہم فرشتوں میں سے جو بدری تھے، ان کو افضل سمجھتے ہیں۔ ۱۱۶

اِذۡ تَسۡتَغِیۡثُوۡنَ رَبَّکُمۡ فَاسۡتَجَابَ لَکُمۡ اَنِّیۡ مُمِدُّکُمۡ بِاَلۡفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ مُرۡدِفِیۡنَ۔ ۱۱۷

ترجمہ۔ وہ موقع یاد کرو جبکہ تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے جواب میں اس نے فرمایا میں تمہاری مدد کے لیے پے در پے ایک ہزار فرشتے بھیج رہا ہوں۔

۱۲۔ منکرین کے لئے لعنت کرنے والے فرشتے:

اللہ تعالی نے کچھ فرشتے ایسے بھی تخلیق فرمائے ہیں جو کے منکرین کے لئے لعنت کرتے ہیں جبکہ کچھ فرشتے ایسے بھی ہیں جو عذاب الٰہی کو اللہ کے حکم سے اس گمراہ قوم پر لے کر آتے ہیں جس نے اس کا مطالبہ کیا ہو۔ ارشاد خداوندی ہے!

اِذۡ یُوۡحِیۡ رَبُّکَ اِلَی الۡمَلٰٓئِکَۃِ اَنِّیۡ مَعَکُمۡ فَثَبِّتُوا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا سَاُلۡقِیۡ فِیۡ قُلُوۡبِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوا الرُّعۡبَ فَاضۡرِبُوۡا فَوۡقَ الۡاَعۡنَاقِ وَ

اضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ۔۱۱۸

ترجمہ۔ وہ وقت جبکہ تمہارا ربّ فرشتوں کو اشارہ کر رہا تھا کہ "میں تمہارے ساتھ ہوں، تم اہلِ ایمان کو ثابت قدم رکھو، میں ابھی ان کافروں کے دلوں میں رُعب ڈالے دیتا ہوں، پس تم ان کی گردنوں پر ضرب اور جوڑ جوڑ پر چوٹ لگاؤ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔۱۱۹

ترجمہ۔جن لوگوں نے کفر کا رویہ اختیار کیا اور کفر کی حالت ہی میں جان دی، ان پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔

اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔۱۲۰

ترجمہ۔ان کے ظلم کا صحیح بدلہ یہی ہے کہ ان پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی پھٹکار ہے۔

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ملائکہ کا ذکر:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک کراماً کاتبین کے سوا زمین میں اللہ کے کچھ ایسے فرشتے بھی ہیں جو درختوں سے گرنے والے پتوں کو بھی لکھ لیتے ہیں اور جب تم میں سے کسی کو جنگل کی زمین میں کوئی مصیبت پیش آئے تو اسے چاہیئے کے وہ بلند آواز سے کہے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔۱۲۱

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِىْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔۱۲۲

ترجمہ۔کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اس کو جانتا ہے اور نہ کوئی دانہ زمین کی تاریکیوں میں ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے فرمایا ہے میرا مومن بندہ ہر خیر کے مرتبہ میں ہے اور وہ اس وقت بھی حمد کرتا ہے جب میں اس کی پیشانی سے روح

نکال رہا ہوتا ہوں۔ ۱۲۳؎

حضرت عبداللہ بن بریدہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مومن کی موت کے وقت اس کی پیشانی پر پسینہ ہوتا ہے اور وہ اپنی روح کو نکلتے ہوئے دیکھتا ہے جب ہی مرتے ہوئے انسان کی نگاہیں کھلی اور اوپر کی جانب دیکھتی ہیں۔ ۱۲۴؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں فرشتے مومن کے جسم سے اس کی گرہ اور اس کا بند کھول دیتے ہیں بالکل اسی طرح سے جیسے اونٹ کی ٹانگ میں بندھی رسی کھول دی جائے آپ مزید کہتے ہیں کے مومنین کی ارواح خوشی خوشی اپنے جسموں سے نکلتی ہیں کیونکہ جو بھی مومن ہوتا ہے اس کو پہلے جنت پیش کی جاتی ہے جس میں وہ اپنی ازواج کو دیکھتے ہیں جو بڑی آنکھوں والی حوریں ہیں۔ ۱۲۵؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب مومن کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو فرشتے اس کے پاس ایک ریشم کے ٹکڑے میں مشک اور مختلف پھول لے کر آتے ہیں پھر اس کے جسم سے روح کو اس طرح سے نکالا جاتا ہے جس طرح سے گندھے ہوئے آٹے میں سے بال کو نکالا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے اے پاکیزہ روح تو اس حال میں ہے کے تو راضی ہو اور تجھے راضی کیا گیا ہو تو اللہ کی خوشی اور رحمت کی طرف نکل اور جب روح نکلتی ہے تو اس کو مشک اور پھولوں پر رکھ دیا جاتا ہے اور اس ریشم کو لپیٹ دیا جاتا ہے اور اس کو علیین کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ ۱۲۶؎ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَ يُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَ يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۔ ۱۲۷

ترجمہ۔ ایمان والوں کو اللہ ایک قول ثابت کی بنیاد پر دنیا اور آخرت دونوں میں ثبات عطا کرتا ہے اور ظالموں کو اللہ بھٹکا دیتا ہے اللہ کو اختیار ہے وہ جو چاہے وہ کرے۔

حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا! اللہ تعالیٰ مومنین کو ان کی قبروں میں ثابت قدم رکھتے ہیں اور جب ان سے پوچھا جاتا ہے کے تمھارا

رب کون ہے؟ تمھارا دین کیا ہے؟ اور تمھارا نبی کون ہے؟ تو مومن ان سوالات کے درست جوابات دیتا ہے جس کی وجہ سے اس کی قبر کو کشادہ کر دیا جاتا ہے جبکہ منافقین ان سوالات کے غلط جوابات دیتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی قبروں کو تنگ کر دیا جاتا ہے۔ ۱۲۸؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو ایک مرتبہ ان کی شکل میں دیکھا، اور ان کے چھ سو بازو تھے۔ ۱۲۹؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دو مرتبہ ان کی اصلی شکل میں دیکھا ہے، اور ان کے چھ سو بازو تھے جو افق پر چھائے ہوئے تھے۔ ۱۳۰؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ الکریم کے اقوال:

نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر ۸۹، ۱۰۷ میں حضرت علیؓ فرماتے ہیں اللہ نے فرشتوں کو آسمان میں بسایا فرشتے تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ اللہ کی معرفت، خشیت اور قرب رکھتے ہیں۔ فرشتے نہ تو صلبوں اور شکموں میں ٹھہرے اور نہ ہی انھیں زمانے کے حوادث نے منتشر کیا تاہم اللہ نے اپنے آسمانوں میں ٹھہرانے اور اپنی مملکت کے بلند طبقات کو آباد کرنے کے لئے فرشتوں کی عجیب وغریب مخلوق کو پیدا فرمایا اور ان سے آسمان کے وسیع راستوں کے گوشے گوشے کو بھر دیا اور آسمان کی فضاء کی وسعتوں کے کونے کونے کو ان سے چھلکا دیا، آسمان کے وسیع اطراف کی پنہائیوں میں تسبیح کرنے والے فرشتوں کی حمد وثنا کی گونج ہر جانب ہے دوسری جانب تجلیات نور کی ایسی فراوانیاں بھی ہیں جن سے نگاہ خیرہ ہو جائے بالفاظ دیگر نگاہ کی کیا مجال کے وہ ان نظاروں کا تحمل کر سکے اللہ نے ان فرشتوں کو الگ الگ صورتوں اور پیمانوں پر پیدا فرمایا یہ فرشتے بال و پر رکھتے ہیں اور ہمہ وقت اللہ کے جلال اور عزت کی تسبیح کرتے ہیں وہ اللہ کے ہر حکم کی اطاعت کرتے ہیں اللہ نے ان فرشتوں کو اپنی وحی کا امانت دار اور اپنے امر ونواہی کی ودیعتوں کا حامل بنا کر رسولوں کی جانب بھیجا یہ فرشتے ہر قسم کے شک وشبہ سے پاک ہیں معرفت خداوندی ان کے سینوں کی تہوں میں موجزن ہیں ان پر ہیبت اور جلال خداوندی چھائی ہوئی ہے۔ ان میں سے کچھ فرشتے ایسے ہیں جن کے قدم تحت الثریٰ کی حدود سے بھی آگے نکل گئے ہیں یہ فرشتے سفید جھنڈوں کی مانند ہیں جو

فضاء کی وسعتوں کو چیرتے ہوئے آگے نکل گئے ہیں ان فرشتوں کو اللہ کی عبادت نے مشغول کر رکھا ہے اسی وجہ سے وہ ہر شے سے بے نیاز ہیں ان فرشتوں کو اللہ کی معرفت اور یقین کامل حاصل ہے انھیں صرف اور صرف اللہ کی نعمتوں کی خواہش ہے اور یہ فرشتے ہر غیر کی عطا اور انعام سے بے نیاز ہیں انھیں عبادت کا والہانہ شوق ہے کیونکہ یہ معرفت کی حلاوت سے واقف ہیں۔ ۱۳۱؎

فرشتوں کی صلاحیتیں:

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بے شمار صلاحیتوں سے متصف فرمایا ہے دراصل سات آسمان، سات مختلف زون کی حیثیت رکھتے ہیں جہاں الگ الگ فرشتوں کو ان کی اہلیت کے مطابق مختلف ذمہ داریاں سونپی گئیں ہیں لہٰذا یہ بات طے ہے کے ہر زون کے فرشتے الگ ہیں لیکن ساتوں آسمانوں میں موجود فرشتوں کو ملائکہ سماوی ہی کہا جاتا ہے فرشتوں کو ودیعت کی گئی صفات اور صلاحیتوں کا اندازہ ان کے پروں کی تعداد اور ان کی جسامت سے لگایا جاتا ہے جو دوسروں سے مختلف ہوتی ہیں جس طرح سے مور کے بے شمار پر ہوتے ہیں اور اس پر خوبصورت نقوش بھی منقش ہوتے ہیں بالکل اسی طرح سے فرشتوں کی صفات کے مطابق ان کے پر اور ان پر منقوش نقش ونگار سے ان کی صلاحیتوں کا اندازہ قائم کیا جاسکتا ہے کیونکہ ان کے پروں پر موجود ہر نقش ان کی ایک منفرد صلاحیت کی طرف اشارہ ہے ان کے پروں کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کے ان کے پروں سے نور کے جھماکے ہوتے ہیں جبکہ دوسری قسم کے فرشتوں کے پروں سے سبز روشنیوں کا انعکاس ہوتا ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ جَاعِلِ الۡمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِیۡۤ اَجۡنِحَةٍ مَّثۡنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ؕ یَزِیۡدُ فِی الۡخَلۡقِ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۔ ۱۳۲

ترجمہ۔ تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا اور فرشتوں کو پیغام رساں مقرر کرنے والا ہے۔

(ایسے فرشتے) جن کے دو دو اور تین تین اور چار چار بازو ہیں۔ وہ اپنی مخلوق کی ساخت میں جیسا

چاہتا ہے اضافہ کرتا ہے۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا۔ ۱۳۳

ترجمہ۔اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور ان ہی کی طرح زمین پیدا کی ان کے درمیان ہمارا حکم اترتا ہے۔

الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا۔ ۱۳۴

ترجمہ۔(اللہ) نے تہ برتہ سات آسمان بنائے۔

وَّبَنَیْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا۔ ۱۳۵

ترجمہ۔ہم نے تمھارے اوپر سات مضبوط آسمان بنائے۔

فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ وَ اَوْحٰى فِیْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا وَ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَ حِفْظًا ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ۔ ۱۳۶

ترجمہ۔دو دن میں اس نے سات آسمان بنائے پھر ہر آسمان میں اس کے کام کو القاء کردیا جبکہ قریب کے آسمان کو ہم نے ستاروں (چراغوں) سے سجایا اور اس کی حفاظت کی، یہ سب کچھ ایک زبردست علیم ہستی کا منصوبہ ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِیْنَ۔ ۱۳۷

ترجمہ۔بے شک ہم نے تمھارے اوپر سات راہیں پیدا کیں۔

وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِیْزَانَ۔ ۱۳۸

ترجمہ۔اس نے آسمان کو بلند کیا اور اس میں ترازو رکھی۔

فرشتوں کی غذا:

قرآن کریم کے ہر ایک لفظ پر فرشتے مامور ہیں تاہم جس قدر جس لفظ کا وزن اور Strength ہوگی

اس لفظ پر اسی قدر فرشتے مامور ہوں گے فرشتے ان مذکورہ الفاظ سے توانائی حاصل کرتے ہیں چونکہ وہ فرشتے ان الفاظ پر مامور ہوتے ہیں چنانچہ جب وہ الفاظ پڑھے جاتے ہیں تو فرشتے خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور اگر کوئی شخص ان آیات یا الفاظ کی باقاعدہ تلاوت کرتا ہے تو وہ فرشتے بھی وہاں باقاعدگی سے آکر اسے سنتے اور خوش ہوتے ہیں مثلاً اگر کوئی شخص بعد نماز عصر اللہ الصمد کا وظیفہ کرتا ہے اگر چہ یہ وظیفہ نہایت تیز تر، تیر بہ ہدف اور نہایت Powerful ہے اور کچھ مخصوص فرشتوں کی روحانی غذا یا توانائی کے حصول کا ذریعہ بھی ہیں تو وہ وہ فرشتے پابندی سے وہاں آکر اس وظیفے کو سنتے ہیں تاہم اگر کسی وجہ سے طویل عرصہ تک کیا جانے والا وظیفہ کسی وجہ سے روک دیا جائے تو پھر وہ فرشتے وہاں آکر شور مچاتے ہیں کیونکہ انھیں اس مخصوص توانائی کی ضرورت ہوتی ہے۔

ملائکہ کی عبادات:

حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرشتوں کی عبادات کے حوالے سے دریافت فرمایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سن کر خاموش رہے، اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے فرمایا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرؓ نے آسمان والے فرشتوں کی عبادت سے متعلق سوال کیا ہے؟ سب سے پہلے تو آپ انھیں میرا اسلام عرض کیجئے اور پھر انھیں یہ بتائے کے پہلے آسمان پر موجود ملائکہ قیامت تک سجدہ میں ہی رہیں گے اور وہ سجدہ میں قیامت تک سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ پڑھتے رہیں گے۔
دوسرے آسمان والے فرشتے حالت رکوع میں قیامت تک رہیں گے اور اسی کیفیت میں وہ قیامت تک سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوتِ پڑھتے رہیں گے۔ تیسرے آسمان کے فرشتے قیامت تک حالت قیام میں رہیں گے اور وہ قیامت تک سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ رڑھتے رہیں گے، جب سے اللہ نے زمین اور آسمان کی تخلیق فرمائی یہ تمام فرشتے حالت قیام، رکوع اور سجود میں ہی ہیں اور روز قیامت جب یہ اپنا سر اٹھائیں گے تو اللہ سے کہیں گے کے ما عبدناك حق عبادتك[139]

فرشتوں کو مشقت میں ڈالنے والا عمل:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص یہ دعا کرے
جَزَی اللّٰہُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَّا ھُوَ أَھْلُہ تو اس کا ثواب ستر ہزار فرشتوں کا ایک ہزار دن تک
مشقت میں ڈالے گا۔ ۱۴۰؎

۞

حوالہ کتب:

۱۔نور ہدایت۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ج۔۲۔ص۔۲۹۔مکتبہ عظیمیہ کراچی۔
۲۔فقیر کی ڈاک۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۶۸۔مکتبہ عظیمیہ کراچی۔
۳۔لغات القرآن۔مرتب۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۔لغات القرآن۔مرتب۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ص۔۲۴۲۔مطبوعہ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔
۵۔لغات القرآن۔مرتب۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۶۔لغات القرآن۔مرتب۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ص۔۲۴۲۔مطبوعہ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔
۷۔سورہ الحج۔آیت۔۷۵۔
۸۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۔
۹۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۔
۱۰۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۳۔۵۔
۱۱۔سورہ النحل۔آیت۔۵۰۔
۱۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۴۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۶۱۔سورہ کہف۔آیت۔۵۰۔
۱۳۔سورہ حٰم السجدہ۔آیت۔۳۰۔۳۱۔
۱۴۔سورہ انفال۔آیت۔۱۲۔
۱۵۔سورہ التوبہ۔آیت۔۲۶۔
۱۶۔سورہ یونس۔آیت۔۲۱۔
۱۷۔سورہ الزخرف۔آیت۔۸۰۔
۱۸۔سورہ مریم۔آیت۔۷۹۔
۱۹۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۳۔۱۴۔
۲۰۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۷۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین یونیورسٹی ملتان
۲۱۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۳۴۔

۲۲۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۱۷۔۱۱۸۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین یونیورسٹی
۲۳۔سورہ رعد۔آیت۔۱۱۔
۲۴۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دار الباز مکہ مکرمہ۔
۲۵۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
۲۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۷۷۔
۲۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۸۔
۲۸۔سورہ النسا۔آیت۔۱۳۶۔
۲۹۔سورہ الانبیا۔آیت۔۲۶۔
۳۰۔سورہ النجم۔آیت۔۲۶۔
۳۱۔سورہ المومن۔آیت۔۷۔
۳۲۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۔
۳۳۔سورہ الانبیا۔آیت۔۱۹۔۲۰۔
۳۴۔سورہ النحل۔آیت۔۵۰۔
۳۵۔سورہ تحریم۔آیت۔۶۔
۳۶۔سورہ اعراف۔آیت۔۲۰۶۔
۳۷۔سورہ الزمر۔آیت۔۷۵۔
۳۸۔سورہ طارق۔آیت۔۴۔
۳۹۔سورہ رعد۔آیت۔۱۱۔
۴۰۔سورہ احزاب۔آیت۔۴۳۔
۴۱۔سورہ احزاب۔آیت۔۵۶۔
۴۲۔سورہ الزخرف۔آیت۔۵۳۔
۴۳۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۵۔
۴۴۔سورہ النجم۔آیت۔۲۷۔
۴۵۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۴۰۔
۴۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۱۔
۴۷۔سورہ انعام۔آیت۔۵۹۔
۴۸۔سورہ المومن۔آیت۔۷۔۸۔
۴۹۔سورہ محمد۔آیت۔۱۹۔
۵۰۔سورہ الحشر۔آیت۔۱۰۔
۵۱۔سورہ التکویر۔آیت۔۱۹۔۲۱۔
۵۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۹۷۔

۵۳۔سورہ النجم۔آیت۔۳۔۴۔
۵۴۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۶۱۔
۵۵۔سورہ النجم۔آیت۔۶۔
۵۶۔سورہ النحل۔آیت۔۳۲۔
۵۷۔سورہ القدر۔آیت۔۴۔
۵۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۳۔
۵۹۔سورہ النجم۔آیت۔۱۴۔
۶۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۹۸۔
۶۱۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۲۔۵۔
۶۲۔سورہ انعام۔آیت۔۷۳۔
۶۳۔سورہ الزمر۔آیت۔۶۸۔
۶۴۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۱۰۲۔
۶۵۔سورہ یٰسین۔آیت۔۵۱۔۵۲۔
۶۶۔سورہ النبا۔آیت۔۱۸۔
۶۷۔سورہ انعام۔آیت۔۶۱۔
۶۸۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۱۔۳۔
۶۹۔ کشف الخفاء ومزیل الالباس۔علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی (متوفی ۱۱۶۴ھ) مطبوعہ مکتبہ الغزالی دمشق۔
۷۰۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار
۷۱۔سورہ انعام۔آیت۔۹۳۔
۷۲۔سورہ النحل۔آیت۔۲۸۔
۷۳۔سورہ انفال۔آیت۔۵۰۔
۷۴۔سورہ اعراف۔آیت۔۴۰۔
۷۵۔سورہ النحل۔آیت۔۲۹۔
۷۶۔سورہ النحل۔آیت۔۳۲۔
۷۷۔سورہ رعد۔آیت۔۲۳۔
۷۸۔سورہ حٰم السجدہ۔آیت۔۳۰۔
۷۹۔سورہ المعارج۔آیت۔۴۔
۸۰۔سورہ رعد۔آیت۔۲۳۔
۸۱۔سورہ الانفطار۔آیت۔۱۰۔۱۲۔
۸۲۔سورہ انعام۔آیت۔۶۱۔
۸۳۔سورہ ق۔آیت۔۱۷۔۲۲۔

۸۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی۔الباز مکہ مکرمہ۔
۸۵۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۸۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۰۲۔
۸۷۔سورہ رعد۔آیت۔۲۳۔
۸۸۔سورہ النجم۔آیت۔۲۶۔
۸۹۔سورہ التحریم۔آیت۔۶۔
۹۰۔سورہ الزخرف۔آیت۔۷۷۔
۹۱۔سورہ المدثر۔آیت۔۳۰۔۳۱۔
۹۲۔سورہ العلق۔آیت۔۱۸۔
۹۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۹۴۔سورہ الصفات۔آیت۔۱۔۳۔
۹۵۔سورہ رعد۔آیت۔۱۳۔
۹۶۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۴۔
۹۷۔سورہ المومنون۔آیت۔۴۱۔
۹۸۔سورہ الحجر۔آیت۔۸۳۔
۹۹۔سورہ رعد۔آیت۔۱۳۔
۱۰۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۱۰۱۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔
۱۰۲۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔دارالکتب العلمیہ۔
۱۰۳۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔
۱۰۴۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔دارالکتب العلمیہ۔
۱۰۵۔مسند ابویعلی موصلی۔امام احمد بن علی المثنی التمیمی (متوفی ۳۰۷ھ) مطبوعہ دارالمامون التراث بیروت۔
۱۰۶۔سورہ رعد۔آیت۔۱۳۔
۱۰۷۔سورہ رعد۔آیت۔۲۳۔
۱۰۸۔سورہ رعد۔آیت۔۲۴۔
۱۰۹۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۵۔
۱۱۰۔سورہ احزاب۔آیت۔۴۳۔
۱۱۲۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔ج۔۳۔ص۔۸۱۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ
۱۱۳۔زادالمسیر۔علامہ ابوالفرج عبدالرحمن بن علی بن محمد جوزی حنبلی (متوفی ۵۹۷ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی۔
۱۱۴۔تفسیر نمونہ۔آیت اللہ مکارم شیرازی۔ج۔۷۔ص۔۱۰۴۔۱۰۵۔مطبوعہ دارالکتب الاسلامیہ ایران۔
۱۱۵۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۲۵۔

۱۱۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۱۷۔سورہ انفال۔آیت۔۹۔
۱۱۸۔سورہ انفال۔آیت۔۱۲۔
۱۱۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۱۔
۱۲۰۔سورہ آل عمران۔آیت۔۸۷۔
۱۲۱۔کنزالعمال۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ) مطبوعہ موسستۃ الرسالہ۔
۱۲۲۔سورہ انعام۔آیت۔۵۹۔
۱۲۳۔کشف الاستارعن الزوائدالبزار۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ)۔مطبوعہ موسستہ۔
۱۲۴۔کنزالعمال۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ) مطبوعہ موسستۃ الرسالہ۔
۱۲۵۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۲۱ھ۔
۱۲۶۔کشف الخفاء ومزیل الالباس۔علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی (متوفی ۱۱۶۴ھ) مطبوعہ مکتبہ الغزالی دمشق۔
۱۲۷۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۲۷۔
۱۲۸۔کنزالعمال۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ) مطبوعہ موسستۃ الرسالہ۔
۱۲۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۳۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۲۱ھ۔
۱۳۱۔نہج البلاغہ (خطبات حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم) مطبوعہ ایران ومطبوعہ کراچی۔
۱۳۲۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۔
۱۳۳۔سورہ طلاق۔آیت۔۱۲۔
۱۳۴۔سورہ ملک۔آیت۔۳۔
۱۳۵۔سورہ النبا۔آیت۔۱۲۔
۱۳۶۔سورہ حٰم السجدہ۔آیت۔۱۲۔
۱۳۷۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۷۔
۱۳۸۔سورہ الرحمن۔آیت۔۷۔
۱۳۹۔کنزالعمال۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ) مطبوعہ موسستۃ الرسالہ۔
۱۴۰۔اہل بیت اطہار کے آزمودہ وظائف۔مرتب۔ص۔۶۷۔مطبوعہ۔موسستۃ الرسالہ بیروت

------------------------ختم شد------------------------